تفہیمُ الاحادیث

تفہیم القرآن اور مولانا مودودیؒ کی دوسری تحریروں میں مذکور
احادیث اور فقہی احکام و مسائل کی ترتیب وتخریج

جلد ششم

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

ترتیب و تخریج
مولانا عبدالوکیل علوی

فہرست عناوین

کتاب المغازی

فصل:۱ غزوات اور متعلقات

فصل: ۲ صلح حدیبیہ

فصل: ۳ فتح مکہ

فصل: ۴ غزوۂ تبوک

کتاب الجہاد

فصل:۱ جہاد اور اس سے متعلق ہدایات

کتاب الجماعۃ

فصل:۱ نظم جماعت

کتاب السیاسۃ

فصل:۱ سیاسیات

فصل:۲ اسلامی نظام سیاست کی بنیادیں

فصل:۳ اسلامی ریاست کے بنیادی اصول

فصل:۴ خلافت کے لیے قرشیت کی شرط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند باتیں

قارئین محترم کی خدمت میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ کے فکر وقلم کے شاہ کار تفہیم الاحادیث کا زیرنظر حصہ پیش کرتے ہوئے ہمیں یک گونہ خوشی ومسرت محسوس ہورہی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی اس عنایت کے لیے اس کے بے حد شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں اکیسویں صدی کے بالکل آغاز میں اپنے رسول حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ارشادات وفرمودات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب پیش کرنے کی توفیق بخشی۔ ہمیں یقین ہے کہ ملت اسلامیہ ہند کی طرف سے مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز کی اس پیش کش کا خیر مقدم کیا جائے گا اور حدیث کے اس مبارک سلسلے کو تمام انسانوں تک پہنچانے اور انھیں پیغام رسولؐ سے روشناس کرانے میں مکتبے کے ساتھ بھرپور تعاون کا مظاہرہ ہوگا۔

تفہیم الاحادیث مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی کوئی مستقل تصنیف نہیں، بلکہ یہ ان احادیث کا مجموعہ ہے، جو مولانا محترم نے اپنی شہرۂ آفاق تفسیر ''تفہیم القرآن'' اور بعض دوسری تصانیف میں حسب موقع نقل کی ہیں۔

صورت واقعہ یہ ہے کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے جس نہج پر اپنی مقبول عام تفسیر ''تفہیم القرآن'' کی چھ[6] جلدیں تحریر کی تھیں، بالکل اسی نہج پر وہ احادیث پر بھی کام کرنے کا عزم مصمّم کر چکے تھے۔ نہ صرف عزم مصمم کر چکے تھے، بلکہ انھوں نے اس کام کے لیے ایک ابتدائی خاکہ بھی تیار کرلیا تھا ــــــ لیکن اچانک وہ بیمار ہوگئے، پھر بیماری کا یہ سلسلہ اتنا طویل ہوتا گیا کہ انھیں اس سے نجات ہی نہ مل سکی۔ اسی بیماری میں ان کی مہلتِ عمر بھی ختم ہوگئی۔ اس کے بعد یہ کام التوا میں پڑ گیا۔ وفات کے کافی دنوں کے بعد مولانا محترم کے رفیق خاص مولانا خلیل احمد حامدیؒ ڈائریکٹر ادارۂ معارف اسلامی منصورہ کو اس کام کی فکر لاحق ہوئی۔ چنانچہ انھوں نے ذمے داروں اور دوسرے ارباب علم ودانش کے مشوروں سے علوم اسلامیہ اور عربی ادب کے فاضل مشہور عالم ومحقق مولانا عبدالوکیل علوی کو یہ ذمّے داری تفویض کی کہ وہ تفہیم القرآن اور دوسری تصانیف کی مدد سے مولانا محترم کے بنائے ہوئے خاکے میں رنگ بھریں۔ چنانچہ مولانا موصوف نے پورے کام کا از سرنو خاکہ تیار کیا اور ضروری کتب فراہم کرکے کام کا آغاز کردیا۔

مولانا عبدالوکیل علوی کا نام تحریکی حلقے کے لیے غیر معروف واجنبی نہیں ہے۔ وہ عربی ادب کے مایۂ ناز فاضل، اسلامی علوم کے ذہین عالم اور صاحب طرز اہل قلم کی حیثیت سے تعارف رکھتے ہیں۔ اس سے پہلے مولانا مودودیؒ کی تصانیف کی مدد سے وہ متعدد ترتیبی وتخریجی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ سیرت سرورِ عالم کی دو جلدیں ان کی ترتیبی وتخریجی صلاحیتوں کی بہترین نمایندگی کرتی ہیں۔

مولانا عبدالوکیل علوی نے اس کام میں کتنا وقت صرف کیا ہے، اور انھوں نے احادیث کی چھان بین یا ترتیب و تخریج میں کتنی عرق ریزی اور دقّتِ نظر سے کام لیا ہے، یہ سب بتانے کی ضرورت نہیں۔ پڑھنے والے خود ہی اس کا ادراک کرلیں گے۔ ''مشک آنست کہ خود بہ بوید نہ کہ عطار بگوید'' اصلی مشک خود اپنی مہک سے پہچان لیا جاتا ہے، اس کے لیے کسی عطار کی تعریف وتوصیف کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز کی اس کوشش کو شرفِ قبول سے نوازے، تمام انسانوں کے لیے اِسے نفع بخش بنائے اور اس کی تیاری میں جن رفقاء اور کارکنوں نے حصہ لیا ہے، انھیں حدیثِ رسولؐ کی خدمت کی برکات سے سرفراز کرے۔

ناشر

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی

عرض مرتب

الحمدللہ تفہیم الاحادیث کے جس کارِعظیم کو آج سے چند سال قبل شروع کیا تھا، اسے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔ یہ سعادت محض خالق ارض وسما کے فضل وکرم اور اس کی توفیق خاص کی مرہون منت ہے، ورنہ ایں سعادت بہ زور بازو نیست۔ حقیقت یہ ہے کہ بڑے کٹھن مراحل سے گزر کر ساحل تکمیل تک پہنچنے کی اپنی حد تک ایک کاوش کی ہے۔

جب یہ کام شروع کیا گیا تب اندازہ ہوا کہ ایک ٹھوس علمی وتحقیقی کتاب اپنی طرف سے مدون ومرتب کرنے کے مقابلے میں مولانا محترم رحمتہ اللہ علیہ کے پورے ذخیرۂ کتب میں سے عبارتیں نکال کر کوئی کتاب ترتیب دینے کا کام کتنا محنت طلب ہے۔ تفہیم القرآن کی چھے جلدوں کے ساتھ ساتھ مولانا کے وسیع لٹریچر کو ایک خاص نقطہ نظر سے پڑھنا، تمام احادیث کے متون، تراجم، تشریحات اور فقہی مسائل کی الگ الگ نشان زدگی، پھر اس کی تشریح کے لیے مفید مطلب مناسب و موزوں عبارات پر نشان لگانا، ان کی نقول تیار کرنا اور سب سے آخر میں ان کی بہ اعتبارِ ابواب وفصول ترتیب اور ان کی عنوان بندی، یہ سارا کام اتنا صبر آزما تھا کہ بار بار دامن ہمت تار تار ہوجانے کا اندیشہ لاحق ہوتا رہا۔ مگر ایسے مواقع پر فضل ایزدی نے ڈھارس بندھائی اور کام جاری رہا۔ الحمدللہ آج اس کاوش اور سعی وجہد کا ثمرہ آپ کے سامنے ہے۔

تالیف وتدوین کا یہ کام اپنی نوعیت اور اہمیت کے اعتبار سے جتنا اہم اور عظیم ہے، اپنے حجم کے لحاظ سے اُسی قدر ضخیم بھی۔ مولانا کی تصانیف میں سے انتخاب کرکے جو مواد نقل کیا گیا، وہ سیکڑوں نہیں بل کہ ہزاروں صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں وہ تمام احادیث جمع کی گئی ہیں، جنھیں مولانا محترم نے اپنے پورے لٹریچر میں استعمال کیا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اسے نقل کرنے سے پہلے پورے کا پورا لٹریچر ایک خاص نقطہ نظر سے پڑھا گیا، مفید مطلب عبارات پر نشان لگایا گیا اور واضح کیا گیا کہ یہ حدیث کا متن ہے اور یہ اس کا ترجمہ وتشریح۔ جن احادیث سے فقہی مسائل استنباط کیے گئے، ان پر الگ نشان لگایا گیا، متنِ حدیث کی بجائے کہیں محض ترجمہ ملا تو اسے بھی نکال لیا گیا۔

اس کام کی تکمیل پر کس قدر محنت کی گئی یا کتنی عرق ریزی سے یہ کام انجام پایا؟ اس کا صحیح اندازہ صرف انھیں کو ہوسکتا ہے، جنھوں نے کبھی اس وادیٔ پرخار میں قدم رکھا ہو۔ مولانا محترم نے زیادہ تر مقامات پر احادیث نقل کرتے وقت صرف اتنا کہہ دیا ہے کہ فلاں حدیث بخاری ومسلم میں ہے یا متفق علیہ یا ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے اسے روایت کیا ہے۔ اسی طرح احادیث کی دوسری کتب کے حوالے بھی دیے ہیں، مگر بخاری ومسلم نے اس حدیث کو کس کتاب میں، کس فصل یا باب میں اور کس عنوان کے تحت یا کتاب کے کس صفحے پر روایت کیا ہے؟ اس کا التزام کم ہی کیا جاسکا ہے۔ پھر مولانا محترم نے اکثر

مقامات پر حدیث کا صرف اتنا ہی جز نقل کیا ہے جتنا انہیں اس مقام کے لحاظ سے استشہاد کے لیے مطلوب تھا۔ پوری حدیث نقل نہیں کی اور پوری سند تو بہت ہی کم نقل ہو سکی ہے۔

اس نقل شدہ مواد کو ایک مفید کتاب کی صورت میں مرتب و مدون کرنے کے لیے ان تمام نقل شدہ احادیث کی سندیں شامل کی گئیں۔ جہاں حدیث کا ایک جزو استعمال کیا گیا، وہ پوری حدیث مع سند نقل کی گئی تا کہ قاری یہ جان سکے کہ یہ کس حدیث کا جز و ہے یا کس محدث نے اپنی کس کتاب اور اس کتاب کے کس باب یا فصل میں اور کس عنوان کے تحت روایت کیا ہے وغیرہ اور حدیث کے بارے میں محدث کی محدثانہ رائے کہ یہ حدیث کس درجے کی ہے، صحیح، حسن یا ضعیف وغیرہ بھی درج کی گئی ہے۔ مزید برآں ایسی احادیث بھی شامل کی گئی ہیں، جو ان کے مفہوم کی تائید کرتی ہیں، جنہیں مویدات کہہ سکتے ہیں۔ اس مفید اضافے سے اصل مواد کی ضخامت تو واقعۃً بڑھ گئی مگر فوائد میں بے حساب اضافہ بھی ہوا ہے۔

حدیث کی تخریج کے لیے جو اصول پیش نظر رکھا گیا ہے وہ یہ ہے:

سب سے پہلے حدیث کو (بخاری و مسلم) میں تلاش کیا گیا۔ اگر وہ ان میں مل گئی اور دونوں کے الفاظ بھی یکساں ملے تو اس صورت میں سند اور متن حدیث صحیح بخاری کا لیا گیا اور حوالے میں متفق علیہ درج کیا گیا ہے۔ اگر صحیحین کی روایت میں معنوی یکسانی تو موجود ہے مگر لفظی اختلاف ہے تو اس صورت میں بھی سند اور متن حدیث صحیح بخاری کا لیا گیا ہے اور صحیح مسلم کا اختلاف اور فرق الگ سے واضح کر دیا گیا ہے۔ اگر مولانا محترم نے خود ہی صحیح مسلم کی روایت لی ہے تو پھر اصل متن اسی روایت کو قرار دیا گیا ہے اور صحیح بخاری کی روایت میں جو اختلاف ہے، اسے واضح کر کے اس کا حوالہ دیا ہے اور اگر مولانا نے صحیحین کے علاوہ باقی کتب اربعہ یعنی سنن ابی داؤد، ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں سے کسی کا حوالہ دیا ہے اور وہ حدیث صحیحین میں سے کسی ایک میں بھی قدرے لفظی اختلاف یا فرق کے ساتھ موجود ہے تو اس صورت میں اصل ماخذ بیان کرنے کے بعد صحیحین کا حوالہ اور فرق و اختلاف بھی درج کرنے کی محتاط کوشش کی گئی ہے۔ اگر کوئی حدیث صحیحین میں نہ ملی تو پھر ابوداؤد کی روایت کو ترجیحاً نقل کیا گیا ہے۔ اگر ابوداؤد اور دیگر کتب میں بھی کوئی حدیث موجود ہے تو اصل متن کے طور پر ابوداؤد کی روایت درج کی گئی ہے اور باقی ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ اور دیگر کتب کے حوالے درج کیے گئے ہیں۔ حوالوں کے بارے میں میری یہ کوشش رہی ہے کہ حتی الوسع ایک حدیث کے زیادہ سے زیادہ ممکن الحصول ماخذ و مصادر درج کیے جائیں۔ اصل کتب ماخذ جتنی مجھے دستیاب ہو سکیں، ان سب کے حوالے دینے کی بساط بھر کوشش کی ہے۔ تخریج مواد، اس کو نقل کرنے، عبارات پر اعراب لگانے اور اضافہ شدہ عربی عبارات کا ترجمہ کرنے کے بعد نقل شدہ مواد کی روشنی میں اسے ایک کتابی صورت میں لانے کے لیے اس کی پہلے ابواب بندی کی گئی اور پھر انہیں فصول اور مختلف عناوین کے تحت تقسیم کیا گیا، پھر ذیلی عنوانات قائم کیے گئے۔ بعد ازاں حوالے جات اور احادیث کے نمبر لگائے گئے اور ان حوالوں کو اپنے اپنے مقام پر درج کیا گیا تا کہ قاری کو اگر کسی عبارت کے اصل ماخذ کی ضرورت محسوس ہو تو وہ بغیر کسی دشواری اور پریشانی کے اصل ماخذ سے رجوع کر سکے۔

آخر میں بارگاہِ رب العزت میں دست بہ دعا ہوں کہ اس کام کو اللہ تعالیٰ کے حضور شرف قبول حاصل ہو اور یہ مولانا محترم کے لیے بلندی درجات کا باعث بنے۔

وما توفیقی الا باللہ

خاکسار

عبدالوکیل علوی

كتاب المغازي

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ (الحشر:۷)

”جو کچھ رسُول تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے تم کو روک دے اس سے رُک جاؤ۔“

فصل:۱

غزوات اور متعلقات

سوق عکاظ کی طرف تبلیغی سفر

۱- حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے چند اصحاب کے ساتھ بازار عکاظ تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں نخلہ کے مقام پر آپؐ نے صبح کی نماز پڑھائی، اُس وقت جنوں کا ایک گروہ اُدھر سے گزر رہا تھا، تلاوت کی آواز سن کر وہ ٹھہر گیا اور غور سے قرآن سنتا رہا۔ (اس قصے کی صراحت میں حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ) رسول اللہ ﷺ نے جنوں کے سامنے قرآن نہیں پڑھا تھا نہ آپ نے ان کو دیکھا تھا۔ (مسلم، ترمذی، مسند احمد، ابن جریر)

تخریج: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اِنْطَلَقَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ طَائِفَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ عَامِدِیْنَ اِلٰی سُوْقِ عُکَاظٍ، وَ قَدْ حِیْلَ بَیْنَ الشَّیَاطِیْنَ وَ بَیْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ، وَ اُرْسِلَتْ عَلَیْهِمُ الشُّهُبُ، فَرَجَعَتِ الشَّیَاطِیْنُ اِلٰی قَوْمِهِمْ، فَقَالُوْا: مَالَکُمْ؟ حِیْلَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ وَ اُرْسِلَتْ عَلَیْنَا الشُّهُبُ، قَالُوْا: مَا حَالَ بَیْنَکُمْ وَ بَیْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ اِلَّا شَیْءٌ حَدَثٌ، فَاضْرِبُوْا مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا، فَانْظُرُوْا مَا هٰذَا الَّذِیْ حَالَ بَیْنَکُمْ وَ بَیْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ، فَانْصَرَفَ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ تَوَجَّهُوْا نَحْوَ تِهَامَةَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَ هُوَ بِنَخْلَةَ عَامِدِیْنَ اِلٰی سُوْقِ عُکَاظٍ وَ هُوَ یُصَلِّیْ بِاَصْحَابِهٖ صَلَاةَ الْفَجْرِ، فَلَمَّا سَمِعُوْا الْقُرْاٰنَ اسْتَمَعُوْا لَهٗ، فَقَالُوْا: هٰذَا وَاللّٰهِ الَّذِیْ حَالَ بَیْنَکُمْ وَ بَیْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ۔ فَهُنَالِکَ حِیْنَ رَجَعُوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ قَالُوْا: یَا قَوْمَنَا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی نَبِیِّهٖ ﷺ (قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ)، وَ اِنَّمَا اُوْحِیَ اِلَیْهِ قَوْلُ الْجِنِّ۔(۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ (ایک روز) نبی ﷺ اپنے چند صحابہ کی معیت میں عکاظ کے بازار کی جانب چلے (اس وقت) شیاطین کو آسمانی خبریں سننے کے راستہ میں رکاوٹیں کھڑی کردی گئیں تھیں اور (سننے کی کوشش) کے مواقع پران پر شعلے پھینکے جاتے تھے (ایسی صورت حال محسوس) کر کے شیاطین واپس اپنی قوم کے پاس لوٹ آئے، تو قوم نے دریافت کیا کہ کیا ہوا تمہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ آسمان سے خبروں کے راستوں میں ہمارے لیے رکاوٹیں حائل کردی

گئیں ہیں اور ہمارے اوپر شعلے پھینکے جاتے ہیں۔قوم نے کہا تمہارے آسمان تک رسائی میں رکاوٹ کسی خاص وجہ سے پیدا ہوئی ہے جو حال ہی میں رونما ہوئی ہے لہٰذا اطراف عالم کے مشرق و مغرب میں گھوم پھر کر دیکھو کہ وہ کیا نئی چیز ہے جو تمہارے اور آسمانی خبر کے مابین رکاوٹ کا باعث بنی ہے۔ چناں چہ وہ شیاطین اس غرض کے لیے نکل کھڑے ہوئے تو جو شیاطین ان میں سے تہامہ کی طرف نکلے تھے وہ نبی ﷺ کی جانب آ گئے۔آپ اس وقت مقام نخلہ پر اپنے اصحاب کو صبح کی نماز باجماعت پڑھا رہے تھے اور عکاظ کی جانب عازم سفر تھے۔ جب ان جنوں نے قرآن سنا تو بڑے غور اور توجہ سے سننے لگے اور بولے: اللہ کی قسم! یہی وہ چیز ہے جو تمہارے اور آسمانی خبر کے حصول میں رکاوٹ ہے۔پس اسی جگہ سے وہ اپنی قوم کے پاس واپس لوٹ گئے اور انہیں بتایا کہ اے ہمارے قومی بھائیو! ہم نے تو بڑا عجیب و انوکھا قرآن سنا ہے جو رشد و ہدایت کی طرف رہ نمائی کرتا ہے، ہم تو اس پر ایمان لا چکے ہیں لہٰذا اس کے بعد اب ہم ہرگز اپنے رب کا کسی کو شریک و ساجھی نہ بنائیں گے۔اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر (قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ) اور جنوں کی گفتگو بذریعہ وحی نازل فرمائی۔

تشریح: اکثر مفسرین نے اس روایت کی بنا پر یہ سمجھا ہے کہ یہ حضور ﷺ کے مشہور سفر طائف کا واقعہ ہے جو ہجرت سے تین سال پہلے سنہ ۱۰ نبوی میں پیش آیا تھا لیکن یہ قیاس متعدد وجوہ سے صحیح نہیں ہے۔طائف کے اُس سفر میں جنوں کے قرآن سننے کا جو واقعہ پیش آیا تھا اُس کا قصہ سورۂ احقاف: ۲۹-۳۲ میں بیان کیا گیا ہے۔اُن آیات پر ایک نگاہ ڈالنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اُس موقع پر جو جن قرآن مجید سن کر ایمان لائے تھے وہ پہلے سے حضرت موسیٰ اور سابق کتب آسمانی پر ایمان رکھتے تھے، اس کے برعکس اس سورہ (الجن) کی آیات: ۲-۷ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس موقع پر قرآن سننے والے یہ جن مشرکین اور منکرین آخرت اور رسالت میں سے تھے۔یہ بات تاریخ سے ثابت ہے کہ طائف کے اُس سفر میں حضرت زید بن حارثہؓ کے سوا اور کوئی حضور ﷺ کے ساتھ نہ تھا بخلاف اِس کے اِس سفر کے متعلق ابن عباسؓ فرما رہے ہیں کہ اس میں چند صحابہ آپ کے ساتھ تھے۔ مزید برآں روایات اس بات پر بھی متفق ہیں کہ اُس سفر میں جنوں نے قرآن اُس وقت سنا تھا جب حضور ﷺ طائف سے مکہ تشریف لاتے ہوئے نخلہ میں ٹھہرے تھے اور اِس سفر میں ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق جنوں کے قرآن سننے کا واقعہ اس وقت پیش آیا تھا جب آپ مکہ سے عکاظ تشریف لے جا رہے تھے۔ان وجوہ سے صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ سورۂ احقاف اور سورۂ جن میں ایک ہی واقعہ کا ذکر نہیں کیا گیا ہے بلکہ یہ دو الگ واقعات تھے جو دو مختلف سفروں میں پیش آئے تھے۔

جہاں تک سورۂ احقاف کا تعلق ہے، اُس میں جس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے۔اس کے بارے میں روایات متفق ہیں کہ وہ سنہ ۱۰ نبوی کے سفر طائف میں پیش آیا تھا۔اب رہا یہ سوال کہ یہ دوسرا واقعہ کس زمانے میں پیش آیا، اس کا کوئی جواب ہمیں ابن عباسؓ کی روایت سے نہیں ملتا نہ کسی اور تاریخی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ عکاظ کے بازار میں کب تشریف لے گئے تھے البتہ اِس سورہ کی آیات: ۸-۱۰ پر غور کرنے سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ نبوت کے ابتدائی دور کا واقعہ ہی ہو سکتا ہے۔ان آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے جن عالم بالا کی خبریں معلوم کرنے کے لیے آسمان میں سن گن لینے کا کوئی نہ کوئی موقع پا لیتے تھے مگر اس کے بعد انہوں نے دیکھا کہ ہر طرف فرشتوں کے سخت پہرے لگ گئے ہیں اور شہابوں کی بارش ہو رہی ہے، جس کی وجہ سے کہیں ان کو ایسی جگہ نہیں ملتی جہاں ٹھہر کر وہ کوئی بھنک پا سکیں۔

اس سے ان کو یہ معلوم کرنے کی فکر لاحق ہوئی کہ زمین میں ایسا کیا واقعہ پیش آیا ہے یا آنے والا ہے جس کے لیے یہ سخت انتظامات کیے گئے ہیں۔ غالباً اُسی وقت سے جنوں کے بہت سے گروہ اِس تلاش میں پھرتے رہے ہوں گے اور اُن میں سے ایک گروہ نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن سن کر یہ رائے قائم کی ہوگی کہ یہی وہ چیز ہے جس کی خاطر جنوں پر عالم بالا کے تمام دروازے بند کردیے گئے ہیں۔ (تفہیم القرآن: ج ٦، الجن: زمانۂ نزول)

مظالم کی شدت اور ہجرت حبشہ

۲- لَوْ خَرَجْتُمْ اِلٰی اَرْضِ الْحَبَشَةِ فَاِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهُ اَحَدٌ وَ هِيَ اَرْضُ صِدْقٍ حَتّٰى يَجْعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ فَرَجًا مِمَّا اَنْتُمْ فِيْهِ۔

”(حضور ﷺ نے فرمایا:) اچھا ہو کہ تم لوگ نکل کر حبش چلے جاؤ، وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا اور وہ بھلائی کی سرزمین ہے، جب تک اللہ تمہاری اس مصیبت کو رفع کرنے کی کوئی صورت پیدا کرے، تم لوگ وہاں ٹھہرے رہو۔“

تخریج:﴿۱﴾ **قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: فَلَمَّا رَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا يُصِيْبُ اَصْحَابَهُ مِنَ الْبَلَاءِ، وَمَا هُوَ فِيْهِ مِنَ الْعَافِيَةِ بِمَكَانِهِ مِنَ اللّٰهِ وَ مِنْ عَمِّهِ اَبِيْ طَالِبٍ۔ وَ اِنَّهُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى اَنْ يَّمْنَعَهُمْ مِمَّا هُمْ فِيْهِ مِنَ الْبَلَاءِ قَالَ لَهُمْ: لَوْ خَرَجْتُمْ اِلٰی اَرْضِ الْحَبَشَةِ فَاِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهُ اَحَدٌ وَ هِيَ اَرْضُ صِدْقٍ حَتّٰى يَجْعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ فَرَجًا مِمَّا اَنْتُمْ فِيْهِ۔** (۲)

ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ آپ کے صحابہ مصائب اور بلاؤں کا تختہ مشق بن رہے ہیں اور خود اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق اور اپنے چچا ابوطالب کی وجہ سے (تحت الاسباب) ان آفتوں اور آزمائشوں سے (نسبتاً) محفوظ ہیں۔ نیز یہ بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان بلاؤں سے جن میں وہ مبتلا ہیں آپ ان کی حفاظت و دفاع نہیں کرسکتے تو ان سے فرمایا: ”اگر تم لوگ سرزمین حبشہ کی طرف چلے جاؤ (تو بہتر ہے) اس لیے کہ وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا اور وہ بھلائی کی سرزمین ہے تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے ان فتنوں سے جن میں تم (اس وقت) مبتلا ہو کوئی آسانی وکشائش پیدا فرمادے۔“

﴿۲﴾ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ، ثَنَا اَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ، ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا ضَاقَتْ عَلَيْنَا مَكَّةُ وَ اُوْذِيَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ فُتِنُوْا وَ رَاَوْا مَا يُصِيْبُهُمْ مِنَ الْبَلَاءِ وَ الْفِتْنَةِ فِيْ دِيْنِهِمْ وَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَا يَسْتَطِيْعُ دَفْعَ ذٰلِكَ عَنْهُمْ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَنَعَةٍ مِنْ قَوْمِهِ وَ عَمِّهِ لَا يَصِلُ اِلَيْهِ شَيْءٌ مِمَّا يَكْرَهُ

مَایَنَالُ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ بِاَرْضِ الْحَبَشَةِ مَلِكًا لَا يُظْلَمُ اَحَدٌ عِنْدَهٗ فَالْحَقُوْا بِبِلَادِهٖ حَتّٰى يَجْعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا مِمَّا اَنْتُمْ فِيْهِ... الخ (۳)

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ جب مکہ ہم پر تنگ ہوگیا اور اصحاب رسول ﷺ اذیت رسانی کا تختۂ مشق بن گئے اور مختلف فتنوں میں مبتلا کر دیے گئے، دین کے سلسلہ میں جو مصائب ان کو پہنچائے گئے ان کا بچشم خود ملاحظہ کرلیا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ ان مصائب کو ان سے ہٹا نہیں سکتے اور خود آپ اپنی قوم اور چچا کی حفاظت میں تھے اس لیے جو مصائب اصحاب رسول کو پہنچ رہے تھے جنہیں آپ پسند نہیں فرماتے تھے، وہ آپ کی ذات تک نہیں پہنچ رہے تھے تو ایسی صورت حال میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ حبشہ میں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا اور تم اس کی سرزمین میں چلے جاؤ جب تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس مصیبت سے نکلنے کی کوئی صورت پیدا نہ فرمادے۔“

۳- آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے جو اہل ایمان تھے اُن پر اس سے زیادہ مظالم ہو چکے ہیں ان کی ہڈیوں پر لوہے کی کنگھیاں گھسی جاتی تھیں، ان کے سروں پر رکھ کر آرے چلائے جاتے تھے پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتے تھے۔ یقین جانوں کہ اللہ اس کام کو پورا کر کے رہے گا یہاں تک کہ ایک وقت وہ آئے گا کہ ایک آدمی صنعاء سے حضر موت تک بے کھٹکے سفر کرے گا اور اللہ کے سوا اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا مگر تم جلد بازی کرتے ہو۔“ (بخاری)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، ثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمَاعِيْلَ، ثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ، قَالَ: شَكَوْنَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَ هُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَّهٗ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَقُلْنَا: اَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا، اَلَا تَدْعُوْا لَنَا؟ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهٗ فِي الْاَرْضِ، فَيُجْعَلُ فِيْهَا، فَيُجَآءُ بِالْمِنْشَارِ، فَيُوْضَعُ عَلٰى رَاْسِهٖ، فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ وَمَا يَصُدُّهٗ عَنْ دِيْنِهٖ وَ يُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهٖ مِنْ عَظْمٍ وَ عَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَ لٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ۔ (٤)

ترجمہ: حضرت خباب بن ارت سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے نبی ﷺ سے شکوہ کیا، اس وقت آپ خانہ کعبہ کے زیرسایہ اپنی چادر کو بطور تکیہ لگائے تشریف فرما تھے، ہم نے عرض کیا: کیا آپ ہمارے لیے نصرت و مدد طلب نہیں فرماتے؟ کیا آپ ہمارے لیے دعا نہیں مانگتے؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ”تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں میں ایسا آدمی ہوتا تھا کہ اس کے لیے زمین میں گڑھا کھودا جاتا اور اس میں اُس آدمی کو گاڑ کر آرا لایا جاتا پھر اس کے سر پر رکھ کر چلایا جاتا اور اس کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے مگر یہ اذیت بھی اسے اپنے دین سے نہ پھیر سکتی، لوہے کی کنگھیاں اس کے گوشت پر گھسی جاتیں اور پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتا یقین جانو اللہ تعالیٰ اس کام کو پورا کر کے رہے گا یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ آدمی صنعاء سے حضر موت تک بے کھٹکے سفر کرے گا اور اللہ کے سوا اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا یا بھیڑیے کا خوف اپنی بکری کے بارے میں لیکن تم ہو کہ جلد بازی کرتے ہو۔“

٤– چناں چہ صحیحین میں خباب بن ارتؓ کی روایت ہے:

''میں مکے میں لوہار کا کام کرتا تھا، مجھ سے عاص بن وائل نے کام لیا، پھر جب میں اس سے اجرت لینے گیا تو اس نے کہا کہ میں تیری اجرت نہ دوں گا جب تک تو محمد کا انکار نہ کرے۔''

تخریج:〈ا〉 **حَدَّثَنَا اِسۡحَاقُ، ثَنَا وَهۡبُ بۡنُ جَرِيۡرٍ، اَنَا شُعۡبَةُ عَنِ الۡاَعۡمَشِ، عَنۡ اَبِي الضُّحٰی، عَنۡ مَسۡرُوۡقٍ، عَنۡ خَبَّابٍ، قَالَ: كُنۡتُ قَيۡنًا فِي الۡجَاهِلِيَّةِ، وَ كَانَ لِيۡ عَلَی الۡعَاصِ بۡنِ وَائِلٍ دَرَاهِمُ، فَاَتَيۡتُهُ اَتَقَاضَاهُ، فَقَالَ: لَا اَقۡضِيۡ لَهُ حَتّٰی تَكۡفُرَ بِمُحَمَّدٍ، فَقُلۡتُ: لَا وَاللّٰهِ! لَا اَكۡفُرُ بِمُحَمَّدٍ حَتّٰی يُمِيۡتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبۡعَثَكَ، قَالَ: فَدَعۡنِيۡ حَتّٰی اَمُوۡتَ ثُمَّ اُبۡعَثَ، فَاُوۡتِيَ مَالًا وَّ وَلَدًا ثُمَّ اَقۡضِيَكَ، فَنَزَلَتۡ: (اَفَرَاَيۡتَ الَّذِيۡ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوۡتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا)** (۵)

تشریح: قریش کے سردار جب تضحیک، استہزاء، اطماع، تخویف اور جھوٹے الزامات کی تشہیر سے تحریک اسلامی کو دبانے میں ناکام ہو گئے تو انہوں نے ظلم وستم، مار پیٹ اور معاشی دباؤ کے ہتھیار استعمال کرنے شروع کیے۔ ہر قبیلے کے لوگوں نے اپنے اپنے قبیلے کے نومسلموں کو تنگ پکڑا اور طرح طرح سے ستا کر، قید کر کے، بھوک پیاس کی تکلیفیں دے کر حتی کہ سخت جسمانی اذیتیں دے دے کر انہیں اسلام چھوڑنے پر مجبور کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ غریب لوگ اور وہ غلام اور موالی جو قریش والوں کے تحت زیردست کی حیثیت سے رہتے تھے، بری طرح پیسے گئے مثلاً: بلال، عامر بن فہیرہ، اُم عبیس، زنیرہ، عمار بن یاسر اور ان کے والدین وغیرہم۔ ان لوگوں کو مار مار کر ادھ موا کر دیا جاتا، بھوکا پیاسا بند رکھا جاتا، مکے کی تپتی ہوئی ریت پر چلچلاتی دھوپ میں لٹا دیا جاتا اور سینے پر بھاری پتھر رکھ کر گھنٹوں تڑپایا جاتا، جو لوگ پیشہ ور تھے ان سے کام لے لیا جاتا اور اجرت ادا کرنے میں پریشان کیا جاتا۔

اسی طرح جو لوگ تجارت کرتے تھے ان کے کاروبار کو برباد کرنے کی کوششیں کی جاتیں اور جو معاشرے میں کچھ عزت کا مقام رکھتے تھے ان کو ہر طریقے سے ذلیل ورسوا کیا جاتا۔ اسی زمانے کا حال بیان کرتے ہوئے حضرت خباب کہتے ہیں: ''ایک روز نبی ﷺ کعبے کے سائے میں تشریف فرما تھے، میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''یارسول اللہ! اب تو ظلم کی حد ہو گئی ہے، آپ اللہ سے دعا نہیں فرماتے؟'' اس پر حضور ﷺ نے مندرجہ بالا الفاظ فرمائے مگر جب حالات سخت خراب ہو گئے تو حضور علیہ السَّلام نے ان کو اجازت دے دی۔

آپ کے اس ارشاد کی بنا پر پہلے گیارہ مرد اور چار خواتین نے حبش کی راہ لی۔ قریش کے لوگوں نے ساحل تک ان کا پیچھا کیا مگر خوش قسمتی سے شعیبیہ کی بندرگاہ پر ان کو حبش کے لیے بروقت کشتی مل گئی اور وہ گرفتار ہونے سے بچ گئے۔ پھر چند مہینوں کے اندر مزید لوگوں نے ہجرت کی یہاں تک کہ ۸۳ مرد، گیارہ عورتیں اور سات غیر قریش مسلمان حبش میں جمع ہو گئے اور مکے میں نبی ﷺ کے ساتھ صرف ۴۰ آدمی رہ گئے۔

اس ہجرت سے مکے کے گھر گھر میں کہرام مچ گیا کیوں کہ قریش کے بڑے اور چھوٹے خاندانوں میں سے کوئی ایسا

نہ تھا جس کے چشم و چراغ ان مہاجرین میں شامل نہ ہوں، کسی کا بیٹا گیا تو کسی کا داماد، کسی کی بیٹی گئی تو کسی کا بھائی اور کسی کی بہن۔ ابوجہل کے بھائی سلمہ بن ہشام، اس کے چچازاد بھائی ہشام بن ابی حذیفہ اور عیاش بن ابی ربیعہ اور اس کی چچازاد بہن حضرت ام سلمہ، ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ، عتبہ کے بیٹے اور ہند جگر خوار کے سگے بھائی ابوحذیفہ، سہیل بن عمرو کی بیٹی سہلہ اور اسی طرح دوسرے سرداران قریش اور مشہور دشمنان اسلام کے اپنے جگر گوشے دین کی خاطر گھر بار چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے تھے۔ اسی لیے کوئی گھر نہ تھا جو اس واقعہ سے متاثر نہ ہوا ہو بعض لوگ اس کی وجہ سے اسلام دشمنی میں پہلے سے زیادہ سخت ہو گئے اور بعض کے دلوں پر اس کا اثر ایسا ہوا کہ آخر کار وہ مسلمان ہو کر رہے چناں چہ حضرت عمرؓ کی اسلام دشمنی پر پہلی چوٹ اسی واقعہ سے لگی۔ ان کی ایک قریبی رشتہ دار لیلیٰ بنت ابی حثمہ بیان کرتی ہیں کہ میں ہجرت کے لیے اپنا سامان باندھ رہی تھی اور میرے شوہر عامر بن ربیعہ کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے۔ اتنے میں عمر آئے اور کھڑے ہو کر میری مشغولیت کو دیکھتے رہے کچھ دیر کے بعد کہنے لگے: ''عبداللہ کی ماں! جا رہی ہو؟'' میں نے کہا: ''ہاں! خدا کی قسم! لوگوں نے ہمیں بہت ستایا، خدا کی زمین کھلی پڑی ہے، اب ہم کسی ایسی جگہ چلے جائیں گے جہاں خدا ہمیں چین دے۔'' یہ سن کر عمر کے چہرے پر رقت کے ایسے آثار طاری ہوئے جو میں نے کبھی ان پر نہ دیکھے تھے اور وہ بس یہ کہہ کر نکل گئے: ''خدا تمہارے ساتھ ہو۔''

(تفہیم القرآن، ج ۳، سورہ مریم: تاریخی پس منظر)

اصحمہ نجاشی کی نماز جنازہ کے متعلق آپؐ کا ارشاد

۳- مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ، فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلٰى اَخِيْكُمْ اَصْحَمَةَ۔

''آج ایک مردِ صالح نے وفات پائی ہے، اُٹھو! اور اپنے بھائی اصحمہ کی نماز جنازہ پڑھو۔'' (بخاری و مسلم)

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ مَاتَ النَّجَاشِيُّ، مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلٰى اَخِيْكُمْ اَصْحَمَةَ۔ (٦)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی وفات پر فرمایا: ''آج ایک صالح مرد وفات پا گیا ہے، اُٹھو! اور اپنے بھائی اصحمہ کی نماز جنازہ پڑھو۔''

تشریح: جب مہاجرین وہاں (حبشہ) پہنچے اور کفار مکہ نے نجاشی سے اُن کو واپس مانگنے کے لیے اپنا وفد روانہ کیا اور حضرت جعفر اور نجاشی کے درمیان مکالمہ ہوا تو محدثین اور اہل سیرت کی متفقہ روایت کے مطابق نجاشی نے نہ صرف یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے متعلق اس عقیدے کی تصدیق کی جو قرآن میں بیان ہوا ہے بلکہ مزید برآں نبی ﷺ کی نبوت کا اقرار بھی کیا۔ اس کے بعد نجاشی کے مسلمان ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ امام احمد نے عبداللہ بن مسعودؓ کے حوالے سے (جو اس واقعہ کے عینی شاہد ہیں) نجاشی کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ اس نے کہا: **مرحبا بکم و لمن جئتم من عندہ اشھد انه رسول اللّٰہ و انّه الّذی نجد فی الانجیل و انّه الرّسول الّذی بشّر به عیسٰی ابن مریم** ''خوش آمدید ہو تمہارے لیے

اوران کے لیے جن کے پاس سے تم آئے ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہی ہیں جن کا ذکر ہم انجیل میں پاتے ہیں اور آں حضرت ﷺ وہی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ بن مریم نے دی ہے۔''

کیا یہ الفاظ کسی غیر مسلم کے ہو سکتے ہیں؟ بیہقی میں خود عمرو ابن عاصؓ سے (جو مہاجرین کو واپس لانے کے لیے کفار مکہ کی طرف سے حبش بھیجے گئے تھے) یہ الفاظ مروی ہیں کہ انہوں نے آکر اہل مکہ کو جو رپورٹ دی، وہ یہ تھی کہ **اِنَّ اَصُحَمَةَ یزعم انه صاحبکم نبیٌ** ''اصحمہ نجاشی بیان کرتا ہے کہ تمہارا ساتھی نبی ہے۔'' کیا کوئی شخص نبی ﷺ کی نبوت کا اقرار کر کے بھی غیر مسلم قرار دیا جا سکتا ہے؟

ابن ہشام[۱] نے اپنی سیرت نبوی میں حضرت عمرو بن عاص کے قبول اسلام کا جو قصہ لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوّل اوّل نجاشی ہی کی تبلیغ نے ان کے دل میں ایمان پیدا کیا تھا اور صلح حدیبیہ سے پہلے وہ نجاشی کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کر چکے تھے۔ اس موقع پر جو الفاظ اس نے حضرت عمرو بن عاص سے کہے تھے وہ یہ تھے: **اطعنی واتبعه فانه واللّٰه لعلی الحق و لیظهرنَّ علی من خالفه کما ظهر موسٰی علی فرعون و جنوده** ''میری بات مانو اور محمد ﷺ کی پیروی قبول کر لو کیوں کہ وہ حق پر ہیں اور وہ اسی طرح اپنے مخالفین پر غالب آکر رہیں گے جس طرح موسیٰ علیہ السّلام فرعون اور اس کے لشکروں پر غالب آئے تھے۔'' علامہ ابن عبدالبر نے استیعاب میں وہ خطبہ نقل کیا ہے جو نجاشی نے حضرت اُم حبیبہ سے نبی ﷺ کا غائبانہ نکاح پڑھاتے ہوئے دیا تھا۔ اس میں صاف طور پر یہ الفاظ موجود ہیں: (**اشهد ان محمداً رسول اللّٰه و انه الّذی بشر به عیسٰی ابن مریم**) ''میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جن کی آمد کی خبر عیسیٰ بن مریم نے دی تھی۔''

ان سب سے بڑھ کر مستند و معتبر وہ روایت ہے جو بخاری و مسلم میں آئی ہے کہ نجاشی کی وفات کی خبر پا کر نبی ﷺ نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی اور فرمایا: **مات الیوم رجل صالح فقوموا فصلوا علی اخیکم اصحمة** ''آج ایک مرد صالح نے وفات پائی ہے اُٹھو اور اپنے بھائی اصحمہ کی نماز جنازہ پڑھو۔'' (اسلامی ریاست، ہجرت حبشہ سے غلط استدلال)

کفار مکہ کا مطالبۂ عذاب

۵- نسائی اور دوسرے محدثین نے ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ نضر بن حارث بن کلدہ نے کہا تھا: **اَللّٰهُمَّ اِنۡ كَانَ هٰذَا هُوَ الۡحَقَّ مِنۡ عِنۡدِكَ فَاَمۡطِرۡ عَلَيۡنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِئۡتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ○(الانفال:۳۲)** ''خدایا! اگر یہ واقعی تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا ہم پر دردناک عذاب لے آ۔'' (تفہیم القرآن، ج۶، المعارج، حاشیہ:۱)

تخریج:〈ا〉 اَخۡبَرَنَا مُحَمَّدُ بۡنُ عَلِيِّ الشَّيۡبَانِيُّ بِالۡكُوۡفَةِ، ثَنَا اَحۡمَدُ بۡنُ حَازِمِ الۡغِفَارِيُّ، ثَنَا عُبَيۡدُ اللّٰهِ بۡنُ مُوۡسٰى عَنۡ سُفۡيَانَ الثَّوۡرِيِّ، عَنِ الۡاَعۡمَشِ، عَنۡ سَعِيۡدِ بۡنِ جُبَيۡرٍ سَاَلَ سَائِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ لَيۡسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الۡمَعَارِجِ. سَاَلَ سَائِلٌ قَالَ: هُوَ النَّضۡرُ بۡنُ الۡحَارِثِ بۡنِ كَلَدَةَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنۡ كَانَ هٰذَا هُوَ الۡحَقَّ مِنۡ عِنۡدِكَ فَاَمۡطِرۡ عَلَيۡنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ. (۷)

(ا) سیرت ابن ہشام: ج ۳ ص ۲۷۷

بخاری ومسلم وغیرہ نے یہ دعا ابوجہل سے بھی منسوب بیان کی ہے:

﴿۲﴾ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبِیْ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِیْدِ، وَ ھُوَ ابْنُ کُرْدَیْدٍ صَاحِبُ الزِّیَادِیِّ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ، قَالَ اَبُوْجَھْلٍ: اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِئْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ، فَنَزَلَتْ: وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَ اَنْتَ فِیْھِمْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ وَ مَالَھُمْ اَلَّا یُعَذِّبَھُمُ اللّٰہُ وَ ھُمْ یَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ... الایۃ (۸)

سات سالہ قحط کے لیے حضور ﷺ کی دعا

٦- اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلَیْھِمْ بِسَبْعٍ کَسَبْعِ یُوْسُفَ.

خدایا، ان کے مقابلہ میں میری مدد یوسف کے ہفت سالہ قحط جیسے سات برسوں سے کر۔

اس کے متعلق صحیحین میں ابن مسعودؓ کی یہ روایت ہے کہ جب قریش نے نبی ﷺ کی دعوت قبول کرنے سے پیہم انکار کیا اور سخت مزاحمت شروع کردی تو حضور ﷺ نے دعا کی۔[۱]

تحقیق: اس قحط کے متعلق روایات نقل کرتے ہوئے بعض لوگوں نے دو قحطوں کے قصوں کو خلط ملط کر دیا ہے جس کی وجہ سے آدمی کو یہ سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے یا بعد کا۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کے دور میں اہل مکہ کو دو مرتبہ قحط سے سابقہ پیش آیا ہے۔ ایک نبوت کے آغاز سے کچھ مدت بعد، دوسرا ہجرت کے کئی سال بعد جب کہ ثمامہ بن اثال یمامہ نے مکے کی طرف غلے کی برآمد روک دی تھی۔ یہاں ذکر دوسرے قحط کا نہیں بلکہ پہلے قحط کا ہے۔

(تفہیم القرآن، ج ۳، المومنون، حاشیہ:۷۲)

تخریج: حَدَّثَنَا یَحْیٰی، قَالَ: حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ اَبِی الضُّحٰی، عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰی عَبْدِ اللّٰہِ فَقَالَ: اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ، اَللّٰہُ اَعْلَمُ قَالَ لِنَبِیِّہٖ ﷺ قُلْ مَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ. اِنَّ قُرَیْشًا لَمَّا غَلَبُوا النَّبِیَّ ﷺ وَاسْتَعْصَوْا عَلَیْہِ قَالَ: اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلَیْھِمْ بِسَبْعٍ کَسَبْعِ یُوْسُفَ، فَاَخَذَتْھُمْ سَنَۃٌ، اَکَلُوْا فِیْھَا الْعِظَامَ وَالْمَیْتَۃَ مِنَ الْجَھْدِ حَتّٰی جَعَلَ اَحَدُھُمْ یَرٰی مَا بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ السَّمَآءِ کَھَیْئَۃِ الدُّخَانِ مِنَ الْجُوْعِ، قَالُوْا: "رَبَّنَا اکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ" فَقِیْلَ لَہٗ اِنْ کَشَفْنَا عَنْھُمْ عَادُوْا فَدَعَا رَبَّہٗ فَکَشَفَ عَنْھُمْ فَعَادُوْا، فَانْتَقَمَ اللّٰہُ مِنْھُمْ یَوْمَ بَدْرٍ فَذٰلِکَ قولہ تعالٰی: (یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ) الی قولہ جل ذکرہ (اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ) (۹)

---

(۱) چناں چہ ایسا سخت قحط شروع ہوا کہ مردار تک کھانے کی نوبت آگئی۔ اس قحط کی طرف مکی سورتوں میں بکثرت اشارات ملتے ہیں، مثال کے طور پر ملاحظہ ہو: الانعام: ۴۲-۴۴، الاعراف: ۹۴-۹۹، یونس: ۱۱-۱۲-۲۱، النحل: ۱۱۲-۱۱۳، الدخان: ۱۰-۱۶ مع حواشی تفہیم القرآن: ج ۳، المؤمنون، حاشیہ: ۷۲۔

ترجمہ: ابوالضحیٰ مسروق سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ میں عبداللہ کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ علم کی بات یہ ہے کہ جس چیز کے متعلق تجھے علم نہ ہو تو تو کہے کہ ’’اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔‘‘ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ ’’آپ کہہ دیجیے میں تم سے کسی اجر کا سوال نہیں کرتا اور نہ خود ساختہ باتیں کرتا ہوں۔‘‘ قریش نے جب نبی ﷺ کی نافرمانی کی اور سرکشی کا رویہ اختیار کیا تو آپ نے اللہ سے دعا کی: یاالٰہی! ان کے مقابلہ میں میری مدد یوسف کے ہفت سالہ قحط جیسے سات برسوں سے کر، چناں چہ وہ لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے اور فاقہ کشی کی وجہ سے ہڈیاں اور مُردار کھانے لگے۔ یہاں تک کہ بھوک کی وجہ سے انسان کو اس کے اپنے اور آسمان کے درمیان فضا دھوئیں کی مانند نظر آنے لگی۔ ان لوگوں نے دعا کی کہ ’’اے ہمارے پروردگار! ہم سے عذاب دور فرما دے، بے شک ہم ایمان لانے والے ہیں۔‘‘ جواب میں کہا گیا کہ ’’اگر ان سے عذاب دور کر دیں تو دوبارہ وہی حرکتیں کریں گے۔‘‘ چناں چہ آپ نے اپنے رب سے دعا کی تو اللہ نے عذاب ان سے دور فرما دیا مگر یہ لوگ ان حرکات سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے بدر کے روز انتقام لیا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد **یوم تأتی السماء بدخان مبین** سے **(انا منتقمون)** سے یہی مراد ہے۔

تشریح: ایک ایک نبی اور ایک ایک قوم کا معاملہ الگ الگ بیان کرنے کے بعد وہ جامع ضابطہ بیان کیا جا رہا ہے جو ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہما السّلام کی بعثت کے موقع پر اختیار فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کسی قوم میں کوئی نبی بھیجا گیا تو پہلے اس قوم کے خارجی ماحول کو قبول دعوت کے لیے نہایت سازگار بنایا گیا۔ یعنی اس کو مصائب اور آفات میں مبتلا کیا گیا، قحط و وبا، تجارتی خسارے، جنگی شکست یا اور اسی طرح کی تکلیفیں اس پر ڈالی گئیں تاکہ اس کا دل نرم پڑے، اس کی شیخی، غرور اور تکبر سے اکڑی ہوئی گردن ڈھیلی ہو، اس کا غرور طاقت اور نشۂ دولت ٹوٹ جائے، اپنے ذرائع و وسائل اور اپنی قوتوں اور قابلیتوں پر اس کا اعتماد شکست ہو جائے، اسے محسوس ہو کہ اوپر کوئی اور طاقت بھی ہے جس کے ہاتھ میں اس کی قسمت کی باگیں ہیں اور اس طرح اس کے کان نصیحت کے لیے کھل جائیں اور وہ اپنے خدا کے سامنے عاجزی کے ساتھ جھک جانے پر آمادہ ہو جائے پھر جب اس سازگار ماحول میں بھی اس کا دل قبول حق کی طرف مائل نہیں ہوتا تو اس کو خوش حالی کے فتنہ میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اور یہاں سے اس کی بربادی کی تمہید شروع ہو جاتی ہے، جب وہ نعمتوں سے مالا مال ہونے لگتی ہے تو اپنے برے دن بھول جاتی ہے اور اس کے کج فہم رہنما اس کے ذہن میں تاریخ کا یہ احمقانہ تصور بٹھاتے ہیں کہ حالات کا اُتار چڑھاؤ اور قسمت کا بناؤ اور بگاڑ کسی حکیم کے انتظام میں اخلاقی بنیادوں پر نہیں ہو رہا ہے بلکہ ایک اندھی طبیعت بالکل غیر اخلاقی اسباب سے کبھی اچھے اور کبھی برے دن لاتی ہی رہتی ہے لہٰذا مصائب اور آفات کے نزول سے کوئی اخلاقی سبق لینا اور کسی ناصح کی نصیحت قبول کر کے خدا کے آگے زاری و تضرع کرنے لگنا، بجز ایک طرح کی نفسی کمزوری کے اور کچھ نہیں ہے۔ یہی وہ احمقانہ ذہنیت ہے جس کا نقشہ نبی ﷺ نے اس حدیث میں کھینچا ہے:

لَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنْ ذُنُوْبِهٖ، وَالْمُنَافِقُ مَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْحِمَارِ لَا يَدْرِىْ فِيْمَ رَبَطَهٗ اَهْلُهٗ وَ لَا فِيْمَ اَرْسَلُوْهُ.

یعنی ’’مصیبت مومن کی تو اصلاح کرتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ جب وہ اِس بھٹی سے نکلتا ہے تو ساری کھوٹ سے صاف ہو کر نکلتا ہے، لیکن منافق کی حالت بالکل گدھے کی سی ہوتی ہے جو کچھ نہیں سمجھتا کہ اس کے مالک نے کیوں اسے باندھا تھا اور کیوں اسے چھوڑ دیا۔‘‘

پس جب کسی قوم کا حال یہ ہوتا ہے کہ نہ مصائب سے اس کا دل خدا کے آگے جھکتا ہے، نہ نعمتوں پر وہ شکر گزار ہوتی ہے اور نہ کسی حال میں اصلاح قبول کرتی ہے تو پھر اس کی بربادی اِس طرح اس کے سر پر منڈلانے لگتی ہے جیسے پورے دن کی حاملہ عورت کہ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کب اس کا وضع حمل ہو جائے۔

یہاں یہ بات جان لینی چاہیے کہ سورۂ اعراف کی ان آیات: (۹۴، ۹۵) میں اللہ تعالیٰ نے اپنے جس ضابطہ کا ذکر فرمایا ہے ٹھیک یہی ضابطہ نبی ﷺ کی بعثت کے موقع پر بھی برتا گیا اور شامت زدہ قوموں کے جس طرزِ عمل کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے، ٹھیک وہی طرزِ عمل سورۂ اعراف کے نزول کے زمانے میں قریش والوں سے ظاہر ہو رہا تھا۔ حدیث میں عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ بن عباسؓ دونوں کی متفقہ روایت ہے کہ نبی ﷺ کی بعثت کے بعد جب قریش کے لوگوں نے آپ کی دعوت کے خلاف سخت رویہ اختیار کرنا شروع کیا تو حضور ﷺ نے دعا کی کہ خدایا: ''یوسف کے زمانہ میں جیسا ہفت سالہ قحط پڑا تھا ویسے ہی قحط سے ان لوگوں کے مقابلہ میں میری مدد کر۔'' چناں چہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سخت قحط میں مبتلا کر دیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ لوگ مردار کھانے لگے، چمڑے اور ہڈیاں اور اُون تک کھا گئے۔ آخر کار مکہ کے لوگوں نے، جن میں ابوسفیان پیش پیش تھا، حضورؐ سے درخواست کی کہ ہمارے لیے خدا سے دعا کیجیے مگر جب آپ کی دعا سے اللہ نے وہ برا وقت ٹال دیا اور بھلے دن آئے تو ان لوگوں کی گردنیں پہلے سے زیادہ اکڑ گئیں اور جن کے دل تھوڑے بہت پسیج گئے تھے ان کو بھی اشرارِ قوم نے یہ کہہ کہہ کر ایمان سے روکنا شروع کر دیا کہ میاں، یہ تو زمانے کا اتار چڑھاؤ ہے، پہلے بھی آخر قحط آتے ہی رہے ہیں، کوئی نئی بات تو نہیں ہے کہ اس مرتبہ ایک لمبا قحط پڑ گیا ہے لہٰذا ان چیزوں سے دھوکا کھا کر محمد کے پھندے میں نہ پھنس جانا۔

(تفہیم القرآن، ج ۲، الاعراف، حاشیہ: ۷۷)

ہجرت مدینہ

۷- جب آپ ہجرت پر مجبور ہوئے تو شہر سے نکل کر آپ نے اُس کی طرف رخ کر کے فرمایا تھا: ''اے مکہ! تو دنیا کے تمام شہروں میں خدا کو سب سے زیادہ محبوب ہے اور خدا کے تمام شہروں میں مجھے سب سے بڑھ کر تجھ سے محبت ہے اگر مشرکوں نے مجھے نہ نکالا ہوتا تو میں تجھے چھوڑ کر کبھی نہ نکلتا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، نا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَدِيِّ بْنِ حَمْرَاءَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاقِفًا عَلَى الْحَزْوَرَةِ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ! اِنَّکِ لَخَيْرُ اَرْضِ اللّٰهِ، وَ اَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ، وَ لَوْلَا اَنِّيْ اُخْرِجْتُ مِنْکِ مَا خَرَجْتُ۔ (۱۰)

ترجمہ: عبداللہ بن عدی بن حمراء سے مروی ہے، انہوں ے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حزورہ کے مقام پر کھڑے دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے: ''اللہ کی قسم! (اے مکہ) تو اللہ کی زمین کا بہترین حصہ ہے اور اللہ کے تمام شہروں میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے، اگر مشرکوں نے مجھے تجھ سے نہ نکالا ہوتا تو میں تجھے چھوڑ کر نہ نکلتا۔''

تشریح: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے نکلنے کا بڑا رنج تھا۔ (تفہیم القرآن، ج ۵ محمد، حاشیہ: ۱۸)

حب وطن کہاں تک جائز ہے؟

۸- ''اے مکہ! تو مجھ کو دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہے مگر کیا کروں کہ تیرے باشندے مجھ کو یہاں رہنے نہیں دیتے۔''(۱)

پس منظر: مکہ کو چھوڑتے وقت (ہجرت) آپ نے فرمایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے وطن مکہ کو چھوڑا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر مدینہ کی طرف ہجرت کی، اس کے یہ معنی نہ تھے کہ آپ کو اور مہاجرین کو اپنے وطن سے وہ فطری محبت نہ تھی جو انسان کو ہوا کرتی ہے۔ اس لیے تو آپ نے یہ الفاظ فرمائے تھے۔ حضرت بلالؓ جب مدینہ جا کر بیمار ہوئے تو مکہ کی ایک ایک چیز کو یاد کرتے تھے، ان کی زبان سے نکلے ہوئے یہ حسرت بھرے اشعار آج تک مشہور ہیں:

الا لیت شعری هل ابیتن لیلة — بفخ و حولی اذخر و جلیل

و هل اردن یوما میاه مجنة — و هل تبدو لی شامة و طفیل

''کاش! مجھے معلوم ہو جاتا کہ کیا میں (کبھی کوئی) رات مقام فخ میں گزاروں گا اور میرے گرد اذخر (ایک خوشبودار گھاس) اور جلیل (بابونہ کے پودے) ہوں گے۔ اور کیا میں کسی دن مجنہ (جگہ کا نام ہے) کے گھاٹ پر بھی وارد ہوں گا اور مجھے شامہ و طفیل (پہاڑ اور مقام کے نام) نظر آئیں گے۔''

مگر اس کے باوجود حب وطن نے ان بزرگوں کو اسلام کی خاطر ہجرت کرنے سے باز نہ رکھا(۲)

ترمذی میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی روایت:

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰی الْبَصْرِیُّ حَدَّثَنَا الْفُضَلُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَیْمٍ، حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ وَ اَبُوالطُّفَیْلِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَکَّةَ مَا اَطْیَبَکِ مِنْ بَلَدٍ وَ اَحَبَّکِ اِلَیَّ، وَ لَوْلَا اَنَّ قَوْمِیْ اَخْرَجُوْنِیْ مِنْکِ مَا سَکَنْتُ غَیْرَکِ۔ (۱۱)

〈۲〉 حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ، ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِیْنَةَ وُعِکَ اَبُوْبَکْرٍ وَ بِلَالٌ، قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَیْهِمَا فَقُلْتُ یَا اَبَتِ کَیْفَ تَجِدُکَ وَ یَا بِلَالُ کَیْفَ تَجِدُلَکَ فَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اِذَا اَخَذَتْهُ الْحُمّٰی یَقُوْلُ:

کُلُّ امْرِیءٍ مُصَبَّحٌ فِیْ اَهْلِهٖ — وَالْمَوْتُ اَدْنٰی مِنْ شِرَاکِ نَعْلِهٖ

---

(۱) رسول اللہ ﷺ پر یہ بہتان گھڑا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (**حب الوطن من الایمان**) حالاں کہ ایسی کوئی صحیح حدیث آپ سے ماثور نہیں ہے۔

(۲) اسلامی ریاست، اسلامی تصور قومیت، مہاجرین کا اسوہ

وَ كَانَ بِلَالٌ اِذَا اُقْلِعَ عَنْهُ الْحُمّٰى يَرْفَعُ عَقِيْرَتَهٗ يَقُوْلُ:

اَلَا لَيْتَ شِعْرِىْ هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَ حَوْلِىْ اِذْخِرٌ وَ جَلِيْلٌ

وَ هَلْ اَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ وَ هَلْ يَبْدُوَنْ لِىْ شَامَةٌ وَّ طَفِيْلٌ (۱۲)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ بخار میں مبتلا ہو گئے۔ (ان کے پاس میں خود گئی اور دریافت کیا: ’’ابا جان! کیسی طبیعت ہے؟ بلال تمہارا کیا حال ہے؟‘‘ عائشہؓ کا بیان ہے کہ) حضرت ابوبکرؓ کا حال یہ تھا کہ انہیں جب بخار چڑھتا تو یہ شعر کہتے:

ہر شخص اپنے اہل و عیال میں صبح کرتا ہے اور موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اور حضرت بلالؓ کا جب بخار اترتا تو یہ اشعار پڑھتے:

’’کاش! مجھے معلوم ہو جاتا کہ کیا میں کوئی رات وادی (مکہ) میں گزار سکوں گا کہ میرے چاروں جوانب اذخر اور جلیل گھاس ہو، کیا میں کبھی مجنہ نامی چشمہ پر وارد ہو سکوں گا اور کیا کبھی شامہ اور طفیل نامی پہاڑیاں مجھے نظر آئیں گی؟‘‘

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثَنَا يُوْنُسُ، ثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ يعنى ابْنِ حَبِيْبٍ، عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِىُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ اِشْتَكٰى اَصْحَابُهٗ وَاشْتَكٰى اَبُوْبَكْرٍ، وَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلٰى اَبِىْ بَكْرٍ وَ بِلَالٌ. فَاسْتَأْذَنَتْ عَائِشَةُ النَّبِىَّ ﷺ فِىْ عِيَادَتِهِمْ، فَاَذِنَ لَهَا، فَقَالَتْ لِاَبِىْ بَكْرٍ: كَيْفَ تَجِدُكَ؟ فَقَالَ:

كُلُّ امْرِىءٍ مُصَبَّحٌ فِىْ اَهْلِهٖ وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ

وَسَأَلَتْ عَامِرًا فَقَالَ:

اِنِّىْ وَجَدْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهٖ اِنَّ الْجَبَانَ حَتْفُهٗ مِنْ فَوْقِهٖ

وَسَأَلَتْ بِلَالًا فَقَالَ:

يَا لَيْتَ شِعْرِىْ هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِفَجٍّ وَ حَوْلِىْ اِذْخِرٌ وَ جَلِيْلٌ

فَاَتَتِ النَّبِىَّ ﷺ فَاَخْبَرَتْهُ بِقَوْلِهِمْ، فَنَظَرَ اِلَى السَّمَآءِ وَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَبَّبْتَ اِلَيْنَا مَكَّةَ. (۱۳)

غارِ ثور میں تین دن

۹- لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا. (نبی ﷺ نے فرمایا:) ’’غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔‘‘

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ، ثَنَا اِسْرَآئِيْلُ، عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَآءِ، قَالَ: اِشْتَرٰى اَبُوْبَكْرٍ مِنْ عَازِبٍ رَحْلًا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا، فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعَازِبٍ: مُرِ الْبَرَآءَ فَلْيَحْمِلْ اِلَىَّ رَحْلِىْ، فَقَالَ عَازِبٌ: لَا، حَتّٰى تُحَدِّثَنَا كَيْفَ صَنَعْتَ اَنْتَ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ خَرَجْتُمَا مِنْ مَكَّةَ وَ الْمُشْرِكُوْنَ يَطْلُبُوْنَكُمْ؟ قَالَ: اِرْتَحَلْنَا مِنْ مَكَّةَ فَاَحْيَيْنَا اَوْ سَرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَ يَوْمَنَا حَتّٰى اَظْهَرْنَا وَ قَامَ قَآئِمُ الظَّهِيْرَةِ، فَرَمَيْتُ بِبَصَرِىْ هَلْ اَرٰى مِنْ ظِلٍّ فَاٰوِىْ اِلَيْهِ، فَاِذَا صَخْرَةٌ اَتَيْتُهَا، فَنَظَرْتُ بَقِيَّةَ ظِلٍّ لَهَا، فَسَوَّيْتُهٗ، ثُمَّ فَرَشْتُ لِلنَّبِىِّ ﷺ فِيْهِ، ثُمَّ قُلْتُ لَهٗ: اِضْطَجِعْ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ، فَاضْطَجَعَ النَّبِىُّ ﷺ ثُمَّ انْطَلَقْتُ اَنْظُرُ مَا حَوْلِىْ هَلْ اَرٰى مِنَ الطَّلَبِ اَحَدًا فَاِذَ اَنَا بِرَاعِىْ غَنَمٍ يَسُوْقُ غَنَمَهٗ اِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيْدُ مِنْهَا الَّذِىْ اَرَدْنَا، فَسَاَلْتُهٗ، فَقُلْتُ: لِمَنْ اَنْتَ يَا غُلَامُ؟ قَالَ: لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُ، فَعَرَفْتُهٗ فَقُلْتُ: فَهَلْ فِىْ غَنَمِكَ لَبَنٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: فَهَلْ اَنْتَ حَالِبٌ لَبَنًا؟ قَالَ: نَعَمْ، فَاَمَرْتُهٗ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِنْ غَنَمِهٖ ثُمَّ اَمَرْتُهٗ اَنْ يَّنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ ثُمَّ اَمَرْتُهٗ اَنْ يَّنْفُضَ كَفَّيْهِ، فَقَالَ: هٰكَذَا ضَرَبَ اِحْدٰى كَفَّيْهِ بِالْاُخْرٰى، فَحَلَبَ لِىْ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، وَ قَدْ جَعَلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِدَاوَةً عَلٰى فَمِهَا خِرْقَةٌ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ اَسْفَلُهٗ، فَانْطَلَقْتُ بِهٖ اِلَى النَّبِىِّ ﷺ فَوَافَقْتُهٗ قَدِ اسْتَيْقَظَ فَقُلْتُ: اِشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ قُلْتُ: قَدْ اٰنَ الرَّحِيْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: بَلٰى، فَارْتَحَلْنَا، وَالْقَوْمُ يَطْلُبُوْنَنَا، فَلَمْ يُدْرِكْنَا اَحَدٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ عَلٰى فَرَسٍ لَهٗ فَقُلْتُ: هٰذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔(۱۴)

ترجمہ: حضرت براءؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے (ان کے والد) عازب سے تیرہ درہم میں ایک کجاوہ خرید کر ان سے کہا کہ ''براء سے کہو کہ وہ اس کجاوے کو میرے گھر پہنچا دے۔'' عازب نے کہا: ''نہیں جب تک کہ آپ وہ واقعہ بیان نہ کریں کہ تم پر اور رسول اللہ ﷺ پر اس وقت کیا گزری جب آپ دونوں مکہ سے نکل کھڑے ہوئے اور مشرکین مکہ تمہاری تلاش میں تھے۔'' حضرت ابوبکرؓ نے بیان کیا کہ: ''جب ہم نے مکہ سے کوچ کیا تو ایک رات اور دن بھر مسلسل سفر کرتے رہے یہاں تک کہ ٹھیک دو پہر کا وقت ہوگیا تو میں نے ادھر ادھر نظر دوڑائی کہ کہیں سایہ نظر آ جائے تو میں وہاں دھوپ سے پناہ گاہ بناؤں اچانک میری نظر ایک پتھر کی چٹان پر پڑی۔ میں اس کے پاس آیا تو دیکھا کہ اس کا کچھ سایہ ابھی باقی ہے میں نے اسے صاف و ہموار کیا۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ کے لیے وہاں فرش بچھا کر آپ سے گزارش کی یارسول اللہ آپ آرام فرمائیں، آپ استراحت کے لیے دراز ہو گئے، پھر میں اپنے اردگرد کا ملاحظہ کرنے کے لیے چلا پھرا کہ

دیکھوں کہ کوئی متلاشی نظر آئے مگر اتفاق سے ایک گڈریے پر نظر پڑی جو اپنی بکریوں کو ہانک کر اسی چٹان کی جانب لے جا رہا تھا۔ وہ چرواہا بھی اس چٹان سے وہی فائدہ اُٹھانا چاہتا تھا جو ہم چاہتے تھے، میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کس کا غلام ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ایک قریشی کا غلام ہوں، اس قریشی کا اس نے نام بھی لیا جسے میں نے پہچان لیا، پھر میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہاری کوئی بکری دودھ دینے والی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، تو میں نے کہا: کیا تو دودھ دوہے گا؟ اس نے کہا: ہاں، تو میں نے اسے دوہنے کے لیے کہا، اس نے اپنی ایک بکری کے پاؤں باندھے میں نے اسے کہا: بکری کے تھنوں کو صاف کرے اور اپنے ہاتھوں کو بھی، براء کا بیان ہے کہ اس نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا (اور انہوں نے اپنا ہاتھ مار کر دکھایا کہ اس طرح اس نے ہاتھ پر ہاتھ مارا) پھر اس نے میرے لیے ایک برتن میں تھوڑا سا دودھ دوہا۔ میں نے نبی ﷺ کے لیے چمڑے کا ایک برتن اپنے ساتھ رکھ لیا تھا جس کے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا۔ میں نے دودھ میں اوپر سے پانی ڈالا جس سے وہ دودھ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا، پھر اسے لے کر نبیؐ کی خدمت میں پیش کرنے چلا تو میں نے آپ کو بیدار پایا۔ میں نے دودھ پیش کرتے ہوئے عرض کیا: یا رسول اللہ! اسے نوش فرمائیں، چناں چہ آپ نے نوش فرمایا، تو میں خوش ہو گیا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کوچ کا وقت ہو گیا ہے، ارشاد فرمایا: ہاں، پھر ہم روانہ ہوئے، کفار ہماری تلاش میں سرگرداں تھے مگر سراقہ بن مالک کے سوا ان میں سے کسی نے بھی ہمیں نہ پایا سراقہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا، میں نے تشویش کا اظہار کیا کہ تلاش کرنے والوں نے ہمیں آلیا ہے، اس وقت آپ نے فرمایا غمگین نہ ہو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

〈۲〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَنَسٍ، عَنْ اَبِي بَكْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَ اَنَا فِي الْغَارِ، لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَاَ بْصَرَنَا، فَقَالَ: مَا ظَنُّكَ يَا اَبَا بَكْرٍ بِاِثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا۔ (۱۵)

ترجمہ: ابوبکرؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا جب میں اور آپ غار میں چھپے ہوئے تھے، اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں کے نیچے دیکھ لیتا تو لازماً ہمیں دیکھ لیتا، آپؐ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! ان دو کے متعلق تمہارا کیا خیال و گمان ہے جن کا تیسرا اللہ تھا۔''

تشریح: یہ اُس موقع کا ذکر ہے جب کفار مکہ نے نبی ﷺ کے قتل کا تہیہ کر لیا تھا اور آپ عین اس رات کو جو قتل کے لیے مقرر کی گئی تھی، مکہ سے نکل کر مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ مسلمانوں کی بڑی تعداد دو دو چار چار کر کے پہلے ہی مدینہ جا چکی تھی۔ مکہ میں صرف وہی مسلمان رہ گئے تھے جو بالکل بے بس تھے یا منافقانہ ایمان رکھتے تھے اور ان پر کوئی بھروسہ نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس حالت میں جب آپ کو معلوم ہوا کہ آپ کے قتل کا فیصلہ ہو چکا ہے تو آپ صرف ایک رفیق حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر مکہ سے نکلے اور اس خیال سے کہ آپ کا تعاقب ضرور کیا جائے گا، آپ نے مدینہ کی راہ چھوڑ کر (جو شمال کی جانب تھی) جنوب کی راہ اختیار کی۔ یہاں تین دن تک آپ غار ثور میں چھپے رہے، خون کے پیاسے دشمن آپ کو ہر طرف ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ اطراف مکہ کی وادیوں کا کوئی گوشہ انہوں نے ایسا نہ چھوڑا جہاں آپ کو تلاش نہ کیا ہو۔ اسی سلسلے میں ایک مرتبہ ان میں سے چند لوگ عین اُس غار کے دہانے پر بھی پہنچ گئے جس میں آپ چھپے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کو سخت خوف لاحق

ہوا کہ اگر ان لوگوں میں سے کسی نے ذرا آگے بڑھ کر غار میں جھانک لیا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا لیکن نبی ﷺ کے اطمینان میں ذرا فرق نہ آیا اور آپ نے یہ کہہ کر حضرت ابوبکرؓ کو تسکین دی کہ ”غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“

(تفہیم القرآن، ج ۲، التوبہ، حاشیہ: ۴۲)

میثاق مدینہ... یہود سے معاہدہ کی شرائط

۱۰- اِنَّ عَلَى الْيَهُوْدِ نَفَقَتَهُمْ وَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ نَفَقَتَهُمْ، وَ اِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلٰى مَنْ حَارَبَ اَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ، وَ اِنَّ بَيْنَهُمُ النُّصْحَ وَ النَّصِيْحَةَ وَالْبِرَّ دُوْنَ الْاِثْمِ، وَ اِنَّهٗ لَمْ يَاْثِمِ امْرُؤٌ بِحَلِيْفِهٖ، وَ اِنَّ النَّصْرَ لِلْمَظْلُوْمِ، وَ اِنَّ الْيَهُوْدَ يُنْفِقُوْنَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَادَامُوْا مُحَارِبِيْنَ، وَ اِنَّ يَثْرِبَ حَرَامٌ جَوْفُهَا لِاَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ... وَ اِنَّهٗ مَاكَانَ بَيْنَ اَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ مِنْ حَدَثٍ اَوِ اشْتِجَارٍ يُخَافُ فَسَادُهٗ فَاِنَّ مَرَدَّهٗ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ اِلٰى مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ... وَ اِنَّهٗ لَا تُجَارُ قُرَيْشٌ وَلَا مَنْ نَصَرَهَا وَ اَنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلٰى مَنْ دَهِمَ يَثْرِبَ... عَلٰى كُلِّ اُنَاسٍ حِصَّتُهُمْ مِنْ جَانِبِهِمُ الَّذِیْ قِبَلَهُمْ۔

(جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے گئے اور ایک اسلامی ریاست بنائی تو آپ نے جو اولین کام کیے ان میں سے ایک یہ تھا کہ اَوس اور خزرج اور مہاجرین کو ملا کر ایک برادری بنائی اور دوسرا یہ تھا کہ اس مسلم معاشرے اور یہودیوں کے درمیان واضح شرائط پر ایک معاہدہ طے کیا جس میں اس امر کی ضمانت دی گئی تھی کہ کوئی کسی کے حقوق پر دست درازی نہ کرے گا اور بیرونی دشمنوں کے مقابلے میں یہ سب متحدہ دفاع کریں گے، اس معاہدے کے چند اہم فقرے یہ ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہود اور مسلمانوں نے ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات میں کن امور کی پابندی قبول کی تھی:) یہ کہ یہودی اپنا خرچ اُٹھائیں گے اور مسلمان اپنا خرچ ☆ اور یہ کہ اس معاہدے کے شرکاء حملہ آور کے مقابلے میں ایک دوسرے کی مدد کے پابند ہوں گے ☆ اور یہ کہ وہ خلوص کے ساتھ ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں گے ☆ اور ان کے درمیان نیکی وحق رسانی کا تعلق ہوگا نہ کہ گناہ اور زیادتی کا ☆ اور یہ کہ کوئی اپنے حلیف کے ساتھ زیادتی نہیں کرے گا ☆ اور یہ کہ مظلوم کی حمایت کی جائے گی اور یہ کہ جب تک جنگ رہے یہودی مسلمانوں کے ساتھ مل کر اس کے مصارف اُٹھائیں گے ☆ اور یہ کہ اس معاہدے کے شرکاء پر یثرب میں کسی نوعیت کا فتنہ وفساد کرنا حرام ہے ☆ اور یہ کہ اس معاہدے کے شرکاء کے درمیان اگر کوئی ایسا قضیہ یا اختلاف رونما ہو جس سے فساد کا خطرہ ہو تو اس کا فیصلہ اللہ کے قانون کے مطابق محمد رسول اللہ ﷺ کریں گے... ☆ اور یہ کہ قریش اور ان کے حامیوں کو پناہ نہیں دی جائے گی ☆ اور یہ کہ یثرب پر جو بھی حملہ آور ہو اس کے مقابلے میں شرکاء معاہدہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے... ہر فریق اپنی جانب کے علاقے کی مدافعت کا ذمہ دار ہوگا۔ (ابن ہشام، ج ۲ ص: ۱۴۷ تا ۱۵۰)

تخریج: قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: وَ كَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كِتَابًا بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ، وَادَعَ فِيْهِ يَهُوْدَ وَ عَاهَدَهُمْ وَ اَقَرَّهُمْ عَلٰى دِيْنِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ، وَ شَرَطَ لَهُمْ، وَاشْتَرَطَ

عَلَيهِمْ... وَ اِنَّ عَلَى الْيَهُوْدِ نَفَقَتَهُمْ وَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ نَفَقَتَهُمْ، وَ اِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصرَ عَلٰى مَنْ حَارَبَ اَهْلَ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَ اِنَّ بَيْنَهُمُ النُّصحَ وَ النَّصِيْحَةَ وَالْبِرَّ دُوْنَ الْاِثْمِ، وَ اِنَّهٗ لَمْ يَأْثَمِ امْرُؤٌ بِحَلِيْفِهٖ، وَ اِنَّ النَّصرَ لِلْمَظْلُوْمِ وَ اِنَّ الْيَهُوْدَ يُنْفِقُوْنَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَادَامُوْا مُحَارِبِيْنَ، وَ اِنَّ يَثْرِبَ حَرَامٌ جَوْفُهَا لِاَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَ اِنَّ الْجَارَ كَالنَّفْسِ غَيْرَ مُضَارٍّ وَلَا آثِمٍ، وَ اِنَّهٗ لَا تُجَارُ حُرْمَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اَهْلِهَا، وَ اِنَّهٗ مَا كَانَ بَيْنَ اَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ مِنْ حَدَثٍ اَوِ اشْتِجَارٍ يُخَافُ فَسَادُهٗ، فَاِنَّ مَرَدَّهٗ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ اِلٰى مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى اَتْقٰى مَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَ اَبَرِّهٖ، وَ اِنَّهٗ لَا تُجَارُ قُرَيْشٌ وَلَا مَنْ نَصَرَهَا، وَ اَنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلٰى مَنْ دَهِمَ يَثْرِبَ، وَ اِذَا دُعُوْا اِلٰى صُلْحٍ يُصَالِحُوْنَهٗ وَ يَلْبَسُوْنَهٗ، وَ اِنَّهُمْ اِذَا دُعُوْا اِلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ فَاِنَّهٗ لَهُمْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِلَّا مَنْ حَارَبَ فِي الدِّيْنِ. عَلٰى كُلِّ اُنَاسٍ حِصَّتُهُمْ مِنْ جَانِبِهِمِ الَّذِيْ قِبَلَهُمْ... الخ (۱۶)

تشریح: یہ ایک قطعی اور واضح معاہدہ تھا جس کی شرائط یہودیوں نے خود قبول کی تھیں لیکن بہت جلدی انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف معاندانہ روش کا اظہار شروع کر دیا اور ان کا عناد روز بروز سخت سے سخت تر ہوتا چلا گیا اس کے بڑے بڑے وجوہ تین تھے:

☆ ایک یہ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو محض ایک رئیس قوم دیکھنا چاہتے تھے جو ان کے ساتھ بس ایک سیاسی معاہدہ کر کے رہ جائے اور صرف اپنے گروہ کے دنیوی مفاد سے سروکار رکھے مگر انہوں نے دیکھا کہ آپ تو اللہ اور آخرت اور رسالت اور کتاب پر ایمان لانے کی دعوت دے رہے ہیں (جس میں خود اُن کے اپنے رسولوں اور کتابوں پر ایمان لانا بھی شامل تھا) اور معصیت چھوڑ کر ان احکام الٰہی کی اطاعت اختیار کرنے اور ان اخلاقی حدود کی پابندی اختیار کرنے کی طرف بلا رہے ہیں جن کی طرف خود ان کے انبیاء علیہما السّلام بھی دنیا کو بلاتے رہے ہیں، یہ چیز ان کو سخت ناگوار تھی، ان کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ یہ عالمگیر اصولی تحریک اگر چل پڑی تو اس کا سیلاب ان کی جامد مذہبیت اور ان کی نسلی قومیت کو بہا لے جائے گی۔

☆ دوسرے یہ کہ اَوس اور خزرج اور مہاجرین کو بھائی بھائی بنتے دیکھ کر اور یہ دیکھ کر کہ گرد و پیش کے عرب قبائل میں سے بھی جو لوگ اسلام کی اِس دعوت کو قبول کر رہے ہیں وہ سب مدینے کی اس اسلامی برادری میں شامل ہو کر ایک ملت بنتے جا رہے ہیں، انہیں یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ صدیوں سے اپنی سلامتی اور اپنے مفادات کی ترقی کے لیے انہوں نے عرب قبیلوں میں پھوٹ ڈال کر اپنا اُلو سیدھا کرنے کی جو پالیسی اختیار کر رکھی تھی وہ اب اس نئے نظام میں نہ چل سکے گی بلکہ ان کو عربوں کی ایک متحدہ طاقت سے سابقہ پیش آئے گا جس کے آگے ان کی چالیں کامیاب نہ ہو سکیں گی۔

☆ تیسرے یہ کہ معاشرے اور تمدن کی جو اصلاح رسول اللہ ﷺ کر رہے تھے اس میں کاروبار اور لین دین کے تمام ناجائز طریقوں کا سد باب شامل تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سود جو ان کا ذریعہ آمدنی تھا کو بھی آپ ناپاک کمائی اور

حرام خوری قرار دے رہے تھے جس سے انہیں خطرہ تھا کہ اگر عرب پر آپ کی فرماں روائی قائم ہوگئی تو آپ اسے قانوناً ممنوع کر دیں گے اس میں ان کو اپنی موت نظر آتی تھی۔

ان وجوہ سے انہوں نے حضور ﷺ کی مخالفت کو اپنا قومی نصب العین بنالیا۔ آپ کو زک دینے کے لیے کوئی چال، کوئی تدبیر اور کوئی ہتھکنڈا استعمال کرنے میں ان کو ذرہ برابر تامل نہ تھا وہ آپ کے خلاف طرح طرح کی جھوٹی باتیں پھیلاتے تھے تاکہ لوگ آپ سے بدگمان ہو جائیں۔ اسلام قبول کرنے والوں کے دلوں میں ہر قسم کے شکوک وشبہات اور وسوسے ڈالتے تھے تاکہ وہ اس دین سے برگشتہ ہو جائیں۔ خود جھوٹ موٹ کا اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جاتے تھے تاکہ لوگوں میں اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف زیادہ سے زیادہ غلط فہمیاں پھیلائی جاسکیں۔ فتنے برپا کرنے کے لیے منافقین سے ساز باز کرتے تھے۔ ہر اس شخص اور گروہ اور قبیلے سے رابطہ پیدا کرتے تھے جو اسلام کا دشمن ہوتا تھا، مسلمانوں کے اندر پھوٹ ڈالنے اور ان کو آپس میں لڑا دینے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے تھے۔ اَوس اور خزرج کے لوگ خاص طور پر ان کا ہدف تھے جن سے ان کے مدت ہائے دراز سے تعلقات چلے آرہے تھے۔ جنگ بعاث (جو اسلام سے قبل ان میں ہوئی تھی) کے تذکرے چھیڑ چھیڑ کر وہ ان کو پرانی دشمنیاں یاد دلانے کی کوشش کرتے تھے تاکہ ان کے درمیان پھر ایک دفعہ تلوار چل جائے اور اخوت کا وہ رشتہ تار تار ہو جائے جس میں اسلام نے ان کو باندھ دیا تھا۔ مسلمانوں کو مالی حیثیت سے تنگ کرنے کے لیے بھی وہ ہر قسم کی دھاندلیاں کرتے تھے، جن لوگوں سے ان کا پہلے سے لین دین تھا، ان میں سے جونہی کوئی شخص اسلام قبول کرتا وہ اس کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو جاتے تھے، اگر اس سے کچھ لینا ہوتا تو تقاضے کر کے اس کا ناک میں دم کر دیتے اور اگر اسے کچھ دینا ہوتا تو اس کی رقم مار کھاتے تھے اور علانیہ کہتے تھے کہ جب ہم نے تم سے معاملہ کیا تھا اس وقت تمہارا دین کچھ اور تھا اب چوں کہ تم نے اپنا دین بدل دیا ہے اس لیے ہم پر تمہارا کوئی حق باقی نہیں ہے۔[1] معاہدے کے خلاف یہ کھلی کھلی معاندانہ روش تو جنگ بدر سے پہلے ہی وہ اختیار کر چکے تھے مگر جب بدر میں رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو قریش پر فتح مبین حاصل ہوئی تو وہ تلملا اُٹھے اور اُن کے بغض کی آگ اور زیادہ بھڑک اُٹھی۔ اِس جنگ سے وہ یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ قریش کی طاقت سے ٹکرا کر مسلمانوں کا خاتمہ ہو جائے گا، اسی لیے انہوں نے فتح اسلام کی خبر پہنچنے سے پہلے ہی مدینے میں یہ افواہیں اُڑانی شروع کر دیں تھیں کہ رسول اللہ ﷺ شہید کر دیے گئے اور مسلمانوں کو شکست فاش ہوئی اور اب اَبُوجہل کی قیادت میں قریش کا لشکر مدینے کی طرف بڑھا چلا آرہا ہے لیکن جب نتیجہ اُن کی اُمیدوں اور تمناؤں کے خلاف نکلا تو وہ غم اور غصے کے مارے پھٹ پڑے، بنی نضیر کا سردار کعب بن اشرف چیخ اُٹھا: ''خدا کی قسم! اگر محمد نے ان اشراف عرب کو قتل کر دیا ہے تو زمین کا پیٹ ہمارے لیے اس کی پیٹھ سے زیادہ بہتر ہے۔'' پھر وہ مکہ پہنچا اور بدر میں جو سرداران قریش مارے گئے تھے اُن کے نہایت اشتعال انگیز مرثیے کہہ کر مکہ والوں کو انتقام پر اُکسایا۔ پھر مدینہ واپس آکر اس نے اپنے دل کی جلن نکالنے کے لیے ایسی غزلیں کہنی شروع کیں جن میں مسلمان شرفاء کی بہو بیٹیوں کے ساتھ اظہار عشق کیا گیا تھا۔ آخر کار اُس کی شرارتوں سے تنگ آکر رسول اللہ ﷺ نے ربیع الاوّل ۳ھ میں محمد بن مسلمہ انصاری کو بھیج کر اسے قتل کرادیا۔ (ابن سعد، ابن ہشام، تاریخ طبری)

---

(۱) اس کی متعدد مثالیں طبری، نیشاپوری اور روح المعانی میں سورۂ آل عمران، آیت: ۷۵ کے تحت بیان کی ہیں۔

یہودیوں کا پہلا قبیلہ جس نے اجتماعی طور پر جنگ بدر کے بعد کھلم کھلا اپنا معاہدہ توڑ دیا، بنی قینقاع تھا۔ یہ لوگ خود شہر مدینہ کے اندر ایک محلّہ میں آباد تھے اور چوں کہ یہ سنہار، لوہار اور ظروف ساز تھے، اسی لیے ان کے بازار میں اہل مدینہ کو کثرت سے جانا آنا پڑتا تھا۔ ان کو اپنی شجاعت پر بڑا ناز تھا، آہن گر ہونے کی وجہ سے ان کا بچہ بچہ مسلح تھا۔ سات سو (۷۰۰) مردان جنگی ان کے اندر موجود تھے اور ان کو اس بات کا بھی زعم تھا کہ قبیلہ خزرج سے ان کے پرانے حلیفانہ تعلقات تھے اور خزرج کا سردار عبداللہ بن ابی اُن کا پشتیبان تھا۔ بدر کے واقعہ سے یہ اس قدر مشتعل ہوئے کہ انہوں نے اپنے بازار میں آنے جانے والے مسلمانوں کو ستانا اور خاص طور پر ان کی عورتوں کو چھیڑنا شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک روز ان کے بازار میں ایک مسلمان عورت کو برسرِ عام برہنہ کر دیا گیا۔ اس پر سخت جھگڑا ہوا اور ہنگامے میں ایک مسلمان اور ایک یہودی قتل ہو گیا۔ جب حالات اِس حد تک پہنچ گئے تو رسول اللہ ﷺ ان کے محلّہ میں تشریف لے گئے اور ان کو جمع کر کے آپ نے ان کو راہ راست پر آنے کی تلقین فرمائی مگر انہوں نے جواب دیا: ''اے محمد! تم نے شاید ہمیں بھی قریش سمجھا ہے؟ وہ لڑنا نہیں جانتے تھے، اس لیے تم نے انہیں مار لیا، ہم سے سابقہ پیش آئے گا تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ مرد کیسے ہوتے ہیں۔'' یہ گویا صاف صاف اعلان جنگ تھا۔ آخر کار رسول اللہ ﷺ نے شوال (اور بروایت بعض ذی القعدہ) ۲ھ کے آخر میں ان کے محلّہ کا محاصرہ کر لیا۔ صرف پندرہ روز ہی یہ محاصرہ رہا تھا کہ انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور ان کے تمام قابل جنگ آدمی باندھ لیے گئے۔ اب عبداللہ بن اُبی ان کی حمایت کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا اور اس نے سخت اصرار کیا کہ آپ انہیں معاف کر دیں، چناں چہ حضور ﷺ نے اس کی درخواست قبول کر کے یہ فیصلہ فرما دیا کہ بنی قینقاع اپنا سب مال، اسلحہ اور آلات صنعت چھوڑ کر مدینہ سے نکل جائیں۔ (ابن سعد، ابن ہشام، تاریخ طبری)

ان دو سخت اقدامات (یعنی بنی قینقاع کے اخراج اور کعب بن اشرف کے قتل) سے کچھ مدت تک یہودی اتنے خوف زدہ رہے کہ انہیں کوئی مزید شرارت کرنے کی ہمت نہ ہوئی مگر اس کے بعد شوال ۳ھ میں قریش کے لوگ جنگ بدر کا بدلہ لینے کے لیے بڑی تیاریوں کے ساتھ مدینہ پر چڑھ آئے اور ان یہودیوں نے دیکھا کہ قریش کی تین ہزار فوج کے مقابلے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف ایک ہزار آدمی لڑنے کے لیے نکلے ہیں اور ان میں سے بھی تین سو منافقین الگ ہو کر پلٹ آئے ہیں تو انہوں نے معاہدے کی پہلی اور صریح خلاف ورزی اِس طرح کی کہ مدینہ کی مدافعت میں آپ کے ساتھ شریک نہ ہوئے حالاں کہ وہ اس کے پابند تھے پھر جب معرکۂ اُحد میں مسلمانوں کو نقصان عظیم پہنچا تو ان کی جرأتیں اور بڑھ گئیں یہاں تک کہ بنی نضیر نے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے لیے باقاعدہ ایک سازش کی جو عین وقت پر ناکام ہو گئی۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ بئر معونہ کے سانحہ صفر (۴ھ) کے بعد عمرو بن اُمیہ ضمری نے انتقامی کارروائی کے طور پر غلطی سے بنی عامر کے دو آدمیوں کو قتل کر دیا جو دراصل ایک معاہد قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے مگر عمرو نے ان کو دشمن قبیلہ کا آدمی سمجھ لیا تھا، اس غلطی کی وجہ سے ان کا خون بہا مسلمانوں پر واجب آ گیا تھا اور چوں کہ بنی عامر کے ساتھ معاہدے میں بنی نضیر بھی شریک تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ چند صحابہ کے ساتھ خود ان کی بستی میں تشریف لے گئے تا کہ خون بہا کی ادائے گی میں ان کو بھی شرکت کی دعوت دیں۔ وہاں انہوں نے آپ کو چکنی چپڑی باتوں میں لگایا اور اندر ہی اندر یہ سازش کی کہ ایک شخص اس مکان کی چھت پر

سے آپ کے اوپر ایک بھاری پتھر گرادے جس کی دیوار کے سائے میں آپ تشریف فرما تھے مگر قبل اس کے کہ وہ اپنی اس تدبیر پر عمل کرتے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بروقت خبر دار کردیا اور آپ فوراً وہاں سے اُٹھ کر مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

اب ان کے ساتھ کسی رعایت کا سوال باقی نہ رہا۔ حضور ﷺ نے ان کو بلا تاخیر اُلٹی میٹم بھیج دیا کہ تم نے جو غداری کرنی چاہی تھی وہ میرے علم میں آگئی ہے لہٰذا دس دن کے اندر مدینہ سے نکل جاؤ، اس کے بعد اگر تم یہاں ٹھہرے رہے تو جو شخص بھی تمہاری بستی میں پایا جائے گا اس کی گردن ماردی جائے گی۔ دوسری طرف عبداللہ بن اُبی نے ان کو پیغام بھیجا کہ میں دو ہزار آدمیوں سے تمہاری مدد کروں گا اور بنی قریظہ اور بنو غطفان بھی تمہاری مدد کو آئیں گے تم ڈٹ جاؤ اور ہرگز اپنی جگہ نہ چھوڑو۔ اس جھوٹے بھروسے پر انہوں نے حضور ﷺ کو اُلٹی میٹم کا یہ جواب دیا کہ ہم یہاں سے نہیں نکلیں گے آپ سے جو کچھ ہو سکے کرلیجیے۔ اس پر ربیع الاوّل ۴ھ میں نبی ﷺ نے ان کا محاصرہ کرلیا اور صرف چند روز کے محاصرہ کے بعد (جس کی مدت بعض روایات میں چھ دن اور بعض میں پندرہ دن آئی ہے) وہ اس شرط پر مدینہ چھوڑ دینے کے لیے راضی ہوگئے کہ اسلحہ کے سوا جو کچھ بھی وہ اپنے اونٹوں پر لاد کر لے جاسکیں گے لے جائیں گے۔ اس طرح یہودیوں کے اس دوسرے شریر قبیلے سے مدینہ کی سرزمین خالی کرالی گئی۔ ان میں سے صرف دو (۱) مسلمان ہو کر یہاں ٹھہر گئے باقی شام اور خیبر کی طرف نکل گئے۔

(ابن ہشام، ج ۳ ص ۲۹۱۔ امر اجلاء بنی النضیر، تفہیم القرآن، ج ۵، حشر: تاریخی پس منظر)

انصار کا ایثار

۱۱— مہاجرین جب مکہ اور دوسرے مقامات سے ہجرت کرکے (مدینہ) آئے تو (انصار) نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ پیش کش کی کہ ہمارے باغ اور نخلستان حاضر ہیں آپ انہیں ہمارے اور ان مہاجر بھائیوں کے درمیان بانٹ دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''یہ لوگ تو باغبانی نہیں جانتے، یہ اُس علاقے سے آئے ہیں، جہاں باغات نہیں ہیں، کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ اپنے ان باغوں اور نخلستانوں میں کام تم کرو اور پیداوار میں سے حصہ اِن کو دو؟'' انہوں نے کہا: **سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا**(۲) (بخاری، ابن جریر) اس پر مہاجرین نے عرض کیا: ''ہم نے کبھی ایسے لوگ نہیں دیکھے جو اس درجہ ایثار کرنے والے ہوں، یہ کام خود کریں گے اور حصہ ہم کو دیں گے ہم تو سمجھتے ہیں کہ سارا اجر یہی لوٹ لے گئے۔'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''نہیں! جب تک تم ان کی تعریف کرتے رہو گے اور ان کے حق میں دعائے خیر کرتے رہو گے، تم کو بھی اجر ملتا رہے گا۔ (مسند احمد)

(تفہیم القرآن، ج ۵، حشر، حاشیہ: ۱۸)

تخریج: ‹۱› حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَبُو هَمَّامٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَتِ الْاَنْصَارُ: اَقْسِمْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمُ النَّخْلَ، قَالَ: لَا، قَالَ: تَكْفُوْنَّا الْمَؤُنَةَ وَ تُشْرِكُوْنَّا فِى الْاَمْرِ، قَالُوْا: سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا۔ (۱۷)

---

(۱) ولم يسلم من بنى النضير الا رجلان يامين بن عُمَير اَبو كعب بن عمرو بن جحاش و ابو سعد بن وهب. اسلما على اموالها فاحرزاهما (ابن هشام، ج۳، ص ۲۹۱، امرا جلاء بنى النضير)

(۲) ''بسر وچشم منظور ہے۔''

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ انصار نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! ہمارے اور مہاجرین کے مابین کھجوروں کے درخت تقسیم فرمادیں۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''نہیں، بلکہ محنت و مشقت تم کرو اور ہمیں کھجوروں میں شریک کرو۔'' انہوں نے کہا: سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ''بسروچشم منظور ہے۔''

〈۲〉 حَدَّثَنِیْ یُوْنُسُ، قَالَ: اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ زَیْدٍ فِیْ قَوْلِهٖ: (وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا) الْمُهَاجِرُوْنَ، قَالَ: وَ تَكَلَّمَ فِیْ ذٰلِكَ یَعْنِیْ اَمْوَالَ بَنِی النَّضِیْرِ بَعْضُ مَنْ تَكَلَّمَ مِنَ الْاَنْصَارِ، فَعَاتَبَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: (وَمَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ، مِنْهُمْ فَمَا اَوْ جَفْتُمْ عَلَیْهِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ، وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَهُمْ: اِنَّ اِخْوَانَكُمْ قَدْ تَرَكُوا الْاَمْوَالَ، وَالْاَوْلَادَ، وَ خَرَجُوْا اِلَیْكُمْ، فَقَالُوْا: اَمْوَالُنَا بَیْنَهُمْ قَطَائِعَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَوَ غَیْرَ ذٰلِكَ؟ قَالُوْا: وَمَا ذٰلِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: هُمْ قَوْمٌ لَا یَعْرِفُوْنَ الْعَمَلَ فَتَكْفُوْنَهُمْ وَ تَقَاسِمُوْنَهُمُ الثَّمَرَ، فَقَالُوْا: نَعَمْ، یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ (۱۸)

ترجمہ: ابن زید کی تفسیر کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ارشاد: (وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا) میں مہاجرین مراد ہیں۔ جب بنونضیر کے اموال مہاجرین میں تقسیم ہوئے تو کسی انصاری نے اس سلسلہ میں کلام کیا، اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے انصار کو عتاب کیا اور فرمایا: (وَمَا اَفَآءَ اللّٰهُ ...) ''اللہ نے بنونضیر کا جو مال بطور فئے اپنے رسول کو دیا ہے، اس پر تم نے اپنے گھوڑے یا اونٹ نہیں دوڑائے تھے بلکہ اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے تسلّط عطا فرمادیتا ہے۔ اور اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔'' آں حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تمہارے مہاجر بھائی اپنے اموال اور اولاد چھوڑ کر تمہارے پاس آئے ہیں'' انصار نے کہا: ''آپ ہمارا مال ہمارے اور ان کے درمیان بانٹ دیں۔'' آپ نے دریافت فرمایا: ''اس کے علاوہ بھی کچھ کر سکتے ہو؟'' انصار بولے: ''وہ کیا ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''مہاجرین کھیتی باڑی اور باغبانی کا کام نہیں کر سکتے، محنت تم خود کرو اور پیداوار ان میں اور اپنے درمیان تقسیم کرو۔'' انصار نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! ہمیں بسروچشم منظور۔''

ابن کثیر نے ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے:

〈۳〉 عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَتِ الْاَنْصَارُ: اَقْسِمْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ اِخْوَانِنَا النَّخِیْلَ، قَالَ: لَا، اَتَكْفُوْنَا الْمَؤُنَةَ وَ نُشْرِكُكُمْ فِی الثَّمَرَةِ؟ قَالُوْا: سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا۔ (۱۹)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ انصار نے پیش کش کی کہ یارسول اللہ! آپ ہمارے کھجوروں کے باغات ہمارے اور مہاجرین بھائیوں کے درمیان بانٹ دیں، آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: نہیں، کیا تمہیں منظور ہے کہ محنت و مشقت تم خود کرو اور پیداوار میں ہمیں شریک رکھو؟ انصار بولے: سمعنا و اطعنا (بسروچشم منظور ہے)

〈۴〉 حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِیُّ بِمَكَّةَ، نَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ، نَا حُمَیْدٌ، عَنْ اَنَسٍ،

قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَدِیْنَةَ اَتَاهُ الْمُهَاجِرُوْنَ، فَقَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَأَیْنَا قَوْمًا اَبْذَلَ مِنْ کَثِیْرٍ وَلَا اَحْسَنَ مَوَاسَاةً مِنْ قَلِیْلٍ مِنْ قَوْمٍ، نَزَلْنَا بَیْنَ اَظْهُرِهِمْ، لَقَدْ کَفَوْنَا الْمُؤْنَةَ وَ اَشْرَکُوْنَا فِی الْهُنَاءِ حَتّٰی لَقَدْ خِفْنَا اَنْ یَّذْهَبُوْا بِالْاَجْرِ کُلِّهٖ، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا مَادَعَوْتُمُ اللّٰهَ لَهُمْ وَ اَثْنَیْتُمْ عَلَیْهِمْ۔ (۲۰)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو مہاجرین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! ہم نے تو ایسے لوگ نہیں دیکھے جو تھوڑے میں سے تھوڑا اور زیادہ میں سے زیادہ خرچ کرتے ہیں، محنت و مشقت خود برداشت کرتے ہیں اور ناز برداریوں میں ہمیں برابر کا شریک رکھتے ہیں، ہمیں تو اس درجہ ایثار کرنے والے لوگ نہیں ملے، ہمیں اندیشہ و خوف ہے کہ سارے کا سارا اجر و ثواب یہی لوٹ کر لے جائیں گے؟ یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہیں ایسا نہیں جب تک تم ان کی تعریف کرتے رہو گے اور ان کے حق میں دعا کرتے رہو گے۔''

۱۲– جب بنی النضیر کا علاقہ فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اب بندوبست کی ایک شکل یہ ہے کہ تمہاری املاک اور یہودیوں کے چھوڑے ہوئے باغات اور نخلستانوں کو ملا کر ایک کر دیا جائے اور پھر اس پورے مجموعے کو تمہارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیا جائے اور دوسری شکل یہ ہے کہ تم اپنی جائیدادیں اپنے پاس رکھو اور یہ متروکہ اراضی مہاجرین میں بانٹ دی جائیں۔ انصارؓ نے عرض کیا: یہ جائیدادیں آپ ان میں بانٹ دیں اور ہماری جائیدادوں میں سے بھی جو کچھ آپ چاہیں ان کو دے سکتے ہیں۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ پکار اُٹھے: (**جزاکم اللّٰہ یا معشر الانصار خیراً**) (یحییٰ بن آدم، بلاذری) اس طرح انصار کی رضامندی سے یہودیوں کے چھوڑے ہوئے اموال مہاجرین ہی میں تقسیم کیے گئے اور انصار میں سے صرف حضرت ابودُجانہ، حضرت سہل بن حنیف اور (بروایت بعض) حضرت حارثہ بن الصمہ کو حصہ دیا گیا کیوں کہ یہ حضرات بہت غریب تھے۔ (بلاذری۔ ابن ہشام۔ روح المعانی)

اسی طرح انصار نے اس وقت بھی ایثار کا ثبوت دیا جب بحرین کا علاقہ اسلامی حکومت میں شامل ہوا، رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ اس علاقے کی مفتوحہ اراضی انصار کو دی جائیں مگر انہوں نے عرض کیا کہ ہم اس میں سے کوئی حصہ نہ لیں گے جب تک اتنا ہی ہمارے مہاجر بھائیوں کو نہ دیا جائے۔ (یحییٰ بن آدم)۔ (تفہیم القرآن، ج۵، حشر، حاشیہ:۱۸)

تخریج:〈ا〉 حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ، قَالَ: حَدَّثَنَا یَحیَ بْنُ اٰدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ، عَنِ الْکَلْبِیِّ، قَالَ: لَمَّا ظَهَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی اَمْوَالِ بَنِی النَّضِیْرِ وَ کَانُوْا اَوَّلَ مَنْ اُجْلِیَ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی: (هُوَ الَّذِیْ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ) (وَالْحَشْرُ الْجَلَاءُ) فَکَانَتْ مِمَّا لَمْ یُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَیْهِ بِخَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، لِلْاَنْصَارِ لَیْسَتْ لِاِخْوَانِکُمْ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ اَمْوَالٌ، فَاِنْ شِئْتُمْ قَسَمْتُ هٰذِهٖ وَ اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ وَ بَیْنَهُمْ جَمِیْعًا، وَ اِنْ شِئْتُمْ اَمْسَکْتُمْ

اَمْوَالَکُمْ وَ قَسَمْتُ هٰذِهٖ فِیْهِمْ خَاصَّةً؟ فَقَالُوْا: بَلِ اقْسِمْ هٰذِهٖ فِیْهِمْ وَاقْسِمْ لَهُمْ مِنْ اَمْوَالِنَا مَا شِئْتَ، فَنَزَلَتْ: (وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْکَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ) فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ: جَزَاکُمُ اللّٰهُ یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ خَیْرًا۔ (فتوح البلدان۔ بلاذری، ج ۱، ص ۲۶ - ۲۷)

قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: وَ خَلَّوُا الْاَمْوَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَکَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَاصَّةً، یَضَعُهَا حَیْثُ یَشَآءُ، فَقَسَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَی الْمُهَاجِرِیْنَ الْاَوَّلِیْنَ دُوْنَ الْاَنْصَارِ۔ اِلَّا اَنَّ سَهْلَ بْنَ حُنَیْفٍ وَ اَبَا دُجَانَةَ سِمَاکَ بْنِ خَرْشَةَ، ذُکِرَا فَقْرًا، فَاَعْطَاهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (۲۱)

ترجمہ: کلبی نے بیان کیا کہ: جب رسول اللہ ﷺ بنی النضیر کے اموال پر غالب ہوئے اور یہ پہلی قوم تھی جو جلاوطن کی گئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: — هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ — (الحشر: ۲) — وہی ہے جس نے اہل کتاب میں سے کفران نعمت کرنے والوں کو ان کے گھروں سے نکال دیا (کہ وہ اپنے ساتھیوں سے جالمیں جو ان سے پہلے جلاوطن کیے جا چکے ہیں) اور یہ ان اموال میں سے تھے جن پر مسلمانوں نے اپنے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انصار سے دریافت فرمایا: ”تمہارے بھائی مہاجر نادار ہیں اگر تمہاری مرضی ہو تو میں یہ مال اور تمہارے اموال کے پورے مجموعے کو تمہارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم کردوں؟ اور اگر یہ نہ چاہو تو تم اموال اپنے ہی پاس رکھو اور میں یہ مال انہی میں تقسم کر دیتا ہوں۔“ انہوں نے عرض کیا: ”یہ جائیدادیں آپ انہی میں بانٹ دیں اور ہماری جائیدادوں میں سے بھی جو کچھ آپ چاہیں انہیں عطا فرمادیجیے۔ ان کی نسبت یہ آیت نازل ہوئی: — وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْکَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ — (الحشر: ۹) ”وہ ایثار کر کے اپنے اوپر مہاجرین کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ وہ خود مفلس ہی ہو جائیں۔“ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان سے کہا: ”اللہ تمہیں جزائے خیر دے، اے گروہ انصار!“

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ یہود نے اپنے اموال رسول اللہ ﷺ کے لیے چھوڑے یہ اموال بطور خاص آپ ہی کے لیے تھے، آپ جس طرح چاہتے ان میں تصرف فرماتے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے یہ اموال مہاجرین اولین میں تقسیم فرمادیے، انصار اس تقسیم میں شامل نہ تھے، البتہ سہل بن حنیف اور ابودُجانہ سماک بن خرشہ کے افلاس وفقر کا حال رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا تو آپ نے کچھ انہیں بھی عطا فرمادیا۔

امام شوکانی فتح القدیر میں بیان کرتے ہیں:

﴿۲﴾ فَلَمَّا غَنِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ، بَنِی النَّضِیْرِ دَعَا الْاَنْصَارَ وَ شَکَرَهُمْ فِیْمَا صَنَعُوْا مَعَ الْمُهَاجِرِیْنَ مِنْ اِنْزَالِهِمْ اِیَّاهُمْ فِیْ مَنَازِلِهِمْ، وَ اِشْرَاکِهِمْ فِیْ اَمْوَالِهِمْ، ثُمَّ قَالَ: اِنْ اَحْبَبْتُمْ قَسَّمْتُ مَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیَّ مِنْ بَنِی النَّضِیْرِ بَیْنَکُمْ وَ بَیْنَ الْمُهَاجِرِیْنَ،

وَكَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ عَلٰى مَا هُمْ عَلَيْهِ مِنَ السُّكْنٰى فِىْ مَسَاكِنِهِمْ وَالْمُشَارَكَةِ لَكُمْ فِىْ اَمْوَالِكُمْ وَ اِنْ اَحْبَبْتُمْ اَعْطَيْتُهُمْ ذٰلِكَ وَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ، فَرَضُوْا بِقِسْمَةِ ذٰلِكَ فِى الْمُهَاجِرِيْنَ وَ طَابَتْ اَنْفُسُهُمْ۔(۲۲)

ترجمہ: جب نبی ﷺ نے بنی نضیر کے غنائم حاصل کیے تو آپ نے انصار کو بلایا اور مہاجرین کو اپنے ہاں ٹھہرانے اور ان کو اپنے اموال میں شریک کرنے پر ان کا شکریہ ادا کیا پھر فرمایا: اگر تم پسند کرو، تو بنی نضیر کے جو اموال اللہ تعالیٰ نے میری طرف پلٹائے ہیں تمہارے اور مہاجرین کے درمیان بانٹ دوں اور مہاجرین جہاں اب رہائش رکھے ہوئے ہیں انہی گھروں میں رہیں اور تمہارے اموال میں شریک بھی رہیں اور اگر تمہیں یہ پسند ہو کہ میں یہ اموال انہیں دے دوں اور تمہارے گھروں سے وہ نکل جائیں، مہاجرین اس تقسیم پر راضی ہو گئے خوش اور مطمئن ہو گئے۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ: اَرَادَ النَّبِىُّ ﷺ اَنْ يُقْطِعَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ: حَتّٰى تُقْطِعَ لِاِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِثْلَ الَّذِىْ تُقْطِعُ لَنَا، قَالَ: سَتَرَوْنَ بَعْدِىْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا۔ حَتّٰى تَلْقَوْنِىْ۔(۲۳)

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ نے بحرین کی مفتوحہ اراضی انصار میں تقسیم کرنے کا ارادہ فرمایا تو انصار نے عرض کیا: جب تک آپ ہمارے مہاجر بھائیوں کو اتنا حصہ نہ دیں (اس وقت تک ہم نہیں لیں گے) آپ نے فرمایا: ''میرے بعد تمہیں خود غرضی سے واسطہ پڑے گا، پس مجھ سے ملاقات کرنے تک صبر کرنا۔''

﴿۴﴾ عَنْ اَنَسٍ، دَعَا النَّبِىُّ ﷺ الْاَنْصَارَ لِيُقْطِعَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ فَعَلْتَ، فَاكْتُبْ لِاِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِىِّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِىْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِىْ۔(۲۴)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے بحرین کی مفتوحہ اراضی دینے کے لیے انصار کو مدعو فرمایا تو انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ! اگر آپ ایسا کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے قریشی بھائیوں کو بھی ویسا ہی حصہ دیں۔'' رسول اللہ ﷺ کے پاس دینے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا تو آپ نے فرمایا: ''میرے بعد تمہیں خود غرضی اور خود پسندی سے سابقہ پیش آئے گا، پس تم مجھ سے ملاقات تک صبر کا دامن نہ چھوڑنا۔''

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيٰى قِيْلَ لِسُفْيَانَ يَعْنِىْ عَنْ اَنَسٍ يَقُوْلُ دَعَا النَّبِىُّ صلعم الْاَنْصَارَ يُقْطِعُ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ، فَقَالُوْا لَا حَتّٰى نُقْطِعَ لِاِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِثْلَنَا فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِىْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِىْ۔(۲۵)

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت انسؓ سے بیان کرتے سنا کہ نبی ﷺ نے بحرین کی مفتوحہ اراضی

دینے کے لیے انصار کو بلایا تو انصار نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایسا نہیں تاوقتیکہ آپ ہمارے مہاجرین بھائیوں کو بھی ایسا ہی عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: اچھا! ایسا تو اس وقت مشکل ہے، پھر تم مجھ سے (حوض کوثر) پر ملاقات تک صبر سے کام لینا کیوں کہ تمہیں میرے بعد خود پسندی اور خود غرضی سے واسطہ پڑے گا۔

واقعۂ نخلہ

۱۳- آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں لڑنے کی اجازت تو نہیں دی تھی۔''

تخریج: قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: وَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَحْشِ بْنِ رِئَابِ نِ الْاَسَدِيَّ فِيْ رَجَبَ، مَقْفَلَهُ مِنْ بَدْرِ الْاُوْلٰى، وَ بَعَثَ مَعَهُ ثَمَانِيَةَ رَهْطٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ، لَيْسَ فِيْهِمْ مِنَ الْاَنْصَارِ اَحَدٌ، وَ كَتَبَ لَهُ كِتَابًا وَ اَمَرَهُ اَلَّا يَنْظُرَ فِيْهِ حَتّٰى يَسِيْرَ يَوْمَيْنِ ثُمَّ يَنْظُرُ فِيْهِ، فَيَمْضِيْ لِمَا اَمَرَهُ بِهِ، وَلَا يَسْتَكْرِهُ مِنْ اَصْحَابِهِ اَحَدًا... فَلَمَّا سَارَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَحْشٍ يَوْمَيْنِ فَتَحَ الْكِتَابَ، فَنَظَرَ فِيْهِ فَاِذَا فِيْهِ: اِذَا نَظَرْتَ فِيْ كِتَابِيْ هٰذَا فَامْضِ حَتّٰى تَنْزِلَ نَخْلَةَ، بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفَ، فَتَرَصَّدْ بِهَا قُرَيْشًا وَ تَعَلَّمْ لَنَا مِنْ اَخْبَارِهِمْ، فَلَمَّا نَظَرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَحْشٍ فِي الْكِتَابَ، قَالَ: سَمْعًا وَ طَاعَةً ثُمَّ قَالَ لِاَصْحَابِهِ: قَدْ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَمْضِيَ اِلٰى نَخْلَةَ، اَرْصُدُ بِهَا قُرَيْشًا، حَتّٰى اٰتِيَهُ مِنْهُمْ بِخَبَرٍ وَ قَدْ نَهَانِيْ اَنْ اَسْتَكْرِهَ اَحَدًا مِنْكُمْ۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُرِيْدُ الشَّهَادَةَ وَ يَرْغَبُ فِيْهَا فَلْيَنْطَلِقْ، وَ مَنْ كَرِهَ ذٰلِكَ فَلْيَرْجِعْ، فَاَمَّا اَنَا فَمَاضٍ لِاَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَمَضٰى وَ مَضٰى مَعَهُ اَصْحَابُهُ، لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْهُ مِنْهُمْ اَحَدٌ۔ وَ سَلَكَ عَلَى الْحِجَازِ، حَتّٰى اِذَا كَانَ بِمَعْدِنٍ، فَوْقَ الْفُرُعِ يُقَالُ لَهُ: بَحْرَانَ، اَضَلَّ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ، وَ عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ بَعِيْرًا لَهُمَا، كَانَا يَعْتَقِبَانِهِ، فَتَخَلَّفَا عَلَيْهِ فِيْ طَلَبِهِ، وَ مَضٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَحْشٍ وَ بَقِيَّةُ اَصْحَابِهِ حَتّٰى نَزَلَ بِنَخْلَةَ، فَمَرَّتْ بِهِ عِيْرٌ لِقُرَيْشٍ تَحْمِلُ زَبِيْبًا وَ اَدَمًا، وَ تِجَارَةً مِنْ تِجَارَةِ قُرَيْشٍ، فِيْهَا عَمْرُو بْنُ الْحَضْرَمِيِّ۔ فَلَمَّا رَاٰهُمُ الْقَوْمُ هَابُوْهُمْ وَ قَدْ نَزَلُوْا قَرِيْبًا مِنْهُمْ، فَاَشْرَفَ لَهُمْ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ، وَكَانَ قَدْ حَلَّقَ رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَاَوْهُ اٰمِنُوْا، وَ قَالُوْا: عُمَّارٌ، لَا بَاْسَ عَلَيْكُمْ مِنْهُمْ۔ وَ تَشَاوَرَ الْقَوْمُ فِيْهِمْ، وَ ذَالِكَ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِنْ رَجَبَ، فَقَالَ الْقَوْمُ: وَاللّٰهِ لَئِنْ تَرَكْتُمُ الْقَوْمَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ، لَيَدْخُلُنَّ الْحَرَمَ، فَلَيَمْتَنِعُنَّ مِنْكُمْ بِهِ، وَ لَئِنْ قَتَلْتُمُوْهُمْ لَتَقْتُلُنَّهُمْ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ، فَتَرَدَّدَ الْقَوْمُ، وَ هَابُوا الْاِقْدَامَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ شَجَّعُوْا اَنْفُسَهُمْ عَلَيْهِمْ، وَ اَجْمَعُوْا عَلٰى قَتْلِ مَنْ قَدَرُوْا عَلَيْهِ مِنْهُمْ، وَ اَخْذِ مَا مَعَهُمْ، فَرَمٰى وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ التَّمِيْمِيُّ عَمْرَو بْنَ الْحَضْرَمِيِّ بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ، وَاسْتَاْسَرَ عُثْمَانَ

بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَالْحَكَمَ بْنَ كَيْسَانَ، وَ اَفْلَتَ الْقَوْمَ نَوْفَلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، فَاَعْجَزَهُمْ، وَاَقْبَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَحْشٍ وَ اَصْحَابُهُ بِالْعِيْرِ وَ بِالْاَسِيْرَيْنِ، حَتّٰى قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ. فَلَمَّا قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ. قَالَ: مَا اَمَرْتُكُمْ بِقِتَالٍ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ. فَوَقَّفَ الْعِيْرَ وَالْاَسِيْرَيْنِ، وَ اَبٰى اَنْ يَّأْخُذَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا، فَلَمَّا قَالَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُقِطَ فِيْ اَيْدِي الْقَوْمِ، وَ ظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا وَ عَنَّفَهُمْ اِخْوَانُهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْمَا صَنَعُوْا، وَ قَالَتْ قُرَيْشٌ: قَدِ اسْتَحَلَّ مُحَمَّدٌ وَ اَصْحَابُهُ الشَّهْرَ الْحَرَامَ، وَ سَفَكُوْا فِيْهِ الدَّمَ، وَ اَخَذُوْا فِيْهِ الْاَمْوَالَ وَ اَسَرُوْا فِيْهِ الرِّجَالَ۔(۲۶)

تشریح: یہ بات ایک واقعہ سے متعلق ہے۔ رجب ۲ھ میں نبی ﷺ نے آٹھ آدمیوں کا ایک دستہ نخلہ کی طرف بھیجا تھا (جو مکے اور طائف کے درمیان ایک مقام ہے) اور اس کو ہدایت فرمادی تھی کہ قریش کی نقل وحرکت اور ان کے آئندہ ارادوں کے متعلق معلومات حاصل کرے، جنگ کی کوئی اجازت آپ نے نہیں دی تھی لیکن ان لوگوں کو راستے میں قریش کا ایک چھوٹا سا تجارتی قافلہ ملا اور اس پر انہوں نے حملہ کر کے ایک آدمی کو قتل کر دیا اور باقی لوگوں کو ان کے مال سمیت گرفتار کر کے مدینے لے آئے۔ یہ کارروائی ایسے وقت ہوئی جب کہ رجب ختم اور شعبان شروع ہو رہا تھا اور یہ امر مشتبہ تھا کہ آیا حملہ رجب (ماہ حرام) ہی میں ہوا ہے یا نہیں لیکن قریش نے اور ان سے در پردہ ملے ہوئے یہودیوں اور منافقین مدینہ نے مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے لیے اس واقعہ کو خوب شہرت دی اور سخت اعتراضات شروع کر دیے کہ یہ لوگ چلے ہیں بڑے اللہ والے بن کر اور حال یہ ہے کہ ماہِ حرام تک میں خونریزی سے نہیں چوکتے۔

ان اعتراضات کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ ماہِ حرام میں لڑنا بڑی بری حرکت ہے مگر اس پر اعتراض کرنا ان لوگوں کے منہ کو تو زیب نہیں دیتا جنہوں نے ۱۳ برس مسلسل اپنے سینکڑوں بھائیوں پر صرف اس لیے ظلم توڑے کہ وہ ایک خدا پر ایمان لائے تھے، پھر ان کو یہاں تک تنگ کیا کہ وہ جلاوطن ہونے پر مجبور ہو گئے، پھر اس پر بھی اکتفا نہ کیا اور اپنے ان بھائیوں کے لیے مسجد حرام تک جانے کا راستہ بھی بند کر دیا حالاں کہ مسجد حرام کسی کی مملوکہ جائیداد نہیں ہے اور پچھلے دو ہزار برس میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی کو اس کی زیارت سے روکا گیا ہو، اب جن ظالموں کا نامۂ اعمال ان کرتوتوں سے سیاہ ہے ان کا کیا منہ ہے کہ ایک معمولی سی سرحدی جھڑپ پر اس قدر زور شور کے اعتراضات کریں حالاں کہ اس جھڑپ میں جو کچھ ہوا ہے وہ نبی ﷺ کی اجازت کے بغیر ہوا ہے اور اس کی حیثیت اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ اسلامی جماعت کے چند آدمیوں سے ایک غیر ذمہ دارانہ فعل کا ارتکاب ہو گیا ہے۔

اس مقام پر یہ بات بھی معلوم رہنی چاہیے کہ جب یہ دستہ قیدی اور مال غنیمت لے کر نبی ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ نے مندرجہ بالا حدیث ارشاد فرمائی، نیز آپ نے ان کے لائے ہوئے مال غنیمت میں سے بیت المال کا حصہ لینے سے بھی انکار فرما دیا تھا، جو اس بات کی علامت تھی کہ ان کی یہ لوٹ ناجائز ہے، تمام مسلمانوں نے بھی اس فعل پر اپنے ان آدمیوں کو سخت ملامت کی تھی اور مدینے میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے انہیں اس پر داد دی ہو۔

(تفہیم القرآن، ج۱، بقرہ، حاشیہ: ۲۳۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر اولیٰ سے واپسی کے بعد ماہ رجب میں عبداللہ بن جحش بن رئاب الاسدی کو مہاجرین میں سے آٹھ آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا، کوئی انصاری ان میں شریک نہیں تھا۔ آپ نے عبداللہ کو نوشتہ تحریر کروا کر حکم دیا کہ اس مکتوب کو دو دن کی مسافت تک نہ کھولیں۔ اس کے بعد اسے ملاحظہ کریں، اس میں جو فرمان تحریر ہے اس کے مطابق عمل کریں مگر ساتھیوں میں سے کسی کو تعمیل پر مجبور نہ کریں... عبداللہ نے جب دو دن کی مسافت طے کرلی تو اس مکتوب کو کھولا تو اس میں تحریر تھا: ''جب تم میری اس تحریر کو دیکھو تو چلتے جاؤ کہ مکہ اور طائف کے درمیان واقع جگہ نخلہ میں جا قیام کرو اور اس جگہ قیام کے دوران میں قریش کی کارروائیوں کی نگرانی کرو اور ان سے ہمیں مطلع کرتے رہو۔'' جب عبداللہ نے یہ تحریر دیکھی تو کہا: ''بسر وچشم۔'' پھر اپنے ساتھیوں سے اس کا ذکر کیا کہ ''رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں نخلہ میں جاؤں اور وہاں ٹھہر کر قریش کے حالات و احوال کی نگہبانی کرتا رہوں اور آپ کو اطلاع دیتا رہوں، تم میں سے کسی کو بھی اس کے لیے مجبور کرنے سے آپ نے مجھے روک دیا ہے، تم میں سے جو جام شہادت نوش کرنے کا شوقین ہے اور شہادت کے مرتبہ پر فائز ہونے سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی خوشی سے میرے ساتھ چلے اور جسے یہ چیز ناپسند ہے وہ واپس لوٹ جائے، میں تو فرمان رسالت مآب کے مطابق جانے والا ہوں۔'' یہ کہہ کر عبداللہ چل کھڑے ہوئے ان کے ساتھی بھی ان کے ساتھ چل پڑے، ان میں سے ایک بھی اس سے پیچھے نہ رہا۔ وہ سب حجاز کے راستہ پر چلے اور فرع نامی معدن جسے بحران بھی کہا جاتا ہے پر پہنچے تو وہاں سعد ابن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا وہ اونٹ گم ہوگیا جسے وہ اپنے پیچھے لا رہے تھے وہ دونوں تو اس اونٹ کی تلاش میں پیچھے رہ گئے، عبداللہ اور اس کے باقی ساتھی وہاں سے چلے اور نخلہ کے مقام پر فروکش ہوئے، ان کے پاس سے قریش کا ایک تجارتی قافلہ گزرا جو منقّی اور چمڑا اور دوسرا تجارتی سامان لیے جا رہا تھا، اس میں عمرو بن الحضرمی بھی شامل تھا۔... جب ان لوگوں نے انہیں (مہاجرین) کو دیکھا تو ہیبت زدہ ہوگئے وہ ان کے قریب ہی فروکش ہوئے تھے۔ عکاشہ بن محصن نے جا کر انہیں دیکھا، عکاشہ نے اپنا سر منڈایا ہوا تھا، اسے دیکھ کر وہ مطمئن ہوگئے اور سمجھے کہ عمرہ کرنے والے لوگ ہیں، ان سے تمہیں کوئی خطرہ و خوف نہیں۔ یہ واقعہ ماہ رجب کے آخری دن کا تھا، مہاجرین نے باہم صلاح و مشورہ کیا اور کہا: واللہ! اگر ان لوگوں کو آج رات چھوڑ دیا تو یہ حرم میں داخل ہو جائیں گے اور پھر اس وجہ سے تم ان پر ہاتھ نہ اُٹھا سکو گے اور اگر تم نے انہیں قتل کیا تو یہ قتل ماہ حرام میں شمار ہوگا۔ غرض وہ تردد و تذبذب میں مبتلا رہے اور پیش قدمی سے گھبرائے، آخر کار حملہ کرنے کے لیے اپنے دل مضبوط کیے اور اجماعی فیصلہ کیا کہ ان میں سے جس پر قابو پایا جا سکے اسے قتل کر دیا جائے اور ان کے پاس جو کچھ ہوا سے چھین لیا جائے، واقد بن عبداللہ تمیمی نے عمرو بن الحضرمی پر ایک تیر مارا اور اسے قتل کر دیا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو قید کرلیا۔ نوفل بن عبداللہ نے اپنے ساتھیوں کو چھوڑا اور مخالفوں کو عاجز کر کے بچ کر نکل گیا... عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھی قافلے اونٹ اور دونوں قیدیوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ پہنچے۔ جب یہ لوگ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں ماہ حرام میں کسی جنگ کا تو حکم نہیں دیا تھا۔'' پھر قافلے کے اونٹوں اور دونوں اسیروں کا معاملہ ملتوی رکھا اور اس میں سے کچھ بھی لینے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سن کر وہ لوگ پشیمان ہوئے اور خیال کیا کہ وہ تو تباہ و برباد ہوگئے، دوسرے مسلمان بھائیوں نے بھی ان کی کارگزاری پر لے دے کی۔ قریش نے کہا: محمد اور اس کے رفقاء نے ماہ حرام کو بھی حلال کر دیا اور اس میں خونریزی کا ارتکاب کیا۔ مال و متاع لوٹا اور لوگوں کو قید کرلیا۔

غزوۂ بدر

۱۴– (جنگ بدر کے موقع پر) آپؐ نے فرمایا: ''ایک طرف شمال میں تجارتی قافلہ ہے اور دوسری طرف جنوب سے قریش کا لشکر چلا آرہا ہے، اللہ کا وعدہ ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک تمہیں مل جائے گا، بتاؤ تم کس کے مقابلے پر چلنا چاہتے ہو؟''

تخریج:〈۱〉 اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَلَغَهُ خُرُوْجُ النَّفِيْرِ اَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ يَعِدُهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اِمَّا الْعِيْرُ وَ اِمَّا النَّفِيْرُ... وَ رَغِبَ كَثِيْرٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَى الْعِيْرِ لِاَنَّهُ كَسْبٌ بِلاَ قِتَالٍ۔ (۲۷)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کو جب مقابلہ کے لیے نکلنے والوں کی خبر پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی بھیجی اس میں آپ سے اللہ تعالیٰ دو گروہوں سے ایک کا وعدہ کرتا ہے، تجارتی قافلہ یا لشکر قریش سے نبرد آزمائی کا، مسلمانوں کی اکثریت نے تجارتی قافلہ کی جانب جانے کی دلچسپی کا اظہار کیا کیوں کہ یہ بغیر کسی قسم کے عمل وکسب کے حاصل ہونے والا ہے۔''

〈۲〉 وَ قَدْ رُوِىَ ذٰلِكَ عَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فِىْ سَبَبِ نُزُوْلِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: (كَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكَارِهُوْنَ) وَ عِنْدَ ذٰلِكَ قَامَ اَبُوْبَكْرٍ، فَقَالَ وَ اَحْسَنَ، ثُمَّ قَامَ عُمَرُ، فَقَالَ وَ اَحْسَنَ، ثُمَّ قَامَ الْمِقْدَادُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِمْضِ لِمَا اَمَرَكَ اللّٰهُ، فَنَحْنُ مَعَكَ، وَاللّٰهِ! لَا نَقُوْلُ لَكَ كَمَا قَالَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ: اَىْ لِمُوْسٰى: (اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ) اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا مَعَكُمْ مُقَاتِلُوْنَ مَادَامَتْ مِنَّا عَيْنٌ تَطْرُفُ... الخ (۲۸)

〈۳〉 وَ قَدْ رَوَى ابْنُ اَبِىْ حَاتِمٍ فِىْ تَفْسِيْرِهٖ وَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ، وَاللَّفْظُ لَهٗ، مِنْ طَرِيْقِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ لَهِيْعَةَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ اَسْلَمَ، عَنْ اَبِىْ عِمْرَانَ، اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِىَّ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ نَحْنُ بِالْمَدِيْنَةِ: اِنِّىْ اُخْبِرْتُ عَنْ عِيْرِ اَبِىْ سُفْيَانَ اَنَّهَا مُقْبِلَةٌ، فَهَلْ لَكُمْ اَنْ نَخْرُجَ قِبَلَ هٰذِهِ الْعِيْرِ لَعَلَّ اللّٰهَ يُغْنِمُنَاهَا؟ فَقُلْنَا: نَعَمْ، فَخَرَجَ وَ خَرَجْنَا، فَلَمَّا سِرْنَا يَوْمًا اَوْ يَوْمَيْنِ، قَالَ لَنَا: مَا تَرَوْنَ فِى الْقَوْمِ، فَاِنَّهُمْ قَدْ اُخْبِرُوْا بِمَخْرَجِكُمْ؟ فَقُلْنَا: لَا وَاللّٰهِ! مَالَنَا طَاقَةٌ بِقِتَالِ الْقَوْمِ، وَلٰكِنَّا اَرَدْنَا الْعِيْرَ، ثُمَّ قَالَ: مَا تَرَوْنَ فِىْ قِتَالِ الْقَوْمِ؟ فَقُلْنَا مِثْلَ ذَالِكَ، فَقَامَ الْمِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ: اِذًا لَا نَقُوْلُ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى لِمُوْسٰى: (اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ) (۲۹)

ترجمہ: ابوعمران سے مروی ہے، انہوں نے ابوایوب انصاری کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اطلاع ملی ہے کہ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ واپس لوٹ رہا ہے، کیا تم لوگ اس کے لیے آمادہ وتیار ہو کہ ہم اس قافلہ کی جانب

بڑھیں؟ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مال غنیمت دلوا دے۔'' ہم نے اثبات میں جواب دیا تو آپ ہمیں لے کر روانہ ہوئے، ایک یا دو دن کی مسافت طے کر چکنے کے بعد آپ ہم سے مخاطب ہوئے اور دریافت فرمایا: ''قریش سے جہاد کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ انہیں تمہارے نکلنے کا پتہ چل گیا ہے اور وہ تم سے لڑنے کے لیے چل پڑے ہیں۔'' ہم نے جواب دیا: ''واللہ! ہم میں ان سے لڑنے کی ہمت و طاقت نہیں، ہم صرف تجارتی قافلہ کا عزم و ارادہ لے کر نکلے ہیں۔'' آپ نے دوبارہ پھر یہی استفسار فرمایا اور ہم نے پھر یہی جواب دیا (کہ ہم میں لڑنے کی ہمت و طاقت نہیں ہے) اب مقداد بن عمروؓ کھڑے ہوئے اور آپ کو مخاطب کر کے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم اس وقت وہ بات نہ کہیں گے جو قوم موسیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کہی تھی کہ ''تو اور تیرا رب دونوں جا کر کافروں سے لڑو، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں (ہم یہاں بیٹھ کر تماشہ دیکھتے ہیں)۔''

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اِسْرَائِیْلُ، عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: شَهِدْتُّ مِنَ الْمِقْدَادِ ح وَ حَدَّثَنِیْ حَمْدَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْاَشْجَعِیُّ عَنْ سُفْیَانَ، عَنْ مُخَارِقٍ، عَنْ طَارِقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ الْمِقْدَادُ یَوْمَ بَدْرٍ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا لَا نَقُوْلُ لَکَ کَمَا قَالَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ لِمُوْسٰی: (اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّکَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ) وَ لٰکِنِ امْضِ وَ نَحْنُ مَعَکَ، فَکَاَنَّهٗ سُرِیَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ و رواه وکیع عن سفیان عن مخارق، عن طارق، ان المقداد، قَالَ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (۳۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ بدر کے روز مقداد نے کہا: ''اے رسول اللہ! ہم ہرگز اس طرح نہیں کہیں گے جس طرح بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا کہ ''تو اور تیرا رب دونوں جا کر دشمن سے لڑو ہم تو یہاں تشریف رکھے ہوئے ہیں۔'' آپ چلیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کا رخ انور مسرت سے چمک اُٹھا۔

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ، حَدَّثَنَا اِسْرَائِیْلَ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ، یَقُوْلُ شَهِدْتُّ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ مَشْهَدًا لَاَنْ اَکُوْنَ صَاحِبَهٗ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا عُدِلَ بِهٖ، اَتَی النَّبِیَّ ﷺ وَ هُوَ یَدْعُوْ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ، فَقَالَ: لَا نَقُوْلُ کَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰی: (اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّکَ فَقَاتِلَا) وَ لٰکِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ یَمِیْنِکَ، وَ عَنْ شِمَالِکَ، وَ بَیْنَ یَدَیْکَ، وَ خَلْفِکَ، فَرَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ اَشْرَقَ وَجْهُهٗ وَ سَرَّهٗ۔ (۳۱)

ترجمہ: طارق بن شہاب کا بیان ہے کہ میں نے ابن مسعودؓ سے سنا وہ بیان کر رہے تھے کہ میں نے مقداد بن اسود کی ایک بات ایسی مشاہدہ کی ہے کہ اگر وہ مجھے نصیب ہوتی تو اس کے مقابلہ میں دنیا کی کسی نعمت کو محبوب نہ رکھتا، وہ بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو مشرکین کے مقابلہ کے لیے رغبت دلا رہے تھے کہ اسی اثنا میں مقداد نے کھڑے ہو کر کہا: ''اے رسول الٰہی! ہم آپ سے اس طرح نہیں کہیں گے جس طرح قوم موسیٰؑ نے ان سے کہا تھا کہ ''اے موسیٰ! تو اور تیرا رب دونوں

جا کر عمالقہ سے لڑو۔" بلکہ ہم تو آپ کے دائیں، بائیں اور آگے پیچھے سے لڑیں گے۔" ابن مسعود کا بیان ہے کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کا رخ منور روشن و تابناک ہو گیا۔ مقداد کی گفتگو سے مسرور اور خوش ہو گئے۔

مسلم میں حضرت انسؓ سے مروی روایت:

﴿۶﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنِ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ نَا عَفَّانُ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَاوَرَ حِیْنَ بَلَغَ اِقْبَالُ اَبِیْ سُفْیَانَ، قَالَ فَتَکَلَّمَ اَبُوْبَکْرٍ، فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ تَکَلَّمَ عُمَرُ، فَاَعْرَضَ عَنْهُ، فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ: اِیَّانَا تُرِیْدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُخِیْضَهَا الْبَحْرَ لَاَخَضْنَاهَا، وَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَکْبَادَهَا اِلٰی بَرْکِ الْغِمَادِ، لَفَعَلْنَا، قَالَ: فَنَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ النَّاسَ، فَانْطَلَقُوْا حَتّٰی نَزَلُوْا بَدْرًا... الخ (۳۲)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو ابوسفیان کے واپس آنے کی اطلاع موصول ہوئی تو آپ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے بات کی تو آپ نے توجہ مبذول نہ فرمائی اور منہ پھیر لیا پھر حضرت عمرؓ نے بات کی تو بھی آپ نے اعراض کیا، پھر حضرت سعد بن عُبادہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: "یارسول اللہ! آپ کی مراد ہم سے ہے؟ اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر آپ ارشاد فرمائیں کہ ہم سمندر میں اپنے گھوڑوں پر کود جائیں تو بلا تردد اس میں کود جائیں گے اور اگر آپ کا ارشاد ہو کہ ہم برک الغماد تک اپنی سواریوں کو لے جائیں تو تعمیل ارشاد میں تامل سے کام نہیں لیں گے۔ راوی کا بیان ہے (یہ امید افزا بات سن کر) رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو آواز دی چناں چہ لوگ چلے اور بدر میں آ کر ٹھہرے۔

مسند احمد میں حضرت انسؓ کے حوالہ سے مندرجہ ذیل روایت بھی منقول ہے:

﴿۷﴾ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی بَدْرٍ خَرَجَ، فَاسْتَشَارَ النَّاسَ، فَاَشَارَ عَلَیْهِ اَبُوْبَکْرٍؓ، ثُمَّ اسْتَشَارَهُمْ، فَاَشَارَ عَلَیْهِ عُمَرُؓ، فَسَکَتَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ: اِنَّمَا یُرِیْدُکُمْ، فَقَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ! لَا نَکُوْنُ کَمَا قَالَتْ بَنُوْا اِسْرَائِیْلَ لِمُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ (اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّکَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ) وَ لٰکِنْ وَاللّٰهِ! لَوْ ضَرَبْتَ اَکْبَادَ الْاِبِلِ حَتّٰی تَبْلُغَ بَرْکَ الْغِمَادِ لَکُنَّا مَعَکَ۔ (۳۳)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے، ان کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف جانے کے لیے نکلے تو صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا حضرت ابوبکرؓ نے اس بارے میں مشورہ دیا، مگر آپ نے پھر صحابہ سے رائے طلب فرمائی، تو حضرت عمرؓ نے اس پر رائے دی، مگر آپ خاموش رہے، اتنے میں ایک انصاری مرد کھڑا ہوا اور انصار سے مخاطب ہو کر بولا: آپ کا روئے سخن تمہاری طرف ہے، تو انصار بولے: یارسول اللہ! ہم وہ نہیں ہیں کہ جیسا بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے صاف کہہ دیا تھا کہ "تم اور تمہارا رب دونوں جا کر لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں" لیکن اللہ شاہد ہے کہ آپ اگر اونٹوں کو برک الغماد تک لے جائیں گے تو ہم لازماً آپ کے ساتھ ہوں گے۔"

﴿٨﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو اللَّيْثِيِّ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى بَدْرٍ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالرَّوْحَاءِ، خَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: كَيْفَ تَرَوْنَ؟ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بَلَغَنَا اَنَّهُمْ بِكَذَا وَ كَذَا، قَالَ: ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: كَيْفَ تَرَوْنَ؟ فَقَالَ: عُمَرُ مِثْلَ قَوْلِ اَبِيْ بَكْرٍ ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: مَا تَرَوْنَ؟ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ: اِيَّانَا تُرِيْدُ، فَوَالَّذِيْ اَكْرَمَكَ، وَ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مَا سَلَكْتُهَا قَطُّ وَلَا لِيْ بِهَا عِلْمٌ، وَ لَئِنْ سِرْتَ حَتّٰى تَأْتِيَ بَرْكَ الْغِمَادِ مِنْ ذِيْ يَمَنٍ لَنُسَيِّرَنَّ مَعَكَ، وَلَا نَكُوْنُ كَالَّذِيْنَ قَالُوْا لِمُوْسٰى مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ: (اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ) وَ لٰكِنِ اذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا مَعَكُمَا مُتَّبِعُوْنَ، وَ لَعَلَّكَ اَنْ تَكُوْنَ خَرَجْتَ لِاَمْرٍ، وَ اَحْدَثَ اللّٰهُ اِلَيْكَ غَيْرَهُ، فَانْظُرِ الَّذِيْ اَحْدَثَ اللّٰهُ اِلَيْكَ فَامْضِ لَهُ فَصِلْ حِبَالَ مَنْ شِئْتَ وَاقْطَعْ حِبَالَ مَنْ شِئْتَ وَ سَالِمْ مَنْ شِئْتَ، وَ عَادِ مَنْ شِئْتَ، وَ خُذْ مِنْ اَمْوَالِنَا مَا شِئْتَ... الخ (٣٤)

ترجمہ: محمد بن عمرو لیثی نے اپنے دادا سے روایت کیا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بدر کی جانب نکلے جب آپ روحاء کے مقام پر پہنچے تو آپ نے صحابہ سے خطاب فرمایا اور اس میں اس بارے میں رائے و مشورہ طلب فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ لوگ فلاں فلاں جگہ ہیں، آپ نے پھر خطاب ارشاد فرمایا اور وہی سوال دہرایا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ تو حضرت عمرؓ نے وہی جواب، عرض کیا جو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا تھا، پھر تیسری مرتبہ خطاب فرمایا اور وہی سوال دہرایا تو سعد بن معاذ نے جواب میں عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ کا روئے سخن ہماری جانب ہے؟ اس ذات اقدس کی قسم! جس نے آپ کو عزت و شرف سے نوازا ہے اور آپ پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے، میں خود نہ ان راستوں پر چلا ہوں اور نہ مجھے اس لشکر ہی کا کوئی علم ہے مگر یہ ضرور عرض کروں گا کہ آپ اگر برک الغماد تک بھی چلیں تو ہم لازماً آپ کے ہم رکاب رہیں گے، ہم ان بنی اسرائیلیوں کی طرح نہیں، جنہوں نے حضرت موسیٰ سے صاف کہہ دیا تھا کہ: ''تو اور تیرا رب دونوں جا کر ان سے لڑو، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔'' بلکہ ہم عرض کرتے ہیں کہ آپ اور آپ کا رب لڑیں، ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ ممکن ہے آپ اے رسول الٰہی! کسی دوسرے کام کے پیش نظر نکلے ہوں مگر اس وقت کوئی نیا کام پیش نگاہ ہو جسے اللہ نے پیدا فرما دیا ہو تو بسم اللہ کیجیے، ہم روگردانی اور اعراض کرنے والے نہیں، آپ کو اختیار ہے جس سے چاہیں جوڑیں، جس سے چاہیں توڑیں، جس سے چاہیں محبت کریں، جس سے چاہیں عداوت کریں، ہم ہر صورت آپ کے ساتھ ہیں اور ہمارے اموال میں سے جتنا چاہیں لے لیں۔''

﴿٩﴾ قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ:... وَ اَتَاهُ الْخَبَرُ عَنْ قُرَيْشٍ بِمَسِيْرِهِمْ لِيَمْنَعُوْا عِيْرَهُمْ، فَاسْتَشَارَ النَّاسَ، وَ اَخْبَرَهُمْ عَنْ قُرَيْشٍ، فَقَامَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ فَقَالَ، وَ اَحْسَنَ، ثُمَّ قَامَ عُمَرُ بْنُ

الْخَطَّابِ، فَقَالَ: وَ اَحسَنَ، ثُمَّ قَامَ الْمِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِمْضِ لِمَا اَرَاکَ اللّٰهُ، فَنَحْنُ مَعَکَ وَاللّٰهِ! لَا نَقُوْلُ لَکَ کَمَا قَالَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ لِمُوْسٰى: (اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّکَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ) وَ لٰكِنِ اذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّکَ فَقَاتِلَا اِنَّا مَعَكُمَا مُقَاتِلُوْنَ، فَوَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَوْ سِرْتَ بِنَا اِلٰى بَرْکِ الْغِمَادِ، لَجَالَدْنَا مَعَکَ مِنْ دُوْنِهٖ حَتّٰى تَبْلُغَهٗ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرًا وَ دَعَا لَهٗ بِهٖ۔ (۳۵)

ترجمہ: آپ کے پاس قریش کی روانگی کی اطلاع پہنچی کہ وہ لوگ اپنے تجارتی قافلہ کا دفاع کریں گے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے رائے طلب فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اُٹھے اور عمدہ رائے کا اظہار کیا، پھر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی اظہارِ خیال احسن انداز میں پیش کیا، پھر حضرت مقداد بن عمروؓ اُٹھے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ نے آپ کو جو چیز سجھائی ہے، اسے کر گزریے ہم آپ کے ساتھ ہیں، واللہ! ہم آپ سے وہ ہرگز نہیں کہیں گے جو بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا کہ ''تو اور تیرا رب دونوں جا کر لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں'' بلکہ ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ آپ اور آپ کا رب دونوں چل کر لڑیں، ہم آپ کے ساتھ لڑنے والے ہیں۔ (ہم آپ کے ساتھ لڑیں گے) قسم ہے اس ذات کی! جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے، اگر آپ ہمیں برک الغماد تک بھی لے چلیں تو ہم وہاں تک آپ کے ساتھ چلیں گے تا آنکہ آپ اس مقام پر پہنچ جائیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف کی اور ان کے حق میں دعا فرمائی۔

﴿۱۰﴾ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَشِيْرُوْا عَلَیَّ اَيُّهَا النَّاسُ۔ وَ اِنَّمَا يُرِيْدُ الْاَنْصَارَ، وَ ذٰلِکَ اَنَّهُمْ عَدَدُ النَّاسِ، وَ اَنَّهُمْ حِيْنَ بَايَعُوْهُ بِالْعَقَبَةِ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا بَرَآءٌ مِنْ ذِمَامِکَ، حَتّٰى تَصِلَ اِلٰى دِيَارِنَا، فَاِذَا وَصَلْتَ اِلَيْنَا، فَاَنْتَ فِیْ ذِمَّتِنَا، نَمْنَعُکَ مِمَّا نَمْنَعُ مِنْهُ اَبْنَاءَ نَا وَ نِسَاءَ نَا، فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَوَّفُ اَلَّا تَکُوْنَ الْاَنْصَارُ تَرٰى عَلَيْهَا نَصْرَهٗ اِلَّا مِمَّنْ دَهَمَهٗ بِالْمَدِيْنَةِ مِنْ عَدُوِّهٖ، وَ اَنْ لَيْسَ عَلَيْهِمْ اَنْ يَسِيْرَ بِهِمْ اِلٰى عَدُوٍّ مِّنْ بِلَادِهِمْ۔ فَلَمَّا قَالَ ذٰلِکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ: وَاللّٰهِ! لَکَاَنَّکَ تُرِيْدُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: اَجَلْ! قَالَ: فَقَدْ اٰمَنَّا بِکَ وَ صَدَّقْنَاکَ، وَ شَهِدْنَا اَنَّ مَا جِئْتَ بِهٖ هُوَ الْحَقُّ، وَ اَعْطَيْنٰکَ عَلٰى ذَالِکَ عُهُوْدَنَا وَ مَوَاثِيْقَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فَامْضِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَا اَرَدْتَّ، فَنَحْنُ مَعَکَ، فَوَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَوِ اسْتَعْرَضْتَ بِنَا هٰذَا الْبَحْرَ، فَخُضْتَهٗ لَخُضْنَاهُ مَعَکَ، مَا تَخَلَّفَ مِنَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ، وَمَا نَکْرَهُ اَنْ تَلْقٰى بِنَا عَدُوَّنَا غَدًا، اِنَّا لَصُبُرٌ فِی الْحَرْبِ صُدُقٌ فِی اللِّقَاءِ، لَعَلَّ اللّٰهَ يُرِيْکَ مِنَّا مَا تَقَرُّ بِهٖ عَيْنُکَ، فَسِرْبِنَا عَلٰى بَرَکَةِ اللّٰهِ، فَسُرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَوْلِ سَعْدٍ وَ نَشَّطَهٗ ذٰلِکَ، ثُمَّ قَالَ: سِيْرُوْا وَ اَبْشِرُوْا، فَاِنَّ

اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ وَعَدَنِیْ اِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ، وَاللّٰهِ لَكَأَنِّی الْآنَ اَنْظُرُ اِلٰی مَصَارِعِ الْقَوْمِ۔(۳۶)

ترجمہ: پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! مجھے مشورہ دو..الناس سے یہاں آپ کی مراد انصار کے لوگ تھے اور یہ اس وجہ سے فرمایا کہ انصار کی تعداد کافی تھی اور بیعت عقبہ کے موقع پر انہوں نے کہا تھا کہ اے رسول الٰہی! ہم آپ کی ذمہ داری سے بری ہیں تاوقتیکہ آپ ہمارے ہاں تشریف نہ لے چلیں، جب آپ ہمارے ہاں پہنچ جائیں گے تو آپ کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہوگی، ہم آپ کی حفاظت ہر اس چیز اور طریقہ سے کریں گے جس چیز اور طریقہ سے اپنے اہل وعیال یعنی بیوی بچوں کی کرتے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ کو اندیشہ تھا کہ کہیں انصار مدینہ سمجھے ہوں کہ آپ کی امداد ان پر اسی صورت میں لازم ہے جب کہ کوئی دشمن مدینہ میں آپ پر اچانک حملہ آور ہو اور ان کے لیے ضروری اور لازمی نہیں کہ آپ انہیں ان کی بستیوں سے نکال کر دشمن کے مقابلہ میں لے جائیں..جب رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تو حضرت سعد بن معاذؓ نے آپ سے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! آپ کا روئے سخن ہماری جانب ہے؟'' ارشاد ہوا: ''ہاں!'' حضرت سعدؓ نے عرض کیا: ''بلاشبہ ہم آپ پر ایمان لا چکے ہیں، آپ کی تصدیق کی ہے اور گواہی دی ہے کہ جو چیز آپ لے کر تشریف فرما ہوئے ہیں وہ برحق ہے، اس پر ہم آپ کو قول وقرار اور عہد و میثاق دے چکے ہیں آپ کی اطاعت وفرماں برداری کا عہد کر چکے ہیں لہٰذا اے رسول الٰہی! آپ جہاں چاہیں تشریف لے چلیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے اگر آپ سمندر بھی ہمارے روبرو لے آئیں آپ اس میں اتر جائیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ سمندر میں اتر جائیں گے ہم میں سے ایک بھی پیچھے نہیں رہے گا اور ہمیں یہ بھی ناپسند نہیں ہے کہ کل ہمیں اپنے ساتھ لے کر دشمن سے مقابل ہوں۔ ہم جنگ لڑنے کے لیے بڑے حوصلہ والے مضبوط اور سخت جنگ جو لوگ ہیں۔ امید ہے اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے ایسے کارنامے دکھائے گا جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ غرض آپ ہمیں لے کر تشریف لے چلیں۔'' رسول اللہ ﷺ سعد کی تقریر سے بہت خوش و مسرور ہوئے۔ سعد کی اس گفتگو سے آپ کو بڑی نشاط حاصل ہوئی، پھر فرمایا: ''چلو اور بشارت حاصل کرو کہ اللہ نے مجھ سے دونوں گروہوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے، اللہ کی قسم! میں یقیناً ان لوگوں کے قتل کیے جانے کی جگہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ (یہ لوگ اس معرکہ میں کام آجائیں گے۔)

تشریح: ۲ھ میں قریش کا ایک بہت بڑا قافلہ جس کے ساتھ تقریباً ۵۰ ہزار اشرفی کا مال تھا اور تیس چالیس سے زیادہ محافظ نہ تھے، شام سے مکہ کی طرف پلٹتے ہوئے اس علاقے میں پہنچا جو مدینہ کی زد میں تھا، چوں کہ مال زیادہ تھا، محافظ کم تھے اور سابق حالات کی بنا پر خطرہ قوی تھا کہ کہیں مسلمانوں کا کوئی طاقتور دستہ اس پر چھاپہ نہ مار دے، اس لیے سردار قافلہ ابوسفیان نے اس پر خطر علاقہ میں پہنچتے ہی ایک آدمی کو مکہ کی طرف دوڑا دیا تاکہ وہاں سے مدد لے آئے، اس شخص نے مکہ پہنچتے ہی عرب کے قدیم قاعدے کے مطابق اپنے اونٹ کے کان کاٹے اور اس کی ناک چیر دی، کجاوے کو اُلٹ کر رکھ دیا اور اپنا قمیص آگے پیچھے سے پھاڑ کر شور مچانا شروع کر دیا: (**یا معشر قریش! اللطیمة اللطیمة، اموالکم مع ابی سفیان قد عرض لها محمد فی اصحابه، لا اُریٰ ان تُدرکوها، الغوث، الغوث**) ''قریش والو! اپنے قافلۂ تجارت کی خبر لو، تمہارے مال جو ابوسفیان کے ساتھ ہیں، محمد اپنے آدمی لے کر ان کے درپے ہوگیا ہے، مجھے امید نہیں کہ تم انہیں پا سکو گے،

دوڑو! دوڑو! مدد کے لیے۔'' اس پر سارے مکہ میں ہیجان برپا ہوگیا۔ قریش کے تمام بڑے بڑے سردار جنگ کے لیے تیار ہو گئے تقریباً ایک ہزار مردان جنگی جن میں سے ۶۰۰ زرہ پوش تھے اور جن میں سو (۱۰۰) سواروں کا رسالہ بھی شامل تھا، پوری شان وشوکت کے ساتھ لڑنے کے لیے چلے، ان کے پیش نظر صرف یہی کام نہ تھا کہ اپنے قافلے کو بچائیں بلکہ وہ اس ارادے سے نکلے تھے کہ اس آئے دن کے خطرے کو ہمیشہ کے لیے ختم کردیں اور مدینہ میں یہ مخالف طاقت جو ابھی ابھی نئی نئی مجتمع ہونی شروع ہوئی ہے اسے کچل ڈالیں اور اس نواح کے قبائل کو اس حد تک مرعوب کردیں کہ آئندہ کے لیے یہ تجارتی راستہ بالکل محفوظ ہو جائے۔

اب نبی ﷺ نے، جو حالات سے ہمیشہ باخبر رہتے تھے، محسوس فرمایا کہ فیصلے کی گھڑی آپہنچی ہے اور یہ ٹھیک وہ وقت ہے جب کہ ایک جسورانہ اقدام اگر نہ کر ڈالا گیا تو تحریک اسلامی ہمیشہ کے لیے بے جان ہو جائے گی، ممکن تھا کہ قریش حملہ آور ہو جائیں تو مسلمانوں کی مٹھی بھر جماعت کا بھی خاتمہ ہو جائے لیکن اگر وہ حملہ نہ کریں اور صرف اپنے زور سے قافلے کو بچا کر ہی نکال لے جائیں اور مسلمان دبکے بیٹھے رہیں تب بھی یک لخت مسلمانوں کی ہوا اُکھڑ جائے گی۔ اس بنا پر نبی ﷺ نے عزم فرمالیا کہ جو طاقت بھی اس وقت میسر ہے، اسے لے کر نکلیں اور میدان میں فیصلہ کریں کہ جینے کا بل بوتا کس میں ہے اور کس میں نہیں ہے۔

اس فیصلہ کن اقدام کا ارادہ کر کے آپ نے انصار و مہاجرین کو جمع کیا اور ان کے سامنے ساری پوزیشن صاف صاف رکھ دی۔ جواب میں ایک بڑے گروہ کی طرف سے اس خواہش کا اظہار ہوا کہ قافلے پر حملہ کیا جائے، لیکن نبی ﷺ کے پیش نظر کچھ اور تھا اس لیے آپ نے اپنا سوال دہرایا۔ اس پر مہاجرین میں سے مقداد بن عَمرو نے اُٹھ کر کہا:

یا رسول اللّٰہ! امض لما امرک اللّٰہ، فانا معک حیثما احببت، لا نقول لک کما قال بنو اسرائیل لموسیٰ اذھب انت و ربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون و لکن اذھب انت و ربک فقاتلا انا معکما مقاتلون ما دامت عین منا تطرف۔

''یارسول اللہ! جدھر آپ کا رب آپ کو حکم دے رہا ہے، اسی طرف چلیے، ہم آپ کے ساتھ ہیں جس طرف بھی آپ جائیں، ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ کہنے والے نہیں کہ '' جاؤ تم اور تمہارا خدا دونوں لڑیں، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ نہیں ہم کہتے ہیں کہ چلیے آپ اور آپ کا خدا دونوں لڑیں۔'' اور ہم آپ کے ساتھ جانیں لڑائیں گے جب تک ہم میں سے ایک آنکھ بھی گردش کر رہی ہے۔''

مگر لڑائی کا فیصلہ انصار کی رائے معلوم کیے بغیر نہیں کیا جاسکتا تھا کیوں کہ ابھی تک فوجی اقدامات میں ان سے کوئی مدد نہیں لی گئی تھی اور ان کے لیے یہ آزمائش کا پہلا موقع تھا کہ اسلام کی حمایت کا جو عہد انہوں نے اول روز کیا تھا اسے وہ کہاں تک نباہنے کے لیے تیار ہیں، اس لیے حضور ﷺ نے براہ راست ان کو مخاطب کیے بغیر پھر اپنا سوال دہرایا اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اُٹھے اور انہوں نے عرض کیا، شاید حضورؐ کا روئے سخن ہماری طرف ہے۔ فرمایا: ہاں، انہوں نے کہا:

لقد اٰمنا بک و صدقناک و شھدنا ان ما جئت بہ ھو الحق و اعطیناک عھودنا و مواثیقنا علی السمع والطاعۃ۔ فامض یا رسول اللّٰہ لما اردت۔

فوالذی بعثک بالحق لو استعرضت بنا ھٰذا البحر فخضته لخضناہ معک وما تخلف منا رجل واحد۔ وما نکرہ ان تلقی بنا عدونا غدًا انالنصبر عند الحرب صُدُقٌ عند اللقاء و لعل اللّٰہ یریک منا ما نقربه عینک فسربنا علی برکة اللّٰہ۔

''ہم آپ پر ایمان لائے ہیں، آپ کی تصدیق کر چکے ہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہ حق ہے اور آپ سے سمع وطاعت کا پختہ عہد باندھ چکے ہیں، پس اے اللہ کے رسول! جو کچھ آپ نے ارادہ فرما لیا ہے اسے کر گزریے، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں لے کر سامنے سمندر پر جا پہنچیں اور اس میں اتر جائیں تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے اور ہم میں سے ایک بھی پیچھے نہ رہے گا، ہم کو یہ ہرگز ناگوار نہیں ہے کہ آپ کل ہمیں لے کر دشمن سے جا بھڑیں، ہم جنگ میں ثابت قدم رہیں گے، مقابلہ میں سچی جانثاری دکھائیں گے اور بعید نہیں کہ اللہ آپ کو، ہم سے وہ کچھ دکھوا دے جسے دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں، پس اللہ کی برکت کے بھروسے پر آپ ہمیں لے چلیں۔''

ان تقریروں کے بعد فیصلہ ہو گیا کہ قافلہ کے بجائے لشکر قریش ہی کے مقابلے پر چلنا چاہیے۔

(تفہیم القرآن ج ۲، الانفال، تاریخی پس منظر)

حضور ﷺ کی دعا

۱۵-اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ قُرَیْشٌ قَدْ اَتَتْ بِخُیَلَائِھَا تُحَاوِلُ اَنْ تُکَذِّبَ رَسُوْلَکَ، اَللّٰھُمَّ فَنَصْرَکَ الَّذِیْ وَعَدْتَنِیْ، اَللّٰھُمَّ اِنْ تَھْلِکْ ھٰذِہِ الْعِصَابَةُ الْیَوْمَ لَا تُعْبَدُ فِی الْاَرْضِ۔

حضور ﷺ نے دعا کی کہ: خدایا! یہ ہیں قریش، اپنے سامان غرور کے ساتھ آئے ہیں تاکہ تیرے رسول کو جھوٹا ثابت کریں، خداوند! بس اب آ جائے تیری وہ مدد جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا، اے خدا! اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہو گئی تو روئے زمین پر پھر تیری عبادت نہ ہو گی۔''

تخریج:﴿۱﴾ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ وَ ھُوَ فِیْ قُبَّةٍ یَوْمَ بَدْرٍ: اَللّٰھُمَّ اَنْشُدُکَ عَھْدَکَ...(الحدیث) **وَ یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اِنْ تَھْلِکْ ھٰذِہِ الْعِصَابَةُ الْیَوْمَ فَلَا تُعْبَدْ۔** (۳۷)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ نبی نے بدر کے روز جب خیمہ میں تشریف فرما تھے، دعا کی: ''یا اللہ میں تجھے تیرا وعدہ یاد دلاتا ہوں... الٰہی آج کے روز اگر یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔''

﴿۲﴾ قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ، وَ قَدِ ارْتَحَلَتْ قُرَیْشٌ حِیْنَ اَصْبَحَتْ فَاَقْبَلَتْ، فَلَمَّا رَاٰھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تُصَوِّبُ مِنَ الْعَقَنْقَلِ...وَ ھُوَ الْکَثِیْبُ الَّذِیْ جَاؤُا مِنْهُ اِلَی الْوَادِیْ۔ قَالَ: اَللّٰھُمَّ! ھٰذِہٖ قُرَیْشٌ قَدْ اَقْبَلَتْ بِخُیَلَائِھَا وَ فَخْرِھَا تُحَادُّکَ، وَ تُکَذِّبُ رَسُوْلَکَ اَللّٰھُمَّ! فَنَصْرَکَ الَّذِیْ وَعَدْتَنِیْ، اَللّٰھُمَّ اَحِنْھُمُ الْغَدَاةَ۔ (۳۸)

ترجمہ: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ صبح ہوتے ہی قریش کے لشکروں کو ٹیلے کے پیچھے سے وادی کی جانب آتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے دیکھ لیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کی: ''یا الٰہی! یہ قریش، اپنے سامان فخر وغرور کے ساتھ آئے ہیں اور تیرے رسول کی تکذیب کرتے ہیں، الٰہی! بس اب آجائے تیری وہ مدد جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا، اے اللہ! انہیں آج صبح ہلاک کردے۔''

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْحَنَفِيُّ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنِي أَبُو زُمَيْلٍ (هُوَ سَمَّاكُ الْحَنَفِيُّ) حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ نَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمُشْرِكِينَ، وَ هُمْ أَلْفٌ وَ أَصْحَابُهُ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّ تِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا، فَاسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ الْقِبْلَةَ ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ، فَجَعَلَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ: اَللّٰهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي، اَللّٰهُمَّ آتِ مَا وَعَدْتَنِي، اَللّٰهُمَّ إِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ... فَمَا زَالَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ مَادًّا يَدَيْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ مَنْكِبَيْهِ، فَأَتَاهُ أَبُوبَكْرٍ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَأَلْقَاهُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ الْتَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ وَ قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! كَفَاكَ مُنَاشَدَتُكَ رَبَّكَ، فَإِنَّهُ سَيُنْجِزُ لَكَ مَا وَعَدَكَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: (إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ) فَأَمَدَّهُ اللّٰهُ بِالْمَلَائِكَةِ۔ (۳۹)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے عمر بن خطاب نے بتایا کہ جس روز جنگ بدر ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کو دیکھا کہ وہ تعداد میں ہزار ہیں جب کہ آپ کے ساتھی تین سو انیس تھے، پس نبی ﷺ فوراً قبلہ رو ہوئے اپنے ہاتھ دراز کیے اور پکار کر دعا کرنے لگے اپنے آقا پروردگار سے: ''یا اللہ! اب پورا فرما وہ وعدہ جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا۔ الٰہی! اگر یہ مختصر سی جماعت ہلاک ہوگئی یا اگر اس مسلم جماعت کو تو نے آج ہلاک کردیا تو پھر روئے زمین میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔'' برابر آپ یہ دعا اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے کرتے رہے کہ آپ کی چادر کندھوں سے نیچے گرگئی، اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آئے اور انہوں نے چادر اٹھا کر آپ کے کندھوں پر ڈال دی اور خود پیچھے سے لپٹ کر عرض کیا: ''اے اللہ کے نبی! آپ کی اپنے رب سے اتنی دعا ومناجات ہی کافی ہے، اب اللہ تعالیٰ اپنا وہ وعدہ جو اس نے آپ سے کیا ہے ضرور پورا فرمائے گا۔ اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے: (اذ تستغیثون ربکم... الایۃ) نازل فرمائی۔''

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، ثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَ هُوَ فِي قُبَّةٍ، يَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَ وَعْدَكَ. اَللّٰهُمَّ! إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ، فَأَخَذَ أَبُوبَكْرٍ بِيَدِهِ، فَقَالَ: حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ وَ هُوَ فِي الدِّرْعِ، فَخَرَجَ وَ هُوَ يَقُولُ: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّونَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَ أَمَرُّ۔ (۴۰)

ترجمہ: حضرت عکرمہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز جب کہ آپ ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے، فرمایا: اے اللہ! میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کو یاد دلاتا ہوں اے اللہ! اگر تیری مشیت یہ ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے... حضرت ابوبکرؓ نے آپ کا دست مبارک تھام لیا اور عرض کیا: ''یارسول اللہ! اتنی ہی دعا آپ کے لیے نہایت کافی ہے، بلاشبہ آپ نے اپنے رب سے انتہائی زاری سے استدعا کی ہے، آپ اس موقعہ پر زرہ پوش تھے، پس آپ یہ پڑھتے ہوئے باہر نکلے: ''عنقریب یہ جتھا شکست سے دوچار ہوگا اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے، قیامت ان کے وعدہ کی جگہ ہے اور قیامت تو بہت ہی تلخ اور سخت ہے۔''

قیدی بنائے جانے پر حضرت سعدؓ کا ردعمل

۱۶- سیرت ابن ہشام میں یہ روایت نظر سے گزری کہ جس وقت مجاہدین اسلام مال غنیمت لوٹنے اور کفار کے آدمیوں کو پکڑ پکڑ کر باندھنے میں لگے ہوئے تھے، نبی ﷺ نے دیکھا کہ حضرت سعد بن معاذؓ کے چہرے پر کراہت کے آثار ہیں۔ حضورؐ نے ان سے دریافت فرمایا: ''اے سعد! معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی یہ کارروائی تمہیں پسند نہیں آرہی ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: ''جی ہاں! یارسول اللہ! یہ پہلا معرکہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اہل شرک کو شکست دلوائی ہے، اس موقع پر انہیں قیدی بنا کر ان کی جانیں بچالینے سے زیادہ بہتر یہ تھا کہ ان کو خوب کچل ڈالا جاتا۔ (سیرت ابن ہشام: ۲)

تخریج: قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، اَخَذَ حَفْنَةً مِنَ الْحَصْبَاءِ، فَاسْتَقْبَلَ قُرَيْشًا بِهَا، ثُمَّ قَالَ: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ، ثُمَّ نَفَحَهُمْ بِهَا وَ اَمَرَ اَصْحَابَهُ فَقَالَ: شُدُّوْا فَكَانَتِ الْهَزِيْمَةُ، فَقَتَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ قَتَلَ مِنْ صَنَادِيْدِ قُرَيْشٍ، وَ اَسَرَ مَنْ اَسَرَ مِنْ اَشْرَافِهِمْ فَلَمَّا وَضَعَ الْقَوْمُ اَيْدِيَهِمْ يَأْسِرُوْنَ، وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْعَرِيْشِ وَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ قَآئِمٌ عَلٰى بَابِ الْعَرِيْشِ، الَّذِیْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَشِّحَ السَّيْفِ فِیْ نَفَرٍ مِنَ الْاَنْصَارِ يَحْرُسُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَخَافُوْنَ عَلَيْهِ كَرَّةَ الْعَدُوِّ، وَ رَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا ذُكِرَ لِیْ... فِيْ وَجْهِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ الْكَرَاهِيَةَ لِمَا يَصْنَعُ النَّاسُ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ! لَكَأَنَّكَ يَا سَعْدُ تَكْرَهُ مَا يَصْنَعُ الْقَوْمُ، قَالَ: اَجَلْ، وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَانَتْ اَوَّلُ وَقْعَةٍ اَوْقَعَهَا اللّٰهُ بِاَهْلِ الشِّرْكِ فَكَانَ الْاِثْخَانُ فِی الْقَتْلِ بِاَهْلِ الشِّرْكِ، اَحَبَّ اِلَیَّ مِنِ اسْتِبْقَاءِ الرِّجَالِ۔ (۴۱)

ترجمہ: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مٹھی بھر سنگریزے اپنے دست مبارک میں لیے اور قریش کی طرف منہ کر کے فرمایا: (شاهت الوجوه) ''چہرے بگڑ جائیں۔'' اور سنگریزے ان کی طرف پھینکے اور اپنے اصحاب کو حکم فرمایا کہ حملہ کرو۔ انہوں نے بھرپور حملہ کیا اور قریش کو شکست ہوگئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے قریشی سورماؤں سے جن کو قتل کرنا تھا، انہیں قتل کیا

اوران کے اشراف وسر برآوردہ لوگوں میں سے جن کو قید کرنا تھا انہیں قید کیا جب صحابہ کرامؓ قریش کو گرفتار کررہے تھے اس وقت آپ سائبان کے خیمہ میں تشریف فرما تھے، حضرت سعد بن معاذ اپنی تلوار حمائل کیے ہوئے اس سائبان کے دروازے پر کھڑے (پہرہ دے رہے) تھے۔ ان کے ساتھ انصار میں سے کچھ اور آدمی بھی تھے۔ اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں دشمن آپ پر حملہ نہ کردیں۔ قیدی گرفتار کیے جارہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے معاذؓ کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار ملاحظہ فرمائے تو ارشاد فرمایا: ''اے سعد! معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں لوگوں کو قید کرنے کی کارروائی ناگوار ہے۔'' سعد نے عرض کیا: ''جی ہاں یا رسول اللہ! یہ پہلا معرکہ وموقع ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اہل شرک کو شکست دلوائی ہے، اس موقع پر انہیں قیدی بنا کر ان کی جانیں بچالینے سے زیادہ بہتر یہ تھا کہ ان کو خوب کچل ڈالا جاتا۔

جنگ (بدر) میں جب قریش کی فوج بھاگ نکلی تو مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ غنیمت لوٹنے اور کفار کے آدمیوں کو پکڑ پکڑ کر باندھنے میں لگ گیا اور بہت کم آدمیوں نے دشمنوں کا کچھ دور تک تعاقب کیا، حالاں کہ اگر مسلمان پوری طاقت سے ان کا تعاقب کرتے تو قریش کی طاقت کا اسی روز خاتمہ ہوگیا ہوتا۔

اس پر اللہ کا عتاب

اسی پر اللہ تعالیٰ عتاب فرمارہا ہے: (لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ الانفال:۶۸)؟ ''اگر اللہ کا نوشتہ پہلے نہ لکھا جاچکا ہوتا تو جو کچھ تم لوگوں نے لیا ہے اس کی پاداش میں تم کو بڑی سزا دی جاتی۔''

اس آیت کی تفسیر میں اہل تاویل نے جو روایات بیان کی ہیں وہ یہ ہیں کہ جنگ بدر میں لشکر قریش کے جو لوگ گرفتار ہوئے تھے ان کے متعلق بعد میں مشورہ ہوا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے رائے دی کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ قتل کردیا جائے۔ نبی ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کی رائے قبول کی اور فدیہ کا معاملہ طے کرلیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات بطور عتاب نازل فرمائیں۔

مفسرین کی آراء

مفسرین آیت کے اس فقرے کی کوئی معقول تاویل نہیں کرسکے کہ ''اگر اللہ تعالیٰ کا نوشتہ پہلے نہ لکھا جاچکا ہوتا۔'' وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد تقدیر الٰہی ہے، یا یہ کہ اللہ تعالیٰ پہلے ہی یہ ارادہ فرماچکا تھا کہ مسلمانوں کے لیے غنائم کو حلال کردے گا لیکن یہ ظاہر ہے کہ جب تک وحی تشریعی کے ذریعہ سے کسی چیز کی اجازت نہ دی گئی ہو، اس کا لینا جائز نہیں ہوسکتا۔ پس نبی ﷺ سمیت پوری اسلامی جماعت اس تاویل کی رو سے گناہ گار قرار پاتی ہے اور ایسی تاویل کو اخبار احاد کے اعتماد پر قبول کرلینا ایک بڑی ہی سخت بات ہے۔

میرے نزدیک اس مقام کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ جنگ بدر سے پہلے سورۂ محمد میں جنگ کے متعلق جو ابتدائی ہدایات دی گئی تھیں، ان میں یہ ارشاد ہوا تھا کہ ـــ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ـــ (محمد:۴)

اس ارشاد میں جنگی قیدیوں سے فدیہ وصول کرنے کی اجازت تو دے دی گئی تھی لیکن اس کے ساتھ شرط یہ لگائی تھی

کہ ’’ پہلے دشمن کی طاقت کو اچھی طرح کچل دیا جائے پھر قیدی پکڑنے کی فکر کی جائے۔‘‘ اس فرمان کی رُو سے مسلمانوں نے بدر میں جو قیدی گرفتار کیے اور اس کے بعد ان سے جو فدیہ وصول کیا وہ تھا تو اجازت کے مطابق، مگر غلطی یہ ہوئی کہ ’’ دشمن کی طاقت کو کچل دینے۔‘‘ کی جو شرط مقدم رکھی گئی تھی اسے پورا کرنے میں کوتاہی کی گئی، اسی پر اللہ تعالیٰ عتاب فرما رہا ہے اور یہ نبی ﷺ پر نہیں ہے بلکہ مسلمانوں پر ہے۔

فرمان مبارک کا منشا

فرمان مبارک کا منشا یہ ہے کہ: ’’ تم لوگ ابھی نبی کے مشن کو اچھی طرح نہیں سمجھے ہو، نبی کا اصل کام یہ نہیں ہے کہ فدیے اور غنائم وصول کر کے خزانے بھرے بلکہ اس کے نصب العین سے جو چیز براہ راست تعلق رکھتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ کفر کی طاقت ٹوٹ جائے، مگر تم لوگوں پر بار بار دنیا کا لالچ غالب ہو جاتا ہے۔ پہلے دشمن کی اصل طاقت کے بجائے قافلے پر حملہ کرنا چاہا، پھر دشمن کا سر کچلنے کے بجائے غنیمت لوٹنے اور قیدی پکڑنے میں لگ گئے، پھر غنیمت پر جھگڑنے لگے، اگر ہم پہلے فدیہ وصول کرنے کی اجازت نہ دے چکے ہوتے تو اس پر تمہیں سخت سزا دیتے۔ خیر اب جو کچھ تم نے لیا وہ کھالو مگر آئندہ ایسی روش سے بچتے رہو جو خدا کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔ میں اس رائے پر پہنچ چکا تھا کہ امام جَصّاص کی کتاب احکام القرآن میں یہ دیکھ کر مجھے مزید اطمینان حاصل ہوا کہ امام موصوف بھی اس تاویل کو کم از کم قابل لحاظ ضرور قرار دیتے ہیں۔

(تفہیم القرآن، ج ۲، الانفال، حاشیہ:۴۹)

آپ ﷺ کا ’’شَاهَتِ الْوُجُوْهُ‘‘ فرمانا

۱۷۔ (حضور ﷺ نے فرمایا:) **شَاهَتِ الْوُجُوْهُ۔**

تخریج:〈ا〉 حَدَّثَنِی الْحٰرِثُ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ، قَالَ: ثَنَا اَبُوْ مَعْشَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَیْسٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ کَعْبِ الْقُرَظِیِّ، قَالَا: لَمَّا دَنَا الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ، اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ، فَرَمٰی بِهَا فِیْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ، وَ قَالَ: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ، فَدَخَلَتْ فِیْ اَعْیُنِهِمْ کُلِّهِمْ، وَ اَقْبَلَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَقْتُلُوْنَهُمْ وَ یَاْسِرُوْنَهُمْ وَ کَانَتْ هَزِیْمَتُهُمْ فِیْ رَمْیَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ: (وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی... الایة اِلٰی... اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ) (۴۲)

ترجمہ: محمد بن قیس اور محمد بن کعب قرظی دونوں کا بیان ہے کہ جب دونوں فوجیں ایک دوسری کے قریب ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے مٹھی بھر مٹی لی اور اسے کافروں کی جانب پھینکی اور فرمایا ’’ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ‘‘ وہ مٹی ان کی آنکھوں میں جا پڑی (وہ اندھے سے ہو گئے) اصحاب رسول ﷺ نے ان کو قتل کرنا اور قید کرنا شروع کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے مٹی پھینکنے کی وجہ سے کافروں کو شکست ہوئی۔ اس موقع پر ارشاد ربانی ہوا: ’’ کہ وہ مٹی تو نے نہیں پھینکی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی۔‘‘ یہ آیت نازل ہوئی ــــ **وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی... الایة اِلٰی... اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ** ــــ

﴿۲﴾ حَدَّثَنِی یُونُسُ، قَالَ: اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ زَیْدٍ فِی قَوْلِهٖ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی، قَالَ: هٰذَا یَوْمُ بَدْرٍ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ حَصَیَاتٍ فَرَمٰی بِحَصَاةٍ فِی مَیْمَنَةِ الْقَوْمِ وَ حَصَاةٍ فِی مَیْسَرَةِ الْقَوْمِ وَ حَصَاةٍ بَیْنَ اَظْهُرِهِمْ وَ قَالَ: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ، فَانْهَزَمُوْا، فَذٰلِکَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: (وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی) (۴۳)

ترجمہ: ابن زید کا (وما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمی) کے بارے میں قول ہے کہ یہ یوم بدر کے موقع کا واقعہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تین مٹھی کنکر لے کر پھینکے، ان میں سے ایک کافروں کی دائیں جانب دوسرا بائیں جانب اور تیسرا درمیان میں اور ساتھ ہی پڑھا ــــ شاهت الوجوه ــــ پس مشرکین ہزیمت سے دوچار ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ــــ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمی ــــ کا تعلق اسی موقع سے ہے۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِی اَبِی، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، ثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ خُثَیْمٍ، عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ الْمَلَاَ مِنْ قُرَیْشٍ اِجْتَمَعُوْا فِی الْحِجْرِ فَتَعَاهَدُوْا بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی وَ مَنَاةِ الثَّالِثَةِ الْاُخْرٰی لَوْ قَدْ رَأَیْنَا مُحَمَّدًا، اَقَمْنَا اِلَیْهِ قِیَامَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَلَمْ نُفَارِقْهُ حَتّٰی نَقْتُلَهُ، قَالَ: فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَبْکِیْ حَتّٰی دَخَلَتْ عَلٰی اَبِیْهَا، فَقَالَتْ: هٰٓؤُلَاءِ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِکَ فِی الْحِجْرِ قَدْ تَعَاهَدُوْا اَنْ لَوْ قَدْ رَأَوْکَ، قَامُوْا اِلَیْکَ فَقَتَلُوْکَ، فَلَیْسَ مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا قَدْ عَرَفَ نَصِیْبَهٗ مِنْ دَمِکَ، قَالَ: یَا بُنَیَّةُ اُدْنِیْ وَضُوْءً، فَتَوَضَّأَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَیْهِمُ الْمَسْجِدَ، فَلَمَّا رَأَوْهُ، قَالُوْا: هُوَ هٰذَا، فَخَفَضُوْا اَبْصَارَهُمْ وَ عَقَرُوْا فِیْ مَجَالِسِهِمْ، فَلَمْ یَرْفَعُوْا اِلَیْهِ اَبْصَارَهُمْ، وَلَمْ یَقُمْ مِنْهُمْ رَجُلٌ، فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی قَامَ عَلٰی رُؤُسِهِمْ فَأَخَذَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ، فَحَصَبَهُمْ بِهَا وَ قَالَ: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ، قَالَ: فَمَا اَصَابَتْ رَجُلًا مِّنْهُمْ حَصَاةٌ اِلَّا قَدْ قُتِلَ یَوْمَ بَدْرٍ کَافِرًا۔ (۴۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ قریشی سردار حجر میں جمع ہوئے اپنے معبودوں لات، عزی، مناۃ، کی قسمیں کھا کر پختہ عہد کیا کہ اگر ہم نے محمد ﷺ کو دیکھ لیا تو ہم سب اجتماعی طور پر اس کی جانب یکجان ہو کر کھڑے ہوں گے اور جب تک اسے قتل نہ کر دیں اس وقت اس سے الگ نہ ہوں گے۔ عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہؓ روتی ہوئی حضورؐ کے پاس داخل ہوئیں اور عرض کیا: ''آپ کی قوم کے ان سرداروں نے حجر میں پختہ عہد کیا ہے کہ اگر آپ کو دیکھ لیں گے تو سب یکجان ہو کر آپ کی طرف کھڑے ہوں گے اور آپ کو قتل کر دیں گے۔'' آپ نے فرمایا: ''بیٹی! وضو کے لیے پانی لاؤ۔'' آپ نے وضو فرمایا پھر خانہ کعبہ میں ان کافروں کے سروں پر جا کھڑے ہوئے، انہوں نے جب آپ کو دیکھا تو (ہکے بکے) رہ گئے اور بولے: ''وہ تو یہی ہے۔'' پس ان کی نگاہیں نیچے جھک گئیں اور اپنی مجلسوں میں شرم سار ہو کر دبک گئے، آپ کی

جانب نظریں اوپر اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکے اور نہ ایک بھی ان میں سے آپ کی طرف اُٹھا رسول اللہ ﷺ ان کی جانب چلے اور ان کے سروں پر جا کر کھڑے ہوئے اور مٹھی بھر ریت لے کر ان کی طرف پھینکی اور ''شاهت الوجوه'' پڑھا۔ راوی کا بیان ہے کہ ان میں سے جس جس پر ریت پڑی وہ بدر میں کفر کی حالت میں قتل ہوا۔

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ الْحَنَفِيُّ، قَالَ: نَا عِكْرِمَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُنَيْنًا... وَ مَرَرْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُنْهَزِمًا وَ هُوَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الشَّهْبَآءِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ رَجَعَ ابْنُ الْاَكْوَعِ فَزِعًا فَلَمَّا غَشَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ مِنَ الْاَرْضِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهٖ وَجُوْهَهُمْ، فَقَالَ: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ فَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اِنْسَانًا اِلَّا مَلَاءَ عَيْنَيْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ، فَوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ، فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ وَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَنَائِمَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔(۴۵)

ترجمہ: اِیاس بن سلمہ نے اپنے والد کے حوالہ سے حدیث بیان کی۔ ان کے والد نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین لڑا... شکست خوردگی کی حالت میں، میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے گزرا آپ اس وقت اپنے خچر شہباء پر سوار تھے (جس کا رنگ سیاہی مائل سفید تھا) آپ کو دشمنوں نے گھیر لیا تو اپنے خچر سے نیچے اترے اور ایک مٹھی بھر خاک زمین سے اٹھائی اور ان کے منہ پر ماری اور فرمایا: ''بگڑ گئے چہرے ان کے'' پھر ان میں کوئی آدمی ایسا نہ رہا جس کی آنکھ میں خاک نہ بھر گئی ہو، اسی ایک مٹھی بھر ریت کی وجہ سے آخر وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور اس وجہ سے اللہ نے ان کو شکست دی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے اموال بطور غنیمت صحابہ کرامؓ میں تقسیم فرما دیے۔

اموالِ غنیمت

۱۸- اِنَّ هٰذَا غَنَائِمُكُمْ وَ اِنَّهٗ لَيْسَ لِيْ فِيْهَا اِلَّا نَصِيْبِيْ مَعَكُمُ الْخُمُسُ وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكُمْ فَادُّوا الْخَيْطَ وَ الْمَخِيْطَ وَ اَكْبَرَ مِنْ ذَالِكَ وَ اَصْغَرَ وَلَا تَغُلُّوْا فَاِنَّ الْغُلُوْلَ عَارٌ وَ نَارٌ۔

یہ غنائم تمہارے ہی لیے ہیں، میری اپنی ذات کا ان میں کوئی حصہ نہیں ہے بجز خمس کے اور وہ خمس بھی تمہارے ہی اجتماعی مصالح پر صرف کر دیا جاتا ہے لہٰذا ایک ایک سوئی اور ایک ایک دھاگہ تک لا کر رکھ دو کوئی چھوٹی یا بڑی چیز چھپا کر نہ رکھو کہ ایسا کرنا شرمناک ہے اور اس کا نتیجہ دوزخ ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، ثَنَا اَبُو الْيَمَانِ وَ اِسْحَاقُ بْنُ عِيْسٰى، قَالَا: ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ، عَنْ اَبِيْ سَلَامٍ، قَالَ اِسْحَاقُ الْاَعْرَجُ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ الْكِنْدِيِّ، اِنَّهٗ جَلَسَ مَعَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَ اَبِيْ

الدَّرْدَآءِ، وَالْحَارِثُ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْكِنْدِيّ، فَتَذَاكَرُوا حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ لِعُبَادَةَ: يَا عُبَادَةُ! كَلِمَاتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَ كَذَا فِيْ شَانِ الْاَخْمَاسِ، فَقَالَ عُبَادَةُ: قَالَ اِسْحَاقُ فِيْ حَدِيْثِهٖ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى بِهِمْ فِيْ غَزْوَةٍ اِلٰى بَعِيْرٍ مِنَ الْمُقْسِمِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَتَنَاوَلَ وَبَرَةً بَيْنَ اَنْمَلَتَيْهِ فَقَالَ: اِنَّ هٰذِهٖ مِنْ غَنَائِمِكُمْ وَ اِنَّهٗ لَيْسَ لِيْ فِيْهَا اِلَّا نَصِيْبِيْ مَعَكُمْ اِلَّا الْخُمُسُ، وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكُمْ، فَاَدُّوْا الْخَيْطَ وَالْمَخِيْطَ، وَ اَكْبَرَ مِنْ ذَالِكَ وَ اَصْغَرَ وَلَا تَغُلُّوْا، فَاِنَّ الْغُلُوْلَ نَارٌ وَ عَارٌ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ جَاهِدُوا النَّاسَ فِي اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى الْقَرِيْبَ، وَالْبَعِيْدَ، وَلَا تُبَالُوْا فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَ اَقِيْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَاِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ عَظِيْمٌ، يُنْجِي اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى بِهٖ مِنَ الْغَمِّ وَالْهَمِّ۔ (۴۶)

ترجمہ: مقدام بن معدیکرب کندی، عبادہ بن صامت، اور ابوالدرداء اور حارث ابن معاویہ ؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، حدیث رسول اللہ ﷺ پر مذاکرہ کر رہے تھے۔ ابوالدرداء نے عبادہ سے پوچھا کہ فلاں، فلاں غزوے میں رسول اللہ ﷺ نے خمس کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا تھا؟ عبادہ نے کہا: ''اسحاق نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوے میں اونٹ کے پیچھے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی، سلام پھیرنے کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور چند بال اپنی چٹکی میں پکڑ کر فرمایا: ''یہ بال اس اونٹ کے ہیں جو مال غنیمت میں سے ہے یہ بھی مال غنیمت میں سے ہی ہیں اور میرے لیے نہیں ہیں، میرا حصہ تو تمہارے ساتھ صرف پانچواں ہے اور پھر وہ بھی تم ہی کو واپس دے دیا جاتا ہے لہٰذا سوئی دھاگہ تک ہر بڑی چھوٹی چیز پہنچا دیا کرو۔ خیانت نہ کرو، خیانت تو آگ ہے اور خیانت کرنے والوں کے لیے دونوں جہاں میں عار ہے۔ اللہ کی راہ میں لوگوں سے، خواہ قریب ہوں یا دور جہاد جاری رکھو اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خیال تک نہ کرو اور حضر و سفر میں حدود اللہ جاری کرتے رہو، فی سبیل اللہ جہاد کرتے رہو، جہاد جنت کے بڑے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، اسی جہاد کی بدولت اللہ تعالیٰ غم و رنج سے نجات دیتا ہے۔''

تشریح: یہاں مال غنیمت کی تقسیم کا قانون بتایا ہے۔ اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ اللہ کا انعام ہے۔ اس کے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار اللہ اور اس کے رسول کو ہی حاصل ہے، وہ فیصلہ یہ ہے کہ لڑائی کے بعد تمام سپاہی ہر طرح کا مال غنیمت لا کر امام کے سامنے رکھ دیں اور کوئی چیز چھپا کر نہ رکھیں، پھر اس مال میں پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول، رشتہ داروں اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے نکال لیا جائے اور باقی چار حصے ان سب لوگوں میں تقسیم کر دیے جائیں، جنہوں نے جنگ میں حصہ لیا ہو، چناں چہ نبی ﷺ ہمیشہ لڑائی کے بعد مندرجہ بالا اعلان کرتے تھے۔

''اس تقسیم میں اللہ اور رسول کا حصہ ایک ہی ہے'' اس سے مقصود یہ ہے کہ خمس کا ایک جزء اعلائے کلمۃ اللہ اور اقامت دین حق کے کام میں صرف کیا جائے۔

''رشتہ داروں'' سے مراد نبی ﷺ کی زندگی میں تو حضور ہی کے رشتہ دار تھے کیوں کہ جب آپ اپنا سارا وقت دین کے کام میں صرف فرماتے تھے اور اپنی معاش کے لیے کوئی کام کرنا آپ کے لیے ممکن نہ رہا تھا تو لامحالہ اس کا انتظام ہونا چاہیے تھا کہ آپ کی اور آپ کے اہل وعیال اور ان دوسرے اقرباء کی جن کی کفالت آپ کے ذمہ تھی، ضروریات پوری ہوں، اس لیے خمس میں آپ کے اقرباء کا حصہ رکھا گیا، لیکن اس امر میں اختلاف ہے کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد ذوی القربیٰ کا یہ حصہ کس کو پہنچتا ہے۔ ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ نبی ﷺ کے بعد یہ حصہ منسوخ ہوگیا، دوسرے گروہ کی رائے ہے کہ حضور ﷺ کے بعد یہ حصہ اس شخص کے اقرباء کو پہنچے گا جو حضور ﷺ کی جگہ خلافت کی خدمت انجام دے، تیسرے گروہ کے نزدیک یہ حصہ خاندان نبوت کے فقہاء میں تقسیم کیا جاتا رہے گا، جہاں تک میں تحقیق کر سکا ہوں خلفاء راشدین کے زمانہ میں اسی تیسری رائے پر عمل ہوتا تھا۔ (تفہیم القرآن، ج ۲، الانفال، حاشیہ: ۳۲)

مسئلہ غنیمت

۱۹- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِقَوْمٍ سُوْدِ الرُّؤُسِ قَبْلَكُمْ كَانَتْ تَنْزِلُ نَارٌ مِّنَ السَّمَآءِ فَتَاْكُلُهَا فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ اَسْرَعَ النَّاسُ فِي الْغَنَائِمِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ـــ لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌo فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ـــ

(عن ابی ھریرۃ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے کسی کالے سر والی قوم کے لیے غنیمت حلال نہیں کی گئی۔ ایک آگ آسمان سے اترتی اور مال غنیمت کو کھا جایا کرتی تھی۔ جب جنگ بدر واقع ہوئی تو لوگ غنیمت پر ٹوٹ پڑے۔ اس پر یہ آیت اتری کہ: ''اگر اللہ کا نوشتہ پہلے ہی سے نہ آچکا ہوتا تو تم پر بڑا عذاب نازل ہوتا، خیر اب جو کچھ تم نے لوٹا ہے اس سے کھاؤ کہ وہ تمہارے لیے حلال و پاک ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، اَخْبَرَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَائِدَةَ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ سُوْدِ الرُّؤُسِ مِنْ قَبْلِكُمْ، كَانَتْ تَنْزِلُ نَارٌ مِّنَ السَّمَآءِ فَتَاْكُلُهَا، قَالَ سُلَيْمَانُ الْاَعْمَشُ: فَمَنْ يَّقُوْلُ هٰذَا اِلَّا اَبُوْ هُرَيْرَةَ الْاٰنَ. فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَقَعُوْا فِي الْغَنَائِمِ قَبْلَ اَنْ تَحِلَّ لَهُمْ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ: لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ (۴۷)

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غنیمت پہلے حلال نہ تھی مگر انسانی فطرت کے ناقابل تغیر رجحان کو دیکھ کر اسے حلال کر دیا گیا تاہم محض فطرت کی رعایت ہی کر کے سپر نہیں ڈال دی گئی بلکہ اس رجحان کی اصلاح اور اس کی حد بندی کے

(٥٥) [illegible]

[illegible]

[illegible]

(٦٣) [illegible]

[illegible]

[illegible]

(٥٧) [illegible]

(٧٣) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، انہوں نے بتایا کہ بدر کے قیدیوں میں سے جس کسی کے پاس فدیہ کی ادائے گی کے لیے کچھ نہ تھا تو ان کے لیے رسول اللہ ﷺ نے انصار کے بچوں کو کتابت کی تعلیم دینے کو ان کا فدیہ مقرر فرمایا۔

تشریح: گویا کہ قیدیوں کو کوئی خدمت لے کر بھی چھوڑا گیا۔ (تفہیم القرآن، ج ۵ محمد، حاشیہ: ۸)

ابوالعاص کا فدیہ

۲۱- جنگ بدر میں قریش کے دوسرے سرداروں کے ساتھ خود رسول اللہ ﷺ کے داماد (ابوالعاص) گرفتار ہو کر آتے ہیں[1]، عام قیدیوں کی طرح انہیں بھی بند کر دیا جاتا ہے، ان کے پاس فدیہ ادا کرنے کے لیے مال نہیں ہوتا تو حکم ہوتا ہے کہ گھر سے منگا کر دو، ورنہ قید رہو۔ وہ اپنی بیوی یعنی رسول اللہ (ﷺ) کی بیٹی حضرت زینبؓ کو پیغام بھیجتے ہیں اور ان کے پاس سے شوہر کے فدیہ میں ایک قیمتی ہار آتا ہے جو حضرت خدیجہؓ زوجہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے جہیز میں دیا تھا۔ ہار کو دیکھ کر آپؐ کو اپنی رفیقۂ حیات کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں۔ تاہم خود اپنے اختیار سے فدیہ معاف نہیں کرتے، عام مسلمانوں سے اجازت مانگتے ہیں کہ اگر تم پسند کرو تو بیٹی کو اس کی ماں کی یادگار واپس کر دی جائے اور جب عام مسلمان اس کی اجازت دے دیتے ہیں اس وقت رسول اللہ ﷺ کے اپنے داماد کو بغیر فدیہ کے رہائی نصیب ہوتی ہے۔ (طبری، ابوداؤد)

(الجہاد فی الاسلام: مصلحانہ جنگ ''اسلام اور جہانگیریت'')

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَیْلِیُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ یَحْیَی بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ اَبِیْهِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا بَعَثَ اَهْلُ مَكَّةَ فِیْ فِدَاءِ اَسْرَاهُمْ بَعَثَتْ زَیْنَبُ فِیْ فِدَاءِ اَبِی الْعَاصِ بِمَالٍ، وَ بَعَثَتْ فِیْهِ بِقِلَادَةٍ لَّهَا كَانَتْ عِنْدَ خَدِیْجَةَ اَدْخَلَتْهَا بِهَا عَلٰی اَبِی الْعَاصِ، قَالَتْ: فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَقَّ لَهَا رِقَّةً شَدِیْدَةً وَ قَالَ: اِنْ رَأَیْتُمْ اَنْ تُطْلِقُوْا لَهَا اَسِیْرَهَا وَ تَرُدُّوْا عَلَیْهَا الَّذِیْ لَهَا، فَقَالُوْا: نَعَمْ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ عَلَیْهِ، اَوْ وَعَدَهٗ اَنْ یُخَلِّیَ سَبِیْلَ زَیْنَبَ اِلَیْهِ وَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَیْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ، فَقَالَ: كُوْنَا بِبَطْنِ یَاْجِجَ حَتّٰی تَمُرَّ بِكُمَا زَیْنَبُ فَتَصْحَبَاهَا حَتّٰی تَاْتِیَا بِهَا۔ (۵۱)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے فدیہ کی رقم بھیجی تو حضرت زینبؓ نے اپنے شوہر ابوالعاص کی رہائی کے لیے کچھ مال بھیجا۔ اس میں وہ ہار بھی شامل تھا جو ان کو ان کی والدہ حضرت خدیجہؓ نے ان کی رخصتی کے وقت دیا تھا حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا (تو حضرت زینبؓ کی بے کسی پر بہت ترس آیا) آپ پر شدید رقت طاری ہوگئی، آپ نے فرمایا: اگر تم مناسب سمجھو تو زینب کی خاطر اس کے قیدی کو رہا کر دو اور اس کا مال بھی واپس دے دو۔ صحابہؓ نے عرض کیا: ''ٹھیک ہے۔ (مال بھی واپس فرمادیں اور قیدی کو بھی رہا کر دیں)

(۱) یہ صاحب حضرت زینب بنت رسول ﷺ کے شوہر تھے۔ ۷ھ تک یہ کافر رہے بعد میں انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔

رسول اللہؐ نے ابوالعاص سے عہد لیا کہ زینب کو میرے پاس آنے سے نہیں روکے گا۔ آپ نے زید بن حارثہ کو اور ایک انصاری کو روانہ فرمایا اور انہیں ہدایت فرمائی کہ تم دونوں مقام یاجج میں جا کر ٹھہرو، جب زینب تمہارے پاس سے گزرے تو اس کے ساتھ ہو جاؤ اور اسے میرے پاس لے آنے تک اس کے ساتھ رہو۔

مطعم بن عدی کے احسان کا بدلہ

۲۲- لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِیْ فِیْ هٰٓؤُلَاءِ النَّتْنٰی لَتَرَكْتُهُمْ لَهٗ.

(بخاری، ابوداؤد، مسند احمد)

''جنگ بدر کے قیدیوں کے متعلق حضورؐ نے فرمایا: ''اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور وہ مجھ سے ان گھناؤنے لوگوں کے بارے میں بات کرتا تو میں اس کی خاطر انہیں یوں ہی چھوڑ دیتا۔ (تفہیم القرآن، ج۵، محمد، حاشیہ:۸)

تخریج: حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فِیْ اُسَارٰی بَدْرٍ، لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا، ثُمَّ كَلَّمَنِیْ فِیْ هٰٓؤُلَاءِ النَّتْنٰی، لَتَرَكْتُهُمْ لَهٗ۔ (۵۲)

ثمامہ بن اثال کی رہائی

۲۳- (بخاری، مسلم اور مسند احمد کی روایت ہے کہ) یمامہ کے سردار ثمامہ بن اُثال جب گرفتار ہو کر آئے تو حضورؐ نے ان سے پوچھا: ''ثمامہ! تمہارا کیا خیال ہے؟'' انہوں نے کہا: ''اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کا خون کچھ قیمت رکھتا ہے اگر مجھ پر احسان کریں گے تو ایسے شخص پر کریں گے جو احسان ماننے والا ہے اور اگر آپ مال لینا چاہتے ہیں تو مانگیے، آپ کو دیا جائے گا۔'' تین دن تک آپ ان سے یہی بات پوچھتے رہے اور وہ یہی جواب دیتے رہے آخر کو آپ نے حکم دیا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔ رہائی پاتے ہی وہ قریب کے ایک نخلستان میں گئے، نہا دھو کر واپس آئے، کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے اور عرض کیا: ''آج سے پہلے کوئی شخص میرے لیے آپ سے اور آپ کے دین سے بڑھ کر مبغوض نہ تھا مگر اب کوئی شخص اور کوئی دین مجھے آپ سے اور آپ کے دین سے بڑھ کر محبوب نہیں ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج۵، محمد، حاشیہ:۸)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنِی اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ سَعِيْدٍ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ، فَجَآءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ، فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ اِلَيْهِ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟ فَقَالَ: عِنْدِیْ خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ، اِنْ تَقْتُلْنِیْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ، وَ اِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰی شَاكِرٍ، وَ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ، فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ، فَتَرَكَهٗ حَتّٰی كَانَ الْغَدُ ثُمَّ قَالَ لَهٗ: مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟ قَالَ: عِنْدِیْ مَا قُلْتُ لَكَ، اِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰی

شَاكِرٍ، فَتَرَكَهُ حَتّٰى كَانَ بَعْدُ الْغَدِ، فَقَالَ: مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟ فَقَالَ: عِنْدِيْ مَا قُلْتُ لَكَ، فَقَالَ: اَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ، فَانْطَلَقَ اِلٰى نَخْلٍ قَرِيْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، يَا مُحَمَّدُ، وَاللّٰهِ! مَا كَانَ عَلَى الْاَرْضِ وَجْهٌ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ وَّجْهِكَ فَقَدْ اَصْبَحَ وَجْهُكَ اَحَبَّ الْوُجُوْهِ اِلَيَّ وَاللّٰهِ! مَاكَانَ مِنْ دِيْنٍ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ دِيْنِكَ، فَاَصْبَحَ دِيْنُكَ اَحَبَّ الدِّيْنِ اِلَيَّ، وَاللّٰهِ مَاكَانَ مِنْ بَلَدٍ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ، فَاَصْبَحَ بَلَدُكَ اَحَبَّ الْبِلَادِ اِلَيَّ، وَ اِنَّ خَيْلَكَ اَخَذَتْنِيْ وَ اَنَا اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَمَاذَا تَرٰى؟ فَبَشَّرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَمَرَهُ اَنْ يَّعْتَمِرَ، فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ، قَالَ لَهُ قَآئِلٌ: صَبَوْتَ، قَالَ: لَا وَ لٰكِنْ اَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا وَاللّٰهِ! لَا تَاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰى يَاْذَنَ فِيْهَا النَّبِيُّ ﷺ۔ (۵۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ نبیؐ نے نجد کی جانب سواروں کا ایک دستہ روانہ فرمایا۔ یہ دستہ بنی حنیفہ کے ثمامہ بن اُثال نامی آدمی گرفتار کر لائے اور مسجد نبوی کے ایک ستون کے ساتھ اسے جکڑ دیا۔ نبیؐ کا اس کے پاس سے گزر ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا: ''ثمامہ! تمہارا کیا خیال ہے؟'' وہ بولا: ''اے محمدؐ! میرے پاس خیر ہے، (میرا خیال اچھا ہے) اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک ذی نفس کو قتل کریں گے اور اگر احسان کریں گے تو ایک شکر گزار احسان مند پر احسان کریں گے اور اگر آپ مال کے خواہش مند ہیں تو جتنا دل چاہے طلب کر لیجیے۔'' تا آنکہ دوسرا دن ہوا، آپ نے دوبارہ اس سے دریافت فرمایا: ''ثمامہ! تمہارا کیا خیال ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''میرا تو وہی خیال ہے جس کا میں کل گزشتہ اظہار کر چکا ہوں کہ اگر آپ احسان کریں گے تو ایک احسان مند پر احسان کریں گے۔'' آپ نے اسے اس کی حالت پر چھوڑ دیا کہ تیسرا دن بھی طلوع ہوا۔ آپ نے پوچھا: ''ثمامہ! کہو کیا خیال ہے؟'' اس نے عرض کیا: ''میرے پاس تو وہی جواب ہے جو اس سے قبل دے چکا ہوں۔'' اس پر آپ نے حکم ارشاد فرمایا: ''ثمامہ کو آزاد کر دو۔'' رہائی کے بعد ثمامہ مسجد کے قریبی نخلستان میں گیا وہاں غسل کیا اور واپس مسجد نبوی آ داخل ہوا اور (اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ) کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور عرض کیا: ''اے محمد (ﷺ)! روئے زمین پر آپ کے چہرے سے مبغوض چہرہ میرے نزدیک کوئی نہیں تھا مگر اب آپ کے چہرے مبارک سے زیادہ محبوب چہرہ روئے زمین پر کوئی نہیں ہے واللہ! آپ کے دین سے زیادہ دشمنی مجھے کسی دین سے نہیں تھی مگر اب آپ کے دین سے زیادہ محبوب مجھے اور کوئی دین نہیں۔ واللہ! آپ کے شہر سے زیادہ ناپسندیدہ شہر مجھے کوئی نہیں تھا مگر اب آپ کے شہر سے زیادہ پسندیدہ کوئی شہر نہیں۔ آپ کے سواروں نے مجھے اس وقت گرفتار کیا جب کہ میں عمرہ کی ادائیگی کے لیے جا رہا تھا، اب آپ کا کیا ارشاد ہے؟'' رسول اللہ ﷺ نے اسے بشارت دی اور اسے عمرہ ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ جب وہ مکہ میں داخل ہوا تو کہنے والے نے کہا: ''تو بے دین ہو گیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''ایسا نہیں بلکہ میں تو رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوا ہوں، واللہ! اب نبیؐ کی اجازت کے بغیر یمامہ سے گندم کا ایک دانہ تک بھی نہیں آئے گا۔''

جبیر بن مطعمؓ پر تلاوت قرآن کا اثر

۲۴– بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ جبیر بن مطعم جنگ بدر کے بعد قریش کے قیدیوں کی رہائی پر بات چیت کرنے کے لیے کفار مکہ کی طرف سے مدینہ آئے۔ یہاں رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے اور اس میں سورۂ طور زیر تلاوت تھی ان کا اپنا بیان یہ ہے کہ جب حضورؐ اس سورہ کی چھتیسویں آیت پر پہنچے تو میرا دل میرے سینے سے اڑا جاتا تھا، بعد میں ان کے مسلمان ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ اس روز یہ آیات سن کر اسلام ان کے دل میں جڑ پکڑ چکا تھا۔

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا عَفَّانُ وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ: سَمِعْتُ بَعْضَ اِخْوَتِیْ عَنْ اَبِیْ، عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّهٗ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ فِدَآءِ بَدْرٍ، قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ: فِیْ فِدَآءِ الْمُشْرِكِیْنَ وَمَا اَسْلَمَ یَوْمَئِذٍ، فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّی الْمَغْرِبَ فَقَرَأَ بِالطُّوْرِ، فَكَاَنَّمَا صُدِعَ عَنْ قَلْبِیْ حِیْنَ سَمِعْتُ الْقُرْاٰنَ۔ (۵۴)

ترجمہ: سعد بن ابراہیم سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اپنے بھائیوں سے سنا، وہ میرے والد کے حوالہ سے، اس نے جبیر بن مطعم کے حوالہ سے بیان کیا کہ وہ (جبیر بن مطعم) اسیران بدر کے فدیہ کے سلسلہ میں گفتگو کرنے رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابن جعفر نے فِیْ فِدَآءِ بَدْرٍ کی جگہ فِیْ فِدَآءِ الْمُشْرِكِیْنَ کے الفاظ بیان کیے ہیں۔ اس وقت جبیر بن مطعم خود مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ جبیر کہتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نماز مغرب ادا فرما رہے تھے۔ آپ نے اس نماز میں سورۂ طور تلاوت فرمائی، جب میں نے قرآن کی یہ سورت سنی تو میرا دل سینے سے اڑا جاتا تھا۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، قَالَ: حَدَّثُوْنِیْ عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقْرَأُ فِی الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ فَلَمَّا بَلَغَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ: (اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَ ۗ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَیْطِرُوْنَ) كَادَ قَلْبِیْ اَنْ یَّطِیْرَ۔ (۵۵)

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعمؓ کا بیان ہے کہ میں نے نبیؐ کو مغرب کی نماز میں سورہ طور تلاوت فرماتے سنا، جب آپ (ام خلقوا السماوات والارض بل لا یوقنون ام عندھم خزائن ربک ام ھم المصیطرون) کی آیت پر پہنچے تو میرا دل قریب تھا کہ اڑ جاتا۔

تشریح: سورۂ طور میں پہلے جو سوالات چھیڑے گئے تھے وہ کفار مکہ کو یہ احساس دلانے کے لیے تھے کہ محمدؐ کے دعوائے رسالت کو جھٹلانے کے لیے جو باتیں وہ بنا رہے ہیں وہ کس قدر غیر معقول ہیں۔ اس حدیث میں جس آیت کا ذکر ہے اس میں ان کے سامنے یہ سوال رکھا گیا ہے کہ جو دعوت محمدؐ پیش کر رہے ہیں آخر اس میں وہ بات کیا ہے کہ جس پر تم لوگ اس قدر بگڑ رہے ہو، وہ یہی تو کہہ رہے ہیں کہ اللہ تمہارا خالق ہے اور اسی کی تم کو بندگی کرنی چاہیے، اس پر تمہارے بگڑنے کی آخر کیا معقول وجہ ہے؟

٥٩-

رَسُوْلَ اللّٰهِ! اُنْظُرُوْا وَادِيًا كَثِيْرَ الْحَطَبِ، فَاَدْخِلْهُمْ فِيْهِ، ثُمَّ اَضْرِمْ عَلَيْهِمْ نَارًا۔ قَالَ: فَقَالَ الْعَبَّاسُ: قَطَعْتَ رَحِمَكَ، قَالَ: فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ شَيْئًا قَالَ: فَقَالَ نَاسٌ: يَأْخُذُ بِقَوْلِ اَبِیْ بَكْرٍ، وَ قَالَ نَاسٌ يَأْخُذُ بِقَوْلِ عُمَرَ، وَ قَالَ نَاسٌ: يَأْخُذُ بِقَوْلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ۔ قَالَ: فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ لَيُلِيْنَّ قُلُوْبَ رِجَالٍ فِيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ اَلْيَنَ مِنَ اللَّبَنِ، وَ اِنَّ اللّٰهَ لَيَشُدُّ قُلُوْبَ رِجَالٍ فِيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ اَشَدَّ مِنَ الْحِجَارَةِ، وَ اِنَّ مَثَلَكَ يَا اَبَابَكْرٍ كَمَثَلِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: (فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) وَمَثَلُكَ يَا اَبَا بَكْرٍ كَمَثَلِ عِيْسٰى قَالَ:(اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ) وَ اِنَّ مَثَلَكَ يَا عُمَرُ كَمَثَلِ نُوْحٍ، قَالَ: (رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا)، وَ اِنَّ مَثَلَكَ يَا عُمَرُ كَمَثَلِ مُوْسٰى قَالَ: (وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ) اَنْتُمْ عَالَةٌ فَلَا يَنْفَلِتَنَّ مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا بِفِدَاءٍ اَوْ ضَرْبَةِ عُنُقٍ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِلَّا سُهَيْلَ بْنَ بَيْضَاءَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُهٗ يَذْكُرُ الْاِسْلَامَ، قَالَ: فَسَكَتَ، قَالَ: فَمَا رَأَيْتُنِیْ فِیْ يَوْمٍ اَخْوَفَ تَقَعَ عَلَیَّ حِجَارَةٌ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ حَتّٰى قَالَ: اِلَّا سُهَيْلَ بْنَ بَيْضَاءَ قَالَ: فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ (لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ...اِلٰى قَوْلِهٖ... مَاكَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ يَكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ)۔ (۵۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا بدر کے روز رسول اللہؐ نے صحابہ سے اسیران بدر کے بارے میں ان کی رائے طلب فرمائی کہ تم لوگ ان کے بارے میں کیا مشورہ اور رائے دیتے ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! یہ لوگ آپ کے قومی بھائی ہیں اور خاندانی لوگ ہیں، انہیں زندہ چھوڑ دیں اور ان سے توبہ کرالیں، ممکن ہے اللہ تعالیٰ کل ان پر مہربان ہو اور انہیں توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے۔'' حضرت عمرؓ نے کہا: ''یارسول اللہ! یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے آپ کی تکذیب کی ہے اور آپ کو گھر سے بے گھر کیا ہے، انہیں ذرا قریب کریں کہ میں ان کی گردن اُڑا دوں۔'' عبداللہ بن رواحہؓ نے رائے دی کہ اس میدان میں درخت کثرت سے ہیں، ان کو اس وادی میں داخل کر کے ان پر آگ لگادی جائے۔'' ''حضرت عباسؓ نے رائے دی کہ ان سے قطع رحم کرلیں۔'' آپ یہ آراء سن کر خاموش رہے کسی کو کوئی جواب نہیں دیا اور اُٹھ کر تشریف لے گئے۔ لوگوں نے باتیں شروع کردیں۔ کچھ نے کہا: آپ حضرت ابوبکرؓ کی رائے قبول فرمائیں گے، کچھ دوسروں نے رائے دی کہ آپ حضرت عمرؓ کی رائے قبول فرمائیں گے، اور کچھ نے کہا کہ آپ عبداللہ بن رواحہؓ کی رائے پر عمل فرمائیں گے۔ راوی کا بیان کہ رسول اللہؐ باہر نکل کر لوگوں کے سامنے آئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کے دلوں میں نرمی ڈال دی ہے کہ وہ دودھ سے بھی زیادہ نرم ہیں اور کچھ لوگوں کے دلوں میں سختی پیدا فرمادی ہے کہ وہ

پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ ابوبکر! تمہاری مثال ابراہیمؑ کی سی ہے، جنہوں نے اللہ کے حضور عرض کیا ”جس نے میری اتباع کی وہ میرا ہے، اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس کا معاملہ تیرے سپرد، تو بلاشبہ غفور ورحیم ہے اور ابوبکر! تیری مثال عیسیٰ ایسی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا: ”اگر ان کو تو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر درگزر فرمائے تو بلاشبہ تو غالب اور حکیم ہے“ اور اے عمر! تیری مثال حضرت نوحؑ کی سی ہے جنہوں نے اپنے رب کے حضور استدعا کی: ”پروردگار! روئے زمین پر کافروں کا ایک گھر بھی باقی نہ چھوڑ۔“ اور اے عمر! تمہاری مثال موسیٰؑ کی سی ہے، جس نے اللہ کے حضور درخواست کی: ”(اے پروردگار) ان کے دلوں پر سختی فرما۔“ یہ لوگ جب تک عذاب نہ دیکھ لیں ایمان نہیں لائیں گے۔ سنو! اس وقت تمہیں ضرورت وحاجت ہے، ان قیدیوں میں سے کوئی بھی بغیر فدیے کے رہائی نہ پائے، فدیہ نہ دینے کی صورت میں ان کی گردنیں ماردی جائیں۔ اسی وقت عبداللہ بن مسعودؓ نے درخواست کی: ”یارسول اللہ! سہیل بن بیضا کو مستثنیٰ فرمادیں، میں نے اسے اسلام کا ذکر کرتے خود سنا ہے۔“ آپ یہ سن کر خاموش رہے، واللہ! میں دن بھر خوف زدہ رہا کہ کہیں اس درخواست کی پاداش میں مجھ پر آسمان سے سنگ باری نہ ہو جائے تا آنکہ آپ نے فرمایا: سہیل بن بیضاء کے علاوہ۔ راوی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ... سے لے کر لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ تک نازل فرمایا۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، قَالَ: نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سِمَاكُ الْحَنَفِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُوْلُ: حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ ح قَالَ وَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ الْحَنَفِيُّ، قَالَ: نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبُوْ زُمَيْلٍ هُوَ سِمَاكُ الْحَنَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ... قَالَ اَبُوْ زُمَيْلٍ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَلَمَّا اَسَرُوا الْاُسَارٰى قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ: مَاتَرَوْنَ فِيْ هٰؤُلَآءِ الْاُسَارٰى؟ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! هُمْ بَنُو الْعَمِّ وَالْعَشِيْرَةِ اَرٰى اَنْ تَأْخُذَ مِنْهُمْ فِدْيَةً، فَتَكُوْنُ لَنَا قُوَّةً عَلَى الْكُفَّارِ، فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهُمْ لِلْاِسْلَامِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا تَرٰى يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ قَالَ: قُلْتُ لَا وَاللّٰهِ! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا اَرَى الَّذِيْ رَاٰى اَبُوْبَكْرٍ وَلٰكِنِّيْ اَرٰى اَنْ تُمَكِّنَّا فَنَضْرِبَ اَعْنَاقَهُمْ، فَتُمَكِّنَ عَلِيًّا مِنْ عَقِيْلٍ فَيَضْرِبَ عُنُقَهٗ، وَ تُمَكِّنِّيْ مِنْ فُلَانٍ نَسِيْبًا لِعُمَرَ فَاَضْرِبَ عُنُقَهٗ فَاِنَّ هٰؤُلَآءِ اَئِمَّةُ الْكُفْرِ وَ صَنَادِيْدُهَا فَهَوِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ، وَلَمْ يَهْوَ مَا قُلْتُ... الحدیث (۵۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے عمر بن خطاب نے بتایا کہ بدر کے روز جب صحابہ کرامؓ نے مشرکین کے فوجیوں کو اسیر بنایا تو آپ نے حضرت ابوبکر وعمرؓ سے دریافت فرمایا کہ تمہاری ان قیدیوں کے بارے میں کیا رائے اور مشورہ ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: ”اے اللہ کے نبی! یہ لوگ ہمارے خاندان اور برادری کے

ہیں، میری رائے تو یہ ہے کہ آپ انہیں کچھ مالی معاوضہ لے کر رہا فرما دیں، یہ ہمارے لیے کافروں کے مقابلہ میں قوت ثابت ہوگا اور توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اسلام قبول کرنے کی ہدایت عطا فرمادے۔'' اس کے بعد رسول اللہؐ نے روئے سخن عمر بن خطاب کی طرف فرمایا اور ان سے دریافت فرمایا: ''ابن خطاب تمہاری کیا رائے ہے؟'' عمر نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: ''نہیں، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! میری رائے وہ نہیں جو ابوبکر کی ہے بلکہ میرا مشورہ تو یہ ہے کہ ہمیں ان پر اس وقت غلبہ ہے ہم ان کی گردنیں اڑادیں، عقیل کو علی کے سپرد کریں اور وہ اس کی گردن ماردے اور فلاں (جو ان کے خاندان کا تھا کے بارے میں کہا) میرے قابو میں کریں میں اس کی گردن اڑاتا ہوں، یہ سب کفر کے امام اور سرغنے ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ کا رجحان ابوبکرؓ کی رائے کی جانب ہوا اور میں نے جو رائے پیش کی اسے نظر انداز کر دیا۔

قریش کے بارے میں آپؐ کی پیشین گوئی

۲۶- لَنْ تَغْزُوْكُمْ قُرَيْشٌ بَعْدَ عَامِكُمْ هٰذَا وَ لٰكِنَّكُمْ تَغْزُوْنَهُمْ۔

(حضورؐ نے فرمایا:) ''اس سال کے بعد اب قریش تم پر چڑھائی نہیں کریں گے بلکہ تم ان پر چڑھائی کرو گے۔''(۱)

تخریج:⟨۱⟩ قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: وَ لَمَّا انْصَرَفَ اَهْلُ الْخَنْدَقِ عَنِ الْخَنْدَقِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا بَلَغَنِيْ: لَنْ تَغْزُوْكُمْ قُرَيْشٌ بَعْدَ عَامِكُمْ هٰذَا وَ لٰكِنَّكُمْ تَغْزُوْنَهُمْ، فَلَمْ تَغْزُهُمْ قُرَيْشٌ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَكَانَ هُوَ الَّذِيْ يَغْزُوْهَا حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مَكَّةَ۔ (۵۸)

ترجمہ: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب اہل خندق معرکۂ خندق سے واپس آئے تو جیسا کہ مجھے پہنچا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس سال کے بعد قریش تم سے ہرگز لڑائی و جنگ نہیں کریں گے، لیکن تم ان سے جنگ کرو گے۔'' چناں چہ ایسا ہی ہوا کہ قریش نے اپنی جانب سے جنگ نہ کی اور رسول اللہؐ ان سے جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ مکہ فتح کرلیا۔

امام ترمذیؒ نے مالک بن برصاء سے ایک روایت مندرجہ ذیل الفاظ میں نقل کی ہے:

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بَرْصَاءَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ يَقُوْلُ: لَا تُغْزٰى هٰذِهٖ بَعْدَ الْيَوْمِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (۵۹)

ترجمہ: حارث بن مالک سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبیؐ کو فتح مکہ کے روز فرماتے خود سنا ہے: ''آج کے بعد قیامت تک یہ (قریش) تم سے جنگ نہیں کریں گے۔''

---

(۱) (یہ بات حضورؐ نے جنگ خندق یا غزوۂ احزاب کے موقع پر فرمائی) یہ حالات کا بالکل صحیح اندازہ تھا، قریش ہی نہیں سارے دشمن قبائل متحد ہو کر اسلام کے خلاف اپنا آخری داؤ چل چکے تھے، اس میں ہار جانے کے بعد ان میں یہ ہمت باقی نہ رہی تھی کہ مدینے پر حملہ آور ہونے کی جرأت کر سکتے۔ اب حملے کی قوت دشمنوں سے مسلمانوں کی طرف منتقل ہو چکی تھی۔ (تفہیم القرآن ج ۴، الاحزاب، تعارف سورہ)

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ صُرَدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَوْمَ الْاَحْزَابِ: نَغْزُوْھُمْ وَلَا یَغْزُوْنَنَا۔ (۶۰)

ترجمہ: سلیمان بن صرد کا بیان ہے، انہوں نے بیان کیا کہ جنگ احزاب کے روز نبیؐ نے فرمایا: (پیشین گوئی فرمائی) ''ہم ان سے (قریش) لڑیں گے مگر وہ اب ہم سے جنگ نہیں کریں گے۔''

سلیمان بن صرد سے مروی ایک روایت میں ہے:

﴿۴﴾ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ حِیْنَ اُجْلِیَ الْاَحْزَابُ عَنْهُ، اَلْاٰنَ نَغْزُوْھُمْ وَلَا یَغْزُوْنَنَا نَحْنُ نَسِیْرُ اِلَیْھِمْ۔ (۶۱)

ترجمہ: میں نے نبیؐ سے سنا جب کہ خندق کے روز کافر اپنے اپنے علاقوں کو لوٹ گئے اور میدان صاف ہو گیا، فرما رہے تھے: '' آج کے بعد ہم ہی ان پر چڑھائی کریں گے اور جنگ کریں گے وہ ہم پر حملہ آور نہیں ہو سکیں گے۔''

تشریح: جنگ بدر کی فتح سے عرب میں تحریک اسلامی کا جو عروج شروع ہوا تھا وہ غزوۂ خندق تک پہنچتے پہنچتے اس حد تک بڑھ چکا تھا کہ مشرکین یہود، منافقین اور متربّصین، سب ہی یہ محسوس کرنے لگے تھے کہ اس نوخیز طاقت کو محض ہتھیاروں اور فوجوں کے بل پر شکست نہیں دی جا سکتی۔ جنگ خندق میں یہ لوگ متحد ہو کر دس ہزار (۱۰،۰۰۰) فوج کے ساتھ مدینے پر چڑھ آئے تھے مگر ایک مہینے تک سر مارنے کے بعد آخر کار ناکام ہو کر چلے گئے۔

یہ گویا اس امر کا اعلان تھا کہ مخالف اسلام طاقتوں کی قوت اقدام ختم ہو چکی ہے، اب اسلام بچاؤ کی نہیں بلکہ اقدام کی لڑائی لڑے گا اور کفر کو اقدام کے بجائے بچاؤ کی لڑائی لڑنی پڑے گی۔ یہ حالات کا بالکل صحیح جائزہ تھا جسے دوسرا فریق بھی اچھی طرح محسوس کر رہا تھا۔

اسلام کے اس روز افزوں عروج کی اصل وجہ مسلمانوں کی تعداد نہ تھی۔ بدر سے خندق تک ہر لڑائی میں کفار ان سے کئی گنا زیادہ قوت لے کر آئے تھے اور مردم شماری کے لحاظ سے بھی مسلمان اس وقت تک عرب میں بہ مشکل ۱۰/۱ فیصدی تھے۔ اس عروج کی وجہ مسلمانوں کے اسلحہ کی برتری بھی نہ تھی، ہر طرح کے ساز و سامان میں کفار ہی کا پلہ بھاری تھا، معاشی طاقت اور اثر و رسوخ کے اعتبار سے بھی مسلمانوں کا اُن سے کوئی مقابلہ نہ تھا، اُن کے پاس تمام عرب کے معاشی وسائل تھے اور مسلمان بھوکوں مر رہے تھے، اُن کی پشت پر تمام عرب کے مشرک اور اہل کتاب قبائل تھے اور مسلمان ایک نئے دین کی دعوت دے کر قدیم نظام کے سارے حامیوں کی ہمدردیاں کھو چکے تھے۔

ان حالات میں جو چیز مسلمانوں کو برابر آگے بڑھائے لیے جا رہی تھی وہ دراصل مسلمانوں کی اخلاقی برتری تھی جسے تمام دشمنان اسلام خود بھی محسوس کر رہے تھے۔ ایک طرف وہ دیکھتے تھے کہ نبیؐ اور صحابہ کرامؓ کی بے داغ سیرتیں ہیں، جن کی طہارت و پاکیزگی اور مضبوطی دلوں کو مسخر کرتی چلی جا رہی ہے اور دوسری طرف انہیں صاف نظر آ رہا تھا کہ انفرادی اور اجتماعی

اخلاق طہارت نے مسلمانوں کے اندر کمال درجے کا اتحاد اور نظم وضبط بھی پیدا کر دیا ہے، جس کے سامنے مشرکین اور یہود کا ڈھیلا نظام جماعت امن اور جنگ دونوں حالتوں میں شکست کھاتا چلا جاتا ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، النور، تاریخی پس منظر)

جنگی قیدیوں کا تبادلہ

۲۷- ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک مہم پر بھیجا اور اس میں چند قیدی گرفتار ہوئے، ان میں ایک نہایت خوب صورت عورت بھی تھی جو حضرت سلمہ بن اکوع کے حصے میں آئی، رسول اللہ ﷺ نے بہ اصرار اس کو حضرت سلمہ سے مانگ لیا اور پھر اسے مکہ بھیج کر اس کے بدلے کئی مسلمان قیدیوں کو رہا کرایا۔ (مسلم۔ ابوداؤد۔ طحاوی۔ کتاب الاموال لابی عبید۔ طبقات ابن سعد)

تخریج: ﴿ا﴾ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي اَبِي، قَالَ: غَزَوْنَا فَزَارَةَ وَ عَلَيْنَا اَبُوْبَكْرٍ اَمَّرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْنَا فَلَمَّا كَانَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْمَاءِ سَاعَةٌ، اَمَرَنَا اَبُوْبَكْرٍ فَعَرَّسْنَا ثُمَّ شَنَّ الْغَارَةَ فَوَرَدَ الْمَاءَ، فَقَتَلَ مَنْ قَتَلَ عَلَيْهِ وَ سَبَا، وَاَنْظُرُ اِلَى عُنُقٍ مِنَ النَّاسِ فِيْهِمُ الذَّرَارِيُّ، فَخَشِيْتُ اَنْ يَّسْبِقُوْنِيْ اِلَى الْجَبَلِ، فَرَمَيْتُ بِسَهْمٍ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ الْجَبَلِ، فَلَمَّا رَأَوُا السَّهْمَ وَقَفُوْا فَجِئْتُ بِهِمْ اَسُوْقُهُمْ وَ فِيْهِمِ امْرَأَةٌ مِّنْ بَنِيْ فَزَارَةَ، عَلَيْهَا قَشْعٌ مِّنْ اٰدَمٍ، قَالَ: الْقَشْعُ النِّطْعُ، مَعَهَا ابْنَةٌ لَّهَا مِنْ اَحْسَنِ الْعَرَبِ، فَسُقْتُهُمْ حَتّٰى اَتَيْتُ بِهِمْ اَبَابَكْرٍ، فَنَفَّلَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ ابْنَتَهَا فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ، وَمَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا فَلَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي السُّوْقِ، فَقَالَ: يَا سَلَمَةُ: هَبْ لِي الْمَرْأَةَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَقَدْ اَعْجَبَتْنِيْ وَمَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا، ثُمَّ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْغَدِ فِي السُّوْقِ، فَقَالَ: يَا سَلَمَةُ: هَبْ لِي الْمَرْأَةَ لِلّٰهِ اَبُوْكَ، فَقُلْتُ: هِيَ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَوَاللّٰهِ! مَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا، فَبَعَثَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى اَهْلِ مَكَّةَ فَفَدٰى بِهَا نَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا اُسِرُوْا بِمَكَّةَ۔ (٦٢)

ترجمہ: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے فزارہ قبیلہ سے جنگ لڑی۔ اس معرکہ میں حضرت ابوبکر ہمارے امیر جنگ تھے، جنہیں رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا تھا جب ہمارے اور پانی کے درمیان ایک گھڑی بھر کا فاصلہ باقی رہ گیا (یعنی جہاں قبیلہ فزارہ رہتا تھا) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں حکم دیا اور ہم رات کے پچھلے حصہ میں اتر پڑے، پھر حملہ کا حکم ہوا ہر جانب سے، پھر پانی پر پہنچ گئے.. وہاں جو مارا گیا وہ مارا گیا اور کچھ قید ہوئے، میں انسانوں کے گروہ کو دیکھ رہا تھا اس میں بچے بھی تھے، مجھے اندیشہ لاحق ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے پہاڑ پر نہ پہنچ جائیں، تو میں نے پہاڑ اور ان لوگوں کے درمیان تیر مارا جب انہوں نے تیر کو دیکھا تو وہیں ٹھہر گئے میں ان سب کو ہانکتا ہوا لایا، ان میں بنی فزارہ کی ایک خاتون بھی تھی۔ وہ پرانی پوستین زیب تن کیے ہوئے تھی، اس کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی۔ عرب کی خوب صورت ترین اور حسین وجمیل۔ میں ان سب کو

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہانک لایا، انہوں نے وہ لڑکی بطور انعام مجھے عنایت فرمادی، پھر ہم مدینہ پہنچے، ابھی تک میں نے اس لڑکی کا کوئی کپڑا تک نہیں کھولا تھا کہ بازار میں مجھے رسول اللہ ﷺ ملے اور فرمایا: ''اے سلمہ! وہ لڑکی مجھے دے دو۔'' میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! وہ تو مجھے بہت پسند ہے اور ابھی تک میں نے اس کا کپڑا تک نہیں کھولا۔'' دوسرے دن پھر بازار میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوگئی تو آپ نے دوبارہ فرمایا: ''سلمہ! وہ لڑکی مجھے دے دو، اللہ تیرے باپ کا بھلا کرے۔'' میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! وہ آپ کی ہے، واللہ! میں نے ابھی تک اس کا کپڑا تک نہیں کھولا۔'' آپ نے وہ لڑکی مکہ والوں کو بھیج دی اور اس کے بدلہ میں کئی مسلمان رہا کروالیے جو مکہ میں اسیر تھے۔

۲۸– (حضرت عمران بن حصین کی روایت ہے کہ) ایک مرتبہ قبیلۂ ثقیف نے مسلمانوں کے دو آدمیوں کو قید کرلیا۔ اس کے کچھ مدت بعد ثقیف کے حلیف قبیلے بنی عقیل کا ایک آدمی مسلمانوں کے پاس گرفتار ہوگیا۔ حضور ﷺ نے اس کو طائف بھیج کر اس کے بدلے ان دونوں مسلمانوں کو رہا کرالیا۔ (مسلم، ترمذی، مسند احمد)

تخریج:⟨۱⟩ حَدَّثَنِی زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِیُّ وَاللَّفْظُ لِزُهَیْرٍ، قَالاَ: نَا اِسْمَاعِیْلُ ابْنُ اِبْرَاهِیْمَ، قَالَ: نَا اَیُّوْبُ، عَنْ اَبِی قِلاَبَةَ، عَنْ اَبِی الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ، قَالَ: كَانَتْ ثَقِیْفٌ حُلَفَاءَ لِبَنِیْ عُقَیْلٍ، فَاَسَرَتْ ثَقِیْفٌ رَجُلَیْنِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَسَرَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً مِنْ بَنِیْ عُقَیْلٍ وَ اَصَابُوْا مَعَهُ الْعَضْبَاءَ، فَاَتٰی عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ فِی الْوَثَاقِ، قَالَ: یَا مُحَمَّدُ! فَاَتَاهُ قَالَ: مَا شَاْنُكَ؟ قَالَ: بِمَ اَخَذْتَنِیْ وَ بِمَ اَخَذْتَ سَابِقَةَ الْحَاجِّ؟ قَالَ: اِعْظَامًا لِذٰلِكَ، اَخَذْتُكَ بِجَرِیْرَةِ حُلَفَائِكَ ثَقِیْفٍ، ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ، فَنَادَاهُ فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ! یَا مُحَمَّدُ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَحِیْمًا رَقِیْقًا، فَرَجَعَ اِلَیْهِ، فَقَالَ: مَا شَاْنُكَ؟ قَالَ: اِنِّیْ مُسْلِمٌ، قَالَ: لَوْ قُلْتَهَا وَ اَنْتَ تَمْلِكُ اَمْرَكَ اَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلاَحِ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَنَادَاهُ، فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ! یَا مُحَمَّدُ! فَاَتَاهُ، فَقَالَ: مَا شَاْنُكَ؟ قَالَ: اِنِّیْ جَائِعٌ فَاَطْعِمْنِیْ، وَ ظَمْآنُ فَاَسْقِنِیْ، قَالَ: هٰذِهٖ حَاجَتُكَ فَفُدِیَ بِالرَّجُلَیْنِ... (الخ) (۶۳)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ ثقیف بنی عقیل کے حلیف تھے، ثقیف نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے دو کو قید کرلیا اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے بنی عقیل کا ایک آدمی گرفتار کر کے قید کرلیا اور عضباء نامی اونٹنی بھی انہوں نے پکڑ لی۔ اس شخص کو جب نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو وہ جکڑا ہوا تھا۔ اس نے بلند آواز سے پکارا: ''یا محمد!'' آپ اس کی آواز سن کر اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے دریافت فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' وہ بولا کہ مجھے اور عضباء کو تم نے کس جرم کی پاداش میں گرفتار کیا ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''تمہیں اس بات سے مطلع کرنے کے لیے کہ تمہارے حلیف قبیلے ثقیف نے ہمارے دو آدمی قیدی بنا کر کتنا بڑا جرم کیا ہے؟'' پھر آپ واپس ہوئے تو اس نے پھر زور

سے پکارنا شروع کیا: ''یا محمد! یا محمد!'' آپ انتہائی رقیق القلب اور رحم دل انسان تھے، واپس اس کی طرف لوٹے اور دریافت فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' اس نے کہا: ''میں مسلمان ہوں۔ (اب اسلام قبول کرتا ہوں) آپ نے فرمایا: ''اگر یہ بات تو نے اس وقت کہی ہوتی جب کہ تو آزاد تھا تو یقیناً فلاح پا جاتا۔'' پھر آپ واپس ہوئے تو اس نے پھر زور زور سے ''یا محمد، یا محمد'' کہہ کر پکارنا شروع کیا۔ آپ نے پوچھا: ''کیا ماجرا ہے؟'' وہ بولا: ''میں بھوکا ہوں، پیاسا ہوں، کچھ کھلائیں، پلائیں۔'' آپ نے کہا: یہی تمہاری ضرورت ہے۔ پھر اسے دو آدمیوں کے بدلے رہا کر دیا گیا۔''

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ، ثَنَا سُفْیَانُ، ثَنَا اَیُّوْبُ، عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ، عَنْ عَمِّہٖ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ فَدٰی رَجُلَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ بِرَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ (٦٤)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مشرک کے بدلہ دو مسلمانوں کو رہا کرایا۔

تشریح: فقہاء میں سے امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی، امام مالک اور امام احمدؒ تبادلۂ اسیران کو جائز رکھتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کا ایک قول یہ ہے کہ تبادلہ نہیں کرنا چاہیے مگر دوسرا قول ان کا بھی یہی ہے کہ تبادلہ کیا جا سکتا ہے البتہ اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ جو قیدی مسلمان ہو جائے اسے تبادلہ میں کفار کے حوالے نہ کیا۔ (تفہیم القرآن، ج ۵ محمد، حاشیہ: ۸)

جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک

۲۹- اِسْتَوْصُوْا بِالْاُسَارٰی خَیْرًا۔

(جنگ بدر کے قیدیوں کو رسول اللہ ﷺ نے مختلف صحابہ کے گھروں میں بانٹ دیا اور ہدایت فرمائی کہ) ''ان قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَیْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَۃُ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ نُبَیْہُ بْنُ وَھْبٍ اَخُوْ بَنِیْ عَبْدِ الدَّارِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ حِیْنَ اَقْبَلَ بِالْاُسَارٰی، فَرَّقَھُمْ فِیْ اَصْحَابِہٖ وَ قَالَ: اسْتَوْصُوْا بِالْاُسَارٰی خَیْرًا۔ (٦٥)

۳۰- ایک قیدی سہیل بن عمرو کے متعلق حضورؐ سے کہا گیا: ''یہ بڑا آتش بیان مقرر ہے، آپ کے خلاف تقریریں کرتا رہا ہے، اس کے دانت تڑوا دیجیے'' حضورا نے جواب دیا: ''اگر میں اس کے دانت تڑواؤں تو اللہ میرے دانت توڑ دے گا اگرچہ میں نبی ہوں۔'' (سیرت ابن ہشام)

یمامہ کے سردار ثمامہ بن اُثال جب گرفتار ہو کر آئے تو جب تک وہ قید میں رہے، نبی ﷺ کے حکم سے عمدہ کھانا اور دودھ ان کے لیے مہیا کیا جاتا رہا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَیْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَۃُ، قَالَ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، فَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَلْقَمَۃَ اَخُوْ بَنِیْ عَامِرِ بْنِ لُؤَیٍّ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ

الْخَطَّاب قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنْتَزِعُ ثَنِيَّتَى سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو السِّفْلَتَيْنِ، يَدْلَعُ لِسَانَهُ، فَلَا يَقُوْمُ عَلَيْكَ خَطِيْبًا فِيْ مَوْطِنٍ اَبَدًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا اُمَثِّلُ بِهٖ فَيُمَثِّلُ اللّٰهُ بِيْ وَ اِنْ كُنْتُ نَبِيًّا... الخ (٦٦)

تشریح: نبی ﷺ کے اس طرز عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک جنگی قیدی جب تک حکومت کی قید میں رہے، اس کی غذا اور لباس اور اگر وہ بیمار یا زخمی ہو تو اس کا علاج حکومت کے ذمے ہے۔ قیدیوں کو بھوکا ننگا رکھنے یا ان کو عذاب دینے کا کوئی جواز اسلامی شریعت میں نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس حسن سلوک اور فیاضانہ برتاؤ کی ہدایت کی گئی ہے۔ جنگ بدر کے قیدیوں میں سے ایک قیدی ابوعزیز کا بیان ہے: ”مجھے جن انصاریوں کے گھر میں رکھا گیا تھا وہ صبح و شام مجھ کو روٹی کھلاتے تھے اور خود صرف کھجوریں کھا کر رہ جاتے تھے۔“

یہی طرز عمل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں بھی رہا۔ جنگی قیدیوں سے برے سلوک کی کوئی نظیر اس دور میں نہیں ملی۔
(تفہیم القرآن، ج ۵ محمد، حاشیہ: ۸)

قیدیوں کے لیے عام معافی کا اعلان

۳۱- نبی ﷺ نے جنگ بدر کے قیدیوں میں سے عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث کو قتل کرایا اور فتح مکہ کے بعد آپ نے ۱۷ آدمیوں کو عفو عام سے مستثنیٰ فرمایا اور پھر ان میں سے چار کو سزائے موت دی۔

تخریج: ﴿۱﴾ عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا اَسَرَ اَهْلَ بَدْرٍ قَتَلَ عُقْبَةَ بْنَ اَبِيْ مُعَيْطٍ، وَالنَّضْرَ بْنَ الْحَارِثِ، وَ مَنَّ عَلٰى اَبِيْ عَزَّةَ الْجُمَحِيِّ۔ (٦٧)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اہل بدر کو قید کیا تو عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث کو تو قتل کیا اور ابوعزہ کو بطور احسان چھوڑ دیا۔

﴿۲﴾ قَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ: وَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ جِهَةِ ذَالِكَ، قَبْلَ رُجُوْعِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ مُعَاوِيَةَ بْنَ الْمُغِيْرَةِ بْنِ اَبِي الْعَاصِ بْنِ اُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، وَ هُوَ جَدُّ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ اَبُوْ اُمِّهٖ عَائِشَةَ بِنْتِ مُعَاوِيَةَ وَ اَبَا عَزَّةَ الْجُمَحِيَّ، وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَسَرَهٗ بِبَدْرٍ، ثُمَّ مَنَّ عَلَيْهِ... الخ (٦٨)

ترجمہ: ابوعبیدہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں واپسی سے پہلے اسی جہت میں معاویہ بن مغیرہ اور ابوعزہ کو گرفتار کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بدر میں ابوعزہ کو قید کیا اور پھر احسان کے طور پر اسے رہائی بخش دی۔

﴿۳﴾ قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: ثُمَّ اَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَافِلًا اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَ مَعَهُ الْاُسَارٰى، وَ فِيْهِمْ عُقْبَةُ بْنُ اَبِيْ مُعَيْطٍ، وَالنَّضْرُ بْنُ الْحَارِثِ... (٦٩)

ترجمہ: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ کی جانب واپسی کے لیے متوجہ ہوئے، اس موقع پر آپ کے ساتھ قیدی بھی تھے۔ ان قیدیوں میں عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث بھی تھے۔

﴿۴﴾ قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: حَتّٰى اِذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّفْرَاءِ قُتِلَ النَّضْرُ بْنُ الْحَارِثِ، قَتَلَهُ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ، كَمَا اَخْبَرَنِيْ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ، ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِعِرْقِ الظَّبْيَةِ قُتِلَ عُقْبَةُ بْنُ اَبِيْ مُعَيْطٍ۔(٧٠)

ترجمہ: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب نبی ﷺ صفراء کے مقام پر تھے تو نضر بن حارث کو قتل کر دیا گیا۔ علی بن ابی طالبؓ نے اسے قتل کیا۔ یہ بیان اس اطلاع کے مطابق ہے جو مجھے اہل مکہ کے کسی صاحب علم نے دی، پھر وہاں سے نکلے اور عِرْقِ الظَّبْيَة مقام پر پہنچے تو وہاں عقبہ بن ابی معیط کو قتل کر دیا گیا۔

﴿۵﴾ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ، ثَنَا اَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ، اَنْبَاَ الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، اَنْبَاَ الشَّافِعِيُّ، اَنْبَاَ عَدَدٌ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قُرَيْشٍ وَ غَيْرِهِمْ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْمَغَازِيْ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَسَرَ النَّضْرَ بْنَ الْحَارِثِ الْعَبْدِيَّ يَوْمَ بَدْرٍ وَ قَتَلَهُ بِالْبَادِيَةِ اَوِ الْاَثِيْلِ صَبْرًا وَ اَسَرَ عُقْبَةَ بْنَ اَبِيْ مُعَيْطٍ فَقَتَلَهُ صَبْرًا۔(٧١)

ترجمہ: قریش اور دوسرے قبائل کے علماء مغازی میں سے بہت علماء نے اطلاع دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نضر بن حارث کو بدر کے روز قید کیا اور بادیہ یا اُثیل کے مقام پر باندھ کر اسے قتل کر دیا اور عقبہ بن ابی معیط کو اسیر بنایا اور اسے بھی باندھ کر قتل کر دیا۔

﴿۶﴾ قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ: وَ اَسَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَهْلَ بَدْرٍ مِنْهُمْ مَنْ مَنَّ عَلَيْهِمْ بِلَا شَيْءٍ اَخَذَهُ مِنْهُمْ وَ مِنْهُمْ مَنْ اَخَذَ مِنْهُ فِدْيَةً وَ مِنْهُمْ مَنْ قَتَلَهُ وَ كَانَ الْمَقْتُوْلَانِ بَعْدَ الْاِسَارِ يَوْمَ بَدْرٍ عُقْبَةُ بْنُ اَبِيْ مُعَيْطٍ وَالنَّضْرُ بْنُ الْحَارِثِ۔(٧٢)

ترجمہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل بدر کو اسیر بنایا۔ ان میں سے بعض کو بغیر کسی قسم کا معاوضہ لیے رہا فرما دیا اور ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور بدر میں قید ہونے والوں میں دو قیدی جو قتل کیے گئے عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث تھے۔

﴿۷﴾ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ، اَنْبَاَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَصْبَهَانِيُّ، ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْجَهْمِ، ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَرَجِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: اٰمَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنَ الْاُسَارٰى يَوْمَ بَدْرٍ اَبَا عَزَّةَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الْجُمَحِيَّ، وَ كَانَ شَاعِرًا وَكَانَ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ لِيْ خَمْسَ بَنَاتٍ لَيْسَ لَهُنَّ شَيْءٌ فَتَصَدَّقْ بِيْ عَلَيْهِنَّ،

فَفَعَلَ وَ قَالَ اَبُوْ عَزَّةَ: اُعْطِيْكَ مَوْثِقًا اَنْ لَا اُقَاتِلَكَ وَلَا اُكْثِرُ عَلَيْكَ اَبَدًا فَاَرْسَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا خَرَجَتْ قُرَيْشٌ اِلٰى اُحُدٍ جَآءَهٗ صَفْوَانُ بْنُ اُمَيَّةَ فَقَالَ: اُخْرُجْ مَعَنَا، فَقَالَ: اِنِّىْ قَدْ اَعْطَيْتُ مُحَمَّدًا مَوْثِقًا اَنْ لَا اُقَاتِلَهٗ، فَضَمِنَ صَفْوَانُ اَنْ يَّجْعَلَ بَنَاتَهٗ مَعَ بَنَاتِهٖ اِنْ قُتِلَ وَ اِنْ عَاشَ اَعْطَاهُ مَالًا كَثِيْرًا فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰى خَرَجَ مَعَ قُرَيْشٍ يَوْمَ اُحُدٍ، فَاُسِرَ وَلَمْ يُؤْسَرْ غَيْرُهٗ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِنَّمَا اُخْرِجْتُ كَرْهًا، وَلِىْ بَنَاتٌ، فَامْنُنْ عَلَىَّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَيْنَ مَا اَعْطَيْتَنِىْ مِنَ الْعَهْدِ وَالْمِيْثَاقِ لَا، وَاللّٰهِ! لَا تَمْسَحُ عَارِضَيْكَ بِمَكَّةَ، تَقُوْلُ: سَخِرْتُ بِمُحَمَّدٍ مَرَّتَيْنِ، قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يُلْدَغُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ، يَا عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ، قَدِّمْهُ فَاضْرِبْ عُنُقَهٗ، فَقَدَّمَهٗ فَضَرَبَ عُنُقَهٗ۔ (۷۳)

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیّب سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ بدر کے روز قید ہونے والوں میں سے رسول اللہ ﷺ نے ابوعزہ عبداللہ بن عمرو بن عبد جمحی کو امن دیا (قتل نہیں کیا) یہ صاحب شاعر تھے، اس نے نبی ﷺ کی خدمت میں گزارش کی: ''اے محمد! میری پانچ بچیاں ہیں، ان کی گزر بسر کے لیے کچھ بھی نہیں ہے ان کی وجہ سے مجھ پر رحم فرمائیں اور صدقہ عنایت فرمائیں۔'' آپ نے اس کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ ابوعزہ نے عرض کیا: ''میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ میں نہ تو آپ سے لڑوں گا اور نہ آپ کے خلاف قوت میں اضافہ کا کبھی باعث بنوں گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے اسے آزاد فرمادیا مگر جب غزوہ اُحد کے لیے قریش نکلے تو صفوان بن امیہ اس کے پاس گیا اور اسے کہا کہ ہمارے ساتھ جنگ کے لیے نکلو۔ اس نے جواب دیا کہ میں محمد ﷺ کو پختہ عہد و میثاق دے چکا ہوں کہ ان سے لڑائی نہیں کروں گا۔ اس پر صفوان بن امیہ نے ان کی بیٹیوں کو اپنی بیٹیاں بنانے کی ضمانت دی، اگر وہ قتل ہوگیا ورنہ زندہ واپس آنے کی صورت میں بہت سامال و متاع اسے دیا جائے گا۔ صفوان بہ اصرار تقاضا کرتا رہا کہ وہ اُحد کے روز قریش کے ساتھ لڑائی کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ قریش میں سے صرف وہی گرفتار ہو کر قید ہوگیا۔ اس نے عرض کیا: ''اے محمد! مجھے جبراً نکال کر لا کھڑا کیا گیا ہے، میری چھوٹی چھوٹی بچیاں ہیں، مجھ پر نظر کرم و احسان فرمائیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: ''جو عہد و پیمان تو نے مجھ سے کیا تھا اس کا کیا ہوا؟ اللہ کی قسم! اب مکہ تیرا چہرہ نہیں دیکھے گا تو کہتا ہے کہ میں نے محمد ﷺ کا دو مرتبہ مذاق اُڑایا ہے۔'' سعید بن مسیّب کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا، اے عاصم بن ثابت اسے آگے بڑھاؤ اور اس کی گردن تن سے جدا کردو چناں چہ عاصم نے اسے آگے بڑھا کر قتل کردیا۔''

﴿۸﴾ قَالَ الشَّافِعِىُّ۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔ وَ كَانَ الْمَمْنُوْنُ عَلَيْهِمْ بِلَا فِدْيَةَ اَبُوْ عَزَّةَ الْجُمَحِىُّ، تَرَكَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِبَنَاتِهٖ، وَ اَخَذَ عَلَيْهِ عَهْدًا اَنْ لَا يُقَاتِلَهٗ فَاَخْفَرَهٗ وَ قَاتَلَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَا يُفْلِتَ، فَمَا اُسِرَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَجُلٌ غَيْرُهٗ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ اُمْنُنْ عَلَىَّ وَدَعْنِىْ لِبَنَاتِىْ وَ اُعْطِيْكَ عَهْدًا اَنْ لَّا اَعُوْدَ لِقِتَالِكَ، فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ لَا

تَمْسَحُ عَلٰى عَارِضَيْكَ بِمَكَّةَ تَقُوْلُ قَدْ خَدَعْتُ مُحَمَّدًا مَرَّتَيْنِ فَأَمَرَ بِهٖ، فَضُرِبَ عُنُقُهٗ۔ (٧٤)

ترجمہ: امام شافعی رحمۃ اللّٰہ علیہ کا قول ہے کہ فدیہ لیے بغیر بطور احسان چھوڑ گئے لوگوں میں ابوعزہ جمحی تھا۔ اسے رسول اللہ ﷺ نے اس کی بچیوں کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا اور اس سے عہد و پیمان لیا تھا کہ وہ آپ سے نہیں لڑے گا مگر اس نے آپ سے بے وفائی کی اور اُحد کے روز آپ کے ساتھ لڑنے کے لیے آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمادیا کہ اسے نہ چھوڑا جائے، چناں چہ مشرکین میں سے یہ واحد شخص تھا جو اسیر ہوا، اس نے عرض کیا: ''اے محمد! مجھ پر نظر کرم ہو اور مجھے میری بچیوں کے لیے رہا فرما دیں میں آپ سے پختہ عہد و پیمان کرتا ہوں کہ آئندہ آپ کے ساتھ لڑنے کے لیے ہرگز نہیں آؤں گا۔'' نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اب مکہ تیرے رخسارے (چہرہ) نہیں دیکھے گا تو کہتا ہے کہ میں نے دو مرتبہ محمد کو دھوکا وفریب دیا ہے۔'' اس کے بعد اس کے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا اور اس کی گردن ماردی گئی۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ جب نظام باطل کی جگہ نظام حق قائم ہو جائے تو تمام لوگوں کو معاف کر دیا جائے گا لیکن ایسے لوگوں کو سزا دینے میں اہل حق بالکل حق بجانب ہوں گے، جنہوں نے اپنے دور اقتدار میں نظام حق کا راستہ روکنے کے لیے ظلم و ستم کی حد کر دی ہو اگرچہ اس معاملے میں بھی مومنین صالحین کو زیب یہی دیتا ہے کہ عفو و درگزر سے کام لیں اور فتح یاب ہو کر ظالموں سے انتقام نہ لیں مگر جن کے جرائم کی فہرست بہت ہی زیادہ سیاہ ہو ان کو سزا دینا بالکل جائز ہے۔ اسی اجازت سے نبی ﷺ نے فائدہ اُٹھایا جن سے بڑھ کر عفو و درگزر کسی کے شایان شان نہ تھا۔ (تفہیم القرآن، ج۱، البقرہ، حاشیہ:۲۰۵)

۳۲- فتح مکہ کے بعد آپ نے تمام اہل مکہ میں سے صرف چند اشخاص کے متعلق حکم دیا کہ ان میں سے جو بھی پکڑا جائے وہ قتل کر دیا جائے۔

تخریج:〈ا〉 **اَخْبَرَنَا اَبُوْ نَصْرِ بْنُ قَتَادَةَ، اَنْبَأَ اَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ زَكَرِيَّا الْاَدِيْبُ، ثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادِ الْقَبَانِي، ثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ، ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنِيْ عُمَرُ ابْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعِيْدِ الْمَخْزُوْمِيُّ، حَدَّثَنِيْ، جَدِّيْ عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: اٰمَنَ النَّاسَ اِلَّا هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعَةِ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْ حِلٍّ وَلَا حَرَمٍ، ابْنِ خَطَلٍ وَ مِقْيَسِ بْنِ صُبَابَةَ الْمَخْزُوْمِيِّ، وَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَرْحٍ، وَابْنِ نَقِيْذٍ۔ فَاَمَّا ابْنُ خَطَلٍ، فَقَتَلَهُ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ، وَاَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ سَرْحٍ فَاسْتَأْمَنَ لَهٗ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ فَاُوْمِنَ، وَكَانَ اَخَاهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَلَمْ يُقْتَلْ وَ مِقْيَسُ بْنُ صُبَابَةَ قَتَلَهُ ابْنُ عَمٍّ لَهٗ قَدْ سَمَّاهُ وَ قَتَلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ابْنَ نَقِيْذٍ وَ قَيْنَتَيْنِ كَانَتَا لِمِقْيَسٍ، فَقُتِلَتْ اِحْدَاهُمَا وَ اُفْلِتَتِ الْاُخْرٰى وَ اَسْلَمَتْ۔** (٧٥)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز فرمایا میں ان چار کے علاوہ سب کو امن دیتا ہوں۔ ان کو حل و حرم کہیں بھی امان نہیں۔ یہ ہیں ابن خطل، مقیس بن صبابہ مخزومی، عبداللہ بن ابی سرح اور ابن نقیذ۔ ابن خطل کو تو زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے قتل کیا

اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امان طلب کی اور اسے امان دے دی گئی۔ یہ صاحب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رضائی (دودھ شریک) بھائی تھے۔ لہٰذا ان کو قتل نہ کیا گیا۔ مقیس بن صبابہ کو ان کے چچا زاد بھائی نے تہہ تیغ کیا۔ اس نے اس کا نام بھی لیا۔ ابن نقیذ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ نیز مقیس کی دو لونڈیاں بھی تھیں ان میں سے ایک کو تو قتل کر دیا گیا اور دوسری کو چھوڑ دیا گیا اور وہ مسلمان ہوگئی۔

﴿۲﴾ اَخبرَنَا اَبُوْ عَبدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ، ثَنَا اَبُوْ اَحمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسحَاقَ الْعَدْلُ الصَّفَّارُ، ثَنا اَحمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَصرٍ، ثَنا عَمرُو بْنُ طَلْحَةَ الْقَنَّادُ، ثَنا اَسبَاطُ بْنُ نَصرٍ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ مُصعَبِ بْنِ سَعدٍ، عَنْ اَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتحِ مَكَّةَ اٰمَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم النَّاسَ اِلَّا اَربَعَةَ نَفَرٍ وَامرَأَتَينِ، وَ قَالَ: اُقتُلُوْهُم وَ اِنْ وَجَدتُمُوْهُم مُتَعَلِّقِيْنَ بِاَستَارِ الْكَعبَةِ، عِكْرِمَةَ بْنَ اَبِيْ جَهلٍ، وَ عَبدَ اللّٰهِ بْنَ خَطَلٍ، وَ مِقْيَسَ بْنَ صُبَابَةَ، وَ عَبدَ اللّٰهِ بْنَ سَعدِ بْنِ اَبِيْ سَرحٍ۔ (۷٦)

ترجمہ: حضرت مصعب اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مردوں اور دو عورتوں کے علاوہ سب لوگوں کو امان دی، آپ نے فرمان جاری فرمایا کہ ان کو قتل کر دو خواہ یہ لوگ خانہ کعبہ کے پردے سے لپٹے اور چمٹے ہوئے ہی کیوں نہ پائے جائیں (وہ حضرات یہ تھے) عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ ابن خطل، مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔

ایک روایت میں ہے:

﴿۳﴾ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ يَوْمَ فَتحِ مَكَّةَ: اَربَعَةٌ لَا اُوْمِنُهُم فِيْ حِلٍّ وَلَا فِيْ حَرَمٍ، اَلْحُوَيْرِثُ بْنَ مَعبَدٍ وَ مِقْيَسَ، وَ هِلَالَ بْنَ خَطَلٍ، وَ عَبدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ سَرحٍ... الخ (۷۷)

ترجمہ: فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار آدمی ہیں جنہیں میں حل و حرم میں کہیں بھی امان نہیں دیتا، وہ ہیں: حویرث بن معبد، مقیس بن صبابہ، ہلال بن خطل اور عبداللہ بن ابی سرح۔

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عام طریقہ اسیران جنگ کو قتل کرنے کا کبھی نہیں رہا اور یہی عمل خلفائے راشدین کا بھی تھا۔ ان کے زمانے میں بھی قتل اسیران جنگ کی مثالیں شاذ و نادر ہی ملتی ہیں اور ہر مثال میں قتل کسی خاص وجہ سے کیا گیا ہے۔ چناں چہ اگر کوئی خاص وجہ ایسی ہو جس کی بنا پر اسلامی حکومت کا فرماں روا کسی قیدی یا بعض قیدیوں کو قتل کرنا ضروری سمجھے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے ۷۰ قیدیوں میں سے صرف عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن الحارث کو قتل کیا۔ جنگ اُحد کے قیدیوں میں سے صرف ابوعزہ شاعر کو قتل فرمایا۔ بنی قریظہ نے چوں کہ اپنے آپ کو حضرت سعد بن معاذ کے فیصلے پر حوالے کیا تھا اور ان کے اپنے تسلیم کردہ حکم کا فیصلہ یہ تھا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے، اس لیے آپ نے ان کو قتل کرا دیا۔ جنگ خیبر میں جو لوگ گرفتار ہوئے ان میں سے صرف کنانہ بن ابی الحقیق قتل کیا گیا کیوں کہ اس نے بدعہدی کی تھی۔ خلفاء کا عمل بھی یہی تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے پورے زمانہ خلافت میں صرف ایک جنگی قیدی کو قتل کیا اور اس کی وجہ

یہ تھی کہ اس نے مسلمانوں کو بہت تکلیفیں پہنچائی تھیں۔ اسی بنا پر جمہور فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ اسلامی حکومت اگر ضرورت سمجھے تو اسیر کو قتل کر سکتی ہے لیکن یہ فیصلہ کرنا حکومت کا کام ہے، ہر فوجی اس کا مجاز نہیں ہے کہ جس قیدی کا چاہے قتل کر دے، البتہ اگر قیدی کے فرار ہونے کا یا اس سے کسی خطرناک شرارت کا اندیشہ ہو جائے تو جس شخص کو بھی اس صورت حال سے سابقہ پیش آئے وہ اسے قتل کر سکتا ہے۔ اس سلسلے میں فقہائے اسلام نے تین تصریحات اور بھی کی ہیں۔ ایک یہ کہ اگر قیدی اسلام قبول کر لے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ دوسرے یہ کہ قیدی صرف اسی وقت تک قتل کیا جا سکتا ہے جب تک وہ حکومت کی تحویل میں ہو، تقسیم یا بیع کے ذریعہ سے اگر وہ کسی شخص کی ملک میں جا چکا ہو تو پھر اسے قتل نہیں کیا جا سکتا۔ تیسرے یہ کہ قیدی کو قتل کرنا ہو تو بس سیدھی طرح قتل کر دیا جائے، عذاب دے دے کر نہ مارا جائے۔ (تفہیم القرآن، ج ۵ محمد۔ حاشیہ: ۸)

فوج میں بھرتی کے لیے عمر کی حد

۳۳– ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ میں ۱۴ سال کا تھا، جب غزوۂ اُحد کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے شریک جنگ ہونے کی اجازت نہ دی پھر غزوۂ خندق کے موقع پر جب کہ میں ۱۵ سال کا تھا، مجھے دوبارہ پیش کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی۔ (صحاح ستہ و مسند احمد)

تخریج: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِىَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَرَضَهُ يَوْمَ اُحُدٍ وَ هُوَ ابْنُ اَرْبَعَ عَشَرَةَ فَلَمْ يُجِزْهُ، وَ عَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَ هُوَ ابْنُ خَمْسَةَ عَشَرَ فَاَجَازَهُ۔ (۷۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ غزوۂ اُحد میں مجھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو اس وقت میری عمر چودہ برس تھی، آپ نے مجھے شریک جنگ ہونے کی اجازت نہیں دی، پھر غزوۂ خندق کے روز آپ کے سامنے پیش ہوا تو اس وقت میری عمر پندرہ سال تھی تو آپ نے مجھے شرکت کی اجازت دے دی۔

تشریح: یہ روایت بیان کرنے میں کچھ غلطی ہے کیوں کہ غزوہ اُحد شوال ۳ ھ کا واقعہ ہے اور غزوۂ خندق بقول محمد بن اسحاق شوال ۵ ھ میں اور بقول ابن سعد ذی القعدہ میں ۵ ھ پیش آیا۔

دونوں واقعات کے درمیان پورے دو سال یا اس سے زیادہ کا فرق ہے۔ اب اگر غزوۂ اُحد کے زمانے میں ابن عمر ۱۴ سال کے تھے تو کس طرح ممکن ہے کہ غزوہ خندق کے زمانے میں وہ صرف ۱۵ سال کے ہوں؟ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ۱۳ سال ۱۱ مہینے کی عمر کو ۱۴ سال اور ۱۵ سال ۱۱ مہینے کی عمر کو ۱۵ سال کہہ دیا ہو، لیکن ۱۵ برس کی عمر ضروری نہیں کہ اس عمر والے کو، جنگ کے لائق سمجھا جائے یا نہ سمجھا جائے۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، النور، حاشیہ: ۹۱)

غزوۂ اُحد

۳۴– آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کسی کو ہمارے قریب نہ پھٹکنے دینا، کسی حال میں یہاں سے نہ ہٹنا اگر تم دیکھو کہ ہماری بوٹیاں پرندے نوچے لیے جاتے ہیں، تب بھی تم اس جگہ سے نہ ٹلنا۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، ثَنَا زُهَيْرٌ، ثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يُحَدِّثُ، قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ اُحُدٍ، وَ كَانُوْا خَمْسِيْنَ رَجُلًا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ، فَقَالَ: اِنْ رَاَيْتُمُوْنَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ، فَلَا تَبْرَحُوْا مَكَانَكُمْ هٰذَا حَتّٰى اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ، وَ اِنْ رَاَيْتُمُوْنَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَ اَوْطَاْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوْا حَتّٰى اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ. فَهَزَمُوْهُمْ، قَالَ: فَاَنَا وَاللّٰهِ! رَاَيْتُ النِّسَآءَ يَشْتَدِدْنَ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِيْلُهُنَّ وَ سُوْقُهُنَّ رَافِعَاتٍ ثِيَابَهُنَّ، فَقَالَ اَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرٍ اَلْغَنِيْمَةَ اَیْ قَوْمُ الْغَنِيْمَةَ ظَهَرَ اَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْتَظِرُوْنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جُبَيْرٍ: اَنَسِيْتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالُوْا: وَاللّٰهِ! لَنَاْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيْبَنَّ مِنَ الْغَنِيْمَةِ، فَلَمَّا اَتَوْهُمْ، صُرِفَتْ وُجُوْهُهُمْ، فَاَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِيْنَ، فَذَاکَ اِذْ يَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ فِيْ اُخْرٰهُمْ، فَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرُ اثْنَیْ عَشَرَ رَجُلًا فَاَصَابُوْا مِنَّا سَبْعِيْنَ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَ اَصْحَابُهٗ اَصَابُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ بَدْرٍ اَرْبَعِيْنَ وَ مِائَةً سَبْعِيْنَ اَسِيْرًا وَ سَبْعِيْنَ قَتِيْلًا، فَقَالَ: اَبُوْسُفْيَانَ: اَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ؟ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يُّجِيْبُوْهُ ثُمَّ قَالَ: اَفِي الْقَوْمِ ابْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ؟ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: اَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ؟ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ، فَقَالَ: اَمَّا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ قُتِلُوْا، فَمَا مَلَکَ عُمَرُ نَفْسَهٗ، فَقَالَ: كَذَبْتَ وَاللّٰهِ! يَا عَدُوَّ اللّٰهِ! اِنَّ الَّذِيْنَ عَدَدْتَّ لَاَحْيَاءٌ كُلُّهُمْ، وَ قَدْ بَقِیَ لَکَ مَا يَسُوْٓئُکَ، قَالَ: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ. اِنَّكُمْ سَتَجِدُوْنَ فِي الْقَوْمِ مُثْلَةً لَمْ اٰمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِیْ، ثُمَّ اَخَذَ يَرْتَجِزُ: اُعْلُ هُبَلُ، اُعْلُ هُبَلُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَلَا تُجِيْبُوْهُ لَهٗ؟ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا نَقُوْلُ؟ قَالَ: قُوْلُوْا: اَللّٰهُ اَعْلٰى وَ اَجَلُّ، قَالَ: اِنَّ لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَلَا تُجِيْبُوْهُ لَهٗ؟ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا نَقُوْلُ؟ قَالَ: قُوْلُوْا: اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ۔(۷۹)

ترجمہ: ابو اسحاق کا بیان ہے کہ میں نے براء بن عازب کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی کمان میں غزوۂ اُحد کے دن پچاس تیراندازوں کا ایک دستہ ایک درے پر متعین فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ اگر وہ دیکھیں کہ پرندے ہماری بوٹیاں نوچے چلے جارہے ہیں تب بھی تمہیں اپنے مورچہ سے نہیں ہٹنا تاوقتیکہ میرا پیغام تمہیں موصول ہو۔ نیز اگر تم دیکھو کہ ہم نے حریف کو شکست دے دی ہے اور ان کو اچھی طرح پامال کر دیا ہے پھر بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا یہاں کہ میرا پیغام تم تک پہنچ جائے۔ راوی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ہزیمت سے دوچار کر دیا۔ راوی کا مزید بیان ہے کہ میں نے خواتین کو دیکھا کہ وہ بھاگ رہی تھیں، اللہ گواہ ہے کہ ان کی پازیبیں نمایاں اور پنڈلیاں نظر آرہی تھیں، انہوں نے اپنے کپڑے اوپر اٹھائے ہوئے تھے۔ (دہشت اور سراسیمگی کا عالم تھا) عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا: لوگو! مال غنیمت، ساتھیو مال غنیمت، تمہارے ساتھی تو غالب آ گئے، اب کیا دیکھ رہے ہو؟ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم

نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان فراموش کر دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم تو ضرور جا کر کافروں کا مال لوٹیں گے۔ چناں چہ یہ لوگ ان کے پاس پہنچے تو ان کا رخ پھیر دیا گیا اور کفار بھاگتے ہوئے سامنے آ گئے۔ جنگ پھر سے شروع ہوئی اور مسلمان شکست کھا گئے۔ اور یہی معنی ہیں آیت میں مذکور حکم الٰہی کے: ''کہ جب رسول ان کو پیچھے بلا رہے تھے۔'' اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ صرف بارہ جانثاروں کے ماسوا کوئی نہ تھا اور کافروں نے ہمارے ستر آدمی شہید کر دیے جب کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے غزوہ بدر کے روز کافروں کے ایک سو چالیس آدمیوں کو لیا تھا، ان میں سے ستر کو تو قتل کر کے جہنم رسید کیا اور ستر کو قید کیا۔ ابوسفیان نے اس صورت حال میں تین مرتبہ مسلمانوں کو مخاطب کر کے دریافت کیا کہ ان میں محمد (ﷺ) زندہ موجود ہیں؟ آپ نے اپنے اصحاب کو اس کا جواب دینے سے منع فرما دیا۔ ابوسفیان نے پھر تین مرتبہ پوچھا کہ کیا ان میں ابن ابی قحافہ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) زندہ موجود ہیں؟ پھر تین مرتبہ پوچھا کہ کیا ان میں عمر بن خطاب زندہ موجود ہیں؟ اِدھر سے کوئی جواب نہ پا کر ابوسفیان نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ''یہ سب مارے جا چکے ہیں۔'' اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے جذبات قابو میں نہ رکھ سکے اور بولے: ''اے اللہ کے دشمن، اللہ کی قسم! جن حضرات کا تو نے نام لیا ہے وہ سب حیات ہیں، زندہ سلامت ہیں جو تجھے تا زندگی اذیت و تکلیف دیتے رہیں گے۔'' ابوسفیان نے کہا: ''آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے، جنگ تو ڈول کی مانند ہے، تم لوگ اپنے کچھ مقتولین کے ناک، کان وغیرہ اعضاء بدن کاٹے ہوئے پاؤ گے، میں نے اگرچہ اس کا حکم نہیں دیا تھا تاہم مجھے یہ ناگوار بھی نہیں۔'' اس کے بعد ابوسفیان نے رجز پڑھنا شروع کیا: ''ہبل کی جے، ہبل کی جے، اس پر رسالت مآب ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''تم لوگ اس کا جواب کیوں نہیں دیتے؟'' صحابہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! ہم کیا جواب دیں؟'' آپ نے فرمایا: ''یوں جواب دو: **اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ** ''اللہ بزرگ و برتر اور بلند و بالا ہے۔'' ابوسفیان نے پھر نعرہ مارا: **لَنَا عُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ** ''ہمارا عزی ہے تمہارا عزی نہیں۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جواب کیوں نہیں دیتے؟'' صحابہ نے عرض کیا: ''اب کیا جواب دیں؟'' ارشاد ہوا: یوں نعرہ کا جواب دو: **اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ** ''اللہ ہمارا مولیٰ ہے تمہارا مولیٰ کوئی نہیں۔''

تشریح: سات سو آدمیوں کے ساتھ نبی ﷺ آگے بڑھے اور اُحد کی پہاڑی کے دامن میں (مدینہ سے تقریباً چار میل کے فاصلے پر) اپنی فوج کو اس طرح صف آرا کیا کہ پہاڑ پشت پر تھا اور قریش کا لشکر سامنے، پہلو میں صرف ایک درہ ایسا تھا جس سے اچانک حملے کا خطرہ ہو سکتا تھا۔ وہاں آپ نے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے زیر قیادت پچاس تیر انداز بٹھا دیے اور ان کو مندرجہ بالا تاکید کر دی۔

اس کے بعد جنگ شروع ہوئی ابتداءً مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا، یہاں تک کہ مقابل کی فوج میں ابتری پھیل گئی لیکن اس ابتدائی کامیابی کو کامل فتح تک پہنچانے کے بجائے مسلمان مال غنیمت کی طمع سے مغلوب ہو گئے اور انہوں نے دشمن کے لشکر کو لوٹنا شروع کر دیا۔ اُدھر جن تیر اندازوں کو نبی ﷺ نے عقب کی حفاظت کے لیے بٹھایا تھا، انہوں نے جو دیکھا کہ دشمن بھاگ نکلا ہے اور غنیمت لٹ رہی ہے تو وہ بھی اپنی جگہ چھوڑ کر غنیمت کی طرف لپکے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو نبی ﷺ کا تاکیدی حکم یاد دلا کر بہتیرا روکا مگر چند آدمیوں کے سوا کوئی نہ ٹھہرا۔ اس موقع سے خالد بن ولید نے جو اس وقت لشکر کفار کے رسالہ کی کمان کر رہے تھے بروقت فائدہ اُٹھایا اور پہاڑی کا چکر کاٹ کر پہلو کے درے سے حملہ کر دیا۔ عبداللہ بن جبیر

نے جن کے ساتھ چند ہی آدمی رہ گئے تھے اس حملے کو روکنا چاہا مگر مدافعت نہ کر سکے اور یہ سیلاب یکا یک مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا۔ دوسری طرف جو دشمن بھاگ گئے تھے وہ بھی پلٹ کر حملہ آور ہو گئے اس طرح لڑائی کا پانسہ ایک دم پلٹ گیا اور مسلمان اس غیر متوقع صورت حال سے اس قدر سراسیمہ ہوئے کہ ان کا ایک بڑا حصہ پراگندہ ہو کر بھاگ نکلا۔ سپاہی ابھی تک میدان میں ڈٹے ہوئے تھے، اتنے میں کہیں سے یہ افواہ اُڑ گئی کہ نبی ﷺ شہید ہو گئے، اس خبر نے صحابہ کے رہے سہے ہوش وحواس بھی گم کر دیے اور باقی ماندہ لوگ بھی ہمت ہار کر بیٹھ گئے۔ (تفہیم القرآن، ج ا، آل عمران، حاشیہ: ۹۴)

اُحد میں حضور ﷺ کا زخمی ہونا

۳۵- ''وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جو اپنے نبی کو زخمی کرے۔''

تخریج:〈۱〉 **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، قَالَ: نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَ اُحُدٍ وَ شُجَّ فِيْ رَاْسِهٖ، فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ وَ يَقُوْلُ: كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِيَّهُمْ ﷺ، وَ كَسَرُوْا رَبَاعِيَتَهٗ وَ هُوَ يَدْعُوْهُمْ اِلَى اللّٰهِ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ)۔** (۸۰)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے کے چار دانت توڑ دیے گئے اور سر زخمی کر دیا گیا۔ آپ خون صاف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی ﷺ کا سر زخمی کر دیا ہو اور اس کے سامنے کے چار دانت بھی توڑ دیے ہوں، حالاں کہ وہ ان کو اللہ کی جانب بلا رہا ہو۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے: (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ) ''اس معاملہ میں تمہارا کوئی اختیار نہیں۔'' آیت نازل فرمائی۔

ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ہے:

〈۲〉 عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شُجَّ فِيْ وَجْهِهٖ وَ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ وَ رُمِيَ رَمْيَةً عَلٰى كَتِفِهٖ، فَجَعَلَ الدَّمُ يَسِيْلُ عَلٰى وَجْهِهٖ وَ هُوَ يَمْسَحُهٗ وَ يَقُوْلُ: كَيْفَ تُفْلِحُ اُمَّةٌ فَعَلُوْا هٰذَا بِنَبِيِّهِمْ وَ هُوَ يَدْعُوْهُمْ اِلَى اللّٰهِ۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى: (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ) (۸۱)

تشریح: نبی ﷺ جب جنگ اُحد میں زخمی ہوئے تو آپ کے منہ سے کفار کے حق میں بد دعا نکل گئی اور آپ ﷺ نے مندرجہ بالا الفاظ ادا فرمائے۔ (تفہیم القرآن، ج ا۔ آل عمران، حاشیہ: ۹۷)

غزوہ اُحد میں ابوسفیان کا نعرہ

۳۶- جنگ اُحد میں جب نبی ﷺ زخمی ہو کر چند صحابہ کے ساتھ ایک گھاٹی میں ٹھہرے ہوئے تھے اس وقت ابوسفیان نے نعرہ لگایا: (لَنَا عُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ) ''ہمارے پاس عزیٰ ہے اور تمہارا کوئی عزیٰ نہیں'' اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے جواب دو: (اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ) ''ہمارا حامی و ناصر اللہ ہے اور تمہارا حامی و ناصر کوئی نہیں۔''

(تفہیم القرآن، ج ۵ محمد۔ حاشیہ: ۱۶)

مجمع الزوائد میں مندرجہ ذیل روایت منقول ہے:

تخریج:﴿۱﴾ قَالَ اَبُو سُفْيَانُ اُعْلُ هُبَلُ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: قُوْلُوا: اَللّٰهُ اَعْلٰى وَ اَجَلُّ، قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ: لَنَا عُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَالْكَافِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ... الخ (۸۲)

علامہ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے:

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: ثَنَا يَزِيْدُ، قَالَ: ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ذُكِرَ لَنَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ اُنْزِلَتْ يَوْمَ اُحُدٍ، وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الشِّعْبِ وَ قَدْ فَشَتْ فِيْهِمُ الْجِرَاحَاتُ وَالْقَتْلُ. وَ قَدْ نَادَى الْمُشْرِكُوْنَ يَوْمَئِذٍ: اُعْلُ هُبَلُ. فَنَادَى الْمُسْلِمُوْنَ: اَللّٰهُ اَعْلٰى وَ اَجَلُّ، فَنَادَى الْمُشْرِكُوْنَ: يَوْمٌ بِيَوْمٍ، اِنَّ الْحَرْبَ سِجَالٌ، اِنَّ لَنَا عُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ، قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَا لَكُمْ. اِنَّ الْقَتْلٰى مُخْتَلِفَةٌ اَمَّا قَتْلَانَا فَاَحْيَاءٌ يُرْزَقُوْنَ وَ اَمَّا قَتْلَاكُمْ فَفِي النَّارِ يُعَذَّبُوْنَ. (۸۳)

ابوسفیان کا آئندہ سال کے لیے جنگ کا چیلنج

۳۷– (ابوسفیان نے احد سے پلٹتے ہوئے کہا:) اِنَّ مَوْعِدَكُمْ بَدْرٌ لِّلْعَامِ الْمُقْبِلِ (تو حضور ﷺ نے اعلان کروایا) نَعَمْ، هِيَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكَ مَوْعِدٌ.

(خاتمہ جنگ اُحد پر ابوسفیان نے پلٹ کر نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف رخ کر کے کہا کہ) آئندہ سال بدر کے مقام پر ہمارا تمہارا پھر مقابلہ ہوگا (اور حضور ﷺ نے جواب میں ایک صحابی کے ذریعے سے اعلان کرادیا) ٹھیک ہے، یہ بات ہمارے اور تیرے درمیان طے ہوگئی۔"

تخریج: قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: وَلَمَّا انْصَرَفَ اَبُوْ سُفْيَانَ وَ مَنْ مَعَهٗ، نَادٰى: اِنَّ مَوْعِدَكُمْ بَدْرٌ لِلْعَامِ الْقَابِلِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ: قُلْ: نَعَمْ، هُوَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ مَوْعِدٌ. (۸۴)

تشریح: شعبان ۴ھ میں آپ ابوسفیان کے اس چیلنج کا جواب دینے کے لیے نکلے، اس قرارداد کے مطابق طے شدہ وقت پر آپ ۱۵ سو صحابیوں کو لے کر بدر کے مقام پر پہنچ گئے۔ ادھر سے ابوسفیان ۲ ہزار کا لشکر لے کر چلا مگر مرالظہران (موجودہ وادیٔ فاطمہ) سے آگے بڑھنے کی ہمت نہ کر سکا۔ حضور ﷺ نے آٹھ دن اس کا انتظار کیا اور اس دوران میں مسلمان تجارت کر کے ایک درہم کے دو درہم کماتے رہے۔ اس واقعہ سے وہ دھاک جو اُحد میں اُکھڑی تھی پہلے سے بھی زیادہ جم گئی اس نے پورے عرب پر یہ بات کھول دی کہ اب تنہا قریش محمد ﷺ کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے۔

(تفہیم القرآن، ج ۴، الاحزاب، دیباچہ، جنگ احزاب سے پہلے کے غزوات)

بدر ثانی

۳۸- حضور ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی نہ جائے گا تو میں اکیلا جاؤں گا۔''

تخریج: حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: ثَنِیْ اَبِیْ، قَالَ: ثَنِیْ عَمِّیْ، قَالَ: ثَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَبِیْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ جَلَّ وَعَزَّ قَذَفَ فِیْ قَلْبِ اَبِیْ سُفْیَانَ الرُّعْبَ یَعْنِیْ یَوْمَ اُحُدٍ بَعْدَ مَا کَانَ مِنْهُ مَا کَانَ فَرَجَعَ اِلٰی مَکَّةَ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اِنَّ اَبَا سُفْیَانَ قَدْ اَصَابَ مِنْکُمْ طَرَفًا وَ قَدْ رَجَعَ وَ قَذَفَ اللّٰهُ فِیْ قَلْبِهِ الرُّعْبَ، وَکَانَتْ وَقْعَةُ اُحُدٍ فِیْ شَوَّالٍ وَکَانَ التُّجَّارُ یَقْدِمُوْنَ الْمَدِیْنَةَ فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ، فَیَنْزِلُوْنَ بِبَدْرِ الصُّغْرٰی فِیْ کُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً وَ اِنَّهُمْ قَدِمُوْا بَعْدَ وَقْعَةِ اُحُدٍ وَ کَانَ اَصَابَ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقَرْحُ وَاشْتَکُوْا ذٰلِکَ اِلٰی نَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ وَاشْتَدَّ عَلَیْهِمُ الَّذِیْ اَصَابَهُمْ وَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَدَبَ النَّاسَ لِیَنْطَلِقُوْا مَعَهٗ وَ یَتَّبِعُوْا مَاکَانُوْا مُتَّبِعِیْنَ، وَ قَالَ: اِنَّمَا یَرْتَحِلُوْنَ الْاٰنَ، فَیَأْتُوْنَ الْحَجَّ وَلَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی مِثْلِهَا حَتّٰی عَامٌ مُقْبِلٌ فَجَاءَ الشَّیْطَانُ، فَخَوَّفَ اَوْلِیَاءَ هٗ، فَقَالَ: اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاَبٰی عَلَیْهِ النَّاسُ اَنْ یَتَّبِعُوْهُ فَقَالَ: اِنِّیْ ذَاهِبٌ وَ اِنْ لَّمْ یَتَّبِعْنِیْ اَحَدٌ لَاَحْضَضَ النَّاسَ، فَانْتَدَبَ مَعَهٗ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ، وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِیٌّ، وَالزُّبَیْرُ وَ سَعْدٌ وَ طَلْحَةُ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَ حُذَیْفَةُ بْنُ الْیَمَانِ، وَ اَبُوْ عُبَیْدَةُ بْنُ الْجَرَّاحِ فِیْ سَبْعِیْنَ رَجُلًا، فَسَارُوْا فِیْ طَلَبِ اَبِیْ سُفْیَانَ، فَطَلَبُوْهُ حَتّٰی بَلَغُوا الصَّفْرَآءَ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ (۸۵)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے احد کے روز ابوسفیان کے دل میں رعب ڈال دیا وہ اپنے کرتوت کی وجہ سے مکہ کی طرف لوٹ گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ ابوسفیان تمہارا کافی نقصان کر کے واپس لوٹ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں رعب و دبدبہ ڈال دیا۔ غزوۂ احد شوال میں ہوا۔ تاجر حضرات ہر سال ذوالقعدہ میں سامان کی فروخت کے لیے مدینہ میں آیا کرتے تھے اور بدر صغریٰ میں قیام کرتے تھے، اس مرتبہ غزوہ اُحد کے بعد ہی آگئے تھے، اہل ایمان ابھی زخم خوردہ تھے، انہوں نے اس کا شکوہ نبی ﷺ سے کیا کیوں کہ جو زخم انہیں لگ چکا تھا اس کی تکلیف کی شدت محسوس کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ چلنے کے لیے صحابہ کو آواز دی، جو اتباع کرنے والے تھے وہ ساتھ چلے، آپ نے فرمایا: اس وقت جو لوگ سفر جنگ کے لیے کوچ کر رہے ہیں وہی حج کے لیے آئیں پھر ایسا موقعہ آئندہ سال تک نہیں ملے گا۔ ایسی صورت حال میں شیطان آدھمکا اور اپنے دوستوں سے خوف زدہ کرنے لگا اور کہا کہ لوگ تمہارے خلاف جمع ہو چکے ہیں تو لوگوں نے ان کی اتباع کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا: اگر میرے ساتھ کوئی بھی نہیں جائے گا

تو میں اکیلا ہی جاؤں گا، آپ نے لوگوں کو برانگیختہ کیا تو ابوبکر صدیق، عمر وعثمان وعلی، زبیر وسعد اور طلحہ وعبدالرحمٰن بن عوف، عبد اللہ بن مسعود، حذیفہ بن یمان، ابوعبیدہ بن جراح ان ستر آدمیوں میں شامل تھے جو ساتھ جانے کے لیے تیار ہوئے۔ یہ سب ابوسفیان کی تلاش میں نکلے اور تلاش کرتے ہوئے صفراء کے مقام پر پہنچ گئے۔ ایسے لوگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے: **اَلَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ... الاية** نازل فرمائی۔

تشریح: اُحد سے پلٹتے ہوئے ابوسفیان مسلمانوں کو چیلنج دے گیا تھا کہ آئندہ سال بدر میں ہمارا تمہارا پھر مقابلہ ہوگا، مگر جب وعدے کا وقت قریب آیا تو اس کی ہمت نے جواب دے دیا کیوں کہ اس سال مکے میں قحط تھا، لہٰذا اس نے پہلو بچانے کے لیے یہ تدبیر کی کہ خفیہ طور پر ایک شخص کو بھیجا جس نے مدینہ پہنچ کر مسلمانوں میں یہ خبریں مشہور کرنی شروع کیں کہ اب کے سال قریش نے بڑی زبردست تیاری کی ہے اور ایسا بھاری لشکر جمع کر رہے ہیں جس کا مقابلہ تمام عرب میں کوئی نہ کر سکے گا۔ اس سے مقصد یہ تھا کہ مسلمان خوف زدہ ہو کر اپنی جگہ رہ جائیں اور مقابلہ پر نہ آنے کی ذمہ داری انہی پر رہے۔ ابوسفیان کی اس چال کا یہ اثر ہوا کہ جب آں حضرت ﷺ نے بدر کی طرف چلنے کے لیے مسلمانوں سے اپیل کی تو اس کا کوئی ہمت افزا جواب نہ ملا۔ آخر کار اللہ کے رسول ﷺ نے بھرے مجمع میں اعلان کر دیا کہ ''اگر کوئی نہ جائے گا تو میں اکیلا جاؤں گا۔'' اس پر پندرہ سو فدا کار آپ کے ساتھ چلنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور آپ انہی کو لے کر بدر تشریف لے گئے ادھر سے ابوسفیان ۲ ہزار کی جمعیت لے کر چلا مگر دو روز کی مسافت تک جا کر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس سال لڑنا مناسب نہیں معلوم ہوتا، آئندہ سال آئیں گے چناں چہ وہ اور اس کے ساتھی واپس ہو گئے۔ آں حضرت ﷺ آٹھ روز تک بدر کے مقام پر اس کے انتظار میں مقیم رہے اور اس دوران میں آپ کے ساتھیوں نے ایک تجارتی قافلہ سے کاروبار کر کے خوب مالی فائدہ اُٹھایا۔

(تفہیم القرآن، ج۱، آل عمران، حاشیہ: ۱۲۴)

آپ ﷺ کی شجاعت

۳۹-اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ۔

''اللہ کے بندو! میری طرف آؤ، اللہ کے بندو! میری طرف آؤ۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بۡنُ الۡحُسَیۡنِ، قَالَ: ثَنَا اَحۡمَدُ، قَالَ: ثَنَا اَسۡبَاطٌ عَنِ السُّدِّیِّ، قَالَ: لَمَّا شَدَّ الۡمُشۡرِکُوۡنَ عَلَی الۡمُسۡلِمِیۡنَ بِاُحُدٍ، فَهَزَمُوۡهُمۡ، دَخَلَ بَعۡضُهُمُ الۡمَدِیۡنَةَ، وَانۡطَلَقَ بَعۡضُهُمۡ فَوۡقَ الۡجَبَلِ اِلَی الصَّخۡرَةِ، فَقَامُوۡا عَلَیۡهَا، وَ جَعَلَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ یَدۡعُوا النَّاسَ: اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ، اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ۔ (۸۶)

تشریح: جب مسلمانوں پر اچانک دو طرف سے بیک وقت حملہ ہوا اور ان کی صفوں میں ابتری پھیل گئی تو کچھ لوگ مدینے کی طرف بھاگ نکلے اور کچھ اُحد پر چڑھ گئے، مگر نبی ﷺ ایک انچ اپنی جگہ سے نہ ہٹے، دشمنوں کا چاروں طرف ہجوم تھا۔ دس بارہ آدمیوں کی مٹھی بھر جماعت پاس رہ گئی تھی، مگر اللہ کا رسول اس نازک موقع پر بھی پہاڑ کی طرح اپنی جگہ جما ہوا تھا اور بھاگنے والوں کو پکار رہا تھا۔''

(تفہیم القرآن، ج۱، حاشیہ: ۱۱۰)

احتساب وجواب طلبی

۴۰- بَلْ ظَنَنْتُمْ اِنَّا نَغُلُّ وَلاَ نُقْسِمُ لَکُمْ۔

”اصل بات یہ ہے کہ تم کو ہم پر اطمینان نہ تھا، تم نے یہ گمان کیا کہ ہم تمہارے ساتھ خیانت کریں گے اور تم کو حصہ نہیں دیں گے۔“

تخریج: فَقَدْ حَکَی الْوَاحِدِیُّ عَنِ الْکَلْبِیِّ وَ مُقَاتِلٍ، اَنَّ الرُّمَاۃَ حِیْنَ تَرَکُوا الْمَرْکَزَ یَوْمَئِذٍ طَلَبًا لِلْغَنِیْمَۃِ، قَالُوْا: نَخْشٰی اَنْ یَّقُوْلَ النَّبِیُّ ﷺ: مَنْ اَخَذَ شَیْئًا فَھُوَ لَہٗ، وَاَنْ لَّا یُقْسَمُ الْغَنَائِمُ کَمَا لَمْ یُقْسَمْ یَوْمَ بَدْرٍ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ظَنَنْتُمْ اَنَّا نَغُلُّ وَلاَ نَقْسِمُ لَکُمْ۔ (۸۷)

ترجمہ: کلبی اور مقاتل سے مروی ہے کہ تیر انداز دستہ نے جب اس روز اپنے مرکز کو چھوڑ دیا غنیمت کے حصول کے لالچ میں اور انہوں نے گمان کیا کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ نبی ﷺ یہ ارشاد نہ فرما دیں کہ جس فوجی نے جو مال و اسباب حاصل کر لیا ہے وہ اس کا ہے اور غزوہ بدر کی طرح آج بھی اموال غنیمت کو تقسیم نہ فرمائیں (تو ہمیں کیا ملے گا؟) اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم نے یہ گمان کیا کہ ہم تمہارے ساتھ خیانت کریں گے اور تم کو حصہ نہیں دیں گے۔“

تشریح: جن تیر اندازوں کو نبی ﷺ نے عقب کی حفاظت کے لیے بٹھایا تھا، انہوں نے جب دیکھا کہ دشمن کا لشکر لوٹا جا رہا ہے تو ان کو اندیشہ ہوا کہ کہیں ساری غنیمت انہی لوگوں کو نہ مل جائے جو اسے لوٹ رہے ہیں اور ہم تقسیم کے موقع پر محروم رہ جائیں۔ اسی بنا پر انہوں نے اپنی جگہ چھوڑ دی تھی، جنگ ختم ہونے کے بعد جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے ان لوگوں کو بلا کر اس نافرمانی کی وجہ دریافت کی، انہوں نے جواب میں کچھ عذرات پیش کیے جو نہایت کمزور تھے، تو حضور ﷺ نے مندرجہ بالا الفاظ فرمائے۔

اسی معاملے کے بارے میں سورۃ آل عمران میں یہ آیت نازل ہوئی کہ ”کسی نبی کا یہ کام نہیں ہو سکتا کہ وہ خیانت کر جائے اور جو کوئی خیانت کرے تو وہ اپنی خیانت سمیت قیامت کے روز حاضر ہو جائے گا، پھر ہر متنفس کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور کسی پر کچھ ظلم نہ ہوگا۔“

ارشاد الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ جب تمہاری فوج کا کمانڈر خود اللہ کا نبی تھا اور سارے معاملات اس کے ہاتھ میں تھے تو تمہارے دل میں یہ اندیشہ پیدا کیسے ہوا کہ نبی کے ہاتھ میں تمہارا مفاد محفوظ نہ ہوگا کیا خدا کے پیغمبر سے یہ توقع رکھتے ہو کہ جو مال اس کی نگرانی میں ہو وہ دیانت، امانت اور انصاف کے سوا کسی اور طریقہ سے بھی تقسیم ہو سکتا ہے؟

(تفہیم القرآن، ج ۱، آل عمران، حاشیہ: ۱۱۴)

شہداء کی میراث

۴۱- حدیث میں آیا ہے کہ جنگ اُحد کے بعد حضرت سعد بن ربیع کی بیوی اپنی دو بچیوں کو لیے ہوئے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! یہ سعد کی بچیاں ہیں جو آپ کے ساتھ اُحد میں شہید ہوئے ہیں، ان کے چچا

نے پوری جائداد پر قبضہ کرلیا ہے اور ان کے لیے ایک حبہ تک نہیں چھوڑا ہے، اب بھلا ان بچیوں سے کون نکاح کرے گا؟'' تو یہ آیات نازل ہوئیں: (وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ۪ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًاo اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا) (تفہیم القرآن، ج۱، النساء، حاشیہ: ۱۴)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، نَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ، نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: جَآءَتْ اِمْرَاَةُ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ بِابْنَتَيْهَا مِنْ سَعْدٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ، قُتِلَ اَبُوْهُمَا مَعَكَ يَوْمَ اُحُدٍ شَهِيْدًا، وَ اِنَّ عَمَّهُمَا اَخَذَ مَالَهُمَا، فَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالًا، وَلَا تُنْكَحَانِ اِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ، قَالَ: يَقْضِى اللّٰهُ فِیْ ذٰلِكَ، فَنَزَلَتِ الْاٰيَةُ (الْمِيْرَاثِ) فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى عَمِّهِمَا، فَقَالَ: اَعْطِ ابْنَتَیْ سَعْدِ الثُّلُثَيْنِ، وَاَعْطِ اُمَّهُمَا الثُّمُنَ، وَمَا بَقِیَ فَهُوَ لَكَ۔ (۸۸)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت سعد ابن ربیع کی بیوی سعد کی دونوں بیٹیوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہ دونوں سعد کی بیٹیاں ہیں، ان دونوں کا باپ سعد غزوہ اُحد میں آپ کے ساتھ شریک تھا، جام شہادت نوش کر گیا ہے، ان بچیوں کے چچا نے دونوں کے حصہ کا مال قبضہ میں کرلیا ہے اور ان کے لیے کچھ مال ومتاع نہیں چھوڑا، مال کے بغیر ان سے نکاح کون کرے گا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بارے میں فیصلہ فرمائے گا، پس آیت میراث نازل ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے دونوں بچیوں کے چچا کو بلایا اور فرمایا: سعد کی دونوں بچیوں کو دوثلث مال دے اور ان کی والدہ کو آٹھواں حصہ۔ اس کے بعد جو باقی بچے وہ تمہارا ہے۔

غزوہ احزاب...حالات وواقعات

۴۲- غزوہ احزاب کے موقع پر جب حضور ﷺ نے بنی غطفان سے صلح کا معاہدہ کرنا چاہا تو انصار کے سرداروں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! یہ آپ کی خواہش ہے کہ ہم ایسا کریں؟ یا یہ اللہ کا حکم ہے کہ ہمارے لیے اسے قبول کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے؟ یا آپ صرف ہمیں بچانے کے لیے یہ تجویز فرما رہے ہیں؟'' آپ نے جواب دیا: ''میں صرف تم لوگوں کو بچانے کے لیے ایسا کر رہا ہوں کیوں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ سارا عرب متحد ہو کر تم پر پل پڑا ہے، میں چاہتا ہوں کہ ان کو ایک دوسرے سے توڑ دوں۔'' اس پر دونوں سرداروں نے بالاتفاق کہا: ''اگر آپ ہماری خاطر یہ معاہدہ کر رہے ہیں تو اسے ختم کردیجیے، یہ قبیلے ہم سے اس وقت بھی ایک حبہ خراج کے طور پر کبھی نہ لے سکے تھے جب ہم مشرک تھے اور اب تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کا شرف ہمیں حاصل ہے، کیا اب یہ ہم سے خراج لیں گے؟ ہمارے اور ان کے درمیان اب صرف تلوار ہے، یہاں تک کہ اللہ ہمارا اور ان کا فیصلہ کردے۔''

تخریج: قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: فَلَمَّا اشْتَدَّ عَلَى النَّاسِ الْبَلَاءُ، بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، كَمَا حَدَّثَنِیْ عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ وَ مَنْ لَا اَتَّهِمُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ شِهَابِ الزُّهْرِیِّ، اِلٰى عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ وَ اِلَى الْحَارِثِ بْنِ عَوْفِ بْنِ اَبِیْ حَارِثَةَ الْمُرِّیِّ، وَ هُمَا قَائِدَا غَطَفَانَ، فَاَعْطَاهُمَا ثُلُثَ ثِمَارِ الْمَدِيْنَةِ، عَلٰى اَنْ يَّرْجِعَا بِمَنْ مَعَهُمَا عَنْهُ وَ عَنْ اَصْحَابِهٖ، فَجَرٰى بَيْنَهٗ وَ بَيْنَهُمَا الصُّلْحُ، حَتّٰى كَتَبُوْا الْكِتَابَ وَلَمْ تَقَعِ الشَّهَادَةُ، وَلَا عَزِيْمَةُ الصُّلْحِ، اِلَّا الْمُرَاوَضَةُ فِیْ ذٰلِكَ، فَلَمَّا اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّفْعَلَ، بَعَثَ اِلٰى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُمَا، وَاسْتَشَارَهُمَا فِيْهِ، فَقَالَا لَهٗ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَمْرًا يُحِبُّهٗ، فَنَصْنَعُهٗ اَمْ شَيْئًا اَمَرَكَ اللّٰهُ بِهٖ، لَابُدَّ لَنَا مِنَ الْعَمَلِ بِهٖ اَمْ شَيْئًا تَصْنَعُهٗ لَنَا؟ قَالَ: بَلْ شَیْءٌ اَصْنَعُهٗ لَكُمْ، وَاللّٰهِ! مَا اَصْنَعُ ذٰلِكَ اِلَّا لِاَنَّنِیْ رَاَيْتُ الْعَرَبَ قَدْ رَمَتْكُمْ عَنْ قَوْسٍ وَاحِدَةٍ وَكَالَبُوْكُمْ مِّنْ كُلِّ جَانِبٍ، فَاَرَدْتُّ اَنْ اَكْسِرَ عَنْكُمْ مِنْ شَوْكَتِهِمْ اِلٰى اَمْرٍ مَّا، فَقَالَ لَهٗ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ كُنَّا نَحْنُ وَ هٰٓؤُلَاءِ الْقَوْمِ عَلَى الشِّرْكِ بِاللّٰهِ وَ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ، لَا نَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا نَعْرِفُهٗ وَ هُمْ لَا يَطْمَعُوْنَ اَنْ يَّأْكُلُوْا مِنْهَا تَمْرَةً اِلَّا قِرًى اَوْ بَيْعًا، اَفَحِيْنَ، اَكْرَمَنَا اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ، وَ هَدَانَا لَهٗ، وَ اَعَزَّنَا بِكَ وَ بِهٖ نُعْطِيْهِمْ اَمْوَالَنَا؟ (وَاللّٰهِ!) مَالَنَا بِهٰذَا مِنْ حَاجَةٍ، وَاللّٰهِ! لَا نُعْطِيْهِمْ اِلَّا السَّيْفَ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمْ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَنْتَ وَ ذَاكَ. فَتَنَاوَلَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، الصَّحِيْفَةَ، فَمَحَا مَا فِيْهَا مِنَ الْكِتَابِ ثُمَّ قَالَ لِيَجْهَدُوْا عَلَيْنَا۔ (۸۹)

ترجمہ: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب مسلمان سخت آزمائش وامتحان میں پڑ گئے تو جس طرح مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ اور وہ لوگ جنہیں میں متہم نہیں کرتا، نے محمد بن مسلم بن عبداللہ ابن شہاب زہری سے روایت کیا ہے...تو رسول اللہ ﷺ نے عیینہ ابن حصن اور حارث بن عوف مُرّی کو اپنے پاس مدعو فرمایا، یہ دونوں قبیلہ غطفان کے سردار تھے۔ آپ نے ان دونوں کو مدینہ کی پیداوار کا ۱/۳ حصہ پھل اس شرط پر دینے کی پیش کش فرمائی کہ وہ اپنے ساتھیوں کو واپس لے کر چلے جائیں اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی مخالفت نہ کریں، آپ کے اور ان دونوں کے مابین مصالحت کی بات چیت جاری تھی اور تحریر بھی لکھی جا چکی تھی مگر ہنوز اس پر گواہی ثبت نہیں ہوئی تھی اور آخری وقطعی فیصلہ بھی ابھی نہیں ہوا تھا، اس سلسلہ میں دوڑ دھوپ اور تگ ودو جاری تھی مگر آپ نے آخری فیصلہ کرنے سے پہلے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ دونوں کو بلا بھیجا اور ان کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا اور مشورہ اور رائے طلب فرمائی۔ دونوں نے عرض کیا: کیا یا رسول اللہ! یہ ایسا معاملہ ہے جسے آپ پسند فرماتے ہیں کہ ہم ایسا کریں یا یہ اللہ کا حکم ہے کہ ہمارے لیے اسے قبول کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے؟ یا آپ صرف ہمیں بچانے کے لیے یہ تجویز فرما رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں صرف آپ لوگوں کو بچانے کے لیے ایسا کر رہا ہوں کیوں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمام عرب متحد ہو کر آپ پر پل پڑا ہے میں چاہتا ہوں کہ ان کو ایک دوسرے سے توڑ دوں۔ ان دونوں

سرداروں نے بالاتفاق کہا کہ ''اگر آپ ہماری خاطر یہ معاہدہ کررہے ہیں تو اسے ختم کردیجیے، حضرت سعد بن عبادہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اور یہ مشرک لوگ سبھی بت پرست تھے، بتوں کو پوجتے تھے، نہ اللہ کو جانتے تھے اور نہ اس کی عبادت کرتے تھے، مہمان نوازی اور خریداری کا معاملہ الگ نوعیت کا ہے، اس کے علاوہ یہ لوگ مدینہ کی ایک کھجور کی جانب بھی للچائی ہوئی نظر سے نہیں دیکھ سکتے، اب تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے اور اس کے ذریعہ ہمیں سیدھی راہ پر چلایا ہے۔ آپ کی بدولت اور اسلام کی وجہ سے مقام اعزاز ہمیں حاصل ہوا ہے۔ کیا اب یہ لوگ ہم سے خراج لیں گے، اللہ کی قسم! ہمیں ایسے معاہدے کی قطعاً ضرورت نہیں، ہماری جانب سے اب تلوار کے ماسوا اور کوئی عطیہ نہیں ملے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارا اور ان کا فیصلہ فرمادے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **(فانت و ذاک)** ''اچھا تم جانو اور تمہارا کام جانے۔'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے وہ پرچہ لیا اور تحریر کو محو کردیا اور کہا: **لیجھدوا علینا** ''اب یہ کفار ہمارے خلاف طاقت آزمائی کرلیں۔''

تشریح: غزوۂ احزاب کے موقع پر بہت سی طاقتوں نے مل کر مدینہ پر حملہ کردیا تھا مجموعی طور پر ان کی تعداد دس بارہ ہزار تھی۔ نبی ﷺ نے مدافعت کے لیے خندق کھدوادی یہ اُحد کے مشرقی اور مغربی گوشوں کی طرف تھی باقی اطراف سے شہر، پہاڑوں اور باغات سے گھرا ہوا تھا۔ اہل عرب نے جب خندق دیکھی تو حیران رہ گئے۔ سخت سردی میں ان کو طویل محاصرے کے لیے تیار ہونا پڑا جس کے لیے وہ تیار ہوکر نہیں آئے تھے۔

اس کے بعد کفار کے پاس ایک تدبیر باقی رہ گئی تھی اور وہ یہ کہ بنی قریظہ کے یہودی قبیلے کو غداری پر آمادہ کریں جو مدینہ طیبہ کے جنوب مشرقی گوشے میں رہتا تھا چوں کہ اس قبیلے سے مسلمانوں کا باقاعدہ حلیفانہ معاہدہ تھا جس کی رو سے مدینہ پر حملہ ہونے کی صورت میں وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر مدافعت کرنے کا پابند تھا، اس لیے مسلمانوں نے اس طرف سے بےفکر ہوکر اپنے بال بچے اُن گڑھیوں میں بھجوادیے تھے جو بنو قریظہ کی جانب تھیں اور ادھر مدافعت کا کوئی انتظام نہ تھا، کفار نے اسلامی دفاع کے اس کم زور پہلو کو بھانپ لیا۔ اُن کی طرف سے بنی النضیر کا یہودی سردار حیی بن اخطب بنی قریظہ کے پاس بھیجا گیا تاکہ انہیں معاہدہ توڑ کر جنگ میں شامل ہونے پر آمادہ کرے۔ ابتداءً انہوں نے اس سے انکار کیا اور صاف صاف کہہ دیا کہ ہمارا محمد (ﷺ) سے معاہدہ ہے اور آج تک کبھی ہمیں ان سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی ہے لیکن جب ابن اخطب نے ان سے کہا کہ: ''دیکھو! میں اس وقت عرب کی متحدہ طاقت اس شخص پر چڑھا لایا ہوں، یہ اسے ختم کردینے کا نادر موقع ہے، اگر تم نے اس کو کھودیا تو پھر دوسرا کوئی موقع نہ مل سکے گا۔'' تو یہودی ذہن کی اسلام دشمنی اخلاق کے پاس ولحاظ پر غالب آگئی اور بنی قریظہ عہد توڑنے پر آمادہ ہوگئے۔

نبی ﷺ کو بروقت اس کی اطلاع مل گئی اور آپ نے فوراً انصار کے سرداروں (سعد بن عبادہ، سعد بن معاذ، عبداللہ بن رواحہ اور خوات بن جبیر رضی اللہ عنہم) کو ان کے پاس تحقیق حال اور فہمائش کے لیے بھیجا۔ چلتے وقت آپ نے ان کو ہدایت فرمائی کہ اگر بنی قریظہ عہد پر قائم رہیں تو آکر سارے لشکر کے سامنے علی الاعلان یہ خبر سنادینا لیکن اگر وہ نقض عہد پر مصر ہوں تو صرف مجھ کو اشارۃً اس کی اطلاع دے دینا تاکہ عام مسلمان یہ بات سن کر پست ہمت نہ ہوجائیں، یہ حضرات وہاں پہنچے تو بنی قریظہ کو پوری خباثت پر آمادہ پایا اور انہوں نے برملا ان سے کہہ دیا کہ: **(لاعقد بیننا و بین محمد ولا عھد)** ''ہمارے اور محمد کے درمیان کوئی عہد و پیمان نہیں ہے۔'' اس جواب کو سن کر وہ لشکر اسلام میں واپس آئے اور اشارۃً حضور ﷺ

سے عرض کر دیا: (عَضَل وقارَہ) یعنی ''قبیلہ عضل نے رجیع کے مقام پر مبلغین اسلام کے وفد سے جو غداری کی تھی، وہی کچھ اب بنی قریظہ کر رہے ہیں۔''

یہ خبر بہت جلد مدینہ کے مسلمانوں میں پھیل گئی اور ان کے اندر اس سے سخت اضطراب پیدا ہو گیا کیوں کہ اب وہ دونوں طرف سے گھیرے میں آ گئے تھے اور ان کے شہر کا وہ حصہ خطرے میں پڑ گیا تھا جدھر دفاع کا بھی کوئی انتظام نہ تھا اور سب کے بال بچے بھی اسی جانب تھے۔ اس پر منافقین کی سرگرمیاں اور تیز ہو گئیں اور انہوں نے اہل ایمان کے حوصلے پست کرنے کے لیے طرح طرح کے نفسیاتی حملے شروع کر دیے کسی نے کہا کہ ہم سے وعدے تو قیصر و کسریٰ کے ملک فتح ہو جانے کے کیے جا رہے تھے[1] اور حال یہ ہے کہ ہم رفع حاجت کے لیے بھی نہیں نکل سکتے۔ کسی نے یہ کہہ کر خندق کے محاذ سے رخصت مانگی کہ اب تو ہمارے گھر ہی خطرے میں پڑ گئے ہیں ہمیں جا کر ان کی حفاظت کرنی ہے۔ کسی نے یہاں تک خفیہ پروپیگنڈا شروع کیا کہ حملہ آوروں سے اپنا معاملہ درست کر لو اور محمد ﷺ کو ان کے حوالے کر دو۔ ایسی شدید آزمائش کا وقت تھا جس میں ہر اس شخص کا پردہ فاش ہو گیا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی نفاق موجود تھا۔ صرف صادق و مخلص اہل ایمان ہی تھے جو اس کڑے وقت میں بھی فداکاری کے عزم پر ثابت قدم رہے۔ نبی ﷺ نے اس نازک موقع پر بنی غطفان سے صلح کی بات چیت شروع کی اور ان کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ مدینہ کے پھلوں کی پیداوار کا ۱/۳ حصہ لے کر واپس چلے جائیں مگر سرداران انصار نے اس نازک موقت پر بھی یہ فیصلہ نہ ہونے دیا اور معاہدے کے اس مسودے کو چاک کر دیا جس پر ابھی فریقین کے دستخط نہیں ہوئے تھے۔ (تفہیم القرآن، ج ۴، الاحزاب، تاریخی پس منظر: غزوۂ احزاب)

نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کا کردار

۴۳۔ نعیم بن مسعود مسلمان ہو کر حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''ابھی تک کسی کو میرے قبول اسلام کا علم نہیں ہے، آپ مجھ سے اس وقت جو خدمت لینا چاہیں میں اسے انجام دے سکتا ہوں۔'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''تم جا کر دشمنوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوئی تدبیر کرو، اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ (الحرب خدعة) ''جنگ میں دھوکہ دینا جائز ہے۔''

تخریج: قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: ثُمَّ اِنَّ نَعِيْمَ بْنَ مَسْعُوْدِ بْنِ عَامِرِ بْنِ اُنَيْفِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ قُنْفُذِ ابْنِ هَلَالِ بْنِ خَلَاوَةَ بْنِ اَشْجَعَ بْنِ رَيْثِ بْنِ غَطْفَانَ، اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّىْ قَدْ اَسْلَمْتُ، وَ اِنَّ قَوْمِىْ لَمْ يَعْلَمُوْا بِاِسْلَامِىْ، فَمُرْنِىْ بِمَا شِئْتَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَ اِنَّمَا اَنْتَ فِيْنَا رَجُلٌ وَّاحِدٌ، فَخَذِّلْ عَنَّا اِنِ اسْتَطَعْتَ، فَاِنَّ الْحَرْبَ خُدْعَةٌ۔ الخ (۹۰)

---

(۱) قال موسى بن عقبة فى قصة الخندق: فلما اشتد البلاء على النبى ﷺ و اصحابه۔ نافق ناس كثيرٌ و تكلموا بكلام قبيح۔ فلما راى رسول الله ﷺ ما فيه الناس من البلاء والكرب۔ جعل يبشرهم ويقول: والذى نفسى بيده ليفرجن عنكم ماترون من الشدة والبلاء فانى ارجو ان اطوف بالبيت العتيق آمنا و ان يدفع الله عزوجل مفاتح الكعبة واليهلكن الله كِسرىٰ و قيصر و لتنفقن كنوزهما فى سبيل الله، فقال ... (السنن الكبرىٰ للبيهقى ج ۹۔ كتاب السير)

تشریح: جنگ خندق کے موقع پر جب سارا عرب مسلمانوں کے خلاف متحد ہوگیا تو اسی دوران میں نعیم بن مسعود نے حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوکر یہ بات عرض کی۔ وہ قبیلۂ غطفان کی شاخ اشجع سے تعلق رکھتے تھے۔ حضور ﷺ کے فرمان بالا کو سن کر پہلے تو وہ بنی قریظہ کے پاس گئے جن سے ان کا بہت میل جول تھا اور ان سے کہا: ''قریش اور غطفان تو محاصرے سے تنگ آکر واپس بھی جاسکتے ہیں، ان کا کچھ نہ بگڑے گا مگر تمہیں مسلمانوں کے ساتھ اسی جگہ رہنا ہے وہ لوگ اگر چلے گئے تو تمہارا کیا بنے گا؟ میری رائے یہ ہے کہ تم اس وقت تک جنگ میں حصہ نہ لو جب تک ان باہر سے آئے ہوئے قبائل کے چند نمایاں آدمی تمہارے پاس یرغمال کے طور پر نہ بھیج دیے جائیں۔'' یہ بات بنی قریظہ کے دل میں اتر گئی اور انہوں نے متحدہ محاذ کے قبائل سے یرغمال طلب کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ پھر یہ صاحب قریش اور غطفان کے سرداروں کے پاس گئے اور ان سے کہا: ''بنی قریظہ اب کچھ ڈھیلے پڑتے نظر آرہے ہیں، بعید نہیں کہ تم سے یرغمال کے طور پر کچھ آدمی مانگیں اور انہیں محمد ﷺ کے حوالے کرکے اپنا معاملہ صاف کرلیں۔ اس لیے ذرا ان کے ساتھ ہوشیاری سے معاملہ کرنا۔'' اس سے متحدہ محاذ کے لیڈر بنی قریظہ کی طرف سے کھٹک گئے اور انہوں نے قرظی سرداروں کو پیغام بھیجا کہ اس طویل محاصرے سے ہم تنگ آگئے ہیں اب فیصلہ کن لڑائی ہوجانی چاہیے، کل تم ادھر سے حملہ کرو اور ہم ادھر سے یکبارگی مسلمانوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ بنی قریظہ نے جواب کہلا بھیجا: ''آپ لوگ جب تک اپنے چند نمایاں آدمی یرغمال کے طور پر ہمارے حوالے نہ کردیں، ہم جنگ کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔'' اس جواب سے متحدہ محاذ کے لیڈروں کو یقین آگیا کہ نعیم کی بات سچی تھی، انہوں نے یرغمال دینے سے انکار کردیا اور اس سے بنی قریظہ نے سمجھ لیا کہ نعیم نے ہم کو ٹھیک مشورہ دیا تھا اس طرح یہ جنگی چال کامیاب ثابت ہوئی اور اس نے دشمنوں کے کیمپ میں پھوٹ ڈال دی۔ (تفہیم القرآن: ج ۴، الاحزاب، تاریخی پس منظر غزوۂ احزاب)

جنگ میں دھوکہ دینا جائز ہے

۴۴- اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ۔ ''جنگ میں دھوکہ دینا جائز ہے۔''

تخریج: قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: ثُمَّ اِنَّ نَعِيْمَ بْنَ مَسْعُوْدِ بْنِ عَامِرِ بْنِ اُنَيْفِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ قُنْفُذِ ابْنِ هَلَالِ بْنِ خَلَاوَةَ بْنِ اَشْجَعَ بْنِ رَيْثِ بْنِ غَطْفَانَ، اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّىْ قَدْ اَسْلَمْتُ، وَ اِنَّ قَوْمِىْ لَمْ يَعْلَمُوْا بِاِسْلَامِىْ، فَمُرْنِىْ بِمَا شِئْتَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَ اِنَّمَا اَنْتَ فِيْنَا رَجُلٌ وَاحِدٌ، فَخَذِّلْ عَنَّا اِنِ اسْتَطَعْتَ، فَاِنَّ الْحَرْبَ خُدْعَةٌ۔ الخ (۹۱)

تشریح: عربی زبان میں (خُدْعَةٌ) کے معنی ہیں ''مکر'' یعنی ظاہر کچھ کرنا اور مخفی طور پر عمل کچھ اور کرنا یا بے خبری میں کسی کو نقصان پہنچانا اور اردو زبان میں جب اِس فقرے کا مطلب ادا کیا جائے تو لامحالہ اسی مفہوم کا حامل کوئی لفظ استعمال کرنا ہوگا، آدمی کسی بات کی تشریح میں تو آزاد ہوسکتا ہے لیکن ترجمہ کرتے ہوئے اصل لفظ کا ہم معنی لفظ ہی استعمال کرنا پڑتا ہے۔

(مکاتیب سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ج ۲، مکتوب: ۹۰)

غزوہ بنی نضیر... جنگی ضرورت کے تحت درخت وغیرہ کاٹنا

۴۵– بنی نضیر کا محاصرہ کرتے وقت مسلمانوں نے آسانی کے لیے کچھ درخت کاٹے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے خود اس کا حکم دیا تھا۔ (بخاری و مسلم، مسند احمد۔ ابن جریر)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَ قَطَعَ وَ هِيَ الْبُوَيْرَةُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: (مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ) (۹۲)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کے کھجوروں کے کچھ درخت جلا دیے (جلوا دیے) اور کچھ کاٹ ڈالے (کٹوا دیے) اور یہی نخلستان بویرہ کے نام سے موسوم تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے: **(مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ)** "جو درخت تم نے کاٹ ڈالے یا ان کو جڑوں پر کھڑا رہنے دیا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا تاکہ وہ فاسق لوگوں کو ذلیل و رسوا کرے۔"

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ الزَّعْفَرَانِيُّ، نَا عَفَّانُ، نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، نَا حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ عُمْرَةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: (مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا.. قَالَ اللِّيْنَةُ: النَّخْلَةُ.. وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ)..قَالَ: اسْتَنْزَلُوْهُمْ مِنْ حُصُوْنِهِمْ، قَالَ: وَ اُمِرُوْا بِقَطْعِ النَّخْلِ فَحَكَّ فِيْ صُدُوْرِهِمْ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ: قَدْ قَطَعْنَا بَعْضًا وَ تَرَكْنَا بَعْضًا فَلَنَسْأَلَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَلْ لَّنَا فِيْمَا قَطَعْنَا مِنْ اَجْرٍ وَ هَلْ عَلَيْنَا فِيْمَا تَرَكْنَا مِنْ وِزْرٍ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا...الاية) (۹۳)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: **(مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا**...الخ) کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا (لِيْنَة) سے مراد کھجور کا درخت ہے اور (ليخزى الفاسقين) سے مراد یہودی ہیں۔ ان فاسق یہودیوں کو ان کے قلعوں سے نیچے اتر آنے کو کہا گیا اور بیان کیا کہ صحابہ کو ان کے درخت کاٹ ڈالنے کا حکم دیا گیا تو ان کے دلوں میں کھٹکا پیدا ہوا اور مسلمانوں نے آپس میں کہا کہ ہم نے کچھ درخت تو کاٹ ڈالے ہیں اور کچھ کو اسی طرح چھوڑ دیا ہے جس طرح وہ قائم تھے لہٰذا ہمیں رسول اللہ ﷺ سے ضرور دریافت کرنا چاہیے کہ کیا درختوں کو کاٹ ڈالنے میں ہمیں اجر و ثواب ملے گا اور کیا جن کو ہم نے چھوڑ دیا اس پر عذاب ہوگا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے: **(مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا)** نازل فرمائی۔

﴿۳﴾ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ رَخَصَ لَهُمْ فِیْ قَطْعِ النَّخْلِ، ثُمَّ شَدَّدَ عَلَیْهِمْ، فَاَتَوُا النَّبِیَّ ﷺ فَقَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلَیْنَا اِثْمٌ فِیْمَا قَطَعْنَا اَوْ عَلَیْنَا وِزْرٌ فِیْمَا تَرَکْنَا؟ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: (مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَةٍ اَوْ تَرَکْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤی اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (٩٤)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کھجور کے درخت کاٹنے کی رخصت و اجازت صحابہ کو دے دی گئی، پھر یہ ان پر گراں گزری تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے جو درخت کاٹ ڈالے ہیں اس پر ہمیں گناہ ہے اور جو چھوڑ دیے اس پر بھی گناہ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے: (مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَةٍ...الایة) نازل فرمائی۔

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَیْدٍ، قَالَ: ثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، قَالَ: ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِهِمْ یعنی بِبَنِی النَّضِیْرِ تَحَصَّنُوْا مِنْهُ فِی الْحُصُوْنِ، فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَطْعِ النَّخْلِ وَالتَّحْرِیْقِ فِیْهَا، فَنَادَوْا: یَا مُحَمَّدُ! قَدْ کُنْتَ تَنْهٰی عَنِ الْفَسَادِ، وَ تُعِیْبُهُ عَلٰی مَنْ صَنَعَهُ فَمَا بَالُ قَطْعِ النَّخْلِ وَ تَحْرِیْقِهَا، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: (مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَةٍ اَوْ تَرَکْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤی اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِیُخْزِیَ الْفٰسِقِیْنَ)۔ (٩٥)

ترجمہ: یزید بن ہارون نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ بنو نضیر کے ہاں فروکش ہوئے تو یہ لوگ اپنے قلعوں میں محصور ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے کھجور کے درخت کاٹنے اور جلا دینے کا فرمان جاری کیا، اس وقت یہ لوگ چیخ اٹھے کہ: اے محمد! خود تو تم فساد سے روکتے ہو اور اس کے مرتکب پر عیب چینی کرتے ہو تو اب کھجور کے درختوں کو کاٹنے اور جلانے کا کیا معاملہ ہے؟ اس وقت اللہ تعالیٰ نے (مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَةٍ...الایة) نازل فرمائی۔

تشریح: یہی روایت یزید بن رومان کی ہے (ابن جریر) بخلاف اس کے مجاہد اور قتادہ کی روایت یہ ہے کہ مسلمانوں نے بطور خود یہ درخت کاٹے تھے، پھر ان میں اس مسئلے پر اختلاف ہوا کہ یہ کام کرنا چاہیے یا نہیں، بعض اس کے جواز کے قائل ہوئے اور بعض نے اس سے منع کیا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک اس سلسلے میں نازل ہوا (جو سورۂ حشر کی آیت: ۴ میں ہے) تو دونوں کے فعل کی تصویب ہوگئی۔[1] (ابن جریر)

اس کی تائید حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت کرتی ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں اس بات پر خلش پیدا ہوئی کہ ہم میں سے بعض نے درخت کاٹے ہیں اور بعض نے نہیں کاٹے، اب رسول اللہ ﷺ سے پوچھنا چاہیے کہ ہم میں سے کس کا فعل اجر کا مستحق ہے اور کس کے فعل پر مواخذہ ہوگا۔ (نسائی)

---

(۱) فقہاء میں سے جن لوگوں نے پہلی روایت کو ترجیح دی ہے، وہ اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا اجتہاد تھا جس کی توثیق اللہ تعالیٰ نے بعد میں وحی جلی سے فرمائی اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جن معاملات میں اللہ تعالیٰ کا حکم موجود نہ ہوتا تھا ان میں حضور ﷺ اجتہاد پر عمل فرماتے تھے۔ دوسری طرف جن فقہاء نے دوسری روایت کو ترجیح دی ہے، وہ اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے دو گروہوں نے اپنے اپنے اجتہاد سے دو مختلف رائیں اختیار کی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے دونوں کی توثیق فرما دی لہٰذا اگر ایک نیک نیتی کے ساتھ اجتہاد کر کے اہل علم مختلف رائیں قائم کریں تو باوجود اس کے کہ ان کی آراء ایک دوسرے سے مختلف ہوں گی مگر اللہ کی شریعت میں وہ سب حق پر ہوں گے۔

حدیث بالا میں اس معاملہ کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمانوں نے جب محاصرہ شروع کیا تو بنی نضیر کی بستی کے اطراف میں جو نخلستان واقع تھے ان کے بہت سے درختوں کو انہوں نے کاٹ ڈالا یا جلا دیا تا کہ محاصرہ بآسانی کیا جا سکے اور جو نقل و حرکت میں حائل نہ تھے ان کو کھڑا رہنے دیا۔ اس پر مدینہ کے منافقین اور بنی قریظہ اور خود بنی نضیر نے شور مچا دیا کہ محمد ﷺ تو فساد فی الارض سے منع کرتے ہیں مگر یہ دیکھ لو، ہرے بھرے پھل دار درخت کاٹے جا رہے ہیں، یہ آخر فساد فی الارض نہیں تو کیا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ تم لوگوں نے جو درخت کاٹے اور جن کو کھڑا رہنے دیا، ان میں سے کوئی فعل بھی ناجائز نہیں ہے بلکہ دونوں کو اللہ کا اذن حاصل ہے۔ اس سے یہ شرعی مسئلہ نکلتا ہے کہ جنگی ضروریات کے لیے جو تخریبی کارروائی ناگزیر ہو وہ فساد فی الارض کی تعریف میں نہیں آتی بلکہ فساد فی الارض یہ ہے کہ کسی فوج پر جنگ کا بھوت سوار ہو جائے اور وہ دشمن کے ملک میں گھس کر کھیت، مویشی، باغات، عمارات ہر چیز کو خواہ مخواہ تباہ و برباد کرتی پھرے۔ اس معاملہ میں عام حکم تو وہی ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فوجوں کو شام کی طرف روانہ کرتے وقت دیا تھا کہ پھلدار درختوں کو نہ کاٹنا، فصلوں کو خراب نہ کرنا اور بستیوں کو ویران نہ کرنا، یہ قرآن مجید کی اس تعلیم کے عین مطابق تھا کہ اس نے مفسد انسانوں کی مذمت کرتے ہوئے اُن کے اس فعل پر زجر و توبیخ کی ہے کہ ”جب وہ اقتدار پا لیتے ہیں تو فصلوں اور نسلوں کو تباہ کرتے پھرتے ہیں۔“ (البقرہ:۲۰۵) لیکن جنگی ضروریات کے لیے خاص حکم یہ ہے کہ اگر دشمن کے خلاف لڑائی کو کامیاب کرنے کی خاطر کوئی تخریب ناگزیر ہو تو وہ کی جا سکتی ہے، چناں چہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے یہ وضاحت فرمادی ہے کہ **(قطعوا منها ما كان موضعاً للقتال)** ”مسلمانوں نے بنی نضیر کے درختوں میں سے صرف وہ درخت کاٹے تھے جو جنگ کے مقام پر واقع تھے۔“ (تفسیر نیشاپوری) فقہائے اسلام میں سے بعض نے معاملہ کے اس پہلو کو نظر انداز کر کے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ بنی نضیر کے درخت کاٹنے کا جواز صرف اسی واقعہ کی حد تک مخصوص تھا، اس سے یہ عام جواز نہیں نکلتا کہ جب کبھی جنگی ضروریات داعی ہوں دشمن کے درختوں کو کاٹا اور جلایا جا سکے۔ امام اوزاعی، لیث اور ابوثور اسی طرف گئے ہیں لیکن جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ اہم جنگی ضروریات کے لیے ایسا کرنا جائز ہے، البتہ محض تخریب و غارت گری کے لیے یہ فعل جائز نہیں۔ (تفہیم القرآن، ج ۵، الحشر، حاشیہ:۹)

بنو قریظہ

آپؐ کا اعلان

۴۶۔ (خندق سے پلٹ کر جب حضور ﷺ گھر پہنچے تو ظہر کے وقت جبریل علیہ السلام نے آکر حکم سنایا کہ ابھی ہتھیار نہ کھولے جائیں، بنی قریظہ کا معاملہ باقی ہے، ان سے بھی اسی وقت نمٹ لینا چاہیے، یہ حکم پاتے ہی حضور ﷺ نے فوراً اعلان فرمایا کہ):

”جو کوئی سمع و طاعت پر قائم ہو وہ عصر کی نماز اس وقت تک نہ پڑھے جب تک دیار قریظہ پر نہ پہنچ جائے۔“

تخریج:〈۱〉 **فَلَمَّا كَانَتِ الظُّهرُ اَتٰى جِبرِيلُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا حَدَّثَنَا ابنُ حُمَيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بنُ اِسحَاقَ عَنِ ابنِ شِهَابِ الزُّهرِيِّ مُعتَجِرًا بِعِمَامَةٍ مِنِ استَبرَقٍ عَلٰى بَغلَةٍ عَلَيهَا رِحَالَةٌ عَلَيهَا قَطِيفَةٌ مِن دِيبَاجٍ فَقَالَ: اَقَد وَضَعتَ السِّلَاحَ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَعَم، قَالَ جِبرِيلُ: مَا وَضَعَتِ المَلَائِكَةُ السِّلَاحَ وَمَا رَجَعتِ**

اَلْاٰنَ اِلَّا مَنْ طَلَبَ الْقَوْمَ، اِنَّ اللّٰهَ یَأْمُرُکَ یَا مُحَمَّدُ بِالسَّیْرِ اِلٰی بَنِیْ قُرَیْظَةَ وَ اَنَا عَامِدٌ اِلٰی بَنِیْ قُرَیْظَةَ، فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُنَادِیًا، فَاَذَّنَ فِی النَّاسِ: اِنَّ مَنْ کَانَ سَامِعًا مُطِیْعًا، فَلَا یُصَلِّیَنَّ الْعَصْرَ اِلَّا فِیْ بَنِیْ قُرَیْظَةَ... الخ۔ (۹۶)

ترجمہ: جب ظہر کا وقت ہوا، جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، سر پر اطلس و دیبا کی پگڑی تھی، اپنے خچر پر سوار تھے، جس پر ریشمی پالان تھا۔ عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہتھیار اتار دیے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جبریل علیہ السلام نے کہا: ملائکہ نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے اور نہ واپس ہی ہوئے، ابھی ان لوگوں کے تعاقب کی ضرورت ہے، اے محمد! اللہ تعالیٰ بنو قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیتا ہے اور میں خود بنی قریظہ کی طرف جا رہا ہوں، پس رسول اللہ ﷺ نے اعلان کرنے والے کو فرمایا کہ وہ لوگوں میں اعلان کر دے کہ جو شخص سمع و طاعت پر قائم ہے اسے عصر کی نماز بنو قریظہ میں جا کر پڑھنی چاہیے۔

〈۲〉 حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا رَجَعَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْخَنْدَقِ، وَ وَضَعَ السِّلَاحَ، وَاغْتَسَلَ، اَتَاهُ جِبْرِیْلُ، فَقَالَ: قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ! مَا وَضَعْنَاهُ، اُخْرُجْ اِلَیْهِمْ، قَالَ: فَاِلٰی اَیْنَ؟ قَالَ: هٰهُنَا، وَ اَشَارَ اِلٰی بَنِیْ قُرَیْظَةَ، فَخَرَجَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَیْهِمْ۔ (۹۷)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ خندق سے واپس تشریف لائے، ہتھیار اتارے اور غسل فرمایا تو حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا: آپ نے ہتھیار کھول دیے ہیں؟ مگر ہم فرشتوں نے واللہ ہنوز ہتھیار نہیں اتارے، ان کی جانب نکلیں، آپ نے دریافت کیا: کن کی جانب؟ جبریل علیہ السلام نے اشارہ سے کہا: بنی قریظہ کی طرف، پس بنی قریظہ کی طرف تشریف لے گئے۔

〈۳〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَیْرِیَةُ بْنُ اَسْمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمَ الْاَحْزَابِ: لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدٌ الْعَصْرَ اِلَّا فِیْ بَنِیْ قُرَیْظَةَ، فَاَدْرَکَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِی الطَّرِیْقِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّیْ حَتّٰی نَأْتِیَهَا، وَ قَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ نُصَلِّیْ لَمْ یُرِدْ مِنَّا ذٰلِکَ. فَذُکِرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمْ یُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ۔ (۹۸)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے غزوۂ خندق کے روز اعلان فرمایا کہ کوئی بھی عصر کی نماز اس وقت تک نہ پڑھے جب تک وہ دیار بنی قریظہ پر نہ پہنچ جائے، کچھ لوگ ایسے تھے کہ انہوں نے نماز عصر کا وقت راستہ ہی میں پالیا (اب دو گروہ ہو گئے) ایک گروہ کے لوگوں نے کہا: ہم جب تک دیار بنی قریظہ پر پہنچ نہیں جاتے نماز عصر نہیں پڑھیں گے اور دوسرے گروہ کے لوگ بولے، ہم تو پڑھیں گے آپ کے ارشاد کا یہ مطلب نہیں تھا (کہ وقت ہو جائے تب بھی نماز نہ پڑھو!) اس کا ذکر نبی ﷺ کے پاس کیا گیا تو آپ نے ان میں سے کسی کو عتاب کیا نہ سرزنش کی۔

﴿۴﴾ فَلَمَّا كَانَتِ الظُّهْرُ، اَتٰى جِبْرِيْلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ...فَقَالَ: اَوَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ جِبْرِيْلُ: فَمَا وَضَعَتِ الْمَلَائِكَةُ السِّلَاحَ بَعْدُ، وَمَا رَجَعْتِ الْآنَ اِلَّا مِنْ طَلَبِ الْقَوْمِ، اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَأْمُرُكَ يَا مُحَمَّدُ بِالْمَسِيْرِ اِلٰى بَنِىْ قُرَيْظَةَ، فَاِنِّىْ عَامِدٌ اِلَيْهِمْ فَمُزَلْزِلٌ بِهِمْ۔ (۹۹)

ترجمہ: جب ظہر کا وقت ہوگیا تو حضرت جبریل علیہ السلام (ریشمی عمامہ باندھے، ایک خچر پر سوار ہوکر جس پر زین تھا اور زین پر ریشمی کپڑا پڑا ہوا تھا) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور دریافت کیا: ''اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے ہتھیار اتار دیے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''جی ہاں!'' جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ ''ملائکہ نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے اور نہ ہی اس وقت تک واپس جائیں گے جب تک لوگوں کی تلاش وتعاقب جاری ہے، اے محمد! اللہ تعالیٰ بنوقریظہ کی جانب پیش قدمی کا حکم دیتا ہے، میں خود ان کی طرف جارہا ہوں کہ ان کے عزائم وارادوں میں زلزلہ ڈال دوں۔''

سیرت ابن ہشام نے مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ہے:

﴿۵﴾ قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: وَ تَلَاحَقَ بِهٖ النَّاسُ، فَاَتٰى رِجَالٌ مِنْهُمْ مِنْ بَعْدِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ، وَلَمْ يُصَلُّوا الْعَصْرَ، لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: لَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدٌ الْعَصْرَ اِلَّا بِبَنِىْ قُرَيْظَةَ، فَشَغَلَهُمْ مَالَمْ يَكُنْ مِنْهُ بُدٌّ فِىْ حَرْبِهِمْ، وَ اَبَوْا اَنْ يُّصَلُّوْا لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تَاْتُوْا بَنِىْ قُرَيْظَةَ فَصَلُّوا الْعَصْرَ بِهَا بَعْدَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ، فَمَا عَابَهُمُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ فِىْ كِتَابِهٖ وَلَا عَنَّفَهُمْ بِهٖ رَسُوْلُ ﷺ۔ (۱۰۰)

ترجمہ: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اب مسلمان بھی جا کر رسول اللہ ﷺ سے مل گئے، اور ان میں سے کچھ نماز عشاء کے بعد پہنچے اور انہوں نے نماز عصر ادا نہ کی اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمادیا تھا کہ کوئی شخص اس وقت تک نماز عصر نہ پڑھے جب تک کہ وہ دیار بنی قریظہ پر نہ پہنچ جائے۔ انہوں نے نماز عصر نہ پڑھی وجہ یہ تھی کہ جنگی ضرورت کے پیش نظر کسی ناگزیر مشغولیت کی وجہ سے ایسا نہ کرسکے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی وجہ سے کہ دیار بنی قریظہ میں پہنچنے سے پہلے نماز عصر نہ پڑھیں، نماز عصر نہیں پڑھی۔ بنوقریظہ میں پہنچ کر نماز عشاء کے بعد نماز عصر پڑھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں ان کی مذمت نہیں فرمائی اور نہ رسول اللہ ﷺ نے سرزنش فرمائی۔

﴿۶﴾ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِىَّ يَقُوْلُ: نَزَلَ اَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَاَرْسَلَ النَّبِىُّ ﷺ اِلٰى سَعْدٍ، فَاَتٰى عَلٰى حِمَارٍ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَ: لِلْاَنْصَارِ: قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ اَوْ اَخَيْرِكُمْ، فَقَالَ: هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ،

فَقَالَ: تُقْتَلُ مُقَاتِلَتُهُمْ، وَ تُسْبٰی ذَرَارِیُّهُمْ، قَالَ: قَضَیْتَ بِحُکْمِ اللّٰهِ وَ رُبَّمَا قَالَ: بِحُکْمِ الْمَلِکِ۔ (۱۰۱)

ترجمہ: ابوامامہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو میں نے بیان کرتے ہوئے سنا، اہل قریظہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر، اپنی گڑھیوں سے نیچے اترے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا، وہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر حاضر خدمت ہوئے۔ جب آپ مسجد کے قریب پہنچے تو آپ نے انصار سے فرمایا اپنے سردار یا فرمایا اپنے بہترین آدمی کے استقبال کے لیے اُٹھو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ لوگ (بنوقریظہ) آپ کے حکم پر نیچے اترے ہیں (اب ان کے بارے میں فیصلہ کریں) تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ ان کے قابل جنگ مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا جائے۔ (غلام بنا لیا جائے) اس فیصلہ پر آپ نے فرمایا: معاذ! تم نے حکم الٰہی کے عین مطابق فیصلہ کیا ہے اور راوی کا بیان یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا: تو نے فیصلہ بادشاہ کے حکم کے مطابق کیا ہے۔

﴿۷﴾ حَدَّثَنَا زَکَرِیَّا بْنُ یَحْیٰی، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَیْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اُصِیْبَ سَعْدٌ یَوْمَ الْخَنْدَقِ، رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَیْشٍ یُقَالُ لَهٗ حِبَّانُ ابْنُ الْعَرِقَةِ، رَمَاهُ فِی الْاَکْحَلِ، فَضَرَبَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم خَیْمَةً فِی الْمَسْجِدِ لِیَعُوْدَهٗ مِنْ قَرِیْبٍ، فَلَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلَاحَ، وَاغْتَسَلَ فَاَتَاهُ جِبْرِیْلُ وَ هُوَ یَنْفُضُ رَأْسَهٗ مِنَ الْغُبَارِ، فَقَالَ: قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ! مَا وَضَعْتُهٗ اُخْرُجْ اِلَیْهِمْ، قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَیْنَ؟ فَاَشَارَ اِلٰی بَنِیْ قُرَیْظَةَ، فَاَتَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَنَزَلُوْا عَلٰی حُکْمِهٖ، فَرَدَّ الْحُکْمُ اِلٰی سَعْدٍ، قَالَ: فَاِنِّیْ اَحْکُمُ فِیْهِمْ اَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَ اَنْ تُسْبَی النِّسَآءُ وَالذُّرِّیَّةُ، وَ اَنْ تُقْسَمَ اَمْوَالُهُمْ... الخ (۱۰۲)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انہوں نے بیان فرمایا کہ غزوۂ خندق کے روز حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو تیر کا زخم لگا، یہ تیر قریش کے ایک حبان بن عرقہ نامی شخص نے مارا تھا۔ تیر اس نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بازو کی رگ میں پیوست کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگوا دیا تا کہ آپ قریب سے ان کی عیادت و تیمارداری کر سکیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے واپس تشریف لائے، ہتھیار اتار دیے اور غسل فرما لیا تو اسی اثنا میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے۔ اپنے سر سے گرد و غبار جھاڑتے ہوئے عرض کیا: آپ نے ہتھیار اتار دیے ہیں مگر اللہ گواہ ہے میں نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے، ان کی طرف چلیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کدھر؟ تو جبریل علیہ السلام نے بنوقریظہ کی جانب اشارہ فرمایا کہ ان کی طرف۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے، پس بنوقریظہ آپ کے حکم پر نیچے اترے مگر آپ نے اذن و حکم کو حضرت سعد کی طرف لوٹا دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ میں ان کے بارے میں یہ فیصلہ دیتا ہوں کہ ان کے قابل جنگ مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو لونڈیاں اور غلام بنا لیا جائے اور ان کے اموال بطور مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیے جائیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دستہ کی مقدمۃ الجیش کے طور پر روانگی

یہ اعلان کرنے کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک دستے کے ساتھ مقدمۃ الجیش کے طور پر بنی قریظہ کی طرف روانہ کر دیا، وہ جب وہاں پہنچے تو یہودیوں نے کوٹھوں پر چڑھ کر نبی ﷺ اور مسلمانوں پر گالیوں کی بوچھاڑ کر دی لیکن یہ بدزبانی ان کو اس جرم عظیم کے خمیازے سے کیسے بچا سکتی تھی کہ انہوں نے عین لڑائی کے وقت معاہدہ توڑ ڈالا اور حملہ آوروں سے مل کر مدینہ کی پوری آبادی کو ہلاکت کے خطرے میں مبتلا کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دستے کو دیکھ کر وہ سمجھے تھے کہ یہ محض دھمکانے آئے ہیں۔ لیکن جب حضور ﷺ کی قیادت میں پورا اسلامی لشکر وہاں پہنچ گیا اور ان کی بستی کا محاصرہ کر لیا گیا تو ان کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔

محاصرہ اور اس کی تفصیل

محاصرے کی شدت کو وہ تین ہفتوں سے زیادہ برداشت نہ کر سکے اور آخر کار انہوں نے اس شرط پر اپنے آپ کو نبی ﷺ کے حوالے کر دیا کہ قبیلۂ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ ان کے حق میں جو فیصلہ بھی کر دیں گے اسے فریقین مان لیں گے۔ انہوں نے حضرت سعد کو اس امید پر حکم بنایا تھا کہ زمانۂ جاہلیت میں اَوس اور بنی قریظہ کے درمیان جو حلیفانہ تعلقات مدتوں سے چلے آ رہے تھے وہ ان کا لحاظ کریں گے اور انہیں بھی اسی طرح مدینے سے نکل جانے دیں گے جس طرح پہلے بنی قینقاع اور بنی نضیر کو نکل جانے دیا گیا تھا۔ خود قبیلۂ اَوس کے لوگ بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے تقاضا کر رہے تھے کہ اپنے حلیفوں کے ساتھ نرمی برتیں لیکن حضرت سعد رضی اللہ عنہ ابھی ابھی دیکھ چکے تھے کہ پہلے جن دو یہودی قبیلوں کو مدینہ سے نکل جانے کا موقع دیا گیا تھا وہ کس طرح سارے گرد و پیش کے قبائل کو بھڑکا کر مدینے پر دس بارہ ہزار کا لشکر چڑھا لائے تھے اور یہ معاملہ بھی ان کے سامنے تھا کہ اس آخری یہودی قبیلے نے عین بیرونی حملے کے موقع پر بدعہدی کر کے اہل مدینہ کو تباہ کر دینے کا کیا سامان کیا تھا۔ اس لیے انہوں نے فیصلہ دیا کہ بنی قریظہ کے تمام مرد قتل کر دیے جائیں، عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے اور ان کی تمام املاک مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائیں۔ اس فیصلے پر عمل کیا گیا اور جب بنی قریظہ کی گڑھیوں میں مسلمان داخل ہوئے تو انہیں پتہ چلا کہ جنگ احزاب میں حصہ لینے کے لیے ان غداروں نے ۱۵ سو تلواریں، تین سو زرہیں، دو ہزار نیزے اور ۱۵ سو ڈھالیں فراہم کی تھیں، اگر اللہ تعالیٰ کی تائید مسلمانوں کے شامل حال نہ ہوتی تو یہ سارا جنگی سامان عین اس وقت مدینہ پر عقب سے حملہ کرنے کے لیے استعمال ہوتا جب کہ مشرکین یکبارگی خندق پار کر کے ٹوٹ پڑنے کی تیاریاں کر رہے تھے، اس انکشاف کے بعد تو اس امر میں شک کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہ رہی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے معاملے میں جو فیصلہ دیا وہ بالکل حق تھا۔ (تفہیم القرآن، ج ۴، الاحزاب، تاریخی پس منظر غزوۂ بنی قریظہ)

غزوۂ بنی المصطلق ...(حالات و واقعات)

۴۷- فَكَيْفَ يَا عُمَرُ اِذَا تَحَدَّثَ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّداً يَقْتُلُ اَصْحَابَهُ.

(حضور ﷺ نے فرمایا:) ”عمر دنیا کیا کہے گی کہ محمد ﷺ خود اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کر رہا ہے۔“

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ،

قَالَ: كُنَّا فِيْ غَزَاةٍ، قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فِيْ جَيْشٍ، فَكَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ: يَا لَلْاَنْصَارِ! وَ قَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ! فَسَمِعَ ذَاكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَا بَالُ دَعْوٰى جَاهِلِيَّةٍ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَقَالَ: دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ، فَسَمِعَ بِذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ، فَقَالَ: فَعَلُوْهَا، اَمَا وَاللّٰهِ! لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَامَ عُمَرُ: دَعْنِيْ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ اَصْحَابَهٗ. وَ كَانَتِ الْاَنْصَارُ اَكْثَرَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ ثُمَّ اِنَّ الْمُهَاجِرِيْنَ كَثُرُوْا بَعْدُ۔ (۱۰۳)

ترجمہ: عمرو کا بیان ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ ہم ایک غزوہ میں تھے۔سفیان نے کبھی غزوہ کے بجائے جیش کا لفظ بیان کیا ہے، جس کے معنی لشکر کے ہیں، ایک مہاجر نے کسی انصاری کو لات رسید کر دی تو اس انصاری نے انصار کو اپنی مدد کے لیے پکارا اور مہاجر نے مہاجرین کو مدد کے لیے پکارا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے سن لیا تو فرمایا کہ یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو لات رسید کر دی ہے۔ آپ نے فرمایا: جاہلیت کی اس پکار کو چھوڑ دو، یہ گندی چیز ہے۔عبداللہ بن ابی نے بھی اسے سن لیا تو کہنے لگا: ''ان مہاجرین نے ایسا کیا ہے، اللہ کی قسم! اگر ہم مدینہ واپس لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلیل کو نکال باہر کرے گا۔'' یہ بات نبی ﷺ کو پہنچ گئی اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ! مجھے اجازت ہو تو میں اس منافق کی گردن اڑا دوں؟'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو، لوگ کہیں کہ محمد اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کر رہا ہے۔مہاجرین جب مدینہ منورہ میں آئے تھے، اس وقت انصار کی تعداد زیادہ تھی۔ پھر بعد میں مہاجرین کی تعداد بڑھ گئی۔

امام بخاری نے ایک دوسرے مقام پر مندرجہ ذیل روایت بھی ذکر کی ہے:

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: كُنَّا فِيْ غَزَاةٍ، فَكَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ: يَا لَلْاَنْصَارِ، فَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ! فَسَمِعَهَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ﷺ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقَالُوْا: كَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ: يَا لَلْاَنْصَارِ! وَ قَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ، قَالَ جَابِرٌ: وَ كَانَتِ الْاَنْصَارُ حِيْنَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ اَكْثَرَ، ثُمَّ كَثُرَ الْمُهَاجِرُوْنَ بَعْدُ۔ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ: اَوَ قَدْ فَعَلُوْا؟ وَاللّٰهِ! لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ

مِنهَا الْاَذَلَّ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: دَعْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ، قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم دَعْهُ، لَا یُحَدِّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا یَقْتُلُ اَصْحَابَهٗ۔ (۱۰۴)

ترجمہ: عمرو بن دینار سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو بیان کرتے سنا کہ ہم ایک غزوہ میں تھے، ایک مہاجر نے کسی انصاری کی پیٹھ پر لات رسید کر دی۔ انصاری نے انصار کو اپنی مدد کے لیے آواز دی اور مہاجر نے مہاجرین کو پکارا کہ وہ اس کی مدد کے لیے آئیں۔ یہ پکار اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سن لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا: ''ایک مہاجر نے ایک انصاری کی پیٹھ پر لات رسید کر دی تو اس پر انصاری نے انصار کو اور مہاجر نے مہاجرین کو اپنی اپنی مدد کے لیے پکارا۔'' یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا: ''چھوڑو اس پکار کو یہ تو گھناؤنی اور گندی پکار ہے۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب نبی ﷺ مدینہ میں رونق افروز ہوئے تھے تو اس وقت انصار تعداد میں زیادہ تھے مگر بعد میں مہاجرین کی تعداد بڑھ گئی۔ اس موقع پر عبداللہ بن اُبی پکار اُٹھا: ''کیا ان مہاجرین نے ایسا کیا ہے؟'' اللہ کی قسم! اگر اب ہم مدینہ کی جانب واپس لوٹ گئے تو صاحب عزت آدمی ذلیل آدمی کو نکال باہر کر دے گا۔'' اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے! میں اس منافق کی گردن تن سے جدا کر دوں۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''چھوڑو اسے لوگ باتیں بنائیں گے کہ محمد اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کر رہا ہے۔''

تشریح: شعبان ۶ ھ نبی ﷺ کو اطلاع ملی کہ بنو المصطلق کے لوگ مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں اور دوسرے قبائل کو بھی جمع کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ اطلاع پاتے ہی آپ ایک لشکر لے کر ان کی طرف روانہ ہو گئے تاکہ فتنے کے سر اُٹھانے سے پہلے ہی اسے کچل دیا جائے۔ اس مہم میں عبداللہ بن ابی بھی منافقوں کی ایک بڑی تعداد لے کر آپ کے ساتھ ہو گیا۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ اس سے پہلے کسی جنگ میں منافقین اس کثرت سے شامل نہ ہوئے تھے، مریسیع کے مقام پر آں حضرت ﷺ نے اچانک دشمن کو جا لیا اور تھوڑی سی زد و خورد کے بعد پورے قبیلے کو مال و اسباب سمیت گرفتار کر لیا۔ اس مہم سے فارغ ہو کر ابھی مریسیع ہی پر لشکر اسلام پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک ملازم (جہجاہ بن مسعود غفاری) اور قبیلۂ خزرج کے ایک حلیف (سنان بن وبر الجہنی) کے درمیان پانی پر جھگڑا ہو گیا۔ ایک نے انصار کو پکارا، دوسرے نے مہاجرین کو آواز دی، لوگ دونوں طرف سے جمع ہو گئے اور معاملہ رفع دفع کر دیا گیا لیکن عبداللہ بن ابی نے جو انصار کے قبیلۂ خزرج سے تعلق رکھتا تھا، بات کا بتنگڑ بنا دیا، اس نے انصار کو یہ کہہ کہہ کر بھڑکانا شروع کیا:

''یہ مہاجرین ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں اور ہمارے حریف بن بیٹھے ہیں، ہماری اور ان قریشی کنگلوں کی مثال ایسی ہے کہ کتے پال تاکہ تجھی کو بھنبھوڑ کھائے، یہ سب کچھ تمہارا اپنا کیا دھرا ہے، تم لوگوں نے خود ہی انہیں اپنے ہاں لا کر بسایا ہے اور ان کو اپنے مال و جائداد میں حصہ دار بنایا ہے۔ آج اگر تم ان سے ہاتھ کھینچ لو تو یہ چلتے پھرتے نظر آئیں۔''

پھر اس نے قسم کھا کر کہا:

''مدینے واپس پہنچنے کے بعد جو ہم میں سے عزت والا ہے وہ ذلیل لوگوں کو نکال باہر کر دے گا۔''

اس کی ان باتوں کی اطلاع جب نبی ﷺ کو پہنچی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ اس شخص کو قتل کرا دیا جائے مگر

حضور ﷺ نے اس پر مندرجہ بالا حدیث کے الفاظ فرمائے۔ پھر آپ نے فوراً اس مقام سے کوچ کا حکم دے دیا اور دوسرے دن دوپہر تک کسی جگہ پڑاؤ نہ کیا تا کہ لوگ خوب تھک جائیں اور کسی کو بیٹھ کر چہ می گوئیاں کرنے اور سننے کی مہلت نہ ملے۔

راستے میں اُسید بن حضیر نے عرض کیا: ''یا نبی اللہ! آج آپ نے اپنے معمول کے خلاف ناوقت کوچ کا حکم دے دیا؟''

آپ نے جواب دیا: ''تم نے سنا نہیں کہ تمہارے صاحب نے کیا باتیں کی ہیں؟''

انہوں نے پوچھا: ''کون صاحب؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''عبداللہ بن ابی۔''

انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! اس شخص سے رعایت فرمایے، آپ جب مدینے تشریف لائے تھے تو ہم لوگ اسے اپنا بادشاہ بنانے کا فیصلہ کر چکے تھے اور اس کے لیے تاج تیار ہو رہا تھا، آپ کی آمد سے اس کا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا، اسی کی جلن وہ نکال رہا ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج ۳، النور، تاریخی پس منظر)

رئیس المنافقین کی گھناؤنی سازش

۴۸— (واقعۂ حدیث) مندرجہ ذیل واقعہ کو بخاری، مسلم، احمد، نسائی، ترمذی، بیہقی، طبرانی، ابن مردویہ، عبدالرزاق، ابن جریر طبری، ابن سعد اور محمد بن اسحاق نے بکثرت سندوں سے نقل کیا ہے۔ بعض روایات میں اُس مہم کا نام نہیں دیا گیا جس میں یہ پیش آیا تھا اور بعض میں اسے غزوہ تبوک کا واقعہ بیان کیا گیا ہے مگر مغازی اور سیر کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ یہ واقعہ غزوہ بنی المصطلق کے موقع پر پیش آیا تھا۔ صورت واقعہ تمام روایات کو جمع کرنے سے یہ معلوم ہوتی ہے:)

بنی المصطلق کو شکست دینے کے بعد ابھی لشکر اسلام اس بستی میں ٹھہرا ہوا تھا جو مریسیع نامی کنویں پر آباد تھی کہ یکایک پانی پر دو صاحبوں کا جھگڑا ہو گیا۔ ان میں سے ایک کا نام جہجاہ بن مسعود غفاری تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ملازم تھے اور اُن کا گھوڑا سنبھالنے کی خدمت انجام دیتے تھے اور دوسرے صاحب سنان بن وَبر الجہنی[1] تھے، جن کا قبیلہ خزرج کے ایک قبیلے کا حلیف تھا۔ زبانی ترش کلامی سے گزر کر نوبت ہاتھا پائی تک پہنچی اور جہجاہ نے سنان کے ایک لات رسید کر دی، جسے اپنی قدیم روایات کی بنا پر انصار سخت توہین و تذلیل سمجھتے تھے۔ اس پر سنان نے انصار کو مدد کے لیے پکارا اور جہجاہ نے مہاجرین کو آواز دی۔ ابن ابی نے اس جھگڑے کی خبر سنتے ہی اَوس اور خزرج کے لوگوں کو بھڑکانا اور چیخنا شروع کر دیا کہ دوڑو اور اپنے حلیف کی مدد کرو۔ اُدھر سے کچھ مہاجرین بھی نکل آئے قریب تھا کہ بات بڑھ جاتی اور اسی جگہ انصار و مہاجرین آپس میں لڑ پڑتے جہاں ابھی ابھی وہ مل کر ایک دشمن قبیلے سے لڑے تھے اور اسے شکست دے کر ابھی اسی کے علاقے میں ٹھہرے ہوئے تھے لیکن یہ شور سن کر رسول اللہ ﷺ نکل آئے اور آپ نے فرمایا: **(ما بال دعوى الجاهلية؟ مالكم ولدعوة الجاهلية؟ دعوها فانها منتنة)** ''یہ جاہلیت کی پکار کیسی؟ تم لوگ کہاں اور یہ جاہلیت کی پکار کہاں؟ اسے چھوڑ دو؟ یہ بڑی گندی چیز ہے۔'' اس پر دونوں طرف کے صالح لوگوں نے آگے بڑھ کر معاملہ رفع دفع کرا دیا اور سنان نے جہجاہ کو معاف کر کے صلح کر لی۔

اس کے بعد ہر وہ شخص جس کے دل میں نفاق تھا عبداللہ بن ابی کے پاس پہنچا اور ان لوگوں نے جمع ہو کر اس سے

---

(۱) دونوں اصحاب کے نام مختلف روایات میں مختلف بیان کیے گئے ہیں۔ ہم نے یہ نام ابن ہشام کی روایت سے لیے ہیں۔

کہا: ''اب تک تو تم سے امیدیں وابستہ تھیں اور تم مدافعت کر رہے تھے مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ تم ہمارے مقابلے میں ان کنگلوں کے مددگار بن گئے ہو۔''

ابن ابی پہلے ہی کھول رہا تھا، ان باتوں سے وہ اور بھی زیادہ بھڑک اُٹھا کہنے لگا: ''یہ سب کچھ تمہارا اپنا ہی کیا دھرا ہے، تم نے ان لوگوں کو اپنے ملک میں جگہ دی، ان پر اپنے مال تقسیم کیے، یہاں تک کہ اب یہ پھل پھول کر خود ہمارے ہی حریف بن گئے اور ہماری اور ان قریش کے کنگلوں (یا اصحاب محمد) کی حالت پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ اپنے کتے کو کھلا پلا کر موٹا کرتا کہ تجھی کو پھاڑ کھائے، تم لوگ ان سے ہاتھ روک لو تو یہ چلتے پھرتے نظر آئیں، خدا کی قسم! مدینے واپس پہنچ کر ہم میں سے جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو نکال دے گا۔''

مجلس میں اتفاق سے حضرت زید بن ارقم بھی موجود تھے جو اس وقت ایک کم عمر لڑکے تھے، انہوں نے یہ باتیں سن کر اپنے چچا سے ان کا ذکر کیا اور ان کے چچا نے جو انصار کے رئیسوں میں سے تھے جا کر حضور ﷺ کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کر دیا۔ حضور ﷺ نے زید کو بلا کر دریافت کیا تو انہوں نے جو کچھ سنا تھا من و عن دہرا دیا۔[۱] حضور ﷺ نے فرمایا: ''شاید تم ابن ابی سے ناراض ہو، ممکن ہے تم سے سننے میں کچھ غلطی ہوگئی ہو ممکن ہے تمہیں شبہ ہو گیا ہو کہ ابن ابی یہ کہہ رہا ہے۔'' مگر زیدؓ نے عرض کیا: ''نہیں، حضور! اللہ کی قسم! میں نے اس کو یہ باتیں کہتے سنا ہے۔''

اس پر حضور ﷺ نے ابن ابی کو بلا کر پوچھا تو وہ صاف مکر گیا اور قسمیں کھانے لگا کہ میں نے یہ باتیں ہرگز نہیں کہیں۔ انصار کے لوگوں نے بھی کہا: ''حضور ﷺ! لڑکے کی بات ہے، شاید اسے وہم ہو گیا ہو، یہ ہمارا شیخ اور بزرگ ہے، اس کے مقابلے میں ایک لڑکے کی بات کا اعتبار نہ فرمایئے۔''

قبیلے کے بڑے بوڑھوں نے زید کو بھی ملامت کی اور وہ بیچارے رنجیدہ ہو کر اپنی جگہ بیٹھ رہے، مگر حضور ﷺ زید رضی اللہ عنہ کو بھی جانتے تھے اور عبداللہ بن ابی کو بھی، اس لیے آپ سمجھ گئے کہ اصل بات کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے آ کر عرض کیا: ''مجھے اجازت دیجیے کہ اس منافق کی گردن اُڑا دوں یا اگر مجھے یہ اجازت دینا مناسب خیال نہیں فرماتے تو خود انصار ہی میں سے معاذ بن جبل یا عباد بن بشر یا سعد بن معاذ یا محمد بن مسلمہ کو حکم دیجیے[۲] کہ وہ اسے قتل کر دیں۔''

مگر حضور ﷺ نے فرمایا: ''ایسا نہ کرو، لوگ کہیں گے کہ محمد اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کر رہا ہے۔''

اس کے بعد آپ نے فوراً ہی کوچ کا حکم دے دیا، حالاں کہ حضور ﷺ کے معمول کے لحاظ سے وہ کوچ کا وقت نہ تھا، مسلسل ۳۰ گھنٹے چلتے رہے، یہاں تک کہ لوگ تھک کر چور ہو گئے۔ پھر آپ نے ایک جگہ پڑاؤ کیا اور تھکے ہوئے لوگ

---

(۱) فقہاء نے اس سے یہ حکم اخذ کیا ہے کہ ایک شخص کی بری بات دوسرے شخص تک پہنچانا اگر کسی دینی اخلاقی یا ملی مصلحت کے لیے ہو تو یہ چغلی کی تعریف میں نہیں آتا۔ شریعت میں جس چغل خوری کو حرام کیا گیا ہے وہ فساد کی غرض سے اور لوگوں کو آپس میں لڑانے کے لیے چغلی کھانا ہے۔

(۲) مختلف روایات میں مختلف انصاری بزرگوں کے نام آئے ہیں جن کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تھا کہ آپ ان میں سے کسی شخص سے یہ خدمت لے لیں، اگر مجھ سے اس لیے یہ کام لینا مناسب خیال نہیں فرماتے کہ میں مہاجر ہوں، میرے ہاتھوں اس کے مارے جانے سے فتنے بھڑک اُٹھنے کا امکان ہے۔

زمین پر کمر ٹکاتے ہی سو گئے۔ یہ آپ ﷺ نے اس لیے کیا کہ جو کچھ مریسیع کے کنویں پر پیش آیا تھا، اس کے اثرات لوگوں کے ذہنوں سے محو ہو جائیں۔

راستے میں انصار کے ایک سردار اُسید بن حضیر آپ سے ملے اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ! آج آپ نے ایسے وقت کوچ کا حکم دیا جو سفر کے لیے موزوں نہ تھا اور آپ کبھی ایسے وقت میں سفر کا آغاز نہیں فرمایا کرتے تھے؟''

حضور ﷺ نے فرمایا: ''تم نے سنا نہیں کہ تمہارے ان صاحب نے کیا گوہر افشانی کی ہے؟''

انہوں نے پوچھا: ''کون صاحب؟''

آپ نے فرمایا: ''عبداللہ بن اُبی''

انہوں نے پوچھا: ''اس نے کیا کہا؟''

فرمایا: ''اس نے کہا ہے کہ مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلیل کو نکال باہر کرے گا۔''

انہوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! خدا کی قسم! عزت والے تو آپ ہیں اور ذلیل وہ ہے، آپ جب چاہیں اسے نکال سکتے ہیں۔''

رفتہ رفتہ یہ بات تمام انصار میں پھیل گئی اور ان میں ابن ابی کے خلاف سخت غصہ پیدا ہو گیا۔ لوگوں نے ابن ابی سے کہا: ''جا کر رسول اللہ ﷺ سے معافی مانگو۔''

مگر اس نے تڑخ کر جواب دیا: ''تم نے کہا کہ ان پر ایمان لاؤ، میں ایمان لے آیا، تم نے کہا کہ اپنے مال کی زکوٰۃ دو، میں نے زکوٰۃ بھی دے دی، اب بس یہ کسر رہ گئی ہے کہ میں محمد کو سجدہ کروں۔''

ان باتوں سے اس کے خلاف مومنین انصار کی ناراضگی اور زیادہ بڑھ گئی اور ہر طرف سے اُس پر پھٹکار پڑنے لگی۔ جب یہ قافلہ مدینہ طیبہ میں داخل ہونے لگا تو عبداللہ بن ابی کے صاحب زادے، جن کا نام بھی عبداللہ ہی تھا، تلوار سونت کر باپ کے آگے کھڑے ہو گئے اور بولے: ''آپ نے کہا تھا کہ مدینہ واپس پہنچ کر عزت والا ذلیل کو نکال دے گا، اب آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ عزت آپ کی ہے یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی، خدا کی قسم! آپ مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک رسول اللہ ﷺ آپ کو اجازت نہ دیں۔''

اس پر ابن ابی چیخ اُٹھا: ''خزرج کے لوگو! ذرا دیکھو! میرا بیٹا ہی مجھے مدینہ داخل ہونے سے روک رہا ہے۔''

لوگوں نے یہ خبر حضور ﷺ تک پہنچائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عبداللہ سے کہو اپنے باپ کو گھر آنے دے۔''

عبداللہ نے کہا: ''ان کا حکم ہے تو اب آپ داخل ہو سکتے ہیں۔''

اس وقت حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیوں عمر! اب تمہارا کیا خیال ہے؟ جس وقت تم نے کہا تھا کہ مجھے اس کو قتل کرنے کی اجازت دیجیے، اس وقت اگر تم اسے قتل کر دیتے تو بہت سی ناکیں اس پر پھڑ کنے لگتیں، آج اگر میں اس کے قتل کا حکم دوں تو اسے قتل تک کیا جا سکتا ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''خدا کی قسم! اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ اللہ کے رسول کی بات میری بات سے زیادہ مبنی بر حکمت تھی۔''

تخریج:⟨۱⟩ حَدَّثَنَا عَبۡدُ اللّٰہِ بۡنُ رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اِسۡرَآئِیلُ عَنۡ اَبِیۡ اِسۡحَاقَ، عَنۡ زَیۡدِ ابۡنِ اَرۡقَمَ، قَالَ: کُنۡتُ فِیۡ غَزَاۃٍ فَسَمِعۡتُ عَبۡدَ اللّٰہِ بۡنَ اُبَیٍّ، یَقُوۡلُ: لَا تُنۡفِقُوۡا عَلٰی مَنۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَنۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِہٖ، وَ لَوۡ رَجَعۡنَا مِنۡ عِنۡدِہٖ لَیُخۡرِجَنَّ الۡاَعَزُّ مِنۡھَا الۡاَذَلَّ، فَذَکَرۡتُ ذٰلِکَ لِعَمِّیۡ اَوۡ لِعُمَرَ، فَذَکَرَہٗ لِلنَّبِیِّ ﷺ: فَدَعَانِیۡ، فَحَدَّثۡتُہٗ، فَاَرۡسَلَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ اِلٰی عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ اُبَیٍّ وَ اَصۡحَابِہٖ، فَحَلَفُوۡا مَا قَالُوۡا، فَکَذَّبَنِیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ وَ صَدَّقَہٗ فَاَصَابَنِیۡ ھَمٌّ لَمۡ یُصِبۡنِیۡ مِثۡلُہٗ قَطُّ، فَجَلَسۡتُ فِی الۡبَیۡتِ، فَقَالَ لِیۡ عَمِّیۡ: مَا اَرَدۡتَّ اِلٰی اَنۡ کَذَّبَکَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ وَ مَقَتَکَ، فَاَنۡزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی: (اِذَا جَآءَکَ الۡمُنَافِقُوۡنَ) فَبَعَثَ اِلَیَّ النَّبِیُّ ﷺ فَقَرَاَ، فَقَالَ: اِنَّ اللّٰہَ قَدۡ صَدَّقَکَ یَا زَیۡدُ. (۱۰۵)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں ایک غزوہ میں شامل تھا میں نے عبداللہ بن ابی کو یہ کہتے ہوئے خود سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جو لوگ ہیں (مہاجرین) ان پر خرچ نہ کرو تو وہ لوگ آپ کی معیت سے الگ ہو جائیں اگر ہم ان کے پاس (بہ سلامت) واپس مدینہ لوٹ گئے تو عزت والا ذلت والے کو نکال باہر کرے گا۔ ابن ارقم کا بیان ہے میں نے اپنے چچا سے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ انہوں نے نبی ﷺ کو سارا واقعہ بیان کیا تو آپ نے مجھے بلا بھیجا۔ میں نے سارا واقعہ جوں کا توں بیان کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ہمنواؤں کو بلایا۔ وہ سب قسم کھا گئے کہ انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھوٹا سمجھا اور اس کے بیان کو سچا تصور فرمایا۔ مجھے اس کا اتنا صدمہ اور دکھ ہوا کہ ایسا اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ میں اپنے گھر میں بیٹھ گیا تو میرے چچا نے مجھ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے جھوٹا سمجھا اور ناراض بھی ہوئے، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آیت: (اِذا جاء ک المنافقون...الآیۃ) نازل فرمائی تو نبی ﷺ نے مجھے بلا بھیجا اور یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے بیان کی تصدیق فرما دی ہے، اے زید!''

ایک دوسری روایت میں ہے:

⟨۲⟩ عَنۡ زَیۡدِ بۡنِ اَرۡقَمَ، قَالَ: کُنۡتُ مَعَ عَمِّیۡ، فَسَمِعۡتُ عَبۡدَ اللّٰہِ ابۡنَ اُبَیِّ بۡنِ سَلُوۡلٍ، یَقُوۡلُ: لَا تُنۡفِقُوۡا عَلٰی مَنۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَنۡفَضُّوۡا، وَ قَالَ اَیۡضًا: لَئِنۡ رَّجَعۡنَا اِلَی الۡمَدِیۡنَۃِ لَیُخۡرِجَنَّ الۡاَعَزُّ مِنۡھَا الۡاَذَلَّ فَذَکَرۡتُ ذٰلِکَ لِعَمِّیۡ، فَذَکَرَ عَمِّیۡ لِرَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ، فَاَرۡسَلَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ اِلٰی عَبۡدِ اللّٰہِ ابۡنِ اُبَیٍّ وَ اَصۡحَابِہٖ، فَحَلَفُوۡا مَا قَالُوۡا، فَصَدَّقَھُمۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ وَ کَذَّبَنِیۡ... الخ۔ (۱۰۶)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں اپنے چچا کے ہمراہ تھا، میں نے عبداللہ بن ابی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہیں ان پر خرچ نہ کرو یہاں تک کہ وہ لوگ آپ کا ساتھ چھوڑ کر تتر بتر

ہو جائیں گے، نیز اس نے یہ بھی کہا کہ اگر ہم مدینہ واپس لوٹ گئے تو عزت والا ذلیل کو مدینہ سے نکال باہر کرے گا۔ چناں چہ میں نے یہ ساری باتیں اپنے چچا تک پہنچا دیں اور میرے چچا نے رسول اللہ ﷺ کو سنا دیں، تو رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن اُبی اور اس کے احباب کو بلا بھیجا۔ وہ آ کر قسم کھا گئے کہ انہوں نے تو یہ باتیں نہیں کیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کا بیان سن کر ان کی تصدیق فرمائی اور مجھے جھوٹا سمجھا...الخ

بخاری کی ایک اور روایت میں ہے، زید بن ارقم کہتے ہیں:

﴿۳﴾ قَالَ: لَمَّا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اُبَیٍّ: لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ وَ قَالَ اَیْضًا: لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ، اَخْبَرْتُ بِهِ النَّبِیَّ ﷺ، فَلَامَنِی الْاَنْصَارُ وَ حَلَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَیٍّ مَا قَالَ ذٰلِکَ فَرَجَعْتُ اِلَی الْمَنْزِلِ، فَنِمْتُ، فَاَتَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَتَیْتُهٗ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَکَ... الخ (۱۰۷)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم کا بیان ہے کہ ابن اُبی نے جب یہ کہا کہ رسول اللہ کے ساتھیوں پر خرچ نہ کرو نیز یہ بھی کہا کہ اگر ہم مدینہ واپس لوٹ گئے تو عزیز ذلیل ترین کو مدینہ سے نکال باہر کرے گا، میں نے اس کی اطلاع نبی ﷺ کو دے دی۔ اس پر انصار نے مجھے ملامت کی، ادھر عبداللہ بن ابی نے قسم کھا کر کہا کہ اس نے یہ بات نہیں کہی، میں واپس اپنے گھر لوٹ آیا اور سو گیا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا۔ میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہاری بات کی تصدیق فرما دی ہے۔''

ایک اور روایت میں ہے:

﴿۴﴾ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ سَفَرٍ، اَصَابَ النَّاسَ فِیْهِ شِدَّةٌ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اُبَیٍّ لِاَصْحَابِهٖ: لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهٖ وَ قَالَ: لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ، فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ، فَاَخْبَرْتُهٗ، فَاَرْسَلَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَیٍّ، فَسَاَلَهٗ فَاجْتَهَدَ یَمِیْنَهٗ مَا فَعَلَ، قَالُوْا: کَذَبَ زَیْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ مِمَّا قَالُوْا شِدَّةٌ حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِیْقِیْ فِیْ (اِذَا جَآءَکَ الْمُنَافِقُوْنَ)... الخ (۱۰۸)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم کا بیان ہے کہ ہم نبی ﷺ کی معیت میں ایک سفر پر نکلے، اس سفر کے دوران میں لوگوں کو بہت سختی پہنچی، (یعنی لوگوں نے بہت تکلیف اُٹھائی) تو عبداللہ بن ابی نے اپنے ہم خیال لوگوں سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس جو لوگ ہیں ان پر خرچ نہ کرو یہاں تک کہ وہ لوگ آپ کے ارد گرد سے چھٹ جائیں (یعنی رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں پر معاشی دباؤ ڈالو کہ لوگ ان کا ساتھ چھوڑ جائیں) اور مزید یہ کہا کہ مدینہ پہنچ کر ہم میں جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو نکال دے گا۔ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ آپ نے ابن اُبی کو پیغام ارسال فرمایا: (وہ حاضر

خدمت ہوا) تو اس سے آپ نے دریافت فرمایا تو اس نے بڑی کڑی قسم کھا کر کہا کہ اس نے یہ کام نہیں کیا۔ لوگ کہنے لگے زید نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں غلط بیانی کی ہے ان کی اس بات سے میرے دل میں بڑی تکلیف ہوئی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بیان کی تصدیق فرماتے ہوئے (اِذَا جَآءَکَ الْمُنَافِقُوْنَ) آیت نازل فرمائی۔

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی، قَالَ: ثَنَا ابْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ غُلَامًا جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ اُبَیٍّ، یَقُوْلُ کَذَا وَ کَذَا، قَالَ: فَلَعَلَّکَ غَضِبْتَ عَلَیْهِ، قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ! لَقَدْ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُهٗ، قَالَ: فَلَعَلَّکَ اَخْطَأَ سَمْعُکَ، قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ، یَا نَبِیَّ اللّٰهِ! لَقَدْ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُهٗ، قَالَ: فَلَعَلَّهٗ شُبِّهَ عَلَیْکَ، قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ! قَالَ: فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِیْقًا لِلْغُلَامِ: (لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ) فَاَخَذَ النَّبِیُّ ﷺ بِاُذُنِ الْغُلَامِ فَقَالَ: وَفَتْ اُذُنُکَ، وَفَتْ اُذُنُکَ، یَا غُلَامُ۔ (١٠٩)

ترجمہ: حضرت حسن سے مروی ہے کہ ایک لڑکا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن اُبی کو اس طرح باتیں کرتے سنا ہے، آپ نے فرمایا: ''ممکن ہے تم اس سے ناراض ہو۔'' اس نے عرض کیا: ''نہیں، اللہ کی قسم! میں نے اسے یہ کہتے ہوئے خود سنا ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''ممکن ہے تمہیں سننے میں غلطی ہوگئی ہو؟'' اس نے عرض کیا: ''نہیں، اللہ کی قسم! اے اللہ کے نبی! میں نے یقیناً اسے یہ کہتے سنا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''شاید تمہیں شبہ ہوگیا ہو؟'' اس نے عرض کیا: ''اللہ کی قسم! نہیں، میں نے اسے یہ باتیں کہتے سنا ہے۔'' تو اللہ تعالیٰ نے لڑکے کے بیان کی تصدیق کے لیے یہ آیت نازل فرمائی: (لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعز منها الاذل) نبی ﷺ نے لڑکے کا کان پکڑ کر فرمایا: ''اے لڑکے! تیرے کان نے تیرے ساتھ وفا کی، اے لڑکے! تیرے کان نے تیرے ساتھ وفا کی۔''

ترمذی نے ابواب التفسیر میں سورۃ المنافقین کے ضمن میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے جو روایت نقل کی ہے، اس میں ہے:

﴿۶﴾ فَبَیْنَمَا اَنَا اَسِیْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ قَدْ خَفَقْتُ بِرَأْسِیْ مِنَ الْهَمِّ اِذْ اَتَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَرَّکَ اُذُنِیْ وَضَحِکَ فِیْ وَجْهِیْ... الخ (١١٠)

ترجمہ: میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ، پریشانی کی وجہ سے سر جھکائے بیٹھا تھا کہ اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور میرے کان کو پکڑ کے حرکت دی اور میرے سامنے خندہ رو ہوئے۔

تشریح: اس حدیث کے واقعہ میں منافقین کی ایک شرارت کا ذکر ہے، جس سے وہ مسلمانوں کو ذلیل کرنا چاہتے تھے مگر خود ہی ذلیل و رسوا ہو گئے۔

حضور ﷺ نے جب دونوں افراد کو اپنے اپنے قبیلے کو پکارتے سنا تو آپ نے جو بات ارشاد فرمائی وہ بڑی اہم تھی۔ اسلام کی صحیح روح کو سمجھنے کے لیے اسے ٹھیک ٹھیک سمجھ لینا ضروری ہے۔ اسلام کا طریقہ یہ ہے کہ دو آدمی اگر اپنے جھگڑے میں

لوگوں کو مدد کے لیے پکارنا چاہیں تو وہ کہیں مسلمانو! آؤ، ہماری مدد کرو یا یہ کہ لوگو! ہماری مدد کے لیے آؤ، لیکن اگر ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے قبیلے یا برادری یا نسل ورنگ یا علاقے کے نام پر لوگوں کو پکارتا ہے تو یہ جاہلیت کی پکار ہے اور اس پکار پر لبیک کہہ کر آنے والے اگر یہ نہیں دیکھتے کہ ظالم کون ہے اور مظلوم کون اور حق و انصاف کی بنا پر مظلوم کی حمایت کرنے کے بجائے اپنے اپنے گروہ کے آدمی کی حمایت میں ایک دوسرے سے برسر پیکار ہو جاتے ہیں تو یہ جاہلیت کا فعل ہے، جس سے دنیا میں فساد برپا ہوتا ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اسے گندی اور گھناؤنی چیز قرار دیا اور مسلمانوں سے فرمایا کہ تمہارا اس جاہلیت کی پکار سے کیا واسطہ؟ تم اسلام کی بنیاد پر ایک ملت بنے تھے، اب یہ انصار اور مہاجر کے نام پر تمہیں کیسے پکارا جا رہا ہے اور اس پکار پر تم کہاں دوڑے جا رہے ہو؟ علامہ سہیلی نے روض الانف میں لکھا ہے کہ فقہائے اسلام نے کسی جھگڑے یا اختلاف میں جاہلیت کی پکار بلند کرنے کو ایک فوجداری جرم قرار دیا ہے۔ ایک گروہ اس کی سزا پچاس ضرب تازیانہ قرار دیتا ہے۔ دوسرا گروہ دس ضرب تجویز کرتا ہے اور تیسرا گروہ کہتا ہے کہ اس کی سزا حالات کی مناسبت سے دی جانی چاہیے۔ بعض حالت میں صرف زجر و توبیخ کافی ہے بعض دوسرے حالات میں ایسی پکار بلند کرنے والے کو قید کرنا چاہیے اور اگر یہ زیادہ شر انگیز ہو تو اس کے مرتکب کو سزائے تازیانہ دینی چاہیے۔

حدیث سے مستنبط دو اہم مسائل: اس حدیث سے دو اہم شرعی مسئلوں پر روشنی پڑتی ہے ایک یہ کہ جو طرز عمل ابن ابی نے اختیار کیا تھا، اگر کوئی شخص مسلم ملت میں رہتے ہوئے اس طرح کا رویہ اختیار کرے تو وہ قتل کا مستحق ہے۔ دوسرے یہ کہ محض قانوناً کسی شخص کے مستحق قتل ہو جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ضرور اسے قتل ہی کر دیا جائے ایسے کسی فیصلے سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا اس کا قتل کسی عظیم تر فتنے کا موجب تو نہ بن جائے گا۔ حالات سے آنکھیں بند کر کے قانون کا اندھا دھند استعمال بعض اوقات اس مقصد کے خلاف بالکل الٹا نتیجہ پیدا کر دیتا ہے جس کے لیے قانون استعمال کیا جاتا ہے اگر ایک منافق اور مفسد آدمی کے پیچھے کوئی قابل لحاظ سیاسی طاقت موجود ہو تو اسے سزا دے کر مزید فتنوں کو سر اٹھانے کا موقع دینے سے بہتر یہ ہے کہ حکمت اور تدبر کے ساتھ اس اصل سیاسی طاقت کا استیصال کر دیا جائے جس کے بل پر وہ شرارت کر رہا ہو۔ یہی مصلحت تھی جس کی بنا پر حضور ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو اس وقت بھی سزا نہ دی جب آپ اسے سزا دینے پر قادر تھے بلکہ اس کے ساتھ برابر نرمی کا سلوک کرتے رہے یہاں تک کہ دو تین سال کے اندر مدینہ میں منافقین کا زور ہمیشہ کے لیے ٹوٹ گیا۔

(تفہیم القرآن، ج ۵، المنافقون، تاریخی پس منظر)

ولید بن عقبہ کی غلط بیانی

۴۹– قبیلۂ بنی المصطلق جب مسلمان ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو بھیجا تا کہ ان لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر لائیں، یہ اُن کے علاقے میں پہنچے تو کسی وجہ سے ڈر گئے اور اہل قبیلہ سے ملے بغیر مدینہ واپس جا کر رسول اللہ ﷺ سے شکایت کر دی کہ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور وہ مجھے قتل کرنا چاہتے تھے اور آپ نے ارادہ کیا کہ ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے ایک دستہ روانہ کریں۔ (بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ نے وہ دستہ روانہ کر دیا تھا اور بعض میں یہ بیان ہوا ہے کہ وہ روانہ کرنے والے تھے، بہر حال اس بات پر سب متفق ہیں کہ) بنی المصطلق کے سردار حارث بن ضرار (ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد) اس دوران میں خود ایک وفد لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے اور انہوں نے عرض کیا: ” خدا کی قسم!

ہم نے تو ولید کو دیکھا تک نہیں، کجا کہ زکوٰۃ دینے سے انکار اور ان کے قتل کے ارادے کا کوئی سوال پیدا ہو، ہم ایمان پر قایم ہیں اور ادائے زکوٰۃ سے ہمیں ہرگز انکار نہیں ہے۔'' (تھوڑے سے لفظی اختلاف کے ساتھ اس قصے کو امام احمد، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن جریر نے حضرات عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حارث بن ضرار رضی اللہ عنہ، مجاہد، قتادہ، عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ، یزید بن رومان، ضحاک اور مقاتل بن حیان سے نقل کیا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں یہ پورا قصہ بیان تو اسی طرح ہوا ہے مگر اس میں ولید کے نام کی تصریح نہیں ہے۔)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، ثَنَا عِیْسَی بْنُ دِیْنَارٍ، ثَنَا اَبِیْ اَنَّهٗ سَمِعَ الْحَارِثَ بْنَ ضِرَارٍ الْخُزَاعِیَّ، قَالَ: قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَدَعَانِیْ اِلَی الْاِسْلَامِ، فَدَخَلْتُ فِیْهِ وَ اَقْرَرْتُ بِهٖ، فَدَعَانِیْ اِلَی الزَّكٰوةِ، فَاَقْرَرْتُ بِهَا وَ قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرْجِعُ اِلٰی قَوْمِیْ، فَاَدْعُوْهُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَ اَدَاءِ الزَّكٰوةِ، فَمَنِ اسْتَجَابَ لِیْ، جَمَعْتُ زَكٰوتَهٗ۔ فَیُرْسِلُ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَسُوْلًا لِاِبَانِ كَذَا وَ كَذَا لِیَأْتِیَكَ مَا جَمَعْتُ مِنَ الزَّكٰوةِ، فَلَمَّا جَمَعَ الْحَارِثُ الزَّكٰوةَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لَهٗ وَ بَلَغَ الْاِبَانُ الَّذِیْ اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ یَّبْعَثَ اِلَیْهِ احْتَبَسَ عَلَیْهِ الرَّسُوْلُ فَلَمْ یَاْتِهٖ فَظَنَّ الْحَارِثُ اَنَّهٗ قَدْ حَدَثَ فِیْهِ سَخْطَةٌ مِّنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلِهٖ فَدَعَا بِسَرَوَاتِ قَوْمِهٖ فَقَالَ لَهُمْ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ وَقَّتَ لِیْ وَقْتًا یُرْسِلُ اِلَیَّ رَسُوْلَهٗ لِیَقْبِضَ مَا كَانَ عِنْدِیْ مِنَ الزَّكٰوةِ وَلَیْسَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْخُلْفُ وَلَا اَرٰی حَبْسَ رَسُوْلِهٖ اِلَّا مِنْ سَخْطَةٍ كَانَتْ، فَانْطَلِقُوْا، فَنَأْتِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْوَلِیْدَ بْنَ عُقْبَةَ اِلَی الْحَارِثِ لِیَقْبِضَ مَاكَانَ عِنْدَهٗ مِمَّا جَمَعَ مِنَ الزَّكٰوةِ فَلَمَّا اَنْ سَارَ الْوَلِیْدُ حَتّٰی بَلَغَ بَعْضَ الطَّرِیْقِ فَرِقَ فَرَجَعَ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ الْحَارِثَ مَنَعَنِی الزَّكٰوةَ وَ اَرَادَ قَتْلِیْ، فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْبَعْثَ اِلَی الْحَارِثِ، فَاَقْبَلَ الْحَارِثُ بِاَصْحَابِهٖ اِذَا اسْتَقْبَلَ الْبَعْثُ وَ فَصَلَ مِنَ الْمَدِیْنَةِ لَقِیَهُمُ الْحَارِثُ، فَقَالُوْا: هٰذَا الْحَارِثُ؟ فَلَمَّا غَشِیَهُمْ، قَالَ لَهُمْ: اِلٰی مَنْ بُعِثْتُمْ؟ قَالُوْا: اِلَیْكَ، قَالَ: وَلِمَ؟ قَالُوْا: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ بَعَثَ اِلَیْكَ الْوَلِیْدَ بْنَ عُقْبَةَ، فَزَعَمَ اَنَّكَ مَنَعْتَهُ الزَّكٰوةَ وَ اَرَدْتَّ قَتْلَهٗ، قَالَ: لَا، وَالَّذِیْ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ، مَا رَأَیْتُهٗ بَتَّةً، وَلَا اَتَانِیْ، فَلَمَّا دَخَلَ الْحَارِثُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَنَعْتَ الزَّكٰوةَ، وَ اَرَدْتَّ قَتْلَ رَسُوْلِیْ؟ قَالَ: لَا، وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا رَأَیْتُهٗ وَلَا اَتَانِیْ، وَمَا اَقْبَلْتُ اِلَّا حِیْنَ احْتَبَسَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَشِیْتُ اَنْ تَكُوْنَ كَانَتْ سَخْطَةً مِّنَ

اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلِهٖ، قَالَ: فَنَزَلَتِ الْحُجُرَاتُ: (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآئَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ، فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ) اِلٰى هٰذَا الْمَكَانِ (فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ) (۱۱۱)

ترجمہ: حارث بن ضرار خزاعی کا بیان ہے، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جسے میں نے منظور کرلیا اور میں دائرۂ اسلام میں داخل ہو گیا، پھر آپ نے مجھے ادائے گی زکوٰۃ کی دعوت دی میں نے اسے ادا کرنے کا بھی اقرار کرلیا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں واپس اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں اور انہیں بھی قبول اسلام اور ادائے گی زکوٰۃ کی دعوت دیتا ہوں، جس نے میری دعوت تسلیم کرلی اس کی زکوٰۃ میں جمع کروں گا، رسول اللہ ﷺ میرے پاس اپنا قاصد فلاں وقت بھیجیں گے تاکہ زکوٰۃ کا وہ مال جو میں نے جمع کیا ہوگا اسے وصول کرلیں۔ پس جب حارث نے زکوٰۃ کا مال ان لوگوں سے جمع کرلیا جنہوں نے دعوت قبول کی تھی اور وہ وقت مقررہ بھی ہو گیا، جب رسول اللہ ﷺ نے وصول کنندہ زکوٰۃ بھیجنا تھا اور وہ نہ آیا تو حارث نے گمان کیا کہ یقیناً اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی واقع ہوگئی ہے تو اس نے اپنی قوم کے سربرآوردہ اصحاب کو بلایا اور ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک مقرر وقت پر اپنا قاصد بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا تاکہ وہ میرے پاس جمع شدہ مال زکوٰۃ، وصول کرے، رسول اللہ ﷺ وعدہ خلافی نہیں کرتے، میرے خیال کے مطابق قاصد کا نہ آنا بجز ناراضگی کے اور کوئی وجہ نہیں رکھتا، چلو! ہم خود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ پس ہم رسول ﷺ کے پاس آئے۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو حارث کے پاس جمع شدہ مال زکوٰۃ کی وصولی کے لیے روانہ فرمادیا لیکن یہ صاحب کہیں راستہ ہی سے ڈر کر واپس لوٹ آئے اور رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں آکر رپورٹ دی کہ حارث نے مجھے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا اور میرے قتل کے درپے ہو گئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے حارث کی جانب ایک دستہ بھیجا۔ مدینہ کے قریب ہی اس دستہ نے حارث اور اس کے ساتھیوں کو پاکر ان سب کو گھیرے میں لے لیا اور دریافت کیا کہ یہی حارث ہے؟ جب انہوں نے حارث اور اس کے ساتھیوں کو گھیر لیا تو ان لوگوں نے پوچھا: آپ لوگوں کو کن کی طرف بھیجا گیا ہے؟ اصحاب رسول ﷺ نے جواب دیا: تمہاری طرف، حارث نے کہا: کس لیے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو تمہاری طرف بھیجا تھا، اس کے زعم وگمان میں تو نے زکوٰۃ روک لی اور اس کے قتل کے درپے ہو گیا۔ حارث نے کہا: نہیں، اس ذات گرامی کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے! میں نے تو ولید کو دیکھا تک نہیں اور وہ میرے پاس آیا بھی نہیں۔ پس جب حارث رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دریافت فرمایا: تو نے زکوٰۃ روک لی اور میرے قاصد کو قتل کرنا چاہا؟ حارث نے عرض کیا: نہیں، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے! میں نے تو اسے دیکھا تک نہیں اور نہ وہ میرے پاس آیا ہے، میں تو صرف اس بنا پر حاضر خدمت ہوا ہوں کہ آپ کی جانب سے قاصد کا نہ آنا اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی کا باعث ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس وقت سورۂ الحجرات کی آیت — **یایها الذین امنوا ان جائكم فاسق** — سے لے کر — **والله عليم حكيم** — تک نازل ہوئی۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ، قَالَ: ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، مَوْلٰى اُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً فِيْ صَدَقَاتِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ بَعْدَ الْوَقْعَةِ، فَسَمِعَ بِذَالِكَ الْقَوْمُ، فَتَلَقَّوْهُ يُعَظِّمُوْنَ اَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَحَدَّثَهُ الشَّيْطَانُ اَنَّهُمْ يُرِيْدُوْنَ قَتْلَهُ، قَالَتْ: فَرَجَعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: اِنَّ بَنِي الْمُصْطَلِقِ قَدْ مَنَعُوْا صَدَقَاتِهِمْ، فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ، قَالَ: فَبَلَغَ الْقَوْمَ رُجُوْعُهُ قَالَ: فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَصَفُّوْا لَهُ حِيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ، فَقَالُوْا: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ وَ سَخَطِ رَسُوْلِهِ، بَعَثْتَ اِلَيْنَا رَجُلاً مُّصَدِّقًا، فَسَرَرْنَا بِذَالِكَ، وَ قَرَّتْ بِهٖ اَعْيُنُنَا ثُمَّ اَنَّهُ رَجَعَ مِنْ بَعْضِ الطَّرِيْقِ، فَخَشِيْنَا اَنْ يَّكُوْنَ ذٰلِكَ غَضَبًا مِّنَ اللّٰهِ وَ مِنْ رَّسُوْلِهٖ، فَلَمْ يَزَالُوْا يُكَلِّمُوْنَهُ حَتّٰى جَآءَ بِلَالٌ وَاَذَّنَ لِصَلَاةِ الْعَصْرِ، قَالَ: وَ نَزَلَتْ ــــ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآئَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ــــ (۱۱۲)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بنی المصطلق کے بعد ان کی زکوٰۃ کی وصولی کے لیے ایک آدمی کو بھیجا، اس کی خبر بنی المصطلق کے لوگوں نے بھی سن لی۔ یہ لوگ ارشاد نبوی ﷺ کی تعظیم کے پیش نظر خوشی سے اس آدمی کو ملے تو اس موقع پر شیطان نے وصولی کے لیے جانے والے آدمی کے دل میں ڈال دیا کہ وہ تو اس کے قتل کے درپے تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ وہ قاصد واپس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رپورٹ دی کہ بنو مصطلق نے زکوٰۃ روک لی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اور مسلمان ناراض ہو گئے۔ اس کی یہ واپسی کی خبر بنو مصطلق تک بھی پہنچ گئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صف بستہ کھڑے ہو کر نماز ظہر کے وقت عرض کیا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی اور غصہ سے پناہ کے طلب گار ہیں، آپ نے زکوٰۃ وصول کرنے والا آدمی ہماری جانب بھیجا، ہم بڑے خوش اور مسرور ہوئے اور اس سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں مگر وہ شخص راستہ ہی سے واپس آ گیا تو ہم خوف زدہ ہو گئے کہ کہیں اللہ اور اس کے رسول ناراض نہ ہو گئے ہوں، ان حضرات کی گفتگو ابھی جاری تھی کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آ کر نماز عصر کی اذان کہہ دی، اس موقع پر (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ امنوا ان جائکم فاسق) سے لے کر (ندمین) تک نازل ہوئی۔

مسلمانوں کے لیے اس واقعہ میں ایک سبق

اس نازک موقع پر جب کہ ایک بے بنیاد خبر پر اعتماد کر لینے کی وجہ سے ایک عظیم غلطی ہوتے ہوتے رہ گئی، تو مسلمانوں کو یہ سبق حاصل ہوا کہ جب کوئی اہمیت رکھنے والی خبر جس پر کوئی بڑا نتیجہ مرتب ہوتا ہو، تمہیں ملے تو اس کو قبول کرنے سے پہلے یہ دیکھ لو کہ خبر لانے والا کیسا آدمی ہے؟ اگر کوئی فاسق شخص ہو، یعنی جس کا ظاہر حال یہ بتا رہا ہو کہ اس کی بات اعتماد کے لائق نہیں ہے تو اس کی دی ہوئی خبر پر عمل کرنے سے پہلے تحقیق کر لو کہ امر واقعہ کیا ہے؟

اس کی رو سے مسلمانوں کی حکومت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ کسی شخص یا گروہ یا قوم کے خلاف کوئی کارروائی ایسے مخبروں کی دی ہوئی خبروں کی بنا پر کر ڈالے جن کی سیرت بھروسے کے لائق نہ ہو۔

اسی قاعدے کی بنا پر محدثین نے جرح و تعدیل کا فن ایجاد کیا تا کہ اُن لوگوں کے حالات کی تحقیق کریں جن کے ذریعہ سے بعد کی نسلوں کو نبی ﷺ کی احادیث پہنچی تھیں اور فقہاء نے قانون شہادت میں یہ اصول قائم کیا کہ کسی ایسے معاملے میں جس سے کوئی شرعی حکم ثابت ہوتا ہو یا کسی انسان پر کوئی حق عائد ہو، فاسق کی گواہی قابل قبول نہیں ہے، البتہ اس امر پر اہل علم کا اتفاق ہے کہ عام دنیوی معاملات میں ہر خبر کی تحقیق اور خبر لانے والے کے لائق اعتماد ہونے کا اطمینان کرنا ضروری نہیں ہے۔ مثلاً: آپ کسی کے ہاں جاتے ہیں اور گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرتے ہیں، اندر سے کوئی آ کر کہتا ہے کہ آ جاؤ، آپ اس کے کہنے پر اندر جا سکتے ہیں، قطع نظر اس سے کہ صاحب خانہ کی طرف سے اذن کی اطلاع دینے والا فاسق ہو یا صالح۔ اسی طرح اہل علم کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ جن لوگوں کا فسق جھوٹ اور بدکرداری کی نوعیت کا نہ ہو بلکہ فساد عقیدہ کی بنا پر وہ فاسق قرار پاتے ہوں، ان کی شہادت بھی قبول کی جا سکتی ہے اور روایت بھی، محض ان کے عقیدے کی خرابی ان کی شہادت یا روایت قبول کرنے میں مانع نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۵، الحجرات، حاشیہ: ۸)

واقعۂ افک اور منافقین کا کردار

۵۰- ''مسلمانو! کون ہے جو اس شخص کے حملوں سے میری عزت بچائے جس نے میرے گھر والوں پر الزامات لگا کر مجھے اذیت پہنچانے کی حد کر دی ہے۔ بخدا میں نے نہ تو اپنی بیوی ہی میں کوئی برائی دیکھی ہے اور نہ اس شخص میں جس کے متعلق تہمت لگائی جاتی ہے۔ وہ تو کبھی میری غیر موجودگی میں میرے گھر آیا بھی نہیں۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَ عَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ، وَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَا قَالُوْا، وَ كُلُّهُمْ، حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِّنْ حَدِيْثِهَا وَ بَعْضُهُمْ كَانَ اَوْعٰى لِحَدِيْثِهَا مِنْ بَعْضٍ، وَ اَثْبَتَ لَهٗ اقْتِصَاصًا وَ قَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمُ الْحَدِيْثَ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عَنْ عَائِشَةَ، وَ بَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا وَ اِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضٍ، قَالُوْا: قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا اَقْرَعَ بَيْنَ اَزْوَاجِهٖ، وَ اَيُّهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا، خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهٗ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَاَقْرَعَ بَيْنَنَا فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا، فَخَرَجَ فِيْهَا سَهْمِيْ، فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ مَا اُنْزِلَ الْحِجَابُ، فَكُنْتُ اُحْمَلُ فِيْ هَوْدَجٍ، وَاُنْزَلُ فِيْهِ، فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ غَزْوَتِهٖ تِلْكَ، وَ قَفَلَ دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَافِلِيْنَ، اٰذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيْلِ فَقُمْتُ حِيْنَ اٰذَنُوْا بِالرَّحِيْلِ، فَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ، فَلَمَّا قَضَيْتُ شَاْنِيْ، اَقْبَلْتُ اِلٰى رَحْلِيْ، فَلَمَسْتُ صَدْرِيْ فَاِذَا عِقْدٌ لِيْ مِنْ جَزْعِ ظِفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ، فَرَجَعْتُ، فَالْتَمَسْتُ عِقْدِيْ، فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهٗ، قَالَتْ: وَ اَقْبَلَ

الرَّهطُ الَّذِينَ كَانُوا يُرَحِّلُونَ بِی، فَاحتَمَلُوا هَودَجِی، فَرَحَلُوهُ عَلٰی بَعِيرِی الَّذِی کُنتُ اَركَبُ عَلَيهِ وَهُم يَحسَبُونَ اَنِّی فِيهِ، وَكَانَ النِّسَآءَ اِذَا ذَاكَ خِفَافًا لَم يَهبُلنَ وَلَم يَغشَهُنَّ اللَّحمُ اِنَّمَا يَاكُلنَ العُلقَةَ مِنَ الطَّعَامِ، فَلَم يَستَنكِرِ القَومُ خِفَّةَ الهَودَجِ حِينَ رَفَعُوهُ وَ حَمَلُوهُ، وَ کُنتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الجَمَلَ، فَسَارُوا، وَوَجَدتُّ عِقدِی بَعدَ مَا استَمَرَّ الجَيشُ، فَجِئتُ مَنَازِلَهُم، وَ لَيسَ بِهَا مِنهُم دَاعٍ، وَلَا مُجِيبٌ، فَتَيَمَّمتُ مَنزِلِی الَّذِی کُنتُ بِهِ، وَ ظَنَنتُ اَنَّهُم سَيَفقِدُونِّی، فَيَرجِعُونَ اِلَیَّ فَبَينَا اَنَا جَالِسَةٌ فِی مَنزِلِی غَلَبَتنِی عَينِی، فَنِمتُ وَكَانَ صَفوَانُ بنُ المُعَطَّلِ السُّلَمِیُّ ثُمَّ الذَّكوَانِیُّ مِن وَّرَاءِ الجَيشِ، فَاَصبَحَ عِندَ مَنزِلِی، فَرَاٰی سَوَادَ اِنسَانٍ نَائِمٍ، فَعَرَفَنِی حِينَ رَاٰنِی، وَكَانَ رَاٰنِی قَبلَ الحِجَابِ، فَاستَيقَظتُ بِاستِرجَاعِهٖ حِينَ عَرَفَنِی، فَخَمَّرتُ وَجهِی بِجِلبَابٍ، وَ وَاللّٰهِ مَا تَكَلَّمنَا بِكَلِمَةٍ، وَلَا سَمِعتُ مِنهُ كَلِمَةً غَيرَ استِرجَاعِهٖ وَ هَوٰی حَتّٰی اَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ، فَوَطِیَٔ عَلٰی يَدِهَا، فَقُمتُ اِلَيهَا، فَرَكِبتُهَا، فَانطَلَقَ يَقُودُ بِیَ الرَّاحِلَةَ حَتّٰی اَتَينَا الجَيشَ مُوغِرِينَ فِی نَحرِ الظَّهِيرَةِ وَ هُم نُزُولٌ، قَالَت: فَهَلَكَ مَن هَلَكَ وَ كَانَ الَّذِی تَوَلّٰی كِبرَ الاِفكِ عَبدُ اللّٰهِ ابنُ اُبَیِّ بنِ سَلُولٍ قَالَ عُروَةُ: اُخبِرتُ اَنَّهٗ كَانَ يُشَاعُ، وَ يَتَحَدَّثُ بِهٖ عِندَهٗ، فَيُقِرُّهٗ، وَ يَستَمِعُهٗ، وَ يَستَوشِيهِ، وَ قَالَ عُروَةُ اَيضًا: لَم يُسَمَّ مِن اَهلِ الاِفكِ اَيضًا اِلَّا حَسَّانُ بنُ ثَابِتٍ، وَ مِسطَحُ بنُ اُثَاثَةَ وَ حَمنَةُ بِنتُ جَحشٍ فِی نَاسٍ اٰخَرِينَ لَا عِلمَ لِی بِهِم غَيرَ اَنَّهُم عُصبَةٌ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَ اِنَّ كِبرَ ذٰلِكَ يُقَالُ لَهٗ عَبدُ اللّٰهِ بنُ اُبَیِّ بنِ سَلُولٍ، قَالَ عُروَةُ: كَانَت عَائِشَةُ تَكرَهُ اَن يُّسَبَّ عِندَهَا حَسَّانٌ، وَ تَقُولُ: اِنَّهُ الَّذِی قَالَ: فَاِنَّ اَبِی وَ وَالِدَهٗ وَعِرضِی: لِعِرضِ مُحَمَّدٍ مِنكُم وِقَاءٌ۔ قَالَت عَائِشَةُ: فَقَدِمنَا المَدِينَةَ، فَاشتَكَيتُ حِينَ قَدِمتُ شَهرًا، وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِی قَولِ اَصحَابِ الاِفكِ، لَا اَشعُرُ بِشَیءٍ مِّن ذٰلِكَ وَ هُوَ يُرِيبُنِی فِی وَجعِی، اَنِّی لَا اَعرِفُ مِن رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ اللُّطفَ الَّذِی كُنتُ اَرٰی مِنهُ حِينَ اشتَكِی، اِنَّمَا يَدخُلُ عَلَیَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَيُسَلِّمُ، ثُمَّ يَقُولُ: كَيفَ تِيكُم؟ ثُمَّ يَنصَرِفُ، فَذٰلِكَ يُرِيبُنِی وَلَا اَشعُرُ بِالشَّرِّ حَتّٰی خَرَجتُ حِينَ نَقَهتُ، فَخَرَجَت مَعِی اُمُّ مِسطَحٍ قِبَلَ المَنَاصِعِ، وَكَانَ مُتَبَرَّزَنَا، وَ كُنَّا لَا نَخرُجُ اِلَّا لَيلًا اِلٰی لَيلٍ، وَ ذٰلِكَ قَبلَ اَن تُتَّخَذَ الكُنُفُ قَرِيبًا مِّن بُيُوتِنَا، وَ اَمرُنَا اَمرُ العَرَبِ الاَوَّلِ فِی البَرِيَّةِ قِبَلَ الغَائِطِ، وَ كُنَّا نَتَاَذّٰی بِالكُنُفِ اَن نَتَّخِذَهَا عِندَ بُيُوتِنَا، قَالَت: فَانطَلَقتُ اَنَا وَ اُمُّ مِسطَحٍ وَ هِیَ ابنَةُ اَبِی رُهمِ بنِ المُطَّلِبِ بنِ عَبدِ مَنَافٍ وَ اُمُّهَا بِنتُ صَخرِ بنِ عَامِرٍ، خَالَةُ اَبِی بَكرِ نِ الصِّدِّيقِ وَابنُهَا مِسطَحُ بنُ اُثَاثَةَ بنِ عَبَّادِ بنِ المُطَّلِبِ، فَاَقبَلتُ اَنَا

وَ اُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِى حِينَ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا، فَعَثَرَتْ اُمُّ مِسْطَحٍ فِى مِرْطِهَا، فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا: بِئْسَ مَا قُلْتِ أَتَسُبِّينَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا، فَقَالَتْ: اَىْ هَنْتَاهُ وَلَمْ تَسْمَعِى مَا قَالَ؟ قَالَتْ: وَ قُلْتُ: مَا قَالَ؟ فَاَخْبَرَتْنِى بِقَوْلِ اَهْلِ الْاِفْكِ، قَالَتْ: فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلٰى مَرَضِى، فَلَمَّا رَجَعْتُ اِلٰى بَيْتِى، دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ تِيكُمْ؟ فَقُلْتُ لَهٗ: اَتَاْذَنُ لِىْ اَنْ اٰتِىَ اَبَوَىَّ؟ قَالَتْ: وَ اُرِيْدُ اَنْ اَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا، قَالَتْ: فَاَذِنَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقُلْتُ لِاُمِّىْ: يَا اُمَّتَاهُ! مَاذَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ؟ قَالَتْ: يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِىْ عَلَيْكِ فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَاَةٌ قَطُّ وَضِيْئَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ اِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا، قَالَتْ: فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! اَوَ لَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا؟ قَالَتْ: فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتّٰى اَصْبَحْتُ لَا يَرْقَاُ لِىْ دَمْعٌ، وَلَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ اَصْبَحْتُ اَبْكِىْ، قَالَتْ: وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلِيَّ بْنَ اَبِىْ طَالِبٍ، وَ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْىُ، يَسْاَلُهُمَا وَ يَسْتَشِيْرُهُمَا فِىْ فِرَاقِ اَهْلِهٖ، قَالَتْ: فَاَمَّا اُسَامَةُ، فَاَشَارَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالَّذِىْ يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ اَهْلِهٖ وَ بِالَّذِىْ يَعْلَمُ لَهُمْ فِىْ نَفْسِهٖ، فَقَالَ اُسَامَةُ: اَهْلُكَ، وَلَا نَعْلَمُ اِلَّا خَيْرًا، وَ اَمَّا عَلِيٌّ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ، وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ، وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ، قَالَتْ: فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَرِيْرَةَ، فَقَالَ: اَىْ بَرِيْرَةُ، هَلْ رَاَيْتِ مِنْ شَىْءٍ يَرِيْبُكِ؟ قَالَتْ لَهٗ بَرِيْرَةُ: وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَاَيْتُ عَلَيْهَا اَمْرًا قَطُّ اَغْمِصُهٗ غَيْرَ اَنَّهَا جَارِيَةٌ، حَدِيْثَةُ السِّنِّ، تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ اَهْلِهَا، فَتَاْتِى الدَّاجِنُ، فَتَاْكُلُهٗ، قَالَتْ: فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ يَوْمِهٖ، فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ وَ هُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَّعْذِرُنِىْ مِنْ رَّجُلٍ قَدْ بَلَغَنِىْ عَنْهُ اَذَاهُ فِىْ اَهْلِىْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِىْ اِلَّا خَيْرًا وَ لَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا وَمَا يَدْخُلُ عَلٰى اَهْلِىْ اِلَّا مَعِىْ. قَالَتْ: فَقَامَ سَعْدٌ اَخُوْبَنِىْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ، فَقَالَ: اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْذِرُكَ، فَاِنْ كَانَ مِنَ الْاَوْسِ، ضَرَبْتُ عُنُقَهٗ، وَ اِنْ كَانَ مِنْ اِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ اَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا اَمْرَكَ، قَالَتْ: وَ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ اُمُّ حَسَّانَ بِنْتَ عَمِّهٖ مِنْ فَخِذِهٖ وَ هُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَ هُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ، قَالَتْ: وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا، وَ لٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ، فَقَالَ لِسَعْدٍ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُهٗ وَلَا تَقْدِرُ عَلٰى قَتْلِهٖ وَلَوْ كَانَ مِنْ رَهْطِكَ مَااَحْبَبْتَ اَنْ يُّقْتَلَ، فَقَامَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَ هُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ، فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهٗ، فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ، قَالَتْ: فَثَارَ الْحَيَّانِ الْاَوْسُ وَالْخَزْرَجُ، حَتّٰى هَمُّوْا اَنْ يَّقْتَتِلُوْا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

قَائِمٌ عَلَى الْمِنبَرِ، قَالَتْ: فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا، وَ سَكَتَ، قَالَتْ: فَبَكَيْتُ يَوْمِىْ ذٰلِكَ كُلَّهُ لَا يَرْقَأُ لِىْ دَمْعٌ، وَلَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، قَالَتْ: وَ اَصْبَحَ اَبَوَاىَ عِنْدِىْ، وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَ يَوْمًا لَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، وَلَا يَرْقَأُ لِىْ دَمْعٌ حَتّٰى اَنِّىْ لَاَظُنُّ اَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِىْ، فَبَيْنَا اَبَوَاىَ جَالِسَانِ عِنْدِىْ، وَ اَنَا اَبْكِىْ، فَاسْتَاْذَنَتْ عَلَىَّ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَاَذِنْتُ لَهَا، فَجَلَسَتْ تَبْكِىْ مَعِىْ، قَالَتْ: فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْنَا، فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ، قَالَتْ: وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِىْ مُنْذُ قِيْلَ مَا قِيْلَ قَبْلَهَا، وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوْحٰى اِلَيْهِ فِىْ شَاْنِىْ بِشَىْءٍ قَالَتْ: فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ! يَا عَائِشَةُ اَنَّهُ بَلَغَنِىْ عَنْكِ كَذَا وَ كَذَا، فَاِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ، وَ اِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ، فَاسْتَغْفِرِىْ اللّٰهَ، وَ تُوْبِىْ اِلَيْهِ، فَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ، ثُمَّ تَابَ، تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، قَالَتْ: فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ مَقَالَتَهٗ، قَلَصَ دَمْعِىْ حَتّٰى مَا اُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً، فَقُلْتُ لِاَبِىْ: اَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِّىْ فِيْمَا قَالَ، فَقَالَ اَبِىْ: وَاللّٰهِ مَا اَدْرِىْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقُلْتُ لِاُمِّىْ: اَجِيْبِىْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا قَالَ، قَالَتْ اُمِّىْ: وَاللّٰهِ مَا اَدْرِىْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقُلْتُ وَ اَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لَا اَقْرَأُ مِنَ الْقُرْاٰنِ كَثِيْرًا۔ اِنِّىْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ حَتّٰى اسْتَقَرَّ فِىْ اَنْفُسِكُمْ وَ صَدَّقْتُمْ بِهٖ، فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ: اِنِّىْ بَرِيْئَةٌ لَا تُصَدِّقُوْنِّىْ، وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِاَمْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّىْ مِنْهُ بَرِيْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّىْ، فَوَاللّٰهِ لَا اَجِدُ لِىْ وَلَكُمْ مَثَلًا اِلَّا اَبَا يُوْسُفَ حِيْنَ قَالَ: فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ، وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ، ثُمَّ تَحَوَّلْتُ، وَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِىْ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّىْ حِيْنَئِذٍ بَرِيْئَةٌ، وَ اَنَّ اللّٰهَ مُبَرِّئِىْ بِبَرَاءَتِىْ، وَ لٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ مُنْزِلٌ فِىْ شَاْنِىْ وَحْيًا يُتْلٰى، لَشَاْنِىْ فِىْ نَفْسِىْ كَانَ اَحْقَرَ مِنْ اَنْ يَّتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِىَّ بِاَمْرٍ، وَلٰكِنْ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ يُّرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِى النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِى اللّٰهُ بِهَا، فَوَاللّٰهِ مَادَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَجْلِسَهٗ، وَلَا خَرَجَ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰى اُنْزِلَ عَلَيْهِ۔ فَاَخَذَهٗ مَاكَانَ يَاْخُذُهٗ مِنَ الْبُرَحَآءِ حَتّٰى اَنَّهٗ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِنَ الْعَرَقِ مِثْلُ الْجُمَانِ وَ هُوَ فِىْ يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِىْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ، قَالَتْ: فَسُرِّىَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ يَضْحَكُ، فَكَانَتْ اَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اَنْ قَالَ: يَا عَائِشَةُ، اَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ بَرَّاَكِ، قَالَتْ: فَقَالَتْ لِىْ اُمِّىْ: قُوْمِىْ اِلَيْهِ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَا اَقُوْمُ اِلَيْهِ، فَاِنِّىْ لَا اَحْمَدُ اِلَّا اللّٰهَ، قَالَتْ: وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِىْ بَرَاءَتِىْ، قَالَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ، وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحِ بْنِ اُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهٖ مِنْهُ وَ فَقْرِهٖ، وَاللّٰهِ لَا اُنْفِقُ

عَلٰی مِسْطَحٍ شَيْئًا اَبَدًا بَعْدَ الَّذِی قَالَ لِعَائِشَةَ مَاقَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ: وَلَا يَاْتَلِ اُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ اِلٰی قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ قَالَ اَبُوْبَكْرِ نِالصِّدِّيْقُ: بَلٰی، وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِیْ، فَرَجَعَ اِلٰی مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِیْ كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ، وَ قَالَ: وَاللّٰهِ لَا اَنْزِعُهَا مِنْهُ اَبَدًا، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ اَمْرِیْ، فَقَالَ لِزَيْنَبَ: مَاذَا عَلِمْتِ اَوْ رَأَيْتِ؟ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْمِیْ سَمْعِیْ وَ بَصَرِیْ، وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اِلَّا خَيْرًا، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَ هِیَ الَّتِیْ تُسَامِيْنِیْ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ، قَالَتْ: وَطَفِقَتْ اُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا، فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ۔ (۱۱۳)

ترجمہ: نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس واقعہ کی روایت، جب بہتان لگانے والوں نے کہا جو کچھ کہا۔ اوپر مذکور اصحاب میں سے ہر ایک نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعۂ افک کا کچھ نہ کچھ حصہ مجھے بیان کیا۔ ان میں سے بعض ایسے تھے کہ جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ کو دوسرے کی بہ نسبت زیادہ محفوظ رکھا تھا اور اسے پوری طرح بیان کیا۔ میں نے ان میں سے ہر ایک کی بیان کردہ حدیث جو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالہ سے مجھ سے بیان کی اسے یاد رکھا۔ ایک کی بیان کردہ حدیث دوسرے کی تصدیق کرتی ہے اگرچہ ان میں سے ایسے بھی تھے جو دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ یاد رکھنے کی اہلیت رکھتے تھے۔ چناں چہ ان سب (چاروں) نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر پر جانے کا قصد فرماتے تو اپنی ازواج کے مابین قرعہ ڈالتے۔ قرعہ میں جس کا نام نکل آتا اسے اپنے ہمراہ لے جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک غزوہ پر جاتے وقت آپ نے قرعہ اندازی کی اس قرعہ اندازی میں میرا نام نکل آیا تو اس سفر میں، میں آپ کی شریک سفر ہوئی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ پردہ کی آیات نازل ہو چکی تھیں۔ چناں چہ مجھے پردہ میں اونٹ کے کجاوے میں سوار کرایا جاتا اور اسی طرح اس سے اتارا جاتا ہم لوگ چلے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اس غزوہ سے فارغ ہو گئے۔ اور واپس لوٹے اور مدینہ کے قریب پہنچ گئے۔ آپ نے رات ہی کو کوچ کا حکم دے دیا۔ جب لوگوں کو کوچ کا حکم دیا گیا تو میں اٹھی اور لشکر سے ذرا دور نکل گئی۔ جب میں رفع حاجت سے فارغ ہوئی اور اپنی سواری کی جانب آئی تو میں نے اپنے سینے کو چھوا تو دیکھا کہ میرا خزف یمنی کا ہار کہیں ٹوٹ کر گر گیا ہے۔ میں فوراً واپس لوٹی اور ہار کی تلاش کرنے لگی۔ ہار کی تلاش میں مجھے دیر ہو گئی۔ پھر انہوں نے بیان فرمایا کہ جو لوگ مجھے ہودے میں بٹھانے کی ذمہ داری پر مامور تھے انہوں نے ہودے کو اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا اور خیال کیا کہ میں اس میں موجود ہوں۔ (حالاں کہ میں اس میں موجود نہیں تھی) کیوں کہ اس زمانہ میں عورتیں ہلکی پھلکی تھیں۔ وجہ یہ تھی کہ ان کی خوراک سادہ اور غیر مرغن تھی۔ اسی بنا پر ہودہ اٹھانے والوں کو محسوس ہی نہیں ہوا کہ میں اس میں موجود نہیں۔ اور میں اس وقت نو عمر تھی۔ اس کے بعد انہوں نے اونٹ کھڑے کیے اور چل دیے۔ لشکر کی روانگی کے بعد مجھے میرا گم شدہ ہار مل گیا اور میں جب لشکریوں کی جگہ واپس آئی تو وہاں نہ کوئی پکارنے والا تھا نہ کوئی جواب دینے والا۔ (بالکل خاموشی اور سکوت تھا۔) چناں چہ میں نے اپنی جگہ کا قصد کیا اور وہیں جا کر بیٹھ گئی۔ میں نے خیال کیا کہ وہ مجھے جب گم پائیں گے تو تلاش کے لیے واپس ضرور آئیں گے۔ اس خیال میں، میں اپنی

جگہ پر جا بیٹھی۔ اور مجھ پر نیند نے غلبہ کیا اور میں لیٹ کر سوگئی۔ اتنے میں صفوان بن معطل سلمی جو بعد میں ذکوانی کے نام سے مشہور ہوئے، وہ لشکر کے پیچھے تھے، انہوں نے صبح میرے پاس پہنچ کر کی تو اس نے انسانی سویا ہوا وجود محسوس کیا۔ اس نے دیکھتے ہی مجھے پہچان لیا کیوں کہ پردہ کا حکم آنے سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکا تھا۔ اس کے مجھے پہچاننے کے بعد (انا للّٰہ) پڑھنے کی وجہ سے میں نیند سے یکایک بیدار ہوگئی اور اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔ اللہ گواہ ہے ہم دونوں نے کوئی بات نہیں کی اور میں نے ''اناللہ وانا الیہ راجعون'' کے سوا ان کے منہ سے کوئی کلمہ نہیں سنا۔ صفوان نے نیچے اتر کر اپنی سواری کے دست و پا باندھ دیے میں اس کے پاس آ کر سوار ہوگئی۔ صفوان خود آگے آگے پیدل سواری کو کھینچتا ہوا چلا۔ ہم عین دوپہر کے وقت جب کہ سخت گرمی پڑ رہی تھی لشکر میں پہنچ گئے جہاں وہ سب ٹھہرے ہوئے تھے۔ پھر جسے تہمت لگا کر ہلاک ہونا تھا وہ ہوا۔ اس بہتان طرازی کا سب سے بڑا محرک منافقین کا سردار و سرغنہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ عروہ کا بیان ہے کہ مجھے اطلاع دی گئی کہ جب ابن ابی کے پاس اس واقعہ کا ذکر کیا جاتا تو وہ اسے تسلیم بھی کرتا اور اسے غور سے سن کر آگے بھی بیان کرتا۔ حضرت عروہؓ کا بیان ہے کہ بہتان لگانے والوں میں حضرت حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے علاوہ اور کسی کا نام نہیں لیا گیا۔ اگر لیا گیا ہے تو اس کا مجھے علم نہیں۔ بہ ہر حال وہ ایک جماعت تھی۔ جیسا کہ ارشاد ربانی میں ہے اور اس جماعت کا بڑا سرغنہ عبداللہ بن ابی ہے۔ حضرت عروہؓ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو ناپسند فرماتی تھیں کہ حضرت حسان کو برا بھلا کہا جائے۔ وہ فرماتی تھیں کہ یہ شعر حضرت حسان کا کہا ہوا ہے: '' بلاشبہ میرا باپ، میری ماں اور میری عزت و آبرو، سب تم سے بچاؤ کے لیے محمد ﷺ کی عزت کا بچاؤ ہیں۔'' مزید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ہم مدینہ پہنچے تو میں پورا مہینہ بیمار پڑی رہی۔ بہتان تراشوں کی بہتان ترازی کے متعلق لوگوں میں چہ می گوئیاں ہوتی رہیں مگر مجھے ان میں سے کسی بات کا شعور نہیں حالاں کہ وہ میری تکلیف میں اضافہ ہی کرتا کہ رسول اللہ ﷺ کی وہ شفقت اور توجہ جو بیماری کی حالت میں اس سے پہلے ہوتی تھی وہ اب میرے ساتھ نظر نہیں آ رہی تھی۔ آپ بس میرے پاس تشریف لاتے اور اتنا پوچھ لیتے کیسی ہو تم۔ پھر تشریف لے جاتے۔ یہ بات مجھے شک میں مبتلا کر دیتی۔ مگر مجھے اس وقت تک اس شر کا مطلق علم نہیں تھا جب تک مجھے قدرے صحت نہ ہوئی۔ میں ام مسطح کے ساتھ رفع حاجت کے لیے رات کے وقت نکلی اور ہم رات ہی کو نکلا کرتی تھیں اور یہ اس وقت کی بات ہے جب ہمارے گھروں کے قریب بیت الخلاء نہیں ہوا کرتے تھے اور عربوں کی قدیم عادت و رواج کے مطابق اس کام کے لیے جنگل ہی میں جایا کرتے تھے کیوں کہ گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے ہمیں اذیت و تکلیف ہوتی تھی۔ اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اور ام مسطح دونوں چلیں۔ ام مسطح ابورہم بن عبدالمطلب بن عبد مناف کی صاحب زادی تھیں اور اس کی والدہ فہر بن عامر کی بیٹی تھیں اور ابوبکر الصدیق کی خالہ تھیں۔ اس کا لڑکا مسطح بن اثاثہ تھا۔ پس میں اور ام مسطح رفع حاجت سے فارغ ہو کر واپس گھر لوٹیں تو راستے میں ان کا پاؤں چادر میں الجھ گیا اور وہ گر پڑیں۔ اور بولیں۔ غارت ہو مسطح۔ تو میں نے کہا آپ مسطح کو برا بھلا کہتی ہیں جو بدر میں شریک تھا اس نے کہا واہ رہی مصیبت تو نے نہیں سنا جو کچھ اس نے کہا ہے۔ میں نے کہا نہیں میں نے تو کچھ بھی نہیں سنا تو ام مسطح نے بہتان تراشوں کی بہتان تراشی کے بارے میں مجھے بتایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا بیان ہے کہ یہ سن کر میری بیماری مزید بڑھ گئی۔ چناں چہ جب میں واپس گھر آئی تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، سلام کیا اور دریافت فرمایا کہ کیسی ہو تم۔ میں نے گزارش کی کہ آپ مجھے اجازت دیں تو اپنے

والدین کے ہاں چلی جاؤں۔ ارادہ میرا یہ تھا کہ وہاں جا کر ماں باپ دونوں سے اس خبر کے بارے میں یقین حاصل کروں گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آپ نے مجھے میکے جانے کی اجازت دے دی۔ میں میکے چلی گئی اور اپنی والدہ سے پوچھا امی جان، لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں۔ ماں نے تسلی دیتے ہوئے کہا: ''بیٹی تم اس کا بالکل غم مت کرو۔ یہ تو شروع سے ہوتا آیا ہے کہ جب کسی حسین و جمیل اور خوب صورت عورت کی سوکنیں ہوتی ہیں اور شوہر کو اس سے محبت بھی ہوتی ہے تو اس کے متعلق اس قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ میں نے ماں کا جواب سن کر کہا سبحان اللہ۔ (اے اللہ تو ہی پاک و منزہ ہے ہر قسم کے عیوب و نقائص سے۔) کیا لوگ ایسی باتیں کرنے لگے؟ خود فرماتی ہیں کہ میں رات بھر روتی رہی نہ نیند آئی اور نہ آنسو ہی خشک ہوئے۔ صبح ہوگئی روتے روتے۔ خود فرماتی ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ اور اسامہ بن زید کو بلایا (جب وحی کی آمد میں ذرا تاخیر ہوئی) مشورہ کرنے اور ان سے دریافت احوال کیے۔ (اپنے اہل کے بارے میں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے اسامہ بن زید ذاتی طور پر جو کچھ ان کے بارے میں معلومات رکھتا تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے گوش گزار کر دیں اور عرض کیا یارسول اللہ آپ کی اہلیہ کے متعلق خیر و بھلائی کے سوا ہم اور کچھ نہیں جانتے۔ اور حضرت علیؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ اللہ نے آپ پر تنگی نہیں رکھی۔ عورتیں بے شمار ہیں تاہم لونڈی سے دریافت فرمالیں وہ صحیح صورت حال سے آپ کو آگاہ کردے گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو بلا کر پوچھا اے بریرہ کیا تو نے عائشہ میں کوئی ایسی چیز ملاحظہ کی ہے جو مشکوک ہو؟ بریرہ نے آپ سے عرض کیا، اس ذات اقدس کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا، میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی کہ میں اس تہمت و بہتان کی تصدیق کرسکوں۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ وہ ایک کم سن لڑکی ہے۔ اس کی سادہ لوحی اور بھول پن کی یہ حالت ہے کہ آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے اور بکری آکر اسے کھا جاتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ بریرہ کی گفتگو سن کر رسول اللہ ﷺ اسی روز کھڑے ہوئے اور منبر پر تشریف لا کر عبداللہ بن ابی کے شر سے پناہ طلب کرتے ہوئے فرمایا۔ مسلمانو! اس شخص سے کون مجھے بچاتا ہے، اس سے مجھے میرے اہل کے متعلق بڑی اذیت پہنچی ہے، واللہ! میں اپنی اہلیہ کے بارے میں بجز بھلائی و خیر کے کچھ نہیں جانتا اور جس شخص کو اس اتہام میں شریک کررہے ہیں وہ تو کبھی میری اہلیہ کے پاس میری عدم موجودگی میں آیا تک نہیں۔'' آپ کا یہ کلام سنتے ہی قبیلہ بنو اشہل کے سعد بن معاذ کھڑے ہوگئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں آپ کو اس ذیت رسانی سے نجات دلانے کے لیے تیار ہوں بشرطے کہ وہ آدمی میرے قبیلہ کا ہو۔ تو ابھی اس کا سرتن سے جدا کیے دیتا ہوں اور اگر اس کا تعلق ہمارے بھائیوں خزرجیوں سے ہے تو آپ جو حکم ارشاد فرمائیں گے ہم اس پر عمل کریں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ خزرج قبیلہ کا ایک آدمی اٹھا جس کی والدہ حسان کی چچازاد بہن تھیں اور اسی خاندان سے تھیں۔ یہ اٹھنے والے سعد بن عبادہ تھے، جو ان دنوں قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اس سے پہلے یہ ایک صالح انسان تھے لیکن اس موقع پر حمیت غالب آگئی۔ اس نے سعد بن معاذ سے کہا اللہ کی قسم تم جھوٹ کہتے ہو تم اسے کبھی نہیں مار سکتے اور نہ ہی اس کے قتل پر تجھے قدرت حاصل ہے۔ اور اگر وہ تیرے قبیلہ کا ہوتا تو کبھی تو اسے قتل کرنا پسند نہ کرتا۔ اس پر اُسید جو سعد بن معاذ کا چچازاد بھائی تھا نے سعد بن عبادہ سے کہا: تو نے جھوٹ کہا ہم اسے ضرور قتل کردیں گے تو منافق ہے۔ منافقوں کی طرف داری کرتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کے لوگ برانگیختہ ہوگئے اور مرنے مارنے پر تیار ہوگئے۔ اس موقعہ پر رسول اللہ ﷺ منبر پر

تشریف فرما تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کو دھیما اور ٹھنڈا کرتے رہے کہ وہ خاموش ہو گئے۔ اور آپ بھی خاموش ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں اس روز دن بھر روتی رہی نہ آنسو تھے کہ تھمتے اور نہ نیند ہی آئی تھی۔ اور میرے ماں باپ بھی کبیدہ خاطر تھے۔ میں برابر دو راتیں اور ایک دن روتی رہی نہ نیند میرے قریب آئی اور نہ میرے آنسو ہی رکے۔ یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ میرے رونے سے تو میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ میں روئے جا رہی تھی ماں باپ دونوں میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک انصاری خاتون اجازت طلب کر کے میرے پاس آ بیٹھی اور وہ بھی میرے ساتھ رونے لگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ہم لوگ اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور السلام علیکم کہا اور بیٹھ گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اس دن سے پہلے آپ میرے پاس جب سے بہتان ترازیاں کی جا رہی تھیں نہیں بیٹھے تھے۔ اور میرے بارے میں آپ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ انہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیٹھے تو کلمہ شہادت پڑھا اور پھر فرمایا: ''اے عائشہ! مجھے تمہارے بارے میں اس طرح، اس طرح کی باتیں پہنچی ہیں۔ اگر تم بے گناہ ہو، تو اللہ تعالیٰ ضرور عنقریب تمہاری پاک دامنی ظاہر فرما دے گا۔ اور اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے تو اللہ سے معافی طلب کر لو۔ اور بخشش کی درخواست کرو اس لیے کہ جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کر لے اور اس کی جناب میں رجوع کر لے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب اپنی بات ختم کر چکے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے آنسو فوراً بند ہو گئے اور ایک قطرہ تک آنکھوں میں باقی نہ رہا۔ اب میں نے اپنے والد سے عرض کیا کہ آپ رسول اللہ کی بات کا جواب دیں۔ انہوں نے کہا واللہ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ میں آپ کو کیا جواب دوں۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کو میری جانب سے جواب دیں۔ انہوں نے بھی مجھے وہی جواب دیا۔ جب میں نے دونوں کو جواب دینے سے عاجز دیکھا تو خود ہی جواب دینا شروع کیا۔ حالاں کہ میں اس وقت نوعمر لڑکی تھی اور قرآن بھی زیادہ پڑھی ہوئی نہ تھی۔ میں نے کہا اللہ کی قسم آپ لوگوں نے وہ بات سنی اور وہ بات آپ کے دلوں میں بیٹھ گئی اور اسے آپ لوگوں نے سچ تسلیم کر لیا۔ اب اگر میں اپنی براءت کا اظہار کروں کہ میں بے گناہ ہوں تو آپ مجھے سچا تسلیم نہیں کریں گے، ہاں اگر میں گناہ کا اعتراف کر لوں جب کہ میں حقیقت میں بے گناہ ہوں اور پاک ہوں تو آپ اسے تسلیم کر لیں گے۔ اللہ شاہد ہے اب میری اور آپ کی مثال وہی ہے جو یوسف کے والد (یعقوب) کی تھی کہ انہوں نے فراق یوسف پر **واللّٰہ المستعان علی ماتصفون** کہا۔ اب یہی میرے لیے بہتر ہے کہ صبر کروں۔ یہ کہہ کر میں نے اپنا رخ دوسری جانب پھیر لیا اور جا کر بستر پر خاموشی سے لیٹ گئی۔ مجھے یقین تھا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں اور وہ میری براءت فرمائے گا۔ مگر مجھے یہ گمان نہ تھا کہ میرے معاملے کے بارے میں قرآن کی کوئی آیت نازل کی جائے گی۔ پھر وہ آیت قیامت تک پڑھی جاتی رہے گی کیوں کہ میں اپنی حیثیت اتنی نہ سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے متعلق کلام فرمائے گا۔ بس میرا خیال تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نبیؐ کو بذریعہ خواب مطلع فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ مجھے اس بہتان سے بری فرما دے گا۔ ابھی نبی ﷺ اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے اور گھر کا کوئی فرد بھی باہر نہیں گیا تھا کہ آپ پر وحی کی حالت طاری ہو گئی جیسا کہ نزول وحی کے وقت ہوا کرتی تھی۔ یہ سختی آپ پر اس وحی کے وزن کی وجہ سے ہوتی تھی جو آپ پر نازل ہوتی تھی کہ سردی کے ایام میں بھی پیشانی مبارک سے پسینہ ٹپکنے لگتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پس وحی کی حالت ختم ہوئی تو خوشی سے مسکرائے اور سب سے پہلے جو کلمہ فرمایا وہ یہ تھا کہ

اے عائشہ اللہ نے تمہاری پاک دامنی بیان فرمادی ہے اس پر میری والدہ نے فرمایا، اٹھو! آں حضرتؐ کا شکریہ ادا کرو۔ میں نے عرض کیا اللہ کی قسم میں ان کا شکریہ ادا کرنے ان کی طرف نہیں اٹھوں گی۔ پس میں تو اللہ کا شکریہ ادا کرتی ہوں یا کروں گی، اللہ نے **ان الذین جاء وا بالافک** سے لے کر دس آیات نازل فرمائیں اور میری براءت نازل فرمادی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو مسطح بن اثاثہ پر اپنے قریبی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے خرچ کیا کرتے تھے، نے قسم کھائی کہ اللہ کی قسم میں اب کبھی بھی مسطح پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگانے کی وجہ سے خرچ نہیں کروں گا، اس پر اللہ تعالیٰ نے (**ولا یاتل اولوا الفضل منکم... الی... قولہ غفور رحیم**) تک نازل فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ فوراً بول اٹھے کہ میری مسرت اور خوشی اسی میں ہے کہ اللہ مجھے بخش دے۔ اس کے بعد پھر انہوں نے مسطح کو وہی اخراجات دینے شروع کر دیے جو پہلے دیتے تھے۔ ساتھ ہی اللہ کو شاہد بنا کر عرض کیا کہ میں اس سلسلہ کو کبھی بھی بند نہ کروں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے زینب بنت جحش سے جو میری سوکن ہوتی تھیں میرے متعلق پوچھا کہ تمہاری معلومات اور رائے عائشہ کے بارے میں کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے کان اور اپنی آنکھوں کو محفوظ رکھتی ہوں (برائی و بدگوئی سننے اور دیکھنے سے) اللہ گواہ ہے میرے علم میں بھلائی کے سوا ان کے بارے میں کوئی چیز نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ازواج مطہرات میں یہی زینب ہی میرا مقابلہ کرتی تھیں۔ اللہ نے ان کو ان کی نیکی و پرہیزگاری کی وجہ سے محفوظ رکھا اور ان کی ہمشیرہ حمنہ نے لڑائی شروع کر دی۔ جس کی وجہ سے وہ بھی تہمت لگانے والوں کے ساتھ تباہ و ہلاک ہو گئی۔

تشریح: غزوۂ بنی المصطلق کے سفر میں عبداللہ بن ابی نے ایک خطرناک فتنہ اٹھا دیا اور فتنہ بھی ایسا کہ اگر نبی ﷺ اور آپ کے جاں نثار صحابہ کمال درجہ ضبط و تحمل اور حکمت و دانائی سے کام نہ لیتے تو مدینے کی نوخیز مسلم سوسائٹی میں سخت خانہ جنگی برپا ہو جاتی۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا فتنہ تھا۔ اس کا واقعہ خود انہی کی زبان سے درج ذیل ہے۔ جس سے صورت حاصل سامنے آ جائے گی۔ بیچ بیچ میں جو امور تشریح طلب ہوں گے انہیں ہم دوسری معتبر روایات کی مدد سے قوسین میں بڑھاتے جائیں گے تا کہ جناب صدیقہ کے تسلسل بیان میں خلل نہ واقع ہو۔

روداد واقعہ خود انہی کی زبان سے

رسول اللہ ﷺ کا قاعدہ تھا کہ جب آپ سفر پر جانے لگتے تو قرعہ ڈال کر فیصلہ فرماتے کہ آپ کی بیویوں میں سے کون آپ کے ساتھ جائے۔ غزوۂ بنی المصطلق کے موقع پر میرا نام نکلا اور میں آپ کے ساتھ گئی۔ واپسی پر جب ہم مدینے کے قریب تھے، ایک منزل پر رات کے وقت رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ کیا۔ اور ابھی رات کا کچھ حصہ باقی تھا کہ کوچ کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ میں اٹھ کر رفع حاجت کے لیے گئی اور جب پلٹنے لگی تو قیام گاہ کے قریب پہنچ کر مجھے محسوس ہوا کہ میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر کہیں گر پڑا ہے۔ میں اسے تلاش کرنے میں لگ گئی اور اتنے میں قافلہ روانہ ہو گیا۔ قاعدہ یہ تھا کہ میں کوچ کے وقت اپنے ہودے میں بیٹھ جاتی تھی اور چار آدمی اسے اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیتے تھے۔ ہم عورتیں اس زمانے میں غذا کی کمی کے سبب سے بہت ہلکی پھلکی تھیں۔ میرا ہودہ اٹھاتے وقت لوگوں کو یہ محسوس ہی نہ ہوا کہ میں اس میں نہیں ہوں۔ وہ بے خبری میں خالی ہودہ اونٹ پر رکھ کر روانہ ہو گئے۔ میں جب ہار لے کر پلٹی تو وہاں کوئی نہ تھا۔ آخر اپنی چادر اوڑھ کر وہیں لیٹ

گئی اور دل میں سوچ لیا کہ آگے جا کر جب یہ لوگ مجھے نہ پائیں گے تو خود ہی ڈھونڈتے ہوئے آجائیں گے۔ اسی حالت میں مجھ کو نیند آگئی۔ صبح کے وقت صفوان بن معطل سلمی اس جگہ سے گزرے۔ جہاں میں سو رہی تھی اور مجھے دیکھتے ہی پہچان گئے۔ کیوں کہ پردے کا حکم آنے سے پہلے وہ مجھے بارہا دیکھ چکے تھے۔ (یہ صاحب بدری صحابیوں میں سے تھے ان کو صبح دیر تک سونے کی عادت تھی، اس لیے یہ بھی لشکر گاہ میں کہیں پڑے سوتے رہ گئے تھے اور اب اٹھ کر مدینے جا رہے تھے) مجھے دیکھ کر انہوں نے اونٹ روک لیا اور بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا:

—— اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ —— رسول اللہ ﷺ کی بیوی یہیں رہ گئیں!''

اسی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اٹھ کر فوراً اپنے منہ پر چادر ڈال لی۔ انہوں نے مجھ سے کوئی بات نہ کی، لا کر اپنا اونٹ میرے پاس بٹھا دیا اور الگ ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ میں اونٹ پر سوار ہو گئی اور وہ نکیل پکڑ کر روانہ ہو گئے۔ دوپہر کے قریب ہم نے لشکر کو جا لیا جب کہ وہ ابھی ایک جگہ جا کر ٹھہرا ہی تھا اور لشکر والوں کو یہ پتہ نہ چلا تھا کہ میں پیچھے چھوٹ گئی ہوں۔ اس پر بہتان اٹھانے والوں نے بہتان اٹھا دیے اور ان میں سب سے پیش پیش عبداللہ بن ابی تھا۔ مگر میں اس سے بے خبر تھی کہ مجھ پر کیا باتیں بن رہی ہیں۔

دوسری روایات میں آیا ہے کہ جس وقت صفوان کے اونٹ پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لشکر گاہ میں پہنچیں اور معلوم ہوا کہ آپ اس طرح پیچھے چھوٹ گئی تھیں۔ اسی وقت عبداللہ بن ابی پکار اٹھا کہ ''خدا کی قسم یہ بچ کر نہیں آئی ہے، لو دیکھو، تمہارے نبی کی بیوی نے رات ایک اور شخص کے ساتھ گزاری اور اب وہ اسے علانیہ لیے چلا آ رہا ہے۔

مدینے پہنچ کر میں بیمار ہو گئی اور ایک مہینے کے قریب پلنگ پر پڑی رہی۔ شہر میں اس بہتان کی خبریں اڑ رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے کانوں تک بھی بات پہنچ چکی تھی، مگر مجھے کچھ پتہ نہ تھا۔ البتہ جو چیز مجھے کھٹکتی تھی وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی وہ توجہ میری طرف نہ تھی جو بیماری کے زمانے میں ہوا کرتی تھی۔ آپ گھر میں آتے تو بس گھر والوں سے یہ پوچھ کر چلے جاتے: (**کیف تیکم؟**) ''کیسی ہیں یہ؟'' خود مجھ سے کوئی کلام نہ کرتے۔ اس سے مجھے شبہ ہوتا کہ کوئی بات ضرور ہے۔ آخر آپ سے اجازت لے کر میں اپنی ماں کے گھر چلی گئی۔ تا کہ وہ میری تیمارداری اچھی طرح کر سکیں۔

ایک روز رات کے وقت حاجت کے لیے میں مدینے کے باہر گئی۔ اس وقت تک ہمارے گھروں میں بیت الخلاء نہ تھے اور ہم لوگ جنگل ہی جایا کرتے تھے۔ میرے ساتھ مسطح ابن اُثاثہ کی ماں بھی تھیں جو میرے والد کی خالا زاد بہن تھیں (دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پورے خاندان کی کفالت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ذمے لے رکھی تھی، مگر اس احسان کے باوجود مسطح بھی ان لوگوں میں شامل ہو گئے تھے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف اس بہتان کو پھیلا رہے تھے) راستے میں ان کو ٹھوکر لگی اور بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا: ''غارت ہو مسطح''

میں نے کہا: ''اچھی ماں ہو جو بیٹے کو کوستی ہو اور بیٹا بھی وہ جس نے جنگ بدر میں حصہ لیا ہے۔''

انہوں نے کہا: ''بیٹا! کیا تجھے اس کی باتوں کی کچھ خبر نہیں؟''

پھر انہوں نے سارا قصہ سنایا کہ افترا پرداز لوگ میرے متعلق کیا باتیں اڑا رہے ہیں۔ (منافقین کے سوا خود

مسلمانوں میں سے جو لوگ اس فتنے میں شامل ہوگئے تھے ان میں مسطح، حسان بن ثابت مشہور شاعر اسلام اور حمنہ بنت جحش، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بہن کا حصہ سب سے نمایاں تھا) یہ داستان سن کر میرا خون خشک ہوگیا وہ حاجت بھی بھول گئی جس کے لیے آئی تھی، سیدھی گھر گئی اور رات بھر رو رو کر کاٹی۔

آگے چل کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''میرے پیچھے رسول اللہ ﷺ نے علی اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے مشورہ طلب کیا۔ اُسامہ نے میرے حق میں کلمۂ خیر کہا اور عرض کیا ''یا رسول اللہ بھلائی کے سوا آپ کی بیوی میں کوئی چیز ہم نے نہیں پائی۔ یہ سب کچھ کذب اور باطل ہے جو اڑایا جا رہا ہے۔''

رہے علی (رضی اللہ عنہ) تو انہوں نے کہا ''یا رسول اللہ ﷺ عورتوں کی کمی نہیں ہے، آپ اس کی جگہ دوسری بیوی کر سکتے ہیں اور تحقیق کرنا چاہیں تو خدمت گار لونڈی کو بلا کر حالات دریافت فرمائیں۔''

چناں چہ خدمت گار کو بلایا گیا اور پوچھ گچھ کی گئی۔ اس نے کہا ''اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے ان میں کوئی برائی نہیں دیکھی جس پر حرف رکھا جا سکے بس اتنا عیب ہے کہ میں آٹا گوندھ کر کسی کام کو جاتی ہوں اور کہہ جاتی ہوں کہ بیوی ذرا آٹے کا خیال رکھنا، مگر وہ سو جاتی ہیں اور بکری آکر آٹا کھا جاتی ہے۔''

اسی روز رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں حدیث بالا کے الفاظ فرمائے'' اس پر اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ (بعض روایات میں سعد بن معاذؓ) نے اٹھ کر کہا کہ ''یا رسول اللہ ﷺ، اگر وہ ہمارے قبیلے کا آدمی ہے تو ہم اس کی گردن ماردیں اور اگر ہمارے بھائی خزرجیوں میں سے ہے تو آپ حکم دیں، ہم تعمیل کے لیے حاضر ہیں'' یہ سنتے ہی سعد بن عبادہ، رئیس خزرج اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے'' جھوٹ کہتے ہو، تم ہرگز اسے نہیں مار سکتے۔ تم اس کی گردن مارنے کا نام صرف اس لیے لے رہے ہو کہ وہ خزرج میں سے ہے۔ اگر وہ تمہارے قبیلے کا آدمی ہوتا تو تم کبھی یہ نہ کہتے ہم اس کی گردن ماردیں گے۔'' اُسید بن حضیر نے جواب میں کہا: ''تم منافق ہو اسی لیے منافقوں کی حمایت کرتے ہو۔''

اس پر مسجد نبوی میں ایک ہنگامہ برپا ہوگیا حالاں کہ رسول اللہ ﷺ ممبر پر تشریف رکھتے تھے، قریب تھا کہ اَوس اور خُزرج مسجد ہی میں لڑ پڑتے مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کو ٹھنڈا کیا اور پھر ممبر سے اتر آئے۔

عبداللہ بن ابی کی غرض

عبداللہ بن ابی نے یہ شوشہ چھوڑ کر بیک وقت کئی شکار کرنے کی کوشش کی:

- ایک طرف اس نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عزت پر حملہ کیا۔
- دوسری طرف اس نے اسلامی تحریک کے بلندترین اخلاقی وقار کو گرانے کی کوشش کی۔
- تیسری طرف اس نے یہ ایک ایسی چنگاری پھینکی تھی کہ اگر اسلام اپنے پیروؤں کی کایا نہ پلٹ چکا ہوتا تو مہاجرین اور انصار خود انصار کے بھی دونوں قبیلے آپس میں لڑ مرتے۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، النور...تاریخی پس منظر)

حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق وضاحت کردی تھی مگر وہ لوگوں کی زبان بند کرنے کے لیے کافی نہ تھی۔ جب قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی کہ ''جس وقت تم لوگوں نے اسے (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کی بات کو) سنا

تھا۔اسی وقت کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپ سے نیک گمان کیا؟ اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ صریح بہتان ہے؟'' تو عام لوگوں کے دل میں یہ سوال اٹھ سکتا تھا کہ خود نبی ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسے کیوں نہ اول روز ہی جھٹلا دیا اور کیوں انہوں نے اسے اتنی اہمیت دی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شوہر اور باپ کی پوزیشن عام آدمیوں سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ اگرچہ ایک شوہر سے بڑھ کر کوئی اپنی بیوی کو نہیں جان سکتا اور ایک شریف وصالح بیوی کے متعلق کوئی صحیح الدماغ شوہر لوگوں کے بہتانوں پر فی الواقع بدگمان نہیں ہوسکتا، لیکن اگر اس کی بیوی پر الزام لگا دیا جائے تو وہ اس مشکل میں پڑ جاتا ہے کہ اسے بہتان کہہ کر رد کر بھی دے تو کہنے والوں کی زبان نہ رکے گی (جیسے حضور ﷺ نے کہہ دیا تھا) بلکہ وہ اس پر ایک اور ردّا یہ چڑھائیں گے کہ بیوی نے میاں صاحب کی عقل پر کیسا پردہ ڈال رکھا ہے۔سب کچھ کر رہی ہے اور میاں یہ سمجھتے ہیں کہ میری بیوی بڑی پاک دامن ہے، ایسی ہی مشکل ماں باپ کو پیش آتی ہے، وہ غریب اپنی بیٹی کی عصمت پر صریح جھوٹے الزام کی تردید میں اگر زبان کھولیں بھی تو بیٹی کی پوزیشن صاف نہیں ہوتی۔ کہنے والے یہی کہیں گے کہ ماں باپ ہیں، اپنی بیٹی کی حمایت نہ کریں گے تو اور کیا کریں گے یہی چیز تھی جو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ اور ام رومانؓ کو اندر ہی اندر غم سے گھلائے دے رہی تھی۔ ورنہ حقیقت میں کوئی شک ان کو لاحق نہ تھا۔ (جیسا کہ حضورؐ کے ارشاد بالا سے ظاہر ہے)

(تفہیم القرآن، ج ۳، نور، حاشیہ: ۱۳)

دو قیدیوں کی رہائی

۵۱- ''بنی قریظہ کے قیدیوں میں سے آپ ﷺ نے زبیر بن باطا اور عمرو بن سعد (یا ابن سعدی) کی جان بخشی کی۔

تخریج:(۱) اَخبَرَنَا اَبُوْ عَبدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ، اَنبأَ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْبَغْدَادِيُّ، ثَنَا اَبُوْ (عَلَاثَةَ)، ثَنَا اَبِیْ، ثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: وَ اَقْبَلَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: هَبْ لِی الزَّبِيْرَ الْيَهُوْدِيَّ اَجْزِيَهِ، فَقَدْ كَانَتْ لَهُ عِنْدِیْ يَوْمَ بُعَاثٍ،(۱) فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ، فَاَقْبَلَ ثَابِتٌ حَتّٰی اَتَاهُ، فَقَالَ: يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! هَلْ تَعْرِفُنِیْ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، وَ هَلْ يُنْكِرُ الرَّجُلُ اَخَاهُ؟ قَالَ ثَابِتٌ: اَرَدْتُّ اَنْ اَجْزِيَكَ الْيَوْمَ بِيَدٍ لَكَ عِنْدِیْ يَوْمَ بُعَاثٍ، قَالَ: فَافْعَلْ، فَاِنَّ الْكَرِيْمَ يَجْزِی الْكَرِيْمَ، قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ، قَدْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَهَبَكَ لِیْ، فَاَطْلَقَ عَنْهُ اَسَارَهُ، فَقَالَ الزَّبِيْرُ: لَيْسَ لِیْ قَائِدٌ وَقَدْ اَخَذْتُمْ امْرَاَتِیْ وَ بَنِیَّ فَرَجَعَ ثَابِتٌ اِلَی الزَّبِيْرِ، فَقَالَ: رَدَّ اِلَيْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ امْرَأَتَكَ وَ بَنِيْكَ، فَقَالَ الزَّبِيْرُ: حَائِطٌ لِیْ فِيْهِ اَعْذَقٌ لَيْسَ لِیْ، وَلَا لِاَهْلِیْ عَيْشٌ اِلَّا بِهٖ، فَرَجَعَ ثَابِتٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَهَبَ لَهُ، فَرَجَعَ ثَابِتٌ اِلَی الزَّبِيْرِ فَقَالَ: قَدْ رَدَّ اِلَيْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَهْلَكَ وَ مَالَكَ، فَاَسْلِمْ تَسْلَمْ، قَالَ: مَا فَعَلَ الْجَلِيْسَانِ؟ وَ

---

(۱) اسم کان محذوف ای ید.

ذَكَرَ رِجَالَ قَوْمِهٖ، قَالَ ثَابِتٌ: قَدْ قُتِلُوْا، وَ فَرَغَ مِنْهُمْ، وَ لَعَلَّ اللّٰهَ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی اَنْ يَّكُوْنَ اَبْقَاکَ لِخَيْرٍ، قَالَ الزَّبِيْرُ: اَسْأَلُکَ بِاللّٰهِ يَا ثَابِتُ وَ بِيَدِی الْخَصِيْمُ عِنْدَکَ يَوْمَ بُعَاثٍ اِلَّا اَلْحَقْتَنِیْ بِهِمْ، فَلَيْسَ فِی الْعَيْشِ خَيْرٌ بَعْدَهُمْ، فَذَكَرَ ذٰلِکَ ثَابِتٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَمَرَ بِالزَّبِيْرِ فَقُتِلَ۔ (۱۱۴)

ترجمہ: حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ زبیر یہودی مجھے عنایت فرمادیں۔ میں اسے بدلہ چکانا چاہتا ہوں اس کا جنگ بعاث کے دن کا ایک احسان مجھ پر ہے۔ آپ نے اس کی درخواست پر زبیر اسے عطا فرمادیا۔ ثابت زبیر کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: اے ابوعبدالرحمٰن مجھے پہچانا۔ اس نے کہا ہاں بھلا ایک آدمی اپنے بھائی کو نہیں پہچانے گا۔ ثابت نے اسے کہا میں چاہتا ہوں کہ تمہارے جنگ بعاث کے دن کا ایک احسان کا بدلہ دوں جو مجھ پر واجب الادا ہے وہ بولا ضرور ادا کریں۔ ایک معزز و مکرم آدمی معزز آدمی کا بدلہ دیتا ہے۔ ثابت نے کہا تو میں نے ایسا کردیا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ آپ تجھے مجھ کو ہبہ فرمادیں تو میں اسے اسیری وقید سے آزاد کردوں۔ زبیر نے کہا بھئی میرا تو قائد نہیں۔ بیوی بچے آپ لوگوں نے قید کر لیے ہیں۔ یہ سن کر ثابت رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کے بیوی بچوں کی رہائی کی سفارش کی۔ آپ نے رہا فرمایا۔ ثابت نے واپس آکر زبیر کو خوش خبری سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیوی بچے بھی رہا فرمادیے ہیں۔ زبیر نے پھر ایک اور تقاضا کردیا کہ میرا ایک باغ ہے جس کی کھجوریں شیریں، پانی نہایت میٹھا، ان کے بغیر میں اور میرے اہل وعیال تو زندہ نہیں رہ سکتے۔ ثابت پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کے تقاضا کا ذکر کیا آپ نے یہ بھی اسے عطا فرمادیں۔ ثابت نے واپس آکر زبیر کو مژدہ سنایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں تمہارا اہل وعیال اور مال سب واپس فرمادیا ہے اب تجھے اسلام قبول کرنا چاہیے۔ امن وسلامتی سے رہو گے۔ اس نے پوچھا میرے ہم جلیس ساتھیوں کا کیا ہوا اور اس نے اپنی قوم کے لوگوں کا تذکرہ کیا۔ ثابت نے اسے بتایا وہ تو قتل کیے جاچکے ہیں وہ ان سے فارغ ہے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے تجھے بھلائی کے لیے زندہ رکھا ہو۔ زبیر نے کہا اے ثابت میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جب کہ تیری جانب سے یوم بعاث والا دشمن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ مجھے بھی انہیں کے ساتھ ملادے۔ ان کے بعد زندگی میں کیا مزا ہے۔ اس کا ذکر ثابت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے حکم دیا کہ زبیر کو قتل کردیا جائے چناں چہ اسے قتل کردیا گیا۔

﴿۲﴾ قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: وَقَدْ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ الشَّمَّاسِ كَمَا ذَكَرَ لِی ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِیُّ، اَتَی الزَّبِيْرَ بْنَ بَاطَا الْقُرَظِیَّ، وَكَانَ يُكْنٰی اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ۔ وَكَانَ الزَّبِيْرُ قَدْ مَنَّ عَلٰی ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ فِی الْجَاهِلِيَّةِ، ذَكَرَ لِیْ بَعْضُ وَلَدِ الزَّبِيْرِ اَنَّهٗ كَانَ مَنَّ عَلَيْهِ يَوْمَ بُعَاثٍ، اَخَذَهٗ فَجَزَّ نَاصِيَتَهٗ، ثُمَّ خَلّٰی سَبِيْلَهٗ۔ فَجَائَهٗ ثَابِتٌ وَ هُوَ شَيْخٌ كَبِيْرٌ، فَقَالَ: يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، هَلْ تَعْرِفُنِیْ؟ قَالَ: وَهَلْ يَجْهَلُ مِثْلِیْ مِثْلَکَ، قَالَ: اِنِّیْ قَدْ اَرَدْتُّ اَنْ اَجْزِيَکَ بِيَدِکَ عِنْدِیْ، قَالَ: اِنَّ الْكَرِيْمَ يَجْزِی الْكَرِيْمَ، ثُمَّ اَتٰی ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) اِنَّهٗ قَدْ كَانَتْ لِلزَّبِيْرِ عَلَیَّ مِنَّةٌ، وَقَدْ

اَحْبَبْتُ اَنْ اَجْزِيَهُ بِهَا، فَهَبْ لِيْ دَمَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هُوَلَكَ، فَاَتَاهُ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ وَهَبَ لِيْ دَمَكَ، فَهُوَ لَكَ؟ قَالَ: شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا اَهْلَ لَهُ وَلَا وَلَدَ، فَمَا يَصْنَعُ بِالْحَيَاةِ؟ قَالَ: فَاَتٰى ثَابِتٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هَبْ لِيْ امْرَاَتَهُ وَ وَلَدَهُ، قَالَ: هُمْ لَكَ۔ قَالَ: فَاَتَاهُ، فَقَالَ: قَدْ وَهَبَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَهْلَكَ وَلَدَكَ، فَهُمْ لَكَ؟ قَالَ: اَهْلُ بَيْتٍ بِالْحِجَازِ لَا مَالَ لَهُمْ، فَمَا بَقَاءُ هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ؟ فَاَتٰى ثَابِتٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَالُهُ؟ قَالَ: هُوَلَكَ۔ فَاَتَاهُ ثَابِتٌ فَقَالَ: قَدْ اَعْطَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَالَكَ، فَهُوَ لَكَ؟ قَالَ:اَیْ ثَابِتٌ، مَا فَعَلَ الَّذِيْ كَانَ وَجْهُهُ مِرْآةً صِيْنِيَّةً يَتَرَاءَ ى فِيْهَا عَذَارِى الْحَيِّ، كَعْبُ بْنُ اَسَدٍ؟ قَالَ: قُتِلَ، قَالَ: فَمَا فَعَلَ سَيِّدُ الْحَاضِرِ وَالْبَادِيْ حُيَيَّ بْنُ اَخْطَبَ؟ قَالَ: قُتِلَ، قَالَ: فَمَا فَعَلَ مُقَدِّمَتُنَا اِذَا شَدَدْنَا، وَحَامِيَتُنَا اِذَا فَرَرْنَا، عَزَّالُ بْنُ سَمَوْءَ لَ؟ قَالَ: قُتِلَ، قَالَ: فَمَا فَعَلَ الْمَجْلِسَانُ؟ يَعْنِيْ بَنِيْ كَعْبِ بْنِ قُرَيْظَةَ وَ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ قُرَيْظَةَ، قَالَ: ذَهَبُوْا قُتِلُوْا؟ قَالَ: فَاِنِّيْ اَسْأَلُكَ يَا ثَابِتُ بِيَدِيْ عِنْدَكَ اِلَّا اَلْحَقْتَنِيْ بِالْقَوْمِ، فَوَاللّٰهِ مَا فِي الْعَيْشِ بَعْدَ هٰؤُلَاءِ مِنْ خَيْرٍ، فَمَا اَنَا بِصَابِرٍ لِلّٰهِ فَتْلَةَ دَلْوِ نَاضِحٍ حَتّٰى اَلْقَى الْاَحِبَّةَ، فَقَدَّمَهُ ثَابِتٌ، فَضَرَبَ عُنُقَهُ۔ (۱۱۵)

ترجمہ: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھ سے ابن شہاب زہری نے بیان کیا کہ ثابت بن قیس بن شماس زبیر بن باطا کے پاس پہنچے۔ زبیر کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ زبیر نے زمانہ جاہلیت میں ثابت پر ایک احسان کیا تھا۔ زبیر کی اولاد میں سے کسی نے مجھے بتایا کہ اس نے ثابت پر جو احسان کیا تھا وہ جنگ بعاث کے موقع پر کیا تھا اور وہ یہ تھا کہ زبیر نے ثابت کو پکڑ لیا تھا۔ اور صرف اس کی پیشانی کے بال کاٹ کر اسے چھوڑ دیا تھا۔ بہ ہر حال ثابت جو بہت بوڑھا ہو چکا تھا۔ زبیر کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن مجھے پہچانتے ہو؟ وہ بولا کیا مجھ ایسا آدمی تم ایسے آدمی کو نہیں پہچانے گا۔ ثابت نے کہا میرا ارادہ ہے کہ تمہارا جو احسان مجھ پر ہے اس کا میں بدلہ چکا دوں۔ زبیر بولا۔ بے شک شریف و معزز آدمی ہی شریف آدمی کا بدلہ چکا تا ہے۔ اس کے بعد ثابت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ زبیر کا مجھ پر ایک احسان ہے۔ میں اسے اس کا بدلہ دینا چاہتا ہوں میری درخواست ہے کہ آپ میری خاطر اس کا خون معاف فرما دیں اور مجھے ہبہ فرما دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **فهولك**۔ یہ خون اب تمہارا ہے۔ ثابت یہ مژدہ لے کر زبیر کے پاس گئے اور اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری خاطر تمہارا خون بخش دیا ہے۔ لہٰذا اب یہ خون تمہاری ملکیت ہے۔ زبیر نے کہا میں بوڑھا آدمی ہوں۔ بیوی ہے نہ بچے، میں زندہ رہ کر کیا کروں گا؟ ثابت پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں، آپ زبیر کی اہلیہ اور اس کے بچے مجھے ہبہ فرما دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ ہبہ فرما دیے۔ ثابت پھر زبیر کے پاس آئے اور اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے اہل و عیال مجھے ہبہ فرما دیے ہیں۔ لہٰذا اب یہ تمہارے ہیں۔

زبیر نے کہا اہل و عیال حجاز میں ہیں ان کے پاس مال نہیں۔ ایسی صورت میں وہ زندہ کیسے رہیں گے۔ ثابت پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ اس کا مال و متاع بھی عنایت فرما دیجیے۔ آپ نے اس کا مال و متاع بھی عنایت فرما دیا۔ ثابت پھر اس کے پاس آئے اور اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارا مال بھی مجھے عطا فرما دیا ہے۔ لو اب وہ مال تمہارا ہے۔ زبیر بولا: اے ثابت: یہ تو بتاؤ کہ فلاں شخص یعنی کعب بن اسد کا کیا ہوا جس کا چہرہ شفاف آئینہ کی طرح چمکتا تھا محلّہ کی کنواری اور حسین و جمیل لڑکیاں اس میں اپنا رخ زیبا دیکھنے کے لیے ہجوم کیا کرتی تھیں۔ ثابت نے جواب دیا اسے تو قتل کر دیا گیا۔ پھر زبیر نے دریافت کیا اچھا یہ بتاؤ کہ شہر و دیہات کے سردار حی بن اخطب کا کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ بھی مارا گیا۔ زبیر نے پھر دریافت کیا کہ اچھا بتاؤ اس شخص کا کیا ہوا جو ہمارے حملہ کے وقت پیش پیش ہوتا تھا اور جب ہم راہ فرار اختیار کرتے تھے تو وہ ہمارا محافظ ہوا کرتا تھا یعنی عزال بن سموءل۔ ثابت نے جواب دیا کہ وہ بھی مارا گیا۔ زبیر نے پھر دریافت کیا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ ہماری دونوں مجلسوں یعنی بنو کعب بن قریظہ اور بنو عمرو بن قریظہ کا حشر کیا ہوا۔ جواب ملا کہ وہ بھی مارے گئے۔ اس پر زبیر نے کہا تو پھر اے ثابت میں اپنے احسان کے بدلہ میں تجھ سے جو درخواست کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ مجھے اپنی قوم کے ساتھ ہی ملا دو۔ واللہ ان کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں۔ اب تو میں اتنی دیر بھی صبر نہیں کر سکتا جتنی دیر میں بھرے ہوئے ڈول کا پانی پیاؤ میں ڈالا جاتا ہے بس اپنے دوستوں سے ملاقات کا آرزو مند ہوں۔ اس کے بعد حضرت ثابتؓ نے آگے بڑھ کے اس کو قتل کر دیا۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی آزادی اور آپ ﷺ سے نکاح

۵۲۔ ”غزوۂ بنی المصطلق کے بعد جب اسے قبیلے کے قیدی لائے گئے اور لوگوں میں تقسیم کر دیے گئے اس وقت حضرت جویریہؓ جس شخص کے حصے میں آئی تھیں اس کو ان کا معاوضہ ادا کر کے آپ نے انہیں رہا کرایا اور پھر ان سے خود نکاح کر لیا اس پر تمام مسلمانوں نے یہ کہہ کر اپنے اپنے حصے کے قیدیوں کو آزاد کر دیا کہ: ”یہ اب رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار ہو چکے ہیں۔“ اس طرح سو خاندانوں کے آدمی رہا ہو گئے۔ (تفہیم القرآن، ج ۵ محمد، حاشیہ: ۸)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِی اَبِی، ثَنَا یَعْقُوبُ، قَالَ: ثَنَا اَبِی، عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، اُمِّ الْمُؤْمِنِینَ، قَالَتْ: لَمَّا قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَبَایَا بَنِی الْمُصْطَلِقِ، وَقَعَتْ جُوَیْرِیَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ فِی السَّهْمِ لِثَابِتِ بْنِ قَیْسِ بْنِ الشَّمَّاسِ اَوْ لِابْنِ عَمٍّ لَهُ، وَكَاتَبَتْهُ عَلٰی نَفْسِهَا، وَكَانَتِ امْرَأَةً حُلْوَةً مُلَاحَةً، لَا یَرَاهَا اَحَدٌ اِلَّا اَخَذَتْ بِنَفْسِهِ، فَاَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَسْتَعِینُهُ فِی كِتَابَتِهَا، قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَأَیْتُهَا عَلٰی بَابِ حُجْرَتِی، فَكَرِهْتُهَا، وَعَرَفْتُ اَنَّهُ سَیَرٰی مِنْهَا مَا رَأَیْتُ، فَدَخَلَتْ عَلَیْهِ، فَقَالَتْ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! اَنَا جُوَیْرِیَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ ابْنِ اَبِی ضِرَارٍ سَیِّدِ قَوْمِهِ، وَقَدْ اَصَابَنِی مِنَ الْبَلَاءِ مَالَمْ یَخْفَ عَلَیْكَ، فَوَقَعْتُ فِی السَّهْمِ لِثَابِتِ بْنِ قَیْسِ بْنِ الشَّمَّاسِ اَوْ لِابْنِ عَمٍّ لَهُ، فَكَاتَبْتُهُ عَلٰی نَفْسِی فَجِئْتُكَ اَسْتَعِینُكَ عَلٰی كِتَابَتِی، قَالَ: فَهَلْ لَكِ فِی خَیْرٍ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَتْ: وَمَا هُوَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ؟

قَالَ: اَقْضِیْ کِتَابَتَکِ، وَاَتَزَوَّجُکِ، قَالَتْ: نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ، قَالَتْ: وَ خَرَجَ الْخَبَرُ اِلَی النَّاسِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَ جُوَیْرِیَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ، فَقَالَ النَّاسُ اَصْهَارَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَرْسَلُوْا مَا بِاَیْدِیْهِمْ، قَالَتْ: فَلَقَدْ اُعْتِقَ بِتَزْوِیْجِهٖ اِیَّاهَا مِائَةُ اَهْلِ بَیْتٍ مِّنْ بَنِی الْمُصْطَلِقِ. فَمَا اَعْلَمُ امْرَأَةً کَانَتْ اَعْظَمَ بَرَکَةً عَلٰی قَوْمِهَا مِنْهَا۔ (۱۱۶)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بنو مصطلق کے قیدیوں کو تقسیم فرمایا تو جویریہ بنت حارث ثابت قیس ابن شماس یا ان کے چچازاد بھائی کے حصہ میں آئی۔ انہوں نے اپنے مالک سے مکاتبت طے کرلی۔ جویریہ بہت حسین وجمیل خاتون تھیں۔ جو کوئی اسے ایک مرتبہ دیکھتا اس کے دل پر قابض ہو جاتیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں کہ آپ سے اپنی مکاتبت میں طے شدہ رقم کی ادائے گی میں تعاون حاصل کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے اللہ کی قسم! میں نے اسے اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا تو وہ مجھ پر ناگوار گزری۔ میں سمجھ گئی کہ جو حسن و جمال و ملاحت میں نے ان میں دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ بھی دیکھیں گے۔ بہ ہر حال جویریہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حارث بن ابی ضرار کی بیٹی جویریہ ہوں جو اپنی قوم کے سردار ہیں۔ اس وقت جو مصیبت مجھ پر آن پڑی ہے اس سے آپ بے خبر نہیں۔ میں ثابت بن قیس یا ان کے چچازاد بھائی کے حصہ میں آئی ہوں میں نے انہیں مکاتبت پر راضی کرلیا ہے اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں کہ اپنی مکاتبت کی رقم کی ادائے گی میں آپ سے تعاون و مدد حاصل کرسکوں۔ آپ نے فرمایا تمہارے ساتھ اس سے بہتر سلوک و برتاؤ کیا جائے تو کیا خیال ہے پسند کروگی؟ جویریہ نے پوچھا وہ کیا ہے یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے بتایا یہ کہ میں تمہاری طرف سے بدل مکاتبت ادا کردوں اور تم سے رشتۂ ازدواج قائم کرلوں۔ جویریہ نے جواب دیا جی ہاں۔ یا رسول اللہ ﷺ (میں راضی ہوں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے کرلیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ یہ خبر تمام لوگوں میں پھیل گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ کو اپنے حق زوجیت میں لے لیا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ تو رسول اللہ کے رشتہ دار ہیں۔ اور بنو مصطلق کے اپنے قیدیوں کو آزاد کردیا کہ اب یہ آپ کے رشتہ دار بن گئے۔ اس طرح بنو مصطلق کے سو خاندان آزاد ہو گئے میری نظر میں ایسی کوئی عورت نہیں جو اپنی قوم کے لیے اتنی باعث برکت ثابت ہوئی ہو جتنی جویریہ اپنی قوم کے لیے ثابت ہوئی۔

ماٰخذ

(۱) بخاری ج ۱۔ کتاب الاذان۔ باب الجهر بقرأة صلاة الفجر☆ بخاری ج ۲۔ کتاب التفسیر۔ سورة قل اوحی اِلیَّ۔ عن ابن عباس☆ مسلم ج ۱۔ کتاب الصلاة۔ باب الجهر بالقرأة فی الصبح والقرأة علی الجن۔ عن ابن عباس۔☆ ترمذی ج ۲۔ ابواب التفسیر۔ سورة الجن۔ عن ابن عباس۔☆ مسند احمد ج ۱۔ عن ابن عباس ☆المستدرک ج ۲۔ کتاب التفسیر۔ تفسیر سورة الجن عن ابن عباس۔☆ تفسیر ابن جریر طبری ج ۱۲ سورة الجن

عن ابن عباس۔☆ تفسیر فتح القدیر للشوکانی ج ٥ عن ابن عباس ☆ تفسیر ابن کثیر ج ٤۔ سورة احقاف۔

(۲) سیرة ابن ھشام ج ۱ اشارة رسول اللّٰه ﷺ اصحابه بالھجرة۔

(۳) (السنن الکبریٰ للبیھقی ج ۹ کتاب السیر۔ باب الأذن بالھجرة☆ السیرة النبویة لابن کثیر: ۲

(٤) بخاری: ج ۱ کتاب المناقب۔ باب علامات النبوة فی الاسلام☆ بخاری: ج ۲۔ کتاب الاکراہ۔ باب من اختار الضرب والقتل والھوان علی الکفر☆ ابوداؤد ج ۳ کتاب الجھاد باب فی الاسیر یکرہ علی الکفر۔ عن خباب بن الارتؓ☆ ابوداؤد میں تستعجلون کی جگه تعجلون منقول ھے۔☆ مسند احمد: ج ٥، ص ۱۰۹-۱۱۱۔ عن خباب بن الارتؓ مسند احمد نے ص: ۱۰۹ پر تعجلون اور ص: ۱۱۱ پر تستعجلون نقل کیا ھے اور من صنعاء کی جگه من المدینة الی حضرت موت روایت کیاھے۔☆ السنن الکبریٰ للبیھقی: ج ۹۔ کتاب السیر۔ باب مبتدء الخلق۔ عن خباب بن الارتؓ☆ المعجم الکبیر للطبرانی: ج ٤ عن خباب بن الارتؓ حدیث نمبر: ۳٦۳۸۔ اس صفحه پرتستعجلون ھے اور یھی روایت احادیث: ج ۳٦۳۸/۲۔ ۳٦۳۹۔ ۳٦٤۰ اور ۳٦٤٦ میں بھی مذکور ھے۔

(٥) بخاری ج ۱، کتاب الخصومات۔ باب التقاضی، بخاری۔ بخاری ج ۲، کتاب التفسیر۔ سورة کھیعص: بخاری ج ۱ کتاب البیوع۔ باب ذکر القین والحداد وکتاب الاجارہ☆ مسلم ج ۲، کتاب المنافقین۔ باب صفة القیامة والجنة والنار☆ ترمذی ج ۲ ابواب التفسیر۔ سورة مریم: مسند احمد ج ٥،ص ۱۱۰-۱۱۱-

(٦) بخاری ج ۱۔ باب موت النجاشی۔☆ مسلم ج ۱۔ کتاب الجنائز۔ باب فی الصلاة علی الغائب۔ عن جابر بن عبد اللّٰه۔ مسلم نے ایك روایت میں مَاتَ الْیَوْمَ عَبْدٌ لِّلّٰهِ صَالِحٌ اَصْحَمَةُ کے الفاظ اور ایك میں ان اخالکم قد مات فقوموا فصلوا علیه قال فقمنا فصفنا صفین، عن جابر اور عمران بن حصین کی روایت میںبھی ان اخالکم قد مات قوموا فصلوا علیھا اور زھیر کی روایت میں ان اخاکم مروی ھے۔ ☆ ترمذی: ج ۱۔ ابواب الجنائز۔ باب ماجاء فی صلاة النبی ﷺ علی النجاشی۔ عن عمران بن حصین۔ ھذا حدیث حسن صحیح، غریب من ھذا الوجه☆ نسائی: ج ٤۔ کتاب الجنائز۔ باب الصفوف علی الجنازة۔ عن جابر اور عن عمران بن حصین☆ ابن ماجه۔ کتاب الجنائز۔ باب: ۳۳، ماجاء فی الصلاة علی النجاشی عن عمران بن حصین اور مجمع بن جاریه الانصاری☆ مسند احمد: ج ٤، ص ٤۳۱۔ ٤۳۳۔ ٤۳۹۔ ٤٤۱۔ عمران بن حصین☆ مسند احمد: ج ٥، ص ۳۷٦۔ ابن جاریه الانصاری۔☆ السنن الکبریٰ للبیھقی: ۲۹/٤۔ کتاب الجنائز۔ باب صلاة الجنازة بامام وما یرجی للمیت فی کثرة من یصلی علیه۔ عن جابر بن عبد الله☆ مجمع الزوائد: ج ۳ عن ابی سعید خدری اور ص: ۳۹ پر عن وحشی بن حرب۔ وحشی بن حربؓ کی روایت کے الفاظ: لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِیُّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَصْحَابِهٖ اِنَّ اَخَاکُمُ النَّجَاشِیَّ قَدْ مَاتَ قُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَیْهِ... الخ ابوسعید خدریؓ سے مروی روایت کے الفاظ: لمّا قدم علی النبی ﷺ وفاة النجاشی قال: اخرجوا فصلوا علی اخ لکم لم تروہ قط...الخ

(۷) المستدرك ج ۲۔ تفسیر سورہ سأل سائل... ھذا حدیث صحیح علی شرط الصحیحین ولم یخرجاہ قد اخرج الفریابی، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، نسائی، ابن مردویه عن ابن عباس قوله سأل سائل قال: ھو النضر بن الحرث، قال: اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندك فامطر علینا حجارة من السماء۔☆ فتح القدیر للشوکانی ج ٥ سورة سأل سائل☆ سیرة لابن ھشام ج ۲، ص۰ ٦۷☆ ابن کثیر ج ٤ ☆ تفسیر روح المعانی: ج ۱۰ المعارج۔

(۸) بخاری ج ۲۔ سورة الانفال۔☆ مسلم ج ۲، کتاب التفسیر، سورة الانفال☆ تفسیر روح المعانی: ج ۱۰ المعارج۔

(۹) بخاری ج ۲۔ کتاب التفسیر۔ باب قول ربنا اکشف عنا العذاب... الخ (الدخان)☆ بخاری: ج ۲۔ کتاب التفسیر۔ باب قوله (انّٰی لھم الذکر و، قد جاء ھم رسول مبین) الدخان۔ ☆بخاری: ج ۲۔ کتاب التفسیر۔ باب قوله (ثم

تولوا عنه قالوا معلم مجنون) الدخان☆ بخاری:ج ۲۔ کتاب الدعوات۔ باب الدعاء علی المشرکین اس صفحہ پر مختصر روایت ہے۔☆ بخاری:ج ۲۔ کتاب التفسیر۔ سورہ روم☆ ترمذی:ج ۲۔ ابواب التفسیر سورۃ الدخان۔ عن عبد اللّٰہ بن مسعود☆ تفسیر ابن کثیر:ج ۲۔ سورہ یوسف۔☆ فتح القدیر للشوکانی:ج ٤۔ سورۃ الدخان☆ مسند احمدج ۱/ ٤۳۱ ص ٤٤١۔ عبد اللّٰہ بن مسعود☆ روح المعانی، ص:۱۰۸ (پ:۲۵) سورۃ الدخان☆ البدایۃ والنہایۃ ۱۰۷/۳۔ عن ابن مسعود☆ السیرۃ النبویۃ لابن کثیر:ص ۲۔ بخاری نے کتاب التفسیر باب قوله (و راودته التی هو فی بیتها عن نفسه...الخ) کے تحت اللهم اکفنیهم بسبع کسبع یوسف... الخ بھی بیان کیا ہے اور مزید براں بخاری نے ابواب الاستسقاء۔ باب الاستسقاء خروج النبی ﷺ کے تحت اور بخاری کتاب الدعوات۔ باب الدعاء علی المشرکین کے ضمن میں اور بخاری کتاب التفسیر۔ باب لیس لك من الامر شییءٌ کے ضمن میں اور کتاب الادب۔ باب تسمیة الولید کے تحت واجعلها علیهم سنین کسنی یوسف وغیرہ کے الفاظ منقول ہیں اور ابوداؤد نے کتاب الصلاۃ۔ باب القنوت فی الصلاۃ میں بھی اسے نقل کیا ہے۔

(۱۰) ترمذی ج ۲۔ابواب المناقب۔ باب فی فضل مکة هذا حدیث حسن غریب صحیح☆ ابن ماجه۔ کتاب المناسك۔ باب فضل مکة۔☆ دارمی:ج ۲۔کتاب السیر۔ باب:٦٦۔ اخراج النبی ﷺ من مکة عن عدی بن حمراء زهری۔☆ المستدرك حاکم:ج ۳ کتاب الهجرة۔ هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه ☆طبقات ابن سعد:ج۲ غزوۃ رسول اللہ ﷺ عام الفتح☆ ابن ابی حاتم۔ بحوالہ ابن کثیر:ج ٤۔ سورہ محمد☆ ابن جریر:ج ۱۱ سورہ محمد ابن ابی حاتم اور ابن جریر دونوں کی روایت یکساں ہے۔☆ السیرۃ النبویۃ لابن کثیر۔ج ۲ص ۲۸٦☆ مصنف ابن ابی شیبۃ:ج ١٤ص ٤٧٦۔

(۱۱) ترمذی ج ۲۔ ابواب المناقب۔ باب فی فضل مکة هذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه☆ المستدرك ج ۱۔ کتاب المناسك۔ باب قوله ﷺ لمکة ما اطیب من بلدة۔ عن ابن عباس۔ هذا حدیث صحیح الاسناد و لم یخرجاه۔ مسند احمد میں عبد اللّٰہ بن عدی سے مروی روایت: انه سمع النبی ﷺ و هو واقف بالحزورة فی سوق مکة واللّٰه! انك لخیر ارض اللّٰه، و احب ارض اللّٰه الی اللّٰه عزوجل! و لولا انی اخرجت منك ما خرجت ان ہی سے مروی دوسری روایت میں ہے: انه سمع رسول اللّٰه ﷺ و هو واقف بالحزورة من مکة، یقول لمکة: واللّٰه! انك لخیر ارض اللّٰه واحب ارض اللّٰه عزوجل و لولا انی اخرجت منك ما خرجت (مسند احمد:ج ٤ ص ۳۰۵۔ عبد اللّٰہ بن عدی بن الحمراء الزهری) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی روایت: عن ابی هریرة، قال: وقف النبی ﷺ علی الحزورة، فقال: علمت انك خیر ارض اللّٰه و احب الارض الی اللّٰه و لولا ان اهلك اخرجونی منك ما خرجت (مسند احمد:ج ٤ص ۳۰۵☆ مجمع الزوائد:ج۳۔ کتاب الحج۔ باب ماجاء فی مکة و فضلها۔ عن ابن عباس) اس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں: و انی لاعلم انك احب بلاد اللّٰه الی و اکرمه علی اللّٰه، و لولا ان اهلك اخرجونی ما خرجت...الخ۔

(۱۲) بخاری:ج ۱۔ کتاب فضائل المدینة☆ بخاری:ج ۱۔ کتاب المناقب۔ باب مقدم النبی ﷺ و اصحابه الی المدینة دونوں مقام پر نبی ﷺ کے مندرجہ ذیل الفاظ بھی منقول ہیں: اللهم حبب الینا المدینة کحبنا مکة او اشد حبا... الخ کتاب المرضی میں منقول روایت میں بھی یہی الفاظ ہیں البتہ اس مقام پر رسم الخط میں فرق ہے:

وَ هَلْ اَرِدًا یَوْمًا مِیَاهَ مَجِنَّةٍ وَ هَلْ یَبْدُوُا لِیْ شَامَةٌ وَ طَفِیْلٌ

☆بخاری:ج ۲۔ کتاب المرضی۔ باب من دعا برفع الوباء و الحمی☆ بخاری:ج ۲۔ کتاب المرضی۔ باب عیادة

النساء الرجال کے تحت بھی پہلی روایت والے الفاظ منقول ھیں۔☆ موطا امام مالک: ج ۲ ۔ کتاب الجامع۔ باب ماجاء فی وباء المدنیة موطا نے بھی بخاری کی پہلی روایت والے الفاظ سے روایت نقل کی ھے۔☆ مسند احمد: ج٦ ص ٨٣۔ عن عائشة۔☆ مسند احمد: ج٦ ص ٢٦٠۔ عن عائشة۔

(۱۳) مسند احمد: ج٦ ص ٦٥٠ عن عائشةؓ ☆ مسند احمد: ج٦ ص٢٢٢ عن عائشةؓ ☆مسند احمد: ج٦ ص٢٤٠ عن عائشةؓ ص: ٢٤٠ پر مروی عبارت میں:

اَلَا لَيتَ شِعرِىْ هَلْ اَبِيتَنَّ لَيلَةً بِفَخٍّ وَ حَوْلِىْ اِذْخِرٌ وَ جَلِيْلٌ

مسند احمد کے باقی حواله جات میں بفج ھے عین ممکن ھے که کمپوزر سے غلطی ھوئی ھو فخ کو فج کمپوز کر گیا ھو۔☆السنن الکبریٰ ج ٣۔ کتاب الجنائز۔ باب قول العائد للمریض کیف تجدک۔

(۱٤) بخاری ١۔ کتاب مناقب المهاجرین وفضلهم منهم ابوبکر عبد الله بن ابی قحافه التیمی☆ مسلم: ٢۔ کتاب الزهد۔ باب فی حدیث الهجرة و یقال له حدیث الرحل☆ مسند احمد: ج ١ ص ٣۔ عن ابی بکر الصدیق مسند احمد نے سراقه بن مالک بن جعشم کا تفصیلی واقعه نقل کیا ھے، جس میں اس کے گھوڑے کا زمین میں دھنسنے اور اس کے معافی مانگنے کا ذکر بھی ھے اور نیز حضور ﷺ کے مدینه میں داخله تک کی روایت ھے۔☆ فتح القدیر للشوکانی نے ج٢ ص ٣٦٤ پر ابن شاھین، ابن مردویه اور ابن عساکر وغیره سے یا ابا بکر لا تحزن ان اللّٰه معنا نقل کیا ھے۔ ☆ تفسیر روح المعانی: سورة التوبة، مسلم اور مسند احمد والی روایت نقل کی ھے۔☆تفسیر ابن جریر طبری سورة التوبة ابن جریر نے تفصیلی واقعه نقل نهیں کیا۔☆ السیرة النبویة لابن کثیر۔ ج ٢ ص ٢٤٠ ☆ الکامل فی التاریخ لابن اثیر: ج ٢ ص ٧٤☆ السیرة الحلبیه: ج ٢ ص ٢٠۔

(۱۵) بخاری: ج ١۔ کتاب المناقب۔☆ بخاری: ج ٢۔ کتاب التفسیر۔ باب قوله: (ثانی اثنین اذهما فی الغار) ☆ترمذی: ج ٢۔ ابواب التفسیر۔ سورة التوبة☆ تفسیر ابن کثیر ج ٢ سورة التوبة☆ روح المعانی: سورة التوبة: ٨٧☆ تفسیر ابن جریر سورة التوبة: ٩٦۔☆ السیرة الحلبیة: ج ٢ ص ٢١٠☆ السیرة النبویة لابن کثیر: ج ٢ ص ٢٤٢۔ ٢٤٣ ☆کنز العمال: ١٦۔ حدیث نمبر: ٤٦٢٧٩☆ مسند احمد: ج ١ ص ٤۔

(۱٦) سیرة لابن هشام ج ٣ کتابة ﷺ بین المهاجرین والانصار و موادعة یهود۔

(۱۷) بخاری ج ١۔ کتاب المناقب۔ باب إخاء النبی ﷺ بین المهاجرین والانصار۔☆ تفسیر ابن کثیر: ج ٤۔ الحشر۔ عن ابی هریرةؓ ابن کثیر نے النخیل نقل کیا ھے۔

(۱۸) تفسیر ابن جریر: ج ١٢ سورة الحشر۔☆ ابن کثیر: ج ٤۔ الحشر

(۱۹) تفسیر ابن کثیر: ج ٤۔ سورة الحشر۔

(۲۰) ترمذی ج ٢۔ ابواب صفة القیامة هذا حدیث حسن صحیح غریب۔☆ مسند احمد ج ٣ ص ٢٠٠۔ عن انس بن مالک☆ ابو داؤد ج ٤۔ کتاب الادب۔ باب فی شکر المعروف۔ ابوداؤد نے صرف مندرجه ذیل حصه روایت کیا ھے: عن انس، ان المهاجرین قالوا: یا رسول اللّٰه ذهبت الانصار بالاجر کله، قال: لا، ما دعوتم اللّٰه لهم، واثنیتم علیهم☆ ابن کثیر ج ٤ ص ٣٣٧۔ عن انس مسند احمد والی روایت نقل کی ھے، آخر میں ابن کثیر نے لم اره فی الکتب من هذا الوجه بھی لکھا ھے۔

(۲۱) سیرة ابن هشام ج ٣۔ تقسیم الرسول اموالهم بین المهاجرین☆ فتوح البلدان ج ١، ص ٢٦ ابن هشام کی روایت میں حرث بن صمه کا ذکر نهیں، تفسیر روح المعانی میں مندرجه ذیل عبارت ھے:

و قال الضحاک: کانت له ﷺ خاصة: فاثر بها المهاجرین وقسمها علیهم، ولم یعط الانصار منها شیئا الا ابا

دجانة سماك بن خرشة، و سهل بن حنيف والحرث بن الصمة اعطاهم لفقرهم (روح االمعانى :ج ۱۲الحشر۔

(۲۲) تفسير فتح القدير للشوكانى ج ٤۔ الحشر۔

(۲۳) بخارى ج ۱۔ كتاب المساقاة۔ باب القطائع، مسند احمد ج ۳ ص ۱۸۲۔

(٢٤) بخارى ج ۱۔ كتاب المساقاة۔ باب كتابة القطائع۔

(۲۵) مسند احمد ج ۳ ص ۱۱۱۔ عن انس بن مالك☆ مسنداحمدج۳ص ۱۸۲پر منقول روایت کے الفاظ قدرے مختلف ھیں۔☆ تفسير ابن كثير:ج ٤، ص ۳۳۷ انس بن مالك۔

(۲٦) سيرة ابن هشام ج ۲ سرية عبدالله بن جحش☆ تفسير ابن كثيرج ۱ ص ۲۵۳☆السنن الكبرىٰ للبيهقى ج ۹۔ كتاب السير۔ باب ماجاء فى نسخ العفو عن المشركين و نسخ النهى عن القتال حتى يقاتلوا والنهى عن القتال فى الشهر الحرام۔ بيهقى میں مختصر روایت ھے۔ ☆تفسير فتح القدير للشوكانى: ۱فتح القدیر میں بیهقی والی روایت ھے۔☆ ابن ابی حاتم، ابن المنذر اور الطبرانی نے بھی اسے نقل کیاھے۔☆ تفسیر ابن جریر ۲ تفسیر ابن کثیر اور سیرت ابن اسحاق والی روایت ھے۔☆ السيرة النبوية:ج۲ص ۳٦٦- ۳٦۸☆الطبرى۔تاريخ الامم والملوك ج ۱ص ۲٦۲۔☆ الكامل فى التاريخ لابن اثير:ج ۲ ص ۷۹- ۸۰ قدرے مختصر۔

(۲۷) تفسير ابن كثير ج ۲۔ الانفال

(۲۸) السيرة الحلبية ج ۲☆ السيرة النبوية لابن كثير ج ۲۔

(۲۹) السيرة النبوية لابن كثير ج۲☆ الطبرانى، البيهقى فى الدلائل عن ابى ايوب انصارى۔ بحواله فتح القدير للشوكانى ج ۲☆ تفسير ابن كثير ج ۲۔ الانفال

(۳۰) بخارى ج۲ كتاب التفسير سورة المائدة۔ باب قوله الله تعالىٰ: (فاذهب أنت و ربك فقاتلا انا هٰهنا قاعدون) ☆السيرة النبوية لابن كثير ج ۲☆ فتح القدير للشوكانى ج ۲۔

(۳۱) بخارى ج ۲۔ كتاب المغازى۔ باب قول الله تعالىٰ: (إذ تستغيثون ربكم فاستجاب لكم...الخ)☆ السيرة النبوية لابن كثير ج ۲☆ مسند احمد:ج ۱ ص ٤۲۸۔ عبد الله بن مسعود۔

(۳۲) مسلم ج ۲۔ كتاب الجهاد والسير۔ باب غزوة بدر☆ السيرة النبوية لابن كثير:ج ۲۔

(۳۳) مسند احمد:ج ۳ ☆ السيرة النبوية لابن كثيرج ۲۔

(۳٤) مصنف ابن ابى شيبة ج ١٤۔ كتاب المغازى۔ باب غزوة بدر الكبرىٰ و متى كانت و امرها☆ الدر للسيوطى:ج ۳۔ بحواله ابن ابى شيبه وابن مردَويه☆ فتح القدير للشوكانى ج ۲☆ السيرة النبوية لابن كثير ج ۲☆ تفسير ابن كثيرج ۲۔

(۳۵) سيرة ابن هشام ج ۲ص ٦۱۵☆البداية والنهاية ج ۳ ☆ فتح القدير للشوكانى ج ۲۔ان دونوں میں انا معکم متبعون ھے۔☆الطبرى۔ تاريخ الامم والملوك ج ۲☆ السيرة النبوية لابن كثير ج ۲☆ الكامل فى التاريخ لابن اثير ج ۲ ☆مجمع الزوائد:ج ۵۔پرابن هشام والی روایت سے ملتی جلتی روایت منقول ھے۔☆ تفسیر ابن کثیر ج ۲پر متبعون والی روایت ھے اور (ص: ۲۸۸) پر انا معكما مقاتلون والی۔☆ المصنف عبد الرزاق:ج ۵۔ كتاب المغازى۔☆ السيرة الحلبية ج ۲☆ تفسير ابن جرير ج ٦(پ:۹)

(۳٦) سيرة ابن هشام ج ۲ استيثاق الرسول ﷺ من امر الانصار☆ البداية والنهاية لابن كثير ج ۳ ☆ تفسير ابن كثير ج ۲☆الطبرى۔ تاريخ الامم والملوك ج ۲اس نے صدق نقل کیاھے۔ تفسیر ابن کثیرج ۲☆ الكامل فى التاريخ لابن اثير ۲ ☆ طبقات لابن سعد جُ ۲☆ السيرة الحلبيه ۲☆ تفسير ابن جرير ج ٦☆السيرة النبوية لابن كثير ج ۲۔

(۳۷) السیرة الحلبیة ج ۲ ص ٤٠٥ ☆ سیرة ابن هشام ج ۲ ☆ السیرة النبویة لابن کثیر ج ۲۔ عن ابن عباس اس صفحہ پر لا تعبد ھے۔

(۳۸) سیرة ابن هشام ج ۲ ارتحال قریش ☆ الکامل فی التاریخ لابن اثیر ج ۲ ☆ السیرة الحلبیة ۲ ☆ السیرة النبویة لابن کثیر ج ۲ ☆ تفسیر ابن کثیر ۲ ☆ الطبری۔ تاریخ الامم والملوک ۲ ☆ البدایة والنهایة ۳ ☆ دلائل النبوة للبیهقی ۲۔ ۵/۳، دلائل النبوة ۲ اور ج ۳ پر اللهم هذه قریش قد جاءت بخیلائها بھی ھے۔

(۳۹) مسلم ج ۲۔ کتاب الجهاد والسیر۔ باب الامداد بالملائکة فی غزوة البدر و اباحة الغنائم ☆ ترمذی ج ۲۔ ابواب التفسیر۔ سورة الانفال ☆ مسند احمد ج ۱، ص ۳۲، ۱۱۷ ☆ تفسیر ابن کثیر ج ۲۔ سورة الانفال ابن کثیر نے یا رب ان تهلك هذه العصابة فلن تعبد فی الارض ابدا نقل کیا ھے۔ ☆ فتح القدیر للشوکانی ۲ پر اللهم انك ان تهلك هذه العصابة لا تعبد نقل کیا ھے۔ ☆ السیرة النبویة لابن کثیر ۲ اس نے اللهم ان تهلك هذه العصابة لا تعبد بعدها فی الارض نقل کیا ھے۔ ☆ تفسیر ابن جریر ج ٦ (پ: ۹) سورة الانفال۔ ابن جریر نے اسی جلد کے اسی صفحہ پر تفسیر ابن کثیر ۲ والی روایت کی عبارت بھی نقل کی ھے۔ ابن جریر نے (٦) پر اللهم انصر هذه العصابة فانك ان لم تفعل لن تعبد فی الارض بھی نقل کیا ھے۔ ☆ الطبری۔ تاریخ الامم والملوک: ۲۔

(٤٠) بخاری ج ۱۔ کتاب الجهاد، باب ما قیل فی درع النبی ﷺ والقمیص فی الحرب ☆ بخاری ج ۲۔ کتاب التفسیر۔ سورة القمر اس مقا پر بعد الیوم کے بعد ابداً کا اضافہ منقول ھے۔ بخاری ج ۲ پر باب قوم سیهزم الجمع و یولون الدبر کے تحت بخاری ج ۱ والی روایت منقول ھے۔ بخاری ج ۲ میں ابن عباسؓ کے حوالہ سے بھی یہ روایت منقول ھے مگر یہاں صرف ان شئت لم تعبد ھے۔ ☆ مسند احمد ج ۱ ص ۳۲۹۔ عن ابن عباس ☆ مسند احمد ج ۳ ص ۱۲۱ پر حضرت انسؓ سے مندرجہ ذیل روایت بھی نقل کی ھے: عن انس، قال: کان من دعاء النبی ﷺ بعد حنین: اللهم ان شئت ان لا تعبد بعد الیوم۔ مسند احمد ۳ اور ۲۵۲ پر حضرت انس نے ان الفاظ کو یوم اُحد کی طرف منسوب کیا ھے، روایت میں ھے کہ: ان رسول اللّٰہ ﷺ کان یقول اللهم انك ان تشاء ان لا تعبد فی الارض۔ ☆ السنن الکبریٰ ج ۹۔ کتاب السیر۔ باب ماجاء فی قول اللّٰہ عزوجل: (وانفقوا فی سبیل اللّٰہ ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة)۔ ☆ مصنف ابن ابی شیبة ج ١٤۔ کتاب المغازی۔

(٤١) سیرة ابن هشام ج ۲۔ رمی الرسول للمشرکین بالحصباء ☆ الکامل فی التاریخ۔ لابن اثیر ج ۲ ☆ الطبری۔ تاریخ الامم والملوک ج ۲ ☆ السیرة الحلبیة ج ۲ ☆ السیرة النبویة لابن کثیر ۲۔

(٤٢) تفسیر ابن جریر ج ٦۔ سورة الانفال ☆ تفسیر ابن کثیر ج ۲۔ الانفال ☆ سیرة ابن هشام ج ۲ ☆ فتح القدیر للشوکانی ج ۲۔ سورة الانفال۔ عن حکیم بن حزام (قدرے لفظی اختلاف کے ساتھ) ☆ مصنف ابن ابی شیبة ج ١٤ (واقعہ حنین کے موقع پر)

(٤٣) تفسیر ابن جریر ج ٦ – الانفال۔

(٤٤) مسند احمد ج ۱ ص ۲٦۸۔

(٤٥) مسلم ج ۲۔ کتاب الجهاد والسیر۔ ☆ سنن دارمی ج ۲۔ کتاب السیر۔ قول النبی ﷺ شاهت الوجوه۔

(٤٦) ابو داؤد ج ۳، کتاب الجهاد، باب فی فداء الاسیر بالمال ابو داؤد نے عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده کے واسطہ سے مندرجہ ذیل الفاظ نقل کیے: یایها الناس، انه لیس لی من هذا الفیء ولا هذا و رفع اصبعیه الا الخمس والخمس مردود علیکم فادوا الخیاط والمخیط...الخ ☆ ابن ماجه۔ کتاب الجهاد۔ باب الغلول ابن ماجه نے

صرف مندرجه ذیل الفاظ روایت کیے ھیں: یایھا الناس ان ھذا من غنائمکم ادوا الخیط والمخیط فما فوق ذلك فما دون ذلك...الخ☆ نسائی۷۔ کتاب الفییء☆ المستدرك ج ۳۔ کتاب المغازی۔ باب ذکر الانفال والغنائم☆ السنن الکبریٰ اور المصنف دونوں نے عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده کے حواله سے بیان کیا: مالی مما افاء اللّٰه علیکم ولا مثل ھذه الا الخمس والخمس مردود علیکم...الخ نسائی میں ھے: یایھا الناس انه لا یحل لی مما افاء الله علیکم قدر ھذه الا الخمس، والخمس مردود علیکم۔ السنن الکبریٰ ج۹۔ کتاب السیر۔ باب لا یقطع من غل فی الغنیم...الخ☆ المصنف عبد الرزاق ٥۔ کتاب الجهاد۔ باب الغلول ☆ابوداؤد اور السنن الکبری دونوں نے عمرو بن عبسة سے ولا یحل لی من غنائمکم مثل ھذا الا الخمس والخمس مردود فیکم بھی روایت کیا ھے۔☆ابوداؤد ج۳۔ کتاب الجهاد۔ باب فی الامام یستأثر بشییء من الفئی لنفسه ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج٦۔ کتاب قسم الفئی والغنیمة۔☆ مسند احمد ج٥ص ٣١٦ ☆تفسیر ابن کثیر ج٢۔ سورة الانفال☆ کنزالعمال ٤۔

(٤٧) ترمذی ج٢۔ ابواب التفسیر۔ سورة الانفال ھذا حدیث حسن صحیح۔☆ مسند احمد ج٢ص ٢٥٢۔ عن ابی ھریرة☆موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان۔ کتاب الجهاد۔ باب فی الغنائم۔ مسند احمد کی روایت میں: فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا منقول ھے۔ ☆مصنف ابن ابی شیبة ج ١٤۔ کتاب المغازی☆ ابن کثیر نے مندرجه ذیل عبارت نقل کی ھے: قال الاعمش عن ابی صالح، عن ابی ھریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: لم تحل الغنائم لسود الرء وس غیرنا☆ تفسیر ابن کثیر ج٢۔ سورة الانفال☆ السیرة النبویة لابن کثیر ج٢۔

(٤٨) طبقات ابن سعد ج٢۔ ص ٢٢۔

(٤٩) طبقات ابن سعد ج٢۔ص ٢٢۔

(٥٠) مسند حمد ج١۔ص ٢٤٧۔

(٥١) ابوداؤد ج٣۔ کتاب الجهاد۔ باب فی فداء الاسیر بالمال۔

(٥٢) بخاری ج١۔ کتاب الجهاد۔ باب ما منّ النبی ﷺ علی الاساریٰ من غیر ان یخمس☆ ابو داؤد ج٣۔ کتاب الجهاد۔ باب فی المن علی الاسیر بغیر فداء ابو داؤد نے لا طلقتهم له نقل کیا ھے۔☆ مسند احمد ج ٤ ص ٨٠۔ عن جبیر بن مطعم مسند احمد میں فکلمنی فی ھؤلاء النتنین منقول ھے۔☆ السنن الکبری ج٩ کتاب السیر۔ باب ما یفعله بالرجال البالغین منهم۔ عن جبیر بن مطعم☆ المصنف عبدالرزاق ج ٥۔ کتاب الجهاد۔ باب قتل اھل الشرك صبرا فداء الاساریٰ۔ عن جبیر بن مطعم عن ابیه۔

(٥٣) بخاری ج٢۔ کتاب المغازی۔ باب وفد بنی حنیفة و حدیث ثمامه بن اُثال☆ مسلم:ج٢۔ کتاب الجهاد والسیر۔ باب ربط الاسیر و حبسه و جواز المنّ علیه☆ ابو داؤد ج٣۔ کتاب الجهاد۔ باب فی الاسیر یوثق ☆مسند احمد ج٢ص ٢٤٧ عن ابی ھریرة الفاظ مختلف ھیں اور اس مقام پر مسجد کے ستون سے باندھنے کا ذکر نهیں۔☆ السنن الکبریٰ ٩۔ کتاب السیر۔ باب ما یفعله بالرجال البالغین منهم۔ عن ابی ھریرةؓ۔

(٥٤) مسند احمد ج ٤ ص ٨٣– ٨٥۔ عن جبیر بن مطعم۔ مسند احمد کی ایك روایت میں و کان فی فداء الاساری یوم بدر کے الفاظ بھی منقول ھیں۔

(٥٥) بخاری ج٢۔ کتاب التفسیر۔ سورة الطور☆ مسلم ج١۔ کتاب الصلاة۔ باب القراء ة فی العشاء مسلم نے صرف سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقرأ بالطور بالمغرب نقل کیا ھے۔☆ نسائی۔ کتاب الصلاة۔ باب القراء ة فی المغرب

بالطور۔ اس میں بھی یقرأ فی المغرب بالطور تك هے۔☆ ابن ماجه۔ کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها۔ باب:۹۔ القراءة فی صلاة المغرب۔

(۵٦) مسند احمد ج۱ص ۳۸۳- ۳۸٤ عن ابن مسعود☆ ترمذی ج۲ ابواب التفسیر۔ سورة الانفال ترمذی نے مختصر نقل کیا هے۔ تفسیر ابن کثیر ج۲۔ سورة الانفال۔ تفسیر زیر آیت ماکان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض... الایة عن عبد اللّٰه بن مسعود☆ تفسیر فتح القدیر للشوکانی۲۔ عن ابن مسعود☆ ابن المنذر۔ ابن ابی حاتم۔ الطبرانی۔ ابن مردویه البیهقی فی الدلائل وغیره بحواله فتح القدیر للشوکانی ۲۔ عن ابن مسعود۔☆ مصنف ابن ابی شیبة ج ۱٤۔ کتاب المغازی۔ غزوه بدر الکبریٰ و متی کانت و امرها عن عبد اللّٰه اس میں من السماء متی هی منقول هے۔ ☆مجمع الزوائد ٦۔ عن عبد اللّٰه اس نے یشد کی جگه لیشدد نقل کیا هے۔☆ السیرة الحلبیة ۲ سیرت حلیه میں ان اللّٰه لیلین قلوب اقوام فیه حتی تکون الین من البن، و ان اللّٰه لیشدن قلوب اقوام فیه... الخ منقول هے۔☆ السیرة النبویة لابن کثیر۲ السیرة النبوٰیة وغیره نے ربنا اطمس علی اموالهم واشدد علی قلوبهم فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم پوری آیت نقل کی هے۔☆الطبری تاریخ الامم والملوك ۲☆ المستدرك للحاکم ج ۲۔ کتاب التفسیر۔ سورة الانفال۔ شان نزول ماکان لنبی ان تکون له اسری... الایة مستدرك نے بهت مختصر سی روایت نقل کی هے۔

(۵۷) مسلم ج۲۔ کتاب الجهاد والسیر۔ باب الامداد بالملائکة فی غزوة بدر و اباحة الغنائم☆ مصنف ابن ابی شیبة ج ۱٤۔ کتاب المغازی۔ غزوة بدر الکبریٰ ومتی کانت وامرها۔☆ السیرة الحلبیةج۲☆السیرة النبویة لابن کیثر ج۲☆ السنن الکبرٰی للبیهقی ج۹۔ کتاب السیر۔ باب مایفعله بالرجال البالغین منهم عن عمر۔ ☆الطبری تاریخ الامم والملوك ج۲۔

(۵۸) سیرة لابن هشام ج۳۔ بشر الرسول المسلمین بغزو قریش۔

(۵۹) ترمذی ج ۱۔ ابواب السیر۔ باب ماجاء قال النبی ﷺ یوم فتح مکة ان هذه لا تغزی بعد الیوم۔ و فی الباب عن ابن عباس و سلیمان بن صرد و مُطیع۔ هذا حدیث حدیث حسن صحیح۔ و هو حدیث زکریا بن ابی زائدة عن الشعبی لا نعرفه الا من حدیثه۔☆ طبقات ابن سعدج۲ طبقات ابٰن سعد نے لا تغزی قریش بعد هذا الیوم الی یوم القیامة نقل کیاهے۔☆ السیرة النبویة لابن کثیر ج۳۔ اس صفحه پر لا تغزی هذه بعد الیوم الی یوم القیامة۔

(٦۰) بخاری ج ۲۔ کتاب المغازی۔ باب غزوة الخندق و هی الاحزاب۔☆ السیرة النبویة لابن کثیر ج۳۔

(٦۱) مسند احمد ج ٤ ص ۲٦۲۔ عن سلیمان بن صرد۔☆ الکامل فی التاریخ لابن اثیر ۲ الکامل نے مندرجه ذیل الفاظ نقل کیے هیں: قال رسول الله ﷺ: الان نغزوهم ولا یغزوننا، فکان کذالك حتی فتح الله مکة رسول الله ﷺ نے فرمایا: "اب هم ان پر چڑهائی کرکے لڑیں گے وه هم پر چڑهائی نهیں کرسکتے، چناں چه ایسا هی هوا که اللّٰه تعالٰی نے مکه فتح کرادیا۔

(٦۲) مسلم ج۲۔ کتاب الجهاد والسیر۔ باب التنفیل وفداء المسلمین بالاسارٰی۔☆ ابوداؤد:ج۳- کتاب الجهاد۔ باب الرخصة فی المدرکین یفرق بینهم۔ عن ایاس بن سلمة☆ ابن ماجه۔ کتاب الجهاد۔ باب فداء الاسارٰی عن ایاس بن سلمة عن ابیه☆ سنن دارمی ج۲- کتاب السیر۔ باب:۲۷☆ مسند احمد:ج ٤ ص ۵۰- عن ایاس بن سلمة ☆طبقات ابن سعد ج ۲ ابن سعد میں دیگر لفظی اختلاف کے علاوه روایت کے آخری الفاظ بهی مختلف هیں، مثلاً: فبعث بها رسول اللّٰه ﷺ الی اهل مکة ففدی بها اسری من المسلمین کانوا فی ایدی المشرکین۔

(٦٣) مسلم ج ٢۔ کتاب النذر باب: لا وفاء لنذر فی معصیة اللّٰہ ولا فیما لا یملك العبد۔☆ ابوداؤد ج ٣۔کتاب الایمان والنذور باب فی النذر فیما لایملك☆ سنن دارمی ج ٢ کتاب السیر۔ باب اذا احرز العدو من مال المسلمین۔☆ مسند احمد ج ٤ ص ٤٣٠، ٤٣٤☆السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٩۔ کتاب السیر۔ باب ما یفعله بالرجال البالغین منهم۔ دارمی نے ثم ان الرجل فدی برجلین بیان کیا ھے۔

(٦٤) ترمذی ج ٢۔ ابواب السیر۔ باب ماجاء فی قتل الاساریٰ والفداء۔ ھذا حدیث حسن صحیح وَ عَمُّ اَبِیْ قِلَابَةَ هُوَ اَبُوْ الْمُهَلَّبِ، وَاِسْمُهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَمْرٍو، وَ یُقَالُ: مُعَاوِیَةُ بْنُ عَمْرٍو، وَ اَبُوْ قِلَابَةَ اِسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَیْدِ الْجَرْمِیُّ...والعمل علی ھذا عند اکثر اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ و غیرهم۔ ان للامام ان یمُنّ علی من شاء من الاساریٰ و یقتل من شاء منهم و یفی من شاء۔ واختار بعض اهل العلم القتل علی الفداء، و قال الاوزاعی بلغنی ان ھذہ الایة منسوخةٌ قوله تعالٰی: (فامّا منًّا بعدُ وَ اِمّا فداء نسختها واقتلوھم حیث ثقفتموھم)☆ مسند احمد: ٤۔ عمران بن حصینؓ مسند احمد کی روایت میں من المشرکین کے بعد من بنی عقیل بھی منقول ھے۔☆ روح المعانی ج ١١ سورہ محمد☆ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٩۔ کتاب السیر۔ باب ما یفعله بالرجال البالغین منهم۔ عن عمران بن حصین۔

(٦٥) الطبری تاریخ الامم والملوك ج ١ ص ٢٨٧☆ سیرة ابن هشام ج ٢☆السیرة النبویة لابن کثیر ج ٢۔ صاحب السیرة النبویة نے نبیه بن وهب کے حواله سے جو روایت نقل کی ھے اس میں ان رسول الله ﷺ حین اقبل بالاساری فرقهم بین اصحابه و قال: استوصوا بهم خیرا کے الفاظ هیں۔☆ الکامل فی التاریخ لابن اثیر ٢ ☆مجمع الزوائد ج ٦۔ کتاب المغازی۔ باب ماجاء فی الاساریٰ۔ عن عزیر بن عمیر۔

(٦٦) الطبری تاریخ الامم والملوك ج ٢ص ٢٨٩☆ سیرة ابن هشام ج ٢☆ السیرة الحلبیه ج ٢☆ السیرة النبویة لابن کثیر ج ٢۔ فصل بعث قریش الی رسول اللّٰہ ﷺ فداء اسراهم۔☆ الکامل فی التاریخ لابن اثیر ج ٢۔اس نے صرف قال عمر بن الخطاب: دعنی انزع ثنیتیه یا رسول اللّٰہ فلا یقوم علیك خطیبا ابدا تك ھی نقل کیا ھے۔

(٦٧) شرح السنة بحواله مشکوة۔ باب الاساریٰ۔

(٦٨) سیر ابن هشام ج ٣۔ مقتل ابی عزّة و معاویة بن المغیرة۔

(٦٩) السیرة النبویة لابن کثیر ج ٢۔ مقتل النضر ابن الحارث و عقبة بن ابی معیط لعنهما الله۔

(٧٠) السنن الکبریٰ ج ٩۔ کتاب السیر۔ باب ما یفعله بالرجال البالغین منهم۔

(٧١) السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٩۔کتاب السیر۔ باب ما یفعله بالرجال البالغین منهم۔

(٧٢) السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٩۔کتاب السیر۔ باب ما یفعله بالرجال البالغین منهم☆ السیرة النبویة لابن کثیر:ج ٢۔

(٧٣) السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٩۔ کتاب السیر، باب ما یفعله بالرجال البالعین منهم۔

(٧٤) السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٩۔کتاب السیر۔ باب فتح مکة۔

(٧٥) السنن الکبری ج ٩ کتاب الجزیة۔ باب الحربی اذا لجأ الی الحرم...الخ۔

(٧٦) السنن الکبری ج ٩ کتاب الجزیة۔ باب الحربی اذا لجأ الی الحرم...الخ۔

(٧٧) السنن الکبری ج ٩ کتاب الجزیة۔ باب اذا لجأ الی الحرم...الخ۔

(٧٨) بخاری ج ٢۔ کتاب المغازی۔ باب غزوة الخندق۔ وهی الاحزاب۔ قال موسی بن عقبه کانت فی شوّال سنة اربع۔ ☆بخاری ١۔ کتاب الشهادات۔ باب بلوغ الصبیان و شهادتهم☆ ابو داؤد: ج ٤۔ کتاب الحدود۔ باب فی

الغلام یصیب الحد☆ مسند احمد ج۲ص۱۷۔ بخاری نے ص: ۳۶۶ پر مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ھے: ان رسول اللّٰہ ﷺ عرضہ یوم احد و ھو ابن اربع عشرۃ سنۃ فلم یجزنی ثم عرضنی یوم الخندق و انا ابن خمس عشرۃ فاجارنی...الخ ☆ابن ماجۃ۔ کتاب الحدود۔ باب من لا یجب علیہ الحد۔☆ مسلم:ج۲۔ کتاب الامارۃ۔ باب بیان سن البلوغ مسلم نے مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ھے: عن ابن عمر، قال: عرضنی رسول اللّٰہ ﷺ یوم احد فی القتال و انا ابن اربع عشرۃ سنۃ فلم یجزنی و عرضنی یو الخندق و انا ابن خمس عشرۃ سنۃ فاجارنی۔ ☆ترمذی:۱۔ ابواب الجھاد۔ باب ماجاء فی حد بلوغ الرجل و متی یفرض لہ۔ عن ابن عمر اور ترمذی ج۱۔ ابواب الاحکام۔ باب ماجاء فی حد البلوغ ارجل والمرأۃ ترمذی نے مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ھے: عن ابن عمر، قال: عرضت علی رسول اللّٰہ ﷺ فی جیش و انا ابن اربع عشرۃ فلم یقبلنی ثم عرضت علیہ من قابل فی جیش و انا خمس عشرۃ فقبلنی...الخ☆ السنن الکبریٰ للبیھقی ج۹ میں منقول ھے: عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنھما قال: عرضت یوم الخندق و انا و رافع بن خدیج علی النبی ﷺ، انا و ھو ابنا خمس عشرۃ سنۃ فقبلنا۔

(۷۹) بخاری ج۱۔ کتاب الجھاد۔ باب مایکرہ من التنازع والاختلاف فی الحرب و عقوبۃ من عصی امامہ۔ وقال اللّٰہ تبارک و تعالی: (ولا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم) یعنی الحرب☆ ابو داؤد:ج ۳۔ کتاب الجھاد۔ باب فی الکمناء☆ تفسیر ابن کثیر ج٤۔ سورہ محمد۔☆ مجمع الزوائد:ج٦۔ کتاب المغازی والسیر۔ باب منہ فی وقعۃ احد (لفظی اختلاف کے ساتھ)☆ مسند احمد ج۱ص ۲۸۹۔ عن ابن عباس و مسند احمد ج٤ ص ۲۹۳۔ عن البراء☆ الطبری تاریخ الامم والملوك۳۔ بخاری میں یہ روایت کتاب المغازی۔ باب غزوۃ اُحد کے تحت بھی منقول ھے، اس روایت میں لقینا المشرکین یومئذ و اجلس النبی ﷺ جیشا من الرماۃ ھے۔

(۸۰) مسلم ج۲۔ کتاب الجھاد والسیر۔ غزوۃ اُحد☆ مسند احمد:ج۳ ص ۲۵۳۔ عن انس☆ بخاری ج۲۔ کتاب المغازی۔ باب لیس لك من الامر شیء۔ بخاری نے مندرجہ ذیل سند اور متن میں اسے نقل کیا ھے: قال حمید و ثابت عن انس، شج النبی ﷺ یوم احد، فقال: کیف یفلح قوم شجوا نبیھم فنزلت: (لیس لك من الامر شیء) ☆مسند احمد ج۳ ص ۱۷۹، ۲۰٦ – عن انس۔ ان صفحات پر خضبوا وجہ نبیھم کے الفاظ ھیں۔

(۸۱) ترمذی ج۲۔ ابواب التفسیر۔ سورہ آل عمران، ھذا حدیث حسن صحیح☆ ابن ماجۃ۔ کتاب الفتن۔ باب:۲۳۔ الصبر علی البلاء ابن ماجہ نے کیف یفلح قوم خضبوا وجہ نبیھم بالدم نقل کیا ھے۔☆ مسند احمد:۳۔ ص۹۹ عن انس۔☆سیرت ابن ہشام ۳ – ☆السیرۃ الحلبیۃ ۲۔ اس میں بھی کیف یفلح قوم خضبوا وجہ نبیھم...الخ ھے۔ ☆ الطبری تاریخ الامم والملوك ۳ پر بھی کیف یفلح قوم خضبوا وجہ نبیھم بالدم و ھو یدعوھم الی اللہ منقول ھے۔ ☆ السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۳ فصل فیما لقی النبی ﷺ یومئذ من المشرکین قبحھم اللہ۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔

(۸۲) مجمع الزوائد للھیثمی ج٦۔ کتاب المغازی والسیر۔ باب منہ فی وقعۃ احد☆ مصنف ابن ابی شیبۃ ج ١٤۔ کتاب المغازی☆ الطبری تاریخ الامم والملوك ج ۳ اس میں ھے فقال رسول اللہ ﷺ لعمر قل: اللّٰہ مولانا ولا مولی لکم ھے۔

(۸۳) تفسیر ابن جریر ج۱۱، سورہ محمد☆ السیرۃ الحلبیۃ ج۲۔☆السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ج۳۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔

(۸٤) سیرۃ ابن ھشام ج۳۔ توعد أبي سفیان المسلمین۔

(۸۵) تفسیر ابن جریر الطبری ج۳۔ سورۃ آل عمران☆ تفسیر ابن کثیر ج۱۔ آل عمران۔☆ بخاری ج۲۔کتاب المغازی۔ باب الذین استجابوا للّٰہ والرسول۔ بخاری نے مختصر بیان کیا ھے۔

(۸٦) تفسیر ابن جریر ج۳۔ آل عمران زیر آیت (اذ تصعدون ولا تلون علی احد والرسول یدعوکم فی اخرکم) ابن عباس کی ایک روایت میں: الی عباد اللّٰہ ارجعوا الی عباد اللّٰہ ارجعوا☆ ابن جریر ج ۳ اور یہی روایت ابن المنذر نے بھی نقل کی ھے، جسے فتح القدیر للشوکانی نے اپنی تفسیر ۱ پر نقل کیا ھے۔☆ ابن کثیر ۱☆ السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ج۳ جنگ احد☆ الطبری تاریخ الامم والملوك ج ۲۔ جنگ اُحد۔

(۸۷) روح المعانی ج۲، آل عمران۔ آیت ۱٦۱ (وما کان لنبی ان یغل...الایۃ)

(۸۸) ترمذی ج۲ کتاب الفرائض۔ باب ماجاء فی میراث البنات ھذا حدیث حسن صحیح، لا نعرفہ الا من حدیث عبد اللّٰہ بن محمد بن عقیل، و قد رواہ شریك ایضا من عبد اللّٰہ بن محمد بن عقیل☆ ابو داؤد ج۳۔ کتاب الفرائض۔ باب ماجاء فی میراث الصلب۔☆ ابن ماجۃ۔ کتاب الفرائض۔ باب:۲۔ فرائض الصلب☆ السنن الکبریٰ للبیہقی ج٦۔ کتاب الفرائض۔ باب فرض الابنتین فصاعداً ابو داؤد اور السنن الکبریٰ دونوں نے ایك روایت نقل کی ھے، جس میں سعد بن ربیعؓ کے بجائے ھاتان بنتا ثابت بن قیس بن شماس قتل معك یوم اُحد...الخ منقول ھے، ابوداؤد نے روایت بیان کرنے کے بعد کہا ھے: قال ابو داؤد: اخطاء بشر فیہ انما ھما ابنتا سعد بن ربیع، وثابت بن قیس قتل یوم الیمامۃ☆ المستدرك ج ٤۔ کتاب الفرائض۔ باب اذا تحدثتم فتحدثوا بالفرائض۔ عن جابر۔ ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ۔☆ سنن دار قطنی ج٤۔ کتاب الفرائض۔☆ تفسیر ابن کثیر ج۱۔ سورہ نساء۔☆ مسند احمد ج۳ ص ۳۵۲۔ عن جابر۔

(۸۹) سیرۃ ابن ھشام ج۳۔ غزوہ احزاب: ھم الرسلول بعقد صلح بینہ و بین غطفان ثم عدل۔

(۹۰) سیرۃ ابن ھشام ج۳۔ شأن نعیم فی تغذیل المشرکین من المسلمین الحرب۔ خدعۃ مندرجہ ذیل کتب میں بھی منقول ھے: (۱) بخاری ج۱۔ کتاب الجھاد۔ باب الحرب خدعۃ (۲) بخاری۔ کتاب المناقب۔ کتاب الاستتابۃ ☆مسلم۔ کتاب الجھاد☆ ابوداؤد۔ کتاب الجھاد اور کتاب السنۃ☆ ترمذی۔ ابواب الجھاد۔☆ ابن ماجۃ۔ کتاب الجھاد☆ سنن دارمی۔ کتاب السیر۔☆ مسند احمد ج۱ ص۸۱ وغیرہ☆ السنن الکبریٰ ج۹۔ کتاب السیر۔ باب من اراد غزوۃ فوری بغیرھا☆ المعجم الطبرانی ج۳۔ عن حسن بن علی۔

(۹۱) سیرۃ ابن ھشام ج۳۔ شان نعیم فی تخذیل المشرکین عن المسلمین۔

(۹۲) بخاری۲۔ کتاب التفسیر۔ سورۃ الحشر۔☆ مسلم ۲۔ کتاب الجھاد والسیر۔ باب جواز قطع اشجار الکفار و تحریقھا۔☆ ابوداؤد ۳۔ کتاب الجھاد۔ باب فی الحرق فی بلاد العدو۔☆ ترمذی ۱۔ ابواب السیر۔ باب فی التحریق والتخریب۔☆ ابن ماجۃ ۱۔ کتاب الجھاد۔ باب بالتحریق بارض العدو۔ ☆مسند احمد ۲۔

(۹۳) ترمذی ج۲۔ ابواب التفسیر۔ سورۃ الحشر۔ قال ابو عیسی سمع منی محمد بن اسماعیل ھذا الحدیث۔ ھذا حدیث حسن غریب و روی بعضھم ھذا الحدیث عن حفص بن غیاث عن حبیب بن ابی عمرۃ عن سعید بن جبیر مرسلاً ولم یذکر فیہ عن ابن عباسؓ۔ ☆فتح القدیر للشوکانی ٥۔ سورۃ الحشر۔ عن ابن عباس۔

(۹٤) ابو یعلی۔ بحوالہ ابن کثیر ج٤۔ سورۃ الحشر☆ مجمع الزوائد ج ۷۔ کتاب التفسیر۔ سورۃ الحشر۔ عن جابر۔ رواہ ابویعلی عن شیخہ سفیان بن وکیع وھو ضعیف۔

(۹۵) ابن جریر ج۱۲ سورۃ الحشر۔

(۹٦) الطبری تاریخ الامم والملوك: ج ۳۔ غزوۃ بنی قریظۃ۔

(۹۷) بخاری ج۲۔ کتاب المغازی۔ باب غزوۃ الخندق۔ باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب و مخرجہ الی بنی قریظۃ،

و محاصرته ایاهم۔☆ مسند احمد ج٦ص ٥٦۔ عن عائشة۔☆ السیرة النبویة لابن کثیر ج٣۔ عن عائشة۔ ☆المستدرك للحاکم ج ٣۔ عن عائشة۔ مستدرك والی روایت کے الفاظ مختلف هیں۔

(۹۸) بخاری ج٢۔ کتاب المغازی۔ باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب و مخرجه الی بنی قریظة و محاصرته ایاهم۔ ☆بخاری ج١۔ ابواب صلاة الخوف۔ باب صلاة الطالب والمطلوب راکباً و ایماء اس مقام پر بخاری میں قال النبی ﷺ لنا لما رجع من الاحزاب...الخ نقل کیا هے۔☆السیرة النبویة لابن کثیر ج٣۔ عن ابن عمرؓ۔ ☆طبقات ابن سعد ج٢۔☆سیرة النبی لابن هشام ج٣۔

(۹۹) السیرة النبویة ج٣ ص ٢٢٤۔☆ الکامل فی التاریخ لابن اثیر٢۔ پر دونوں نے بھی اسے نقل کیا هے۔

(۱۰۰) سیرة النبی لابن هشام ج٣۔تلاحق المسلمین بالرسول☆السیرة النبویة لابن کثیر ج٣۔

(۱۰۱) بخاری ج٢۔ کتاب المغازی۔ باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب و مخرجه الی بنی قریظة و محاصرته ایاهم۔ ☆بخاری١۔ کتاب المناقب۔ مناقب سعد بن معاذ۔☆سنن دارمی ج٢۔ کتاب السیر۔ باب نزول اهل قریظة۔ علی حکم سعد بن معاذ۔ دارمی نے: فحکم ان تقتل رجالهم، وتستحی نسائهم و ذراریهم لیستعین بهم المسلمون، فقال رسولُ اللّٰه ﷺ اصبت حکم اللّٰه فیهم و کانوا اربعمائة نقل کیا هے۔☆ ترمذی ج١۔ ابواب السیر۔ باب ماجاء فی النزول علی الحکم۔ ترمذی نے بھی فحکم ان یقتل رجالهم و یستحیی نسائهم یستعین بهن المسلمون نقل کیا هے۔ هذا حدیث حسن صحیح۔☆ مسند احمد ج٣ ص ٢٢۔ عن ابن سعید خدری۔ بخاری والی روایت۔☆ المستدرك ج ٣۔ کتاب المغازی۔ باب حکم سعد ابن معاذ فی بنی قریظة۔ اس میں هے۔ فحکم فیهم ان یقتل مقاتلتهم و تسبی ذراریهم و نسائهم۔ هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین فانهما قد احتجا بعبد اللّٰه بن عمر فی الشواهد ولم یخرجاه۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج٩۔ کتاب السیر۔ باب ما یفعله بذر اری من ظهر علیه۔ اس نے بخاری والی روایت کے الفاظ نقل کیے هیں۔☆ طبقات ابن سعد ج٢۔ ☆مجمع الزوائد ج٦۔ اس نے وتسبی النساء والذریة و تقسم الاموال بیان کیا هے۔☆ الکامل فی التاریخ لابن اثیر ج٢۔

(۱۰۲) بخاری ج٢۔ کتاب المغازی۔ باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب و مخرجه الی بنی قریظة و محاصرته ایاهم۔ ☆السنن الکبری للبیهقی ج٩۔ کتاب السیر۔ باب نزول اهل الحصن او بعضهم علی حکم الامام...الخ ☆السیرة النبویة لابن کثیر ج٣۔☆السیرة النبویة لابن هشام ج٣ اور السیرة النبویة لابن کثیر ج٣ میں قال سعد فانی احکم فیهم ان تقتل الرجال، و تقسم الاموال، و تسبی الذراری والنساء نقل کیا هے اور (ص: ٢٣٤) پر قضیت بحکم اللّٰه هے۔ ☆ السیرة الحلبیة ج٢۔☆ مصنف ابن ابی شیبة ج ١٤۔ ابن ابی شیبة نے قدرے دیگر اختلاف الفاظ کے علاوه روایت کے آخر میں لقد حکمت فیهم بحکم اللّٰه و حکم رسوله نقل کیا هے۔ ☆مصنف ابن ابی شیبة ج ١٤میں بخاری والی روایت نقل کی هے۔☆الطبری تاریخ الامم والملوك ج ٣ اس نے بھی لقد حکمت فیهم بحکم اللّٰه و حکم رسوله نقل کیا هے۔

(۱۰۳) بخاری ج٢۔ کتاب التفسیر۔ سورة المنافقون۔☆ مسلم ج٢۔ کتاب البر۔ والصلة باب نصر الاخ ظالمًا او مظلومًا۔ ☆السنن الکبریٰ ج٩۔ کتاب السیر۔ باب من لیس للامام ان یغزو به بحال۔ مسلم نے ج٢ کتاب البر۔ باب نصر الاخ ظالمًا او مظلوما کے تحت مَا هٰذَا دَعْوَی اهل الجاهلیة نقل کیا هے۔

(۱۰٤) بخاری ج٢۔ کتاب التفسیر۔ سورة المنافقون۔ باب قوله یقولون لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعز منها

الاذل...الخ ☆ترمذی ج ۲۔ ابواب التفسیر۔ سورۃ المنافقین۔☆مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۸، ۳۸۵۔ جابر بن عبد اللّٰہ ☆ابن جریر ج ۱۲۔ سورۃ المنافقین۔ ترمذی نے و قال غیر عمرو: فقال لہ ابنہ عبد اللّٰہ بن عبد اللّٰہ واللّٰہ! لا تنقلب حتی تقر انك الذلیل و رسول الله ﷺ العزیز، ففعل کا اضافہ نقل کیا ھے۔ و قال ھذا حدیث حسن صحیح۔ ☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج ۹۔ کتاب السیر۔ باب من لیس للامام ان یغزو بہ بحال۔ ☆ابن اسحاق بحوالہ ابن کثیر ج ٤۔ سورۃ المنافقین۔ ☆سیرۃ ابن ھشام ج ۳۔

(۱۰۵) بخاری ج ۲۔ کتاب التفسیر۔ سورۃ المنافقون ☆ تفسیر ابن جریر ج ۱۲۔ سورۃ المنافقون۔

(۱۰۶) بخاری ج ۲۔ کتاب التفسیر۔ سورۃ المنافقون۔

(۱۰۷) بخاری ج ۲۔ کتاب التفسیر۔ باب قولہ ذٰلك بانھم آمنوا ثم کفروا...الخ☆ ترمذی ج ۲۔ ابواب التفسیر۔ سورۃ المنافقون۔☆ ابن جریر ج ۱۲۔ سورۃ المنافقون☆ مسند احمد ج ٤ ص ۳٦۹۔ زید ابن ارقم۔

(۱۰۸) بخاری ج ۲۔ کتاب التفسیر۔ باب قولہ و اذا رایتھم تعجبك اجسامھم...الخ☆ مسند احمد ج ٤ ص ۳۷۳۔ زید بن ارقم۔

(۱۰۹) ابن جریر ج ۱۲۔ سورۃ المنافقون۔

(۱۱۰) ترمذی۔ ابواب التفسیر۔ سورۃ المنافقون۔

(۱۱۱) مسند احمد ج ٤ ص ۲۷۹۔☆ تفسیر ابن کثیر ٤۔ سورۃ الحجرات۔☆ تفسیر روح المعانی ج ۱۱۔ سورۃ الحجرات۔☆ ابن ابی الدنیا۔ ابن مندہ۔ ابن مردویہ بحوالہ روح المعانی: ج ۱۱۔☆ ابن ابی حاتم، طبرانی بحوالہ تفسیر ابن کثیر ج ٤۔☆ تفسیر فتح القدیر للشوکانی ج ٥۔

(۱۱۲) تفسیر ابن جریر ج ۱۱۔ سورۃ الحجرات۔ اسی صفحہ پر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت بھی منقول ھے۔

(۱۱۳) بخاری ج ۲۔ کتاب المغازی باب حدیث الافك☆مسلم: ج ۲۔ عن عائشۃ، کتاب التوبۃ باب فی حدیث الافك۔ ☆ترمذی ج ۲، ابواب التفسیر سورۃ النور (قدرے کمی و بیشی اور اختلاف الفاظ کے ساتھ منقول ھے)۔ ☆ھذا حدیث حسن صحیح غریب من حدیث ھشام بن عروۃ۔☆ مسند احمد ج ٦ ص ٥۹- ٦۰ عن عائشۃ۔☆ تفسیر ابن کثیر ج ۳۔ سورۃ النور ابن کثیر نے بخاری اور ترمذی دونوں کی مرویات نقل کی ھیں۔☆ تفسیر ابن جریر ج ۹۔ سورۃ النور۔☆ تفسیر روح المعانی (پ: ۱۸)۔ عن عائشۃ۔☆ السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ج ۳۔☆الکامل فی التاریخ لابن اثیر ج ۲۔☆السیرۃ الحلبیہ ج ۲۔☆الطبری تاریخ الامم والملوك ج ۲۔☆المصنف عبد الرزاق ج ٥۔

(۱۱٤) السنن الکبریٰ للبیھقی ج ۹۔ کتاب السیر۔ باب ما یفعلہ بالرجال البالغین منھم۔

(۱۱۵) سیرت ابن ھشام ج ۳، شأن الزبیر بن باطا☆ السیرۃ الحلبیۃ ج ۲،☆ السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ج ۳،☆ السیرۃ النبویۃ میں عزال بن شموال ھے اور فتلۃ کی جگہ فیلۃ ھے۔ جب کہ سیرت ابن ھشام، سیرت الحلیۃ اور الروض الانف للسھیلی من فتلۃ منقول ھے۔☆ قال ابن اسحاق: فیلۃ بالفاء والیاء المثناۃ من اسفل۔☆ السیرۃ النبویۃ ج ۳،☆الطبری تاریخ الامم والملوك ج ۳۔ غزوہ بنی قریظۃ۔

(۱۱٦) مسند احمد ج ٦ ص ۲۷۷۔ عن عائشۃ،☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج ۹۔ کتاب السیر۔ باب من یجری علیہ الرق عن عائشۃ۔ ☆طبقات ابن سعد ج ۸،☆ ابن سعد میں یہ وضاحت ھے کہ اس نے ثابت بن قیس سے ۹اوقیہ کی مکاتبت طے کی تھی، اس کے الفاظ ھیں: (فکاتبھا ثابت بن قیس علی نفسھا علی تسع اواق)☆سیرۃ ابن ھشام: ج ۳۔ مزید برآں ان سے نکاح کی روایت سیرت ابن ھشام: ج ١٤ میں مختصر ھے۔ ابن ھشام نے مُلَّاحَۃً نقل کیا ھے۔

فصل:۲

صلح حدیبیہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ اور بیعت

۵۳- مکہ معظّمہ میں حضرت عثمانؓ کے شہید ہو جانے کی خبر سن کر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے حدیبیہ کے مقام پر بیعت لی تھی۔ صحابہ نے رسول پاک ﷺ کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی تھی کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کا معاملہ اگر صحیح ثابت ہوا تو وہ سب یہیں اور اسی وقت قریش سے نمٹ لیں گے خواہ نتیجہ میں وہ سب کٹ ہی کیوں نہ مریں۔ اس موقع پر چوں کہ یہ امر ابھی یقینی نہیں تھا کہ حضرت عثمانؓ واقعی شہید ہو چکے ہیں یا زندہ ہیں۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے خود اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر بیعت فرمائی اور اس طرح ان کو یہ شرف عظیم حاصل ہوا کہ آپ نے اپنے دست مبارک کو ان کے ہاتھ کا قائم مقام بنا کر انہیں اس بیعت میں شریک فرمایا۔ حضور ﷺ کا ان کی طرف سے خود بیعت کرنا لازماً یہ معنی رکھتا ہے کہ حضورؐ کو ان پر پوری طرح یہ اعتماد تھا کہ اگر وہ موجود ہوتے تو یقیناً بیعت کرتے۔ (تفہیم القرآن، ج۵، الفتح، حاشیہ:۱۷)

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا اَبُوْ قَطَنٍ، ثَنَا یُوْنُسُ یَعْنِیْ ابْنَ اَبِیْ اِسْحَاقَ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: اَشْرَفَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنَ الْقَصْرِ وَ هُوَ مَحْصُوْرٌ...قَالَ: اَنْشُدُ بِاللّٰهِ مَنْ شَهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ بَیْعَةِ الرِّضْوَانِ اِذْ بَعَثَنِیْ اِلَی الْمُشْرِکِیْنَ اِلٰی اَهْلِ مَکَّةَ قَالَ: هٰذِهٖ یَدِیْ وَ هٰذِهٖ یَدُ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَبَایَعَ لِیْ... الخ (۱)

ترجمہ: حضرت عثمانؓ جب بلوائیوں کے گھیراؤ کی وجہ سے محصور ہو گئے تو انہوں نے اوپر سے جھانک کر دیکھا...فرمایا بیعت رضوان کے روز جو حضرات رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے انہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ کے مشرکین کی طرف سفیر بنا کر بھیجا تھا تو اس وقت آپ نے فرمایا تھا۔ یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمان کا ہاتھ ہے اس طرح آپ نے میری بیعت لی۔

﴿۲﴾ قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: وَحَدَّثَنِیْ مَنْ اَوْثَقَ بِهٖ، عَمَّنْ حَدَّثَهٗ بِاِسْنَادٍ لَّهٗ، عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ، عَنِ ابْنِ اَبِیْ عُمَرَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَایَعَ لِعُثْمَانَ، فَضَرَبَ بِاِحْدٰی یَدَیْهِ عَلَی الْاُخْرٰی۔ (۲)

ترجمہ: ابن ابی عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے خود بیعت لی۔ وہ اس طرح کہ اپنا ایک دست مبارک دوسرے دست مبارک پر مارا۔

شرائط معاہدہ

۵۴- صلح حدیبیہ کا معاہدہ جب لکھا جارہا تھا تو کفار مکہ کے نمائندے نے ''رسول اللہ'' (ﷺ) کے نام کے ساتھ ''رسول اللہ'' لکھے جانے پر اعتراض کیا۔ اس پر حضور ﷺ نے کاتب (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو حکم دیا کہ اچھا ''رسول اللہ'' کا لفظ کاٹ کر ''محمد بن عبداللہ'' لکھ دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لفظ ''رسول اللہ'' کاٹنے سے انکار کردیا۔ اس پر حضور ﷺ نے ان کے ہاتھ سے قلم لے کر وہ الفاظ خود کاٹ دیے اور ''محمد بن عبداللہ'' لکھ دیا۔

تخریج:⟨ا⟩ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ، قَالَ: نَا عَفَّانُ، قَالَ: نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ قُرَيْشًا صَالَحُوا النَّبِىَّ ﷺ فِيهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ لِعَلِيٍّ اكْتُبْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، قَالَ سُهَيْلٌ: اَمَّا بِسْمِ اللّٰهِ فَمَا نَدْرِىْ مَا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَلٰكِنِ اكْتُبْ مَا نَعْرِفُ، بِاسْمِ اللّٰهُمَّ، فَقَالَ: اكْتُبْ مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: لَوْ عَلِمْنَا اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، لَاتَّبَعْنَاكَ، وَلٰكِنِ اكْتُبْ اِسْمَكَ وَاِسْمَ اَبِيْكَ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ: اُكْتُبْ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، فَاشْتَرَطُوْا عَلَى النَّبِىِّ ﷺ اِنَّ مَنْ جَآءَ مِنْكُمْ، لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكُمْ، وَمَنْ جَائَكُمْ مِنَّا، رَدَدْتُّمُوْهُ عَلَيْنَا، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: أَنَكْتُبُ هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، اِنَّهُ مَنْ ذَهَبَ مِنَّا اِلَيْهِمْ، فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ وَمَنْ جَآءَ نَا مِنْهُمْ، سَيَجْعَلُ اللّٰهُ لَهُ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا۔ (۳)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ سے مصالحت کی۔ قریشی وفد میں سہیل بن عمرو بھی تھا۔ نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا (پہلے) (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) لکھو۔ سہیل نے کہا: (بسم اللہ) ہم نہیں جانتے کہ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) کیا ہے؟ جس کا ہمیں علم ہے وہ لکھو وہ (بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ) آپ ﷺ نے پھر فرمایا لکھو کہ یہ معاہدہ محمد کی جانب سے ہے جو اللہ کے رسول ہیں۔ مشرکین بولے کہ اگر ہمارے علم میں یہ ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (اگر ہم یہ تسلیم کر لیتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں) تو پھر لازماً آپ کی اتباع کرتے، اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھیں (لکھوائیں) نبی ﷺ نے فرمایا: ''اچھا! لکھو کہ یہ تحریر محمد بن عبداللہ کی طرف سے۔'' پھر انہوں نے آپ سے یہ شرط طے کی کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی بھاگ کر ہمارے پاس آجائے تو اسے ہم واپس نہیں کریں گے اور اگر ہم میں سے کوئی آدمی بھاگ کر تمہارے پاس پہنچ جائے تو اسے ہمارے ہاں واپس لوٹانا ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم یہ شرط تحریر کریں آپ نے فرمایا ہاں لکھو۔ کہ ہم میں سے کوئی ان کے پاس چلا جائے، تو اللہ نے اسے دور کردیا۔ (یا اللہ اسے ہم سے دور رکھے) اور ان میں سے جو کوئی ہمارے پاس آئے گا تو اس کے لیے اللہ ضرور راستہ نکالے گا اور اس کے لیے کشادگی و فراخی پیدا فرمائے گا۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا غُنْدُرٌ، ثنا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی اِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، قَالَ: لَمَّا صَالَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَھْلَ الْحُدَیْبِیَّۃِ، کَتَبَ عَلِیٌّ بَیْنَھُمْ کِتَابًا، فَکَتَبَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ، فَقَالَ الْمُشْرِکُوْنَ: لَا تَکْتُبْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، لَوْکُنْتَ رَسُوْلًا لَمْ نُقَاتِلْکَ، فَقَالَ لِعَلِیٍّ: اُمْحُہُ، قَالَ عَلِیٌّ: مَا اَنَا بِالَّذِیْ اَمْحَاہُ، فَمَحَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِیَدِہٖ، وَ صَالَحَھُمْ عَلٰی اَنْ یَّدْخُلَ ھُوَ وَ اَصْحَابُہٗ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ، وَلَا یَدْخُلُوْھَا اِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ، فَسَأَلُوْہُ: مَا جُلُبَّانُ السِّلَاحِ؟ قَالَ الْقِرَابُ بِمَا فِیْہِ۔ (٤)

ترجمہ: ابواسحاق سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں براء بن عازب سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہل حدیبیہ (مشرکین مکہ) سے معاہدہ صلح کیا تو اس معاہدہ کی دستاویز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تحریر کی۔ تو انہوں نے محمد رسول اللہ تحریر کیا۔ اس پر مشرکین نے اعتراض کیا کہ محمد رسول اللہ مت لکھو۔ تم (ہمارے عقیدے کے مطابق) اللہ کے رسول ہوتے تو ہم تم سے جنگ نہ کرتے۔ آپ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اسے مٹادو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ میں تو اسے نہیں کاٹ سکتا۔ آخر کار رسول اللہ ﷺ نے اسے دست مبارک سے کاٹ دیا۔ مشرکین سے اس پر صلح ہوئی کہ آئندہ سال آپ اپنے اصحاب کے ساتھ صرف تین روز مکہ میں قیام کرسکیں گے اور ہتھیار میان میں ہوں لوگوں نے آپ سے پوچھا جلبان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میان اور جو کچھ اس میں ہو۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ اِسْرَائِیْلَ، عَنْ اَبِی اِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: اِعْتَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ ذِی الْقَعْدَۃِ، فَاَبٰی اَھْلُ مَکَّۃَ اَنْ یَّدَعُوْہُ یَدْخُلُ مَکَّۃَ حَتّٰی قَاضَاھُمْ عَلٰی اَنْ یُّقِیْمَ بِھَا ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ، فَلَمَّا کَتَبُوا الْکِتَابَ، کَتَبُوْا ھٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، فَقَالُوْا: لَا نُقِرُّبِھَا، فَلَوْ نَعْلَمُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ، مَا مَنَعْنَاکَ، لٰکِنْ اَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ، قَالَ: اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ وَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ، ثُمَّ قَالَ لِعَلِیٍّ: اُمْحُ رَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ: لَاوَاللّٰہِ! لَا اَمْحُوْکَ اَبَدًا، فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الْکِتَابَ، فَکَتَبَ ھٰذَا مَا قَاضٰی مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ لَا یَدْخُلُ مَکَّۃَ بِسِلَاحٍ اِلَّا فِی الْقِرَابِ وَ اَنْ لَّا یَخْرُجَ مِنْ اَھْلِھَا بِاَحَدٍ اِنْ اَرَادَ اَنْ یَّتْبَعَہٗ، وَ اَنْ لَّا یَمْنَعَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِہٖ اَرَادَ اَنْ یُّقِیْمَ بِھَا، فَلَمَّا دَخَلَھَا وَ مَضَی الْاَجَلُ، اَتَوْا عَلِیًّا، فَقَالُوْا: قُلْ لِصَاحِبِکَ اُخْرُجْ عَنَّا، فَقَدْ مَضَی الْاَجَلُ، فَخَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ، فَتَبِعَتْھُمْ اِبْنَۃُ حَمْزَۃَ یَا عَمِّ یَا عَمِّ فَتَنَاوَلَھَا عَلِیٌّ، فَاَخَذَ بِیَدِھَا، وَ قَالَ لِفَاطِمَۃَ دُوْنَکِ ابْنَۃَ عَمِّکِ حَمَلَتْھَا، فَاخْتَصَمَ فِیْھَا عَلِیٌّ وَ زَیْدٌ وَ جَعْفَرٌ، فَقَالَ عَلِیٌّ: اَنَا اَحَقُّ بِھَا، وَھِیَ بِنْتُ عَمِّیْ، وَ قَالَ جَعْفَرٌ: بِنْتُ عَمِّیْ وَ خَالَتُھَا تَحْتِیْ، وَ قَالَ زَیْدٌ: بِنْتُ اَخِیْ، فَقَضٰی بِھَا النَّبِیُّ ﷺ لِخَالَتِھَا، وَ قَالَ: اَلْخَالَۃُ بِمَنْزِلَۃِ الْاُمِّ، وَ قَالَ لِعَلِیٍّ: اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ، وَ قَالَ لِجَعْفَرٍ: اَشْبَھْتَ خَلْقِیْ وَ خُلُقِیْ، وَ قَالَ لِزَیْدٍ: اَنْتَ اَخُوْنَا وَ مَوْلَانَا۔ (٥)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ذوالقعدہ میں عمرہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو اہل مکہ نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ پھر فیصلہ اس پر ہوا کہ آئندہ سال صرف تین دن قیام کر سکیں گے مگر جب صلح کی دستاویز لکھنے لگے تو ابتدا میں یہ تحریر کیا کہ یہ صلح نامہ وہ ہے جس پر محمد جو اللہ کے رسول ہیں راضی ہوئے۔ مشرکین مکہ نے جواب دیا کہ ہم تو اس کا اقرار نہیں کرتے اگر ہم یہ تسلیم کرتے کہ تم اللہ کے رسول ہو تو پھر ہم تمہیں مکہ میں داخل ہونے سے روکتے ہی کیوں۔ بلکہ تم محمد بن عبداللہ ہو آپ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا رسول اللہ کا جملہ مٹادو۔ انہوں نے عرض کیا نہیں اللہ کی قسم میں آپ کو کبھی بھی نہیں مٹاؤں گا آپ نے خود وہ مسودۂ تحریر اپنے ہاتھ میں لیا اور لکھا (**هذا ماقاضى عليه محمد بن عبد الله**) یہ وہ دستاویز و صلح نامہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ راضی ہوا۔ وہ مکہ میں اس حالت میں داخل ہوں گے کہ ہتھیار نیام میں ہوں گے اور اگر مکہ کا کوئی باشندہ ان کے ساتھ جانا چاہے تو وہ اسے اپنے ساتھ نہیں لے جائیں گے اور آپ کے ساتھیوں میں سے اگر کوئی مکہ میں قیام پذیر ہونا چاہے گا تو اسے منع نہیں کریں گے۔ پھر جب آپ مکہ میں داخل ہوئے اور مدت قیام پوری ہوگئی تو مشرکین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اپنے ساتھی سے کہیں کہ وہ اب ہمارے ہاں سے واپس چلے جائیں، کیوں کہ طے شدہ مدت قیام ختم ہوگئی ہے۔ چناں چہ نبی ﷺ وعدہ کے مطابق نکل کھڑے ہوئے تو حضرت حمزہ کی بیٹی چچا جان چچا جان پکارتی پیچھے ہوگئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہنچ کر اسے پکڑ لیا۔ ہاتھ میں پکڑ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا اپنی چچا زاد بہن کو لے لو، انہوں نے اسے سوار کر لیا۔ اس پر علی، زید اور جعفر رضی اللہ عنہم میں تنازع و جھگڑا کھڑا ہوگیا۔ حضرت علیؓ نے دعویٰ کیا کہ میں اس لڑکی کا زیادہ استحقاق رکھتا ہوں، وہ میری چچا زاد بہن ہے اور جعفر نے دعویٰ کیا کہ وہ میری چچا زاد بہن بھی ہے اور اس کی خالہ میری اہلیہ ہیں لہٰذا میں زیادہ استحقاق رکھتا ہوں اور زید نے کہا وہ میری بھتیجی ہے یہ روداد سن کر نبی ﷺ نے لڑکی کی خالہ کے حق میں فیصلہ صادر فرمایا اور فرمایا خالہ بمنزلہ ماں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور جعفر سے فرمایا تو سیرت و صورت میرے مشابہ ہے اور زید سے فرمایا تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولا ہے۔

سیرت ابن ہشام میں مندرجہ ذیل عبارت منقول ہے۔

﴿۴﴾ قَالَ: ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ اَبِىْ طَالِبٍ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، فَقَالَ: اُكْتُبْ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، قَالَ: فَقَالَ سُهَيْلٌ: لَا اَعْرِفُ هٰذَا، وَلٰكِنِ اكْتُبْ: بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ، فَكَتَبَهَا، ثُمَّ قَالَ: اكْتُبْ: هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو، قَالَ: فَقَالَ سُهَيْلٌ: لَوْ شَهِدْتُّ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمْ اُقَاتِلْكَ، وَ لٰكِنِ اكْتُبِ اسْمَكَ وَاسْمَ اَبِيْكَ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اكْتُبْ: هٰذَا مَاصَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو، اِصْطَلَحَا عَلٰى وَضْعِ الْحَرْبِ عَنِ النَّاسِ عَشْرَ سِنِيْنَ، يَاْمَنُ فِيْهِنَّ النَّاسُ، وَ يَكُفُّ بَعْضُهُمْ عَنْ بَعْضٍ، عَلٰى اَنَّهٗ مَنْ اَتٰى مُحَمَّدًا مِنْ قُرَيْشٍ بِغَيْرِ اِذْنِ وَلِيِّهٖ رَدَّهٗ عَلَيْهِمْ، وَ مَنْ جَآءَ قُرَيْشًا مِمَّنْ مَعَ

مُحَمَّدٍ لَمْ يَرُدُّوْهُ عَلَيْهِ، وَ اِنَّ بَيْنَنَا عَيْبَةً مَكْفُوْفَةً، وَ اِنَّهُ لَا اِسْلَالَ وَلَا اِغْلَالَ، وَ اِنَّهُ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْ عَقْدِ قُرَيْشٍ وَ عَهْدِهِمْ دَخَلَ فِيْهِ۔ (٦)

ترجمہ: (امام زہری) کا بیان ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب کو بلایا اور فرمایا: **(بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم)** لکھ کر صلح نامہ کا آغاز کرو اس پر سہیل نے اعتراض کیا کہ مجھے تو اس کا کوئی علم نہیں (کہ دستاویز کے شروع میں بسم اللہ لکھا گیا ہو) بلکہ (**بِاِسْمِکَ اللّٰهُمَّ**) لکھو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا **باسمک اللھم** ہی لکھو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہی فقرہ تحریر کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: ''(آگے) لکھو: **(ھذا ما صالح علیہ محمد رسول اللّٰہ)** ''یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ نے سہیل بن عمرو سے طے کیا ہے۔'' سہیل بولا: ''اگر میں اس کا اقراری ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر میں آپ سے مقاتلہ ہی کیوں کرتا۔ بلکہ آپ اپنا اور اپنے باپ کا نام تحریر کریں۔ راوی کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اچھا) لکھو، یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو سے صلح کی۔ دونوں نے اس پر اتفاق رائے کیا کہ دس سال تک جنگ بند رہے گی۔ ان سالوں میں لوگ امن وآشتی سے رہیں گے ایک دوسرے پر دست درازی سے باز رہیں گے اس صلح کی شرط ہے کہ قریش کا کوئی آدمی اگر اپنے ولی کی اجازت کے بغیر محمد (ﷺ) کے پاس آئے گا تو محمد ﷺ قریش کے پاس اسے واپس لوٹا دیں گے اور اگر محمد ﷺ کے رفقاء وساتھیوں میں سے اگر کوئی آدمی قریش کے پاس پہنچ جائے گا تو قریش اسے واپس نہیں کریں گے۔ نیز یہ کہ دلوں کی عداوتیں دلوں ہی میں رہیں گی۔ انہیں ظاہر نہیں کیا جائے گا اور یہ بدعہدی اور خیانت بھی نہ کی جائے گی اور یہ کہ جو کوئی محمد ﷺ کے عقد وعہد میں داخل ہونا چاہے تو وہ اس میں داخل ہو سکتا ہے اور جو کوئی قریش کے عقد وعہد میں داخل ہونا چاہے وہ اس میں داخل ہو سکتا ہے۔

﴿۵﴾ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ اَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ، اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَ مَرْوَانَ، يُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا حَدِيْثَ صَاحِبِهٖ قَالَا: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ... فَجَآءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ: هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ كِتَابًا، فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْكَاتِبَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اكْتُبْ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: اَمَّا الرَّحْمٰنُ فَوَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا هُوَ، وَ لٰكِنِ اكْتُبْ: بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ كَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ. فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ: وَاللّٰهِ! لَا نَكْتُبُهَا اِلَّا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ، ثُمَّ قَالَ: هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: وَاللّٰهِ! لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ، وَلَا قَاتَلْنَاكَ، وَلٰكِنِ اكْتُبْ: مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: وَاللّٰهِ! اِنِّيْ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اِنْ كَذَّبْتُمُوْنِيْ، اكْتُبْ: مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الحدیث۔ (٧)

ترجمہ: امام زہری کا بیان ہے کہ مجھے عروہ بن زبیر نے بتایا کہ انہوں نے مسور بن مخرمہ اور مروان دونوں سے روایت کیا دونوں ایک دوسرے کی بیان کردہ روایت کی تصدیق کرتے ہیں۔ دونوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ زمانہ حدیبیہ میں

نکلے...زہری نے اپنی روایت میں کہا کہ سہیل بن عمرو آیا اور اس نے کہا کہ آپ اپنے اور ہمارے درمیان صلح نامہ تحریر کریں (کرائیں) نبی ﷺ نے اپنے منشی (کاتب) کو بلایا اور اسے ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھو۔ اس پر سہیل نے اعتراض کیا کہ رحمٰن کو تو واللہ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے اور کون ہے۔ آپ جس طرح پہلے لکھوایا کرتے تھے اسی طرح باسمک اللھم ہی لکھوائیں۔ مسلمانوں نے اصرار کیا کہ ہم تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی لکھیں گے (لکھوائیں گے) نبی ﷺ نے فرمایا (ضد و اصرار کی چنداں ضرورت نہیں) **باسمک اللھم** ہی لکھ دو۔ پھر فرمایا آگے لکھو **ھذا ماقاضی علیہ محمد رسول اللّٰہ** اس پر بھی سہیل نے اعتراض کیا کہ واللہ اگر ہم تسلیم کرتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو بیت اللہ کی حاضر سے آڑے کیوں آتے اور آپ سے مقاتلہ کیوں کرتے۔ (نہ ہم آپ کو بیت اللہ کی زیارت سے روکتے اور نہ آپ سے لڑائی کرتے) بلکہ آپ محمد بن عبداللہ لکھوائیں۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ شاہد ہے میں یقیناً اللہ کا رسول ہوں خواہ تم میری تکذیب کتنی ہی کرتے رہو۔ محمد بن عبداللہ لکھ دو۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ، ثَنِيْ شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ، ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ اَبِيْ اِسْحَاقَ، ثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ، ثَنِي الْبَرَاءُ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّعْتَمِرَ اَرْسَلَ اِلٰى اَهْلِ مَكَّةَ يَسْتَاْذِنُهُمْ لِيَدْخُلَ مَكَّةَ، فَاشْتَرَطُوْا عَلَيْهِ اَنْ لَّا يُقِيْمَ بِهَا اِلَّا ثَلَاثَ لَيَالٍ، وَلَا يَدْخُلَهَا اِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ وَلَا يَدْعُوَ مِنْهُمْ اَحَدًا، قَالَ: فَاَخَذَ يَكْتُبُ الشَّرْطَ بَيْنَهُمْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ، فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، قَالُوْا: لَوْ عَلِمْنَا اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، لَمْ نَمْنَعْكَ وَ لَبَايَعْنٰكَ، وَ لٰكِنِ اكْتُبْ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ: اَنَا وَاللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَاَنَا وَاللّٰهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ، قَالَ: وَكَانَ لَا يَكْتُبُ، قَالَ: فَقَالَ لِعَلِيٍّ: اُمْحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: وَاللّٰهِ! لَا اَمْحُوْهُ اَبَدًا، قَالَ: فَاَرِنِيْهِ، فَاَرَاهُ اِيَّاهُ، فَمَحَاهُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهٖ، فَلَمَّا دَخَلَ، وَ مَضَى الْاَيَّامُ اَتَوْا عَلِيًّا، فَقَالُوْا: مُرْ صَاحِبَكَ، فَلْيَرْتَحِلْ فَذَكَرَ ذَالِكَ عَلِيٌّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: نَعَمْ، ثُمَّ ارْتَحَلَ۔ (۸)

ترجمہ: ابواسحاق نے براء بن عازب سے روایت بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے جب عمرہ ادا کرنے کا ارادہ کیا تو اہل مکہ کے پاس اپنا قاصد بھیج کر مکہ میں داخلہ کی اجازت طلب فرمائی۔ مشرکین مکہ نے یہ شرط عائد کی کہ مکہ میں صرف تین روز قیام کرنا ہوگا اور غلاف پوش ہتھیاروں کے سوا دوسرا کوئی ہتھیار لے کر داخل نہ ہونا نیز کسی فرد کو دعوت دین بھی نہ دینا ہوگی۔ چناں چہ اس شرط پر معاہدہ کی تحریر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شروع کی اور لکھنے لگے کہ یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی ہے۔ اس پر مشرکین بول اٹھے کہ اگر ہم یہ جان لیتے کہ تم اللہ کے رسول ہو تو تمہیں کسی صورت بھی نہ روکتے اور لازماً تمہاری بیعت بھی کر لیتے۔ لہٰذا یہ تحریر کروائیں کہ یہ وہ تحریر ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے صلح کی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کی قسم میں محمد عبداللہ کا بیٹا ہوں اور اللہ شاہد ہے میں اس کا رسول بھی ہوں۔ راوی کا بیان ہے آپ بذات خود یہ معاہدہ تحریر نہیں فرما رہے تھے چناں چہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ کا جملہ مٹا دو، محو کر دو۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی اللہ کی قسم میں تو

اسے کبھی بھی محو نہیں کروں گا۔ آپ نے فرمایا اچھا مجھے اس مقام کی نشان دہی کرو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو وہ جگہ نشان زد کردی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اسے مٹا دیا۔ (معاہدہ میں طے شدہ شرائط کی روشنی میں) آپ مکہ میں داخل ہوئے۔ جب تین دن وہاں گزر گئے تو مشرکین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر یاددہانی کرائی کہ اپنے صاحب سے کہو کہ اب انہیں چلے جانا چاہیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں درست ہے۔ پھر آپ ﷺ نے وہاں سے کوچ فرمایا۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں منقول عبارت مندرجہ ذیل ہے:

﴿۷﴾ فَقَالَ لِعَلِيٍّ: اُكْتُبُ الشَّرْطَ بَيْنَنَا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ: فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ: لَوْ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَابَعْنَاکَ، وَلٰكِنِ اكْتُبْ: مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: فَاَمَرَ عَلِيًّا اَنْ يَّمْحُوْهَا، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَا وَاللّٰهِ! لَا اَمْحُوْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَرِنِىْ مَكَانَهَا، فَاَرَاهُ مَكَانَهَا، فَمَحَاهَا، وَ كَتَبَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ؟ (۹)

ترجمہ: مصنف ابن شیبہ کی روایت میں ہے آپ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہمارے درمیان شرط تحریر کرو اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کرو کہ یہ وہ دستاویز ہے جس پر محمد رسول اللہ نے صلح کی ہے۔ مشرکین بولے اگر تم اللہ کے رسول ہوتے تو ہم تمہاری اتباع کرتے۔ بلکہ محمد بن عبداللہ لکھو۔ راوی کا بیان ہے آپ نے علیؓ سے فرمایا کہ اسے محو کردو۔ علیؓ نے عرض کیا واللہ! میں تو اسے اپنے ہاتھ سے نہیں مٹاؤں گا تو نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے اس جگہ کی نشان دہی کرو تو انہوں نے آپ کو وہ مقام دکھادیا۔ چناں چہ آپ نے خود اپنے دست مبارک سے مٹا کر ابن عبداللہ تحریر فرمادیا۔

﴿۸﴾ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى، عَنْ اِسْرَائِيْلَ، عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: اِعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِىْ ذِى الْقَعْدَةِ، فَاَبٰى اَهْلُ مَكَّةَ اَنْ يَّدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى قَاضَاهُمْ عَلٰى اَنْ يُّقِيْمَ بِهَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ، كَتَبُوْا، هٰذَا مَا قَاضَانَا عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا: لَا نُقِرُّ بِهٰذَا لَوْ نَعْلَمُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا مَنَعْنَاکَ شَيْئًا وَ لٰكِنْ اَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ: اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ اُمْحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ عَلِيٌّ: لَا، وَاللّٰهِ! لَا اَمْحُوْکَ اَبَدًا، فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْكِتَابَ وَ لَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضٰى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ السِّلَاحَ اِلَّا السَّيْفَ فِى الْقِرَابِ الحدیث۔ (۱۰)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ذوالقعدہ میں عمرہ کا ارادہ فرمایا تو اہل مکہ نے آپ کے مکہ میں داخلہ سے انکار کردیا تا آنکہ آپ نے ان سے اس شرط پر صلح کی کہ مکہ میں آپ کا قیام تین روز کا ہوگا۔ جب مسلمانوں نے معاہدہ صلح تحریر کیا تو انہوں نے تحریر کیا کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد رسول اللہ نے ہمارے ساتھ طے کیا ہے۔ کفار نے کہا ہم اس کا اقرار نہیں کرتے اگر ہمیں یہ علم ہوتا کہ تم اللہ کے رسول ہو تو ہم ذرا برابر بھی رکاوٹ نہ ڈالتے۔ لیکن تم محمد

بن عبداللہ ہو۔ آپ نے فرمایا میں رسول اللہ بھی اور محمد بن عبداللہ بھی۔ پھر آپ نے علیؓ سے فرمایا رسول اللہ کا جملہ محو کر دو۔ تو انہوں نے عرض کیا نہیں، اللہ کی قسم میں اسے کبھی بھی محو نہیں کروں گا۔ نبی ﷺ نے وہ دستاویز خود پکڑی حالاں کہ آپ عمدہ لکھنا نہیں جانتے تھے تاہم آپ نے تحریر فرمایا یہ وہ تحریر ہے جس پر محمد بن عبداللہ راضی ہیں کہ وہ مکہ میں نیام میں تلوار کے علاوہ کوئی ہتھیار لے کر داخل نہیں ہوں گے۔

الکامل فی التاریخ لابن اثیر میں منقول ہے:

﴿۹﴾ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ: اُكْتُبْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: لَا نَعْرِفُ هٰذَا وَ لٰكِنِ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ، فَكَتَبَهَا، ثُمَّ قَالَ: اُكْتُبْ: هٰذَا مَاصَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو، فَقَالَ سُهَيْلٌ: لَوْنَعْلَمُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمْ نُقَاتِلْكَ، وَ لٰكِنِ اكْتُبْ اسْمَكَ وَاسْمَ اَبِيْكَ، فَقَالَ لِعَلِیٍّ: اُمْحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ: لَا اَمْحُوْكَ اَبَدًا، فَاَخَذَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَيْسَ يُحْسِنُ اَنْ يَّكْتُبَ فَكَتَبَ مَوْضِعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الخ۔ (۱۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب کو بلا کر فرمایا لکھو **بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم**۔ سہیل نے اعتراض کیا۔ اس طریق تحریر سے تو میں واقف نہیں ہوں۔ آپ **باسمک اللھم** لکھیں۔ تو علی بن ابی طالب نے ایسا ہی لکھ دیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اب لکھو کہ یہ وہ معاہدہ ہے جسے محمد رسول اللہ نے سہیل بن عمرو سے طے کیا ہے۔ اس پر بھی سہیل نے اعتراض کیا کہ اگر ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ تم اللہ کے رسول ہو تو ہماری تمہارے ساتھ لڑائی نہ ہوتی۔ بلکہ اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھوائیں تو آپ نے علی بن ابی طالب سے کہا کہ رسول اللہ کا جملہ محو کر دو۔ حضرت علی ؓ نے عرض کیا میں تو اسے کبھی بھی نہیں مٹاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ دستاویز خود پکڑی حالاں کہ رسول اللہ ﷺ لکھنا اچھی طرح نہیں جانتے تھے مگر آپ نے رسول اللہ کی جگہ محمد بن عبداللہ تحریر فرما دیا۔

مصنف ابن ابی شیبۃ نے ایک اور روایت مندرجہ ذیل الفاظ میں نقل کی ہے:

﴿۱۰﴾ فَجَائَهٗ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ: قَدْ بَعَثَنِیْ قُرَيْشٌ اِلَيْكَ اُكَاتِبُكَ عَلٰی قَضِيَّةٍ نَرْتَضِیْ اَنَا وَ اَنْتَ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: نَعَمْ، اُكْتُبْ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ: مَا اَعْرِفُ اللّٰهَ وَلَا اَعْرِفُ الرَّحْمٰنَ، وَ لٰكِنِ اكْتُبْ كَمَا كُنَّا نَكْتُبُ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ، فَوَجَدَ النَّاسُ مِنْ ذَالِكَ وَ قَالُوْا: لَا نُكَاتِبُكَ عَلٰی خُطَّةٍ حَتّٰی تَقِرَّ بِالرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، قَالَ سُهَيْلٌ: اِذًا لَا اُكَاتِبُهٗ عَلٰی خُطَّةٍ حَتّٰی اَرْجِعَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اُكْتُبْ: بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ هٰذَا مَاقَاضٰی عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، قَالَ: لَا اُقِرُّ، لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا خَالَفْتُكَ وَلَا عَصَيْتُكَ، وَلٰكِنْ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، فَوَجَدَ النَّاسُ مِنْهَا اَيْضًا، قَالَ: اُكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو الخ۔ (۱۲)

ترجمہ: سہیل بن عمرو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ مجھے قریش نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں آپ سے اس مسئلہ پر دستاویز تحریر کروں جسے ہم بھی پسند کریں اور تم بھی جس پر راضی ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہاں۔ لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل نے کہا۔ جسے میں جانتا ہوں وہ تو اللہ کا لفظ ہے مگر رحمٰن سے تو میں متعارف نہیں ہوں بلکہ ہم جس طرح پہلے لکھتے آ رہے ہیں اسی طرز پر لکھیں یعنی **باسمك اللهم** صحابہ نے اس اصرار پر کبیدہ خاطری کا احساس کیا اور کہنے لگے اس حد بندی پر ہم تحریر نہیں کرتے تا وقتیکہ تو رحمٰن ورحیم کا اقرار نہ کرلے۔ سہیل بولا تو پھر میں بھی ایسی حد بندی کے باوجود صلح نامہ تحریر نہیں کرتا اور واپس چلا جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا لکھو **باسمک اللھم**۔ یہ وہ معاہدہ ہے جس کا محمد رسول اللہ نے فیصلہ کیا ہے۔ سہیل نے کہا میں تو اس کا اقرار نہیں کرتا۔ اگر میرے علم میں ہوتا کہ تم اللہ کے رسول ہو تو نہ میں تمہاری مخالفت کرتا اور نہ نافرمانی کا مرتکب ہوتا۔ بلکہ تم تو محمد بن عبداللہ ہو۔ صحابہ نے اسے دل میں برا محسوس کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا لکھو محمد بن عبداللہ نے سہیل کے ساتھ صلح نامہ طے کیا۔

مجمع الزوائد میں اس سلسلہ کی منقول عبارت:

﴿۱۱﴾ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اكْتُبْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، فَاَخَذَ سُهَيْلٌ بِيَدِهٖ فَقَالَ: مَا نَعْرِفُ الرَّحْمٰنَ الرَّحِيْمَ اكْتُبْ فِيْ قَضِيَّتِنَا مَا نَعْرِفُ، فَقَالَ: اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ فَكَتَبَ هٰذَا مَاصَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَهْلَ مَكَّةَ فَاَمْسَكَ سُهَيْلُ ابْنُ عَمْرٍو بِيَدِهٖ فَقَالَ: لَقَدْ ظَلَمْنَاكَ اِنْ كُنْتَ رَسُوْلَهٗ اكْتُبْ فِيْ قَضِيَّتِنَا مَا نَعْرِفُ، قَالَ: اكْتُبْ: هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔ الخ۔ (۱۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور بولا رحمٰن ورحیم سے تو ہم شناسا نہیں۔ ہماری اس دستاویز میں وہ کچھ لکھو جسے ہم جانتے پہچانتے ہیں۔ باسمک اللھم لکھو۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ یہ وہ معاہدۂ صلح ہے جس پر محمد رسول اللہ نے اہل مکہ سے مصالحت کی ہے۔ سہیل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام لیا اور کہا کہ اگر تم اس کے رسول ہو تو پھر ہم نے تم پر ظلم کیا۔ دستاویز تحریر کرنے کے لیے جس طرز سے ہم واقف ہیں اسی طرز پر لکھیں یہ کہہ کر اس نے کہا لکھو یہ وہ تحریر ہے جس پر محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب نے مصالحت کی ہے۔

﴿۱۲﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، ثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبُوْ زُمَيْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا خَرَجَتِ الْحُرُوْرِيَّةُ، اعْتَزَلُوْا، فَقُلْتُ لَهُمْ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ صَالَحَ الْمُشْرِكِيْنَ، فَقَالَ لِعَلِيٍّ: اُكْتُبْ يَا عَلِيُّ هٰذَا مَاصَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالُوْا: لَوْ نَعْلَمُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا قَاتَلْنَاكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اُمْحُ يَا عَلِيُّ، اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنِّيْ رَسُوْلُكَ، اُمْحُ يَا عَلِيُّ، وَاكْتُبْ هٰذَا مَاصَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهِ! لَرَسُوْلُ

اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ عَلِيٍّ، وَقَدْ مَحَا نَفْسَهُ وَلَمْ يَكُنْ مَحْوُهُ ذٰلِكَ يَمْحَاهُ مِنَ النُّبُوَّةِ أُخْرِجْتَ مِنْ هٰذِهِ قَالُوْا: نَعَمْ۔ (١٤)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ جب حروریہ فرقہ نے خروج کیا اور کنارہ کش ہوگئے۔ میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے روز مشرکین سے صلح کی۔ تو آپ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ لکھو کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جس کی بنیاد پر رسول اللہ نے صلح کی ہے۔ مشرکین مکہ نے کہا اگر ہم جانتے کہ تم اللہ کے رسول ہو تو ہم تم سے لڑتے کیوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علی اسے محو کردو۔ اے اللہ تو جانتا ہے کہ یقیناً میں تیرا رسول ہوں۔ اے علی اسے مٹادو اور لکھو کہ یہ وہ معاہدہ ہے جس کی بنیاد پر محمد بن عبداللہ نے صلح کی۔ اللہ شاہد ہے کہ رسول اللہ ﷺ علی سے بہتر ہیں پھر خود رسول اللہ ﷺ مٹادیا اور مٹانا منصب نبوت سے مٹانا نہیں ہے جس نے آپ کو اس منصب سے خارج کردیا ہو۔ خوارج کے حروریہ گروہ نے کہا: ''ہاں!''

تشریح: مندرجہ بالا احادیث میں سے پہلی حدیث کو بخاری میں براء بن عازب سے چار جگہ اور مسلم میں دو جگہ روایت کیا گیا ہے اور ہر جگہ الفاظ مختلف ہیں:

(۱) بخاری کتاب الصلح میں ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

قال لعلی امحه فقال علی ما انا بالذی امحاه فمحاه رسول اللّٰه بيده

''حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''یہ الفاظ کاٹ دو۔'' انہوں نے عرض کیا: ''میں تو نہیں کاٹ سکتا۔'' آخر کار حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے انہیں کاٹ دیا۔

(۲) اس کتاب میں دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

ثم قال لعلی امح رسول اللّٰه، قال: لا واللّٰه! لا امحوک ابدا فاخذ رسول اللّٰه الكتاب فكتب هذا ما قاضٰى عليه محمد بن عبد اللّٰه۔

''پھر علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ''رسول اللہ'' کاٹ دو۔'' انہوں نے کہا: ''خدا کی قسم! میں آپ کا نام کبھی نہ کاٹوں گا۔''

آخر حضور ﷺ نے تحریر لے کر لکھا: ''یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد بن عبداللہ نے طے کیا۔''

(۳) تیسری روایت انہی براء بن عازب سے بخاری کتاب الجزیہ(۱) میں یہ ہے کہ:

وكان لا يكتب فقال لعلى امح رسول اللّٰه فقال على واللّٰه لا امحاه ابدا قال فارنيه قال فاراه اياه فمحاهُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بيده

''حضور ﷺ خود نہ لکھ سکتے تھے، آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ''رسول اللہ کاٹ دو۔'' انہوں نے عرض کیا: ''خدا کی قسم!

(۱) یہ روایت **کتاب الجزیۃ** میں نہیں بلکہ بخاری، ج۱، کتاب الجہاد میں ہے۔ (مرتب)

میں یہ الفاظ ہرگز نہ کاٹوں گا۔'' اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: ''مجھے وہ جگہ بتاؤ جہاں یہ الفاظ لکھے ہیں؟'' انہوں نے آپ کو جگہ بتائی اور آپ نے اپنے ہاتھ سے وہ الفاظ کاٹ دیے۔''

(۴) چوتھی روایت بخاری کتاب المغازی میں یہ ہے:

فاخذ رسول اللہ ﷺ الکتاب ولیس یحسن یکتب فکتب ھذا ماقاضی محمد بن عبد اللہ۔

''پس حضور ﷺ نے وہ تحریر لے لی درآں حالیکہ آپ لکھنا نہ جانتے تھے اور آپ نے لکھا: ''یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد بن عبداللہ نے طے کیا۔''

(۵) انہی براء بن عازب سے مسلم، کتاب الجہاد میں ایک روایت یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے انکار کرنے پر حضور نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کے الفاظ مٹا دیے۔

(۶) دوسری روایت اسی کتاب میں ان سے یہ منقول ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''مجھے بتاؤ رسول اللہ کا لفظ کہاں لکھا ہے؟'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو جگہ بتائی اور آپ نے اسے مٹا کر ابن عبداللہ لکھ دیا۔

روایات کے اس اضطراب سے واضح ہوتا ہے کہ بیچ کے راویوں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے الفاظ جوں کے توں نقل نہیں کیے ہیں، اس لیے ان میں سے کسی ایک کی نقل پر بھی ایسا مکمل اعتماد نہیں کیا جا سکتا کہ یقینی طور پر یہ کہا جا سکے کہ حضور ﷺ نے ''محمد ﷺ بن عبداللہ'' کے الفاظ اپنے دست مبارک سے ہی لکھے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ صحیح صورت واقعہ یہ ہو کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ کا لفظ مٹانے سے انکار کر دیا تو آپ نے اس کی جگہ ان سے پوچھ کر یہ لفظ اپنے ہاتھ سے مٹا دیا ہو اور پھر ان سے یا کسی دوسرے کاتب سے ابن عبداللہ کے الفاظ لکھوا دیے ہوں کیوں کہ حضور ﷺ تو نبی امی تھے۔ دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر صلح نامہ دو کاتب لکھ رہے تھے، ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ، دوسرے محمد بن مسلمہ (فتح الباری، ج ۵، ص ۲۱۷) اس لیے یہ امر بعید نہیں ہے کہ جو کام ایک کاتب نے نہ کیا تھا وہ دوسرے کاتب سے لے لیا گیا ہو۔

دوسری وہ حدیث جس میں نبی ﷺ کے خواندہ ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے مجاہد سے ابن ابی شیبہ اور عمر بن شبہ نے نقل کی ہے۔ **ما مات رسول اللہ ﷺ حتی کتب وقرأ**۔ ''حضورؐ اپنی وفات سے پہلے لکھنا پڑھنا سیکھ چکے تھے۔'' لیکن اول تو یہ سنداً بہت ضعیف روایت ہے جیسا کہ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: — **فضعیف لا اصل لہ** — دوسرے اس کی کمزوری یوں بھی واضح ہے کہ اگر حضور ﷺ نے فی الواقع بعد میں لکھنا پڑھنا سیکھا ہوتا تو یہ بات مشہور ہو جاتی۔ بہت سے صحابہ اس کو روایت کرتے اور یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ حضور ﷺ نے کس شخص یا کن اشخاص سے یہ تعلیم حاصل کی تھی۔ لیکن سوائے ایک عون بن عبداللہ کے، جن سے مجاہد نے یہ بات سنی، اور کوئی شخص اسے روایت نہیں کرتا اور یہ عون بھی صحابی نہیں بلکہ تابعی ہیں جنہوں نے قطعاً یہ نہیں بتایا کہ انہیں کسی صحابی یا کن صحابیوں سے اس واقعہ کا علم حاصل ہوا۔ ظاہر ہے کہ ایسی کمزور روایتوں کی بنیاد پر کوئی ایسی بات قابل تسلیم نہیں ہوسکتی جو مشہور و معروف واقعات کی تردید کرتی ہو۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، العنکبوت، حاشیہ: ۹۱)

ابو جندل کا واقعہ

۵۵- یَا اَبَا جَنْدَلٍ! اِصْبِرْ وَاحْتَسِبْ فَاِنَّا لَا نَغْدِرُ، اِنَّ اللّٰہَ جَاعِلٌ لَّکَ فَرَجًا وَ مَخْرَجًا۔

(فتح الباری ج:۵۔ باب الشروط فی الجهاد)

ابو جندل، صبر کرو اور ضبط سے کام لو، ہم بدعہدی نہیں کر سکتے، اللہ تمہارے لیے رہائی کی کوئی صورت نکالے گا۔

تخریج:⟨۱⟩ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ ھَارُوْنَ، اَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ اِسْحَاقَ بْنِ یَسَارٍ، عَنِ الزُّھْرِیِّ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ شِھَابٍ، عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَۃَ وَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَکَمِ، قَالَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَامَ الْحُدَیْبِیَّۃِ یُرِیْدُ زِیَارَۃَ الْبَیْتِ لَا یُرِیْدُ قِتَالًا... وَ صَرَخَ اَبُوْ جَنْدَلٍ بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اَتُرَدُّوْنَنِیْ اِلٰی اَھْلِ الشِّرْکِ فَیَفْتِنُوْنِیْ فِیْ دِیْنِیْ... فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: یَا اَبَا جَنْدَلِ اِصْبِرْ وَاحْتَسِبْ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ جَاعِلٌ لَّکَ وَ لِمَنْ مَّعَکَ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ فَرَجًا وَ مَخْرَجًا اِنَّا قَدْ عَقَدْنَا بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ صُلْحًا، فَاَعْطَیْنَا ھُمْ عَلٰی ذٰلِکَ وَ اَعْطَوْنَا عَلَیْہِ عَھْدًا وَ اِنَّا لَنْ نَغْدِرَ بِھِمْ، الخ (۱۵)

ترجمہ: عروہ بن زبیر نے مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم دونوں سے روایت بیان کی ہے دونوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے سال زیارت بیت اللہ کے لیے نکلے، لڑنے کے لیے نہیں... ادھر ابو جندل نے بلند آواز سے چیخنا چلانا شروع کر دیا کہ اے مسلمانوں کی جماعت کیا تم مجھے مشرکوں کی طرف واپس لوٹا رہے ہو جو مجھے میرے دین کے بارے میں آزمائش وفتنہ میں مبتلا کر دیں گے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو جندل! صبر وضبط سے کام لو اور ثواب کا خیال رکھو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے اور ان کم زور وضعیف مسلمانوں کے لیے جو تمہارے ساتھ ہیں کشادگی وفراخی کا راستہ پیدا فرمائے گا، ہم نے اپنے اور اس قوم کے درمیان صلح کا معاہدہ طے کر لیا ہے اور اس پر ہم نے اور انہوں نے ایک دوسرے کو عہد و پیمان دے دیا ہے اور ہم اب ان کے ساتھ بدعہدی نہیں کر سکتے۔“

بیہقی نے:

⟨۲⟩ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِاَبِیْ جَنْدَلٍ اَبَا جَنْدَلِ اِصْبِرْ وَاحْتَسِبْ، فَاِنَّ اللّٰہَ جَاعِلٌ لَّکَ وَ لِمَنْ مَّعَکَ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ فَرَجًا وَ مَخْرَجًا، اِنَّا قَدْ صَالَحْنَا ھٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمَ وَ جَرٰی بَیْنَنَا وَ بَیْنَھُمُ الْعَھْدُ وَ اِنَّا لَا نَغْدِرُ الخ بیان کیا ہے۔ (۱۶)

پس منظر: حدیبیہ کے مقام پر رسول خدا اور کفار قریش کا معاہدہ ہوتا ہے۔ صلح کی شرائط طے ہو چکی ہیں اور معاہدہ کی کتابت ہو رہی ہے۔ عین اس حالت میں ایک مسلمان ابو جندل بن سہیل کفار کی قید سے بھاگ کر آتے ہیں۔ ان کے پاؤں میں بیڑیاں ہیں، بدن پر مار کے اتنے زخم ہیں کہ چور چور ہو رہا ہے، وہ آ کر مسلمانوں کے سامنے گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدارا مجھے ان کی قید سے نکالو۔ رسول اللہ کی رکاب میں ۱۴ سو تلوار بند مسلمان ہیں اور آپ ﷺ کے ایک اشارہ میں ابو جندل رضی اللہ عنہ کو

رہائی مل سکتی ہے مگر کفار سے شرط ہو چکی ہے کہ "قریش والوں میں سے جو شخص مسلمانوں کے پاس جائے گا وہ واپس کر دیا جائے گا اور مسلمانوں میں سے جو شخص مکہ جائے گا وہ واپس نہ کیا جائے گا۔" اس لیے رسول اللہ ﷺ انہیں اپنی حمایت میں لینے سے انکار کر دیتے ہیں۔ وہ اپنے زخم دکھا کر فریاد کرتے ہیں کہ کیا آپ مجھے پھر اسی ظلم کا تختۂ مشق بننے کے لیے واپس کرتے ہیں۔ اس وقت آپؐ نے مندرجہ بالا الفاظ فرمائے۔ (الجہاد فی الاسلام مصلحانہ جنگ "اسلام اور جہانگیریت")

شرائطِ معاہدہ کی رو سے عورت کی واپسی کا مسئلہ

۵۶- صلح حدیبیہ کے بعد جو مرد مسلمان ہو کر مکہ سے مدینہ آئے انہیں واپس کر دیا گیا مگر جب پہلی خاتون ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہجرت کر کے مدینے پہنچیں تو کفار نے معاہدے کا حوالہ دے کر ان کی واپسی کا مطالبہ کیا اور ان کے دو بھائی ولید بن عقبہ اور عمارہ بن عقبہ انہیں واپس لے جانے کے لیے مدینے میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو واپس کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ: **(کان الشرط فی الرجال دون النساء)** "شرط مردوں کے بارے میں تھی نہ کہ عورتوں کے بارے میں۔" (احکام القرآن، ابن عربی۔ تفسیر کبیر، امام رازی)

تخریج: ‹۱› وَ عَنِ الزُّهْرِیِّ، اَنَّهٗ قَالَ: اِنَّهَا جَاءَ تْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ اَبِیْ مُعَیْطٍ وَهِیَ عَاتِقٌ، فَجَآءَ اَهْلُهَا یَطْلُبُوْنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یَّرْجِعَهَا اِلَیْهِمْ، وَكَانَتْ هَرَبَتْ مِنْ زَوْجِهَا عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَ مَعَهَا اَخَوَاهَا عُمَارَةُ وَالْوَلِیْدُ، فَرَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخَوَیْهَا وَ حَبَسَهَا فَقَالُوْا: اُرْدُدْهَا عَلَیْنَا، فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ كَانَ الشَّرْطُ فِی الرِّجَالِ دُوْنَ النِّسَآءِ۔ (۱۷)

ترجمہ: زہری سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی ام کلثوم جو ابھی آزاد دوشیزہ تھیں آئیں تو اس کے سرپرست والی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ مطالبہ پیش کرنے کے لیے آئے کہ آپ اسے ان کے حوالہ کر دیں اور اپنے شوہر عمرو بن عاص سے بھاگ کر آئی تھیں اور اس کے دو بھائی عمارہ اور ولید بھی اس کے ساتھ تھے۔ آپ نے ام کلثوم کے دونوں بھائیوں کو تو واپس کر دیا اور ام کلثوم بیٹھ رہیں تو سرپرستوں نے تقاضا کیا کہ آپ اسے بھی ہمارے حوالہ کر دیں آپ نے فرمایا۔ شرط مردوں کے بارے میں تھی نہ کہ عورتوں کے بارے میں۔

‹۲› ثَبَتَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمَّا صَالَحَ اَهْلَ الْحُدَیْبِیَّةِ كَانَ فِیْهِ: اَنَّ مَنْ جَآءَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِلَی الْمُسْلِمِیْنَ رُدَّ اِلَیْهِمْ، وَ مَنْ ذَهَبَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَی الْمُشْرِكِیْنَ لَمْ یُرَدَّ، وَ تَمَّ الْعَهْدُ عَلٰی ذٰلِكَ. وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَدَّ اَبَا بَصِیْرٍ عُتْبَةَ بْنَ اُسَیْدِ بْنِ حَارِثَةَ الثَّقَفِیَّ حِیْنَ قَدِمَ، وَ قَدِمَ اَیْضًا نِسَاءٌ مُسْلِمَاتٌ، مِنْهُنَّ اُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ اَبِیْ مُعَیْطٍ، وَ سُبَیْعَةُ الْاَسْلَمِیَّةُ وَ غَیْرُهُمَا. فَجَآءَ الْاَوْلِیَاءُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَاَلُوْهُ رَدَّهُنَّ عَلَی الشَّرْطِ، وَاسْتَدْعَوْا مِنْهُ الْوَفَاءَ بِالْعَهْدِ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اِنَّمَا الشَّرْطُ فِی الرِّجَالِ لَا فِی النِّسَآءِ۔ (۱۸)

ترجمہ: یہ ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے اہل حدیبیہ سے جب مصالحت کی تو اس معاہدے میں یہ شرط بھی تھی کہ مسلمانوں کی جانب جو مشرک آئے وہ اسے واپس مشرکین کی جانب لوٹا دیں گے اور جو مسلمان مشرکین کی طرف نکل کر آئے گا اسے واپس نہیں لوٹایا جائے گا۔ اس پر معاہدہ مکمل ہوگیا تھا۔ چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبصیر جس کا نام عتبہ بن اسید بن حارثہ ثقفی تھا، کو جب وہ آپ کی خدمت میں آیا، واپس کر دیا تھا۔ اسی طرح مسلمان خواتین بھی آئیں جن میں ام کلثوم بنت عقبہ اور سبیعہ اسلمیہ وغیرہما تھیں۔ تو ان کے اولیاء (سرپرست) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور اس معاہدے کی بنا پر جو آپ اور قریش کے مابین طے ہوا تھا یاد دلا کر عرض کیا کہ وفاءِ عہد کے طور پر ان کو واپس لوٹانے کی درخواست کی۔ اس کے جواب میں نبی ﷺ نے فرمایا یہ شرط تو مردوں کے بارے میں تھی عورتوں کے بارے میں نہیں۔

﴿۳﴾ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَحْمَدَ، قَالَ: هَاجَرَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ اَبِیْ مُعَیْطٍ فِی الْهِجْرَةِ، فَخَرَجَ اَخَوَاهَا عُمَارَةُ وَالْوَلِیْدُ حَتّٰی قَدِمَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَكَلَّمَاهُ فِیْهَا اَنْ یَّرُدَّهَا اِلَیْهِمَا، فَنَقَضَ اللّٰهُ الْعَهْدَ بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ الْمُشْرِكِیْنَ فِی النِّسَآءِ خَاصَّةً فَمَنَعَهُمْ اَنْ یَّرُدُّوْهُنَّ اِلَی الْمُشْرِكِیْنَ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ اٰیَةَ الْاِمْتِحَانِ۔ (۱۹)

ترجمہ: عبداللہ بن احمد سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ام کلثوم جو عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی تھی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی۔ ان کے دونوں بھائی عمارہ اور ولید گھر سے نکلے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بہن کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس معاہدے کو جو آپؐ کے اور مشرکین مکہ کے مابین بالخصوص خواتین کے بارے میں طے پایا تھا توڑ دیا۔ اور مسلمانوں کو منع فرما دیا کہ وہ عورتوں کو مشرکین کے حوالہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آیت امتحان نازل فرمادی۔

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، اَنَا مَعْمَرٌ، اَخْبَرَنِی الزُّهْرِیُّ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَ مَرْوَانَ یُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا حَدِیْثَ صَاحِبِهٖ قَالَا: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَیْبِیَّةِ الخ...فَقَالَ سُهَیْلٌ: وَعَلٰی اَنَّهٗ لَا یَاْتِیْكَ مِنَّا رَجُلٌ وَ اِنْ كَانَ عَلٰی دِیْنِكَ اِلَّا رَدَدْتَّهٗ اِلَیْنَا قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ كَیْفَ یُرَدُّ اِلَی الْمُشْرِكِیْنَ وَ قَدْ جَآءَ مُسْلِمًا۔ الخ (۲۰)

ترجمہ: عروہ بن زبیر نے مسور اور ابن مخرمہ دونوں سے روایت کی ہے۔ دونوں ایک دوسرے کی بیان کردہ روایت کی تصدیق کرتے ہیں۔ دونوں نے بیان کیا کہ حدیبیہ کے زمانہ میں رسول اللہ ﷺ نکلے... سہیل نے یہ شرط طے کی کہ تمہارے پاس ہم میں سے کوئی مرد بھی آئے اگرچہ وہ تمہارے دین ہی پر ہو، تم اسے ہماری طرف واپس کرو گے۔ مسلمانوں نے کہا: سبحان اللہ! اگر کوئی مسلمان آئے تو ہم کیسے اسے مشرکوں کو واپس کر دیں گے؟

تشریح: مدینہ آنے والوں کو واپس کرنے کی شرط مسلمانوں کی طرف سے نہیں بلکہ کفار قریش کی طرف سے تھی اور ان کی جانب سے ان کے نمائندے سہیل بن عمرو نے جو الفاظ معاہدے میں لکھوائے تھے وہ یہ تھے:

(علی ان لا یاتیک منا رجل و ان کان علی دینک الا رددته الیه)

''اور یہ کہ تمہارے پاس ہم میں سے کوئی مرد بھی آئے اگر چہ وہ تمہارے دین ہی پر ہو، تم اسے ہماری طرف واپس کرو گے۔''

معاہدے کے یہ الفاظ ''**بخاری۔ کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد والمصالحة**''میں قوی سند کے ساتھ نقل ہوئے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ سہیل نے رجل کا لفظ شخص کے معنی میں استعمال کیا ہو، لیکن یہ اس کی ذہنی مراد ہوگی، معاہدے میں جو لفظ لکھا گیا تھا وہ رجل ہی تھا جو عربی زبان میں مرد کے لیے بولا جاتا ہے۔

دراصل قریش کے لوگ خود بھی اس غلط فہمی میں تھے کہ معاہدے کا اطلاق ہر طرح کے مہاجرین پر ہوتا ہے خواہ وہ مرد ہوں یا عورت مگر جب حضور ﷺ نے ان کو معاہدے کے ان الفاظ کی طرف توجہ دلائی تو وہ دم بخود رہ گئے اور انہیں ناچار اس فیصلے کو ماننا پڑا۔

اس معاہدے کے بارے میں مسلمانوں کا خیال بھی یہی ہے کہ شرط مرد و عورت دونوں کے بارے میں تھی۔ اس خیال کی وجہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کی شرائط کے متعلق احادیث میں جو روایتیں ہمیں ملتی ہیں وہ اکثر و بیشتر بالمعنی روایات ہیں۔ اس شرط کے متعلق ان میں سے کسی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ:

(من جاء منكم لم نرده عليكم و من جاء كم منا رددتموه علينا)

''تم میں سے جو شخص ہمارے پاس آئے گا اسے ہم واپس نہ کریں گے اور ہم میں سے جو تمہارے پاس جائے گا اسے تم واپس کرو گے۔''

کسی میں یہ الفاظ ہیں:

(من اتى رسول الله من اصحابه بغير اذن وليه رده عليه)

''رسول اللہ ﷺ کے پاس ان کے اصحاب میں سے جو شخص اپنے ولی کی اجازت کے بغیر آئے گا اسے وہ واپس کردیں گے۔''

اور کسی میں ہے:

(من اتى محمداً من قريش بغير اذن وليه رده عليهم)

''قریش میں سے جو شخص محمد کے پاس اپنے ولی کی اجازت کے بغیر جائے گا اسے وہ قریش کو واپس کردیں گے۔''

ان روایات کا طرزِ بیان خود یہ ظاہر کر رہا ہے کہ ان میں معاہدے کی اس شرط کو ان الفاظ میں نقل نہیں کیا گیا ہے جو اصل معاہدے میں لکھے گئے تھے، بلکہ راویوں نے ان کا مفہوم خود اپنے الفاظ میں بیان کر دیا ہے، لیکن چوں کہ بکثرت روایات اس نوعیت کی ہیں اس لیے عام طور پر مفسرین ومحدثین نے اس سے یہی سمجھا کہ معاہدہ عام تھا جس میں عورت مرد سب داخل تھے اور عورتوں کو بھی اس کی رو سے واپس ہونا چاہیے تھا اس کے بعد جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم آیا کہ مومن عورتیں واپس نہ کی جائیں تو ان حضرات نے ان کی یہ تاویل کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومن عورتوں کی حد تک معاہدہ توڑ دینے کا فیصلہ فرما دیا۔ مگر یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے جس کو اس آسانی کے ساتھ قبول کرلیا جائے۔ اگر معاہدہ فی الواقع بلا تخصیص مرد وزن سب کے لیے عام تھا تو آخر یہ کیسے جائز ہوسکتا تھا کہ ایک فریق اس میں یک طرفہ ترمیم کردے یا

اس کے کسی جز کو بطور خود بدل ڈالے؟ اور بالغرض ایسا کیا بھی گیا تھا تو یہ کیسی عجیب بات ہے کہ قریش کے لوگوں نے اس پر کوئی احتجاج نہیں کیا۔ قریش والے تو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی ایک ایک بات پر گرفت کرنے کے لیے خار کھائے بیٹھے تھے انہیں اگر یہ بات ہاتھ آجاتی کہ آپ شرائط معاہدہ کی صریح خلاف ورزی کر گزرے ہیں تو وہ زمین و آسمان سر پر اٹھا لیتے۔ لیکن ہمیں کسی روایت میں اس کا شائبہ تک نہیں ملتا کہ انہوں نے قرآن کے اس فیصلے پر ذرہ برابر بھی چوں و چرا کی ہو۔ یہ ایسا سوال تھا جس پر غور کیا جاتا تو معاہدے کے اصل الفاظ کی جستجو کر کے اس پیچیدگی کا حل تلاش کیا جاتا۔ مگر بہت سے لوگوں نے تو اس کی طرف توجہ نہ کی اور بعض حضرات (مثلاً قاضی ابوبکر ابن عربی) نے توجہ کی بھی تو انہوں نے قریش کے اعتراض نہ کرنے کی یہ توجیہ تک کرنے میں تامل نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ[1] اس معاملے میں قریش کی زبان بند کر دی تھی۔ تعجب ہے کہ اس توجیہہ پر ان حضرات کا ذہن کیسے مطمئن ہوا۔ (تفہیم القرآن، ج ۵، الممتحنۃ، حاشیہ: ۱۴)

اسلامی کیمپ پر شب خون کی سازش

۵۷- صلح حدیبیہ کے موقع پر مکہ کے ۸۰ آدمی تنعیم کی طرف سے آئے اور فجر کی نماز کے قریب انہوں نے آپ کے کیمپ پر اچانک شب خون مارنے کا ارادہ کیا۔ مگر وہ سب کے سب پکڑ لیے گئے اور حضورؐ نے سب کو چھوڑ دیا تاکہ اس نازک موقع پر یہ معاملہ لڑائی کا موجب نہ بن جائے۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، مسند احمد) (تفہیم القرآن، ج ۵، محمد، حاشیہ: ۸)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنِی عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ النَّاقِدُ، قَالَ: نَا یَزِیْدُ ابْنُ هَارُوْنَ، قَالَ: اَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ ثَمَانِیْنَ رَجُلاً مِّنْ اَهْلِ مَکَّةَ هَبَطُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ جَبَلِ التَّنْعِیْمِ مُتَسَلِّحِیْنَ یُرِیْدُوْنَ غِرَّةَ النَّبِیِّ ﷺ وَ اَصْحَابَهٗ، فَاَخَذَهُمْ سَلْمًا فَاسْتَحْیَاهُمْ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، وَ هُوَ الَّذِیْ کَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْکُمْ وَ اَیْدِیَکُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَکَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَکُمْ عَلَیْهِمْ۔ (۲۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ اسی (۸۰) افراد پر مشتمل ایک مسلح گروہ تنعیم پہاڑ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کی جانب اترا انہوں نے آپ اور آپ کے صحابہ کے کیمپ پر اچانک شب خون مارنے کا ارادہ کیا ان سب کو پکڑ لیا گیا مگر حضور ﷺ نے سب کو چھوڑ دیا۔ اس موقع سے متعلق اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی: (**وَ هُوَ الَّذِیْ کَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْکُمْ وَ اَیْدِیَکُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَکَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَکُمْ عَلَیْهِم**) ''اللہ وہ ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم پر پڑنے سے روکا اور تمہارے ہاتھوں کو ان پر پڑنے سے روکا مکہ کی وادی میں، اس کے بعد کہ تم ان پر فتح یاب تھے۔''

فتح مبین

۵۸- (جب قرآن میں صلح حدیبیہ کو فتح مبین کہا گیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم حیران ہوئے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''یارسول اللہ کیا یہ فتح ہے؟'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' **ای والذی نفس محمد بیدہ! انہ لفتح۔** (ابن جریر)

---

(۱) احکام القرآن لابن العربی ج ۴ ص ۱۷۸۶۔

ایک اور صحابی حاضر ہوئے اور انہوں نے بھی یہی سوال کیا، آپ نے فرمایا (ای والذی نفس محمد بیدہ! انہ لفتح) ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! یقیناً یہ فتح ہے۔'' (مسند احمد، ابوداؤد) (تفہیم القرآن، ج ۵، الفتح، حاشیہ:۱)

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ، قَالَ: نَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ نُمَیْرٍ ح قَالَ وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ وَ تَقَارَبَا فِی اللَّفْظِ، قَالَ نَا اَبِیْ، قَالَ: نَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ سِیَاہٍ، قَالَ: نَا حَبِیْبُ بْنُ اَبِیْ ثَابِتٍ، عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ، قَالَ: قَامَ سَہْلُ بْنُ حُنَیْفٍ یَوْمَ صِفِّیْنَ، فَقَالَ: یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّھِمُوْا اَنْفُسَکُمْ لَقَدْ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَّۃِ وَلَوْ نَرٰی قِتَالاً لَقَاتَلْنَا وَ ذٰلِکَ فِی الصُّلْحِ الَّذِیْ کَانَ بَیْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَ بَیْنَ الْمُشْرِکِیْنَ، فَجَآءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَلَسْنَا عَلٰی حَقٍّ وَ ھُمْ عَلٰی بَاطِلٍ؟ قَالَ: بَلٰی، قَالَ: اَلَیْسَ قَتْلاَنَا فِی الْجَنَّۃِ وَ قَتْلاَ ھُمْ فِی النَّارِ؟ قَالَ: بَلٰی، قَالَ: فَفِیْمَ نُعْطِی الدَّنِیَّۃَ فِیْ دِیْنِنَا وَ نَرْجِعُ وَلَمَّا یَحْکُمِ اللّٰہُ بَیْنَنَا وَ بَیْنَھُمْ، قَالَ: یَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَ لَنْ یُضَیِّعَنِی اللّٰہُ اَبَدًا، قَالَ: فَانْطَلَقَ عُمَرُ فَلَمْ یَصْبِرْ مُتَغَیِّظًا، فَاَتٰی اَبَابَکْرٍ، فَقَالَ: یَا اَبَابَکْرٍ! اَلَسْنَا عَلٰی حَقٍّ وَ ھُمْ عَلٰی بَاطِلٍ؟ قَالَ: بَلٰی، قَالَ: اَلَیْسَ قَتْلاَنَا فِی الْجَنَّۃِ وَ قَتْلاَھُمْ فِی النَّارِ قَالَ: بَلٰی، قَالَ: فَعَلاَمَ نُعْطِی الدَّنِیَّۃَ فِیْ دِیْنِنَا وَ نَرْجِعُ وَلَمَّا یَحْکُمِ اللّٰہُ بَیْنَنَا وَ بَیْنَھُمْ، فَقَالَ: یَا ابْنَ الْخَطَّابِ: اِنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَلَنْ یُضَیِّعَہُ اللّٰہُ اَبَدًا، قَالَ: فَنَزَلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بِالْفَتْحِ، فَاَرْسَلَ اِلٰی عُمَرَ فَاَقْرَاَہٗ اِیَّاہُ، فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوَ فَتْحٌ ھُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَطَابَتْ نَفْسُہٗ وَ رَجَعَ۔ (۲۲)

ترجمہ: حضرت سہل بن حنیف معرکۂ صفین کے روز کھڑے ہوئے اور کہا۔ لوگو! ذرا سمجھو، غور کرو جب ہم حدیبیہ کے روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اگر ہم لڑنا چاہتے تو لڑائی کر سکتے تھے اور یہ اس صلح کی بات ہے جو رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کے درمیان ہوئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''یارسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟'' آپ نے جواب دیا: ''کیوں نہیں'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر دریافت کیا: ''کیا ہمارے مقتول، شہداء جنت میں نہیں ہیں اور ان مشرکین کے آتش دوزخ میں؟'' فرمایا: ''کیوں نہیں، بالکل ایسا ہی ہے۔'' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! پھر ہم اپنے دین میں یہ دھبہ لگا کر کیوں واپس جائیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے بھی ہمارے اور ان کے مابین فیصلہ نہیں فرمایا۔'' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خطاب کے بیٹے! میں اللہ کا رسول ہوں وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں فرمائے گا۔'' راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ غصہ سے مغلوب ہو کر بے صبری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے بھی پوچھا: کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور وہ باطل پر؟'' کیا ہمارے مقتول، شہداء جنت میں نہیں جائیں گے اور ان مشرکین کے جہنم میں؟'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''کیوں نہیں۔'' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: ''تو پھر ہم کس بنیاد پر اپنے دین پر یہ دھبہ، رسوائی لگوا کر واپس جائیں، جب کہ ابھی تک اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ نہیں فرمایا۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

کہا: ”اے ابن خطاب! وہ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں، اللہ ان کو ہرگز کبھی بھی ضائع نہیں کرے گا۔“ راوی کا بیان ہے کہ پھر قرآن نازل ہوا جس میں فتح و کامرانی کا تذکرہ ہے۔ (سورہ فتح میں انا فتحنا...الخ) آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں یہ سورت پڑھائی۔ انہوں نے عرض کیا: ”یارسول اللہ! کیا یہ صلح فتح ہے ہماری؟“ ارشاد ہوا: ”ہاں! پس پھر وہ خوش ہو گئے اور واپس لوٹ گئے۔“

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیْسٰی، ثَنَا مُجَمِّعُ بْنُ یَعْقُوْبَ بْنِ یَزِیْدَ الْاَنْصَارِیُّ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبِیْ یَعْقُوْبَ بْنَ مُجَمِّعٍ یَذْکُرُ عَنْ عَمِّهٖ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ یَزِیْدَ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ عَمِّهٖ مُجَمِّعِ ابْنِ جَارِیَةَ الْاَنْصَارِیِّ وَکَانَ اَحَدَ الْقُرَّاءِ الَّذِیْنَ قَرَؤُا الْقُرْاٰنَ قَالَ: شَهِدْنَا الْحُدَیْبِیَّةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا انْصَرَفْنَا عَنْهَا اِذَا النَّاسُ یَهُزُّوْنَ الْاَبَاعِرَ، فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: مَا لِلنَّاسِ؟ قَالُوْا: اُوْحِیَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجْنَا مَعَ النَّاسِ نُوْجِفُ فَوَجَدْنَا النَّبِیَّ ﷺ وَاقِفًا عَلٰی رَاحِلَتِهٖ عِنْدَ کُرَاعِ الْغَمِیْمِ فَلَمَّا اجْتَمَعَ عَلَیْهِ النَّاسُ قَرَأَ عَلَیْهِمْ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا، فَقَالَ رَجُلٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَتْحٌ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ اِنَّهٗ لَفَتْحٌ الحدیث۔ (۲۳)

ترجمہ: مجمع بن جاریہ انصاری کا بیان ہے کہ ہم حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم واپس ہوئے تو دیکھا کہ لوگ اپنے اونٹوں کو جلدی جلدی بھگانے لگے۔ تو ایک دوسرے سے پوچھا کہ ایسی جلدی کرنے کا کیا سبب ہے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول ہوا ہے۔ تو ہم بھی بھاگتے ہوئے لوگوں کے ساتھ نکلے۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی اونٹنی پر کراع الغمیم کے پاس سوار پایا۔ جب سب لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے ان کے سامنے (**انا فتحنا لک فتحا مبینا**) پڑھا۔ ایک آدمی نے دریافت کیا: ”یارسول اللہ ﷺ! کیا وہ فتح ہے؟“ ارشاد ہوا: ”ہاں، اس ذات اقدس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! یقیناً وہ فتح ہے۔“

﴿۳﴾ قَالَ مُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ فِیْ قِصَّةِ الْخَنْدَقِ: فَلَمَّا اشْتَدَّ الْبَلَاءُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَ اَصْحَابِهٖ، نَافَقَ نَاسٌ کَثِیْرٌ، وَ تَکَلَّمُوْا بِکَلَامٍ قَبِیْحٍ فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا فِیْهِ النَّاسُ مِنَ الْبَلَاءِ وَالْکَرْبِ جَعَلَ یُبَشِّرُهُمْ وَ یَقُوْلُ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُفَرِّجَنَّ عَنْکُمْ مَا تَرَوْنَ مِنَ الشِّدَّةِ وَالْبَلَاءِ، فَاِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ اَطُوْفَ بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ آمِنًا وَ اَنْ یَّدْفَعَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَفَاتِحَ الْکَعْبَةِ، وَ لَیُهْلِکَنَّ اللّٰهُ کِسْرٰی وَ قَیْصَرَ، وَلَتُنْفِقُنَّ کُنُوْزَهُمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ مَعَهٗ لِاَصْحَابِهٖ: اَلَا تَعْجَبُوْنَ مِنْ مُّحَمَّدٍ یَعِدُنَا اَنْ نَّطُوْفَ بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ وَ اَنْ نَغْنَمَ کُنُوْزَ فَارِسَ وَالرُّوْمِ وَ نَحْنُ هٰهُنَا لَا یَاْمُنُ اَحَدُنَا اَنْ یَّذْهَبَ اِلَی الْغَائِطِ وَاللّٰهِ لَمَّا یَعِدُنَا اِلَّا غُرُوْرًا، وَ قَالَ آخَرُوْنَ مِمَّنْ مَعَهٗ اِئْذَنْ لَنَا، فَاِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ، وَ قَالَ آخَرُوْنَ: یَا اَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَکُمْ فَارْجِعُوْا۔ (۲۴)

ترجمہ: موسیٰ بن عقبہ نے خندق کے قصہ میں بیان کیا کہ جب نبی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں پر سخت مصیبت آن پڑی تو بہت سے لوگ نفاق کی روش پر چل نکلے اور ناگفتہ بہ بری باتیں کرنے لگے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو مصائب اور تکلیفوں میں مبتلا دیکھا تو آپ نے انہیں خوش خبری اور بشارت دینی شروع کی اور فرماتے تھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ بالضرور تمہیں ان مشکلات ومصائب سے نجات دے گا جن میں اس وقت تم لوگ گرفتار ہو اور مجھے توقع اور امید ہے کہ میں امن وامان سے بیت اللہ کا طواف کروں گا اور اللہ تعالیٰ خانہ کعبہ کی چابیاں مجھے دلوائے گا اور کسریٰ اور قیصر کو ہلاک کرے گا اور تم ان کے خزانے کو فی سبیل اللہ لازماً خرچ کرو گے۔ آپ کے ساتھ شریک لوگوں میں سے ایک نے کہا کیا تمہیں محمدؐ پر تعجب وحیرت نہیں کہ وہ وعدہ تو ہم سے یہ کررہے ہیں کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے اور قیصر وکسریٰ کے خزانے آپس میں بطور غنیمت تقسیم کریں گے۔ حالاں کہ ہم جس نازک صورت حال میں دوچار ہیں اس کی نوعیت یہ ہے کہ ہم سے کوئی اطمینان وامن سے جنگل تک نہیں جاسکتا۔ اللہ کی قسم محمدؐ جو ہم سے وعدہ کررہے ہیں وہ سراسر دھوکہ اور فریب ہے اور کچھ لوگ جو آپ کے ساتھ تھے، بولے ہمیں تو اجازت دیں کہ ہم گھر واپس جائیں کیوں کہ ہمارے گھر اب غیر محفوظ ہیں اور کچھ نے کہا اہل یثرب اب تمہارے لیے کوئی مقام نہیں لہٰذا واپس لوٹ چلو۔

۵۹- مدینہ پہنچ کر ایک اور صاحب نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ''یہ کیسی فتح ہے؟ ہم بیت اللہ جانے سے روک دیے گئے، ہماری قربانی کے اونٹ بھی آگے نہ جاسکے، رسول اللہ ﷺ کو حدیبیہ میں ہی رک جانا پڑا اور اس صلح کی بدولت ہمارے دو مظلوم بھائیوں (ابوجندل اور ابوبصیر) کو ظالموں کے حوالے کردیا گیا۔'' نبی ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بڑی غلط بات کہی گئی ہے، حقیقت میں تو یہ بہت بڑی فتح ہے۔ تم مشرکوں کے عین گھر پر پہنچ گئے اور انہوں نے آئندہ سال عمرہ کرنے کی درخواست کرکے تمہیں واپس جانے پر راضی کیا، انہوں نے تم سے خود جنگ بند کردینے اور صلح کرلینے کی خواہش کی، حالاں کہ ان کے دلوں میں تمہارے لیے جیسا کچھ بغض ہے وہ معلوم ہے، اللہ نے تم کو ان پر غلبہ عطا کردیا ہے۔ کیا وہ دن بھول گئے جب احد میں تم بھاگے جارہے تھے اور میں تمہیں پیچھے سے پکار رہا تھا؟ کیا وہ دن بھول گئے جب جنگ احزاب میں ہر طرف سے دشمن چڑھ آئے تھے اور کلیجے منہ کو آرہے تھے؟'' (بیہقی بروایت عروہ بن زبیر)

تخریج:⟨۱⟩ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى، عَنْ اِسْرَائِيْلَ، عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: تَعُدُّوْنَ اَنْتُمُ الْفَتْحَ، فَتْحَ مَكَّةَ، وَقَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا، وَ نَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ الخ۔(۲۵)

⟨۲⟩ عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: اَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنَ الْحُدَيْبِيَّةِ مُرَاجِعًا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا هٰذَا بِفَتْحٍ، لَقَدْ صَدَدْنَا عَنِ الْبَيْتِ وَ صَدَّ هَدْيَنَا وَعَكَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِالْحُدَيْبِيَّةِ، وَرَدَّ رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَرَجَا، فَبَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ، فَقَالَ: بِئْسَ الْكَلَامُ هٰذَا بَلْ هُوَ اَعْظَمُ الْفَتْحِ، لَقَدْ رَضِيَ الْمُشْرِكُوْنَ اَنْ يَّدْفَعُوْكُمْ بِالرَّاحِ عَنْ بِلَادِهِمْ وَ يَسْأَلُوْنَكُمُ الْقَضِيَّةَ وَ يَرْغَبُوْنَ اِلَيْكُمْ فِي الْاَمَانِ۔ وَ قَدْ كَرِهُوْا مِنْكُمْ مَاكَرِهُوْا وَقَدْ اَظْفَرَكُمُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَدَّكُمْ سَالِمِيْنَ غَانِمِيْنَ مَاجُوْرِيْنَ، فَهٰذَا اَعْظَمُ الْفَتْحِ۔ أَ نَسِيْتُمْ يَوْمَ اُحُدٍ: اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوُوْنَ عَلٰى اَحَدٍ وَاَنَا اَدْعُوْكُمْ فِيْ اُخْرَاكُمْ؟ أَ نَسِيْتُمْ يَوْمَ الْاَحْزَابِ، اِذْ جَاءُوْكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَ؟ قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ: صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ هُوَ اَعْظَمُ الْفُتُوْحِ وَاللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ الخ۔ (۲۶)

ترجمہ: حضرت عروہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے واپس ہوئے تو آپ کے اصحاب میں سے کسی نے عرض کیا واللہ یہ فتح نہیں ہے، ہمیں بیت اللہ کے حج وعمرہ سے روک دیا گیا ہے نیز ہماری قربانیوں کے جانور وہاں پہنچنے نہیں دیے گئے۔ خود رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں بند ہو گئے اور مشرکین کی قید سے نکل بھاگنے والے دو شخصوں کو واپس کر دیا گیا۔ یہ کیسی فتح ہے؟ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک بھی پہنچ گئی تو آپ نے فرمایا بہت بری ہے یہ گفتگو، ایسی بات نہیں بلکہ صلح حدیبیہ تو بہت بڑی فتح ہے۔ مشرکین تمہیں اپنے شہروں سے بخوشی واپس بھیجنے پر رضا مند ہوئے اور مسئلہ کے حل کا تم سے تقاضا کیا اور امن وامان کے بارے میں تمہارے ساتھ دلچسپی کا اظہار کیا اور تمہارے بارے میں جس ناپسندیدگی کا اظہار کیا وہ تو کیا، مگر اللہ نے تمہیں کامرانی وکامیابی سے سرفراز فرمایا اور تمہیں بسلامت واپس کیا مال غنیمت تمہیں حاصل ہوا اور اجر و ثواب سے نوازا گیا۔ لہٰذا یہ تو بہت بڑی فتح ہے کیا تم احد کے روز کو بھول گئے ہو جب تم پہاڑ کے اوپر چڑھ رہے تھے اور کوئی کسی کی طرف مڑ کر دیکھتا تک نہ تھا اور میں تمہیں پیچھے سے پکار رہا تھا۔ کیا تمہیں خندق کا دن بھول گیا ہے جب دشمن کا گروہ تم پر اوپر سے نیچے سے حملہ آور تھا اور جب آنکھیں پتھرا گئی تھیں اور بھیجے منہ کو آ گئے تھے اور تم اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے تھے۔ مسلمان بولے۔ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے۔ واللہ! اے اللہ کے نبی وہ سب سے بڑی فتح ہے۔

تشریح: صلح حدیبیہ کے بعد جب فتح کا مژدہ سنایا گیا تو لوگ حیران تھے کہ آخر اس صلح کو فتح کیسے کہا جا سکتا ہے۔ ایمان کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ارشاد کو مان لینے کی بات تو دوسری تھی مگر اس کے فتح ہونے کا پہلو کسی کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔

مگر کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ اس صلح کا فتح ہونا بالکل عیاں ہوتا چلا گیا اور ہر خاص وعام پر یہ بات پوری طرح کھل گئی کہ فی الواقع اسلام کی فتح کا آغاز صلح حدیبیہ ہی سے ہوا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہم تینوں حضرات سے قریب قریب ایک ہی معنی میں یہ قول منقول ہوا ہے کہ: ''لوگ فتح مکہ کو فتح کہتے ہیں، حالاں کہ ہم اصل فتح حدیبیہ کو سمجھتے ہیں۔'' (تفہیم القرآن، ج۵، الفتح، حاشیہ:۱)

وفود کی آمد

وفد نجران

۶۰- جب نبی ﷺ نے مکہ فتح کیا اور تمام اہل عرب کو یقین ہو گیا کہ ملک کا مستقبل اب محمد ﷺ کے ہاتھ میں ہے تو عرب کے مختلف گوشوں سے آپ کے پاس وفد آنے شروع ہو گئے۔ اسی سلسلہ میں نجران کے تینوں سردار بھی ۶۰ آدمیوں کا ایک وفد لے کر مدینہ پہنچے۔ جنگ کے لیے بہ ہر حال وہ تیار نہ تھے۔ اب سوال صرف یہ تھا کہ آیا وہ اسلام قبول کرتے ہیں یا ذمی بن کر رہنا چاہتے ہیں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ پر خطبہ نازل کیا تا کہ اس کے ذریعہ سے وفد نجران کو اسلام کی طرف دعوت دی جائے۔ (تفہیم القرآن، ج ۱، آل عمران، حاشیہ: ۲۹)

تخریج: ﴿۱﴾ **قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: وَ قَدِمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفْدُ نَصَارٰی نَجْرَانَ، سِتُّوْنَ رَاكِبًا، فِيْهِمْ اَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا مِّنْ اَشْرَافِهِمْ، فِي الْاَرْبَعَةِ عَشَرَ مِنْهُمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ اِلَيْهِمْ يَئُوْلُ اَمْرُهُمْ اَلْعَاقِبُ، اَمِيْرُالْقَوْمِ وَ ذُوْ رَأْيِهِمْ، وَ صَاحِبُ مَشْوُرَتِهِمْ وَالَّذِیْ لَا يُصْدِرُوْنَ اِلَّا عَنْ رَأْيِهٖ، وَ اِسْمُهٗ، عَبْدُ الْمَسِيْحِ، وَالسَّيِّدُ، ثُمَالُهُمْ، وَ صَاحِبُ رَحْلِهِمْ مُجْتَمِعِهِمْ وَ اِسْمُهُ الْاَيْهَمُ، وَ اَبُوْحَارِثَةَ بْنُ عَلْقَمَةَ، اَحَدُ بَنِیْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، اُسْقُفُّهُمْ، وَ حَبْرُهُمْ وَ اِمَامُهُمْ، وَ صَاحِبُ مِدْرَاسِهِمْ۔** (۲۷)

ترجمہ: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نجران کے نصاریٰ کا وفد آیا، جس میں ساٹھ سوار تھے۔ ان ساٹھ میں سے چودہ ان کے سربرآوردہ لوگ تھے۔ پھر ان چودہ میں سے تین شخص ایسے تھے جو مرجع عام تھے۔ ان میں سے ایک عاقب تھا، جو قوم کا سردار اور ان سب کو ایسا مشورہ اور رائے دینے والا تھا کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے کی رائے کی جانب رجوع نہ کرتے تھے۔ اس کا نام عبد المسیح تھا اور دوسرا سید تھا جو ان کی دیکھ بھال کرنے والا اور ان کے سفروں اور اجتماعات کا انتظام کرنے والا تھا۔ اس کا نام ایہم تھا اور تیسرا ابوحارثہ بن علقمہ تھا جو بنو بکر بن وائل کا ایک فرد تھا نیز ان کا مذہبی قائد و رہنما اور ان کی درس گاہوں کا افسر تھا۔

﴿۲﴾ **قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: اِنَّ هٰذَا: الَّذِیْ جِئْتُ بِهٖ مِنَ الْخَبَرِ عَنْ عِيْسٰی: لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ، مِنْ اَمْرِهٖ، وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِالْمُفْسِدِيْنَ. قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا، وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ. فَاِنْ تَوَلَّوْا، فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ فَدَعَاهُمْ اِلَی النَّصَفِ وَ قَطَعَ عَنْهُمُ الْحُجَّةَ۔** (۲۸)

ترجمہ: ابن اسحاق نے کہا بے شک جو خبر میں عیسیٰ کے متعلق لایا ہوں یقیناً سچی و حقیقی خبر ہے اور اللہ کے سوا اور کوئی الہٰ نہیں اور اللہ یقیناً غالب اور حکمت والا ہے۔ پھر اگر انہوں نے روگردانی کا ارتکاب کیا تو (یاد رکھو) اللہ فسادیوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اے اہل کتاب، آؤ ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے مابین مشترک ہے وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ

کریں اور نہ کسی کو اس کا شریک قرار دیں اور نہ اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی دوسرے کو اپنا رب بنائے پھر اگر انہوں نے روگردانی کی تو تم ان سے صاف کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو اسی کے مطیع فرمان ہیں۔ پس آپ نے انہیں انصاف کی ایک بات کی طرف دعوت دی اور لاجواب کر دیا۔

مباہلہ ومناظرہ

۶۱– مباہلہ کا فیصلہ حضور ﷺ نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا اور یہ مباہلہ یہود سے نہیں بلکہ عیسائیوں سے کیا گیا تھا۔

تخریج:⟨۱⟩ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ اِسْرَائِيلَ، عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: جَآءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُرِيْدَانِ اَنْ يُّلَاعِنَاهُ، قَالَ: فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ: لَا تَفْعَلْ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَاعَنَّا لَا نُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا قَالَا: اِنَّا نُعْطِيْكَ مَاسَأَلْتَنَا، وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا اَمِيْنًا، وَلَا تَبْعَثْ مَعَنَا اِلَّا اَمِيْنًا، فَقَالَ: لَاَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلًا اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: قُمْ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَلَمَّا قَامَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هٰذَا اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ۔(۲۹)

⟨۲⟩ قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: فَلَمَّا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الْخَبَرُ مِنَ اللّٰهِ عَنْهُ، وَالْفَصْلُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَهُمْ، وَاُمِرَ بِمَا اُمِرَ بِهٖ مِنْ مُلَاعَنَتِهِمْ اِنْ رَدُّوْا ذٰلِكَ عَلَيْهِ، دَعَاهُمْ اِلٰى ذٰلِكَ، فَقَالَ لَهٗ: يَا اَبَا الْقَاسِمِ، دَعْنَا نَنْظُرْ فِيْ اَمْرِنَا، ثُمَّ نَاْتِيْكَ بِمَا نُرِيْدُ اَنْ نَفْعَلَ فِيْمَا دَعَوْتَنَا اِلَيْهِ، فَانْصَرَفُوْا عَنْهُ، ثُمَّ خَلَوْا بِالْعَاقِبِ، وَكَانَ ذَا رَأْيِهِمْ، فَقَالُوْا: يَا عَبْدَ الْمَسِيْحِ، مَاذَا تَرٰى؟ فَقَالَ: وَاللّٰهِ يَا مَعْشَرَ النَّصَارٰى، لَقَدْ عَرَفْتُمْ اَنَّ مُحَمَّدًا لَنَبِيٌّ مُّرْسَلٌ، وَلَقَدْ جَآئَكُمْ بِالْفَصْلِ مِنْ خَبَرِ صَاحِبِكُمْ، وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ مَالَاعَنَ قَوْمٌ نَبِيًّا قَطُّ فَبَقِيَ كَبِيْرُهُمْ، وَلَا نَبَتَ صَغِيْرُهُمْ، وَ اِنَّهٗ لَلْاِسْتِئْصَالُ مِنْكُمْ اِنْ فَعَلْتُمْ، فَاِنْ كُنْتُمْ قَدْاَبَيْتُمْ اِلَّا اِلْفَ دِيْنِكُمْ، وَالْاِقَامَةَ عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ مِنَ الْقَوْلِ فِيْ صَاحِبِكُمْ، فَوَادِعُوا الرَّجُلَ، ثُمَّ انْصَرِفُوْا اِلٰى بِلَادِكُمْ. فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالُوْا: يَا اَبَا الْقَاسِمِ، قَدْ رَأَيْنَا اَلَّا نُلَاعِنَكَ، وَاَنْ نَتْرُكَكَ عَلٰى دِيْنِكَ وَنَرْجِعَ عَلٰى دِيْنِنَا، وَلٰكِنِ ابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِكَ تَرْضَاهُ لَنَا يَحْكُمُ بَيْنَنَا فِيْ اَشْيَاءَ اخْتَلَفْنَا فِيْهَا مِنْ اَمْوَالِنَا فَاِنَّكُمْ عِنْدَنَا رِضًا۔ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ائْتُوْنِي الْعَشِيَّةَ اَبْعَثْ مَعَكُمُ الْقَوِيَّ الْاَمِيْنَ۔ قَالَ: فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: مَا اَحْبَبْتُ الْاِمَارَةَ قَطُّ حُبِّيْ اِيَّاهَا يَوْمَئِذٍ رَجَاءَ اَنْ اَكُوْنَ صَاحِبَهَا، فَرُحْتُ اِلَى الظُّهْرِ مُهَجِّرًا، فَلَمَّا صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ سَلَّمَ۔ ثُمَّ نَظَرَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ۔ فَجَعَلْتُ اَتَطَاوَلُ لَهٗ لِيَرَانِيْ۔ فَلَمْ يَزَلْ يَلْتَمِسُ بِبَصَرِهٖ، حَتّٰى رَاٰى اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ

فَدَعَاهُ، فَقَالَ: اُخْرُجْ مَعَهُمْ، فَاقْضِ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ قَالَ عُمَرُ: فَذَهَبَ بِهَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ۔ (۳۰)

ترجمہ: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب اللہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کے پاس خبر آئی اور آپ کے اور ان کے درمیان جھگڑے کا فیصلہ پہنچ گیا اگر چہ وہ آپ کے ان دعوؤں کی تردید ہی کرتے رہے تو آپ کو ان سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ چناں چہ آپ نے ان کو مباہلہ کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا اے ابو قاسم ہمیں اپنے معاملہ میں غور کرنے کی مہلت دیں، آپ نے جو دعوت ہمیں دی ہے اس کی روشنی میں ہم جو کچھ کرنا چاہیں اس سلسلہ میں اہم فیصلہ کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ غرض وہ آپ کے پاس سے چلے گئے۔ بعد از اں انہوں نے العاقب کے ساتھ جو ان میں صاحب الرائے تھے خلوت و تنہائی میں گفتگو کی۔ تبادلہ خیالات کے دوران میں انہوں نے اس سے کہا اے عبدالمسیح آپ کی کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا اے گروہ نصاریٰ یقیناً تم لوگ جانتے ہو کہ محمدؐ بلا شبہ اللہ کا رسول ہے اس کا مبعوث کیا ہوا نبی ہے۔ تمہارے پاس اپنے دوست کے اس فیصلے کی اطلاع بھی پہنچ چکی ہے اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ کسی قوم نے جب اپنے نبی سے مباہلہ کیا تو نہ اس کا کوئی بڑا بوڑھا باقی رہا اور نہ کم سن پروان چڑھے۔ اور شان یہ ہے کہ اگر تم نے مباہلہ کی حماقت کی تو تمہاری جڑ تک اکھاڑ دی جائے گی۔ اگر تمہیں دین کی الفت کے سوا دوسری بات سے انکار ہو اور جو کچھ کہہ چکے ہو اسی پر قائم رہنا چاہتے ہو تو اس شخص سے مصالحت کر لو اور واپس اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ پس وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے ابوالقاسم ہمیں یہی مناسب معلوم ہوا کہ آپ سے مباہلہ نہ کریں اور آپ کو آپ کے دین پر چھوڑ دیں اور ہم اپنے دین پر رہتے ہوئے واپس چلے جائیں۔ لیکن آپ اپنے ساتھیوں میں سے ایسے کسی شخص کو ہمارے ساتھ بھیج دیں جو ہمارے درمیان مالی معاملات کے اختلافات کا فیصلہ کرے۔ آپ ہمارے نزدیک پسندیدہ لوگ ہیں۔ محمد بن جعفر کا بیان ہے آپ نے فرمایا شام کو میرے پاس آنا۔ میں ایک قوی، امانت دار کو تمہارے ساتھ بھیج دوں گا۔ راوی کا بیان ہے حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے کہ عہدۂ امارت پر فائز ہونے کی جتنی خواہش میرے اندر اس روز پیدا ہوئی ویسی خواہش کبھی بھی پیدا نہ ہوئی۔ محض اس امید کی بنا پر کہ میں اس کا اہل ہوں (قوی و امین ہوں) اس لیے میں نماز ظہر کے لیے دھوپ میں جلدی مسجد میں پہنچ گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز ظہر پڑھائی اور سلام پھیرا۔ پھر آپ نے اپنی دائیں اور بائیں جانب نظر دوڑائی تو میں اونچا ہو ہو کر آپ کے روبرو آنے کی کوشش کرتا رہا کہ آپ کی نگاہ مجھ پر پڑ جائے۔ مگر آپ کی نگاہیں کسی کو تلاش کرتی رہیں یہاں تک آپ کو ابو عبیدہ بن الجراح نظر آ گئے۔ انہیں آپ نے بلا کر فرمایا۔ ان لوگوں کے ساتھ جاؤ اور ان کے اختلافی معاملات میں ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ابو عبیدہ اس وفد کے ساتھ گئے۔

تشریح: نبی ﷺ کی حیات طیبہ میں مباہلہ کا صرف یہی ایک واقعہ ملتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام نے مباہلے کو نزاعی امور کے فیصلے کا مستقل طریقہ قرار نہیں دیا ہے کہ جب کبھی کسی کا فریا مسلمان سے کسی قسم کا اختلاف ہو تو فوراً مباہلے کی دعوت دے ڈالی جائے۔ پیشہ ور مناظرین نے آج کل مباہلے کو کشتی کے داؤں میں باضابطہ طور پر شامل کر لیا ہے، لیکن پوری تاریخ اسلام میں مباہلہ کی دعوت دینے اور اسے قبول کرنے کی مثالیں مشکل ہی سے مل سکیں گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بڑے بڑے اختلاف ہوئے، حتیٰ کہ بعض اوقات لڑائیوں تک کی نوبت آئی، لیکن مباہلہ کرنے کی نوبت شاذ و نادر ہی آئی ہے۔ تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے درمیان شدید اختلافات پیدا ہوئے۔ بڑے بڑے مسائل پر بحثیں بھی ہوئیں۔ لیکن

مباحثہ کے بجائے مباہلہ کا طریقہ اختیار نہیں کیا گیا۔ بعد کے زمانوں میں بھی علماء کے مابین اختلاف رائے کا ظہور ہوا، تکفیر و تفسیق کا بازار بھی گرم ہوا۔ لیکن مباہلے کو کبھی کسی نے اپنا معمول نہیں بنایا۔

خود نبی ﷺ کے زمانے میں آپ کے مخالفین کثیر تعداد میں موجود تھے، یہود و نصاریٰ، منافقین، ہر ایک نے قدم قدم پر آپ کی مخالفت کی، مگر ایک نجران کے نصاریٰ کے سوا اور کسی سے مباہلہ کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی۔ اس سے یہ بات خود بخود واضح ہو جاتی ہے کہ مباہلہ ایک استثنائی طریق کار تھا جسے بعض خاص وجوہ و حالات کی بنا پر صرف نجران کے عیسائیوں کے معاملے میں خود اللہ تعالیٰ نے متعین فرمایا تھا اور یہ مسائل کے تصفیے کا کوئی مقرر قاعدہ و ضابطہ نہیں ہے جسے ہمیشہ ہر متنازع فیہ معاملے میں اختیار کیا جا سکے۔ نجران کے معاملے میں کیوں خاص طور پر یہ شکل اختیار کی گئی، اس کی ایک وجہ جو احادیث سے معلوم ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ نجران کے تین دینی پیشوا جو وفد کی شکل میں نبی ﷺ کے پاس آئے تھے، وہ اپنے دلوں میں آپ کی نبوت کے قائل اور معترف ہو چکے تھے، لیکن صرف اپنی قوم میں اپنا وقار برقرار رکھنے کے لیے ایمان لانے سے پرہیز کر رہے تھے۔ سفر کے دوران میں ان میں سے جب ایک نے نبی ﷺ کے حق میں ناشائستہ الفاظ اپنی زبان سے نکالے تو دوسرے نے فوراً ٹوک دیا اور کہا کہ اس شخص (رسول اللہ ﷺ) کے متعلق نازیبا کلمات استعمال نہ کرو کیوں کہ یہ وہی نبی ہیں جس کے بارے میں پیشین گوئیاں ہماری کتابوں میں مذکور ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو چوں کہ علم غیب کی بنا پر ان کے دلوں کا چور معلوم تھا اور یہ بھی معلوم تھا کہ یہ لوگ اس دلی اعتراف کے بعد مباہلے کی دعوت قبول کرنے اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہہ کر اپنے اوپر لعنت مسلط کرنے کی جرأت کبھی نہیں کریں گے۔ اس لیے ان کی باطنی کیفیت کو بے نقاب کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ شکل تجویز فرمائی۔ چناں چہ اس کا نتیجہ وہی نکلا۔ وفد نجران نے مباہلہ کرنے سے گریز کیا اور ان کا کذب و نفاق بالکل عیاں ہو گیا۔

(رسائل و مسائل حصہ چہارم: عام مسائل ''مباہلہ و مناظرہ'')

اہل نجران کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کا صلح نامہ

٦٢- وَ لِنَجْرَانَ وَ حَاشِيَتِهَا جِوَارُ اللّٰهِ وَ ذِمَّةُ مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَ مِلَّتِهِمْ، وَ اَرْضِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ وَ غَائِبِهِمْ وَ شَاهِدِهِمْ وَعِيْرِهِمْ وَ بَعْثِهِمْ وَاَمْثِلَتِهِمْ لَا يُغَيَّرُ مَا كَانُوْا عَلَيْهِ وَلَا يُغَيَّرُ حَقٌّ مِّنْ حُقُوْقِهِمْ وَ اَمْثِلَتِهِمْ لَا يُفْتَنُ اُسْقُفٌ مِنْ اُسْقُفِيَّتِهٖ وَلَا رَاهِبٌ مِنْ رَهْبَانِيَّتِهٖ وَلَا وَاقِفٌ مِنْ وَقْفَانِيَّتِهٖ عَلٰى مَا تَحْتَ اَيْدِيْهِمْ مِنْ قَلِيْلٍ اَوْ كَثِيْرٍ وَ لَيْسَ عَلَيْهِمْ رَهَقٌ وَلَا دَمٌ جَاهِلِيَّةٍ وَلَا يُحْشَرُوْنَ وَلَا يُعْشَرُوْنَ وَلَا يَطَاءُ اَرْضَهُمْ جَيْشٌ، مَنْ سَئَلَ مِنْهُمْ حَقًّا بَيْنَهُمُ النَّصَفُ غَيْرَ ظَالِمِيْنَ وَلَا مَظْلُوْمِيْنَ بِنَجْرَانَ وَمَنْ اَكَلَ مِنْهُمُ الرِّبَا مِنْ ذِيْ قَبْلٍ فَذِمَّتِيْ مِنْهُ بَرِيْئَةٌ وَلَا يُوْخَذُ مِنْهُمْ رَجُلٌ بِظُلْمِ آخَرَ وَلَهُمْ عَلٰى مَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ جِوَارُ اللّٰهِ وَ ذِمَّةُ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ اَبَدًا حَتّٰى يَاتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ، مَانَصَحُوْا وَاصْدَقُوْا فِيْمَا عَلَيْهِمْ۔[1] (۳۱)

(۱) ڈاکٹر حمید اللہ نے مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ (ص ۸۰-۸۱) پر اس معاہدہ کو نقل کیا ہے۔ مگر اس میں پوری عبارت نہیں ہے۔

نجران کے عیسائیوں اور ان کے ہمسایوں[1] کے لیے اللہ کی پناہ اور اللہ کے رسول محمد نبی کا ذمہ ہے، ان کی جانوں کے لیے، ان کے مذہب، ان کی زمین، ان کے اموال، ان کے حاضر و غائب، ان کے اونٹوں، ان کے قاصدوں، اور ان کے مذہبی نشانات[2]، سب کے لیے۔ جس حالت پر وہ اب تک ہیں اسی پر بحال رہیں گے۔ ان کے حقوق میں سے کوئی حق اور نشانات میں سے کوئی نشان نہ بدلا جائے گا۔ ان کے کسی اسقف کو اس کی اسقفیت سے، اور کسی راہب کو اس کی رہبانیت سے اور کسی خادم کلیسا کو اس کی خدمت سے نہ ہٹایا جائے گا، خواہ اس کے ہاتھ کے نیچے جو کچھ ہے وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔[3] ان پر عہد جاہلیت کے کسی خون یا عہد کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ان کو فوجی خدمت یا دہ یکی ادا کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا اور ان کی زمین کو کوئی لشکر پامال نہ کرے گا۔[4] اگر کوئی شخص ان کے خلاف کسی حق کا دعویٰ کرے گا تو فریقین کے درمیان انصاف کیا جائے گا، نہ اہل نجران ظالم بن سکیں گے، نہ مظلوم مگر جس شخص نے اس سے پہلے سود کھایا ہو، اس کی ذمہ داری سے میں بری[5] ہوں۔ ان میں سے کسی شخص کو دوسرے کے گناہ میں نہ پکڑا جائے گا۔ اس صحیفہ میں جو کچھ ہے اس کے لیے اللہ کی ضمانت اور محمد نبی ﷺ کا ذمہ ہے، ہمیشہ کے واسطے جب تک کہ اللہ کا حکم آئے، اور جب تک وہ خیر خواہ رہیں اور ان حقوق کو ادا کرتے رہیں جو اس معاہدہ کی رو سے ان پر عائد ہوتے ہیں۔ (الجہاد فی الاسلام، جنگ کے مہذب قوانین، مفتوحین کی دو قسمیں)

تخریج:⟨۱⟩ قَالُوْا: وَكَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَهْلِ نَجْرَانَ: هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِاَهْلِ نَجْرَانَ اَنَّهٗ كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ حُكْمُهٗ فِيْ كُلِّ ثَمَرَةٍ صَفْرَاءَ اَوْبَيْضَاءَ اَوْ سَوْدَاءَ اَوْ رَقِيْقٍ، فَاَفْضَلَ عَلَيْهِمْ وَتَرَكَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ عَلٰى اَلْفَيْ حُلَّةٍ، حُلَلِ الْاَوَاقِيْ فِيْ كُلِّ رَجَبٍ اَلْفُ حُلَّةٍ، وَ فِيْ كُلِّ صَفَرٍ اَلْفُ حُلَّةٍ، كُلُّ حُلَّةٍ اُوْقِيَةٌ، فَمَازَادَتْ حُلَلُ الْخَرَاجِ اَوْنَقَصَتْ عَلَى الْاَوَاقِيْ فَبِالْحِسَابِ، وَمَا قَبَضُوْا مِنْ دُرُوْعٍ اَوْ خَيْلٍ اَوْ رِكَابٍ اَوْ عَرْضٍ اُخِذَ مِنْهُمْ فَبِالْحِسَابِ، وَعَلٰى نَجْرَانَ مَثْوَاةُ رُسُلِيْ عِشْرِيْنَ يَوْمًا، فَدُوْنَ ذٰلِكَ وَلَا تُحْبَسُ رُسُلِيْ فَوْقَ شَهْرٍ وَ عَلَيْهِمْ عَارِيَّةُ ثَلَاثِيْنَ دِرْعًا وَ ثَلَاثِيْنَ فَرَسًا وَ ثَلَاثِيْنَ بَعِيْرًا اِذَا كَانَ بِالْيَمَنِ كَيْدٌ، وَمَا هَلَكَ مِمَّا اَعَارُوْا رُسُلِيْ مِنْ دُرُوْعٍ اَوْ خَيْلٍ اَوْ رِكَابٍ فَهُوَ ضَمَانٌ عَلٰى رُسُلِيْ حَتّٰى يُؤَدُّوْهُ اِلَيْهِمْ وَ لِنَجْرَانَ وَ حَاشِيَتِهِمْ جِوَارُ اللّٰهِ وَ ذِمَّةُ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَ مِلَّتِهِمْ وَ اَرْضِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ وَغَائِبِهِمْ وَ شَاهِدِهِمْ وَ بِيَعِهِمْ وَصَلَوَاتِهِمْ

---

(۱) ڈاکٹر اسپرنگر نے حاشیہ میں ہمسایوں سے مراد یہودی لیے ہیں۔ (سیرۃ محمد: ۳/ ۲-۵) مگر دراصل اس سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جو عیسائیوں کے ساتھ وہاں آباد تھے۔

(۲) امثلۃ سے مراد صلیبیں اور تصویریں وغیرہ ہیں جو کنیسوں میں رکھی جاتی ہیں۔

(۳) اس سے معابد کے املاک واوقاف کا تحفظ مقصود ہے۔

(۴) اس شرط کا مدعا صرف یہی نہیں ہے کہ اسلامی لشکر ان کی زمین کو پامال نہ کرے گا بلکہ یہ بھی ہے کہ تمام خارجی طاقتوں کے مقابلہ میں ان کی حفاظت و مدافعت کی جائے گی۔

(۵) اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے معاہدہ سے پہلے سود پر رقم دی ہو اور معاہدہ کے بعد وہ مدیون پر سود کا دعویٰ کرے، تو ہم اس کو دلوانے کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ مگر یعقوبی نے جو معاہدہ نقل کیا ہے اس میں ''اس سے پہلے'' کے بجائے ''اس سال کے بعد'' لکھا ہے۔ (دیکھو: ۴/ ۶۳)

لَا يُغَيَّرُوْا اُسْقُفًا عَنْ اُسْقُفِيَّتِهٖ وَلَا رَاهِبًا عَنْ رَهْبَانِيَّتِهٖ وَلَا وَاقِفًا عَنْ وَقْفَا نِيَّتِهٖ۔ وَكُلَّ مَا تَحْتَ اَيْدِيْهِمْ مِنْ قَلِيْلٍ اَوْ كَثِيْرٍ، وَلَيْسَ رِبًا وَلَا دَمِ جَاهِلِيَّةٍ وَ مَنْ سَأَلَ مِنْهُمْ حَقًّا فَبَيْنَهُمُ النَّصَفُ غَيْرَ ظَالِمِيْنَ وَلَا مَظْلُوْمِيْنَ لِنَجْرَانَ، وَمَنْ اَكَلَ رِبًا مِنْ ذِیْ قَبْلٍ فَذِمَّتِیْ مِنْهُ بَرِيْئَةٌ، وَلَا يُؤَاخَذُ اَحَدٌ مِّنْهُمْ بِظُلْمِ آخَرَ وَ عَلٰى مَا فِیْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ جِوَارُ اللّٰهِ وَ ذِمَّةُ النَّبِیِّ اَبَدًا حَتّٰى يَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ اِنْ نَصَحُوْا وَ اَصْلَحُوْا فِيْمَا عَلَيْهِمْ غَيْرَ مُثْقَلِيْنَ بِظُلْمٍ۔ (۳۱)

﴿۲﴾ اَنَّ الْاُسْقُفَّ اَبَا الْحٰرِثِ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ مَعَهُ السَّيِّدُ وَالْعَاقِبُ وَ وُجُوْهُ قَوْمِهٖ وَ اَقَامُوْا عِنْدَهٗ يَسْتَمِعُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَكَتَبَ لِلْاُسْقُفِّ هٰذَا الْكِتَابَ وَ لِلْاَسَاقِفَةِ بِنَجْرَانَ بَعْدَهٗ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مِنْ مُّحَمَّدٍ النَّبِیِّ اِلَى الْاُسْقُفِّ اَبِی الْحٰرِثِ وَاَسَاقِفَةِ نَجْرَانَ وَ كَهَنَتِهِمْ وَ رُهْبَانِهِمْ وَاَهْلِ بِيَعِهِمْ وَرَقِيْقِهِمْ وَ مِلَّتِهِمْ وَ سَوَاطَتِهِمْ، وَعَلٰى كُلِّ مَا تَحْتَ اَيْدِيْهِمْ مِنْ قَلِيْلٍ وَّ كَثِيْرٍ جِوَارُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لَا يُغَيَّرُ اُسْقُفٌّ مِنْ اُسْقُفَّتِهٖ وَلَا رَاهِبٌ مِنْ رَهْبَانِيَّتِهٖ وَلَا كَاهِنٌ مِنْ كَهَانَتِهٖ، وَلَا يُغَيَّرُ حَقٌّ مِنْ حُقُوْقِهِمْ وَلَا سُلْطَانِهِمْ، وَلَا مِمَّا كَانُوْا عَلَيْهِ. عَلٰى ذَالِكَ جِوَارُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ اَبَدًا مَا نَصَحُوْا وَ اَصْلَحُوْ عَلَيْهِمْ غَيْرَ مُتَقَلِّبِيْنَ بِظَالِمٍ وَلَا ظَالِمِيْنَ۔ الخ (۳۲)

قبیلۂ عرینہ کے چند لوگوں کا واقعہ

۶۳– حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو کر مدینہ میں رہنے لگے، مگر وہاں کی آب وہوا انہیں موافق نہ آئی اور وہ بیمار پڑ گئے، ایک روایت کے مطابق ان کے رنگ زرد پڑ گئے اور پیٹ بڑھ گئے تھے۔ آں حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا:

لَوْ خَرَجْتُمْ اِلٰى ذَوْدٍ لَنَا فَشَرِبْتُمْ مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا۔

"اگر تم ہمارے اونٹوں میں جا کر رہو اور ان کے دودھ اور دوا کے طور پر ان کے پیشاب پیو تو تمہاری صحت درست ہو جائے گی۔"

چناں چہ وہ مدینہ سے باہر اونٹوں کی چراگاہوں میں پہنچے اور جب آرام ہو گیا تو نبی ﷺ کے چرواہوں کو قتل کر کے اونٹوں کو ہانک لے گئے اور اسلام سے پھر گئے۔ ان کی اس حرکت کی جب آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے لوگوں کو بھیج کر انہیں پکڑوا منگایا ان کے ہاتھ پاؤں کٹوائے، ان کی آنکھیں نکلوائیں اور انہیں دھوپ میں چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

(ابن ماجہ، ج۲، باب من حارب و سعٰی فی الارض فساداً)

تخریج: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ الْجَهْضَمِیُّ، ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ اُنَاسًا مِنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوْا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ، فَقَالَ: لَوْ خَرَجْتُمْ

اِلٰی ذَوْدِلَنَا، فَشَرِبْتُمْ مِنْ اَلْبَانِهَا وَ اَبْوَالِهَا، فَفَعَلُوْا، فَارْتَدُّوْا عَنِ الْاِسْلَامِ، وَ قَتَلُوْا رَاعِیَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَ اسْتَاقُوْا ذَوْدَهٗ، فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِیْ طَلَبِهِمْ، فَجِیْءَ بِهِمْ، فَقَطَعَ اَیْدِیَهُمْ وَ اَرْجُلَهُمْ، وَسَمَرَ اَعْیُنَهُمْ وَ تَرَکَهُمْ بِالْحَرَّةِ حَتّٰی مَاتُوْا۔ (۳۳)

ترجمہ: حضرت انس سے مروی ہے کہ عرینہ قبیلہ کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور مسلمان ہو کر مدینہ میں رہنے لگے) مگر وہاں کی آب وہوا انہیں راس نہ آئی (اور بیمار پڑ گئے) تو آپ نے انہیں مشورہ دیا کہ اگر تم جا کر ہمارے اونٹوں میں رہو اور ان کے دودھ اور پیشاب پیو، تو تمہاری صحت ٹھیک ہو جائے۔ چناں چہ وہ اونٹوں میں جا کر رہنے لگے۔ (جب صحت یاب ہو گئے) تو اسلام سے پھر گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ (جب آپ کو ان کی اس حرکت کا علم ہوا) تو آپ نے صحابہ کو پیچھے بھیج کر ان کو پکڑوا منگایا۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیے اور آنکھیں گرم سلائی سے پھوڑ دیں اور انہیں دھوپ میں چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

تشریح: حدیث میں اس طرح مذکور ہوا ہے۔ ممکن ہے یہ مشورہ طبی وجوہ سے دیا گیا ہو اور اس وقت کی طبی معلومات میں اس مرض کا یہی علاج ہو۔ اسی بنا پر علاج کے لیے بعض حرام چیزوں کا استعمال شرعاً جائز قرار دیا گیا ہے جب کہ ان کا کوئی جائز بدل ممکن یا معلوم نہ ہو۔

صحیح بخاری میں بھی مختلف طریقوں سے اسی مضمون کی روایتیں درج ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو قول اللہ عزوجل: (انما جزاء الذین یحاربون اللّٰہ و رسولہ...الایۃ) کے زیر عنوان درج کیا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت انسؓ کے حوالے سے آنکھیں اندھی کرانے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ انہوں نے آں حضرتؐ کے چرواہوں کی آنکھیں سلائی پھیر کر پھوڑ دی تھیں۔ اس لیے آپؐ نے ان سے آنکھوں کا قصاص لیا۔ ابوداؤد اور نسائی میں ابوالزناد کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ یہ آیت انہی عرینوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ کا بھی یہی بیان ہے۔ اگر چہ علمائے مجتہدین کی ایک جماعت اس طرف بھی گئی ہے کہ یہ آیت ان عرینہ والوں کے حق میں نہیں اتری۔ لیکن یہ امر متفق علیہ ہے کہ قرآن مجید میں یہ عبرت ناک سزائیں جو تجویز کی گئی ہیں۔ یہ انہی لوگوں کے لیے ہیں جو دارالاسلام کے امن میں لوٹ مار قتل و غارت سے خلل برپا کریں، اور سزاؤں کے مختلف مدارج نوعیت جرم کے مختلف مدارج سے تعلق رکھتے ہیں جس کی تفصیل فقہائے کرام نے بوضاحت بیان فرمائی ہے۔

(الجہاد فی الاسلام، مدافعانہ جنگ، دغابازی وعہد شکنی کی سزا)

غزوۂ خیبر

۶۴— رسول اللہ ﷺ صفر ۷ھ میں خیبر پر چڑھائی کرنے کے لیے نکلے تو آپ نے صرف انہی صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنے ساتھ لیا جو بیعت رضوان میں شریک ہوئے تھے۔

تشریح: کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے خیبر سے حاصل ہونے والا مال غنیمت ان لوگوں کے لیے مخصوص فرما دیا تھا جو بیعت رضوان میں شریک تھے، ان کے سوا کسی کو اس فتح اور غنائم میں شریک ہونے کا حق نہ تھا، اس میں شک نہیں کہ بعد میں حضورؐ نے حبش

سے واپس آنے والے مہاجرین اور بعض دوسی اور اَشعری صحابیوں کو بھی اموال خیبر میں سے کچھ حصہ عطا فرمایا، مگر وہ تو خمس میں سے تھا یا اصحاب رضوان کی رضا مندی سے دیا گیا۔ کسی کو حق کے طور پر اس مال میں حصہ دار نہیں بنایا گیا۔
(تفہیم القرآن، ج ۵، الفتح، حاشیہ:۱)

ماٰخذ

(۱) مسند احمد ج ۱ ص ۵۹۔

(۲) سیرت ابن ھشام ج ۳، بیعة الرضوان☆ السیرة النبویة لابن کثیر ج ۳،☆ السیرة الحلبیة ج ۲ میں یه عبارت منقول ھے: (بایع ﷺ عن عثمان فوضع یده علی یده: ای وضع یده الیمنی علی یده الیسری... قال: اللھم ان عثمان ذھب فی حاجة اللّٰه و حاجة رسوله فانا ابایع عنه، فضرب بیمینه شماله) "رسول اللّٰه ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے اپنا ھی ھاتھ اپنے دوسرے ھاتھ پر رکھا یعنی دایاں ھاتھ اپنے بائیں ھاتھ پر رکھا اور فرمایا الٰھی عثمان الله اور اس کے رسول کے کام و ضرورت میں گیا ھے لھٰذا اس کی جانب سے بیعت کرتا ھوں یه کھه کر اپنا سیدھا ھاتھ اپنے الٹے ھاتھ پر رکھا۔ (دایاں بائیں پر)"
☆فتح القدیر للشوکانی ج ۵ میں فبایع لعثمان احدی یدیه علی الاخری منقول ھے۔☆ ابن کثیر نے ابن ابی حاتم کے حواله سے فبایع رسُول اللّٰه ﷺ لعثمان رضی اللّٰه عنه باحدی یدیه علی الاخری بیان کیا ھے۔☆ تفسیر ابن کثیر ج ٤ ۔ سورة الفتح۔

(۳) مسلم ج ۲، کتاب الجھاد والسیر۔ باب صلح الحدیبیة☆ بخاری ج ۱ کتاب الشروط، باب الشروط فی الجھاد والمصالحة مع اھل الحرب۔☆مسند احمدج ۳ ص ۲٦۸ عن انس۔☆مصنف ابن ابی شیبة ج ۱٤ کتاب المغازی۔ غزوة الحدیبیة☆ ابن کثیر ج ٤۔ عن انس۔☆المستدرك للحاکم ۲۔ کتاب قتال اھل البغی۔ (اختصار اور اختلاف الفاظ کے ساتھ مروی ھے)

(٤) بخاری ج ۱ ۔ کتاب الصلح، باب کیف یکتب ھذا ماصالح فلان بن فلان و فلان بن فلان و ان لم ینسبه الی قبیلتہٖ او نسبه۔☆ مسلم ج ۲ ۔ کتاب الجھاد والسیر۔ باب صلح الحدیبیة۔☆مسند احمدج ٤ ص ۲۹۱ ۔ عن البراء۔

(۵) بخاری ج ۱ ۔ کتاب الصلح باب کیف یکتب ھذا ماصالح فلان بن فلان الخ☆بخاری ج ۲ کتاب المغازی باب عمرة القضاء۔

(٦) سیرت ابن ھشام ج ۳۔ علی یکتب شروط الصلح☆ السیرة النبویة لابن کثیر ج ۳۔☆الطبری تاریخ الامم والملوك ج ۳۔ قصة الحدیبیة۔

(۷) بخاری ج ۱، کتاب الشروط۔ باب الشروط فی الجھاد والمصالحة مع اھل الحرب و کتابة الشروط۔☆المصنف عبد الرزاق ج ۵ ۔☆ابن کثیر ج ٤۔

(۸) بخاری ج ۱ ۔ کتاب الجھاد، باب المصالحة علی ثلاثة ایام او وقت معلوم۔☆مسلم ج ۲ ۔ کتاب الجھاد والسیر باب صلح الحدیبیة۔☆ السنن الکبریٰ ج ۵ ۔ کتاب الحج باب المحرم یتقلد السیف۔ السیرة الحلبیة: ۲۔

(۹) ☆مصنف ابن ابی شیبة ج ۱٤ ۔ کتاب المغازی باب غزوة الحدیبیة۔ عن براء بن عازب۔

(١٠) بخاری ج ٢۔ کتاب المغازی۔ باب عمرة القضاة ذکره انس عن النبیﷺ۔☆سنن دارمی ج ٢۔ کتاب السیر باب فی صلح النبی ﷺ یوم الحدیبیة۔☆ ابوداؤد ج ٣۔ کتاب الجهاد۔ باب فی صلح العدو کے تحت روایت میں (اکتب! هذا ماقاضی علیه محمد رسول الله) نقل کیا هے جیسے مسور بن مخرمه نے روایت کیا هے۔☆الطبری تاریخ الامم والملوك ج ٣۔ قصة الحدیبیة☆ مسند احمدج ٤ ص ١٩٨۔ عن البراء۔

(١١) الکامل فی التاریخ لابن اثیرج ٢۔

(١٢) مصنف ابن ابی شیبة ج ١٤۔ کتاب المغازی باب غزوة الحدیبیة۔

(١٣) مجمع الزوائدج ٦۔ کتاب المغازی والسیر باب الحدیبیة و عمرة القضاء۔☆ ابن کثیرج ٤۔ سورة الفتح۔

(١٤) مسند احمدج ١ص ٣٤٢۔ عن ابن عباس۔

(١٥) فتح الباری شرح بخاری ج ٥۔ کتاب الشروط۔ باب الشروط فی الجهاد۔☆مسند احمدج ٤ ص ٣٢٥۔ سیرت ابن هشام ج ٣۔ سیرت ابن هشام میں و انا لا نغدر بهم منقول هے۔

(١٦) السنن الکبریٰ للبیهقی ج ٩۔ کتاب الجزیة باب الهدنة علی ان یرد الامام من جاء بلده مسلما من المشرکین۔ ☆الطبری تاریخ الامم والملوك ج ٢ میں حرف و ان اللّٰه جاعل لك و لمن معك من المستضعفین فرجا ومخرجا نقل کیا هے۔☆السیرة النبویة لابن کثیر:٣۔ اس نے مسند احمد اور سیرت ابن هشام والی روایت کے الفاظ بیان کیے هیں۔☆السیرة الحلبیه ج ٢۔ اس میں بهی مسند احمد اور سیرت ابن هشام والی روایت مذکور هے۔ ☆طبقات ابن سعد ج ٢ طبقات ابن سعد میں: و قال: یا ابا جندل، قد تم الصلح بیننا و بین القوم، فاصبر حتی یجعل الله لك فرجا و مخرجا۔ منقول هے۔☆ الکامل فی التاریخ لابن اثیر ج ٢ میں صرف فقال له رسول اللّٰه ﷺ احتسب فان اللّٰه جاعل لك و لمن معك من المستضعفین فرجا و مخرجا منقول هے۔

(١٧) تفسیر کبیر امام رازی سورة الممتحنة۔

(١٨) احکام القرآن لابن العربی ج ٤۔ آیت (یایها الذین آمنوا اذا جائکم المومنات مهاجرات فامتحنوهن) ☆روح المعانی ج ١٢۔ روح المعانی نے (انما کان فی الرجال دون النساء) نقل کیا هے۔

(١٩) تفسیر ابن کثیرج ٤۔ سورة الممتحنة۔☆روح المعانی ج ١٢ سورة الممتحنة روح المعانی نے (فلم یردها علیه الصلاة والسلام ثم انکحها ﷺ زید بن حارثة رضی الله عنه) کا اضافه بهی نقل کیا هے۔☆سیرت ابن هشام ج ٣۔ ☆الطبری تاریخ الامم والملوك ج ٢۔ ☆ابن هشام اور الطبری دونوں نے (فلم یفعل ابی الله) عزوجل تك ذکر کیا هے۔☆ السیرة الحلبیة ج ٢۔ ☆السنن الکبریٰ ج ٩۔ کتاب الجزیة باب نقض الصلح فیما لا یجوز الخ۔

(٢٠) بخاری ج ١۔ کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد والمصالحة۔☆ السنن الکبریٰ ج ٩۔ کتاب الجزیة باب نقض الصلح فیما لا یجوز۔

(٢١) مسلم ج کتاب الجهاد والسیر باب قول اللّٰه تعالٰی و هو الذی کف ایدیهم عنکم الایة☆ ابوداؤدج ٣ کتاب الجهاد، باب فی المن علی الاسیر بغیر فداء۔☆ ابوداؤد میں فاستحیاهم کی جگه فاعتقهم هے اور جبل التنعیم کے بجائے جبال التنعیم عند صلاة الفجر هے۔☆ ترمذی ج ٣۔ ابواب التفسیر سورة فتح۔ ترمذی نے عند الصبح نقل کیا هے۔ هذا حدیث حسن صحیح۔☆مسند احمدج ٣ ص ١٢٢ – ١٢٤۔ عن انس۔☆ ابن کثیرج ٤۔ سورة فتح۔☆ فتح القدیر للشوکانی ج ٥۔☆اخرج ابن ابی شیبه۔ عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن مردویه، البیهقی فی الدلائل عن انس۔ بحواله فتح القدیر للشوکانی:ج ٥۔☆ تفسیر ابن جریرج ١١ سورة فتح☆ابن جریر نے بهی فاعتقهم نقل کیا هے۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ٩۔ کتاب السیر باب ما یفعله بالرجال البالغین منهم۔ عن ثابت بن انس۔

(۲۲) مسلم ج ۲۔ کتاب المغازی والسیر۔ باب صلح الحدیبیة☆ تفسیر ابن جریر ج ۱۱ سورة الفتح۔

(۲۳) ابوداؤد ج ۳۔ کتاب الجهاد باب فیمن اسهم له سهما☆ تفسیر ابن جریر الطبری ج ۱۱ سورة الفتح ☆مسند احمد ج ۳ ص ۴۲۰ - ۴۸۶۔ عن مجمع بن جارية، ابن ابی شیبة، ابن المنذر، ابن مردویه، البیهقی فی الدلائل بحواله فتح القدیر للشوکانی: ج ۵۔ سورة الفتح۔☆ المستدرک للحاکم ج ۲۔ سورة الفتح، عن مجمع بن جارية الانصاری۔ ☆فتح القدیر للشوکانی میں یوجفون الا باعر منقول هے۔☆تفسیر ابن کثیر: ج ۴، سورة الفتح ابن کثیر اور فتح القدیر دونوں نے مجمع بن حارثه الانصاری سے بیان کیا هے جب که ابن جریر، مسند احمد اور ابوداؤد وغیرہ نے مجمع بن جارية نقل کیا هے۔ نیز ابن کثیر نے (ینفرون الا باعر اور فخرجنا مع الناس نوجف) بیان کیا هے۔ ☆روح المعانی ج ۹۔ (پ: ۲۶) الفتح۔

(۲۴) السنن الکبریٰ بیهقی ج ۹۔ کتاب السیر۔ باب من لیس للامام ان یغزو به بحال۔ عروة بن الزبیر سے بهی ص: ۳۲ پر یه روایت هے۔

(۲۵) بخاری ج ۲۔ کتاب المغازی۔ باب غزوة الحدیبیة لقول اللّٰه تعالیٰ: (لقد رضی اللّٰه عن المومنین اذ یبایعونك تحت الشجرة) ☆مسلم ج ۲۔ کتاب الجهاد والسیر باب صلح الحدیبیة☆ فتح القدیر للشوکانی ج ۴۔ سورة الفتح ☆ابن کثیر ج ۴۔ سورة الفتح۔ عن البراء☆ تفسیر ابن جریر ج ۱۱۔ سورة الفتح عن البراء۔ ابن جریر نے حضرت جابرؓ سے جو روایت نقل کی هے اس کے الفاظ مندرجه ذیل هیں: (عن جابر، قال: ما کنا نعد الفتح الا یوم الحدیبیة) ☆ابن کثیر ج ۴۔ سورة الفتح عن جابر۔ ☆ابن کثیر ج ۴ پر عن ابن مسعود وغیرہ (انه قال: انکم تعدون الفتح فتح مکة، و نحن نعد الفتح صلح الحدیبیة)۔☆ (السیرة النبویة لابن کثیر: ج ۳ الفتح)

(۲۶) روح المعانی ج ۹ سورة الفتح۔☆ السیرة الحلبیة ج ۲۔ (اختلاف الفاظ کی قدرے کمی بیشی کے ساتھ)

(۲۷) سیرة ابن هشام ج ۲۔ امر السید والعاقب و ذکر المباهلة۔ معنی العاقب والسید والاسقف۔

(۲۸) ایضًا رفع عیسی علیه السلام۔

(۲۹) بخاری ج ۲۔ کتاب المغازی۔ باب قصة اهل نجران۔

(۳۰) سیرة ابن هشام ج ۲۔ اِباؤهم الملاعنة اور تولیة ابی عبیدة امورهم۔

(۳۱) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج ۱ ص ۲۸۷ - ۲۸۸) شهد ابو سفیان بن حرب و غیلان بن عمرو، ومالك بن عوف النصری، والاقرع بن حابس، والمستورد بن عمرو اخو بلی، والمغیرة بن شعبة و عامر مولی ابی بکر۔

(۳۲) زاد المعاد: ۳۔ کتابه ﷺ لا ساقفة نجران۔

(۳۳) ابن ماجه، ابواب الحدود ج ۲۔ باب من خارب و سعی فی الارض فسادا☆ بخاری نے مندرجه ذیل مقامات پر تهوڑے لفظی اختلاف کے ساتھ اس روایت کو نقل کیا هے۔☆ بخاری ج ۱۔ کتاب الجهاد، باب اذا حرق المشرك المسلم هل تحرق☆ بخاری: ۲۔ کتاب التفسیر باب قوله انما جزاء الذین یحاربون اللّٰه و رسوله ☆بخاری ۲۔ کتاب المغازی۔ باب قصة عکل و عُرینه۔☆ بخاری ج ۲۔ کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة۔ ☆بخاری ج ۲۔ کتاب الدیات، باب القسامة۔ مسلم نے اس کو کتاب القسامة میں نقل کیا هے قدرے لفظی اختلاف کے ساتھ۔☆ مسلم: ۲۔ کتاب القسامة۔ باب حکم المحاربین والمرتدین۔ عن انس☆ ابوداؤد ج ۴۔ کتاب الحدود۔ باب ماجاء فی المحاربة۔☆ نسائی ج ۷۔ کتاب تحریم الدم باب تاویل قول اللّٰه عزوجل انما جزاء الذین۔ یحاربون اللّٰه الخ☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۹۔ کتاب السیر، باب قتل المشرکین بعد اسار بضرب الاعناق دون المثلة عن انس بن مالك صحیح مسلم والی روایت نقل کی گئی هے۔ ☆مسند احمد ج ۳ ص ۱۰۷۔ عن انس بن مالك۔

فصل: ۳

فتح مکہ

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا خفیہ خط

۶۵- جب قریش کے لوگوں نے صلح حدیبیہ کا معاہدہ توڑ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے مکہ معظّمہ پر چڑھائی کی تیاریاں شروع کر دیں مگر چند مخصوص صحابہ کے سوا کسی کو یہ نہ بتایا کہ آپ کس مہم پر جانا چاہتے ہیں۔ اتفاق سے اسی زمانے میں مکہ معظّمہ سے ایک عورت آئی جو پہلے بنی عبدالمطلب کی لونڈی تھی اور پھر آزاد ہو کر گانے بجانے کا کام کرتی تھی۔ اس نے آ کر حضور ﷺ سے اپنی تنگ دستی کی شکایت کی اور کچھ مالی مدد مانگی آپ نے بنی عبدالمطلب اور بنی المطلب سے اپیل کر کے اس کی حاجت پوری کر دی۔ جب وہ مکہ جانے لگی تو حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ اس سے ملے اور اس کو چپکے سے ایک خط بعض سرداران مکہ کے نام دیا اور دس دینار دیے تاکہ وہ راز فاش نہ کرے اور چھپا کر یہ خط ان لوگوں تک پہنچا دے۔ ابھی وہ مدینہ سے روانہ ہی ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو اس پر مطلع فرما دیا۔ آپؐ نے فوراً حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت مقداد بن اسودؓ کو اس کے پیچھے بھیجا اور حکم دیا کہ تیزی سے جاؤ، رَوضۂ خاخ کے مقام پر (مدینہ سے ۱۲ میل بجانب مکہ) تم کو ایک عورت ملے گی جس کے پاس مشرکین کے نام حاطب کا ایک خط ہے جس طرح بھی ہو اس سے وہ خط حاصل کرو۔ اگر وہ دے دے تو اسے چھوڑ دینا۔ نہ دے تو اس کو قتل کر دینا۔ یہ حضرات جب اس مقام پر پہنچے تو عورت وہاں موجود تھی۔ انہوں نے اس سے خط مانگا۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ انہوں نے تلاشی لی۔ مگر کوئی خط نہ ملا۔ آخر کو انہوں نے کہا خط حوالے کر ورنہ ہم برہنہ کر کے تیری تلاشی لیں گے جب اس نے دیکھا کہ بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے تو اپنی چوٹی میں سے وہ خط نکال کر انہیں دے دیا اور یہ اسے حضوؐر کی خدمت میں لے آئے۔ کھول کر پڑھا گیا تو اس میں قریش کے لوگوں کو یہ اطلاع دی گئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ تم پر چڑھائی کی تیاری کر رہے ہیں۔ (مختلف روایات میں خط کے الفاظ مختلف نقل ہوئے ہیں، مگر مدعا سب کا یہی ہے) حضوؐر نے حضرت حاطب سے پوچھا، یہ کیا حرکت ہے؟ انہوں نے عرض کیا آپ میرے معاملہ میں جلدی نہ فرمائیں۔ میں نے جو کچھ کیا ہے اس بنا پر نہیں کیا ہے کہ میں کافر و مرتد ہو گیا ہوں اور اسلام کے بعد اب کفر کو پسند کرنے لگا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ میرے اقرباء مکہ میں مقیم ہیں۔ میں قریش کے قبیلہ کا آدمی نہیں ہوں بلکہ بعض قریشیوں کی سرپرستی میں وہاں آباد ہوا ہوں۔ مہاجرین میں سے دوسرے جن لوگوں کے اہل و عیال مکہ میں ہیں ان کو تو ان کا قبیلہ بچا لے گا مگر میرا کوئی قبیلہ وہاں نہیں ہے جسے کوئی بچانے والا ہو۔ اس لیے میں نے یہ خط اس خیال سے بھیجا تھا کہ قریش والوں پر میرا ایک

احسان رہے جس کا لحاظ کر کے وہ میرے بال بچوں کو نہ چھیڑیں (حضرت حاطب کے بیٹے عبدالرحمٰن کی روایت یہ ہے کہ اس وقت حضرت حاطب کے بچے اور بھائی مکہ میں تھے اور خود حضرت حاطب کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ماں بھی وہیں تھیں) رسول اللہ ﷺ نے حاطب کی یہ بات سن کر حاضرین سے فرمایا: (قد صدقکم) ''حاطب نے تم سے سچی بات کہی ہے'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر عرض کیا: ''یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں سے خیانت کی ہے۔'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص نے جنگ بدر میں حصہ لیا ہے، تمہیں کیا خبر، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو ملاحظہ فرما کر کہہ دیا ہو کہ تم خواہ کچھ بھی کرو، میں نے تم کو معاف کیا۔'' یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو دیے اور انہوں نے کہا: ''اللہ اور اس کے رسول ہی سب سے زیادہ جانتے ہیں۔''

تخریج:⟨۱⟩ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ رَافِعٍ، كَاتِبَ عَلِيٍّ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا وَالزُّبَيْرَ، وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ: اِنْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ، فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً، مَعَهَا كِتَابٌ، فَخُذُوْهُ مِنْهَا، فَذَهَبْنَا تَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى اَتَيْنَا الرَّوْضَةَ، فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ، فَقُلْنَا: اَخْرِجِي الْكِتَابَ، قَالَتْ: مَا مَعِيْ مِنْ كِتَابٍ، فَقُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ، فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا، فَاَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَاِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ اِلٰى نَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِمَّنْ بِمَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَاهٰذَا يَا حَاطِبُ؟ قَالَ: لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّيْ كُنْتُ امْرَاً مِنْ قُرَيْشٍ، وَلَمْ اَكُنْ مِنْ اَنْفُسِهِمْ، وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَّحْمُوْنَ بِهَا اَهْلِيْهِمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ، فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِيْ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ، اَنْ اَصْطَنِعَ اِلَيْهِمْ يَدًا يَحْمُوْنَ قَرَابَتِيْ، وَمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِيْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّهٗ قَدْ صَدَقَكُمْ، فَقَالَ عُمَرُ: دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَضْرِبْ عُنُقَهٗ، فَقَالَ: اِنَّهٗ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ، قَالَ عَمْرٌو: وَ نَزَلَتْ فِيْهِ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ الاية۔ (۱)

ترجمہ: عبید اللہ بن ابی رافع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے زبیر اور مقداد کو بھیجا اور فرمایا کہ جاؤ یہاں تک کہ روضۂ خاخ پر پہنچ جاؤ تو وہاں تمہیں ایک عورت ملے گی۔ اس کے پاس ایک خط ہے اس سے یہ خط حاصل کرو۔ چناں چہ ہم اپنے گھوڑے سرپٹ دوڑاتے ہوئے روضۂ خاخ پر پہنچ گئے تو وہی خاتون موجود تھی جسے ہم نے جالیا۔ ہم نے اسے کہا خط نکال دو۔ اس نے جواب دیا کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے ذرا (رعب سے)

کہا کہ خط نکال کر ہمارے حوالے کر دو ورنہ ہم تمہارے بدن کے سارے کپڑے اتار کر برہنہ کر دیں گے (اس دھمکی کے نتیجہ میں) اس نے خط اپنی چٹیا سے نکال کر ہمارے سپرد کر دیا۔ ہم اس خط کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی جانب سے مشرکین مکہ کے نام تحریر تھا۔ جس میں نبی ﷺ کے بعض (مخفی) امور سے متعلق اطلاع دی گئی تھی۔ نبی ﷺ نے دریافت فرمایا اے حاطب یہ کیا حرکت ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے بارے میں جلدی نہ کریں۔ میں قریش کا آدمی نہیں تھا بلکہ ان کے حلیفوں میں سے تھا۔ آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی ان کے ساتھ قرابت داری ہے جس کی بنا پر وہ لوگ ان کے گھروں کی حفاظت کرتے ہیں۔ نسب کے اعتبار سے چوں کہ میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اس لیے میں نے چاہا کہ ان پر کوئی احسان کروں تا کہ وہ میری قرابت کا خیال رکھیں۔ میں نے یہ فعل اس بنا پر ہرگز نہیں کیا کہ میں اسلام سے پھر گیا ہوں اور کفر کو پسند کرنے لگا ہوں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ اس کی گردن اڑا دوں۔ آپؐ نے فرمایا وہ بدر میں شریک ہو چکا ہے تمہیں کیا معلوم کہ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو دیکھ کر فرمایا، جو چاہو کرو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ عمرو بن دینار کا بیان ہے کہ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ... الایة)

عدالت سے معافی کا اعلان

معاف کرنے کے لیے مختلف روایات میں مختلف الفاظ آئے ہیں کسی میں (قد غفرت لکم) ''میں نے تمہاری مغفرت کر دی۔'' کسی میں ہے: (انی غافر لکم) ''میں تمہیں بخش دینے والا ہوں'' اور کسی میں ہے: (ساغفر لکم) ''میں تمہیں بخش دوں گا۔''

مندرجہ بالا واقعہ ان کثیر التعداد روایات کا خلاصہ ہے جو متعدد معتبر سندوں سے بخاری، مسلم، احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن جریر طبری، ابن ہشام، ابن حبان اور ابن ابی حاتم نے نقل کی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مستند روایت وہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبان سے ان کے کاتب (سکرٹیری) عبید اللہ بن ابی رافع نے سنی اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے حسن بن محمد بن حنفیہ نے سن کر بعد کے راویوں تک پہنچائی۔ ان میں سے کسی روایت میں بھی یہ تصریح نہیں ہے۔ کہ حضرت حاطب کا یہ عذر سن کر ان کو معاف کر دیا گیا لیکن کسی ذریعے سے یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ انہیں کوئی سزا دی گئی۔ اسی لیے علمائے امت نے یہی سمجھا ہے کہ حضرت حاطب کا عذر قبول کر کے انہیں چھوڑ دیا گیا تھا۔ (تفہیم القرآن، ج۵، الممتحنہ، حاشیہ:۱)

بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''تمہیں کیا خبر، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو ملاحظہ فرما کر کہہ دیا ہو کہ خواہ کچھ بھی کرو، میں نے تم کو معاف کر دیا۔''

اس ارشاد کے معنی یہ نہ تھے کہ بدری صحابیوں کو سات خون معاف ہیں اور انہیں کھلی چھٹی ہے کہ دنیا میں جو گناہ اور جو جرم بھی کرنا چاہیں کرتے رہیں، مغفرت کی ان کو پیشگی ضمانت حاصل ہے۔ یہ مطلب نہ حضورؐ کا تھا، نہ صحابہ نے کبھی اس ارشاد کا یہ مطلب لیا، نہ کسی بدری صحابی نے یہ بشارت سن کر اپنے آپ کو ہر گناہ کرنے کے لیے آزاد سمجھا اور نہ اسلامی شریعت میں اس کی بنا پر کوئی ایسا قاعدہ بنایا گیا کہ بدری صحابی سے اگر کوئی جرم سرزد ہو تو اسے کوئی سزا نہ دی جائے در اصل جس موقع و محل میں یہ بات فرمائی گئی تھی اس پر اور خود ان الفاظ پر جو آپ نے استعمال فرمائے ہیں، اگر غور کیا جائے تو اس ارشاد کا صاف

مطلب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اہل بدر نے اللہ اور اس کے دین کے لیے اخلاص اور سرفروشی و جان بازی کا اتنا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے جس کے بعد اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرما دیے ہوں تو یہ بھی اس خدمت اور اللہ کے کرم کو دیکھتے ہوئے کچھ بعید از امکان نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۵، الممتحنہ حاشیہ: ۵)

حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت کیسے کی؟

جن لوگوں نے حدیث کا مطالعہ کیا ہے انہوں نے دیکھا ہوگا کہ نبی کریم ﷺ نے اس لحاظ سے اپنی جماعت کو کتنا سنجیدہ، باوقار، مہذب اور منضبط بنایا تھا اور اسلامی جماعت کے عرب پر چھا جانے میں اس کیفیت کا کتنا بڑا دخل تھا۔ ایک طرف مشرکین عرب کا یہ حال تھا کہ ان کا ایک چھوٹا سا دستہ بھی اگر کسی علاقے سے گزر جاتا تھا تو شور محشر برپا ہو جاتا۔ دوسری طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال تھا کہ ان کے بڑے سے بڑے لشکر بھی منزلوں پر منزلیں طے کرتے چلے جاتے تھے اور کوئی ہنگامہ برپا نہ ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ جہاد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صورت حال سے متاثر ہو کر اللہ اکبر کے نعرے بلند کیے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''جس کو تم پکار رہے ہو وہ بہرہ نہیں ہے۔'' یہی باوقار رویہ تھا، جس کی تربیت دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ نبی کریم ﷺ جب فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار کا لشکر لے کر چلے تو اہل مکہ کو اس وقت تک کانوں کان آپ کے آنے کی خبر نہ ہو سکی، جب تک کہ آپؐ نے خود ہی ان کے عین سر پر پہنچ کر آگ روشن کرنے کا حکم نہ دیا۔ (روداد جماعت اسلامی ج سوم اجلاس اول ''امیر جماعت کی افتتاحی تقریر'')

فتح مکہ کے بعد عام معافی کا اعلان

٦٦- لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔

آج تم پر کوئی گرفت نہیں، جاؤ تمہیں معاف کیا۔

پس منظر: مکہ معظّمہ میں جب آپ کا فاتحانہ داخلہ ہوا تو آپؐ نے ان کافروں کو جو آپ کے خون کے پیاسے تھے، مندرجہ بالا ارشاد فرما کر آزاد چھوڑ دیا اور کسی کو قبول اسلام پر مجبور نہ کیا۔ (الجہاد فی الاسلام، اشاعت اسلام اور تلوار ''لا اکراہ فی الدین'')

تخریج:(۱) اَخْبَرَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ الْمُؤَمِّلِ، اَنْبَأَ اَبُوْ سَعِيْدِ الرَّازِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَيُّوْبَ، اَنْبَأَ الْقَاسِمُ بْنُ سَلَامٍ۔ (فَذَكَرَهُ وَ فِيْمَا حَكَى الشَّافِعِيُّ) عَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ فِيْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ اَنَّهُ قَالَ لَهُمْ حِيْنَ اجْتَمَعُوْا فِي الْمَسْجِدِ: مَاتَرَوْنَ اَنِّيْ صَانِعٌ بِكُمْ؟ قَالُوْا: خَيْرًا: اَخٌ كَرِيْمٌ وَابْنُ اَخٍ كَرِيْمٍ قَالَ: اذْهَبُوْا، فَاَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ۔ (۲)

ترجمہ: ابو یوسف سے اس قصہ سے متعلق مروی ہے کہ جب اہل مکہ مسجد میں جمع ہو گئے تو آپ نے ان سے پوچھا تمہارا کیا خیال ہے کہ آج تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا بھلائی اور خیر، معزز بھائی، معزز بھائی کے صاحب زادے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ جاؤ۔ تم سب آزاد ہو۔

سیرت ابن ہشام، الطبری السیرۃ النبویۃ، سیرۃ النبی از شبلی، اصح السیر اور **مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ** وغیرہ نے مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ہے:

〈۲〉 حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ، عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُوسَى بْنِ الْوَجِيهِ، عَنْ قَتَادَةَ السَّدُوسِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ قَائِمًا حِيْنَ وَقَفَ عَلٰى بَابِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ قَالَ: يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ وَيَا اَهْلَ مَكَّةَ مَاتَرَوْنَ اَنِّي فَاعِلٌ بِكُمْ؟ قَالُوْا: خَيْرًا، اَخٌ كَرِيْمٌ وَابْنُ اَخٍ كَرِيْمٍ، ثُمَّ قَالَ: اذْهَبُوْا، فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔ (۳)

ترجمہ: قتادہ سدوسی سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر قریش سے پوچھا اے گروہ قریش اور مکہ کے رہنے والو تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک روا رکھنے والا ہوں سب بولے۔ بھلائی اور خیر۔ معزز بھائی ہیں معزز بھائی کے صاحب زادے ہیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ۔ تم سب آزاد ہو۔

ایک دوسرے مقام پر (آپ ﷺ نے فرمایا:)

فَاِنِّي اَقُوْلُ لَكُمْ كَمَا قَالَ يُوْسُفُ لِاِخْوَتِهٖ (لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ، اذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ)

"میں تمہیں وہی جواب دیتا ہوں جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو دیا تھا کہ: "آج تم پر کوئی گرفت نہیں، جاؤ تمہیں معاف کیا۔"

تخریج: يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ! مَاتَرَوْنَ اَنِّي فَاعِلٌ بِكُمْ؟ قَالُوْا: خَيْرًا، اَخٌ كَرِيْمٌ وَابْنُ اَخٍ كَرِيْمٍ، قَالَ: فَاِنِّي اَقُوْلُ لَكُمْ كَمَا قَالَ يُوْسُفُ لِاِخْوَتِهٖ: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اذْهَبُوْا، فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔ (٤)

تشریح: یوسف علیہ السلام اور محمد ﷺ کے حالات کو قرآن (سورۂ یوسف) میں یکساں دکھایا گیا ہے۔ یہ قریش کے لیے پیش گوئی تھی چناں چہ بعد میں اس سورہ کے نزول پر ڈیڑھ دو سال ہی گزرے ہوں گے کہ قریش والوں نے برادران یوسف کی طرح محمد ﷺ کے قتل کی سازش کی اور آپ کو مجبوراً ان سے جان بچا کر مکہ سے نکلنا پڑا۔ پھر ان کی توقعات کے بالکل خلاف آپ کو بھی جلاوطنی میں ویسا ہی عروج و اقتدار نصیب ہوا جیسا یوسف کو ہوا تھا۔ پھر فتح مکہ کے موقع پر ٹھیک ٹھیک وہی کچھ پیش آیا جو مصر کے پایۂ تخت میں یوسف علیہ السلام کے سامنے ان کے بھائیوں کی آخری حضوری کے موقع پر پیش آیا تھا۔ وہاں جب برادران یوسف انتہائی عجز و درماندگی کی حالت میں ان کے آگے ہاتھ پھیلائے کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے کہ (تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ) "ہم پر صدقہ کیجیے، اللہ صدقہ کرنے والوں کو نیک جزا دیتا ہے۔" تو یوسف نے انتقام کی قدرت رکھنے کے باوجود انہیں معاف کر دیا اور فرمایا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ "آج تم پر کوئی گرفت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے، وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔" اسی طرح جب محمد ﷺ کے سامنے شکست خوردہ قریش سرنگوں کھڑے ہوئے تھے اور آں حضرت ﷺ ان کے ایک ایک ظلم کا بدلہ لینے پر قادر تھے تو آپ نے ان سے پوچھا: "تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کروں گا؟" انہوں نے عرض کیا: (اَخٌ كَرِيْمٌ وَابْنُ اَخٍ كَرِيْمٍ) "آپ ایک عالی ظرف بھائی ہیں اور ایک عالی ظرف بھائی کے بیٹے ہیں۔" اس پر آپ نے حدیث والے الفاظ فرمائے۔ (تفہیم القرآن، ج ۲، یوسف، مقاصد نزول)

(جَاءَ الۡحَقُّ وَ زَهَقَ الۡبَاطِلُ) کا اعلان

٦٧- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور ﷺ کعبے کے بتوں پر ضرب لگا رہے تھے اور آپ کی زبان پر یہ آیت تھی کہ: **جَاءَ الۡحَقُّ وَ زَهَقَ الۡبَاطِلُ ۭ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا○ جَاءَ الۡحَقُّ وَمَا يُبۡدِئُ الۡبَاطِلُ وَمَا يُعِيۡدُ۔**

تخریج:⟨۱⟩ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بۡنُ الۡفَضۡلِ، قَالَ: اَخۡبَرَنَا ابۡنُ عُيَيۡنَةَ، عَنِ ابۡنِ اَبِي نَجِيۡحٍ، عَنۡ مُجَاهِدٍ، عَنۡ اَبِي مَعۡمَرٍ، عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ يَوۡمَ الۡفَتۡحِ، وَحَوۡلَ الۡبَيۡتِ سِتُّوۡنَ وَ ثَلَاثُ مِائَةٍ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطۡعَنُهَا بِعُوۡدٍ فِي يَدِهٖ، وَ يَقُوۡلُ: جَآءَ الۡحَقُّ وَ زَهَقَ الۡبَاطِلُ، جَآءَ الۡحَقُّ وَمَا يُبۡدِئُ الۡبَاطِلُ وَمَا يُعِيۡدُ۔(۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا نبی ﷺ فتح مکہ کے روز مکہ میں تشریف فرما ہوئے تو بیت اللہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی سے ان بتوں کو ٹھوکا دینا شروع کیا اور فرماتے جاتے تھے حق آ گیا ہے اور باطل ملیا میٹ ہو گیا ہے اب نہ باطل کا آغاز ہو گا اور نہ لوٹ کر آئے گا۔

تشریح: مندرجہ بالا الفاظ قرآن اس وقت نازل کیے گئے جب کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد مکہ چھوڑ کر حبش میں پناہ گزین تھی اور باقی مسلمان سخت بے کسی و مظلومی کی حالت میں مکہ اور اطراف مکہ میں زندگی بسر کر رہے تھے اور خود نبیؐ کی جان ہر وقت خطرے میں تھی۔ اس وقت بظاہر باطل ہی کا غلبہ تھا اور غلبہ حق کے آثار کہیں دور دور تک نظر نہ آتے تھے مگر اسی حالت میں نبیؐ کو حکم دے دیا گیا کہ تم صاف صاف ان باطل پرستوں کو سنا دو کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ ایسے وقت یہ عجیب اعلان لوگوں کو محض زبان کا پھاگ محسوس ہوا اور انہوں نے اسے ٹھٹھوں میں اڑا دیا۔ مگر اس پر نو برس ہی گزرے تھے کہ نبیؐ اسی شہر مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے اور آپ نے کعبے میں جا کر اس باطل کو مٹا دیا جو تین سو ساٹھ بتوں کی صورت میں وہاں سجا رکھا تھا۔ (تفہیم القرآن، ج ۲، بنی اسرائیل، حاشیہ: ۱۰۱)

خواتین سے بیعت

٦٨- مکہ معظمہ میں جب عورتوں سے بیعت لی جا رہی تھی تو اس وقت حضرت ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے حضورؐ سے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ، ابوسفیان ذرا بخیل آدمی ہیں، کیا میرے اوپر اس میں کوئی گناہ ہے کہ میں اپنی اور اپنے بچوں کی ضروریات کے لیے ان سے پوچھے بغیر ان کے مال میں سے کچھ لے لیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، مگر بس معروف کی حد تک۔ (یعنی اتنا مال لے لو جو فی الواقع جائز ضروریات کے لیے کافی ہو) (تفہیم القرآن، ج ۵، الممتحنہ، حاشیہ: ۱۹)

تخریج:⟨۱⟩ لَمَّا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُنَّ فِي الۡبَيۡعَةِ اَلَّا يَسۡرِقۡنَ، قَالَتۡ هِنۡدٌ: يَارَسُوۡلَ اللّٰهِ! اِنَّ

اَبَا سُفْیَانَ رَجُلٌ مَسِیکٌ[۱]، فَھَلْ عَلَیَّ حَرَجٌ، اَنْ آخُذَ مِنْ مَّالِہٖ مَا یَکْفِیْنِیْ وَ وَلَدِیْ؟ فَقَالَ: لَا، اِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ...فَقَالَ لَھَا النَّبِیُّ ﷺ: لَا اَیْ: لَا حَرَجَ عَلَیْکِ فِیْمَا اَخَذْتِ بِالْمَعْرُوْفِ یَعْنِیْ مِنْ غَیْرِ اسْتِطَالَةٍ اِلٰی اَکْثَرِ مِنَ الْحَاجَةِ۔ (٦)

بیعت لیتے وقت خواتین سے نوحہ نہ کرنے کا عہد

۶۹— ابن عباس، ام سلمہ اور ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہن وغیرہ کی روایات ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لیتے وقت یہ عہد لیا کہ وہ مرنے والوں پر نوحہ نہ کریں گی۔ (یہ روایات بخاری، مسلم، نسائی اور ابن جریر نے نقل کی ہیں)

تخریج:⟨۱⟩ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِیْرِیْنَ، عَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ، قَالَتْ: بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَرَأَ عَلَیْنَا اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَ نَھَانَا عَنِ النِّیَاحَةِ، فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ یَدَھَا، فَقَالَتْ: اَسْعَدَتْنِیْ فُلَانَةُ، اُرِیْدُ اَنْ اَجْزِیَھَا، فَمَا قَالَ لَھَا النَّبِیُّ ﷺ شَیْئًا، فَانْطَلَقَتْ، وَ رَجَعَتْ، فَبَایَعَھَا۔ (٧)

ترجمہ: ام عطیہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم خواتین نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ تو آپ نے ہمارے سامنے ان لا یشرکن باللّٰہ الخ پڑھی اور ہمیں نوحہ (بین) کرنے سے منع فرمایا تو ایک عورت نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا اور بولی کہ فلاں عورت نے (نوحہ کرنے میں) میری مدد کی تھی۔ میں چاہتی ہوں کہ اس کا بدلہ چکا دوں۔ نبی ﷺ نے اسے کچھ نہیں فرمایا۔ وہ چلی گئی پھر واپس لوٹ کر آئی تو آپ نے اس سے بیعت کی۔

⟨۲⟩ عَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ، قَالَتْ: لَمَّا اَرَدْتُّ اَنْ اُبَایِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ، قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ امْرَأَةً اَسْعَدَتْنِیْ فِی الْجَاھِلِیَّةِ، فَاَذْھَبُ، فَاُسْعِدُھَا، ثُمَّ اَجِیْئُکَ، فَاُبَایِعُکَ، قَالَ: فَاذْھَبِیْ، فَاَسْعِدِیْھَا، قَالَتْ: فَذَھَبْتُ، فَسَاعَدْتُّھَا ثُمَّ جِئْتُ، فَبَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ۔ (٨)

ترجمہ: ام عطیہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جاہلیت کے زمانہ میں ایک عورت نے نوحہ کرنے میں میری مدد کی تھی۔ میں جا کر اس کی مدد کرنا چاہتی ہوں پھر واپس آ کر بیعت کروں گی۔ آپ نے فرمایا جاؤ چلی جاؤ اور اس کی مدد کرلو۔ ام عطیہ کا بیان ہے کہ میں چلی گئی اور اس کی مدد کر کے واپس لوٹ آئی پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔

۷۰— ابن عباس کی ایک روایت میں یہ تفصیل ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کو عورتوں سے بیعت لینے کے لیے مامور کیا اور حکم دیا کہ ان کو نوحہ کرنے سے منع کریں کیوں کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں مرنے والوں پر نوحہ کرتے ہوئے کپڑے پھاڑتی تھیں، منہ نوچتی تھیں، بال کاٹتی تھیں اور سخت واویلا مچاتی تھیں۔ (ابن جریر)

---

(۱) اس کا تلفظ مِسِّیکٌ بھی ہے۔ (مرتب)

زید بن اسلم روایت کرتے ہیں کہ آپ نے بیعت لیتے وقت عورتوں کو اس سے منع کیا کہ وہ مرنے والوں پر نوحہ کرتے ہوئے اپنے منہ نوچیں اور گریبان پھاڑیں اور واویلا کریں اور شعر گا گا کر بین کریں۔ (ابن جریر)

(اسی کی ہم معنی ایک روایت ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے ایک ایسی خاتون سے نقل کی ہے جو بیعت کرنے والیوں میں شامل تھیں) (تفہیم القرآن، ج ۵، الممتحنۃ، حاشیہ: ۲۲)

تخریج:(۱) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: ثَنِیْ اَبِیْ، قَالَ: ثَنِیْ عَمِّیْ، قَالَ: ثَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَبِیْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: کَانَتْ مِحْنَةُ النِّسَآءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: قُلْ لَّهُنَّ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُبَایِعُکُنَّ عَلٰی اَنْ لَّا تُشْرِکْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا۔ وَ کَانَتْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ الَّتِیْ شَقَّتْ بَطْنَ حَمْزَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ، مُتَنَکِّرَةٌ فِی النِّسَآءِ، فَقَالَتْ: اِنِّیْ اَنْ اَتَکَلَّمْ، یَعْرِفْنِیْ، وَ اِنْ عَرَفَنِیْ، قَتَلَنِیْ، وَ اِنَّمَا تَنَکَّرْتُ فَرَقًا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَکَتِ النِّسْوَةُ اللَّاتِیْ مَعَ هِنْدَ وَ اَبَیْنَ اَنْ یَّتَکَلَّمْنَ، فَقَالَتْ هِنْدٌ: وَهِیَ مُتَنَکِّرَةٌ، کَیْفَ یَقْبَلُ مِنَ النِّسَآءِ شَیْئًا لَمْ یَقْبَلْهُ مِنَ الرِّجَالِ. فَنَظَرَ اِلَیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ لِعُمَرَ: قُلْ لَّهُنَّ: وَلَا یَسْرِقْنَ، قَالَتْ هِنْدٌ: وَاللّٰهِ! اِنِّیْ لَاُصِیْبُ مِنْ اَبِیْ سُفْیَانَ الْهَاتِ، مَااَدْرِیْ اَیُحِلُّهُنَّ لِیْ اَمْ لَا؟ قَالَ اَبُوْسُفْیَانَ: مَااَصَبْتِ مِنْ شَیْءٍ مَضٰی اَوْقَدْ بَقِیَ فَهُوَ لَکِ حَلَالٌ، فَضَحِکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَرَفَهَا، فَدَعَاهَا، فَاَتَتْهُ، فَاَخَذَتْ بِیَدِهٖ، فَعَاذَتْ بِهٖ، فَقَالَ: اَنْتِ هِنْدٌ، فَقَالَتْ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ، فَصَرَفَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: وَلَا یَزْنِیْنَ فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَهَلْ تَزْنِی الْحُرَّةُ؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ! مَاتَزْنِی الْحُرَّةُ، قَالَ: وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ، قَالَتْ هِنْدٌ: اَنْتَ قَتَلْتَهُمْ یَوْمَ بَدْرٍ، فَاَنْتَ وَهُمْ اَبْصَرُ، قَالَ: وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ، قَالَ: مَنَعَهُنَّ اَنْ یَّنِحْنَ وَکَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِیَّةِ یُمَزِّقْنَ الثِّیَابَ وَ یَخْدِشْنَ الْوُجُوْهَ وَ یَقْطَعْنَ الشُّعُوْرَ وَ یَدْعُوْنَ بِالثُّبُوْرِ وَالْوَیْلِ۔ (۹)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ عورتوں کا امتحان یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ وہ خواتین سے کہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان سے اس بات پر بیعت لیتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ ان عورتوں میں ہند بنت عتبہ بن ربیعہ جو حضرت ابوسفیانؓ کی اہلیہ تھیں، بھی شامل تھیں۔ جس نے حالت کفر میں حضورؐ کے چچا حضرت حمزہؓ کا (جنگ احد میں) پیٹ چاک کیا تھا۔ اس نے اپنی ہیئت ایسی بنا رکھی تھی کہ پہچانی نہ جائے۔ اس نے آپ کا ارشاد سن کر عرض کیا میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ مگر بات یہ ہے کہ اگر میں بولوں گی تو حضورؐ مجھے پہچان لیں گے اور مجھے قتل کردیں گے۔ (قتل کرادیں گے) اور میں صرف اسی وجہ سے ایسی ہیئت میں آئی ہوں کہ پہچانی نہ جاؤں مگر دوسری ساری عورتیں تو پھر بھی خاموش رہیں اور ان کی بات اپنی زبان سے ادا کرنے سے انکار کردیا۔ آخر کار اسے خود ہی اپنی بات کہنی

پڑی۔ ایسی صورت میں کہ وہ پہچانی نہیں جارہی تھیں۔ بولیں کہ یہ ٹھیک ہے جب شرک کی ممانعت مردوں کو ہے تو عورتوں کو کیوں نہ ہوگی، رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اسے خود کچھ نہ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ ان عورتوں سے کہو کہ دوسری بات یہ ہے کہ وہ چوری نہ کریں۔ ہند پھر بول اٹھیں کہ میں تو ابوسفیان کی کوئی چیز کبھی کبھار لے لیتی ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ میرے لیے حلال ہے یا نہیں؟ حضرت ابوسفیانؓ بھی اس مجلس میں حاضر تھے۔ انہوں نے سن کر جواب دیا کہ میرے مال میں سے جو کچھ بھی تو نے (میری اجازت کے بغیر) لیا خواہ وہ خرچ ہوگیا ہو یا ہنوز باقی ہو سب تمہارے لیے حلال ہے اب تو رسول اللہ ﷺ نے اسے پہچان لیا اور ہنس کر اسے بلایا۔ وہ آپ کے پاس آئیں اور آپ کا دست مبارک تھام کر معافی کی طلب گار ہوئیں۔ آپ نے بس اتنا پوچھا تم ہند ہو؟ اس نے عرض کیا گزشتہ گناہ اللہ نے معاف فرمادیے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا رخ پھیر لیا اور فرمایا۔ تیسری بات یہ ہے کہ بدکاری نہ کریں۔ اس پر ہند نے کہا کیا کوئی آزاد و شریف عورت بھی بدکاری کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے شریف و آزاد عورتیں برے کام کا ارتکاب نہیں کرتیں۔ چوتھی بار۔ پھر فرمایا اپنی اولاد کو قتل نہ کریں۔ ہند نے پھر کہا۔ آپ نے انہیں بدر کے روز قتل کیا ہے۔ آپ جانیں اور وہ جانیں۔ پھر فرمایا۔ پانچویں بات یہ ہے کہ خود اپنی جانب سے بے سروپا بہتان نہ تراشیں۔ اور چھٹی بات یہ ہے کہ شرعی باتوں میں میری نافرمانی نہ کریں اور ساتویں بات یہ ہے کہ وہ نوحہ نہ کریں۔ اہل جاہلیت اپنے مرنے والے پر کپڑے چاک کر ڈالتے تھے۔ منہ نوچ لیتے تھے، بال کٹوا دیتے تھے اور واویلا یعنی ہائے وائے کیا کرتے تھے۔

حضورؐ کی ایک خالہ سلمیٰ بنت قیس کہتی ہیں کہ میں انصار کی چند عورتوں کے ساتھ بیعت کے لیے حاضر ہوئی تو آپؐ نے ہم سے عہد لیا۔ پھر فرمایا (ولا تغشش ازواجکم) ''اپنے شوہروں سے دھوکے بازی نہ کرنا۔'' جب ہم واپس ہونے لگیں تو ایک عورت نے مجھ سے کہا کہ جا کر حضورؐ سے پوچھو شوہروں سے دھوکے بازی کرنے کا کیا مطلب ہے؟ میں نے جا کر پوچھا تو آپؐ نے فرمایا (تاخذ ماله فتحابی به غیره) یہ کہ تو اس کا مال لے اور دوسروں پر لٹائے۔''

(مسند احمد) (تفہیم القرآن، ج ۵، الممتحنہ، حاشیہ: ۲۲)

۷۱- قَالَ: ثَنَا مِهْرَانُ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ، قَالَ: لَا يَخْدِشْنَ وَجْهًا، وَلَا يَشْقُقْنَ جَيْبًا، وَلَا يَدْعُونَ وَيْلًا، وَلَا يَنْشُدْنَ شِعْرًا۔

زید بن اسلم کی روایت میں ہے کہ معروف میں میری نافرمانی نہ کریں اور فرمایا اپنے چہرے نہ نوچیں۔ اپنے گریبان چاک نہ کریں، ہائے تباہی بین نہ کریں اور شعر نہ کہیں۔ (تفسیر ابن جریر: ۱۲، پ ۲۸)

قتادہ اور حسن بصری رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ جو عہد حضور ﷺ نے بیعت لیتے وقت عورتوں سے لیے تھے ان میں سے ایک یہ تھا کہ وہ غیر محرم مردوں سے بات نہ کریں گی۔ (ابن عباس کی روایت میں اس کی یہ وضاحت ہے کہ غیر مردوں سے تخلیہ میں بات نہ کریں گی۔ قتادہ نے مزید وضاحت یہ کی ہے کہ حضورؐ کا یہ ارشاد سن کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم گھر پر نہیں ہوتے اور ہمارے ہاں کوئی صاحب ملنے آجاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میری مراد یہ نہیں ہے۔ یعنی عورت کا کسی آنے والے سے اتنی بات کہہ دینا ممنوع نہیں ہے کہ صاحب خانہ گھر میں موجود نہیں ہیں۔

(یہ روایات ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے نقل کی ہیں)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خالہ امیمہ بنت رُقیقہ سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضورؐ نے ان سے یہ عہد لیا کہ نوحہ نہ کرنا اور جاہلیت کے سے بناؤ سنگھار کر کے اپنی نمائش نہ کرنا۔ (مسند احمد ابن جریر)

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنِیْ یُوْنُسُ، قَالَ: اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: ثَنِي ابْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: جَآءَتْ اُمَيْمَةُ بِنْتُ رُقَيْقَةَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ تُبَايِعُهُ عَلَى الْاِسْلَامِ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: اُبَايِعُكِ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكِيْ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقِيْ، وَلَا تَزْنِيْ، وَلَا تَقْتُلِيْ وَلَدَكِ، وَلَا تَاْتِيْ بِبُهْتَانٍ تَفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ يَدَيْكِ وَ رِجْلَيْكِ وَلَا تَنُوْحِيْ، وَلَا تَبَرَّجِيْ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى۔ (۱۰)

ترجمہ: عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے حوالہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ امیمہ رقیقہ کی بیٹی نبی ﷺ کی خدمت میں اسلام پر بیعت کے لیے حاضر ہوئی تو نبی ﷺ نے اسے فرمایا میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک قرار نہ دے گی۔ چوری نہ کرو گی، زنا نہ کرو گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گی اور بے سروپا اپنے سامنے بہتان تراشی نہ کرو گی، نیز نوحہ نہ کرو گی۔ دور جاہلیت اولیٰ کے سے ہار سنگھار نہ کرو گی۔

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا بِشْرٌ، قَالَ: ثَنَا يَزِيْدُ، قَالَ: ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ حَتّٰى بَلَغَ فَبَايِعْهُنَّ، ذَكَرَ لَنَا اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ عَلَيْهِنَّ يَوْمَئِذٍ النِّيَاحَةَ، وَلَا تُحَدِّثْنَ الرِّجَالَ اِلَّا رَجُلًا مِنْكُنَّ مَحْرَمًا، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! اِنَّ لَنَا اَضْيَافًا وَ اِنَّا نَغِيْبُ عَنْ نِسَآءِ نَا، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ اُولٰئِكَ عَنَيْتُ۔ (۱۱)

ترجمہ: حضرت قتادہؓ سے **یایها النبی اذا جاءک المؤمنات** الخ کے بارے میں منقول ہے انہوں نے ہمیں بتایا کہ نبی ﷺ نے بیعت کے روز عورتوں سے عہد لیا کہ وہ نوحہ نہ کریں گی۔ نیز یہ عہد بھی لیا کہ وہ غیر مردوں سے محرم کی غیر موجودگی میں بات چیت بھی نہ کریں گی۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم گھر پر نہیں ہوتے اور ہمارے ہاں مہمان آ جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میری مراد یہ نہیں ہے۔

⟨۳⟩ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، ثَنَا يَعْقُوْبُ، قَالَ: ثَنَا اَبِيْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَلِيْطُ بْنُ اَيُّوْبَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ اُمِّهٖ، عَنْ سَلْمٰى بِنْتِ قَيْسٍ، وَكَانَتْ اِحْدٰى خَالَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَدْ صَلَّتْ مَعَهُ الْقِبْلَتَيْنِ، وَكَانَتْ اِحْدٰى نِسَآءِ بَنِيْ عَدِيِّ بْنِ النَّجَّارِ، قَالَتْ: جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَبَايَعْتُهٗ فِيْ نِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَلَمَّا شَرَطَ عَلَيْنَا اَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا نَسْرِقَ، وَلَا نَزْنِيَ، وَلَا نَقْتُلَ اَوْلَادَنَا، وَلَا نَاْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيْهِ بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَاَرْجُلِنَا، وَلَا نَعْصِيَهٗ فِيْ مَعْرُوْفٍ، قَالَ: وَلَا تَغْشُشْنَ اَزْوَاجَكُنَّ، قَالَتْ:

فَبَايَعْنَاهُ ثُمَّ انْصَرَفْنَا، فَقُلْتُ لِامْرَاةٍ مِنْهُنَّ: اِرْجِعِيْ، فَاسْئَالِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا غِشُّ اَزْوَاجِنَا؟ قَالَتْ: فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: تَاْخُذُ مَالَهُ فَتَحَابٰى بِهٖ غَيْرَهُ۔ (۱۲)

ترجمہ: حضرت سلمیٰ بنت قیس سے مروی ہے، یہ رسول اللہ ﷺ کی خالہ ہوتی تھیں۔ انہوں نے آپ کے ساتھ مسجد قبلتین میں نماز ادا کی تھی، بنوعدی بن نجار کے قبیلہ کی ایک خاتون تھیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں انصار کی عورتوں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیعت کے لیے گئی۔ جب آپ نے ہم سے اس شرط پر بیعت لی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی اور جان بوجھ کر بے سروپا بہتان تراشی نہ کریں گی۔ اور معروف میں نافرمانی نہ کریں گی تو آپ نے یہ بھی عہد لیا کہ اپنے شوہروں سے دھوکہ بازی نہ کریں گی۔ سلمیٰ بنت قیس کا بیان ہے کہ ہم ان شروط پر بیعت کر کے واپس لوٹیں تو میں نے ان عورتوں میں سے ایک سے کہا جاؤ واپس جا کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھو ہمارا اپنے شوہروں سے دھوکہ بازی کرنے کا کیا مطلب ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے جا کر دریافت کیا تو آپ نے فرمایا یہ کہ تو اس کا مال لے اور دوسروں پر لٹائے۔

۷۲۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے بیعت لینے کے بعد ہمیں حکم دیا کہ ''ہم عیدین کی جماعت میں حاضر ہوا کریں گی، البتہ جمعہ ہم پر فرض نہیں ہے اور جنازوں کے ساتھ جانے سے ہمیں منع فرمادیا۔ (ابن جریر)

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانِ الْقَزَّازُ، ثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِدْرِيْسَ، ثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ يَعْقُوْبَ، قَالَ: ثَنِيْ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ جَدَّتِهٖ اُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ، جَمَعَ بَيْنَ نِسَآءِ الْاَنْصَارِ فِيْ بَيْتٍ، ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَيْنَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَرَدَدْنَ اَوْ فَرَدَدْنَا عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اَنَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَيْكُنَّ، قَالَتْ: فَقُلْنَا: مَرْحَبًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ بِرَسُوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، فَقَالَ: تُبَايِعْنَ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقْنَ، وَلَا تَزْنِيْنَ، قَالَتْ: قُلْنَا، نَعَمْ، قَالَ: فَمَدَّ يَدَهُ مِنْ خَارِجِ الْبَابِ اَوِ الْبَيْتِ وَ مَدَدْنَا اَيْدِيَنَا مِنْ دَاخِلِ الْبَابِ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، قَالَتْ: وَاَمَرَنَا فِي الْعِيْدَيْنِ اَنْ نُخْرِجَ فِيْهِ الْحُيَّضَ، وَالْعَوَاتِقَ، وَلَاجُمُعَةَ عَلَيْنَا وَ نَهَانَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ۔ (۱۳)

ترجمہ: حضرت ام عطیہ سے مروی ہے ان کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے انصاری خواتین کو ایک گھر میں جمع کیا اور ان کی طرف حضرت عمر بن خطاب کو (اپنا نمائندہ بنا کر) بھیجا۔ حضرت عمرؓ جا کر دروازے پر کھڑے ہو گئے اور سلام کیا۔ ہم نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ پھر انہوں نے بتایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد و نمائندہ ہوں۔ ہم نے جواب میں کہا رسول اللہ کو بھی ہم خوش آمدید کہتے ہیں اور آپ کے نمائندہ کو بھی۔ حضرت عمرؓ نے بتایا کہ مجھے حکم ملا ہے کہ تمہیں آپ کا یہ پیغام پہنچادوں کہ تم اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی،

بدکاری نہ کریں گی۔ ام عطیہ کا بیان ہے ہم نے جواب دیا ہاں۔ ہم اقرار کرتی ہیں۔ چناں چہ آپ نے انہیں کھڑے کھڑے اپنا ہاتھ اندر کی جانب بڑھا دیا اور ہم نے اپنے ہاتھ مکان کے اندر ہی اندر ان کی جانب بڑھا دیے۔ پھر آپ نے فرمایا اے اللہ گواہ وشاہد رہ۔ ام عطیہ کا بیان ہے کہ پھر آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم دونوں عیدوں کے موقع پر اپنی حائضہ عورتوں اور جوان بن بیاہی لڑکیوں کو بھی لے جایا کریں۔ مگر جمعہ ہم پر فرض نہیں اور ہمیں جنازوں میں شرکت سے منع فرما دیا۔

تشریح: فتح مکہ کے بعد حضورؐ نے مردوں اور عورتوں سے بیعت لی اور احادیث بالا کے مطابق ان سے بہت سی برائیوں کے چھوڑنے کا عہد لیا جو اس وقت عرب معاشرے کی عورتوں میں پھیلی ہوئی تھیں۔

بعض لوگ حضورؐ کے احکام صادر کرنے کے اس آئینی اختیار کو آپؐ کی حیثیت رسالت کے بجائے حیثیت امارت سے متعلق قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ چوں کہ اپنے وقت کے حکمران بھی تھے اس لیے اپنی اس حیثیت میں آپ نے جو احکام دیے وہ صرف آپ کے زمانے تک ہی واجب الاطاعت تھے۔ حالاں کہ وہ بڑی جہالت کی بات کہتے ہیں۔ اوپر کی سطور میں ہم نے حضورؐ کے جو احکام نقل کیے ہیں ان پر ایک نگاہ ڈال لیجیے۔ ان میں عورتوں کی اصلاح کے لیے جو ہدایات آپ نے دی ہیں وہ اگر محض حاکم وقت ہونے کی حیثیت سے ہوتیں تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پوری دنیا کے مسلم معاشرے کی عورتوں میں یہ اصلاحات کیسے رائج ہو سکتی تھیں؟ آخر دنیا کا وہ کون سا حاکم ہے جس کو یہ مرتبہ حاصل ہو کہ ایک مرتبہ اس کی زبان سے ایک حکم صادر ہوا اور روئے زمین پر جہاں جہاں بھی مسلمان آباد ہیں وہاں کے مسلم معاشرے میں ہمیشہ کے لیے وہ اصلاح رائج ہو جائے جس کا حکم اس نے دیا ہے؟ (تفہیم القرآن، ج ۵، الممتحنہ، حاشیہ: ۲۲)

عورتوں سے بیعت کا طریقہ

۷۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ”خدا کی قسم بیعت میں حضورؐ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے چھوا تک نہیں ہے۔ آپ عورت سے بیعت لیتے ہوئے بس زبان مبارک سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے تجھ سے بیعت لی۔ (بخاری، ابن جریر)

تخریج:⟨ا⟩ حَدَّثَنَا اِسۡحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعۡقُوبُ بۡنُ اِبۡرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابۡنُ اَخِي ابۡنُ شِهَابٍ، عَنۡ عَمِّهٖ، اَخۡبَرَنِیۡ عُرۡوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ زَوۡجَ النَّبِيِّ ﷺ اَخۡبَرَتۡهُ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَمۡتَحِنُ مَنۡ هَاجَرَ اِلَيۡهِ مِنَ الۡمُؤۡمِنَاتِ بِهٰذِهِ الاية بِقَوۡلِ اللّٰهِ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الۡمُؤۡمِنٰتُ يُبَايِعۡنَكَ اِلٰى قَوۡلِهٖ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ۔ قَالَ عُرۡوَةُ: قَالَتۡ عَائِشَةُ: فَمَنۡ اَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرۡطِ مِنَ الۡمُؤۡمِنَاتِ قَالَ لَهَا رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ قَدۡ بَايَعۡتُكِ كَلَامًا، وَلَا وَاللّٰهِ! مَا مَسَّتۡ يَدُهٗ يَدَ امۡرَاَةٍ قَطُّ فِي الۡمُبَايَعَةِ، مَا يُبَايِعُهُنَّ اِلَّا بِقَوۡلِهٖ: قَدۡ بَايَعۡتُكِ عَلٰى ذٰلِكَ۔ (١٤)

ترجمہ: حضرت عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ان عورتوں کا جو ہجرت کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ **یایھا النبی اذا جاء ک المومنات یبایعنک... غفور رحیم** تک کی آیت کی رو سے امتحان لیا کرتے تھے۔ عروہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مومن عورتوں میں سے جو اس شرط کا

اقرار کر لیتی تو اس سے رسول اللہ ﷺ فرماتے کہ میں نے تجھ سے بیعت لے لی۔ آپ فقط گفتگو سے بیعت فرماتے۔ واللہ بیعت کے وقت آپ کے دست مبارک نے کسی دوسری اجنبی عورت کا ہاتھ کبھی نہیں چھوا۔ آپ ان سے صرف زبانی اقرار کی صورت میں بیعت لیتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ بس میں نے تم سے اس پر بیعت لی۔

مسلم اور ابوداؤد سجستانی دونوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مندرجہ ذیل روایت بھی نقل کی ہے۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنِیْ هَارُوْنَ بْنِ سَعِیْدُ الْاَیْلِیْ وَاَبُو الطَّاهِرِ اَنَا وَقَالَ هَارُوْنَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ... عَنْ عُرْوَةَ، اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ عَنْ بَیْعَةِ النِّسَآءِ قَالَتْ: مَا مَسَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِیَدِهٖ امْرَأَةً قَطُّ اِلَّا اَنْ یَّاْخُذَ عَلَیْهَا، فَاِذَا اَخَذَ عَلَیْهَا، فَاَعْطَتْهُ، قَالَ: اذْهَبِیْ، فَقَدْ بَایَعْتُكِ۔ (۱۵)

ترجمہ: حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے خواتین سے آپ کی بیعت کا تذکرہ کیا تو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کا دست مبارک کسی اجنبی عورت سے کبھی بھی نہیں لگا۔ البتہ زبان سے آپ بات کرتے۔ جب آپ اس سے گفتگو فرما لیتے اور وہ زبان سے قول وقرار دے دیتی تو آپ فرماتے جاؤ میں نے تجھ سے بیعت لے لی۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُبَایِعُ النِّسَآءَ بِالْكَلَامِ بِهٰذِهِ الْاٰیَةِ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَیْئًا، قَالَتْ: وَمَا مَسَّتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَدَامْرَأَةٍ اِلَّا امْرَأَةً یَمْلِكُهَا۔ (۱۶)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عورتوں سے بیعت **لا تشرکوا باللّٰہ شیئا** کے اقرار سے لیتے تھے۔ نیز انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک نے کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔ بجز اس عورت کے جس کے آپ مالک ہوتے۔

۷۴۔ امیمہ بنت رُقیقہ کا بیان ہے کہ میں اور چند عورتیں حضورؐ کی خدمت میں بیعت کے لیے حاضر ہوئیں اور آپ نے قرآن کی ہدایت کے مطابق ہم سے عہد لیا۔ جب ہم نے کہا کہ ''ہم معروف میں آپؐ کی نافرمانی نہ کریں گی'' تو آپ نے فرمایا (**فیما استطعتن و اطقتن**) ''جہاں تک تمہارے بس میں ہو اور تمہارے لیے ممکن ہو'' ہم نے عرض کیا ''اللہ اور اس کا رسول ہمارے لیے خود ہم سے بڑھ کر رحیم ہیں'' پھر ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہاتھ بڑھائیے تاکہ ہم آپ سے بیعت کریں۔ آپؐ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا بس میں تم سے عہد لوں گا۔ چناں چہ آپ نے عہد لیا۔

ایک اور روایت میں ان کا بیان ہے کہ آپؐ نے ہم میں سے کسی عورت سے بھی مصافحہ نہیں کیا۔

(مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم)

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَیْبٍ، قَالَ: ثَنَا یُوْنُسُ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ اُمَیْمَةَ بِنْتِ رُقَیْقَةَ التَّیْمِیَّةِ، قَالَتْ: بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ نِسْوَةٍ مِنَ

الْمُسْلِمِينَ فَقُلْنَا لَهُ: جِئْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نُبَايِعُكَ عَلٰى اَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا نَسْرِقَ، وَلَا نَزْنِىْ، وَلَا نَقْتُلَ اَوْلَادَنَا، وَلَا نَاْتِىْ، بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيْهِ بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَ اَرْجُلِنَا، وَلَا نَعْصِيَكَ فِىْ مَعْرُوْفٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَ اَطَقْتُنَّ، فَقُلْنَا: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَرْحَمُ بِنَا مِنْ اَنْفُسِنَا، فَقُلْنَا: بَايِعْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ: اِذْهَبْنَ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ، اِنَّمَا قَوْلِىْ لِمِائَةِ امْرَاَةٍ كَقَوْلِىْ لِامْرَاَةٍ وَاحِدَةٍ، وَمَا صَافَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَّا اَحَدًا۔ (۱۷)

ترجمہ: حضرت امیمہ بنت رقیقہ کا بیان ہے کہ میں نے کئی دوسری عورتوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ ہم سب نے آپ سے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ ہم سب اس شرط پر آپ سے بیعت کرتی ہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی۔ خود بخود اپنے سامنے بہتان طرازی نہ کریں گی اور معروف میں آپ کی نافرمانی بھی نہیں کریں گی۔ یہ گفتگو سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس حد تک جتنی تم میں استطاعت و قدرت ہو۔ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ ہم پر اس سے زیادہ مہربان و شفیق ہے جتنا ہم اپنی جانوں پر مہربان ہیں۔ پھر ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ہم سے بیعت لیں۔ (اس سے ان کی مراد تھی کہ مردوں کی طرح ہم سے بھی مصافحہ کریں) اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چلی جاؤ میں نے تمہاری بیعت لے لی ہے۔ میرا سو عورتوں سے کہنا بھی ایسا ہی ہے جیسے ایک عورت سے کہنا۔ (مطلب غالباً یہ تھا کہ مصافحہ کرنے کے بجائے میرا زبانی قول ہی کافی ہے) چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے ہم میں سے کسی سے بھی مصافحہ نہیں کیا۔

۷۵- ابوداؤد نے مراسیل میں شعبی کی روایت نقل کی ہے کہ عورتوں سے بیعت لیتے وقت ایک چادر حضورؐ کی طرف بڑھائی گئی۔ آپؐ نے بس اسے ہاتھ میں لے لیا اور فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ (یہی مضمون ابن ابی حاتم نے شعبی سے، عبدالرزاق نے ابراہیم نخعی سے اور سعید بن منصور نے قیس بن ابی حازم سے نقل کیا ہے) (تفہیم القرآن، ج ۵، الممتحنہ، حاشیہ: ۲۳)

تخریج: قَالَ ابْنُ اَبِىْ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدِ الْاَشَجُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَامِرٍ هُوَ الشَّعْبِىُّ، قَالَ: بَايَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النِّسَآءَ، وَ فِىْ يَدِهٖ ثَوْبٌ قَدْ وَضَعَهٗ عَلٰى كَفِّهٖ، ثُمَّ قَالَ: وَلَا تَقْتُلْنَ اَوْلَادَكُنَّ، فَقَالَتِ امْرَاَةٌ: تَقْتُلُ اٰبَآءَ هُمْ وَ تُوْصِيْنَا بِاَوْلَادِهِمْ؟ قَالَ: وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ اِذَا جَآءَ النِّسَآءُ يُبَايِعْنَهٗ، جَمَعَهُنَّ، فَعَرَضَ عَلَيْهِنَّ، فَاِذَا اَقْرَرْنَ رَجَعْنَ۔ (۱۸)

ترجمہ: عامر شعبی سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے اس طرح بھی بیعت لی کہ آپ کے ہاتھ ایک کپڑا تھا اسے اپنی ہتھیلی پر رکھ کر فرمایا اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا۔ تو ایک عورت بولی۔ ان کے باپ کو تو آپ نے قتل کر دیے ہیں ان کی اولاد میں ہمیں وصیت فرما رہے ہیں؟ راوی کا بیان ہے اس کے بعد جوں ہی بیعت کے لیے خواتین آتیں تو آپ انہیں اکٹھا کر کے ان سب کے روبرو اوپر والی شق رکھتے۔ جب وہ اس شرط کا اقرار کر لیتیں تو واپس چلی جاتیں۔

۷۶– ابن اسحاق نے مغازی میں اَبان بن صالح سے روایت نقل کی ہے کہ ''حضورؐ پانی کے ایک برتن میں ہاتھ ڈال دیتے تھے اور پھر اسی برتن میں عورت بھی اپنا ہاتھ ڈال دیتی تھی۔

تخریج: ﴿ا﴾ اَخرَجَ ابنُ سَعدٍ وَابنُ مَردُویه عَن عَمرِو بنِ شُعَیبٍ، عَن اَبِیهِ، عَن جَدِّهٖ، قَالَ: کَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا بَایَعَ النِّسَآءِ دَعَا بِقَدَحٍ مِن مَّآءٍ، فَغَمَسَ یَدَهٗ فِیهِ ثُمَّ یَغمِسنَ اَیدِیهِنَّ فِیهِ۔ وَکَانَ هٰذَا بَدَلُ المُصَافَحَةِ، وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعلَمُ بِصِحَتِهٖ۔ (۱۹)

ترجمہ: عمرو بن شعیب اپنے باپ کے حوالہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عورتوں سے بیعت لیتے تھے۔ ایک مرتبہ پانی کا ایک برتن منگوایا اس میں اپنا ہاتھ ڈالا اور عورتوں نے بھی اس میں اپنے ہاتھ ڈالے۔ یہ مصافحہ کے قائم مقام تھا۔ (راوی کہتے ہیں کہ اس حدیث کے صحیح ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے)

۷۷– بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ عید کا خطبہ دینے کے بعد آپؐ مردوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے اس مقام پر تشریف لے گئے جہاں عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے وہاں اپنی تقریر میں قرآن مجید کی یہ آیت (**یایها النبی... واستغفرلهن اللّٰه**ط (الممتحنۃ ۱۲۔ پارہ ۲۸) تلاوت فرمائی، پھر عورتوں سے پوچھا تم اس کا عہد کرتی ہو؟ مجمع میں سے ایک عورت نے جواب دیا ہاں رسول اللہ ﷺ۔

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبدِ الرَّحِیمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَارُونَ بنُ مَعرُوفٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبدُ اللّٰهِ بنُ وَهبٍ، قَالَ: وَاَخبَرَنِی ابنُ جُرَیحٍ، اَنَّ الحَسَنَ بنَ مُسلِمٍ، اَخبَرَهٗ عَن طَاوٗسٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: شَهِدتُّ الصَّلٰوةَ یَومَ الفِطرِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَ اَبِی بَکرٍ، وَ عُمَرَ، وَ عُثمَانَ فَکُلُّهُم یُصَلِّیهَا قَبلَ الخُطبَةِ ثُمَّ یَخطُبُ بَعدُ، فَنَزَلَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ فَکَاَنِّی اَنظُرُ اِلَیهِ حِینَ یُجَلِّسُ الرِّجَالَ بِیَدِهٖ ثُمَّ اَقبَلَ یَشُقُّهُم حَتّٰی اَتَی النِّسَآءَ مَعَ بِلَالٍ، فَقَالَ: یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ المُؤمِنَاتُ یُبَایِعنَکَ عَلٰٓی اَن لَّا یُشرِکنَ بِاللّٰهِ شَیئًا وَّلَا یَسرِقنَ وَلَا یَزنِینَ وَلَا یَقتُلنَ اَولَادَهُنَّ وَلَا یَاتِینَ بِبُهتَانٍ یَفتَرِینَهٗ بَینَ اَیدِیهِنَّ وَ اَرجُلِهِنَّ حَتّٰی فَرَغَ مِنَ الاٰیَةِ کُلِّهَا، ثُمَّ قَالَ حِینَ فَرَغَ: اَنتُنَّ عَلٰی ذَالِکَ، وَ قَالَتِ امرَاَةٌ وَاحِدَةٌ، لَم یُجِبهُ غَیرُهَا، نَعَم یَارَسُولَ اللّٰهِ۔ لَا یَدرِی الحَسَنُ مَن هِیَ؟ قَالَ: فَتَصَدَّقنَ وَ بَسَطَ بِلَالٌ ثَوبَهٗ فَجَعَلنَ یُلقِینَ الفَتخَ وَالخَوَاتِیمَ فِی ثَوبِ بِلَالٍ۔ (۲۰)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ، حضرات ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید الفطر کی نمازوں میں شریک رہا ہوں یہ سب نماز عید خطبہ سے پہلے ادا فرماتے تھے۔ بعد ازاں خطبہ دیتے تھے۔ نبی ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور تشریف لائے تو وہ منظر گویا میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ جب آپ مردوں کو اپنے ہاتھ کے اشارے سے بیٹھے رہنے کا حکم صادر فرماتے ہوئے صفوں کو چیرتے ہوئے عورتوں کے پاس حضرت بلال کے ساتھ پہنچے

اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اے نبیؐ جب تمہارے پاس مومن عورتیں آئیں اور اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی، اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ خود اپنے سامنے گھڑ کر بہتان باندھیں گی، یہاں تک جب پوری آیت سے فارغ ہو گئے تو دریافت فرمایا کیا تم اس پر بیعت کرتی ہو؟ تو ایک خاتون نے جواب دیا۔ اس کے سوا دوسری کسی نے جواب نہیں دیا۔ ہاں رسول اللہ ﷺ۔ حسن کو معلوم نہیں کہ وہ عورت کون تھی۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا صدقہ وخیرات کرو۔ ساتھ ہی حضرت بلال نے اپنا کپڑا اپھیلا دیا۔ پس پھر عورتوں نے بلال کے کپڑے میں چھلے اور انگشتریاں ڈالنی شروع کر دیں۔

تشریح: ام عطیہ کے اس بیان سے یہ لازم نہیں آتا کہ عورتوں نے آپؐ سے مصافحہ بھی کیا ہو کیوں کہ حضرت ام عطیہ نے مصافحہ کی تصریح نہیں کی۔ غالباً اس موقع پر صورت یہ رہی ہوگی کہ عہد لیتے وقت آپ نے باہر سے ہاتھ بڑھایا ہوگا اور اندر سے عورتوں نے اپنے اپنے ہاتھ آپ کے ہاتھ کی طرف بڑھا دیے ہوں گے بغیر اس کے کہ ان میں کسی کا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے مس ہو۔

چناں چہ حضورؐ کے زمانے میں عورتوں سے بیعت لینے کا طریقہ مردوں کی بیعت سے مختلف تھا۔ مردوں سے بیعت لینے کا طریقہ یہ تھا کہ بیعت کرنے والے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر عہد کرتے تھے۔ لیکن عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے آپ نے کبھی کسی عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہیں لیا، بلکہ مختلف دوسرے طریقے اختیار فرمائے۔

(تفہیم القرآن، ج ۵، الممتحنہ، حاشیہ: ۳۳)

حضور ﷺ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک سوال

۷۸۔ فتح مکہ کے روز جب حضرت علیؓ نے آں حضرت ﷺ سے عرض کیا کہ آپؐ اپنے اس مکان میں کیوں نہیں قیام فرماتے جو ہجرت سے پہلے آپؐ کا تھا تو حضورؐ نے جواب دیا کہ ''**هل ترک لنا عقیل من ربع**''، عقیل نے ہمارے لیے چھوڑا ہی کیا ہے۔

تخریج: ﴿ا﴾ **حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا فِيْ حَجَّتِهٖ؟ قَالَ: وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مَنْزِلاً؟ ثُمَّ قَالَ: نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ الْمُحَصَّبِ حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ، وَ ذٰلِكَ اَنَّ بَنِيْ كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ: اَنْ لَّا يُبَايِعُوْهُمْ وَلَا يُؤْوُوْهُمْ۔** (۲۱)

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر میں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا کل قیام کہاں ہوگا؟ جواب میں آپ نے فرمایا کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی مکان چھوڑا ہے؟ (اس نے سب پر قبضہ کر لیا ہے) پھر ارشاد فرمایا کل ہم لوگ بنو کنانہ کے ہاں محصب کے مقام پر قیام کریں گے۔ یہ وہی مقام ہے جہاں قریش نے کفر پر قائم رہنے کی قسم کھائی تھی اور یہ واقعہ اس طرح تھا کہ بنو کنانہ نے قریش سے یہ قسم کھائی تھی کہ بنو ہاشم کو وہ نہ کوئی چیز فروخت کریں گے اور نہ ان کو ٹھہرنے کی جگہ مہیا کریں گے۔

تشریح: اس کے معنی یہ ہیں کہ جب آپ اسے چھوڑ کر نکل گئے تھے اور عقیل بن ابو طالب نے اس پر قبضہ کر لیا تھا تو اس پر سے آپ کی ملک ساقط اور عقیل کی ملکیت ثابت ہو گئی۔ اب باوجود اس کے کہ آپ نے مکہ فتح کر لیا تھا آپ نے اپنے سابق حقوق ملکیت کی بنا پر اس مکان کو اپنا مکان قرار دینے سے خود انکار فرما دیا۔ (سود: دار الحرب میں کفار کے حقوق ملکیت)

(لَاھِجْرَۃَ بَعْدَ الْفَتْحِ) کا صحیح مفہوم

۷۹- (لَاھِجْرَۃَ بَعْدَ الْفَتْحِ) ’’فتح مکہ کے بعد اب ہجرت نہیں ہے۔‘‘

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنِي مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّ نِيَّةٌ وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ، فَانْفِرُوْا۔** (۲۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فتح مکہ کے بعد اب ہجرت نہیں ہے لیکن جہاد (عملاً) اور اس کی نیت کا اجر و ثواب اب بھی ملتا ہے اور جب تمہیں جہاد کے لیے طلب کیا جائے تو بلا تردد سب کھڑے ہو۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، ثَنَا يَحْيٰ، ثَنَا سُفْيَانُ، ثَنَا مَنْصُوْرٌ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ: **لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّ نِيَّةٌ وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ، فَانْفِرُوْا۔** (۲۳)

تشریح: جو شخص اللہ کے دین پر ایمان لایا ہو اس کے لیے نظام کفر کے تحت زندگی بسر کرنا صرف دو ہی صورتوں میں جائز ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ اسلام کو اس سرزمین میں غالب کرنے اور نظام کفر کو نظام اسلام میں تبدیل کرنے کی جدوجہد کرتا رہے جس طرح انبیاء علیہم السلام اور ان کے ابتدائی پیرو کرتے رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ درحقیقت وہاں سے نکلنے کی کوئی راہ نہ پاتا ہو اور سخت نفرت و بیزاری کے ساتھ وہاں مجبورانہ قیام رکھتا ہو ان دو صورتوں کے سوا ہر صورت میں دار الکفر کا قیام ایک مستقل معصیت ہے اور اس معصیت کے لیے یہ عذر کوئی بہت وزنی عذر نہیں ہے کہ ہم دنیا میں کوئی ایسا دار الاسلام پاتے ہی نہیں ہیں جہاں ہم ہجرت کر کے جا سکیں۔ اگر کوئی دار الاسلام موجود نہیں ہے تو کیا خدا کی زمین میں کوئی پہاڑ یا کوئی جنگل بھی ایسا نہیں ہے جہاں آدمی درختوں کے پتے کھا کر اور بکریوں کا دودھ پی کر گزر کر سکتا ہو اور احکام کفر کی اطاعت سے بچا رہے۔

بعض لوگوں کو اس حدیث سے غلط فہمی ہوئی ہے۔ حالاں کہ دراصل یہ حدیث کوئی دائمی حکم نہیں ہے۔ بلکہ صرف اس وقت کے حالات میں اہل عرب سے ایسا فرمایا گیا تھا۔ جب تک عرب کا بیشتر حصہ دار الکفر و دار الحرب تھا اور صرف مدینہ و اطراف مدینہ میں اسلامی احکام جاری ہو رہے تھے۔ مسلمانوں کے لیے تاکیدی حکم تھا کہ ہر طرف سے سمٹ کر دار الاسلام میں آجائیں۔ مگر جب فتح مکہ کے بعد عرب میں کفر کا زور ٹوٹ گیا اور قریب قریب پورا ملک اسلام کے زیر نگیں آگیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اب ہجرت کی حاجت باقی نہیں رہی ہے۔ اس سے یہ مراد ہرگز نہ تھی کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے لیے تمام حالات میں قیامت تک کے لیے ہجرت کی فرضیت منسوخ ہو گئی ہے۔ (تفہیم القرآن، ج۱، النساء، حاشیہ: ۱۳۱)

ابن ابی السرح اور ان کی رہائی

۸۰– عبداللہ بن سعد بن ابی سرح پہلے مرتد ہو چکے تھے اور فتح مکہ کے موقع پر حضرت عثمانؓ کی سفارش سے نبی ﷺ نے ان کی جان بخشی کر کے ان کی بیعت قبول فرمائی تھی۔ یہ واقعہ ابوداؤد باب الحکم فیمن ارتد، نسائی باب الحکم فی المرتد، متدرک حاکم، کتاب المغازی، طبقات ابن سعد ج ۲، ص ۱۳۶-۱۴۱- سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۵۱-۵۲ (مصطفیٰ البابی مصر ۱۹۳۶ء)۔ الاستیعاب جلد ا، ص ۳۸۱ اور الاصابہ ج ۲ ص ۳۰۹ میں بیان ہوا ہے۔ ان کتابوں میں واقعہ کی جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ صاحب پہلے مسلمان ہو کر مدینہ طیّبہ میں ہجرت کر آئے تھے اور نبی ﷺ نے ان کو کاتبین وحی میں شامل فرما لیا تھا۔ پھر یہ مرتد ہو کر مکہ معظّمہ واپس چلے گئے اور انہوں نے اپنی اس پوزیشن سے کہ یہ کاتب وحی رہ چکے تھے غلط فائدہ اٹھا کر حضورؐ کی رسالت اور قرآن کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پھیلا دیں۔ اس وجہ سے فتح مکہ کے موقع پر جن لوگوں کے متعلق حضور ﷺ نے اعلان فرمایا تھا کہ وہ اگر کعبہ کے پردوں میں چھپے ہوئے ہوں تو ان کو قتل کر دیا جائے، ان میں یہ بھی شامل تھے۔ اس اعلان کو سن کر یہ حضرت عثمانؓ کے پاس، جو ان کے رضاعی بھائی تھے، پناہ گزیں ہوئے اور انہوں نے ان کو چھپا لیا۔ جب مکہ میں امن و امان ہو گیا اور نبی ﷺ اہل مکہ سے بیعت لینے کے لیے تشریف فرما ہوئے تو حضرت عثمانؓ ان کو لے کر حضور ﷺ کے سامنے پہنچ گئے اور ان کے لیے عفو تقصیر کی درخواست کرتے ہوئے گزارش کی کہ ان کی بیعت بھی قبول فرمالیں۔ حضور ﷺ خاموش رہے۔ حتی کہ تین مرتبہ ان کی درخواست پر خاموش رہنے کے بعد آپؐ نے ان سے بیعت لے لی، اور پھر صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ تم میں کوئی ایسا بھلا آدمی نہ تھا کہ جب میں بیعت نہیں لے رہا تھا تو وہ اٹھ کر انہیں قتل کر دیتا۔ عرض کیا گیا کہ ہم آپ کے اشارے کا انتظار کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا نبی کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ آنکھ سے خفیہ اشارے کرے۔ (خلافت و ملوکیت، استدراک)

تخریج:〈ا〉 حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، ثَنَا اَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: زَعَمَ السُّدِّیُّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: لَمَّا کَانَ یَوْمُ فَتْحِ مَکَّةَ اخْتَبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ سَرْحٍ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَجَاءَ بِهٖ حَتّٰی اَوْقَفَهٗ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَایِعْ عَبْدَ اللّٰهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهٗ، فَنَظَرَ اِلَیْهِ، ثَلَاثًا، کُلَّ ذٰلِکَ یَأْبٰی، فَبَایَعَهٗ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰی اَصْحَابِهٖ، فَقَالَ: اَمَا کَانَ فِیْکُمْ رَجُلٌ رَشِیْدٌ یَقُوْمُ اِلٰی هٰذَا حَیْثُ رَآنِیْ کَفَفْتُ یَدِیْ عَنْ بَیْعَتِهٖ فَیَقْتُلَهٗ؟ فَقَالُوْا: مَا نَدْرِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا فِیْ نَفْسِکَ اَلَّا اَوْمَأْتَ اِلَیْنَا بِعَیْنِکَ؟ قَالَ: اِنَّهٗ لَا یَنْبَغِیْ لِنَبِیٍّ اَنْ تَکُوْنَ لَهٗ خَائِنَةُ الْاَعْیُنِ۔ (۲۴)

ترجمہ: حضرت سعد کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح حضرت عثمانؓ کے ہاں چھپ گیا تھا۔ حضرت عثمانؓ اسے لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور درخواست کی کہ عبداللہ کی بیعت لے لیں۔ آپؐ نے اپنا سر اوپر اٹھا کر اسے تین مرتبہ دیکھا اور تینوں مرتبہ بیعت لینے سے انکار فرما دیا۔ تین دفعہ ایسا کرنے کے بعد آخر کار اس سے بیعت لے

لی۔ پھر اپنے صحابہ کی جانب روئے سخن کر کے فرمایا کیا تم میں کوئی بھلا مانس نہ تھا کہ جب میں بیعت نہیں لے رہا تھا تو وہ اٹھ کر اسے قتل کر دیتا۔ صحابہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ ہم سمجھ نہ سکے کہ آپؐ کا ارادہ کیا ہے، آپ نے ہمیں اشارہ فرما دیا ہوتا۔ فرمایا نبی کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ آنکھ سے خفیہ اشارہ کرے۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ الْمَرْوَزِیُّ، ثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ یَزِیْدَ النَّحْوِیِّ، عَنْ عِکْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ سَرْحٍ یَکْتُبُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَزَلَّهُ الشَّیْطَانُ، فَلَحِقَ بِالْکُفَّارِ، فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُّقْتَلَ یَوْمَ الْفَتْحِ، فَاسْتَجَارَ لَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَاَجَارَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (۲۵)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ عبد اللہ ابن سعد بن ابی سرح وحی رسالت مآب کتاب تحریر کرتا تھا۔ شیطان نے اسے پھسلا دیا اور وہ کفار کے ساتھ جا ملا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر حکم صادر فرمایا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ حضرت عثمانؓ نے اس کے لیے آپؐ سے پناہ کی سفارش کی۔ جسے رسول اللہ ﷺ نے پناہ دے دی۔

وفد ہوازن حضور ﷺ کی خدمت میں

۸۱– جنگ حنین کے بعد جب قبیلۂ ہوازن کا وفد اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے حاضر ہوا تو سارے قیدی تقسیم کیے جا چکے تھے۔ حضورؐ نے سب مسلمانوں کو جمع کیا اور فرمایا یہ لوگ تائب ہو کر آئے ہیں اور میری رائے یہ ہے کہ ان کے قیدی ان کو واپس دے دیے جائیں۔ تم میں جو کوئی بخوشی اپنے حصے میں آئے ہوئے قیدی کو بلا معاوضہ چھوڑنا چاہے وہ اس طرح چھوڑ دے اور جو معاوضہ لینا چاہے اس کو ہم بیت المال میں آنے والی پہلی آمدنی سے معاوضہ دے دیں گے۔ (تفہیم القرآن، ج۵، محمد، حاشیہ:۸)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِیْ بْنُ شِهَابٍ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ وَ زَعَمَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ، اَنَّ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ حِیْنَ جَاءَهٗ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِیْنَ، فَسَأَلُوْهُ اَنْ یَّرُدَّ اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَ سَبْیَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعِیَ مَنْ تَرَوْنَ، وَاَحَبُّ الْحَدِیْثِ اِلَیَّ اَصْدَقُهٗ، فَاخْتَارُوْا، اِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ، اِمَّا السَّبْیَ وَاِمَّا الْمَالَ؟ وَقَدْ کُنْتُ اسْتَانَیْتُ بِکُمْ، وَکَانَ اَنْظَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِضْعَ عَشْرَةَ لَیْلَةً حِیْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ، فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَیْرُ رَادٍّ اِلَیْهِمْ اِلَّا اِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ، قَالُوْا: فَاِنَّا نَخْتَارُ سَبْیَنَا، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْمُسْلِمِیْنَ، فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ، ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ اِخْوَانَکُمْ قَدْ جَآئُوْنَا تَائِبِیْنَ، وَاِنِّیْ، قَدْ رَأَیْتُ اَنْ اَرُدَّ اِلَیْهِمْ سَبْیَهُمْ، فَمَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یُّطَیِّبَ ذٰلِکَ فَلْیَفْعَلْ، وَاَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یَّکُوْنَ عَلٰی حَظِّهٖ حَتّٰی نُعْطِیَهٗ، اِیَّاهُ مِنْ اَوَّلِ

مَایُفِیءُ اللّٰہُ عَلَینَا فَلْیَفْعَلْ، فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ طَیَّبنَا ذٰلِکَ یَارَسُولَ اللّٰہِ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: اِنَّا لَا نَدْرِیْ مَنْ اَذِنَ مِنْکُمْ فِیْ ذٰلِکَ مِمَّنْ لَّمْ یَاْذَنْ، فَارْجِعُوْا حَتّٰی یَرْفَعَ اِلَینَا عُرَفَاؤُکُمْ اَمْرَکُمْ، فَرَجَعَ النَّاسُ فَکَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ، ثُمَّ رَجَعُوْا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ، فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّهُمْ قَدْ طَیَّبُوْا وَاَذِنُوْا۔ (۲۶)

ترجمہ: مروان اور مسور بن مخرمہ دونوں کا بیان ہے کہ جب ہوازن کا وفد مسلمان ہوکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے درخواست کی کہ ان کے اموال اور قیدی ان کو واپس لوٹا دیے جائیں، تو آپؐ نے ان سے فرمایا میرے ساتھ وہ ہیں جنہیں تم لوگ دیکھ رہے (میرے صحابہؓ) اور مجھے سب سے زیادہ پسند و محبوب سچی بات ہے لہٰذا تم دو میں سے ایک چیز پسند کرلو۔ اپنے قیدی چھڑا لو یا اپنے اموال واپس لے لو۔ میں نے تو تمہاری خاطر تقسیم غنیمت میں تاخیر بھی کی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے طائف سے واپس تشریف لاتے وقت دس دن سے زائد دن تک ہوازن کا انتظار بھی کیا تھا۔ جب ان پر یہ چیز واضح ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ صرف ایک چیز ہی واپس فرمائیں گے تو انہوں نے کہا ہم اپنے اسیران کو واپس لینا پسند کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں میں خطاب فرمانے کھڑے ہوئے۔ پہلے اللہ عزوجل کی شایان شان اس کی تعریف کرکے فرمایا امابعد۔ تمہارے بھائی کفر سے تائب ہوکر ہمارے پاس آئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ میں ان کے قیدی انہیں واپس کردوں لہٰذا تم میں سے جو کوئی بطور احسان اپنی خوشی سے چھوڑنا چاہے وہ ایسا کرے اور جسے اپنے حصہ میں آئے ہوئے قیدی کو ایسے چھوڑنا منظور نہ ہو اور اس کی خواہش یہ ہو کہ ہم اس کے عوض میں اس مال غنیمت میں سے جو اللہ تعالیٰ ہمیں سب سے پہلے عطا فرمائے، اسے دیں، تو وہ ایسا کرے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم احسان کرنا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہمیں معلوم نہیں کہ تم میں سے کس نے بطیب خاطر اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی۔ لہٰذا تم لوگ اس وقت واپس لوٹ جاؤ اور تمہارے ذمہ دار سردار آکر ہمارے پاس یہ معاملہ پیش کریں۔ وہ لوگ واپس چلے گئے اور ان کے سرداروں نے آکر ان سے بات چیت کی اور نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر رپورٹ پیش کی کہ سب لوگوں نے بخوشی اس کی اجازت دے دی ہے۔

جنگی قیدیوں کی بطور احسان رہائی

۸۲— غزوہ حنین میں ۶ ہزار عورتیں اور بچے قید ہوئے۔ بعد میں ہوازن کا وفد حاضر ہوا اور اس نے ان کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو میری اور بنی عبدالمطلب کے قبضہ میں ہیں، ان کو میں احسان کے طور پر رہا کرتا ہوں۔ مگر دوسروں کے معاملے میں حکم دینے کا مجھے حق نہیں۔ صرف سفارش کرسکتا ہوں۔ چناں چہ حضورؐ کی سفارش پر انصار اور مہاجرین نے اپنے اپنے حصے کے لونڈی غلاموں کو چھوڑ دیا۔ مگر بنو تمیم اور بنو فزارہ اور بنو سلیم کے نمائندوں نے انکار کیا۔ آخر کار حضورؐ نے ان سے وعدہ کیا کہ بعد کی لڑائیوں میں جو لونڈی غلام ہاتھ آئیں گے ان میں سے ہم تم کو ایک ایک کے بدلے چھ چھ دیں گے تب وہ ہوازن کے قیدیوں کو چھوڑنے پر راضی ہوئے۔

〈۲〉 اَخْبَرَنَا اَبُوْبَکْرٍ اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْقَاضِیُّ، ثَنَا اَبُوالْعَبَّاسِ، ثَنَا اَحْمَدُ، ثَنَا یُوْنُسُ، عَنِ

ابْنِ اِسْحَاقَ، حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ جَدِّهٖ قَالَ: کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِحُنَیْنٍ، فَلَمَّا اَصَابَ مِنْ هَوَازِنَ مَا اَصَابَ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَ سَبَایَاهُمْ اَدْرَکَهٗ وَفْدُ هَوَازِنَ بِالْجِعْرَانَةِ وَقَدْ اَسْلَمُوْا۔ فَقَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَنَا اَصْلٌ وَعَشِیْرَةٌ، وَقَدْ اَصَابَنَا مِنَ الْبَلَاءِ مَالَمْ یَخْفَ عَلَیْکَ فَامْنُنْ عَلَیْنَا، مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْکَ وَقَامَ خَطِیْبُهُمْ زُهَیْرُ بْنُ صُرَدٍ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّمَا فِی الْحَظَائِرِ مِنَ السَّبَایَا خَالَاتُکَ وَ عَمَّاتُکَ وَ حَوَاضِنُکَ اللَّاتِیْ کُنَّ یَکْفُلْنَکَ وَ ذَکَرَ کَلَامًا وَاَبْیَاتًا۔ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: نِسَاءُ کُمْ وَ اَبْنَاءُ کُمْ اَحَبُّ اِلَیْکُمْ اَمْ اَمْوَالُکُمْ؟ فَقَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! خَیَّرْتَنَا بَیْنَ اَحْسَابِنَا وَ بَیْنَ اَمْوَالِنَا، اَبْنَائُنَا وَ نِسَائُنَا اَحَبُّ اِلَیْنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ اَمَّا مَاکَانَ لِیْ وَلِبَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَهُوَ لَکُمْ۔ وَاِذَا اَنَا صَلَّیْتُ بِالنَّاسِ، فَقُوْمُوْا، وَقُوْلُوْا: اِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَی الْمُسْلِمِیْنَ وَبِالْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ اَبْنَائِنَا وَ نِسَائِنَا، سَاُعْطِیْکُمْ عِنْدَ ذَالِکَ وَاَسْاَلُ لَکُمْ، فَلَمَّا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ الظُّهْرَ، قَامُوْا، فَقَالُوْا مَاامَرَهُمْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَمَّا مَاکَانَ لِیْ وَ لِبَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَکُمْ، وَ قَالَ الْمُهَاجِرُوْنَ: وَمَاکَانَ لَنَا فَهُوَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ فَقَالَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: اَمَّا اَنَا وَ بَنُوْتَمِیْمٍ فَلَا، فَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ السُّلَمِیُّ: اَمَّا اَنَا وَبَنُوْ سُلَیْمٍ فَلَا فَقَالَتْ بَنُوْ سُلَیْمٍ: بَلْ مَاکَانَ لَنَا فَهُوَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَقَالَ عُیَیْنَةُ بْنُ بَدْرٍ: اَمَّا اَنَا وَ بَنُوْ فَزَارَةَ فَلَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَمْسَکَ مِنْکُمْ بِحَقِّهٖ، فَلَهٗ بِکُلِّ اِنْسَانٍ سِتَّةُ فَرَائِضَ مِنْ اَوَّلِ فَیْءٍ نُصِیْبُهٗ، فَرُدُّوْا اِلَی النَّاسِ نِسَائَهُمْ وَاَبْنَائَهُمْ۔ (۲۷)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ کے حوالہ سے اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب قبیلۂ ہوازن کے اموال اور قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آ گئے تو ہوازن کے ایک وفد نے جعرانہ کے مقام پر آپ کو آلیا۔ اس وقت یہ لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ انہوں نے درخواست کی اے اللہ کے رسول ہم حسب و نسب رکھنے والے خاندانی لوگ ہیں۔ اس وقت جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں وہ آپ پر مخفی نہیں۔ لہٰذا ہم پر احسان فرمائیں، اللہ آپ پر کرم واحسان فرمائے گا۔ ساتھ ہی ان کا خطیب زہیر ابن صرد کھڑا ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ان قیدیوں میں آپ کی خالائیں، پھوپھیاں اور رضاعی مائیں بھی ہیں جنہوں نے آپ کی کفالت کی ہے۔ پھر اس نے اشعار بھی سنائے۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا تمہیں تمہاری بیویاں اور بچے زیادہ محبوب ہیں یا اموال؟ انہوں نے عرض کیا۔ ہماری اولاد اور ہماری بیویاں اور بچے زیادہ محبوب ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا تو پھر جو قیدی میرے اور بنو عبدالمطلب کے حصہ میں آئے ہیں وہ تو تمہارے ہوئے۔ اور مزید برآں جب میں لوگوں کو نماز پڑھا چکوں تو تم کھڑے ہو کر کہنا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو مسلمانوں کے پاس مسلمانوں کے ذریعہ اپنی اولاد اور بیویوں کے بارے میں سفارشی لائے ہیں۔ میں تو اسی

وقت اپنے حصہ کے قیدی تمہیں دے دوں گا اور لوگوں سے سفارش کروں گا۔ پس جب رسول اللہ ﷺ لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھا چکے تو یہ لوگ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے دیے گئے مشورہ کے مطابق عرض کیا، رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا کہ میرے اور بنوعبدالمطلب کے حصہ میں آئے ہُوئے قیدی تو تمہارے ہیں اور مہاجرین نے بھی پیش کش کر دی کہ جو قیدی ہمارے حصہ میں آئے ہیں وہ بھی رسول اللہ کے۔ مگر اقرع بن حابس بولا۔ میں اور بنوتمیم اس سے مستثنیٰ ہیں پھر عباس بن مرداس سلمی بھی بول اٹھے کہ میں اور بنوسلیم بھی اس سے مستثنیٰ ہیں۔ معاً بنوسلیم نے کہا نہیں ایسا نہیں بلکہ ہمارے حصہ میں آئے ہوئے قیدی بھی رسول اللہ کے ہیں۔ پھر عیینہ بن بدر نے بھی کہا میں اور بنوفزارہ بھی اس سے مستثنیٰ ہیں (ہم قیدی نہیں چھوڑیں گے) اس پر نبی ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس کسی نے اپنے حق (حصہ) کو روک لیا اسے ایک قیدی کے بدلہ میں ہم چھ اونٹنیاں اس مال میں سے دیں گے جو سب سے پہلے بطورفئی ہمیں حاصل ہوگا اب لوگوں نے ان کی عورتوں اور بچوں کو واپس کر دیا۔

تشریح: اس میں شک نہیں کہ حضوؐر نے بعض مواقع پر قیدیوں کو احسان کے ساتھ رہا بھی کیا ہے، کبھی قیدیوں کا مبادلہ بھی کیا ہے، اور کبھی زرفدیہ لے کر چھوڑ بھی دیا ہے۔ (تفہیمات حصہ دوم، غلامی کا مسئلہ ''نبی علیہ ﷺ کا عمل'')

گویا کہ قیدیوں کو بلا کسی معاوضے اور فدیے کے یونہی رہا کیا جا سکتا ہے۔ یہ ایک خاص رعایت ہے جو اسلامی حکومت صرف اس حالت میں کر سکتی ہے جب کہ کسی خاص قیدی کے حالات اس کے متقاضی ہوں، یا توقع ہو کہ یہ رعایت اس قیدی کو ہمیشہ کے لیے ممنون احسان کرُدے گی اور وہ دشمن سے دوست اور کافر سے مومن بن جائے گا۔ ورنہ ظاہر ہے کہ دشمن قوم کے کسی شخص کو اس لیے چھوڑ دینا کہ وہ پھر ہم سے لڑنے آ جائے کسی طرح بھی تقاضائے مصلحت نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے فقہائے اسلام نے بالعموم اس کی مخالفت کی ہے اور اس کے جواز کے لیے یہ شرط لگائی ہے کہ ''اگر امام مسلمین قیدیوں کو، یا ان میں سے بعض کو بطور احسان چھوڑ دینے میں مصلحت پائے تو ایسا کرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔ (السیر الکبیر)

مندرجہ ذیل احادیث میں مصلحت نمایاں ہے۔ مثلاً:

حضوؐر نے جو یہ فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور وہ مجھ سے ان گھناؤنے لوگوں کے بارے میں بات کرتا تو میں اس کی خاطر انہیں یونہی چھوڑ دیتا۔ یہ بات حضوؐر نے اس لیے فرمائی تھی کہ آپ جب طائف سے مکہ معظّمہ واپس ہوئے تھے۔ اس وقت مطعم ہی نے آپ کو اپنی پناہ میں لیا تھا۔ اس کے لڑکے ہتھیار باندھ کر اپنی حفاظت میں آپ کو حرم تک لے گئے تھے۔ اس لیے آپ اس کے احسان کا بدلہ اس طرح اتارنا چاہتے تھے۔

اسی طرح یمامہ کے سردار کی رہائی ان کے مسلمان ہونے کا باعث بنی۔ پھر جب وہ عمرہ کے لیے مکے گئے تو وہاں قریش کے لوگوں کو نوٹس دے دیا کہ آج کے بعد تمہیں کوئی غلہ یمامہ سے نہ پہنچے گا جب تک محمد ﷺ اجازت نہ دیں۔ چناں چہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور مکہ والوں کو حضوؐر سے التجا کرنی پڑی کہ یمامہ سے ہمارے غلہ کی رسد بند نہ کرائیں۔

بنی قریظہ کے دو قیدیوں میں سے آپ نے زَبیر بن باطا اور عمرو بن سعد (یا ابن سعدی) کی جان بخشی کی۔ اس لیے چھوڑا کہ اس نے جاہلیت کے زمانے میں جنگ بعاث کے موقع پر حضرت ثابت بن قیس انصاری کو پناہ دی تھی، اس لیے آپ نے اس کو حضرت ثابت کے حوالے کر دیا تا کہ اس کے احسان کا بدلہ ادا کر دیں اور عمرو بن سعد کو اس لیے چھوڑا کہ جب بنی قریظہ حضوؐر کے ساتھ بدعہدی کر رہے تھے اس وقت یہی شخص اپنے قبیلے کو غداری سے منع کر رہا تھا۔ (کتاب الاموال لابی عبید)

احادیث بالا میں سے آخری حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تقسیم ہو چکنے کے بعد حکومت قیدیوں کو خود رہا کر دینے کی مجاز نہیں رہتی، بلکہ یہ کام ان لوگوں کی رضا مندی سے، یا ان کو معاوضہ دے کر کیا جا سکتا ہے۔ جن کی ملکیت میں قیدی دیے جا چکے ہوں۔

فتح مکہ کے موقع پر آپ نے چند آدمیوں کو مستثنیٰ کر کے تمام اہل مکہ کو بطور احسان معاف کر دیا اور جنہیں مستثنیٰ کیا گیا تھا ان میں سے بھی تین چار کے سوا کوئی قتل نہ کیا گیا۔ سارا عرب اس بات کو جانتا تھا کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں پر کیسے کیسے ظلم کیے تھے۔ اس کے مقابلے میں فتح پا کر جس عالی حوصلگی کے ساتھ حضورؐ نے ان لوگوں کو معاف فرمایا اس سے اہل عرب کو یہ اطمینان حاصل ہو گیا کہ ان کا سابقہ کسی جبار سے نہیں بلکہ ایک نہایت رحیم و شفیق اور فیاض رہنما سے ہے۔ اس بنا پر فتح مکہ کے بعد پورے جزیرۃ العرب کو مسخر ہونے میں دو سال سے زیادہ دیر نہ لگی۔

نبی ﷺ کے بعد صحابۂ کرام کے دور میں بھی بطور احسان قیدیوں کو رہا کرنے کی نظیریں مسلسل ملتی ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے اشعث بن قیس کندی کو رہا کیا، اور حضرت عمرؓ نے ہرمزان کو اور مناذر اور میسان کے قیدیوں کو آزادی عطا کی۔

(تفہیم القرآن، ج ۵ محمد، حاشیہ: ۸)

ماٰخذ

(۱) بخاری ج ۲۔ کتاب التفسیر سورة الممتحنة۔☆ مسلم ج ۲۔ کتاب الفضائل۔ باب من فضائل حاطب بن ابی بلتعة واهل بدرؓ ☆ ابو داؤد ج ۳۔ کتاب الجهاد باب فی حکم الجاسوس اذا کان مسلما☆ ترمذی ج ۲۔ ابواب التفسیر سورة الممتحنة هذا حدیث حسن صحیح مسلم، ابو داؤد اور ترمذی تینوں نے حضرت عمرؓ کا قول (دعنی یا رسول اللّٰه! اضرب عنق هذا المنافق) ذکر کیا ہے اس کے علاوہ بھی بیان الفاظ میں تھوڑا بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام بخاری نے کتاب المغازی میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔ اس میں: (عن علی، قال: بعثنی رسول الله ﷺ و ابا مرثد والزبیر) اور آگے: (فالتمسنا فلم نر کتابا، فقلنا: ماکذب رسول الله ﷺ لتخرجن الکتاب او لنجردنك) ہے اور آگے روایت میں (فقال عمر: انه قد خان الله و رسوله و للمومنین فدعنی لاضرب عنقه) منقول ہے۔

☆ بخاری ج ۲۔ کتاب المغازی۔ باب فضل من شهد بدرا☆ الادب المفرد للبخاری ص: ۱۱۷۔ باب من قال لاٰخر: یا منافق فی تاویل تاوله☆ اور بخاری ج ۱۔ کتاب الجهاد، باب الجاسوس و التجسس والتبحث و قول الله تعالیٰ لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء۔ اس صفحه پر امام بخاریؒ نے بھی حضرت عمرؓ کا قول: (دعنی اضرب عنق هذا المنافق) نقل کیا ہے اور اس روایت میں (انی کنت امراء ملصقا فی قریش) کی وضاحت بھی منقول ہے۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۹۔ کتاب السیر۔ باب المسلم یدل المشرکین علی عورة المسلمین ☆مسند احمد ج ۱ ص ۲۹۔ عن علی☆ تفسیر ابن جریر ج ۱۲ سورة الممتحنة: ۳۸ ☆ تفسیر ابن کثیر ج ٤۔ سورة الممتحنة☆ ابن ابی حاتم بحواله ابن کثیر ج ٤۔☆ فتح القدیر للشوکانی ج ٥۔ سورة الممتحنة۔ عن

علی☆ روح المعانی:(پ:۲۸)۵۸۔ سورۃ الممتحنۃ۔ عن علی☆ ابن مردویہ بحوالہ روح المعانی: (پ:۲۸) ۵۸۔ ابن مردویہ نے حضرت انس ﷛ کے حوالہ سے (انہ علیہ الصلاۃ والسلام بعث عمرو علیا) ذکر کیا اور مختصر سی روایت نقل کی ھے۔☆ ابن کثیر نے بھی ابو حیان کی ایک روایت مندرجہ بالا الفاظ میں بیان کی ھے۔ ☆سیرت ابن ھشام:٤۔ (قدرے لفظی اختلاف)۔☆السیرۃ الحلبیۃ ج۳۔☆الطبری تاریخ الامم والملوک ج ۲۔ ☆السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ج۳ ☆طبقات ابن سعد ج۲ (مختصر روایت)☆ الکامل فی التاریخ لابن اثیر ج۲۔

(۲) السنن الکبریٰ للبیھقی ج۹۔ کتاب السیر۔ باب فتح مکۃ حرسھا اللّٰہ تعالیٰ۔

(۳) الطبری تاریخ الامم والملوک ج ۲☆سیرت ابن ھشام ج۲☆ السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ج۳ ☆الکامل فی التاریخ لابن اثیر ج۲☆ سیرۃ النبی ﷺ شبلی نعمانی ج۱☆ مجموعۃ الوثائق السیاسیۃص ۸۰☆ اصح السیر از عبد الرؤف دانا پوری ص ۳۱٤☆ الکامل لابن اثیر نے (فانتم الطلقاء) کے بعد (فعفا عنھم) بھی نقل کیا ھے۔

(٤) زاد المعاد لابن القیم الجوزیۃ ج۲ دخول النبی ﷺ والمسلمین مکۃ السیرۃ الحلبیۃ ج۳ السیرۃ الحلبیۃ میں یا معشر قریش ماترون؟ کے علاوہ ماتقولون؟ ماذا تظنون کے الفاظ بھی منقول ھیں اور قالوا کے بجائے فقال سھیل بن عمرو نقول: خیرا، و نظن خیرا مذکور ھے۔

(٥) بخاری ج۲۔ کتاب المغازی۔ باب این رکز النبی ﷺ الرایۃ یوم الفتح۔☆ بخاری ج۲۔ کتاب التفسیر باب قولہ و قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا یزھق یھلک۔ اس روایت میں یوم الفتح نھیں ھے۔ ☆بخاری ج۱۔ کتاب المظالم باب ھل تکسر الدنان التی فیھاالخمر وتخرق الزقاق الخ۔☆مسلم ج۲۔ کتاب الجھاد والیسر باب فتح مکۃ۔☆ترمذی ج،۲۔ ابواب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔ عن عبد اللّٰہ بن مسعود۔☆ مسند احمد ج۱ص ۳۷۷۔ عن عبد اللہ بن مسعود۔☆ السنن الکبریٰ بیھقی ج۹۔ کتاب السیر، باب فتح مکۃ حرمھا اللّٰہ تعالیٰ۔ بیھقی میں مسلم والی روایت ھے۔☆ مصنف ابن ابی شیبۃ ج ١٤۔ کتاب المغازی عن عبد اللّٰہ بن مسعود۔☆ مجمع الزوائد ج٦۔ کتاب المغازی۔ باب غزوۃ الفتح۔ عن عبد اللّٰہ بن عمر۔ ☆ السیرۃ الحلبیہ ج۳۔ فتح مکۃ۔ عن ابن عبس۔☆ السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ج۳۔ عن ابن مسعود۔☆نیز اس نے عبد اللّٰہ بن عمر اور عبد اللّٰہ بن عباس کی روایت بھی ص ۷۱۔۷۲ پر نقل کی ھے۔☆تفسیر ابن کثیر ج۳۔ عن عبد اللّٰہ بن مسعود۔ اور ابن کثیر نے حافظ ابو یعلی کے حوالہ سے حضرت جابر سے مروی روایت بھی نقل کی ھے۔☆ تفسیر ابن جریر پ ۱۵ بنی اسرائیل ص ۱۰۲۔ آیت قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ عن ابن مسعود۔☆تفسیر فتح القدیر للشوکانی۔۳۔ عن ابن مسعود۔ ☆طبقات ابن سعد ج۲۔

(٦) احکام القرآن لابن العربی ج ٤۔ تفسیر سورۃ الممتحنۃ۔

(۷) بخاری ج۲۔کتاب التفسیر سورۃ الممتحنۃ باب قولہ اذا جاءک المؤمنات یبایعنک (احکام القرآن لابن العربی ج٤)۔ ☆بخاری ج۲۔ کتاب الاحکام باب بیعۃ النساء بخاری کے اس صفحہ (۱۰۷۱) پر ثم رجعت کے بعد فما وفت امرأۃ الا ام سلیم و ام العلاء، وابنۃ ابی سبرۃ امرأۃ معاذ اوابنۃ ابی سبرۃ وامرأۃ معاذ (فتح القدیر للشوکانی ج ٥) ☆بخاری ج۱۔ کتاب الجنائز باب ما ینھی عن النَّوحِ والبکاءِ والزجر عن ذلک۔ اس صفحہ (۱۷۵) پر عن عطیۃ، قالت: اخذ علینا النبی ﷺ عند البیعۃ ان لا ننوح فما وفت منا امرأۃ غیر خمس الخ۔

(۸) نسائی ج ۷، کتاب البیعۃ باب بیعۃ النساء۔☆ ترمذی ج۲۔ ابواب التفسیر سورۃ الممتحنہ عن ام سلمۃ۔

(روایت کے الفاظ مختلف ھیں) ھذا حدیث حسن غریب۔☆ تفسیر ابن جریر الطبری ج۱۲، سورۃ الممتحنہ۔ ☆تفسیر ابن کثیرج ٤۔ سورۃ الممتحنہ۔☆ ابن ابی حاتم، بحوالہ تفسیر ابن کثیر ج ٤۔ الممتحنہ ابن ابی حاتم کی روایت میں جمع کا صیغہ منقول ھے اور کسی خاتون کا نام بھی ذکر نھیں بلکہ عن امراۃ من المبایعات ھے۔

(۹) تفسیر ابن جریر ج ۱۲۔ سورۃ الممتحنہ۔☆ تفسیر ابن کثیرج ٤۔ سورۃ الممتحنہ۔ ابن کثیر نے اس روایت کے بارے میں ھذا اثر غریب و فی بعضہ نکارۃ کہا ھے۔

(۱۰) تفسیر ابن جریر۱۲۔ سورۃ الممتحنۃ۔☆ مسند احمد ج۲ ص ۱۹٦۔ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ، عن جدہ۔ ☆تفسیر ابن کثیرج ٤۔ سورۃ الممتحنۃ۔☆ مجمع الزوائد ج٦۔ کتاب المغازی والسیر باب البیعۃ علی الاسلام التی تسمی بیعۃ النساء۔

(۱۱) تفسیر ابن جریرج ۱۲۔ سورۃ الممتحنۃ۔☆ تفسیر ابن کثیر ج ٤۔ سورۃ الممتحنۃ۔☆ ابن کثیر نے لیس اولئک عنیت دو مرتبہ بیان کیا ھے۔☆ابن ابی حاتم بحوالہ تفسیر ابن کثیر ج ٤۔ الممتحنۃ۔

(۱۲) مسند احمد ج٦ص ۳۷۹ - ۳۸۰۔☆ ابن کثیرج ٤۔☆مجمع الزوائد ج٦۔

(۱۳) تفسیر ابن جریر طبری ج ۱۲، پ۲۸۔ سورۃ الممتحنۃ۔☆ مجمع الزوائد للھیثمی ج٦۔

(۱٤) بخاری ج ۲۔ کتاب التفسیر سورۃ الممتحنۃ۔☆ مسلم ج ۲۔ کتاب الامارۃ، باب کیفیۃ بیعۃ النساء۔☆ مسلم نے وما مست کف رسول اللّٰہ ﷺ کف امراۃ بھی نقل کیا ھے۔☆ ابن ماجہ کتاب الجھاد باب ٤۳۔ بیعۃ النساء۔ ☆تفسیر ابن جریر ج ۱۲۔ سورۃ الممتحنۃ۔

(۱۵) مسلم ج۲۔ کتاب الامارۃ باب کیفیۃ بیعۃ النساء۔☆ ابوداؤد ج۳۔ کتاب الخراج والامارۃ۔ باب ماجاء فی البیعۃ۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا۔

(۱٦) بخاری ج۲۔ کتاب الاحکام باب بیعۃ النساء۔☆ تفسیر ابن جریر ج۱۲۔ سورۃ الممتحنۃ۔☆ترمذی ج۲۔ ابواب التفسیر۔ سورۃ الممتحنۃ ترمذی نے اس روایت کو حدیث حسن صحیح قرار دیا ھے۔

(۱۷) تفسیر ابن جریر ج ۱۲ سورۃ الممتحنۃ۔☆ابن ماجہ کتاب الجھاد، باب ٤۳ بیعۃ النساء ص ۵۵۹۔ ابن ماجہ نے بھت مختصر روایت نقل کی ھے۔☆ ترمذی ج۲۔ ابواب السیر باب ماجاء فی بیعۃ النساء۔ ☆نسائی ج ۷۔ کتاب البیعۃ۔ باب بیعۃ النساء۔☆ مسند احمدج٦ص ۳۵۷۔ امیمۃ بنت رقیقۃ۔☆ ابن جریر ج۱۲۔ پ۲۸۔ ☆تفسیر ابن کثیر ج ٤۔ سورۃ الممتحنۃ۔☆ موطا امام مالک ۲۔ باب ماجاء فی البیعۃ عن امیمہ بنت رقیقہ۔

(۱۸) ابن ابی حاتم، بحوالہ تفسیر ابن کثیر ج ٤۔ سورۃ الممتحنۃ۔

(۱۹) روح المعانی ج ۱۲ الممتحنۃ۔☆ مجمع الزوائدج٦۔ کتاب المغازی والسیر☆ باب البیعۃ علی الاسلام التی تسمی بیعۃ النساء۔☆ دارقطنی ج ٤۔ النوادر کے تحت۔ حاشیہ نمبر ۱٤ کے ضمن میں و فی المغازی لابن اسحاق عن ابان بن صالح انہ کان یغمس یدہ فی اناہ فیغمسن ایدیھن فیہ اخرج سعید بن منصور وابن سعد عن الشعبی قال: کان رسول اللّٰہ ﷺ اذا بایع النساء وضع علی یدہ ثوبا۔ ☆روح المعانی ج۱۲، سورۃ الممتحنۃ۔☆مجمع الزوائد٦ پر معقل بن یسار سے ان النبی ﷺ کان یصافح النساء من تحت الثوب کے الفاظ بھی منقول ھیں۔

(۲۰) بخاری ج۲۔ کتاب التفسیر سورۃ الممتحنۃ۔☆ مسلم ج ۱۔ کتاب صلاۃ العیدین۔☆ تفسیر ابن کثیرج ٤ سورۃ الممتحنۃ۔

(۲۱) بخاری ج ۱۔ کتاب الجهاد باب اذا اسلم قوم فی دارالحرب ولهم مال و ارضون فهی لهم☆بخاری ج ۲۔ کتاب المغازی، باب این رکز النبیﷺ الرایة یوم الفتح۔☆ مسلم ج ۱۔ کتاب الحج۔☆ ابوداؤد ج ۳۔ کتاب الفرائض، باب هل یرث المسلم الکافر۔ عن اسامه بن زید۔☆ ابن ماجه کتاب المناسك، باب دخول مکة۔☆ دار قطنی ج ٤۔ کتاب البیوع۔☆ مسند احمد ج ٥۔ اسامه بن زید۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج٦۔ کتاب الفرائض باب لایرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم عن اسامة بن زید۔

(۲۲) بخاری ج ۱۔کتاب الجهاد، باب فضل الجهاد والسیر و قوله تعالیٰ ان الله اشتری من المؤمنین انفسهم و اموالهم۔ ☆مسلم ج ۲۔ کتاب الامارة، باب المبایعة بعد فتح مکة علی الاسلام والجهاد والخیر وبیان معنی لاهجرة بعد الفتح۔☆ مصنف ابن ابی شیبة ج ١٤۔ کتاب المغازی۔ عن ابن عباس۔☆ السیرة النبویة ج ۳۔ عن صفوان بن امیه۔

(۲۳) بخاری ج ۱۔ کتاب الجهاد باب وجوب النیر وما یجب من الجهاد والنیة و قوله انفروا خفافا و ثقالا وجاهدوا باموالکم و انفسکم فی سبیل الله الخ۔☆ مسلم ج ۲۔ کتاب الامارة باب المبایعة بعد فتح مکة علی الاسلام والجهاد عن عائشة۔☆ بخاری ج ۱۔ کتاب الجهاد باب اثم الغادر للبر والفاجر۔

اس مقام پر بخاری نے ابن عباس سے قال رسول الله ﷺ یوم فتح مکة: لاهجرة ولکن جهاد و نیة واذا استنفرتم فانفروا نقل کیا ہے۔☆ السیرة النبویة لابن کثیر ج ۳۔ عن ابن عباس۔ اور ۱ پر باب لا هجرة بعد الفتح کے تحت عن عائشہؓ بھی مندرجہ بالا روایت انھی الفاظ میں منقول ہے۔ مزید برآں حضرت عائشہؓ سے اسی صفحہ پر ان کا مندرجہ ذیل قول بھی مذکور ہے۔ انقطعت الهجرة منذ فتح الله علی نبیه ﷺ مکة۔☆ مسلم۲۔ کتاب الامارة باب المبایعة بعد فتح مکة علی الاسلام والجهاد والخیر و بیان معنی هجرة بعد الفتح۔ عن ابن عباس۔☆ ابوداؤد ج ۳۔ کتاب الجهاد باب فی الهجرة هل انقطعت۔☆ ترمذی ج ۲۔ ابواب السیر باب ماجاء فی الهجرة۔☆ نسائی ج ۷۔ کتاب البیعة، باب ذکر الاختلاف فی انقطاع الهجرة۔ عن ابن عباس۔ ☆سنن دارمی ج ۲۔ کتاب السیر باب لاهجرة بعد الفتح۔ عن ابن عباس۔☆ دارمی نے ابن عباس کے حوالہ سے یوم الفتح فتح مکة لا هجرة ولکن جهاد ونیة الخ بیان کیا ہے۔ نسائی نے لاهجرة بعد فتح مکة الخ نقل کیا ہے۔☆ ابن ماجه کتاب الکفارات باب ۱۲۔ ابرار المقسم۔ ابن ماجه میں صرف لاهجرة ہے۔☆ مسند احمد ج ۱ص ۲٦٦۔ عن ابن عباس مسند احمد ج۲ص۲۲۔ عن ابی سعید خدری ج۳۔ عن صفوان بن ایه ص: ٤٦٨۔ ۲٦٩ عن مجاشع بن مسعود: ۷۱/٥۔ عن مجاشع بن مسعود ج ٥ ص ۱۸۷۔ زید بن ثابت ج٦ص ٤٦٦۔ عن صنوانی بن امیه۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۹۔ کتاب السیر باب الرخصة فی الاقامة بدار الشرك لمن لا یخاف الفتنة عن ابن عباس۔ بیہقی نے سنن دارمی والی روایت نقل کی ہے بیہقی کے اسی صفحہ پر ایک روایت بایں الفاظ مذکور ہے۔ قد انقطعت الهجرة یوم الفتح اور اسی جلد اور اسی باب کے تحت ص ۱۷ پر فقد انقطعت الهجرة ولکن جهاد و نیة الخ بھی منقول ہے۔ اور بیہقی ج ٥ عن ابن عباس۔ ☆المستدرك للحاکم ج ۳ کتاب الهجرة۔ مستدرك نے لا هجرة بعد الفتح ولکن جهاد و نیة تك مذکور ہے۔☆ مصنف ابن ابی شیبة ج ١٤۔ کتاب المغازی عن عائشه: مستدرك للحاکم والی روایت ہے۔☆ السیرة النبویه ج ۳۔ عن ابی سعید خدری اس نے بھی مستدرك اور ابن ابی شیبه والی روایت نقل کی ہے۔☆ المصنف عبد الرزاق ج ٥۔ عن ابن عباس۔ المصنف میں اسی صفحہ پر سنن بیہقی والی روایت ان الهجرة قد انقطعت

بعد الفتح، ولکن جھاد ونیة الخ بھی منقول ھے۔

(۲٤) ابوداؤد ج ٤۔ کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد۔☆ ابوداؤد ج ۳۔ کتاب الجھاد باب قتل الاسیر ولا یعرض علیه السلام۔☆ نسائی ج ۷۔ کتاب تحریم الدم، باب الحکم فی المرتد۔☆ المستدرك ج ۳۔ کتاب المغازی باب استجارة عبد اللّٰه بن ابی سرح عند عثمان و شفاعته عند النبی ﷺ۔☆ طبقات ابن سعدج۲ص ۱٤۱۔ ☆اس صفحه پر عبارت ابوداؤد، نسائی اور المستدرك سے مختلف ھے مفھوم وھی ھے جو مذکورہ کتب کی روایت میں بیان ھوا ھے۔☆ سیرت ابن ھشام ج ٤۔ سبب امر الرسول بقتل سعد و شفاعته عثمان فیه۔

(۲۵) ابوداؤد ج ٤۔ کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد۔☆ المستدرك ج ۳۔ کتاب المغازی، باب استجارة عبد اللّٰه بن سرح عند عثمان و شفاعته عند النبی ﷺ۔

(۲٦) بخاری ج ۲۔ کتاب المغازی، باب قول الله و یوم حنین اذا اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا الخ☆ بخاری ج ۱۔ کتاب العتق باب من ملك من العرب رقیقا فوھب و باع و جامع وفدٰی وسبٰی۔☆ بخاری ج ۱۔ کتاب الھبة باب من رای الھبة الغائبة جائزة۔☆ بخاری ج ۱۔ کتاب الجھاد باب من قال و من الدلیل علی ان الخمس لنوائب المسلمین الخ۔☆ ابوداؤد ج۳۔ کتاب الجھاد، باب فی فداء الاسیر بالمال۔ عن مروان و مسور بن مخرمه۔☆ نسائی ج٦۔کتاب الھبة، باب ھبة المشاع عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده۔☆ مسند احمد ج ٤ ص ۳۲٦۔ مسور بن مخرمه۔☆ نسائی نے فله ست فرائض من اول شی یفیئه اللّٰه عزوجل تك تو بخاری کے مطابق نقل کی ھے باقی حصهٔ حدیث اس نے نقل نھیں کیا۔☆ مجمع الزوائد:ج٦۔ کتاب المغازی باب ماجاء فی غنائِم ھوازن و سبیھم۔ عن عبد اللّٰه بن عمرو۔☆ السنن الکبرٰی بیھقی ج۹۔ کتاب السیر باب مایفعله بالرجال البالغین منھم عن مروان و مِسور بن مخرمه۔

(۲۷) السنن الکبرٰی للبیھقی ج۹۔ کتاب السیر باب من یجری علیه الرق۔☆ مسند احمد ج ۲ص ۱۸٤۔ عن عبد اللّٰه بن عمرو۔ ☆سیرت ابن ھشام ج ٤۔☆ السیرة النبویة لابن کثیر ج۳۔☆ الکامل فی التاریخ لابن اثیر ج۲۔ ☆الکامل فی التاریخ میں فساعطیکم واسأل فیکم منقول ھے۔

غزوہ تبوک

غزوہ تبوک ایمان ونفاق کی کسوٹی

۸۳- دَعُوْهُ فَاِنْ یَکُ فِیْهِ خَیْرٌ فَسَیُلْحِقُهُ اللّٰهُ بِکُمْ وَ اِنْ یَکُ غَیْرُ ذٰلِکَ فَقَدْ اَرَاحَکُمُ اللّٰهُ مِنْهُ۔

”جانے دو، اگر اس میں کچھ بھلائی ہے تو اللہ اسے پھر تمہارے ساتھ لا ملائے گا اور اگر کچھ دوسری حالت ہے تو شکر کرو کہ اللہ نے اس کی جھوٹی رفاقت سے تمہیں خلاصی بخشی۔“

تخریج:〈ا〉 قَالَ یُوْنُسُ بْنُ بُکَیْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ بُرَیْدَةَ، عَنْ سُفْیَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ کَعْبِ نِ الْقُرَظِیِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: لَمَّا سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی تَبُوْکَ جَعَلَ لَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَتَخَلَّفُ، فَیَقُوْلُوْنَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تَخَلَّفَ فُلَانٌ فَیَقُوْلُ: دَعُوْهُ اِنْ یَّکُ فِیْهِ خَیْرٌ، فَسَیُلْحِقُهُ اللّٰهُ بِکُمْ، وَ اِنْ یَّکُ غَیْرُ ذٰلِکَ فَقَدْ اَرَاحَکُمُ اللّٰهُ مِنْهُ حَتّٰی قِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَخَلَّفَ اَبُوْذَرٍّ وَ اَبْطَأَ بِهٖ بَعِیْرُهٗ فَقَالَ: دَعُوْهُ اِنْ یَّکُ فِیْهِ خَیْرٌ فَسَیُلْحِقُهُ اللّٰهُ بِکُمْ، وَ اِنْ یَّکُ غَیْرُ ذَالِکَ فَقَدْ اَرَاحَکُمُ اللّٰهُ مِنْهُ الخ۔ (۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک کی جانب چل کھڑے ہوئے تو ایک آدمی پیچھے رہنے لگا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ فلاں صاحب پیچھے رہ گئے ہیں۔ لوگوں کی بات سن کر آپؐ فرماتے۔ چھوڑو، جانے دو اسے اگر اس میں کچھ بھلائی ہے تو اللہ اسے پھر تمہارے ساتھ لا ملائے گا اور اگر کچھ دوسری حالت ہے تو اللہ نے تمہیں اس کی رفاقت سے خلاصی ونجات دلا دی۔ یہاں تک کہ کہا گیا یا رسول اللہؐ ابوذرؓ پیچھے رہ گئے ہیں اور انہوں نے اپنے اونٹ کی رفتار سست کر لی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اسے جانے دو، اگر اس کے اندر خیر و بھلائی کا جذبہ ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے تم لوگوں سے ملائے گا اور اگر معاملہ اس کے خلاف ہے تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے نجات دے دی۔

تشریح: غزوۂ تبوک عملاً ایمان اور نفاق کے امتیاز کی کسوٹی بن گیا تھا حتی کہ اس وقت پیچھے رہ جانے کے معنی یہ تھے کہ اسلام کے ساتھ آدمی کے تعلق کی صداقت ہی مشتبہ ہو جائے۔ چناں چہ تبوک کی طرف جاتے ہوئے دوران سفر میں جو جو شخص پیچھے رہ جاتا تا صحابۂ کرام نبی ﷺ کو اس کی خبر دیتے تھے اور جواب میں حضورؐ برجستہ مندرجہ بالا الفاظ فرماتے تھے۔

(تفہیم القرآن، ج ۲، التوبہ تاریخی پس منظر ”غزوہ تبوک“)

کعب بن مالک اور ان کے ساتھیوں کا معاملہ

۸۴- نبی ﷺ نے تبوک سے واپس تشریف لا کر مسلمانوں کو حکم دے دیا کہ کوئی ان (یعنی کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع) سے سلام کلام نہ کرے۔

(کعب بن مالک کو چالیس روز گزرنے کے بعد نبی ﷺ نے یہ پیغام بھجوایا کہ) اپنی بیوی سے بھی علیحدہ ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا کیا طلاق دے دوں؟ جواب ملا نہیں، بس الگ رہو۔ چناں چہ انہوں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اس معاملے کا فیصلہ کر دے۔

پچاسویں دن ان کی معافی کا حکم ہو گیا تو نبی ﷺ کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا۔ کعبؓ نے سلام کیا تو فرمایا ''تجھے مبارک ہو، یہ دن تیری زندگی میں سب سے بہتر ہے'' انہوں نے پوچھا یہ معافی حضورؐ کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے؟ فرمایا خدا کی طرف سے اور آیات الٰہی سنائیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری توبہ میں یہ بھی شامل ہے کہ میں اپنا سارا مال خدا کی راہ میں صدقہ کر دوں۔ فرمایا'' کچھ رہنے دو کہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِيْنَ عَمِيَ، قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ، يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوْكَ، قَالَ كَعْبٌ: لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا اِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ غَيْرَ اَنِّيْ كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَلَمْ يُعَاتِبْ اَحَدٌ، تَخَلَّفَ عَنْهَا اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ، وَلَقَدْ شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْاِسْلَامِ، وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ، وَ اِنْ كَانَتْ بَدْرٌ اَذْكَرُ فِي النَّاسِ مِنْهَا كَانَ مِنْ خَبَرِيْ اِنِّيْ لَمْ اَكُنْ قَطُّ اَقْوٰى، وَلَا اَيْسَرُ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْغَزَاةِ، وَاللّٰهِ! مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِيْ قَبْلَهٗ رَاحِلَتَانِ قَطُّ حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِيْ تِلْكَ الْغَزَاةِ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرِيْدُ غَزْوَةً اِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا، وَمَفَازًا، وَعَدُوًّا كَثِيْرًا، فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ اَمْرَهُمْ لِيَتَاَهَّبُوْا اُهْبَةَ غَزْوِهِمْ، فَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يُرِيْدُ، وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَثِيْرٌ، وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ، يُرِيْدُ الدِّيْوَانَ، قَالَ كَعْبٌ: فَمَا رَجُلٌ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَغَيَّبَ اِلَّا ظَنَّ اَنَّهٗ سَيُخْفٰى لَهٗ مَالَمْ يُنْزَلْ فِيْهِ وَحْيُ اللّٰهِ، وَ غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ، وَ تَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ، فَطَفِقْتُ اَغْدُوْ لِكَيْ اَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ، فَاَرْجِعُ، وَلَمْ اَقْضِ

شَيْئًا، فَاَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ، وَ اَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ، فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ، وَلَمْ اَقْضِ مِنْ جِهَازِيْ شَيْئًا، فَقُلْتُ: اَتَجَهَّزُ بَعْدَهٗ بِيَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ، ثُمَّ اَلْحَقُهُمْ، فَغَدَوْتُ بَعْدَ اَنْ فَصَلُوْا لِاَتَجَهَّزَ، فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا، ثُمَّ غَدَوْتُ، فَرَجَعْتُ، وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا، فَلَمْ يَزَلْ بِيْ حَتّٰى اَسْرَعُوْا، وَ تَفَارَطَ الْغَزْوُ، وَ هَمَمْتُ اَنْ اَرْتَحِلَ فَاُدْرِكَهُمْ، وَلَيْتَنِيْ فَعَلْتُ، فَلَمْ يُقَدَّرْ لِيْ ذٰلِكَ، فَكُنْتُ اِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَطُفْتُ فِيْهِمْ اَحْزَنَنِيْ اَنِّيْ لَا اَرٰى اِلَّا رَجُلًا مَغْمُوْصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ، اَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ مِنَ الضُّعَفَآءِ وَلَمْ يَذْكُرْنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى بَلَغَ تَبُوْكَ، فَقَالَ: وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ، مَا فَعَلَ كَعْبٌ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سَلِمَةَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! حَبَسَهٗ بُرْدَاهُ وَ نَظَرُهٗ فِيْ عِطْفَيْهِ، فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ: بِئْسَ مَا قُلْتَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاعَلِمْنَا عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا، فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: فَلَمَّا بَلَغَنِيْ اَنَّهٗ تَوَجَّهَ قَافِلًا، حَضَرَنِيْ هَمِّيْ، وَ طَفِقْتُ اَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَ اَقُوْلُ بِمَاذَا اَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهٖ غَدًا، وَاسْتَعَنْتُ عَلٰى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِيْ رَاْيٍ مِنْ اَهْلِيْ، فَلَمَّا قِيْلَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَظَلَّ قَادِمًا، زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ، وَعَرَفْتُ اَنِّيْ لَنْ اَخْرُجَ مِنْهُ اَبَدًا بِشَيْءٍ فِيْهِ كَذِبٌ، فَاَجْمَعْتُ صِدْقَهٗ، وَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَادِمًا وَكَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ، فَيَرْكَعُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ، جَاءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ، فَطَفِقُوْا يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْهِ، وَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ، وَكَانُوْا بِضْعَةً وَ ثَمَانِيْنَ رَجُلًا، فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَانِيَتَهُمْ وَ بَايَعَهُمْ، وَاسْتَغْفَرَلَهُمْ، وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ اِلَى اللّٰهِ، فَجِئْتُهٗ، فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ، ثُمَّ قَالَ: تَعَالَ، فَجِئْتُ اَمْشِيْ حَتّٰى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لِيْ: مَاخَلَّفَكَ؟ اَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ؟ فَقُلْتُ: بَلٰى، اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَوْجَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا، لَرَاَيْتُ اَنْ سَاَخْرُجَ مِنْ سَخَطِهٖ بِعُذْرٍ، وَلَقَدْ اُعْطِيْتُ جَدَلًا، وَ لٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ! لَقَدْ عَلِمْتُ، لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيْثَ كَذِبٍ تَرْضٰى بِهٖ عَنِّيْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يُّسْخِطَكَ عَلَيَّ، وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيْثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيْهِ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ فِيْهِ عَفْوَ اللّٰهِ، لَا، وَاللّٰهِ، مَاكَانَ لِيْ مِنْ عُذْرٍ، وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ اَقْوٰى، وَلَا اَيْسَرَ مِنِّيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ، فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ، فَقُمْتُ، وَثَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِيْ سَلِمَةَ، فَاتَّبَعُوْنِيْ، فَقَالُوْا لِيْ: وَاللّٰهِ! مَاعَلِمْنَاكَ كُنْتَ اَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا، وَلَقَدْ عَجَزْتَ اَنْ لَّا تَكُوْنَ اعْتَذَرْتَ اِلٰى رَسُوْلِ

اللّٰهِ ﷺ بِمَااعْتَذَرَ اِلَيْهِ الْمُخَلَّفُوْنَ، قَدْ كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ اسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَكَ، فَوَاللّٰهِ! مَازَالُوْا يُؤَنِّبُوْنَنِيْ حَتّٰى اَرَدْتُ اَنْ اَرْجِعَ، فَاُكَذِّبَ نَفْسِيْ، ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ: هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِيَ اَحَدٌ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، رَجُلَانِ، قَالَا مِثْلَ مَاقُلْتَ، فَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلَ مَاقِيْلَ لَكَ، فَقُلْتُ: مَنْ هُمَا؟ قَالُوْا: مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْعَمْرِوِيُّ، وَ هِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ، فَذَكَرُوْا لِيْ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا، فِيْهِمَا اُسْوَةٌ، فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِيْ وَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا، اَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ، وَتَغَيَّرُوْا لَنَا حَتّٰى تَنَكَّرَتْ فِيْ نَفْسِي الْاَرْضُ فَمَا هِيَ الَّتِيْ اَعْرِفُ؟ فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً، فَاَمَّا صَاحِبَايَ، فَاسْتَكَانَا، وَ قَعَدَا فِيْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ، وَاَمَّا اَنَا فَكُنْتُ اَشَبَّ الْقَوْمِ وَاَجْلَدَهُمْ، فَكُنْتُ اَخْرُجُ، فَاَشْهَدُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَ اَطُوْفُ فِي الْاَسْوَاقِ، وَلَا يُكَلِّمُنِيْ اَحَدٌ، وَ اٰتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَاُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَ هُوَ فِيْ مَجْلِسِهٖ بَعْدَ الصَّلٰوةِ، فَاَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَيَّ، اَمْ لَا، ثُمَّ اُصَلِّيْ قَرِيْبًا مِنْهُ فَاُسَارِقُهُ النَّظَرَ، فَاِذَا اَقْبَلْتُ عَلٰى صَلَاتِيْ، اَقْبَلَ اِلَيَّ، وَ اِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهٗ، اَعْرَضَ عَنِّيْ حَتّٰى اِذَا طَالَ عَلَيَّ ذٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ اَبِيْ قَتَادَةَ وَ هُوَ ابْنُ عَمِّيْ، وَ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَوَاللّٰهِ! مَارَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَقُلْتُ: يَا اَبَا قَتَادَةَ! اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ؟ فَسَكَتَ، فَعُدْتُّ لَهٗ فَنَشَدْتُّهٗ، فَسَكَتَ، فَعُدْتُّ لَهٗ، فَنَشَدْتُّهٗ، فَقَالَ: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَ تَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ، قَالَ: فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ بِسُوْقِ الْمَدِيْنَةِ اِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ اَنْبَاطِ اَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ، يَقُوْلُ: مَنْ يَدُلُّ عَلٰى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ؟ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ لَهٗ حَتّٰى اِذَاجَآءَنِيْ، دَفَعَ اِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ، فَاِذَا فِيْهِ: اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ، وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ، وَلَا مَضْيَعَةٍ، فَالْحَقْ بِنَا، نُوَاسِكَ، فَقُلْتُ لَمَّا قَرَأْتُهَا، وَ هٰذَا اَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ، فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ، فَسَجَرْتُهٗ، بِهَا حَتّٰى اِذَا مَضَتْ اَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً مِنَ الْخَمْسِيْنَ اِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَاْتِيْنِيْ، فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُكَ اَنْ تَعْتَزِلَ امْرَاَتَكَ، فَقُلْتُ: اُطَلِّقُهَا اَمْ مَاذَا اَفْعَلُ؟ قَالَ، لَا، بَلِ اعْتَزِلْهَا، وَلَا تَقْرَبْهَا، وَاَرْسَلَ اِلٰى صَاحِبَيَّ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ لِاِمْرَاَتِيْ: اِلْحَقِيْ بِاَهْلِكِ، فَتَكُوْنِيْ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ، قَالَ كَعْبٌ: فَجَاءَتِ امْرَاَةُ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ، لَيْسَ لَهٗ خَادِمٌ، فَهَلْ تَكْرَهُ

اَنْ اَخْدُمَهٗ، قَالَ: لَا، وَلٰکِنْ لَّا یَقْرُبُکِ، قَالَتْ: اِنَّهٗ وَاللّٰهِ مَابِهٖ حَرْکَةٌ اِلٰی شَیْءٍ، وَاللّٰهِ مَازَالَ یَبْکِیْ مُنْذُ کَانَ مِنْ اَمْرِهٖ مَاکَانَ اِلٰی یَوْمِهٖ هٰذَا، فَقَالَ لِیْ بَعْضُ اَهْلِیْ: لَوِ اسْتَاْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِی امْرَاَتِکَ کَمَا اَذِنَ لِاِمْرَاَةِ هِلَالِ بْنِ اُمَیَّةَ اَنْ تَخْدُمَهٗ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَااَسْتَاْذِنُ فِیْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَمَا یُدْرِیْنِیْ مَا یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَاْذَنْتُهٗ فِیْهَا، وَاَنَا رَجُلٌ شَابٌّ، فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِکَ عَشْرَ لَیَالٍ حَتّٰی کَمَلَتْ لَنَا خَمْسُوْنَ لَیْلَةً مِنْ حِیْنَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ کَلَامِنَا، فَلَمَّا صَلَّیْتُ صَلٰوةَ الْفَجْرِ صُبْحَ خَمْسِیْنَ لَیْلَةً، وَاَنَا عَلٰی ظَهْرِ بَیْتٍ مِنْ بُیُوْتِنَا، فَبَیْنَا اَنَا جَالِسٌ عَلَی الْحَالِ الَّتِیْ ذَکَرَ اللّٰهُ، قَدْ ضَاقَتْ عَلَیَّ نَفْسِیْ، وَضَاقَتْ عَلَیَّ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ اَوْفٰی عَلٰی جَبَلِ سَلْعٍ بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ یَاکَعْبَ بْنَ مَالِکٍ: اَبْشِرْ، قَالَ: فَخَرَرْتُ سَاجِدًا، وَعَرَفْتُ اَنْ قَدْ جَآءَ فَرَجٌ وَ اٰذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَیْنَا حِیْنَ صَلّٰی صَلٰوةَ الْفَجْرِ، فَذَهَبَ النَّاسُ یُبَشِّرُوْنَنَا، وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَیَّ مُبَشِّرُوْنَ، وَ رَکَضَ اِلَیَّ رَجُلٌ فَرَسًا وَ سَعٰی سَاعٍ مِنْ اَسْلَمَ، فَاَوْفٰی عَلَی الْجَبَلِ، وَکَانَ الصَّوْتُ اَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ، فَلَمَّا جَآءَنِی الَّذِیْ سَمِعْتُ صَوْتَهٗ یُبَشِّرُنِیْ، نَزَعْتُ لَهٗ ثَوْبَیَّ، فَکَسَوْتُهٗ اِیَّاهُمَا بِبُشْرَاهُ، وَاللّٰهِ مَا اَمْلِکُ غَیْرَهُمَا یَوْمَئِذٍ، وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَیْنِ فَلَبِسْتُهُمَا، وَانْطَلَقْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَیَتَلَقَّانِی النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا یُهَنِّؤُنِّیْ بِالتَّوْبَةِ، یَقُوْلُوْنَ: لِتَهْنِکَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَیْکَ، قَالَ کَعْبٌ: حَتّٰی دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَاِذَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ، فَقَامَ اِلَیَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰهِ یُهَرْوِلُ حَتّٰی صَافَحَنِیْ، وَهَنَّانِیْ، وَاللّٰهِ! مَاقَامَ اِلَیَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ غَیْرُهٗ، وَلَا اَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ، قَالَ کَعْبٌ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ یَبْرُقُ وَجْهُهٗ مِنَ السُّرُوْرِ اَبْشِرْ بِخَیْرِ یَوْمٍ مَرَّ عَلَیْکَ مُنْذُ وَلَدَتْکَ اُمُّکَ۔ قَالَ: قُلْتُ: اَمِنْ عِنْدِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَا، بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰی کَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ، وَکُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِکَ مِنْهُ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَیْنَ یَدَیْهِ، قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِیْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِیْ صَدَقَةً اِلَی اللّٰهِ وَاِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَمْسِکْ عَلَیْکَ بَعْضَ مَالِکَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّکَ، قُلْتُ: فَاِنِّیْ اُمْسِکُ سَهْمِیَ الَّذِیْ بِخَیْبَرَ، فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اللّٰهَ اِنَّمَا نَجَّانِیْ بِالصِّدْقِ وَ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِیْ اَنْ لَا اُحَدِّثَ اِلَّا صِدْقًا، مَا بَقِیْتُ فَوَاللّٰهِ مَا اَعْلَمُ اَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَبْلَاهُ اللّٰهُ فِیْ صِدْقِ الْحَدِیْثِ مُنْذُ ذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحْسَنَ مِمَّا اَبْلَانِیْ، وَمَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ

ذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰی یَوْمِیْ ھٰذَا کَذِبًا وَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ یَّحْفَظَنِیَ اللّٰہُ فِیْمَا بَقِیْتُ، وَ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَقَدْ تَّابَ اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَالْمُھَاجِرِیْنَ اِلٰی قَوْلِہٖ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ، فَوَاللّٰہِ! مَا اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیَّ مِنْ نِّعْمَۃٍ قَطُّ بَعْدَ اَنْ ھَدَانِیْ لِلْاِسْلَامِ اَعْظَمَ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ صِدْقِیْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ لَا اَکُوْنَ کَذَبْتُہٗ، فَاَھْلِکَ کَمَا ھَلَکَ الَّذِیْنَ کَذَبُوْا، فَاِنَّ اللّٰہَ قَالَ لِلَّذِیْنَ کَذَبُوْا حِیْنَ اَنْزَلَ الْوَحْیَ شَرَّ مَا قَالَ لِاَحَدٍ، فَقَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی سَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ لَکُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَیْھِمْ اِلٰی قَوْلِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَرْضٰی عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ، قَالَ کَعْبٌ: وَکُنَّا تُخَلِّفْنَا اَیُّھَا الثَّلَاثَۃُ عَنْ اَمْرِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ قَبِلَ مِنْھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم حِیْنَ حَلَفُوْا لَہٗ، فَبَایَعَھُمْ، وَاسْتَغْفَرَلَھُمْ، وَاَرْجَاَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَمْرَنَا حَتّٰی قَضَی اللّٰہُ فِیْہِ، فَبِذَالِکَ قَالَ اللّٰہُ وَعَلَی الثَّلٰثَۃِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا۔ وَ لَیْسَ الَّذِیْ ذَکَرَ اللّٰہُ مِمَّا خُلِّفْنَا عَنِ الْغَزْوِ، وَاِنَّمَا ھُوَ تَخْلِیْفُہٗ، اِیَّانَا وَ اِرْجَاؤُہٗ اَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَہٗ، وَاعْتَذَرَ اِلَیْہِ فَقَبِلَ مِنْہُ۔ (۲)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب سے مروی ہے کہ عبداللہ اپنے باپ کعب کو نابینا ہونے کی وجہ سے پکڑ کر چلایا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک سے خود سنا وہ کہتے تھے کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب وہ تبوک کے مجاہدین میں شریک ہونے سے پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بجز غزوۂ تبوک اور غزوۂ بدر میں پیچھے رہ جانے والوں پر عتاب الٰہی نہیں ہوا۔ غزوۂ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے نکلنے کی غرض قریش کے تجارتی کارواں کا تعاقب تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اور آپؐ کے دشمنوں کے درمیان اچانک معرکہ آرائی کروادی۔ میں لیلۃ العقبہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا جب آپؐ نے ہم سے اسلام میں قائم و ثابت قدم رہنے کا عہد لیا تھا۔ مجھے تو عقبہ کی رات بدر کے مقابلہ میں زیادہ محبوب ہے اگرچہ عقبہ کی رات کے مقابلہ میں بدر لوگوں میں زیادہ مشہور ہے۔ غزوۂ تبوک میں میری عدم شرکت کی وجہ یہ ہے۔ تبوک کے موقع پر میری مالی حالت پہلے کی بہ نسبت بہت اچھی تھی جسمانی قوت بھی خوب تھی۔ اللہ شاہد ہے کہ اس سے پہلے میرے پاس دو سواریاں نہیں تھیں مگر اس موقع پر میری ملکیت میں دو سواریاں موجود تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کا عام معمول تھا کہ جب کبھی جنگ کا عزم وارادہ فرماتے تو واضح اور صاف طور پر جگہ وغیرہ کی نشان دہی نہیں فرماتے تھے بلکہ توریہ سے کام لیتے (تاکہ دشمن کو علم نہ ہو جائے) مگر اس غزوہ کے موقع پر شدید گرمی تھی۔ سفر طویل تھا۔ راستہ بے آب وگیاہ تھا۔ دشمن کی نفری بہت زیادہ تھی۔ اس لیے آپ نے صحابہ کرام کو واضح طور پر آگاہ فرمادیا کہ ہم تبوک جارہے ہیں تاکہ وہ لوگ اپنی حیثیت کے مطابق جنگ کی تیاری کرلیں۔ اس وقت کثیر تعداد میں مسلمان آپ کے ساتھ تھے مگر کوئی رجسٹر اندراج ایسا نہیں تھا جس میں ان کے نام درج ہوں۔ کعب نے بتایا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں تھا کہ جو اس غزوہ میں شرکت نہ چاہتا ہو۔ مگر ساتھ ہی یہ خیال بھی ان کے ذہنوں میں تھا کہ کسی کا اس غزوہ میں شامل نہ ہونا آپ کو اس وقت تک معلوم نہیں ہوسکتا جب تک وحی کے ذریعہ بتا نہ دیا جائے۔ غرض رسول اللہ ﷺ اس غزوہ کے لیے عین اس وقت روانہ ہوئے

جب پھلوں کی فصل پک کر تیار ہو رہی تھی اور سایہ میں بیٹھنا خوش گوار معلوم ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام تیاریوں میں مصروف تھے۔ مگر میں یہی سوچتا تھا کہ میں تیاری کرلوں گا۔ یہ سوچ کر واپس آجاتا اور کوئی عملی فیصلہ نہ کرسکا۔ دل ہی دل میں سوچتا کہ کیا جلدی ہے میں تو ہر وقت تیاری کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ اسی ٹال مٹول میں دن گزرتے رہے۔ تا آں کہ لوگوں نے پورے شدومد سے تیاری کرلی۔ اور ایک روز صبح رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو لے کر نکل کھڑے ہوئے میں نے کہا میں ایک دو روز میں تیاری کر کے راستہ ہی میں ان کے ساتھ جاملوں گا۔ غرض دوسرے روز میں نے تیاری کرنا چاہی مگر نہ ہوسکی اور تیسرے روز بھی اسی طرح شش و پنج میں رہا اور تیاری نہ کرسکا کہ لوگ جلدی سے آگے نکل گئے۔ میں نے کئی بار ارادہ کیا کہ غزوہ کے لیے نکلوں گا اور ان کو راستہ میں جالوں گا مگر ہائے افسوس میں ایسا نہ کرسکا۔ تقدیر میں ایسا ہی لکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے غزوہ کے لیے تشریف لے جانے کے بعد جب میں باہر مدینہ میں چلتا پھرتا تو مجھے یا منافق نظر آتے یا پھر ایسے لوگ نظر آتے جو کم زور، ضعیف اور بیمار ہوتے تھے۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑا افسوس ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے راستہ میں مجھے کہیں یاد نہیں فرمایا۔ البتہ تبوک پہنچ کر جب آپ سب لوگوں میں تشریف فرما تھے تو دریافت فرمایا کعب نے کیا کیا؟ (کہاں ہے) بنوسلمہ کے ایک آدمی نے بتایا کہ یا رسول اللہ اسے تو اس کی چادروں کی خوب صورتی اور حسن و جمال پر اس کے ناز ونخرے نے روک رکھا ہے۔ یہ سن کر حضرت معاذ بن جبل نے کہا تم نے اچھی بات نہیں کی۔ واللہ اے اللہ کے رسول ہم تو اسے بھلا واچھا آدمی ہی جانتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر خاموش رہے۔ کعب بن مالک کا بیان ہے کہ جب مجھے یہ اطلاع پہنچی کہ رسول اللہ واپس تشریف لا رہے ہیں تو میں اس سوچ میں پڑ گیا کہ کوئی ایسا بہانہ سوجھ جائے جو مجھے آپ کے غصہ اور ناراضگی سے تحفظ کا ذریعہ بن جائے۔ پھر میں نے اس بارے میں اپنے خاندان کے اہل الرائے اصحاب سے بھی مدد لی کہ وہ سوچ کر میرے لیے کوئی راستہ بتائیں۔ پس جب یہ کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ تو مدینہ کے بالکل قریب پہنچ چکے ہیں تو میرے دل و دماغ سے اس بہانہ سازی کا خیال زائل ہوگیا اور مجھے سمجھ آگئی کہ حق گوئی و صداقت بیانی کے سوا مجھے اس سے نکالنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ غلط بیانی کی کوئی صورت مجھے اس سے نکال نہیں سکتی۔ تو میں نے حق گوئی کا فیصلہ کرلیا۔ آپؐ بھی مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ کسی بھی سفر سے واپسی پر پہلے مسجد میں تشریف فرما ہوتے اور دو رکعت نفل ادا فرماتے۔ پھر لوگوں سے ملاقات کے لیے بیٹھ جاتے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو پیچھے رہ جانے والے حضرات آپ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع ہوئے اور انہوں نے اپنے اپنے عذر تراشے، اور قسمیں کھانے لگے۔ ان لوگوں کی تعداد اسی (۸۰) سے کچھ اوپر ہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی ظاہری معذرتوں کو قبول فرمالیا اور ان سے بیعت لی اور ان کے حق میں دعاء مغفرت فرمائی اور ان کے دلوں کے مخفی رازوں کو اللہ کے سپرد کیا۔ کعب کا بیان ہے کہ پھر میں بھی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپؐ نے ایسے تبسم و مسکراہٹ سے جواب دیا جس میں ناراضگی وغصہ کے آثار تھے۔ فرمایا تشریف لایے، آپ کو کس چیز نے روکا تھا؟ حالاں کہ تم نے تو سواری کا بندوبست بھی کرلیا تھا۔ میں نے عرض کیا واللہ اگر میں اہل دنیا میں سے کسی کے سامنے حاضر ہوا ہوتا تو ضرور کوئی نہ کوئی بات بنا کر اس کو راضی کرنے کی کوشش کرتا۔ تو یقیناً اس عذر کی وجہ سے اس کی ناراضگی وغصہ سے بچ نکلتا۔ باتیں تو مجھے بھی خوب بنانی آتی ہیں۔ مگر آپ کے متعلق میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر اس وقت کوئی جھوٹا عذر پیش کر کے میں نے آپ کو راضی کر بھی لیا تو اللہ ضرور آپؐ کو مجھ سے ناراض کردے گا۔ البتہ اگر سچ کہوں تو چاہے آپ ناراض ہی کیوں نہ

ہوں مجھے امید ہے کہ اللہ میرے لیے معافی کی کوئی صورت پیدا فرما دے گا۔ واللہ واقعہ یہ ہے کہ میرے پاس کوئی عذر نہیں۔ اللہ شاہد و گواہ ہے کہ اس سے پہلے میرے پاس نہ اتنی دولت تھی اور نہ اتنی فراخی و آسانی۔ جب کہ آپؐ کے ساتھ جانے سے پیچھے رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کعب نے سچ کہا ہے اچھا جاؤ اور اپنے بارے میں اللہ کے فیصلہ کا انتظار کرو۔ میں اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔ بنی سلمہ کے کچھ لوگ بھی میرے ساتھ ہو لیے۔ اور کہنے لگے کہ اب تک تمہارا کوئی گناہ وقصور تو ہمارے علم میں نہیں آیا اور تو اسے انجام دینے سے عاجز بھی نہیں تھا کہ دوسرے لوگوں کی طرح تو بھی معذرت پیش کرتا اور عذر تراش لیتا اور رسول اللہ ﷺ کی دعا تمہارے قصور وگناہ کی تلافی کے لیے کافی ہوتی۔ وہ مسلسل مجھے یہی سمجھانے میں لگے رہے کہ میرے دل میں بھی یہ خیال جنم لینے لگا کہ واپس جا کر اپنے پہلے قول کی تردید کر کے کوئی بہانہ تراش کر پیش کر دوں۔ پھر میں نے ان سے دریافت کیا کہ آیا کوئی اور بھی ہے جس نے میری طرح صاف طور پر اعترافِ گناہ کیا ہے۔ انہوں نے اس کے جواب میں کہا کہ ہاں دو آدمی اور بھی ہیں جنہوں نے اپنے اس جرم وقصور کا اقرار کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں بھی وہی جواب دیا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کون کون صاحبان ہیں۔ انہوں نے بتایا مرارہ بن ربیع عمروی اور ہلال بن امیہ واقفی۔ انہوں نے مجھے ان دو صالح آدمیوں کا ذکر کیا جو بدر میں بھی شریک ہو چکے تھے۔ دونوں میں ایک اسوہ موجود تھا جب انہوں نے ان دو صالح آدمیوں کا میرے روبرو ذکر کیا تو میں سن کر وہاں سے چلا گیا۔ اور پھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ہم سے بات چیت سے منع فرما دیا مگر یہ حکم ہمارے علاوہ دوسرے پیچھے رہ جانے والوں کے لیے نہیں تھا۔ چناں چہ لوگوں نے ہم سے اجتناب کرنا شروع کر دیا اور لوگ ہمارے لیے اجنبی ہو گئے۔ ایسی صورت حال بن گئی کہ وہ زمین جسے میں خوب جانتا تھا غیر معروف اور اوپری ہو گئی۔ (زمین و آسمان بھی بھول گئے) غرض پچاس راتیں (پچاس دن) اسی کیفیت وحالت میں گزر گئے۔ میرے دونوں ساتھی تو کم زور اور سست پڑ گئے اور اپنے گھر بیٹھ گئے اور آہ وزاری کرتے رہے۔ مگر میں جوان وتوانا آدمی تھا لہٰذا میں گھر سے باہر بھی نکلتا رہا اور نماز باجماعت میں بھی شریک ہوتا رہا۔ بازار میں بھی گھومتا پھرتا رہتا لیکن مجھ سے بات تک کوئی بھی نہیں کرتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ سلام عرض کرتا آپؐ نماز سے فراغت کے بعد جائے نماز پر رونق افروز ہوتے۔ سلام کے جواب میں مجھے شبہ گزرتا کہ آں جنابؐ کے لب مبارک میں جنبش ہے شاید میرے سلام کا جواب دے رہے ہیں یا نہیں۔ پھر میں آپؐ کے بالکل قریب نماز پڑھتا، آنکھ چرا کر دیکھتا (کن انکھیوں سے دیکھتا) کہ آپ کا ردعمل کیا ہے میرے بارے میں۔ جب تک میں حالت نماز میں رہتا آپ مجھے ملاحظہ فرماتے رہتے لیکن جب میں آپؐ کی جانب ملتفت ہوتا تو آپ اپنا رخ انور پھیر لیتے۔ لوگوں کی میرے ساتھ بے رخی وبدسلوکی کا دورِ طویل مجھ پر گراں ہو گیا تو میں دیوار پھاند کر اپنے چچا زاد بھائی ابوقتادہ کے پاس گیا۔ میں نے انہیں سلام پیش کیا۔ اللہ شاہد ہے انہوں نے میرے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ تو میں نے ابوقتادہ سے کہا۔ ابوقتادہ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو مجھے نہیں جانتا کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے دوبارہ قسم کھا کر وہی سوال کیا تو اس نے پھر بھی جواب نہ دیا۔ تیسری بار پھر میں نے قسم کھا کر پوچھا تو اس نے صرف یہ کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ یہ سن کر میری آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ میں دیوار پھاند کر واپس لوٹ آیا۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ میں ایک روز مدینہ کے بازار میں گھوم پھر رہا تھا کہ اچانک ایک نصرانی دہقان جو ملک شام کا باشندہ تھا، اناج وغیرہ فروخت کرنے آیا تھا۔ یہ پکار رہا تھا کہ کوئی

صاحب ہیں جو مجھے کعب بن مالک کا اتا پتا بتا دیں؟ لوگوں نے میری طرف اشاروں سے اسے بتایا کہ وہ ہے کعب بن مالک۔ تا آن کہ وہ میرے پاس پہنچ گیا اور غسان کے فرماں رواں کا ایک مکتوب میرے سپرد کیا جس میں تحریر تھا کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ تمہارا صاحب تم پر زیادتی کر رہا ہے۔ حالاں کہ اللہ نے تمہیں ذلت و رسوائی کا مقام نہیں دیا۔ معزز آدمی ہو ہمارے ساتھ مل جاؤ ہم ہر طرح کی خیر خواہی کریں گے تمہارے ساتھ۔ آرام سے تمہیں رکھیں گے۔ خط پڑھ کر میں نے سوچا یہ بھی مزید ایک آزمائش ہے۔ پھر میں نے تندور کے پاس اس خط کو آگ کی نذر کر دیا۔ اس کے بعد ابھی تک صرف چالیس راتیں (دن) گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اور پیغام پہنچایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی سے بھی علاحدہ ہو جاؤ۔ تو میں نے اس سے پوچھا کیا اسے طلاق دے دوں یا پھر اور کیا کروں؟ اس نے کہا نہیں صرف علاحدگی اختیار کرو اور اس کے قریب نہ جاؤ۔ اسی طرح کا فرمان میرے دوسرے دونوں ساتھیوں کی جانب بھی بھیجا۔ میں نے تو تعمیل امر میں اپنی اہلیہ سے کہہ دیا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ جب تک اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں میرا فیصلہ نہ فرما دے۔ کعب کا بیان ہے کہ ہلال بن امیہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی اے رسول الٰہی ہلال بن امیہ میرا شوہر تو بہت بوڑھا آدمی ہے اس کا کوئی خدمت گار بھی نہیں میں اگر اس کا کام کر دیا کروں تو کوئی مضائقہ تو نہیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں لیکن وہ تمہارے ساتھ قربت نہیں کر سکتا۔ وہ بولی۔ حضور اللہ گواہ ہے اس میں تو ایسی خواہش ہی نہیں۔ جب سے یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے وہ تو روئے ہی جا رہا ہے۔ مسلسل آج تک اس کا یہی حال ہے۔ کعب کا بیان ہے کہ مجھے بھی میرے بعض عزیزوں نے مشورہ دیا کہ تم بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہو کر اپنی اہلیہ کے بارے میں ایسی ہی اجازت لے لو تا کہ وہ تمہاری خدمت کرتی رہے۔ جس طرح ہلال کی بیوی کو رخصت مل گئی ہے۔ میں نے ان کو جواب دیا کہ اللہ کی قسم میں ایسا کسی صورت بھی نہیں کر سکتا۔ نا معلوم رسول اللہ ﷺ کیا ارشاد فرمائیں۔ میں تو نوجوان آدمی ہوں۔ غرض اس کے بعد وہ دس راتیں (دس دن) بھی گزر گئیں اور پچاسویں رات کو میں اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا تھا اور میری حالت بعینہ وہی تھی جسے اللہ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے کہ مجھ پر میری زندگی اجیرن بن چکی تھی اور زمین اپنی وسعت و کشادگی کے باوجود مجھ پر تنگ ہو چکی تھی کہ میں کسی پکارنے والے کی زوردار بلند آواز سطح پہاڑ سے سنی کہ اے کعب، بشارت ہو تمہیں۔ یہ آواز سنتے ہی میں بے اختیار سر بسجود ہو گیا میں سمجھ گیا کہ اب مشکل آسان ہو گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر ادا کرنے کے بعد لوگوں کو مطلع فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ کو شرف قبولیت سے نواز دیا ہے پس اب لوگ ہمیں مبارک باد کی بشارتیں دینے کے لیے دوڑے۔ ایک آدمی نے گھوڑا میری طرف دوڑایا۔ اور بنو اسلم کا ایک آدمی بھاگتا ہوا آیا اور سلع پہاڑ پر بلند آواز سے پکارا جو مجھے قبولیت توبہ کا مژدہ سنا رہا تھا۔ یہ آواز گھوڑے سے بھی زیادہ جلدی میرے کان میں پڑ گئی۔ خوشی کے مارے میں نے اپنے زیب تن دونوں کپڑے اتار کر بشارت دینے کے صلہ میں اسے دے دیے اور خود کسی سے عاریتاً مانگ کر کپڑے پہن لیے۔ خود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہونے کے لیے چل دیا۔ سر راہ لوگوں کا ایک جم غفیر تھا جو میری توبہ کی قبولیت پر مبارک باد دے رہا تھا یہ لوگ کہہ رہے تھے کہ اللہ کا یہ انعام تمہیں مبارک ہو۔ کعب کا بیان ہے کہ میں یہ بشارتی پیغامات سنتا ہوا سیدھا مسجد پہنچا۔ آپ وہاں تشریف فرما تھے۔ ارد گرد لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔

طلحہ بن عبید اللہ نے لپک کر مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی۔ مہاجرین میں سے صرف طلحہ نے ایسا کیا۔ میں ان

کا یہ حسنِ معاملہ کبھی فراموش نہیں کروں گا۔ کعب کا بیان ہے کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کیا اس وقت آپؐ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا جب آپ خوش ہوتے تو آپؐ کا چہرہ ایسا لگتا گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے آپؐ کے رخ انور کی اس چمک سے ہم واقف تھے۔ جب میں آپ کے روبرو بیٹھ گیا تو عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنی نجات اور معافی کے شکریہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول کے لیے صدقہ وخیرات نہ کردوں؟ آپؐ نے فرمایا۔ اپنا کچھ مال اپنے لیے روک رکھو۔ وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا اچھا تو میں اپنا خیبر والا حصہ اپنے لیے روک لیتا ہوں پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول میں نے سچ بولنے کی وجہ سے نجات پائی ہے۔ لہٰذا اب میں زندگی بھر سچ ہی بولوں گا۔ واللہ میرے علم میں ایسا کوئی آدمی مسلمانوں میں نہیں جس پر ایسی مہربانی فرمائی ہو جیسی مجھ پر فرمائی ہے۔ اس وقت سے لے کر آج تک پھر کبھی میں نے جھوٹ نہیں بولا، اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ عمر بھر جھوٹ بولنے سے مجھے بچائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر **لقد تاب اللّٰہ علی النبی والمھاجرین والانصار** یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی، مہاجرین اور انصار کو معاف فرمادیا۔ اللہ کی قسم قبول اسلام کے بعد اس سے بڑھ کر میں نے کوئی انعام اور احسان نہیں دیکھا کہ آں حضور ﷺ کے روبرو سچ بولنے کی مجھے توفیق عنایت فرما کر تباہ وبرباد اور ہلاک ہونے سے بچالیا۔ بہ صورت دیگر میں بھی دیگر لوگوں کی طرح تباہ وبرباد ہوجاتا جنہوں نے آپؐ کے سامنے جھوٹ بولا اور قسمیں کھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے والوں کے حق میں بہت سخت ارشاد فرمایا۔ **سیحلفون باللّٰہ لکم اذا انقلبتم الیھم** سے لے کر **فان اللّٰہ لا یرضی عن القوم الفاسقین** تک یعنی یہ لوگ جھوٹی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے درگزر کا معاملہ کرو۔ مگر ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ کعب بن مالک کا بیان ہے ہم تینوں ان منافقوں سے الگ ہیں جنہوں نے نہ جانے کے بہانے تراشے اور جھوٹی قسمیں کھائیں اور نبی ﷺ نے ان کی بات پر یقین کرلیا اور ان سے بیعت لے لی اور ان کے لیے دعاء مغفرت بھی فرمائی۔ ہمارا معاملہ التوا میں رکھا تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ خود اس معاملہ کا فیصلہ فرمادے۔ اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے۔ **و علی الثلاثۃ الذین خلفوا۔** یعنی ان تینوں کو معاف کیا جو پیچھے رہ گئے تھے اور اس سے وہ مراد نہیں جو عمداً ان سے پیچھے رہے۔ جنہوں نے قسمیں کھائیں، عذرات پیش کیے اور نبی ﷺ نے ان کے عذرات کو قبول فرمایا۔

ابوداؤد نے کعب بن مالک سے مندرجہ ذیل الفاظ نقل کیے ہیں۔

﴿۲﴾ عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ، قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِیْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِیْ صَدَقَةً اِلَی اللّٰہِ وَ اِلٰی رَسُوْلِہٖ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَمْسِکْ عَلَیْکَ بَعْضَ مَالِکَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ، قَالَ: فَقُلْتُ: اِنِّیْ اُمْسِکُ سَھْمِیَ الَّذِیْ بِخَیْبَرَ۔ (۳)

ترجمہ: حضرت کعب بن مالک سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں معافی کے شکریہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول کے لیے صدقہ وخیرات کردوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اپنا کچھ مال اپنے لیے روک لو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ کعب بن مالک کا بیان ہے میں نے عرض کیا اچھا تو میں اپنا خیبر والا حصہ اپنے لیے روک لیتا ہوں۔

تشریح: یہ تینوں اشخاص سچے مومن تھے۔ اس سے پہلے اپنے اخلاص کا بارہا ثبوت دے چکے تھے۔ قربانیاں کر چکے تھے۔ آخر الذکر دو اصحاب تو غزوۂ بدر کے شرکاء میں سے تھے جن کی صداقت ایمانی ہر شبہے سے بالاتر تھی اور اول الذکر بزرگ اگرچہ بدری نہ تھے لیکن بدر کے سوا ہر غزوہ میں نبیؐ کے ساتھ رہے۔ ان خدمات کے باوجود جو سستی اس نازک موقع پر، جب کہ تمام قابل جنگ اہل ایمان کو جنگ کے لیے نکل آنے کا حکم دیا گیا تھا، ان حضرات نے دکھائی، اس پر سخت گرفت کی گئی۔ ۴۰ دن کے بعد ان کی بیویوں کو بھی ان سے الگ رہنے کی تاکید کر دی گئی۔ فی الواقع مدینہ کی بستی میں ان کا وہی حال ہو گیا تھا جس کی تصویر سورۃ توبہ آیت ۱۱۸ میں کھینچی گئی ہے آخر کار جب ان کے مقاطعہ کو ۵۰ دن ہو گئے تب معافی کا حکم نازل ہوا۔

(تفہیم القرآن، ج ۲، التوبہ، حاشیہ: ۱۱۹)

یہ حدیث حضرت کعب بن مالکؓ اور ان کے ساتھیوں کے متعلق ہے۔ وہ سستی کی بنا پر غزوۂ تبوک میں شامل نہ ہو سکے۔ پھر حضرت کعب بن مالکؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بڑھاپے میں یہ قصہ سنایا کہ غزوۂ تبوک کی تیاری کے زمانہ میں نبی ﷺ جب کبھی مسلمانوں سے شرکت جنگ کی اپیل کرتے تھے۔ میں اپنے دل میں ارادہ کر لیتا تھا کہ چلنے کی تیاری کروں گا۔ مگر پھر واپس آ کر سستی کر جاتا تھا اور کہتا تھا کہ ابھی کیا ہے جب چلنے کا وقت آئے گا تو تیار ہوتے کیا دیر لگتی ہے۔ اسی طرح بات ٹلتی رہی یہاں تک کہ لشکر کی روانگی کا وقت آ گیا اور میں تیار نہ تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ لشکر کو چلنے دو میں ایک دو روز بعد راستہ ہی میں اس سے جا ملوں گا۔ مگر پھر وہی سستی مانع ہوئی حتیٰ کہ وقت نکل گیا۔ اس زمانہ میں جب کہ میں مدینہ میں رہا۔ میرا دل یہ دیکھ دیکھ کر بے حد کڑھتا تھا کہ میں پیچھے جن لوگوں کے ساتھ رہ گیا ہوں وہ یا تو منافق ہیں یا وہ ضعیف اور مجبور لوگ جن کو اللہ نے معذور رکھا ہے۔

جب نبی ﷺ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حسب معمول آپؐ نے پہلے مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھی، پھر لوگوں سے ملاقات کے لیے بیٹھے۔ اس مجلس میں منافقین نے آ آ کر اپنے عذرات لمبی چوڑی قسموں کے ساتھ پیش کرنے شروع کیے۔ یہ ۸۰ سے زیادہ آدمی تھے۔ حضورؐ نے ان میں سے ایک ایک کی بناوٹی باتیں سنیں۔ ان کے ظاہری عذرات کو قبول کر لیا اور ان کے باطن کو خدا پر چھوڑ کر فرمایا ''خدا تمہیں معاف کرے۔'' پھر میری باری آئی۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا۔ آپؐ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا ''تشریف لائیے! آپ کو کس چیز نے روکا تھا۔'' میں نے عرض کیا ''خدا کی قسم اگر میں اہل دنیا میں سے کسی کے سامنے حاضر ہوا ہوتا تو ضرور کوئی نہ کوئی بات بنا کر اس کو راضی کرنے کی کوشش کرتا، باتیں بنانی تو مجھے بھی آتی ہیں، مگر آپ کے متعلق میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر اس وقت کوئی جھوٹا عذر پیش کر کے میں نے آپؐ کو راضی کر بھی لیا تو اللہ ضرور آپؐ کو مجھ سے پھر ناراض کر دے گا۔ البتہ اگر سچ کہوں تو چاہے آپ ناراض ہی کیوں نہ ہوں، مجھے امید ہے کہ اللہ میرے لیے معافی کی کوئی صورت پیدا فرما دے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ میرے پاس کوئی عذر نہیں ہے جسے پیش کر سکوں، میں جانے پر پوری طرح قادر تھا۔'' اس پر حضورؐ نے فرمایا ''یہ شخص ہے جس نے سچی بات کہی۔ اچھا، جاؤ اور انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ تمہارے معاملے میں کوئی فیصلہ کر دے۔'' میں اٹھا اور اپنے قبیلے کے لوگوں میں جا بیٹھا۔ یہاں سب کے سب میرے پیچھے پڑ گئے اور مجھے بہت ملامت کی کہ تو نے کوئی عذر کیوں نہ کر دیا۔ یہ باتیں سن کر میرا نفس بھی کچھ

آمادہ ہونے لگا کہ پھر حاضر ہو کر کوئی بات بنادوں مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ دو اور صالح آدمیوں (مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ) نے بھی وہی سچی بات کہی ہے جو میں نے کہی تھی تو مجھے تسکین ہوگئی اور میں اپنی سچائی پر جمارہا۔

اس کے بعد نبی ﷺ نے عام حکم دے دیا کہ ہم تینوں آدمیوں سے کوئی بات نہ کرے۔ وہ دونوں تو گھر بیٹھ گئے، مگر میں نکلتا تھا جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا، بازاروں میں چلتا پھرتا تھا اور کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ سرزمین بدل گئی ہے۔ میں یہاں اجنبی ہوں اور اس بستی میں کوئی بھی میرا واقف کار نہیں۔ مسجد میں نماز کے لیے جاتا تو حسب معمول نبی ﷺ کو سلام کرتا تھا۔ مگر بس انتظار ہی کرتا رہ جاتا تھا کہ جواب کے لیے آپؐ کے ہونٹ جنبش کریں۔ نماز میں نظریں چرا کر حضورؐ کو دیکھتا تھا کہ آپؐ کی نگاہیں مجھ پر کیسی پڑتی ہیں مگر وہاں حال یہ تھا کہ جب تک میں نماز پڑھتا آپ میری طرف دیکھتے رہتے اور جہاں میں نے سلام پھیرا کہ آپؐ نے میری طرف سے نظر ہٹائی۔ ایک روز میں گھبرا کر اپنے چچازاد بھائی اور بچپن کے یار ابوقتادہ کے پاس گیا اور ان کے باغ کی دیوار پر چڑھ کر انہیں سلام کیا۔ مگر اس اللہ کے بندے نے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ میں نے کہا ''ابوقتادہ! میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا میں خدا اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا؟'' وہ خاموش رہے۔ میں نے پھر پوچھا وہ پھر خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ جب میں نے قسم دے کر یہی سوال کیا تو انہوں نے بس اتنا کہا کہ ''اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں'' اس پر میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور میں دیوار سے اتر آیا۔ انہی دنوں میں ایک دفعہ بازار سے گزر رہا تھا کہ شام کے نبطیوں میں سے ایک شخص مجھے ملا اور اس نے شاہ غسان کا خط حریر میں لپٹا ہوا مجھے دیا۔ میں نے کھول کر پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ ''ہم نے سنا ہے تمہارے صاحب نے تم پر ستم توڑ رکھا ہے، تم کوئی ذلیل آدمی نہیں ہو، نہ اس لائق ہو کہ تمہیں ضائع کیا جائے، ہمارے پاس آجاؤ، ہم تمہاری قدر کریں گے۔'' میں نے کہا یہ ایک اور بلا نازل ہوئی اور اسی وقت اس خط کو چولہے میں جھونک دیا۔ چالیس دن اسی طرح گزرنے کے بعد بیوی کو بھی چھوڑ دینے کا حکم ہوا۔

پچاسویں دن صبح کی نماز کے بعد میں اپنے مکان کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا اور اپنی جان سے بیزار ہو رہا تھا کہ یکایک کسی شخص نے پکار کر کہا ''مبارک ہو کعب بن مالک'' میں یہ سنتے ہی سجدے میں گر گیا اور میں نے جان لیا کہ میری معافی کا حکم ہوگیا ہے'' پھر تو فوج در فوج لوگ بھاگے چلے آرہے تھے اور ہر ایک دوسرے سے پہلے پہنچ کر مجھے مبارک دے رہا تھا کہ تیری توبہ قبول ہوگئی۔ میں اٹھا اور مسجد نبوی کی طرف چلا دیکھا کہ نبیؐ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا ہے۔ پھر حضورؐ کے فرمان کے مطابق انہوں نے اپنا خیبر کا حصہ رکھ لیا اور باقی گھر کا سارا اثاثہ راہِ حق میں قربان کردیا۔ پھر انہوں نے خدا سے عہد کیا کہ جس راست گفتاری کے صلے میں اللہ نے مجھے معافی دی ہے اس پر تمام عمر قائم رہوں گا۔ چناں چہ آج تک میں نے کوئی بات جان بوجھ کر خلاف واقعہ نہیں کہی اور خدا سے امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی مجھے اس سے بچائے گا۔ (تفہیم القرآن، ج ۲، التوبہ، حاشیہ:۱۱۹)

اس غزوہ سے پیچھے رہ جانے والے سات صحابہؓ

۸۵– نبی ﷺ نے فرمایا کہ سارا مال دینے کی ضرورت نہیں، صرف ایک تہائی کافی ہے۔

تخریج:⟨۱⟩ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، اَوْ اَبُوْلُبَابَةَ اَوْ مَنْ شَآءَ اللّٰهُ: اِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ اَهْجُرَ دَارَ قَوْمِي الَّتِيْ اَصَبْتُ فِيْهَا الذَّنْبَ، وَ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَالِيْ كُلِّهٖ صَدَقَةً، قَالَ: يَجْزِئُ عَنْكَ الثُّلُثُ۔ (٤)

ترجمه: ابن کعب نے اپنے والد کعب سے روایت بیان کی کہ انہوں نے یا ابولبابہ یا وہ شخص جسے اللہ نے چاہا نبیؐ سے عرض کیا کہ میری توبہ میں یہ بھی شامل ہے کہ میں اپنا وہ خاندانی مکان جس میں، میں اس کوتاہی وگناہ کا مرتکب ہوا اسے چھوڑ دوں اور اپنا سارا مال صدقہ کردوں۔ آپؐ نے فرمایا بس مال کا تیسرا حصہ صدقہ کرنا تیرے لیے کافی ہے۔

ابوداؤد نے حضرت کعب سے ایک روایت میں مندرجہ ذیل الفاظ بھی ذکر کیے ہیں۔

⟨۲⟩ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اِلَى اللّٰهِ اَنْ اُخْرِجَ مِنْ مَالِيْ كُلِّهٖ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ صَدَقَةً قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَنِصْفَهٗ، قَالَ: لَا قُلْتُ: فَثُلُثَهٗ، قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: فَاِنِّيْ سَاُمْسِكُ سَهْمِيْ مِنْ خَيْبَرَ۔ (٥)

ترجمه: حضرت کعب بن مالک کا اپنا بیان ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میری توبہ اور رجوع الی اللہ میں یہ بھی شامل ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے لیے اپنا سارا مال صدقہ کردوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ میں نے پھر عرض کی۔ پس آدھا مال۔ آپؐ نے فرمایا نہیں میں نے پھر عرض کی تیسرا حصہ مال اب آپ نے جواب میں فرمایا ہاں۔ (اتنا کافی ہے) چناں چہ میں نے خیبر والے اپنے حصہ کو روک لیا۔

تشریح: ابولبابہ بن عبدالمنذ راوران کے چھ ساتھی بیعت عقبہ کے موقع پر ہجرت سے پہلے اسلام لائے تھے۔ پھر جنگ بدر جنگ احد اور دوسرے معرکوں میں برابر شریک رہے۔ مگر غزوۂ تبوک کے موقع پر نفس کی کمزوری نے غلبہ کیا اور یہ کسی عذر شرعی کے بغیر بیٹھے رہ گئے۔ ایسے ہی مخلص ان کے دوسرے ساتھی تھے اور ان سے بھی یہ کمزوری سرزد ہوگئی۔ جب نبی ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے اور ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق اللہ اور رسول کی کیا رائے ہے تو انہیں سخت ندامت ہوئی۔ قبل اس کے کہ کوئی باز پرس ہوتی انہوں نے خود ہی اپنے آپ کو باندھ لیا اور کہا کہ ہم پر خواب وخور حرام ہے جب تک ہم معاف نہ کردیے جائیں یا پھر ہم مرجائیں۔ چناں چہ کئی روز وہ اسی طرح بے آب ودانہ اور بے خواب بندھے رہے حتیٰ کہ بیہوش ہوکر گر پڑے۔ آخر کار جب انہیں بتایا گیا کہ اللہ اور رسول نے تمہیں معاف کردیا تو انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ ہماری توبہ میں یہ بھی شامل ہے کہ جس گھر کی آسائش نے ہمیں فرض سے غافل کیا اسے اور اپنے تمام مال کو خدا کی راہ میں دے دیں۔ تو نبی ﷺ نے مندرجہ بالا الفاظ فرمائے۔ چناں چہ انہوں نے اسی وقت تہائی مال فی سبیل اللہ وقف کردیا۔ **(تفہیم القرآن، ج ۲، التوبة، حاشیہ:۹۹)**

واپسی اور مسجد ضرار

۸۶- منافقین جن کے ساتھ اب تک وقتی مصالح کے لحاظ سے چشم پوشی و درگزر کا معاملہ کیا جا رہا تھا اب چوں کہ بیرونی خطرات کا دباؤ کم ہو گیا تھا بلکہ گویا نہیں رہا تھا اس لیے حکم دیا گیا کہ آئندہ ان کے ساتھ کوئی نرمی نہ کی جائے اور وہی سخت برتاؤ ان چھپے ہوئے منکرینِ حق کے ساتھ بھی ہو جو کھلے منکرینِ حق کے ساتھ ہوتا ہے۔ چناں چہ یہی پالیسی تھی جس کے مطابق نبی ﷺ نے غزوۂ تبوک کی تیاری کے زمانہ میں سویلم کے گھر میں آگ لگوادی۔ جہاں منافقین کا ایک گروہ اس غرض سے جمع ہوتا تھا کہ مسلمانوں کو شرکت جنگ سے باز رکھنے کی کوشش کرے اور اسی پالیسی کے تحت تبوک سے واپس تشریف لاتے ہی نبی ﷺ نے پہلا کام یہ کیا کہ مسجد ضرار کو ڈھانے اور جلا دینے کا حکم دے دیا۔ (تفہیم القرآن، ج ۲، التوبہ، مسائل ومباحث)

تخریج:⟨ا⟩ قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: ثُمَّ اَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى نَزَلَ بِذِی اَوَانٍ، بَلَدٍ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْمَدِيْنَةِ سَاعَةٌ مِنْ نَّهَارٍ، وَكَانَ اَصْحَابُ مَسْجِدِ الضِّرَارِ قَدْ كَانُوْا اَتَوْهُ وَهُوَ يَتَجَهَّزُ اِلٰى تَبُوْكَ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّا قَدْ بَنَيْنَا مَسْجِدًا لِذِی الْعِلَّةِ وَالْحَاجَةِ وَاللَّيْلَةِ الْمَطِيْرَةِ وَاللَّيْلَةِ الشَّاتِيَةِ، وَاِنَّا نُحِبُّ اَنْ تَاْتِيَنَا، فَتُصَلِّیَ لَنَا فِيْهِ، فَقَالَ: اِنِّیْ عَلٰى جَنَاحِ سَفَرٍ، وَحَالِ شُغْلٍ، اَوْ كَمَا قَالَ ﷺ، وَلَوْ قَدْ قَدِمْنَا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَ تَيْنَاكُمْ، فَصَلَّيْنَا لَكُمْ فِيْهِ. فَلَمَّا نَزَلَ بِذِی اَوَانٍ، اَتَاهُ خَبَرُ الْمَسْجِدِ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَالِكَ بْنَ الدُّخْشُمِ، اَخَا بَنِیْ سَالِمِ ابْنِ عَوْفٍ، وَ مَعْنَ بْنَ عَدِيٍّ، اَوْ اَخَاهُ عَاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ، اَخَا بَنِی الْعَجْلَانِ، فَقَالَ: انْطَلِقَا اِلٰى هٰذَا الْمَسْجِدِ الظَّالِمِ اَهْلُهٗ، فَاهْدِمَاهُ وَحَرِّقَاهُ، فَخَرَجَا سَرِيْعَيْنِ حَتّٰى اَتَيَا بَنِیْ سَالِمِ ابْنِ عَوْفٍ. وَهُمْ رَهْطُ مَالِكِ بْنِ الدُّخْشُمِ، فَقَالَ مَالِكٌ لِمَعْنٍ: اَنْظِرْنِیْ حَتّٰى اُخْرِجَ اِلَيْكَ بِنَارٍ مِنْ اَهْلِیْ، فَدَخَلَ اِلٰى اَهْلِهٖ، فَاَخَذَ سَعْفًا مِنَ النَّخْلِ، فَاَشْعَلَ فِيْهِ نَارًا، ثُمَّ خَرَجَا يَشْتَدَّانِ حَتّٰى دَخَلَاهُ، وَ فِيْهِ اَهْلُهٗ، فَحَرَّقَاهُ وَ هَدَّمَاهُ، وَ تَفَرَّقُوْا عَنْهُ وَ نَزَلَ فِيْهِمْ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَانَزَلَ. وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى آخِرِ الْقِصَّةِ. (٦)

ترجمہ: ابن اسحاق کا بیان ہے: پھر رسول اللہ ﷺ روانہ ہو کر ذی اوان کے مقام پر فروکش ہوئے۔ مدینہ منورہ سے اس کا فاصلہ صرف ایک گھڑی کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب تبوک کی جانب کی تیاری میں مصروف تھے، اس وقت مسجد ضرار بنانے والوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تھا۔ یا رسول اللہ ہم لوگوں نے بیماروں، محتاجوں کے لیے نیز بارش اور سردی کی راتوں کے لیے ایک مسجد تعمیر کی ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ اس مسجد میں تشریف لائیں اور ہمیں نماز پڑھا کر اس کا باقاعدہ افتتاح فرمائیں۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ میں اس وقت تو رخت سفر باندھے ہوئے ہوں اور مشغولیت و

مصروفیت کے عالم میں ہوں یا جیسا کہ آپ نے فرمایا۔ اگر ہم واپس آئے تو ان شاء اللہ تمہارے پاس آئیں گے اور اس مسجد میں تمہیں نماز پڑھائیں گے۔ واپسی پر جب آپ ذی اوان میں آ کر اترے تو مسجد کے بارے میں صحیح صورت حال کی اطلاع ملی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مالک بن دخشم جو بنو سالم بن عوف سے تعلق رکھتے تھے اور معن بن عدی کو یا ان کے بھائی عاصم بن عدی کو جن کا تعلق بنو عجلان سے تھا کو بلا کر فرمایا تم دونوں اس مسجد میں جاؤ جس کے تعمیر کرنے والے ظالم لوگ ہیں۔ اسے منہدم کر دو اور نظر آتش کر کے جلا ڈالو۔ یہ دونوں بڑی تیزی سے نکل گئے اور بنو سالم بن عوف کے پاس پہنچ گئے یہ بنو مالک بن دخشم کا خاندان تھا۔ مالک نے معن سے کہا کہ مجھے ذرا اتنی سی مہلت درکار ہے کہ گھر سے آگ لے کر آ جاؤں۔ چناں چہ یہ اپنے گھر گئے اور کھجور کے درخت کی ایک شاخ لے کر اسے آگ لگائی۔ پھر دونوں دوڑتے ہوئے مسجد ضرار میں پہنچے۔ (مسجد ضرار تعمیر کرنے والے حضرات اس میں موجود تھے) انہوں نے مسجد کو آگ لگا دی اور اسے گرا کر پیوند خاک کر دیا۔ اس دوران میں اصحاب مسجد ضرار چھوڑ چھاڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کے بارے میں قرآن کی یہ آیات نازل ہوئیں۔ **والذین اتخذوا مسجدا ضرارا و کفرا و تفریقا بین المؤمنین۔**

مسجد ضرار کو مسمار کیوں کیا گیا؟

منافقین نے ایک قرارداد سے یہ طے کیا کہ وہ مدینہ میں اپنی علیحدہ مسجد بنائیں گے تا کہ عام مسلمانوں سے بچ کر منافق مسلمانوں کی علیحدہ جتھہ بندی اس طرح کی جاسکے کہ اس پر مذہب کا پردہ پڑا رہے اور آسانی سے اس پر کوئی شبہہ نہ کیا جاسکے اور وہاں نہ صرف یہ کہ منافقین منظم ہوسکیں اور آیندہ کارروائیوں کے لیے مشورے کر سکیں بلکہ ابو عامر جو روم میں ان کا ساتھی تھا، کے پاس سے جو ایجنٹ خبریں اور ہدایات لے کر آئیں وہ بھی غیر مشتبہ فقیروں اور مسافروں کی حیثیت سے اس مسجد میں ٹھہر سکیں۔ یہ تھی وہ ناپاک سازش جس کے تحت مسجد ضرار تیار کی گئی تھی۔

مدینہ میں اس وقت دو مسجدیں تھیں۔ ایک مسجد قبا جو شہر کے مضافات میں تھی دوسری مسجد نبوی جو شہر کے اندر تھی، ان دو مسجدوں کی موجودگی میں ایک تیسری مسجد بنانے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور وہ زمانہ ایسی احمقانہ مذہبیت کا نہ تھا کہ مسجد کے نام سے ایک عمارت بنا دینا بجائے خود کار ثواب ہو۔ قطع نظر اس سے کہ اس کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔ بلکہ اس کے برعکس ایک نئی مسجد بننے کے معنی یہ تھے کہ مسلمانوں کی جماعت میں خواہ مخواہ تفریق رونما ہو۔ جسے ایک صالح اسلامی نظام کسی طرح گوارا نہیں کر سکتا۔ اسی لیے یہ لوگ مجبور ہوئے کہ اپنی علیحدہ مسجد بنانے سے پہلے اس کی ضرورت ثابت کریں۔ چناں چہ انہوں نے نبی ﷺ کے حضور اس تعمیر نو کے لیے یہ ضرورت پیش کی کہ بارش میں اور جاڑے کی راتوں میں عام لوگوں کو اور خصوصاً ضعیفوں اور معذوروں کو جو ان دونوں مسجدوں سے دور رہتے ہیں، پانچوں وقت حاضری دینی مشکل ہوتی ہے، لہٰذا ہم محض نمازیوں کی آسانی کے لیے یہ ایک نئی مسجد تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔

ان پاکیزہ ارادوں کی نمائش کے ساتھ جب یہ مسجد ضرار بن کر تیار ہوئی تو یہ اشرار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے درخواست کی کہ آپ ایک مرتبہ خود نماز پڑھا کر ہماری مسجد کا افتتاح فرما دیں۔ مگر آپ نے یہ کہہ کر

ٹال دیا کہ ''اس وقت میں جنگ کی تیاری میں مشغول ہوں اور ایک بڑی مہم درپیش ہے۔ اس مہم سے واپس آکر دیکھوں گا۔'' اس کے بعد آپ تبوک کی طرف روانہ ہو گئے اور آپ کے پیچھے یہ لوگ اس مسجد میں اپنی جتھہ بندی اور سازش کرتے رہے، حتیٰ کہ انہوں نے یہاں تک طے کر لیا کہ ادھر رومیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا قلع قمع ہو اور ادھر یہ فوراً ہی عبداللہ بن ابی کے سر پر تاج شاہی رکھ دیں۔ لیکن تبوک میں جو معاملہ پیش آیا اس نے ان کی ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ واپسی پر جب رسول اللہ ﷺ مدینہ کے قریب ذی اوان کے مقام پر پہنچے تو سورۃ توبہ کی کچھ آیات نازل ہوئیں۔ آپؐ نے اسی وقت چند آدمیوں کو مدینہ کی طرف بھیج دیا تاکہ آپ کے شہر میں داخل ہونے سے پہلے پہلے وہ اس مسجد ضرار کو مسمار کر دیں۔ (تفہیم القرآن، ج ۲، التوبہ، حاشیہ: ۱۰۲)

عذر شرعی کی بنا پر شریک جہاد نہ ہونے والوں کی حیثیت

۸۷- اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ اَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيْرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا اِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ۔

مدینہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ تم نے کوئی وادی طے نہیں کی اور کوئی کوچ نہیں کیا جس میں وہ تمہارے ساتھ ساتھ نہ رہے ہوں۔ صحابہؓ نے تعجب سے کہا'' کیا مدینہ ہی میں رہتے ہوئے؟'' فرمایا'' ہاں، مدینے ہی میں رہتے ہوئے۔ کیوں کہ مجبوری نے انہیں روک لیا تھا ورنہ خود رکنے والے نہ تھے۔

تخریج: ⟨ا⟩ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ نِ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكٍ، فَدَنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ، فَقَالَ: اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ اَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيْرًا وَلَا قَطَعْتُمْ، وَادِيًا اِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ: وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ۔ (۷)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے مروی ہے نبی ﷺ غزوۂ تبوک سے واپسی پر مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا، مدینہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ تم نے کوئی وادی طے نہیں کی اور کوئی کوچ نہیں کیا جس میں وہ تمہارے ساتھ ساتھ نہ رہے ہوں۔ صحابہؓ نے تعجب سے کہا'' کیا مدینہ ہی میں رہتے ہوئے؟ فرمایا۔ ہاں مدینہ ہی میں رہتے ہوئے، کیوں کہ مجبوری نے انہیں روک لیا تھا (ورنہ وہ خود رکنے والے نہ تھے)

تشریح: ایسے لوگ جو خدمت دین کے لیے بے تاب ہوں اور اگر کسی حقیقی مجبوری کے سبب سے یا ذرائع نہ پانے کی وجہ سے عملاً خدمت نہ کر سکیں تو ان کے دل کو اتنا ہی سخت صدمہ ہوتا ہے جتنا کسی دنیا پرست کو روزگار چھوٹ جانے یا کسی بڑے نفع کے موقع سے محروم رہ جانے کا ہوا کرتا ہے، ان کا شمار خدا کے ہاں خدمت انجام دینے والوں ہی میں ہوگا۔

اگرچہ انہوں نے عملاً کوئی خدمت انجام نہ دی ہو۔ اس لیے کہ وہ چاہے ہاتھ پاؤں سے کام نہ کر سکے ہوں لیکن دل سے تو وہ برسر خدمت ہی رہے ہیں۔ یہی بات ہے جو نبیؐ نے غزوۂ تبوک سے واپسی پر اثنائے سفر میں اپنے رفقاء کو خطاب کرتے ہوئے فرمائی۔ (تفہیم القرآن، ج ۲، التوبہ، حاشیہ: ۹۳)

حجۃ الوداع اور حرمت سود

۸۸- كُلَّ رِبًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَاَوَّلُ مَا اَضَعُهُ رِبَا الْعَبَّاسِ۔

حجۃ الوداع کے موقع سے آپ نے اعلان کیا کہ زمانۂ جاہلیت کا ہر سود جو لوگوں کے ذمے تھا میرے ان قدموں تلے روند ڈالا گیا اور سب سے پہلے جس سود کو میں ساقط کرتا ہوں وہ میرے چچا عباس کا ہے۔(۱)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنِ اَبِي شَيْبَةَ وَ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ حَاتِمٍ، قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ الْمَدَنِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ... فَقُلْتُ: اَخْبِرْنِيْ عَنْ حَجَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ... فَاَتٰى بَطْنَ الْوَادِيْ فَخَطَبَ النَّاسَ؟ وَقَالَ: اِنَّ دِمَآءَ كُمْ وَ اَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوْعٌ، وَدِمَآءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ، وَاِنَّ اَوَّلَ دَمٍ اَضَعُ مِنْ دِمَآئِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِيْ بَنِيْ سَعْدٍ، فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ وَ رِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ وَ اَوَّلُ رِبًا اَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ كُلُّهٗ، الحدیث۔ (۸)

ترجمہ: حضرت جعفر اپنے باپ محمد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم جابر بن عبداللہ کے پاس گئے.. تو میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے حج (حجۃ الوداع) کے متعلق بتائیں۔(انہوں نے شروع سے لے کر آخر تک بیان کیا) تو بتایا کہ آپ بطن وادی میں تشریف لائے اور خطاب فرمایا کہ تمہارے خون اور اموال ایک دوسرے پر ایسے حرام ہیں جیسے آج کے دن کی حرمت ہے اس مہینے میں، اس شہر کے اندر۔ سن لو کہ زمانۂ جاہلیت کی ہر چیز میرے قدموں کے نیچے روند ڈالی گئی ہے۔ جاہلیت کے خون میرے پاؤں تلے روند دیے گئے۔ اور سب سے پہلا خون جسے میں اپنے خونوں میں سے روندتا ہوں وہ ابن ربیعہ بن حارث کا خون ہے جو بنی سعد میں شیر خوار تھا اور جسے ہذیل نے قتل کر دیا تھا اور جاہلیت کے زمانہ کا ہر سود جو لوگوں کے ذمہ تھا میرے ان قدموں تلے روند ڈالا گیا اور سب سے پہلے جس سود کو میں ساقط کرتا ہوں وہ اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ وہ سارا سود ساقط ہے۔

ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں سلیمان بن عمرو، عن ابیہ کی سند سے مندرجہ ذیل الفاظ منقول ہیں۔

〈۲〉 قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُوْلُ: اَلَا اِنَّ كُلَّ رِبًا مِنْ رِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ لَكُمْ رُؤُسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ۔ الخ (۹)

---

(۱) واضح رہے کہ سود کی حرمت کا حکم آنے سے پہلے حضرت عباسؓ سود پر روپیہ چلاتے تھے اور ان کا بہت سا سود اس وقت لوگوں کے ذمے وصول طلب تھا۔

(از مولف)

ترجمہ: عمرو سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ سنو زمانۂ جاہلیت کا ہر سود ساقط کر دیا گیا ہے۔ اب راس المال تمہارا ہے نہ تم ظلم و نا انصافی کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

دارمی میں ابوحرہ الرقاشی نے اپنے چچا سے جو روایت نقل کی ہے اسے امام دارمی نے کتاب البیوع میں لیا ہے اس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

﴿۳﴾ كُنْتُ آخِذًا بِزِمَامِ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ اَوْسَطِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ اَذُوْدُ النَّاسَ عَنْهُ، فَقَالَ: اَلَا اِنَّ كُلَّ رِبًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ... اِنَّ اَوَّلَ رِبًا يُوْضَعُ رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَكُمْ رُؤُسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ۔ (۱۰)

ترجمہ: ابوحرہ رقاشی نے اپنے چچا کے حوالہ سے بیان کیا کہ ایام تشریق کے درمیان میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے تھا اور لوگوں کو آپ سے دور کر رہا تھا۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا۔ سن لو زمانۂ جاہلیت کا ہر سود ساقط کر دیا گیا ہے۔ پہلا سود جسے ساقط کیا جاتا ہے وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ تمہارے لیے راس المال ہے نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

تشریح: حدیث بالا سے ظاہر ہے کہ حضوؐر نے اپنے رشتہ داروں کو جمع کر کے اس کی تعمیل کر دی۔ اور اس سے یہ اصول واضح ہو گیا کہ دین میں نبی اور اس کے خاندان کے لیے کوئی امتیازی مراعات نہیں ہیں، جن سے دوسرے محروم ہوں۔ جو چیز زہر قاتل ہے وہ سب ہی کے لیے قاتل ہے۔ نبی کا کام یہ ہے کہ سب سے پہلے اس سے خود بچے اور اپنے قریبی لوگوں کو اس سے ڈرائے۔ پھر ہر خاص و عام کو متنبہ کر دے کہ جو بھی اسے کھائے گا، ہلاک ہو جائے گا۔ اور جو چیز نافع ہے وہ سب ہی کے لیے نافع ہے، نبی کا منصب یہ ہے کہ سب سے پہلے اسے خود اختیار کرے اور اپنے عزیزوں کو اس کی تلقین کرے، تاکہ ہر شخص دیکھ لے کہ یہ وعظ و نصیحت دوسروں ہی کے لیے نہیں ہے، بلکہ نبی اپنی دعوت میں مخلص ہے۔ اس طریقے پر نبی ﷺ زندگی بھر عامل رہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، الشعراء، حاشیہ: ۱۳۵)

آخری رسول ﷺ کی آخری وصیت

۸۹- لَا تَرْجِعُوْنَ بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔ (بخاری، کتاب الفتن)

"کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بعد تم پھر کفر کی طرف پلٹ کر آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔"

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: اَخْبَرَنِيْ وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ؟ يَقُوْلُ: لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔ (۱۱)

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے مروی ہے انہوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ تم میرے بعد کفر کی طرف پلٹ کر آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں نہ مارنے لگو۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَشْکَابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عِکْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَا تَرْتَدُّوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔ (۱۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میرے بعد مرتد ہوکر کفر کی طرف پلٹ کر ایک دوسرے کی گردنیں نہ مارنے لگو۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِیِّ بْنِ مُدْرِکٍ سَمِعْتُ اَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو ابْنِ جَرِیْرٍ عَنْ جَدِّهٖ جَرِیْرٍ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: اسْتَنْصِتِ النَّاسَ، ثُمَّ قَالَ: لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔ (۱۳)

ترجمہ: جریر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں مجھے فرمایا کہ میں لوگوں کو خاموش رہنے کی اپیل کروں۔ پھر آپ نے فرمایا میرے بعد کفر کی طرف پلٹ کر آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں نہ مارنے لگو۔

بخاری کی کتاب المغازی میں حضرت ابو بکرہؓ سے مروی روایت:

﴿۴﴾ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ کَهَیْئَاتِهٖ یَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلٰثٌ مُتَوَالِیَاتٌ: ذُوالْقَعْدَةِ، وَ ذُوالْحَجَّةِ، وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَیْنَ جُمَادٰی وَ شَعْبَانَ، اَیُّ شَهْرٍ هٰذَا؟ قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ، قَالَ: اَلَیْسَ ذُوالْحَجَّةِ؟ قُلْنَا: بَلٰی، قَالَ: فَاَیُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ، قَالَ: اَلَیْسَ الْبَلْدَةَ، قُلْنَا: بَلٰی، قَالَ فَاَیُّ یَوْمٍ هٰذَا، قُلْنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَیْسَ یَوْمَ النَّحْرِ؟ قُلْنَا: بَلٰی، قَالَ: فَاِنَّ دِمَاءَ کُمْ، وَ اَمْوَالَکُمْ، قَالَ مُحَمَّدٌ وَ اَحْسَبُهٗ قَالَ: وَ اَعْرَاضَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا، وَ سَتَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ فَسَیَسْئَالُکُمْ عَنْ اَعْمَالِکُمْ، اَلَا، فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ ضُلَّالًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا لِیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ یُبَلَّغُهٗ اَنْ یَّکُوْنَ اَوْعٰی لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ فَکَانَ مُحَمَّدٌ اِذَا ذَکَرَهٗ یَقُوْلُ: صَدَقَ مُحَمَّدٌ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَیْنِ۔ (۱۴)

ترجمہ: حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو زمانہ گھوم پھر کر پھر اپنی اصل جگہ پر آ گیا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان (کائنات) کو پیدا فرمایا تھا۔ سال کے بارہ مہینے ہیں۔ ان میں سے چار حرام مہینے ہیں۔ تین تو متواتر و مسلسل ہیں۔ یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا رجب کا مہینہ ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے مابین پڑتا ہے۔ پھر آپ نے حاضرین سے دریافت فرمایا کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا

رسول بہتر جانتے ہیں۔آپ تھوڑی دیر خاموش رہے ہمارا خیال تھا کہ آپ اس ماہ کا کوئی دوسرا نام تجویز فرمائیں گے۔آپ نے فرمایا کیا یہ ذوالحجۃ کا مہینہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں۔پھر آپ نے دریافت فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔آپ تھوڑی دیر خاموش رہے ہم نے سمجھا کہ آپ اس کا کوئی دوسرا نام تجویز فرمائیں گے۔آپ نے فرمایا کیا یہ مکہ نہیں؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں۔پھر آپ نے دریافت فرمایا آج کون سا دن ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔پھر آپ خاموش رہے۔ہمیں گمان ہوا کہ آپ اس دن کا شاید کوئی اور نام تجویز فرمائیں گے۔آپ نے پوچھا کیا آج یوم النحر نہیں؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں۔اس کے بعد آپ نے فرمایا خوب سن لو۔ تمہاری جانیں، تمہارے مال محمد کہتے ہیں کہ میرا خیال ابوبکرہ نے یہ بھی بیان کیا کہ تمہاری آبروئیں اسی طرح حرام ہیں جس طرح یہ مہینہ، یہ شہر اور یہ دن حرام ہیں۔ تمہیں ایک دن ضرور اپنے رب کے حضور حاضر ہونا ہے وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا۔خبردار میرے بعد گم راہ ہو کر ایک دوسرے کی گردنیں نہ مارنے لگنا۔سنو جو اس وقت حاضر ہے وہ غائب تک یہ پیغام پہنچادے۔اس لیے کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ پہنچانے والے سے وہ شخص زیادہ یاد رکھتا ہے جسے پہنچائی جائے۔محمد اس حدیث کو بیان کرتے وقت کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ نے سچ فرمایا۔آخر میں آپ نے فرمایا سن لو میں نے تمہیں اللہ کا پیغام پہنچادیا ہے۔

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحيٰ، قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ سِيْرِيْنَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرَةَ وَ عَنْ رَّجُلٍ اٰخَرَ هُوَ اَفْضَلُ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: اَلَا تَدْرُوْنَ اَیُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قَالُوْا: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ: حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ، فَقَالَ: اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟ قُلْنَا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: اَیُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ اَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامِ؟ قُلْنَا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ، وَاَمْوَالَكُمْ، وَ اَعْرَاضَكُمْ، وَ اَبْشَارَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَاِنَّهٗ رُبَّ مُبَلَّغٍ يُبَلِّغُهٗ مَنْ هُوَ اَوْعٰى لَهٗ وَكَانَ كَذٰلِكَ، فَقَالَ: لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔الخ (۱۵)

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطاب میں فرمایا جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اُس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔راوی کا بیان ہے کہ ہمارا خیال تھا کہ آپ اس دن کا کوئی اور نام تجویز فرمائیں گے۔رسولؐ اللہ نے فرمایا کیا یہ یوم نحر نہیں؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ۔پھر آپ نے دریافت فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ پھر خود ہی فرمایا کیا یہ بلد حرام نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ۔پھر ارشاد ہوا۔بے شک تمہارے خون، اور تمہارے اموال اور تمہاری آبروئیں اور تمہاری جانیں ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں یہ دن حرام ہے۔پھر دریافت فرمایا کیا میں نے پیغام الٰہی تمہیں پہنچادیا؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں۔پھر آپؐ نے فرمایا الٰہی گواہ رہیو۔ پس اب جو یہاں حاضر ہے وہ غائب کو یہ پیغام پہنچائے۔کیوں کہ بہت سے شخص ایسے ہوتے

ہیں جو اس سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں جس نے پہنچایا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا میرے بعد کفر کی طرف پلٹ کر ایک دوسرے کی گردنیں مارنے نہ لگ جانا۔

﴿۶﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ، بِمِنٰی: اَتَدْرُوْنَ اَیُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ: فَاِنَّ هٰذَا يَوْمٌ حَرَامٌ، اَفَتَدْرُوْنَ اَیُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ قَالُوْا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ: بَلَدٌ حَرَامٌ، قَالَ: اَتَدْرُوْنَ اَیُّ شَهْرٍ هٰذَا؟ قَالُوْا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ: شَهْرٌ حَرَامٌ، قَالَ: فَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَآءَ كُمْ، وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا۔ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ الْغَازِانبأ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: وَقَفَ النَّبِیُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ بَيْنَ الْجَمَرَاتِ فِی الْحَجَّةِ الَّتِیْ حَجَّ بِهٰذَا وَقَالَ: هٰذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ، فَطَفِقَ النَّبِیُّ ﷺ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ وَوَدَّعَ النَّاسَ، فَقَالُوْا: هٰذِهٖ حَجَّةُ الْوَدَاعِ۔ (۱۶)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مقام منٰی میں فرمایا جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا یقیناً یہ یوم حرام ہے۔ پھر دریافت فرمایا جانتے ہو یہ کون سا شہر ہے؟ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا شہر حرام ہے۔ پھر دریافت فرمایا جانتے ہو یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد ہوا۔ ماہ حرام ہے۔ پھر فرمایا۔ یقیناً اللہ نے تم پر تمہارے خون اور اموال اور آبروئیں اسی طرح حرام قرار دی ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت ہے اس مہینے میں اس شہر میں۔ ابن عمر کا بیان ہے کہ نبی ﷺ حجۃ الوداع میں یوم نحر میں جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا یہ حج اکبر کا دن ہے اے اللہ تو گواہ رہ اور لوگوں کو الوداع کہا۔ چناں چہ لوگوں نے کہا کہ یہ حجۃ الوداع ہے۔

﴿۷﴾ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا يَحْیَ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ ثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ النَّحْرِ، فَقَالَ: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ: اَیُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قَالُوْا: يَوْمٌ حَرَامٌ، فَقَالَ: فَاَیُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ قَالُوْا: بَلَدٌ حَرَامٌ، قَالَ: فَاَیُّ شَهْرٍ هٰذَا؟ قَالُوْا: شَهْرٌ حَرَامٌ، قَالَ: فَاِنَّ دِمَآئَكُمْ، وَاَمْوَالَكُمْ، وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا۔ فَاَعَادَهَا مِرَارًا۔ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ، اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اَنَّهَا لَوَصِيَّتُهٗ اِلٰی اُمَّتِهٖ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔ (۱۷)

ترجمہ: ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر (قربانی کے روز) خطاب فرمایا لوگو! یہ کون سا دن ہے؟ انہوں نے عرض کیا یہ یوم حرام ہے پھر آپ نے دریافت فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ صحابہ نے عرض کیا شہر حرام ہے۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ماہ حرام ہے۔ اس کے بعد فرمایا بے شک تمہارے خون، تمہارے اموال

اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جس طرح تمہارا آج کا دن، اس شہر میں، اس مہینے میں تم پر حرام ہے۔ یہ جملہ آپ نے کئی مرتبہ ارشاد فرمایا پھر اپنا سر مبارک اوپر اٹھا کر فرمایا، اے اللہ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔ اے اللہ! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔ ابن عباس کا بیان ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ آپ کی اپنی امت کو وصیت ہے کہ جو حاضر ہے وہ غائب تک یہ پیغام پہنچائے اور میرے بعد کفر کی طرف پلٹ کر ایک دوسرے کی گردنیں نہ مارنے لگو۔

﴿۸﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ... قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: اَلَا اَیُّ شَهْرٍ تَعْلَمُوْنَهٗ اَعْظَمَ حُرْمَةً؟ قَالُوْا: اَلَا شَهْرُنَا هٰذَا؟ قَالَ: اَلَا اَیُّ بَلَدٍ تَعْلَمُوْنَهٗ اَعْظَمَ حُرْمَةً؟ قَالُوْا: اَلَا بَلَدُنَا هٰذَا، قَالَ: اَلَا اَیُّ یَوْمٍ تَعْلَمُوْنَهٗ اَعْظَمَ حُرْمَةً؟ قَالُوْا: اَلَا یَوْمُنَا هٰذَا، قَالَ: فَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ دِمَاءَ کُمْ، وَ اَمْوَالَکُمْ وَاَعْرَاضَکُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا، اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ ثَلَاثًا کُلَّ ذٰلِکَ یُجِیْبُوْنَهٗ اَلَا نَعَمْ، قَالَ: وَیْحَکُمْ اَوْ وَیْلَکُمْ لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِیْ کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔ (۱۸)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر دریافت فرمایا۔ حرمت کے اعتبار سے تمہارے نزدیک کون سا مہینہ ہے۔ صحابہ کرام نے جواب میں عرض کیا کہ ہمارا یہ مہینہ نہیں؟ آپ نے پھر دریافت فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا کون سا شہر زیادہ حرمت والا ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ کیا ہمارا یہ شہر نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا کون سا دن زیادہ حرمت والا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کیا ہمارا یہ دن نہیں؟ جب لوگ پوری طرح متوجہ ہو گئے تو فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تم ایک دوسرے پر تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری آبروئیں، اسی طرح حرام فرمائی ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت ہے، اس شہر میں اور اس مہینہ میں۔ اور یہ کہ اس پر شرعی حق آتا ہو۔ کیا میں نے پہنچا نہیں دیا؟ تین مرتبہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔ ہر بار انہوں نے جواب میں کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا تمہاری تباہی و بربادی ہو میرے بعد کفر کی طرف پلٹ کر ایک دوسرے کی گردنیں نہ مارنا۔

السنن الکبریٰ بیہقی نے سراء بنت نبہان سے مندرجہ ذیل روایت بھی نقل کی ہے۔

﴿۹﴾ حَدَّثَتْنِیْ سَرَّاءُ بِنْتُ نَبْهَانَ، وَکَانَتْ رَبَّةَ بَیْتٍ فِی الْجَاهِلِیَّةِ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: هَلْ تَدْرُوْنَ اَیُّ یَوْمٍ هٰذَا؟ قَالَ: وَهُوَ الْیَوْمُ الَّذِیْ یَدْعُوْنَ یَوْمَ الرُّؤُسِ، قَالُوْا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ: هٰذَا اَوْسَطُ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ، هَلْ تَدْرُوْنَ اَیُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ قَالُوْا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ: هٰذَا الْمَشْعَرُ الْحَرَامُ، ثُمَّ قَالَ: اِنِّیْ لَا اَدْرِیْ لَعَلِّیْ لَا اَلْقَاکُمْ بَعْدَ هٰذَا، اَلَا وَ اِنَّ دِمَآءَ کُمْ، وَ اَمْوَالَکُمْ، وَ اَعْرَاضَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا حَتّٰی تَلْقَوْا رَبَّکُمْ فَیَسْأَلُکُمْ عَنْ اَعْمَالِکُمْ اَلَا فَلْیُبَلِّغْ اَدْنَاکُمْ اَقْصَاکُمْ، اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِیْنَةَ لَمْ یَلْبَثْ اِلَّا قَلِیْلًا حَتّٰی مَاتَ ﷺ (۱۹)

ترجمہ: مجھے سراء بنت نبہان نے بتایا اور وہ جاہلیت کے دور میں گھر کی مالکہ تھیں اس نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر فرماتے سنا۔ آپؐ دریافت فرمارہے تھے کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون سا دن ہے؟ خود ہی فرمایا یہ وہی دن ہے جسے تم یوم الرؤس کہتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ ایام تشریق کا اوسط ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون سی جگہ ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ خود ہی فرمایا، مشعر حرام ہے۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے نہیں معلوم کہ اس سال کے بعد پھر تم سے ملاقات کرسکوں گا، ہوش گوش سے سنو، تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں آبروئیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارا آج کا دن، تمہارے اس شہر میں۔ یہ حرمت برقرار رہے گی تا آں کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو۔ پھر وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پرسش کرے گا۔ ہوش سے سنو تم میں سے جو قریب ہے وہ دور والے کو یہ پیغام پہنچادے۔ کیا میں نے حق تبلیغ ادا کردیا۔ مدینہ واپس آکر تھوڑی دیر بعد وفات پاگئے۔

﴿۱۰﴾ حدَّثَنَا اَبُوبَكرِ بنُ اَبِیْ شَیبَةَ، وَ اِسحَاقُ بنُ اِبرَاهِیمَ، جَمِیعًا عَن حَاتِمٍ، قَالَ اَبُوبَكرٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بنُ اِسمَاعِیلَ الْمَدَنِیُّ عَن جَعفَرِ بنِ مُحَمَّدٍ، عَن اَبِیهِ، قَالَ: دَخَلنَا عَلٰی جَابِرِ ابنِ عَبدِ اللّٰهِ، فَسَاَلَ عَنِ الْقَومِ حَتّٰی انتَهٰی اِلَیَّ، فَقُلتُ: اَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَلِیِّ بنِ حُسَینٍ، فَاَهوٰی بِیَدِهٖ اِلٰی رَاْسِیْ، فَنَزَعَ زِرِّی الْاَعلٰی، ثُمَّ نَزَعَ زِرِّی الْاَسفَلِ، ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهٗ بَینَ ثَدیَیَّ وَاَنَا یَومَئِذٍ غُلَامٌ شَابٌّ، فَقَالَ: مَرحَبًا بِکَ یَا ابنَ اَخِیْ سَل عَمَّ شِئتَ... فَقُلتُ: اَخبِرنِیْ عَن حَجَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ...فَاَتٰی بَطنَ الْوَادِیِّ، فَخَطَبَ النَّاسَ، وَقَالَ: اِنَّ دِمَآءَ كُم، وَاَموَالَكُم حَرَامٌ عَلَیكُم كَحُرمَةِ یَومِكُم هٰذَا فِیْ شَهرِكُم فِیْ بَلَدِكُم هٰذَا، اَلا كُلُّ شَیْءٍ مِن اَمرِ الْجَاهِلِیَّةِ تَحتَ قَدَمَیَّ مَوضُوعٌ، وَ دِمَآءُ الْجَاهِلِیَّةِ مَوضُوعَةٌ، وَ اَنَّ اَوَّلَ دَمٍ اَضَعُ مِن دِمَآءِ نَا دَمُ ابنِ رَبِیعَةَ بنِ الْحَارِثِ كَانَ مُستَرضِعًا فِیْ بَنِیْ سَعدٍ، فَقَتَلَتهُ هُذَیلٌ وَ رِبَا الْجَاهِلِیَّةِ مَوضُوعَةٌ، وَ اَوَّلُ رِبًا اَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بنِ عَبدِ الْمُطَّلِبِ، فَاِنَّهٗ مَوضُوعٌ كُلُّهٗ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِی النِّسَآءِ فَاِنَّكُم اَخَذتُمُوهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاستَحلَلتُم فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ، وَلَكُم عَلَیهِنَّ اَن لَّا یُوطِئنَ فُرُشَكُم اَحَدًا تَكرَهُونَهٗ، فَاِن فَعَلنَ ذٰلِکَ، فَاضرِبُوهُنَّ ضَربًا غَیرَ مُبَرِّحٍ، وَلَهُنَّ عَلَیكُم رِزقُهُنَّ وَ كِسوَتُهُنَّ بِالْمَعرُوفِ وَ قَد تَرَكتُ فِیكُم مَالَن تَضِلُّوا بَعدَهٗ اِنِ اعتَصَمتُم بِهٖ كِتَابَ اللّٰهِ وَاَنتُم تُسئَلُونَ عَنِّیْ، فَمَا اَنتُم قَائِلُونَ؟ قَالُوا: نَشهَدُ اَنَّکَ قَد بَلَّغتَ وَ اَدَّیتَ وَ نَصَحتَ الخ۔ (۲۰)

ترجمہ: ہم جابر بن عبداللہ کے پاس حاضر ہوئے انہوں نے آنے والے حضرات کے نام دریافت کیے آخر میں مجھ تک پہنچے تو میں نے اپنا تعارف کرایا کہ میں محمد بن علی بن حسین ہوں۔ انہوں نے از راہ شفقت اپنا ہاتھ میری جانب بڑھایا اور میرے سر پر رکھا اور میرا اوپر اور نیچے والا بٹن کھول کر میرے سینے پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ میں ان دنوں نوجوان تھا۔ بھتیجے خوش آمدید پوچھو جو کچھ پوچھنا ہے پس میں نے درخواست کی کہ آپؐ مجھے رسول اللہ ﷺ کے حج کے بارے میں کچھ بیان فرمائیں۔

چناں چہ انہوں نے بیان کرنا شروع کیا اور بتایا کہ آپ وادی کے درمیان پہنچے تو وہاں خطاب کے دوران لوگوں سے فرمایا۔ بلاشبہ تمہارے خون، اور تمہارے اموال ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں جس طرح آج کا دن تمہارے لیے حرام ہے اس مہینے میں اس شہر کے اندر۔ سن لو زمانہ جاہلیت کی ہر چیز میرے قدموں تلے پامال کردی گئی ہے۔ جاہلیت کے خون بھی ساقط کردیے گئے اور پہلا خون جسے میں اپنے خونوں میں سے ساقط قرار دیتا ہوں، وہ ابن ربیعہ بن حارث کا خون ہے۔ وہ بنی سعد میں شیر خوار تھا اسے ہذیل نے قتل کردیا تھا۔ نیز زمانۂ جاہلیت کا سود بھی ساقط کردیا گیا اس سلسلہ میں پہلا سود جسے میں اپنے سودوں سے ساقط قرار دیتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے اس لیے اب تمام سود ساقط قرار دے دیے گئے ہیں۔ اب تم لوگ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیوں کہ تم لوگوں نے انہیں اللہ کی امان دے کر حاصل کیا ہے اور اللہ کے حکم کے ذریعہ سے تم نے ان کی شرم گاہوں کو حلال کیا ہے۔ تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر (گھر) پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کی آمد تمہارے لیے ناگواری کا موجب ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسی مار مارو کہ جو جسم پر چوٹ کا نشان نہ چھوڑے۔ (ہڈی شکستہ نہ ہو جائے یا جسم کا کوئی عضو ضائع نہ ہو جائے) اور ان کا حق تم پر یہ ہے کہ ان کا معروف و دستور کے مطابق ان کا کھانا پینا اور لباس تم پر ہے۔ میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑے رکھو گے تو کبھی گم راہ نہ ہوگے وہ ہے اللہ کی کتاب (قرآن مجید)۔ قیامت کے روز تم سے میرے متعلق استفسار ہوگا کہ میں نے پیغام الٰہی تمہیں پہنچا دیا یا نہیں) تو تم کیا جواب دو گے؟ سب بولے ہم اس کی گواہی دیں گے کہ آپؐ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور حق رسالت ادا کردیا اور امت کی خیر خواہی فرمائی۔

المستدرک میں جابر بن عبداللہ کے واسطہ سے روایت:

﴿۱۱﴾ فَلَمَّا وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ، اَمَرَ رَبِيْعَةَ بْنَ اُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، فَقَامَ تَحْتَ يَدَىْ نَاقَتِهٖ، فَقَالَ لَهُ النَّبِىُّ ﷺ: اَصْرِخْ اَيُّهَا النَّاسُ هَلْ تَدْرُوْنَ اَىُّ شَهْرٍ هٰذَا؟ قَالُوْا: اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ، قَالَ: فَهَلْ تَدْرُوْنَ اَىُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ قَالُوْا: الْبَلَدُ الْحَرَامُ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَدْرُوْنَ اَىُّ يَوْمٍ هٰذَا، قَالُوْا: يَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ دِمَآءَ كُمْ، وَ اَمْوَالَكُمْ كَحُرْمَةِ شَهْرِكُمْ هٰذَا، وَ كَحُرْمَةِ بَلَدِكُمْ هٰذَا، وَ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا الخ۔ (۲۱)

ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ عرفات میں تشریف فرما تھے تو ربیعہ بن امیہ بن خلف کو جو اس وقت اونٹنی کے پاؤں کے درمیان کھڑا تھا۔ نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ بلند آواز سے کہے لوگو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون سا شہر ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ماہ حرام ہے۔ پھر پوچھا جانتے ہو یہ کون سا مہینہ ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا بلد حرام ہے۔ پھر دریافت کیا تمہیں معلوم ہے یہ کون سا دن ہے؟ انہوں نے بتایا کہ حج اکبر کا دن ہے۔ تو پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے ایک دوسرے کے خون اور اموال کو اسی طرح حرام قرار دیا ہے جس طرح تمہارا یہ مہینہ حرام ہے اور جس طرح تمہارا یہ شہر تمہارے لیے حرام ہے اور جس طرح تمہارا یہ دن تمہارے لیے حرام ہے۔

العداء بن خالد الکلابی کہتے ہیں:

﴿۱۲﴾ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ وَ هُوَ قَآئِمٌ فِي الرِّكَابَيْنِ، يُنَادِيْ بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ، يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَيُّ يَوْمٍ يَوْمِكُمْ هٰذَا؟ قَالُوْا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ: اَيُّ شَهْرٍ، شَهْرُكُمْ هٰذَا؟ قَالُوْا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ فَاَيُّ بَلَدٍ، بَلَدُكُمْ؟ قَالُوْا: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ: شَهْرُكُمْ، شَهْرٌ حَرَامٌ، قَالَ: فَقَالَ: اَلَا اِنَّ دِمَاءَ كُمْ، وَ اَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا اِلٰى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى، فَيَسْئَالُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ قَالَ: ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ عَلَيْهِمْ الخ۔ (۲۲)

ترجمہ: عداء بن خالد کلابی کا بیان ہے کہ میں نے یوم عرفہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اس وقت آپ رکابوں میں پاؤں رکھ کر کھڑے ہوئے تھے۔ بلند آواز سے پکار رہے تھے لوگو! (تمہیں معلوم ہے کہ) تمہارا کون سا دن ہے۔ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا یہ مہینہ کون سا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے پھر پوچھا کہ یہ کون سا شہر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ پھر خود ہی فرمایا کہ یہ مہینہ، ماہ حرام ہے۔ راوی کا بیان ہے تو پھر آپ نے فرمایا بے شک تمہارے خون، تمہارے اموال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے لیے یہ دن اس مہینے میں، اس شہر میں حرام ہے اور قیامت تک یہ حرمت برقرار رہے گی تا آں کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی جانب اوپر اٹھائے اور دعا فرمائی۔ اے اللہ ان پر گواہ رہیو، اے اللہ ان پر گواہ رہیو۔

تشریح: رسول اللہ ﷺ کو اپنے آخری زمانہ میں سب سے زیادہ خطرہ جس چیز کا تھا وہ یہی تھا کہ کہیں مسلمانوں میں جاہلی عصبیتیں پیدا نہ ہو جائیں اور ان کی بدولت اسلام کا قصر ملت پارہ پارہ نہ ہو جائے۔ اس لیے حضورؐ بار بار یہ وصیت فرماتے تھے۔

اپنی زندگی کے آخری حج حجۃ الوداع کے لیے تشریف لے گئے تو عرفات کے خطبہ میں عام مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا۔ ''سن رکھو کہ اور جاہلیت میں سے ہر چیز آج میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے۔ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدمؑ مٹی سے تھے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ جاہلیت کے سب دعوے باطل کر دیے گئے۔ اب تمہارے خون اور تمہاری عزتیں اور تمہارے اموال ایک دوسرے کے لیے ویسے ہی حرام ہیں جیسے آج کا دن تمہارے اس مہینہ میں تمہارے اس شہر میں حرام ہے۔''

پھر منیٰ میں تشریف لے گئے اس سے بھی زیادہ زور کے ساتھ اس تقریر کو دہرایا اور اس پر اضافہ کیا ''دیکھو! میرے بعد پھر گمراہی کی طرف پلٹ کر ایک دوسرے کی گردنیں نہ مارنے لگنا۔''

''عنقریب تم اپنے رب سے ملنے والے ہو، وہاں تمہارے اعمال کی تم سے باز پرس ہو گی۔'' سنو! اگر کوئی نکٹا حبشی بھی تمہارا امیر بنا دیا جائے اور وہ تم کو کتاب اللہ کے مطابق چلائے تو اس کی بات ماننا اور اطاعت کرنا۔''

یہ ارشاد فرما کر پوچھا کہ ''کیا میں نے تم کو یہ پیغام پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا ہاں، یا رسول اللہ۔ فرمایا اے خدا! تو گواہ رہیو!'' اور لوگوں سے کہا کہ ''جو موجود ہے وہ اس پیغام کو ان لوگوں تک پہنچا دے جو موجود نہیں ہیں۔'' (۱)

---

(۱) ملاحظہ ہو بخاری کتاب الفتن، مسلم، مشکوۃ، کتاب الامارۃ اور سیرت ابن ہشام۔

حج سے واپس ہو کر شہداے احد کے مقام پر تشریف لے گئے اور مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا: ''مجھے اس کا خوف نہیں ہے کہ میرے بعد تم شرک کرو گے، مگر ڈرتا اس سے ہوں کہ کہیں تم دنیا میں مبتلا نہ ہو جاؤ اور آپس میں لڑنے نہ لگو۔ اگر ایسا کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح پہلی امتیں ہلاک ہو چکی ہیں۔ (اسلامی ریاست، اسلامی تصور قومیت ''رسول اللہؐ کی آخری وصیت'')

عصبیت میں مبتلا ہونے کا نتیجہ

مسلمانوں میں ہندیت، ترکیت، افغانیت، عربیت اور ایرانیت کے احساسات کا پیدا ہونا، اسلامی قومیت کا احساس مٹنے اور اسلامی وحدت کے پارہ پارہ ہونے کو مستلزم ہے۔ اور یہ نتیجہ محض عقلی نہیں ہے بلکہ بارہا مشاہدہ میں آ چکا ہے۔ مسلمانوں میں جب کبھی وطنی یا نسلی تعصبات پیدا ہوئے تو مسلمانوں نے مسلمان کا گلا ضرور کاٹا اور **لا ترجعون بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض** کے اندیشہ نبوی کی تصدیق کر کے ہی چھوڑی۔ لہٰذا وطنیت کے داعیوں کو اگر یہ کام کرنا ہی ہے تو بہتر ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور دنیا کو دھوکا نہ دیں بلکہ جو کچھ کریں یہ جان کر کریں کہ وطنی قومیت کی دعوت محمد رسول اللہؐ کی دعوت کی عین ضد ہے۔ (اسلامی ریاست، اسلامی تصور قومیت ''مغرب کی اندھی تقلید'')

مآخذ

(۱) البدایه والنهایه لابن کثیر ج ٥ ص٨۔☆ الطبری تاریخ الامم والملوك ج ٢۔☆ سیرة ابن هشام ج ٤۔ شان ابی ذر۔ ☆ السیرة النبویة لابن کثیر: ١٤۔١٥☆ السیرة الحلبیة ج ٣۔☆ الکامل فی التاریخ لابن اثیر ج ٢۔

(۲) بخاری ج٢۔ کتاب المغازی۔ باب حدیث کعب بن مالك و قول اللّٰه عزوجل و علی الثلاثة الذین خلفوا۔ ☆مسلم ج٢۔ کتاب التوبة باب حدیث توبة کعب بن مالك و صاحبیه۔☆ مسند احمد ج ٤ ص ٤٥٦-٤٥٧۔ عن کعب بن مالك۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ٩۔ کتاب السیر باب من لیس للامام ان یغزو به بحال۔ عن کعب بن مالك۔ ☆سیرت ابن هشام ج ٤۔☆ السیرة النبویة لابن کثیر ج ٤۔

(۳) ابوداوٗد ج٣ کتاب الایمان والنذور باب فیمن نذر ان یتصدق بماله۔☆ ترمذی ج٢۔ ابواب التفسیر، سورة التوبة۔

(٤) ابوداوٗد ج٣۔ کتاب الایمان والنذور باب فیمن نذر ان یتصدق بماله۔☆ موطا امام مالك ج ١۔ کتاب النذور باب جامع الایمان۔☆ موطا نے یجزیك من ذلك الثلث نقل کیا هے۔☆ السنن الکبریٰ ج ١٠۔ کتاب الایمان، باب الخلاف فی النذر الذی یخرجه مخرج الیمین۔ السنن نے یجزی عنك الثلث من مالك نقل کیا هے۔

(٥) ابوداوٗد ج٢۔ کتاب الایمان والنذور باب فیمن نذر ان یتصدق بماله۔

(٦) سیرت ابن هشام ج ٤۔ أمر مسجد الضرار عند القفول...☆تفسیر ابن کثیر ج٢۔☆ السیرة النبویة ج ٤۔مختصر۔

(۷) بخاری ج٢۔ کتاب المغازی، باب...☆ بخاری ج١۔ کتاب الجهاد، باب من حبسه العذر عن الغزو... اس مقام پر بخاری نے مندرجه ذیل عبارت نقل کی هے۔ عن انس، ان النبی ﷺ کان فی غزاة، فقال: ان اقواما بالمدینة خلفنا ما سلکنا شعبا ولا وادیا الا وهم معنا فیه حبسهم العذر۔ ☆ابوداؤد ج٣۔ کتاب الجهاد، باب فی الرخصة

فی القعود من العذر۔ اس میں آغاز روایت لقد ترکتم بالمدینة سے ھے۔☆ ابن ماجه کتاب الجهاد، باب من حبسه العذر عن الجهاد، عن انس بن مالک ابن ماجه کی ایک روایت میں شرکوکم فی الاجر کے الفاظ بھی منقول ھیں۔☆ مسند احمدج ۳ ص ۱۰۳، ۱۶۰ عن انس۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۹ کتاب السیر باب من اعتذر الضعف۔☆ مصنف ابن ابی شیبة ج ۱٤۔ کتاب المغازی باب ٤ ما حفظ ابوبکر فی غزوة تبوک۔ عن انسؓ۔☆السیرة النبویة لابن کثیر ج ٤۔ عن انس۔☆ السیرة الحلبیة ج ۳۔ (غزوة تبوک) ☆طبقات ابن سعد ج ۲۔ (غزوة تبوک)☆ طبقات ابن سعد نے حضرت جابر سے ایک روایت نقل کی ھے جس میں حبسهم العذر کے بجائے حبسهم المرض ھے۔

(۸) مسلم ج ۱۔ کتاب الحج، باب حجة النبی ﷺ☆ ابوداؤد ج ۲۔ کتاب المناسک باب صفة حجة النبی ﷺ۔

(۹) ابوداؤدج ۳۔ کتاب البیوع باب فی وضع الربا۔☆ ترمذی ج ۲۔ ابواب التفسیر، سورة التوبة۔☆ابن ماجه کتاب المناسک باب ۷٦۔ باب الخطبة یوم النحر۔☆ دارمی ج ۱۔ کتاب الحج باب ۳٤ فی سنة الحج۔

(۱۰) دارمی ج ۲۔ کتاب البیوع باب ۳ فی الربا الذی کان فی الجاهلیة۔☆ مسند احمد ج ٥ ص ۷۳۔ ابوحره الرقاشی عن عمه۔ ☆ السنن الکبریٰ بیهقی ج ٥۔ کتاب الحج باب ما یدل علی ان النبی ﷺ احرم احراما۔ عن جابر بن عبد اللّٰه۔ مسلم والی روایت نقل کی ھے السنن الکبریٰ ج۹میں حضرت جابر سے مروی روایت الا وان کل شیء من امر الجاهلیة موضوع تحت قدمی الخ ھے۔

(۱۱) بخاری کتاب الفتن ج ۲۔ باب قول النبی ﷺ لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض۔☆ابوداؤد ج ٤۔ کتاب السنة۔ باب الدلیل علی زیادة الایمان ونقصانه۔ عن ابن عمر۔☆ ترمذی ج ۲۔ ابواب الفتن۔ باب لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض۔ عن ابن عباس۔ هذا حدیث حسن صحیح۔☆ سنن دارمی ج ۱۔ کتاب المناسک باب ۷٦ فی حرمة المسلم عن جریر بن عبد اللّٰه۔☆ مسنداحمدج ۲ص ۸۵، ۸۷۔ عن ابن عمر۔ ☆مسند احمد ج ٥ ص ٤٤ – ٤٥ عن ابی بکرة۔☆ السنن الکبریٰ ج ٥۔ کتاب الحج، باب الخطبة یوم النحر عن ابی بکرة۔

(۱۲) بخاری کتاب الفتن ج ۲۔ باب قول النبی ﷺ لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض۔☆ابوداؤد ج ٤۔ کتاب السنة۔ باب الدلیل علی زیادة الایمان ونقصانه۔ عن ابن عمر۔☆ ترمذی ج ۲۔ ابواب الفتن۔ باب لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض۔ عن ابن عباس۔ هذا حدیث حسن صحیح۔☆ سنن دارمی ج ۱۔ کتاب المناسک باب ۷٦ فی حرمة المسلم عن جریر بن عبد اللّٰه۔☆ مسنداحمدج ۲ص ۸۵، ۸۷۔ عن ابن عمر۔ ☆مسند احمد ج ٥ ص ٤٤ – ٤٥ عن ابی بکرة۔☆ السنن الکبریٰ ج ٥۔ کتاب الحج، باب الخطبة یوم النحر عن ابی بکرة۔

(۱۳) ☆ بخاری ج۲کتاب الفتن۔ باب قول النبی ﷺ لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض۔ ☆ابوداؤدج ٤۔ کتاب السنة۔ باب الدلیل علی زیادة الایمان ونقصانه۔ عن ابن عمر۔☆ ترمذی ج۲۔ ابواب الفتن۔ باب لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض۔ عن ابن عباس۔ هذا حدیث حسن صحیح۔☆ سنن دارمی ج۱۔ کتاب المناسک باب ۷٦ فی حرمة المسلم عن جریر بن عبد اللّٰه۔☆ مسنداحمد ج۲ص ۸۵، ۸۷۔ عن ابن عمر۔☆مسند احمد ج ٥ ص٤٤ – ٤٥ عن ابی بکرة۔☆ السنن الکبریٰ ج ٥۔ کتاب الحج، باب الخطبة یوم النحر عن ابی بکرة۔

(١٤) بخاری ج٢۔ کتاب المغازی باب حجة الوداع۔ عن ابی بکرة۔☆ بخاری ج١۔ کتاب العلم لیبلغ الشاهد الغائب۔ اس مقام پر روایت کا آخری حصه منقول هے عن ابی بکره۔☆ بخاری ج٢۔ کتاب الاضاحی باب من قال الاضحی یوم النحر عن ابی بکرة۔☆ بخاری ج٢۔ کتاب الادب باب قول اللّٰه یایها الذین امنوا لا یسخر قوم عن قوم الخ۔ عن ابن عمر۔☆ بخاری ج٢۔ کتاب التوحید باب قول اللّٰه وجوه یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة۔ ☆مسلم ج٢ کتاب القسامة، باب تغلیظ تحریم الدماء والاعراض والاموال عن ابی بکرة۔☆ مسند احمد ج ٥ ص ٣٧۔ عن ابی بکرة۔☆ السنن الکبریٰ ج ٥۔ کتاب الحج باب من کره ان یقال للمحرم صفر و ان النسئی من امر الجاهلیه۔ عن ابی بکرة۔☆ مجمع الزوائد ج٣۔ کتاب الحج، باب الخطب فی الحج عن ابی هریرة۔☆ بخاری ج١۔ کتاب المناسك۔ باب الخطبة ایام منی۔☆ مسلم ج ٢ کتاب القسامة مختصر۔ باب تغلیظ تحریم الدماء والاعراض والاموال☆ مسند احمد ج ٥ ص ٤٩۔ عن ابی بکره مختصر۔☆ کنزالعمال ج ٥ حدیث:عن ابی بکره۔

(١٥) بخاری ج٢۔ کتاب الفتن، باب قول النبی ﷺ لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض۔☆ مسند احمد ج ٥۔ من ابی بکرة۔☆ السنن الکبریٰ ج ٥۔ کتاب الحج، باب الخطبة یوم النحر الخ۔ عن ابی بکرة۔ ☆السنن الکبری ج ٨۔ کتاب الجنایات باب تحریم القتل من السنة۔ ابوبکره۔

(١٦) بخاری ج١۔ کتاب المناسك، باب الخطبة ایام منی۔☆ السنن الکبریٰ ج ٥۔ کتاب الحج، باب الخطبة یوم النحر وان یوم النحر یوم الحج الاکبر عن ابن عمر۔

(١٧) بخاری ج١۔ کتاب المناسك، باب الخطبة ایام منٰی۔☆ مسند احمد ج ١ص ٢٣٠۔ عن ابن عباس۔☆المعجم الکبیر للطبرانی ج٤۔ مخشی بن حجیر عن ابیه۔

(١٨) بخاری ج٢۔ کتاب الحدود باب ظهر المومن حِمًی الا فی حد اوفی حق۔☆ مسند احمد ج٣ ص ٣١٣۔ جابر ابن عبد اللّٰه۔ اس مقام پر فی شهرکم هٰذا تك هے۔ اور ص: ٣٧١۔☆ کنز العمال ج ٥۔ حدیث ١٢٩٢٠ عن وابصة۔ تهوڑے لفظی اختلاف کے ساتھ۔

(١٩) السنن الکبریٰ للبیهقی ج ٥ کتاب الحج، باب خطبة الامام بمنٰی اوسط ایام التشریق۔☆مجمع الزوائد ج٣۔ کتاب الحج، باب الخطب فی الحج۔ عن سراء بنت نبهان۔

(٢٠) مسلم ج ١ کتاب الحج باب حجة النبی ﷺ۔☆ ابوداؤد:٢۔ کتاب المناسك (الحج) باب صفة حجة النبی ﷺ۔ ☆ ترمذی ج ٢ ابواب التفسیر۔ عن عمرو بن الاحوص۔ ترمذی میں حج کی تفصیل کے ضمن میں یه عبارت منقول نهیں هے صرف مذکوره عبارت هی هے۔ ترمذی نے دم حارث بن عبد المطلب نقل کیا هے۔☆ ابن ماجه کتاب المناسك، باب: ٧٦۔ الخطبة یوم النحر عن عمرو بن الاحوص۔ ترمذی اور ابن ماجه دونوں کی روایت یکساں هے۔ اور بن ماجه کتاب المناسك باب ٨٤ حجة رسول اللّٰه ﷺ کے ضمن میں جابر بن عبد اللّٰه مفصل روایت کرتا هے۔☆ سنن دارمی ج ١ کتاب مناسك الحج باب ٣٤ فی سنة الحج۔ عن جابر بن عبد اللّٰه۔ ☆دارمی میں دم ربیعة بن الحارث منقول هے۔☆ مجمع الزوائد ج٣۔ کتاب الحج، باب الخطب فی الحج۔ عن ابی حرة الرقاشی عن عمه۔ مجمع الزوائد میں بهی دم ربیعة بن الحارث هے۔

(٢١) المستدرك للحاکم ج ١۔ کتاب المناسك باب خطبة النبی ﷺ فی حجة الوداع۔ هٰذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه۔☆ مجمع الزوائد ج٣۔ کتاب الحج باب الخطب فی الحج۔

(٢٢) مجمع الزوائد ج٣۔ کتاب الحج باب فی الخطبة یوم عرفة۔☆ المعجم الطبرانی ج ٤۔ عن حذیم بن عمرو۔ مختصر۔ ☆کنز العمال ج ٥۔ حدیث نمبر ١٢٩٢٩۔

كتاب الجهاد

جہاد اور اس سے متعلق ہدایات

جہاد تا قیامت جاری رہے گا

۹۰-اَلْجِهَادُ مَاضٍ مُنْذُ بَعَثَنِي اللّٰهُ اِلٰى اَنْ يُّقَاتِلَ آخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الدَّجَّالَ لَا يُبْطِلُهٗ جَوْرُ جَائِرٍ وَّلَا عَدْلُ عَادِلٍ۔

اور جہاد میری بعثت کے وقت سے اس وقت تک جاری رہنا چاہیے جب کہ اس امت کا آخری گروہ دجال سے جنگ کرے گا۔ نہ کسی ظالم کا ظلم اسے باطل کر سکتا ہے، نہ کسی عادل کا عدل۔

تخریج:⟨ا⟩ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، ثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ، ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ نُشْبَةَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ مِنْ اَصْلِ الْاِيْمَانِ: اَلْكَفُّ عَمَّنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا تُكَفِّرْهُ بِذَنْبٍ، وَلَا تُخْرِجْهُ مِنَ الْاِسْلَامِ بِعَمَلٍ، وَالْجِهَادُ مَاضٍ مُنْذُ بَعَثَنِي اللّٰهُ اِلٰى اَنْ يُّقَاتِلَ آخِرُ اُمَّتِي الدَّجَّالَ لَا يُبْطِلُهٗ جَوْرُ جَائِرٍ وَّلَا عَدْلُ عَادِلٍ وَالْاِيْمَانُ بِالْاَقْدَارِ۔ (۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ایمان کی اصل ہیں۔ جو شخص لا الہ الا اللہ کا اقراری ہو اس کے قتل سے رک جانا اور ارتکاب گناہ کی بنا پر اسے کافر قرار نہ دینا اور بدعملی کی وجہ سے اسے دائرۂ اسلام سے خارج نہ کرنا۔ اور جہاد میری بعثت کے وقت سے اس وقت تک جاری رہنا چاہیے جب کہ اس امت کا آخری گروہ دجال سے جنگ کرے گا۔ نہ کسی ظالم کا ظلم اسے باطل کر سکتا ہے، نہ کسی عادل کا عدل۔ اور ایمان وہ معتبر ہے جو تقدیروں کے ساتھ ہو۔

تشریح: یعنی جہاد کو نہ اس عذر کی بنا پر بند کیا جا سکتا ہے کہ اس وقت بڑے جابرہ ہم پر مسلط ہیں نہ اس بات کو جہاد نہ کرنے کے لیے بہانہ بنایا جا سکتا ہے کہ حکومت اگرچہ کفار کی ہے، مگر ہم کو امن نصیب ہے، اور ہمارے ساتھ انصاف ہو رہا ہے اور نہ مسلمانوں کے لیے یہ جائز ہے کہ اگر ان کے اپنے ملک میں عدل کا دور دورہ ہو تو وہ مطمئن ہو کر بیٹھ رہیں اور باہر کی دنیا میں جو ظلم و فساد برپا ہو۔ اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں۔ (تفہیمات حصہ دوم۔ رواداری کا غیر اسلامی تصور)

فاسق وفاجر امراء کے بارے میں جو اسلامی قاعدہ ہے وہ یہ ہے کہ اگر جہاد کی نوبت آئے تو امیر خواہ فاسق ہو خواہ فاجر یا متقی اور پرہیزگار۔ دونوں صورتوں میں اس کی رہ نمائی میں جہاد کیا جائے۔ مسلمانوں کی عدالتیں کام کرتی رہیں گی چاہے ہیڈ آف دی اسٹیٹ فاسق ہے۔ بشرطے کہ عدالتیں قانون شریعت کے مطابق فیصلہ کرتی ہوں۔ Revenues اگر ناجائز طور پر لگائے جارہے ہوں تب بھی بغاوت نہیں کی جائے گی۔ Taxes ادا کیے جائیں گے۔ اسلام کا جو منشا ہے وہ یہ ہے کہ نظم قائم رہے۔ نظم کی جگہ بدنظمی نہ ہو۔ بدنظمی کی بدولت مسلمانوں کو اس سے زیادہ بڑا نقصان پہنچ سکتا ہے جو کسی فاسق امیر کی امارت سے پہنچتا ہے۔ (۵۔اے ذیلدار پارک حصہ دوم، ص:٦٦)

جہادِ اکبر اور جہادِ اصغر

۹۱- قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ، وَ قَدِمْتُمْ مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ۔ (اور بڑا جہاد) مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ۔

تم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف پلٹ آئے ہو۔ عرض کیا گیا وہ بڑا جہاد کیا ہے؟ فرمایا آدمی کی خود اپنی خواہش نفس کے خلاف جدوجہد۔

تخریج:(۱) اَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ حَمْزَةَ۔ فِیْ سَنَةِ خَمْسِيْنَ وَ اَرْبَعَ مِائَةٍ۔ اَخْبَرَنَا اَبُوْسَهْلٍ عَبْدُ الْكَرِيْمِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ بْنِ سُلَيْمَانَ۔ بِبُخَارٰى۔ حَدَّثَنَا خَلَفُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ الْخَيَّامُ، حَدَّثَنَا اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا اَبِیْ، اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْحَسَنِ۔ هُوَ ابْنُ هَاشِمٍ۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِی الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ مِنْ غَزَاةٍ لَّهُ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ، وَ قَدِمْتُمْ مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ، قَالُوْا: وَمَا الْجِهَادُ الْاَكْبَرُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ۔ (۲)

تشریح: جہاد سے مراد محض ''قتال'' (جنگ) نہیں ہے، بلکہ یہ لفظ جدوجہد اور کشمکش اور انتہائی سعی و کوشش کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ پھر جہاد اور مجاہدے میں یہ مفہوم بھی شامل ہے کہ مزاحمت کرنے والی طاقتیں ہیں جن کے مقابلے میں یہ جدوجہد مطلوب ہے اور اس کے ساتھ فی اللہ کی قید یہ متعین کر دیتی ہے کہ مزاحمت کرنے والی طاقتیں جو اللہ کی بندگی اور اس کی رضا جوئی میں اور اس کی راہ پر چلنے میں مانع ہیں اور جدوجہد کا مقصود یہ ہے کہ ان کی مزاحمت کو شکست دے کر آدمی خود بھی اللہ کی ٹھیک ٹھیک بندگی کرے اور دنیا میں بھی اس کا کلمہ بلند اور کفر و الحاد کے کلمے پست کر دینے کے لیے جان لڑا دے۔ اس مجاہدے کا اولین ہدف آدمی کا اپنا نفس امارہ ہے جو ہر وقت خدا سے بغاوت کرنے کے لیے زور لگاتا رہتا ہے اور آدمی کو ایمان و اطاعت کی راہ سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ جب تک اس کو مسخر نہ کر لیا جائے، باہر کسی مجاہدے کا امکان نہیں۔ جنگ سے واپس آنے والے غازیوں سے نبی ﷺ نے مندرجہ بالا ارشاد فرمایا۔ اور اس نفس امارہ کے بعد جہاد کا وسیع تر میدان پوری دنیا

ہے جس میں کام کرنے والی تمام بغاوت کیش اور بغاوت آموز اور بغاوت انگیز طاقتوں کے خلاف دل اور دماغ اور جسم اور مال کی ساری قوتوں کے ساتھ سعی و جہد کرنا وہ حق جہاد ہے جسے ادا کرنے کا یہاں مطالبہ کیا جا رہا ہے۔

(تفہیم القرآن، ج ۳، الحج، حاشیہ:۱۲۸)

مقصد جنگ کی تطہیر

۹۲- ابو موسیٰ اشعری روایت کرتے ہیں۔ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ، اَلرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلذِّکْرِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُرٰی مَکَانُہٗ، فَمَنْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ؟ قَالَ: مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور بولا کہ کوئی شخص مال غنیمت حاصل کرنے کے لیے جنگ کرتا ہے، کوئی شہرت و ناموری کے لیے جنگ کرتا ہے، کوئی اپنی بہادری دکھانے کے لیے جنگ کرتا ہے، فرمایئے کہ اس میں سے کس کی جنگ راہ خدا میں ہے؟ حضورؐ نے جواب دیا کہ راہ خدا کی جنگ تو صرف اس شخص کی ہے جو محض اللہ کا بول بالا کرنے کے لیے لڑے۔“

(الجہاد فی الاسلام) (اسلام کی اصلاحات ”مقصد جنگ کی ....“)

تخریج: حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ، عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: اَلرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلذِّکْرِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُرٰی مَکَانُہٗ، فَمَنْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ؟ قَالَ: مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ (۳)

۹۳- جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْقِتَالُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ؟ فَاِنَّ اَحَدَنَا یُقَاتِلُ غَضَبًا وَ یُقَاتِلُ حَمِیَّۃً۔ فَرَفَعَ اِلَیْہِ رَاْسَہٗ فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ (عن ابی موسٰی اشعری)

”ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور اور بولا کہ یا رسول اللہ قتال فی سبیل اللہ کیا ہے؟ ہم میں سے کوئی شخص جوش غضب میں لڑتا ہے اور کوئی حمیت قومی کی بنا پر۔ آپؐ نے سر اٹھایا اور جواب دیا کہ جو شخص اللہ کا بول بالا کرنے کے لیے لڑتا ہے اسی کی جنگ راہ خدا میں ہے۔“

(الجہاد فی الاسلام، اسلام کی اصلاحات ”مقصد جنگ کی ....“)

تخریج:〈ا〉 حَدَّثَنَا عُثْمَانُ، قَالَ: ثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ، عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْقِتَالُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ؟ فَاِنَّ اَحَدَنَا یُقَاتِلُ غَضَبًا وَ یُقَاتِلُ حَمِیَّۃً فَرَفَعَ اِلَیْہِ رَاْسَہٗ قَالَ: وَمَا رَفَعَ اِلَیْہِ رَاْسَہٗ اِلَّا اَنَّہٗ کَانَ قَائِمًا، فَقَالَ: مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ (٤)

مسلم نے ابوموسیٰ اشعری سے مندرجہ ذیل روایات بھی نقل کی ہیں:

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ اِسْحَاقُ اَنَا وَ قَالَ الْآخَرُوْنَ نَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ... عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شُجَاعَةً وَ يُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَ يُقَاتِلُ رِيَاءً اَیُّ ذٰلِکَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ (۵)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو شجاعت اور بہادری کے لیے لڑتا ہے اور حمیت قومی کے لیے لڑتا ہے اور کوئی دکھاوے کے لیے لڑتا ہے۔ ان سے راہ خدا میں لڑنے والا کون سا ہے؟ اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے حکم کو بلند و بالا کرنے کے لیے لڑائی کی پس وہی فی سبیل اللہ لڑنے والا شمار ہوگا۔

تشریح: اللہ صرف اس عمل کو قبول کرتا ہے جو محض اس کی خوشنودی کے لیے ہو اور کوئی شخصی یا جماعتی غرض پیش نظر نہ ہو۔ پس جہاد کے لیے فی سبیل کی قید اسلامی نقطہ نظر سے خاص اہمیت رکھتی ہے۔ مجرد جہاد تو دنیا میں سب ہی جان دار کرتے ہیں۔ ہر ایک اپنے مقصد کی تحصیل کے لیے پورا زور صرف کر رہا ہے۔ لیکن ''مسلمان'' جس انقلابی جماعت کا نام ہے اس کے انقلابی نظریات میں سے ایک اہم ترین نظریہ بلکہ بنیادی نظریہ یہ ہے کہ اپنی جان و مال کھپاؤ، دنیا کی ساری سرکش طاقتوں سے لڑو۔ اپنے جسم و روح کی ساری طاقتیں خرچ کر دو۔ نہ اس لیے کہ دوسرے سرکشوں کو ہٹا کر تم ان کی جگہ لے لو، بلکہ صرف اس لیے کہ دنیا سے سرکشی وطغیان مٹ جائے اور خدا کا قانون دنیا میں نافذ ہو۔

(اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات۔ جہاد فی سبیل اللہ ''فی سبیل اللہ کی لازمی قید'')

یہ ساری تعلیمات صاف اور واضح ہیں۔ مسلمان اگر لڑ سکتا ہے تو اس فتنہ کو بحیثیت مجموعی مٹا دینے اور اللہ کا بول بالا کرنے کے لیے لڑ سکتا ہے۔ رہا یہ کہ وہ خود فتنہ وفساد میں کس طرح سے حصہ لے اور کفر کے جھنڈے تلے کفر کا بول بالا کرنے کے لیے جنگ کرے، تو یہ کام مسلمان ہوتے ہوئے وہ نہیں کر سکتا۔ جس کو یہ حرکت کرنی ہو وہ بہتر ہے کہ مسلمان کے نام بٹہ لگانے کے بجائے کھلم کھلا انہی میں جا ملے جن کا وہ بول بالا کرنا چاہتا ہے۔

(تفہیمات حصہ سوم، اقوام عرب کا عبرت ناک انجام)

۹۴- مَنْ غَزَا فَخْرًا وَ رِيَاءً وَ سُمْعَةً، وَعَصَى الْإِمَامَ، وَ اَفْسَدَ فِی الْاَرْضِ، فَاِنَّهٗ لَمْ يَرْجِعْ بِالْكَفَافِ۔

(ابوداؤد، باب فی من يغزو و يلتمس الدنيا)

جس شخص نے فخر کی نیت سے، اور دنیا کو اپنی قوت وشجاعت دکھانے کے لیے اور ناموری حاصل کرنے کے لیے جنگ کی اور امام کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد برپا کیا، اسے اجر ملنا تو درکنار وہ تو برابر بھی نہ چھوٹے گا۔ (سود، غنیمت)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحِ الْحَضْرَمِیُّ، ثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنِیْ بُحَيْرٌ، عَنْ خَالِدِ بْنِ

مَعْدَانَ، عَنْ اَبِی بَحْرِیَّةَ، عَنْ اَبِی مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ، فَاَمَّا مَنِ ابْتَغٰی وَجْهَ اللّٰهِ، وَ اَطَاعَ الْاِمَامَ، وَ اَنْفَقَ الْكَرِیْمَةَ، وَیَاسَرَ الشَّرِیْكَ، وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ، فَاِنَّ نَوْمَهٗ وَ نَبْهَهٗ اَجْرٌ كُلُّهٗ، وَ اَمَّا مَنْ غَزَا فَخْرًا وَ رِیَاءً وَ سُمْعَةً، وَعَصَی الْاِمَامَ، وَ اَفْسَدَ فِی الْاَرْضِ، فَاِنَّهٗ لَمْ یَرْجِعْ بِالْكَفَافِ۔ (٦)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لڑائی دوطرح کی ہے پس جس کسی نے اللہ کی خوشنودی ورضا جوئی کے لیے کیا اور اپنے امام کی اطاعت کی، عمدہ مال اس میں خرچ کیا اور اپنے ساتھی سے نرم سلوک روا رکھا اور فساد سے اجتناب کیا تو ایسے شخص کا سونا، جاگنا سارے کا سارا باعث اجر وثواب ہے اور جس نے جنگ فخر جتانے، ریا کاری اور دکھاوے کے لیے کی اور اپنے امام کی نافرمانی کی اور زمین پر فساد انگیزی کی۔ ایسے شخص کو اجر ملنا تو درکنار وہ تو برابر بھی نہ چھوٹے گا۔

تشریح: شہادت کا درجہ جذبے کی شدت کے حساب سے ہوتا ہے۔ ایک شخص لاکھوں روپے اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہے۔ دوسرا صرف ایک کھجور۔ کھجور والے کے پاس جو کچھ تھا اس نے سب کچھ پیش کر دیا۔ گویا اس کے جذبے کی Intensity لاکھوں روپے دینے والے کے مقابلے میں زیادہ ہے تو اس کو اجر زیادہ ملے گا۔ خدا کی راہ میں جس شخص کا جذبہ جتنا صادق ہوگا، اتنا ہی بڑا درجہ اس کو نصیب ہوگا۔ مگر درجات کا فیصلہ کرنا بہر کیف ہمارا کام نہیں۔ ہم تو صرف اس قدر جانتے ہیں کہ ایک شخص مومن تھا، لڑا اور شہید ہو گیا۔ خدا اس کی شہادت اور جذبۂ شہادت کو قبول فرمائے۔ (۵۔اے ذیلدار پارک حصہ دوم، ص:۷۶)

طریق جنگ کی تطہیر

۹۵— ایک مرتبہ میدان جنگ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کی لاش پڑی دیکھی ناراض ہو کر فرمایا کہ (**ماکانت ھذہ تقاتل فیمن یقاتل**) یہ تو لڑنے والوں میں شامل نہ تھی۔ پھر سالار فوج حضرت خالدؓ کو کہلا بھیجا کہ (**لا تقتلن امرأةً و لا عسیفا**) عورت اور اجیر کو ہرگز قتل نہ کرو۔ (الجہاد فی الاسلام، اسلام کی اصلاحات ''غیر اہل قتال۔'')

تخریج: ⟨ا⟩ **حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، ثَنَا وَكِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْمُرَقَّعِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَیْفِیٍّ، عَنْ حَنْظَلَةَ الْكَاتِبِ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَمَرَرْنَا عَلٰی امْرَاَةٍ مَقْتُوْلَةٍ قَدِ اجْتَمَعَ عَلَیْهَا النَّاسُ، فَاَفْرَجُوْا لَهٗ، فَقَالَ: مَاكَانَتْ هٰذِهٖ تُقَاتِلُ فِیْمَنْ یُقَاتِلُ، ثُمَّ قَالَ لِرَجُلٍ: انْطَلِقْ اِلٰی خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ، فَقُلْ لَّهٗ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَاْمُرُكَ، یَقُوْلُ: لَا تَقْتُلَنَّ ذُرِّیَّةً وَلَا عَسِیْفًا۔** (٧)

ترجمہ: حضرت حنظلہ کاتب سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لڑائی میں شریک تھے۔ ہمارا گزر ایک ایسی مقتول عورت پر ہوا جس پر لوگوں نے ہجوم کیا ہوا تھا۔ لوگوں نے آپؐ کے لیے راستہ کشادہ کر دیا۔ تو دیکھ کر آپؐ نے فرمایا یہ تو لڑنے والوں میں شامل نہ تھی۔ پھر آپ نے ایک آدمی کو بلا کر فرمایا کہ سالار فوج خالد بن ولید کے پاس جاؤ اور

اسے کہو کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان تمہارے لیے یہ ہے کہ بچوں اور اجیر کو ہرگز قتل نہ کرو۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِیُّ، ثَنَا عُمَرُ بْنُ الْمُرَقَّعِ بْنِ صَيْفِيّ (ابن رباح)، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، عَنْ جَدِّهٖ رَبَاحِ بْنِ رَبِيْعٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ غَزْوَةٍ، فَرَأَى النَّاسَ مُجْتَمِعِيْنَ عَلٰى شَیْءٍ، فَبَعَثَ رَجُلًا فَقَالَ: اُنْظُرْ عَلَامَ اجْتَمَعَ هٰؤُلَآءِ، فَجَآءَ فَقَالَ: (عَلٰى) امْرَأَةٍ قَتِيْلٍ، فَقَالَ: مَاكَانَتْ هٰذِهٖ لِتُقَاتِلَ؟ وَعَلَى الْمُقَدَّمَةِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ، فَبَعَثَ رَجُلًا، فَقَالَ: قُلْ لِخَالِدٍ، لَا يَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَلَا عَسِيْفًا۔ (۸)

ترجمہ: حضرت رباح بن ربیع سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم ایک غزوہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ کسی چیز پر جمع ہیں۔ آپ نے ایک آدمی کو بھیجا اور فرمایا کہ دیکھو لوگ کس چیز پر جمع ہو رہے ہیں۔ وہ آدمی گیا اور واپس آ کر رپورٹ دی کہ وہ وہ ایک عورت پر جمع ہیں جسے قتل کر دیا گیا ہے۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا یہ لڑنے والی تو نہیں تھی۔ اس وقت مقدمۂ لشکر پر خالد بن ولید تھے۔ آپؐ نے خالد کے پاس ایک آدمی کو بھیجا کہ جا کر خالد سے کہے کسی عورت اور اجیر کو ہرگز قتل نہ کرو۔

۹۶- فَنَهَى النَّبِیُّ عَنْ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ۔

آپؐ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کی عام ممانعت فرمادی۔ (الجہاد فی الاسلام، اسلام کی اصلاحات ''غیر اہل قتال۔'')

تخریج: حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: قُلْتُ لِاَبِیْ اُسَامَةَ: حَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: وُجِدَتِ امْرَأَةٌ مَقْتُوْلَةٌ فِیْ بَعْضِ مَغَازِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ۔ (۹)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک غزوہ، جس میں رسول اللہ ﷺ خود شریک تھے، میں ایک عورت کو دیکھا جسے قتل کر دیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمادیا۔

۹۷- لَا تَقْتُلُوْا شَيْخًا فَانِيًا، وَلَا طِفْلًا، وَلَا صِغِيْرًا، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا تَغُلُّوْا، وَ ضُمُّوْا غَنَائِمَكُمْ، وَاَصْلِحُوْا وَ اَحْسِنُوْا (اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ.)

نہ کسی بوڑھے ضعیف کو قتل کرو، نہ چھوٹے بچے کو اور نہ عورت کو، اموال غنیمت میں چوری نہ کرو۔ جنگ میں جو کچھ ہاتھ آئے سب ایک جگہ جمع کرو۔ نیکی و احسان کرو کیوں کہ اللہ محسنوں کو پسند کرتا ہے۔

تخریج: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ، ثَنَا يَحْیَ بْنُ آدَمَ وَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى، عَنْ حَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْفِزْرِ، حَدَّثَنِیْ، اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنْطَلِقُوْا

بِاسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، وَلَا تَقْتُلُوْا شَيْخًا فَانِيًا، وَلَا طِفْلًا، وَلَا صَغِيْرًا، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا تَغُلُّوْا، وَ ضُمُّوْا غَنَائِمَكُمْ، وَاَصْلِحُوْا وَ اَحْسِنُوْا (اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ) (١٠)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے لشکر کو روانگی کے موقع پر ہدایت فرمائی کہ اللہ کا نام لے کر چلو (جہاد کے لیے) اللہ کی تائید اور توفیق کے ساتھ، رسول اللہ کی ملت پر قائم رہتے ہوئے۔ نیز کسی بوڑھے ضعیف اور بچے کو قتل نہ کرنا اور نہ کسی عورت کو قتل کرنا اور اموال غنیمت میں خیانت نہ کرنا بلکہ اموال غنیمت کو جمع کرنا۔ باہم اصلاح کرنا، حسن سلوک و نیکی کرنا، نیکو کار لوگ ہی اللہ کو پسند ہیں۔

۹۸— ابن عباس سے روایت ہے کہ آں حضرت ﷺ جب کہیں فوج بھیجتے تھے تو ہدایت کردیتے تھے کہ معابد کے بے ضرر خادموں اور خانقاہ نشین زاہدوں کو قتل نہ کرنا۔ لا تقتلوا اصحاب الصوامع۔

تخریج: (ا) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثَنَا اَبُوْ الْقَاسِمِ، قَالَ: اَخْبَرَنِىْ ابْنُ اَبِىْ حَبِيْبَةَ، عَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا بَعَثَ جُيُوْشَهٗ قَالَ: اُخْرُجُوْا بِسْمِ اللّٰهِ تُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ، لَا تَغْدِرُوْا، وَلَا تَغُلُّوْا، وَلَا تُمَثِّلُوْا، وَلَا تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ، وَلَا اَصْحَابَ الصَّوَامِعِ۔ (١١)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب لشکروں کو جہاد کے لیے روانہ فرماتے تو یہ ہدایات دیتے۔ اللہ کا نام لے کر نکلو، جو اللہ سے کفر کا مرتکب ہو اس سے اللہ کی راہ میں قتال کرو۔ دھوکہ نہ دو، خیانت نہ کرو، مثلہ نہ کرو، اور بچوں کو قتل نہ کرو نیز گرجوں میں گوشہ نشین لوگوں کو بھی قتل نہ کرو۔

تشریح: فتح مکہ کے موقعے پر آپؐ نے پہلے سے ہدایت فرمادی کہ کسی زخمی پر حملہ نہ کرنا، جو کوئی جان بچا کر بھاگے اس کا پیچھا نہ کرنا اور جو اپنا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے اسے امان دینا۔ (فتوح البلدان: ص، ۴۷)

مستنبط قاعدہ

ان مختلف جزئی احکام سے فقہائے اسلام نے یہ قاعدہ کلیہ مستنبط کیا ہے۔ کہ تمام وہ لوگ جو لڑنے سے معذور ہیں، یا عادتاً معذور کے حکم میں ہیں، قتال سے مستثنیٰ ہیں لیکن ان کا استثناء علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ اس شرط کے ساتھ ہے کہ وہ عملاً جنگ میں حصہ نہ لیں۔ اگر ان میں سے کوئی اعمال جنگ میں فی الواقع شرکت کرے، مثلاً بیمار پلنگ پر لیٹے لیٹے فوجوں کو جنگی چالیں بتا رہا ہو، یا عورت غنیم کی جاسوسی کا کام کر رہی ہو یا بچہ خفیہ خبریں حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہو، یا مذہبی طبقہ کا کوئی فرد دشمن قوم کو جنگ کا جوش دلاتا ہو تو اس کا قتل جائز ہو گا کیوں کہ اس نے خود مقاتلین میں شامل ہو کر اپنے آپ کو غیر مقاتلین کے حقوق سے محروم کر لیا۔ اس باب میں اسلامی قانون کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر شخص جو اہل قتال میں سے ہے۔ اس کا قتل جائز ہے خواہ وہ بالفعل لڑے یا نہ لڑے۔ اور ہر شخص جو اہل قتال سے نہیں ہے، اس کا قتل ناجائز ہے سوائے اس صورت کے کہ وہ حقیقتاً لڑائی میں شامل ہو یا مقاتلین کے سے کام کرنے لگے۔(۱) (الجہاد فی الاسلام، اسلام کی اصلاحات ''غیر اہل قتال...'')

(۱) ہدایہ باب کیفیۃ القتال۔ فتح القدیر ج ۴، ص ۲۹۰-۲۹۲۔ بدائع صنائع ج ۷، ص: ۱۰۱۔

لڑائی کی دو قسمیں

۹۹-اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ، فَاَمَّا مَنِ ابْتَغٰی وَجْهَ اللّٰهِ وَ اَطَاعَ الْاِمَامَ، وَ اَنْفَقَ کَرِیْمَتَهٗ، وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ، فَاِنَّ نَوْمَهٗ وَ نَبْهَهٗ اَجْرٌ کُلُّهٗ وَ اَمَّا مَنْ غَزَا رِیَاءً وَ سُمْعَةً، وَعَصَی الْاِمَامَ، وَ اَفْسَدَ فِی الْاَرْضِ، فَاِنَّهٗ لَا یَرْجِعُ بِالْکَفَافِ۔ (عن معاذ بن جبل)

لڑائیاں دو قسم کی ہیں۔ جس شخص نے خالص اللہ کی رضا کے لیے لڑائی کی اور اس میں امام کی اطاعت کی، اپنا بہترین مال خرچ کیا اور فساد سے پرہیز کیا، تو اس کا سونا جاگنا سب اجر کا مستحق ہے اور جس نے دنیا کے دکھاوے اور شہرت و ناموری کے لیے جنگ کی، اور اس میں امام کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد پھیلایا تو وہ برابر بھی نہ چھوٹے گا۔ (یعنی الٹا عذاب میں مبتلا ہوگا)

الجہاد فی الاسلام ــــ اسلام کی اصلاحات ''مقصد جنگ کی''

تخریج:〈۱〉 **حَدَّثَنَا حَیْوَةُ بْنُ شُرَیْحِ الْحَضْرَمِیُّ، ثَنَا بَقِیَّةُ، حَدَّثَنِیْ بُحَیْرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ اَبِیْ بَحْرِیَّةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ: فَاَمَّا مَنِ ابْتَغٰی وَجْهَ اللّٰهِ، وَ اَطَاعَ الْاِمَامَ، وَ اَنْفَقَ الْکَرِیْمَةَ، وَ یَاسَرَ الشَّرِیْکَ، وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ، فَاِنَّ نَوْمَهٗ وَ نَبْهَهٗ اَجْرٌ کُلُّهٗ۔ وَ اَمَّا مَنْ غَزَا فَخْرًا وَ رِیَاءً وَ سُمْعَةً، وَعَصَی الْاِمَامَ، وَ اَفْسَدَ فِی الْاَرْضِ، فَاِنَّهٗ لَمْ یَرْجِعْ بِالْکَفَافِ۔** (۱۲)

〈۲〉 **اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ، فَغَزْوٌ تُنْفَقُ فِیْهِ الْکَرِیْمَةُ وَ یُیَاسَرُ فِیْهِ الشَّرِیْکُ، وَ یُطَاعُ فِیْهِ ذُوالْاَمْرِ، وَ یُجْتَنَبُ فِیْهِ الْفَسَادُ، فَذٰلِکَ الْغَزْوُ خَیْرٌ کُلُّهٗ، وَ غَزْوٌ لَا تُنْفَقُ فِیْهِ الْکَرِیْمَةُ، وَلَا یُیَاسَرُ فِیْهِ الشَّرِیْکُ، وَلَا یُطَاعُ فِیْهِ ذُوالْاَمْرِ، وَلَا یُجْتَنَبُ فِیْهِ الْفَسَادُ، فَذٰلِکَ الْغَزْوُ لَا یَرْجِعُ صَاحِبُهٗ کَفَافًا۔** (۱۳)

ترجمہ: لڑائیاں دو قسم کی ہیں۔ ایک لڑائی وہ ہے کہ جس میں عمدہ مال خرچ کیا جاتا ہے اور اپنے ساتھی کے ساتھ نرم سلوک کیا جاتا ہے۔ صاحب امر کی اطاعت کی جاتی ہے۔ فساد سے اجتناب کیا جاتا ہے۔ ایسی لڑائی تو ساری کی ساری خیر و بھلائی ہے اور ایک لڑائی وہ ہے جس میں نہ تو عمدہ مال خرچ کیا جاتا ہے اور نہ اپنے ساتھی کو کوئی آسانی پہنچائی جاتی ہے اور نہ صاحب امر (امام) کی اطاعت کی جاتی ہے اور نہ فساد انگیزی سے اجتناب کیا جاتا ہے۔ یہ لڑائی تو ایسی ہے جس میں شریک ہونے والا بہ مشکل برابر برابر لوٹے گا۔

تشریح: جہاد فی سبیل اللہ کو تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے ایک وہ جو اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے کیا جائے، دوسرا جو مظلوموں کو ظالموں سے نجات دلانے کے لیے کیا جائے، تیسرا جو خود اپنے دفاع کے لیے کیا جائے۔ یعنی کسی مسلمان ملک پر جب کوئی دشمن حملہ آور ہو تو اس کے باشندوں کا فرض ہے کہ وہ مدافعت کریں اور ملک کو دشمن کے قبضے میں جانے سے روکیں۔

اگران شکلوں میں پیش نظر اللہ تعالیٰ کی رضا ہوگی تو جہاد فی سبیل اللہ ہوگا اور اگر خدا کی رضا پیش نظر نہ ہوئی تو جہاد نہ ہوگا۔ محض کسی کے خلاف جنگ چھیڑ دینا جہاد نہیں ہوسکتا۔ اس لحاظ سے اگر یہ دیکھا جائے کہ امپریلزم کے اندر ظلم، سرکشی، اپنی حد سے تجاوز اور دوسروں پر زیادتی پائی جاتی ہے، تو وہ اس کا مستحق ہے کہ اس کی مخالفت کی جائے۔ مگر نیت یہ ہونی چاہیے کہ انسان پر سے انسان کی حاکمیت کو ہٹایا جائے اور اللہ کی حاکمیت قائم کی جائے۔ یہ مقصد ہوگا تو وہ جہاد ہوگا۔ اسلام کے نقطۂ نظر سے انسان ہر ایک سے آزاد ہو مگر خدا کا غلام ضرور ہونا چاہیے۔ انسان اگر خدا کی غلامی میں آزاد ہو جائے تو پھر کسی آزادی کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ (۵، اے ذیلدار پارک حصہ دوم ص: ۷۲)

اہل قتال کے حقوق

۱۰۰- كَانَ اِذَا جَآءَ قَوْمًا بِلَيْلٍ لَا يُغِيْرُ عَلَيْهِمْ، حَتّٰى يُصْبِحَ۔ (عن انس بن مالک)

"آں حضرت ﷺ جب کسی دشمن قوم پر رات کے وقت پہنچتے تو جب تک صبح نہ ہو جاتی حملہ نہ کرتے تھے۔"

تخریج:⟨۱⟩ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى خَيْبَرَ، فَانْتَهٰى اِلَيْهَا لَيْلًا قَالَ: وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا طَرَقَ لَيْلًا لَمْ يُغِرْ عَلَيْهِمْ حَتّٰى يُصْبِحَ فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا اَمْسَكَ، وَ اِنْ لَّمْ يَكُوْنُوْا يُصَلُّوْنَ اَغَارَ عَلَيْهِمْ، قَالَ: فَلَمَّا اَصْبَحْنَا رَكِبَ وَ رَكِبَ الْمُسْلِمُوْنَ، قَالَ: فَخَرَجَ اَهْلُ الْقَرْيَةِ اِلٰى حُرُوْثِهِمْ مَعَهُمْ مَكَاتِلُهُمْ وَ مَسَاحِيْهِمْ فَلَمَّا رَاَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمِيْنَ قَالُوْا: مُحَمَّدٌ وَاللّٰهِ وَالْخَمِيْسُ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ، اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ۔ (١٤)

ترجمہ: حضرت انس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کی طرف تشریف لے چلے تو وہاں رات کے وقت پہنچے۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب کہیں رات کے وقت پہنچتے تو صبح ہونے تک حملہ نہ کرتے۔ اگر اذان کی آواز سنتے تو حملہ آور ہونے سے باز رہتے اور اگر وہ لوگ نماز نہ پڑھتے تو ان پر حملہ کر دیتے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب صبح نمودار ہوگئی تو آپ اور سب مسلمان سوار ہوئے۔ راوی ہی کا بیان ہے بستی (خیبر) کے باشندے اپنے کدالیں، کسیاں اور ٹوکرے لے کر اپنے کھیتوں کی جانب نکلے۔ جب انہوں نے نبی ﷺ اور مسلمانوں کو دیکھا تو حیران و ششدر ہو کر پکار اٹھے محمد اللہ کی قسم اپنے لشکر کے ساتھ آ گیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہا اور فرمایا کہ خیبر برباد ہوگیا۔ یقیناً ہم جب کسی قوم کے میدان و صحن میں جا اترتے ہیں تو ان ڈرائے گئے لوگوں کی صبح بہت بری ہوتی ہے۔

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا غَزَا بِنَاحٍ وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ اِلٰى خَيْبَرَ، فَجَاءَهَا لَيْلًا وَ كَانَ اِذَا جَآءَ قَوْمًا بِلَيْلٍ لَا يُغِيْرُ عَلَيْهِمْ، حَتّٰى يُصْبِحَ

فَلَمَّا اَصْبَحَ خَرَجَتْ يَهُوْدُ بِمَسَاحِيهِمْ وَ مَكَاتِلِهِمْ، فَلَمَّا رَاوْهُ قَالُوْا: مُحَمَّدٌ وَاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ۔ (۱۵)

ترجمہ: حضرت انس کا بیان ہے کہ نبی ﷺ خیبر کی طرف نکلے تو رات کے وقت وہاں پہنچے آپ کا عموماً معمول تھا کہ جب رات کے وقت کسی قوم کے پاس پہنچتے تو جب تک صبح نہ ہوتی ان پر حملہ آور نہ ہوتے تھے۔ جب صبح ہوئی تو (دیکھا) کہ یہود (خیبر) اپنے کدال اور ٹوکرے لے کر باہر نکلے۔ جب آپؐ کو انہوں نے دیکھا تو (ششدر رہ گئے) کہا کہ محمد اپنے لشکر سمیت آ گیا ہے۔ ان کی سراسیمگی و حیرت کو ملاحظہ فرما کر آپ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا خیبر برباد ہو گیا۔ جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے گئے لوگوں کی صبح بہت بری ہوتی ہے۔

۱۰۱- لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ اِلَّا رَبُّ النَّارِ۔

''آگ کا عذاب دینا سوائے آگ کے پیدا کرنے والے کے کسی اور کو سزاوار نہیں۔''

تخریج: ﴿ا﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ مَحْبُوْبُ بْنُ مُوْسٰى، اَخْبَرَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ ابْنِ سَعْدٍ، قَالَ غَيْرُ اَبِيْ صَالِحٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهٖ فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ، فَاَخَذْنَا فَرْخَيْهَا، فَجَآءَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تَفْرُشُ، فَجَآءَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: مَنْ فَجَعَ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا؟ رُدُّوْا وَلَدَهَا اِلَيْهَا، وَرَأٰى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا، فَقَالَ: مَنْ حَرَّقَ هٰذِهٖ؟ قُلْنَا: نَحْنُ، قَالَ: اِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ، اَنْ يُّعَذِّبَ بِالنَّارِ اِلَّا رَبُّ النَّارِ۔ (۱۶)

ترجمہ: عبداللہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ قضاء حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ ہم نے سرخ رنگ کا ایک پرندہ دیکھا اس کے ساتھ دو بچے تھے۔ ان بچوں کو ہم نے پکڑ لیا وہ سرخ رنگ کا جانور آیا اور زمین پر اپنے پر بچھانے لگا۔ (جیسے کوئی منت وسماجت کرتا ہے)۔ اسی اثنا میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا اس کے بچہ کی وجہ سے کسی نے اسے بے چین و بے قرار کیا ہے۔ اس کا بچہ اسے لوٹا دو اور آپ نے چیونٹیوں کا ایک بل دیکھا جسے ہم نے جلا دیا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اسے کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے اسے جلایا ہے۔ آپ نے اس موقع پر فرمایا۔ آگ کا عذاب دینا سوائے آگ کے پیدا کرنے والے کے کسی اور کو سزاوار نہیں۔

۱۰۲- اِنِّيْ اَمَرْتُكُمْ اَنْ تُحَرِّقُوْا فُلَانًا فُلَانًا وَ اِنَّ النَّارَ فَلَا يُعَذِّبُ بِهَا اِلَّا اللّٰهُ، فَاِنْ وَجَدْتُّمُوْهُمَا فَاقْتُلُوْهُمَا۔

میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں اشخاص کو جلا دینا مگر آگ کا عذاب سوائے خدا کے کوئی نہیں دے سکتا، اس لیے اگر تم انہیں پاؤ تو بس قتل کر دینا۔

تخریج:⟨۱⟩ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، ثَنا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِزَامِيُّ، عَنْ اَبِى الزِّنَادِ، حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ حَمْزَةَ الْاَسْلَمِىُّ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَّرَهٗ عَلٰى سَرِيَّةٍ، وَ قَالَ: اِنْ وَجَدْتُّمْ فُلَانًا، فَاحْرِقُوْهُ بِالنَّارِ، فَوَلَّيْتُ، فَنَادَانِىْ، فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ، فَقَالَ: اِنْ وَجَدْتُّمْ فُلَانًا، فَاقْتُلُوْهُ، وَلَا تُحْرِقُوْهُ فَاِنَّهٗ لَا يُعَذِّبُ بِالنَّارِ اِلَّا رَبُّ النَّارِ۔ (۱۷)

ترجمہ: حمزہ اسلمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک سریہ پر امیر بنایا اور اسے حکم دیا کہ اگر فلاں شخص کو پاؤ تو اسے آگ سے جلا دینا مگر جب میں جانے لگا تو آپؐ نے مجھے بلایا میں واپس خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا اگر تم فلاں آدمی کو پاؤ تو اسے صرف قتل کر دینا، جلانا نہیں۔ اس لیے کہ آگ کا عذاب سوائے آگ کے پیدا کرنے والے کے اور کوئی نہیں دیتا۔

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِىْ بَعْثٍ، فَقَالَ: اِنْ وَجَدْتُّمْ فُلَانًا وَ فُلَانًا فَاحْرِقُوْهُمَا بِالنَّارِ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اَرَدْنَا الْخُرُوْجَ: اِنِّىْ اَمَرْتُكُمْ اَنْ تُحَرِّقُوْا فُلَانًا وَ فُلَانًا وَ اِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا اِلَّا اللّٰهُ، فَاِنْ وَجَدْتُّمُوْهُمَا فَاقْتُلُوْهُمَا۔ (۱۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا اور ہدایت فرمائی کہ اگر تم فلاں فلاں شخص کو پاؤ تو دونوں کو آگ میں جلا دینا۔ جب ہم نے نکلنے کا ارادہ کیا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں اشخاص کو جلا دینا مگر آگ کا عذاب اللہ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔ اس لیے اگر تم انہیں پاؤ تو بس قتل کر دینا۔

پس منظر: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آں حضرت ﷺ نے ہم لوگوں کو لڑائی پر جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ اگر فلاں دو آدمی تم کو ملیں تو ان کو جلا دینا۔ مگر جب ہم روانہ ہونے لگے تو بلا کر مندرجہ بالا حکم ارشاد فرمایا۔

۱۰۳– ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے زنادقہ کو آگ کا عذاب دیا تھا۔ اس پر حضرت ابن عباسؓ نے انہیں روکا اور نبی ﷺ کا یہ حکم بیان کیا کہ **لا تعذبوا بعذاب اللّٰہ**۔ آگ اللہ کا عذاب ہے اس کے بندوں کو عذاب نہ دو۔

(الجہاد فی الاسلام ''اہل قتال کے حقوق'')

تخریج:⟨۱⟩ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ عَلِيًّا حَرَّقَ قَوْمًا فَبَلَغَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: لَوْكُنْتُ اَنَا لَمْ اُحْرِقْهُمْ لِاَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ: لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ، وَ لَقَتَلْتُهُمْ كَمَا قَالَ النَّبِىُّ ﷺ: مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ۔ (۱۹)

ترجمہ: حضرت عکرمہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے کچھ لوگوں کو آگ میں جلا دیا تھا۔ ابن عباسؓ کو

جب اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے کہا کہ اگر میں ان کی جگہ پر ہوتا تو ہرگز ان کو نہ جلاتا کیوں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے عذاب سے کسی کو عذاب نہ دینا۔ میں تو ان کو قتل کر دیتا جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنا دین تبدیل کر لے تو اسے قتل کر ڈالو۔

قتل صبر کی ممانعت

۱۰۴— عبید بن یعلیٰ کا بیان ہے کہ ہم عبدالرحمٰن بن خالد کے ساتھ جنگ پر گئے تھے ایک موقع پر ان کے لشکر اعداء میں سے چار گبریلے پکڑے ہوئے آئے اور انہوں نے حکم دیا کہ انہیں باندھ کر قتل کیا جائے۔ اس کی اطلاع جب حضرت ابوایوب انصاری کو ہوئی تو انہوں نے کہا۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ قَتْلِ الصَّبْرِ، فَوَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَوْ كَانَتِ الدَّجَاجَةُ مَا صَبَرْتُهَا، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ خَالِدِ بْنِ وَلِيْدٍ فَاَعْتَقَ اَرْبَعَةَ رِقَابٍ۔

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپؐ نے قتل صبر (باندھ کر مارنے) سے منع فرمایا۔ خدا کی قسم اگر مرغی بھی ہوتی تو میں اس کو اس طرح باندھ کر نہ مارتا۔ اس کی خبر جب عبدالرحمٰن بن خالد کو پہنچی تو انہوں نے چار غلام آزاد کر دیے۔

(الجہاد فی الاسلام، اہل قتال کے حقوق ''قتل صبر کی...'')

تخریج:‹۱› **حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو ابْنُ الْحَرْثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ، عَنِ ابْنِ تِعْلِىْ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ، فَاُتِىَ بِاَرْبَعَةِ اَعْلَاجٍ مِنَ الْعَدُوِّ، فَاَمَرَ بِهِمْ فَقُتِلُوْا صَبْرًا، قَالَ اَبُوْدَاؤُدَ: قَالَ لَنَا غَيْرُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، قَالَ: بِالنَّبْلِ صَبْرًا، فَبَلَغَ ذٰلِكَ اَبَا اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِىَّ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ قَتْلِ الصَّبْرِ، فَوَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَوْ كَانَتْ دَجَاجَةٌ مَا صَبَرْتُهَا، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ فَاَعْتَقَ اَرْبَعَ رِقَابٍ۔** (۲۰)

ترجمہ: عبید بن تعلیٰ کا بیان ہے کہ ہم عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کے ساتھ جنگ پر گئے۔ ان کے لشکر اعداء میں سے چار گبر پکڑے ہوئے آئے اور انہوں نے حکم دیا کہ انہیں باندھ کر قتل کیا جائے۔ ابوداؤد نے بیان کیا کہ سعید کے سوا باقی لوگوں نے اس طرح بیان کیا ہے کہ باندھ کر تیروں سے مار ڈالے گئے۔ یہ خبر جب حضرت ابوایوب انصاریؓ کو پہنچی تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے باندھ کر قتل کرنے سے آپؐ منع فرماتے تھے۔ اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مرغی بھی ہوتی تو میں اسے بھی اس طرح نہ مارتا۔ جب یہ اطلاع عبدالرحمٰن بن خالد تک پہنچی تو انہوں نے اس کے بدلہ میں چار غلام آزاد کیے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

۱۰۵۔اِنَّ اللّٰهَ لَا یُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ حَتّٰی یَرَوُا الْمُنْكَرَ بَیْنَ ظَهْرَانِیْهِمْ وَ هُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰی اَنْ یُّنْكِرُوْهُ فَلَا یُنْكِرُوْهُ فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَذَّبَ اللّٰهُ الْخَاصَّةَ وَالْعَامَّةَ۔

(مسند احمد)

''اللہ عام لوگوں پر خاص لوگوں کے عمل کے باعث اس وقت تک عذاب نازل نہیں کرتا جب تک ان میں یہ عیب پیدا نہ ہو جائے کہ اپنے سامنے برے اعمال ہوتے دیکھیں اور انہیں روکنے کی قدرت رکھتے ہوں مگر نہ روکیں۔ جب وہ ایسا کرنے لگتے ہیں تو پھر اللہ عام اور خاص سب پر عذاب نازل کرتا ہے۔''

تخریج:⟨ا⟩ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ، اَبِیْ ثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ ثَنَا سَیْفٌ، قَالَ: سَمِعْتُ عَدِیَّ بْنَ عَدِیِّ الْكِنْدِیَّ یُحَدِّثُ عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَوْلًی لَّنَا اَنَّهٗ سَمِعَ عَدِیًّا یَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا یُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ حَتّٰی یَرَوُا الْمُنْكَرَ بَیْنَ ظَهْرَانِیْهِمْ وَ هُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰی اَنْ یُّنْكِرُوْهُ فَلَا یُنْكِرُوْهُ فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَذَّبَ اللّٰهُ الْخَاصَّةَ وَالْعَامَّةَ۔ (۲۱)

تشریح: جس بستی میں اعلانیہ احکام الٰہی کی خلاف ورزی ہو رہی ہو وہ ساری کی ساری قابل مواخذہ ہوتی ہے اور اس کا کوئی باشندہ محض اس بنا پر مواخذہ سے بری نہیں ہو سکتا کہ اس نے خود خلاف ورزی نہیں کی بلکہ اسے خدا کے سامنے اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے لازماً اس بات کا ثبوت فراہم کرنا ہوگا کہ وہ اپنی حد استطاعت تک اصلاح اور اقامت حق کی کوشش کرتا رہا تھا۔ پھر قرآن اور حدیث کے دوسرے ارشادات سے بھی ہم کو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اجتماعی جرائم کے باب میں اللہ کا قانون یہی ہے۔ چناں چہ قرآن میں فرمایا گیا ہے **(واتقوا فتنة لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصة)** ڈرو اس فتنہ سے جس کے وبال میں خصوصیت کے ساتھ صرف وہی لوگ گرفتار نہیں ہوں گے جنہوں نے تم میں سے ظلم کیا ہو ـــــ

(تفہیم القرآن، ج ۲، الاعراف، حاشیہ: ۱۲۵)

پس امر بالمعروف نہی عن المنکر صرف دوسروں ہی کی خدمت نہیں بلکہ اپنی خدمت بھی ہے اور درحقیقت مجموعی بہتری چاہنے کی دانش مندانہ حکمت عملی کا دوسرا نام ہے۔ (الجہاد فی الاسلام، مصلحانہ جنگ ''امر بالمعروف...'')

ان احادیث سے قرآن پاک کے حکم نہی عن المنکر کے معنی صاف متعین ہو جاتے ہیں کہ اس سے مراد صرف زبان و قلم ہی سے منکر کو روکنا اور اس کے خلاف تبلیغ کرنا نہیں ہے۔ بلکہ حسب ضرورت بزور قوت اس کو روک دینا اور دنیا کو اس کے وجود سے پاک کر دینا بھی ہے۔ اور یہ مسلمانوں کی قدرت واستطاعت پر موقوف ہے۔ اگر مسلمانوں میں اتنی قوت ہو کہ تمام دنیا کو منکر سے روک کر اسے قانون عدل کا مطیع بنا دیں تو ان کا فرض ہے کہ اس قوت کو استعمال کریں اور جب تک اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا نہ دیں، چین نہ لیں۔ لیکن اگر وہ اتنی قوت نہ رکھتے ہوں تو جس حد تک ممکن ہو، انہیں اس خدمت کو انجام دینا چاہیے اور تکمیل مدعا کے لیے مزید قوت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(الجہاد فی الاسلام، مصلحانہ جنگ ''نہی عن المنکر کا طریقہ'')

۱۰۶- بنی اسرائیل میں پہلا نقص جو پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ ان کے دلوں سے برائی کی نفرت دور ہوگئی تھی اور وہ جھوٹی رواداری پیدا ہوگئی تھی جو برائی کو برداشت کرتے کرتے خود برائی میں مبتلا ہو جانے پر انسان کو آمادہ کر دیتی ہے۔ كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ فَيَقُوْلُ يَا هٰذَا اِتَّقِ اللّٰهِ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ فَاِنَّهٗ لَا يَحِلُّ لَكَ ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ فَلَا يَمْنَعُهٗ ذٰلِكَ اَنْ يَّكُوْنَ اَكِيْلَهٗ وَ قَعِيْدَهٗ وَ شَرِيْبَهٗ۔ یعنی جب ان میں سے ایک آدمی دوسرے سے ملتا تو کہتا کہ اے شخص اللہ سے ڈر اور یہ فعل چھوڑ دے جو تو کرتا ہے۔ کیوں کہ یہ تیرے لیے جائز نہیں ہے۔ مگر دوسرے دن جب اس سے ملتا تو اسی کا ہم پیالہ و ہم نوالہ اور ہم نشیں بننے سے کوئی چیز اسے باز نہ رکھتی۔ آخر ان پر ایک دوسرے کی برائی کا اثر پڑ گیا اور ان کے ضمیر مردہ ہو گئے۔ ضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ۔ جس وقت حضورؐ یہ فرما رہے تھے تو دفعتاً لیٹے لیٹے اٹھ بیٹھے اور جوش میں آکر فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَتَاْخُذُنَّ عَلٰى يَدِ الْمُسِیْٓ وَ لَتَاْطُرُنَّ عَلَى الْحَقِّ اِطْرَاءً اَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اَوْ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ۔

”اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تمہیں لازم ہے کہ نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو اور بدکار کا ہاتھ پکڑ لو، اور اسے حق کی طرف موڑ دو، ورنہ اللہ تمہارے دلوں پر بھی ایک دوسرے کا اثر ڈال دے گا۔ یا تم پر بھی اس طرح لعنت کرے گا جس طرح ان لوگوں پر کی تھی۔“

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ النُّفَيْلِیُّ، ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ بُذَيْمَةَ، عَنْ اَبِیْ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلٰى بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ، كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ فَيَقُوْلُ: يَا هٰذَا اِتَّقِ اللّٰهَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ فَاِنَّهٗ لَا يَحِلُّ لَكَ، ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ فَلَا يَمْنَعُهٗ ذٰلِكَ اَنْ يَّكُوْنَ اَكِيْلَهٗ وَ شَرِيْبَهٗ، وَقَعِيْدَهٗ فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ ضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ، ثُمَّ قَالَ: (لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ)۔ اِلٰى قَوْلِهٖ (فَاسِقُوْنَ) ثُمَّ قَالَ: كَلَّا وَاللّٰهِ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ لَتَاْخُذُنَّ عَلٰى يَدَیِ الظَّالِمِ وَ لَتَاْطُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا وَ لَتَقْصُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا۔ (۲۲)

ترمذی میں منقول روایت:

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِیْ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیِّ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْهُ، فَتَدْعُوْنَهٗ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ۔ (۲۳)

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے

ہاتھ میں میری جان ہے تمہیں ضرور نیکی کا حکم دینا ہوگا اور بدی سے روکنا ہوگا یا پھر اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب ضرور نازل فرمائے گا پھر تم اس سے دعائیں مانگو گے مگر وہ تمہاری دعائیں قبول نہیں فرمائے گا۔

﴿۳﴾ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِنَحْوِهٖ، زَادَ اَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللّٰهُ بِقُلُوْبِ بَعْضِكُمْ عَلٰى بَعْضٍ، ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ، كَمَا لَعَنَهُمْ۔ (٢٤)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود نے نبی ﷺ کا ارشاد بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ یا پھر اللہ تمہارے دلوں پر ایک دوسرے کا اثر ضرور ڈال دے گا۔ پھر تم پر بھی اسی طرح لعنت کرے گا جس طرح ان لوگوں پر کی تھی۔

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، ح وَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، الْمَعْنٰى، عَنْ اِسْمَاعِيْلَ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: قَالَ اَبُوْبَكْرٍ بَعْدَ اَنْ حَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنٰى عَلَيْهِ: يٰاَيُّهَا النَّاسُ، اِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَ تَضَعُوْنَهَا عَلٰى غَيْرِ مَوْضِعِهَا (عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ) قَالَ عَنْ خَالِدٍ: وَ اِنَّا سَمِعْنَا النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَاْخُذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ اَوْشَكَ اَنْ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ۔ وَ قَالَ عَمْرٌو عَنْ هُشَيْمٍ: وَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ ثُمَّ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُّغَيِّرُوْا ثُمَّ لَا يُغَيِّرُوْا اِلَّا يُوْشِكُ اَنْ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ۔ (٢٥)

ترجمہ: حضرت ابوبکرؓ نے خطاب کے دوران فرمایا۔ اللہ کی حمد و ثنا کے بعد۔ لوگو! تم یہ آیت تو پڑھتے ہو مگر اسے غیر محل پر استعمال کرتے ہو۔ (**علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم**) خالد کے حوالہ سے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ لوگ جب ظالم کو دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو عذاب میں مبتلا کر دے۔ اور عمرو نے ہشیم کے حوالہ سے بیان کیا۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کوئی قوم جس میں بدی و معاصی کا ارتکاب ہوتا ہو اور وہ لوگ اسے تبدیل کرنے پر قدرت بھی رکھتے ہوں مگر اس کے باوجود اس کے بدلنے کی سعی نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے عذاب عام میں مبتلا کر دے گا۔

تشریح: اپنے اعتقاد میں کسی جماعت کے صادق ہونے کا واحد معیار یہی ہے کہ وہ جس مسلک پر اعتقاد رکھتی ہو اس کو حکمراں بنانے کے لیے جان و مال سے جہاد کرے۔ اگر تم اپنے اوپر مسلک مخالف کی حکومت گوارا کرتے ہو تو یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ تم اپنے اعتقاد میں جھوٹے ہو اور اس کا فطری نتیجہ یہی ہے اور یہی ہوسکتا ہے کہ آخر کار اسلام کے مسلک پر تمہارا نام نہاد عقیدہ بھی باقی نہ رہے گا۔ ابتدا میں تم مسلک مخالف کی حکومت کو بکراہت گوارا کرو گے، پھر رفتہ رفتہ تمہارے دل اس سے مانوس ہوتے چلے جائیں گے۔ یہاں تک کہ کراہت رغبت سے بدل جائے گی اور آخر میں نوبت اس حد تک پہنچے گی کہ مسلک مخالف کی حکومت قائم ہونے اور قائم رہنے میں تم خود مددگار بنو گے، اپنی جان و مال سے جہاد اس لیے کرو گے کہ مسلک اسلام کے بجائے مسلک غیر اسلام قائم ہو یا قائم رہے۔ تمہاری اپنی طاقتیں مسلک اسلام کے قیام کی مزاحمت میں صرف ہونے لگیں گی، اور یہاں پہنچ کر تم میں اور کافروں میں اسلام کے منافقانہ دعویٰ، ایک بدترین جھوٹ، ایک پر فریب نام

کے سوا کوئی فرق نہ رہے گا۔(اس) حدیث میں نبی ﷺ نے اس نتیجہ کو صاف صاف بیان فرمادیا ہے۔
(تفہیمات حصہ اول، جہاد فی سبیل اللہ'' جہاد کی ضرورت اور اس کی غایت'')

اطاعت امام

۱۰۷- اِجْعَلْ اَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيْكَ '' تم اس جاہلیت کے کام کو جا کر مٹادو۔''

تخریج: قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: فَحَدَّثَنِى حَكِيْمُ بْنُ حَكِيْمٍ، عَنْ اَبِىْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ اَبِىْ طَالِبٍ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَا عَلِيُّ، اُخْرُجْ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ، فَانْظُرْ فِىْ اَمْرِهِمْ وَاجْعَلْ اَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيْكَ۔الخ (۲۶)

ترجمہ: محمد بن علی کا بیان ہے انہوں نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے علیؓ کو بلایا اور کہا ان لوگوں کے پاس جاؤ اور ان کے معاملہ میں غور کرو اور جا کر اس جاہلیت کے کام کو اپنے پاؤں تلے روند کر مٹادو۔

پس منظر: حضرت خالد بنی جذیمہ کی طرف دعوت اسلام کے لیے بھیجے گئے اور وہاں انہوں نے امام کی اجازت کے بغیر ایک غلط فہمی کی بنا پر قتل کا بازار گرم کردیا۔ اس کی اطلاع جب رسول اکرم ﷺ کو ہوئی تو آپؐ شدت غضب سے بے تاب ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اور فوراً حضرت علیؓ کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ تم اس جاہلیت کے کام کو جا کر مٹادو۔

(الجہاد فی الاسلام، جنگ کے مہذب قوانین'' اطاعت امیر'')

۱۰۸- مَنْ اَطَاعَنِىْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَانِىْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَ مَنْ يُّطِعِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِىْ، وَمَنْ يَّعْصِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِىْ۔

جس نے میری اطاعت کی۔ اس نے خدا کی اطاعت کی۔ اور جس نے مجھ سے نافرمانی کی۔ اس نے خدا سے نافرمانی کی۔ پھر جس نے امیر کی اطاعت کی۔ اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے امیر کی نافرمانی کی۔ اس نے گویا مجھ سے نافرمانی کی۔''

(الجہاد فی الاسلام، جنگ کے مہذب قوانین'' اطاعت امام'')

تخریج:⟨ا⟩ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ، اَنَا شُعَيْبٌ، ثَنَا اَبُو الزِّنَادِ اَنَّ الْاَعْرَجَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ، اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ وَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مَنْ اَطَاعَنِىْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَانِىْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَ مَنْ يُّطِعِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِىْ، وَمَنْ يَّعْصِى الْاَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِىْ، وَ اِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَآئِهٖ وَ يُتَّقٰى بِهٖ، فَاِنْ اَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَعَدَلَ فَاِنَّ لَهٗ بِذٰلِكَ اَجْرًا، وَ اِنْ قَالَ بِغَيْرِهٖ فَاِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ۔ (۲۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ باعتبار زمانہ ہم دیگر امتوں کے بعد ہیں

مگر مرتبہ کے لحاظ سے بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ نیز اسی اسناد سے بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جو شخص حاکم شریعت کی اطاعت کرے گا، اس نے میری اطاعت کی اور جو حاکم کی نافرمانی کرے گا اس نے میری نافرمانی کی۔ سنو، امام ڈھال ہے۔ اس کی آڑ میں (پشت پناہی میں) جنگ کی جاتی ہے اور اسی کی پناہ لی جاتی ہے۔ پس اگر وہ اسے اللہ سے ڈرنے اور عدل و انصاف کرنے کا حکم دے تو اسے اجر و ثواب ملے گا اور اگر وہ اس کی خلاف ورزی و نافرمانی کرے تو اس کا بار گناہ اس پر ہوگا۔

دوران جنگ ایفاء عہد کی تلقین

۱۰۹- اِنْصَرِفَا نَفِیْ لَھُمْ لِعَھْدِھِمْ وَ نَسْتَعِیْنُ اللّٰہَ عَلَیْھِمْ۔

''تم مدینہ چلے جاؤ، ہم عہد کو پورا کریں گے اور ان کے مقابلہ میں اللہ سے مدد مانگیں گے۔''

تخریج:〈ا〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ سَمِعْتُہٗ اَنَا مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ، ثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ جُمَیْعٍ، ثَنَا اَبُو الطُّفَیْلِ، ثَنَا حُذَیْفَۃُ بْنُ الْیَمَانِ قَالَ: مَا مَنَعَنِیْ اَنْ اَشْھَدَ بَدْرًا اِلَّا اِنِّیْ خَرَجْتُ اَنَا وَ اَبِیْ حُسَیْلٍ، فَاَخَذَنَا کُفَّارُ قُرَیْشٍ فَقَالُوْا: اِنَّکُمْ تُرِیْدُوْنَ مُحَمَّدًا، قُلْنَا: مَا نُرِیْدُ اِلَّا الْمَدِیْنَۃَ، فَاَخَذُوْا مِنَّا عَھْدَ اللّٰہِ، وَ مِیْثَاقَہٗ، لَنَنْصَرِفَنَّ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ وَلَا نُقَاتِلُ مَعَہٗ، فَاَتَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ، فَاَخْبَرْنَاہُ الْخَبَرَ، فَقَالَ: اِنْصَرِفَا نَفِیْ بِعَھْدِھِمْ وَ نَسْتَعِیْنُ اللّٰہَ عَلَیْھِمْ۔ (۲۸)

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان نے بیان کیا کہ میں اور ابو حسیل غزوۂ بدر میں اس لیے شریک نہ ہو سکے کہ ہمیں قریشی کافروں نے گرفتار کر لیا تھا اور کہنے لگے کہ تم لوگ محمد کے ساتھ شریک ہونے کے لیے جا رہے ہو۔ ہم نے ان کو کہا کہ ہم مدینہ جا رہے ہیں۔ چناں چہ انہوں نے ہم سے اس پر اللہ کے نام کا عہد و میثاق لیا کہ ہم مدینہ لوٹ جائیں محمدؐ کے ساتھ جنگ میں حصہ نہیں لیں گے۔ یہ عہد و پیمان دینے کے بعد، ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ سنایا تو آپؐ نے فرمایا۔ تم دونوں مدینہ لوٹ جاؤ ہم عہد کو پورا کریں گے اور ان کے مقابلہ میں اللہ سے مدد طلب کریں گے۔

پس منظر: جنگ بدر میں جب کفار کی تعداد مسلمانوں سے تگنی تھی اور مسلمان اپنی جمعیت بڑھانے کے لیے ایک ایک آدمی کے حاجت مند تھے۔ حذیفہ بن یمان اور ان کے والد حُسیل بن جابر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں کفار نے ان کو روک لیا اور کہا کہ تم ضرور محمدؐ کی مدد کو جا رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں ہم تو مدینہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس پر کفار نے ان سے یہ عہد لے کر چھوڑ دیا کہ جنگ میں شریک نہ ہوں گے۔ یہ دونوں حضرات کفار کے پنجہ سے چھوٹ کر بدر کے میدان میں آں حضرت ﷺ کے پاس پہنچے اور یہ قصہ دہرایا۔ آپؐ نے اس وقت (ان دونوں کو) یہ حکم دیا۔

(الجہاد فی الاسلام، جنگ کے مہذب قوانین ''وفائے عہد'')

قتل سفیر کی ممانعت

۱۱۰– لَوْلَا اَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ، لَضَرَبْتُ عُنُقَکَ۔

’’اگر قاصدوں کا قتل ممنوع نہ ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا۔‘‘

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ، اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ، عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ، اَنَّهٗ اَتٰی عَبْدَ اللّٰهِ، فَقَالَ: مَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَ اَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ حِنَةٌ[1] وَ اِنِّیْ مَرَرْتُ بِمَسْجِدٍ لِبَنِیْ حَنِیْفَةَ فَاِذَا هُمْ یُؤْمِنُوْنَ بِمُسَیْلَمَةَ، فَاَرْسَلَ اِلَیْهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ، فَجِیْءَ بِهِمْ فَاسْتَتَابَهُمْ، غَیْرَ ابْنِ النَّوَّاحَةِ، قَالَ لَهٗ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: لَوْلَا اَنَّکَ رَسُوْلٌ لَضَرَبْتُ عُنُقَکَ۔ الحدیث (۲۹)

ترجمہ: حارثہ بن مضرب عبداللہ بن مسعود کے پاس آئے اور رپورٹ پیش کی کہ میرے اور عربوں کے مابین کسی قسم کا کینہ اور بغض نہیں۔ میں بنوحنیفہ کی مسجد کے پاس سے گزرا تو دیکھا اس مسجد میں مسیلمہ پر ایمان لانے والے لوگ موجود ہیں۔ عبداللہ بن مسعود نے آدمی بھیج کر انہیں اپنے پاس بلوا بھیجا۔ (جب وہ حاضر ہوئے تو) انہیں تائب ہونے کے لیے کہا۔ ابن نواحہ کو چھوڑ دیا۔ ابن نواحہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرمارہے تھے کہ اگر تو ایلچی و قاصد نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِیُّ، ثَنَا سَلَمَةُ یعنی ابْنُ الْفَضْلِ۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، قَالَ: کَانَ مُسَیْلِمَةُ کَتَبَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَقَدْ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، عَنْ شَیْخٍ مِنْ اَشْجَعَ یُقَالُ لَهٗ: سَعْدُ بْنُ طَارِقٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُعَیْمِ بْنِ مَسْعُوْدِ الْاَشْجَعِیِّ، عَنْ اَبِیْهِ نُعَیْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَهُمَا حِیْنَ قَرَاَ کِتَابَ مُسَیْلَمَةَ: مَا تَقُوْلَانِ اَنْتُمَا؟ قَالَا: نَقُوْلُ کَمَا قَالَ: اَمَا وَاللّٰهِ لَوْلَا اَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ، لَضَرَبْتُ اَعْنَاقَکُمَا۔ (۳۰)

ترجمہ: نعیم بن مسعود سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب آپ نے مسیلمہ کا مکتوب پڑھ کر دریافت فرمایا۔ یہ فرماتے سنا کہ تم دونوں اس کے بارے میں کیا کہتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو وہی کہتے ہیں جو مسیلمہ نے کہا (ہم تو اس کی رسالت کے قائل ہیں) یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر یہ اصول نہ ہوتا کہ ایلچیوں (سفیروں) کو قتل نہیں کیا جاتا تو میں دونوں کی گردنیں مار دیتا۔ (دونوں کو قتل کر دیتا)

---

(۱) بکسر الحاء المهملة۔ الحقد والغضب۔ و یقال: انما هی الاحنة بکسر الهمزة و سکون الحاء۔

پس منظر: مسلیمہ کذاب کا قاصد عبادہ بن الحارث جب اس کا گستاخانہ پیغام لے کر حاضر ہوا۔تو آپؐ نے اس وقت یہ اصول بیان فرمایا۔

فقہی مباحث: اس اصل سے فقہاء نے یہ جزئیہ نکالا ہے کہ جب کوئی شخص اسلامی سرحد پر پہنچ کر یہ بیان کرے کہ میں فلاں حکومت کا سفیر ہوں اور حاکم اسلام کے پاس پیغام دے کر بھیجا گیا ہو تو اس کو امن کے ساتھ داخلہ کی اجازت دی جائے، اس پر کسی قسم کی زیادتی نہ کی جائے، اس کے مال و متاع، خدم و حشم، حتی کہ اسلحہ سے بھی تعرض نہ کیا جائے، الا اس صورت میں کہ وہ اپنا سفیر ہونا ثابت نہ کر سکے۔ بعض فقہاء نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر وہ اسلامی حکومت میں رہ کر زنا اور چوری بھی کرے تو اس پر حد جاری نہ ہوگی۔ (الجہاد فی الاسلام، اہل قتال کے حقوق "قتل سفیر کی ممانعت")

جنگ کے دوران میں (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) کہنے والے کو قتل نہیں کیا جا سکتا

۱۱۱– ایک مرتبہ ایک سریہ میں ایک شخص نے مسلمانوں کو دیکھ کر کہا **اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** مگر ایک مسلمان نے یہ گمان کر کے کہ اس نے محض جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھا ہے اسے قتل کر دیا۔ نبی ﷺ کو اس کا علم ہوا تو حضور ﷺ اس پر سخت ناراض ہوئے اور اس مسلمان سے باز پرس کی۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس شخص نے محض ہماری تلوار سے بچنے کے لیے کلمہ پڑھ دیا تھا۔ اس پر سرکار نے فرمایا **هَلَّا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ** کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔

تخریج:‹۱› حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَ عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ الْمَعْنٰی قَالَا ثَنَا یَعْلَی بْنُ عُبَیْدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ ظَبْیَانَ ثَنَا اُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ سَرِیَّةً اِلَی الْحُرَقَاتِ، فَنَذِرُوْا بِنَا فَهَرَبُوْا، فَاَدْرَکْنَا رَجُلًا فَلَمَّا غَشَّیْنَاهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ فَضَرَبْنَاهُ حَتّٰی قَتَلْنَاهُ فَذَکَرْتُهُ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: مَنْ لَّکَ بِلَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ؟ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا قَالَهَا مَخَافَةَ السِّلَاحِ قَالَ اَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ حَتّٰی تَعْلَمَ مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ قَالَهَا اَمْ لَا؟ مَنْ لَّکَ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، فَمَا زَالَ یَقُوْلُهَا حَتّٰی وَدِدْتُ اَنِّیْ لَمْ اُسْلِمْ اِلَّا یَوْمَئِذٍ۔ (۳۱)

تشریح: ایک صحابی نے پوچھا کہ اگر ایک شخص مجھ پر حملہ کر کے میرا ہاتھ کاٹ ڈالے، اور جب میں اس پر حملہ کروں تو وہ کلمہ پڑھ لے۔ کیا ایسی حالت میں اس کو قتل کر سکتا ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں۔ صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس نے تو میرا ہاتھ کاٹ دیا۔ آپؐ نے فرمایا باوجود اس کے تم اس کو نہیں مار سکتے۔ اگر تم نے اس کو مارا تو وہ اس مرتبے میں ہوگا جس میں تم اس کے قتل سے پہلے تھے اور تم اس مرتبے میں ہو جاؤ گے جس میں وہ کلمہ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کہنے سے پہلے تھا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص کسی کافر پر نیزہ تانے اور جب سنان اس کے حلق تک پہنچ جائے اس وقت وہ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کہہ دے، تو مسلمان کو لازم ہے کہ فوراً اپنے نیزہ کو واپس کھینچ لے۔ (اشارات ترجمان القرآن، ج ۶، عدد: ۲)

اسلامی فوج کا شعار (Password)

ابتدائے اسلام میں ''السلام علیکم'' کا لفظ مسلمانوں کے لیے شعار اور علامت کی حیثیت رکھتا تھا اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دیکھ کر یہ لفظ اس معنی میں استعمال کرتا تھا کہ میں تمہارے ہی گروہ کا آدمی ہوں، دوست اور خیر خواہ ہوں، میرے پاس تمہارے لیے سلامتی و عافیت کے سوا کچھ نہیں ہے، لہٰذا نہ تم مجھ سے دشمنی کرو اور نہ میری طرف سے عداوت اور ضرر کا اندیشہ رکھو۔ جس طرح فوج میں ایک لفظ شعار (Password) کے طور پر مقرر کیا جاتا ہے اور رات کے وقت ایک فوج کے آدمی ایک دوسرے کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے اس غرض کے لیے استعمال کرتے ہیں کہ فوج مخالف کے آدمیوں سے ممیّز ہوں۔ اسی طرح اسلام کا لفظ بھی مسلمانوں میں شعار کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔ نومسلموں اور کافروں کے درمیان لباس، زبان اور کسی دوسری چیز میں کوئی نمایاں امتیاز نہ تھا جس کی وجہ سے ایک مسلمان سرسری نظر میں دوسرے مسلمان کو پہچان سکتا ہو۔

لیکن لڑائیوں کے موقع پر ایک پیچیدگی یہ پیش آتی تھی کہ مسلمان جب کسی دشمن گروہ پر حملہ کرتے اور وہاں کوئی مسلمان اس لپیٹ میں آجاتا تو وہ حملہ آور مسلمانوں کو یہ بتانے کے لیے کہ وہ بھی ان کا دینی بھائی ہے۔ ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ'' یا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ پکارتا تھا، مگر مسلمانوں کو اس پر یہ شبہہ ہوتا تھا کہ یہ کوئی کافر ہے جو محض جان بچانے کے لیے حیلہ کر رہا ہے۔ اس لیے بسا اوقات وہ اسے قتل کر بیٹھتے تھے اور اس کی چیزیں غنیمت کے طور پر لوٹ لیتے تھے۔ نبی ﷺ نے ایسے ہر موقع پر نہایت سختی کے ساتھ سرزنش فرمائی۔ مگر اس قسم کے واقعات برابر پیش آتے رہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس پیچیدگی کو حل کیا (اور سورۂ نساء میں آیت نمبر ۹۴ یعنی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤی اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب تم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلو تو دوست دشمن میں تمیز کرو اور جو تمہاری طرف سلام سے تقدیم کرے اسے فوراً نہ کہہ دو کہ تو مومن نہیں ہے)

آیت کا منشا یہ ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کی حیثیت سے پیش کر رہا ہے اس کے متعلق تمہیں سرسری طور پر یہ فیصلہ کر دینے کا حق نہیں ہے کہ وہ محض جان بچانے کے لیے جھوٹ بول رہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ سچا ہو اور ہوسکتا ہے کہ جھوٹا ہو۔ حقیقت تو تحقیق ہی سے معلوم ہوسکتی ہے۔ تحقیق کے بغیر چھوڑ دینے میں اگر یہ امکان ہے کہ ایک کافر جھوٹ بول کر جان بچا لے جائے تو قتل کر دینے میں اس کا امکان بھی ہے کہ ایک مومن بے گناہ تمہارے ہاتھ سے مارا جائے۔ اور بہ ہر حال تمہارا ایک کافر کو چھوڑ دینے میں غلطی کرنا اس سے بدرجہا زیادہ بہتر ہے کہ تم ایک مومن کو قتل کرنے میں غلطی کرو۔

(تفہیم القرآن، ج ۱، النساء حاشیہ: ۱۲۶)

ذمیوں کی جان کا احترام

۱۱۲- مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَ اِنَّ رِيْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ عَامًا۔

''جو کسی معاہد کو قتل کرے، اسے جنت کی خوشبو تک نصیب نہ ہوگی، حالاں کہ اس کی خوشبو ۴۰ سال کی مسافت تک پہنچتی ہے۔''

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، ثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ، ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو، ثَنا مُجَاهِدٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا، لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَ اِنَّ رِيْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ عَامًا۔ (۳۲)

المستدرک اور ترمذی میں مروی روایت کے الفاظ:

⟨۲⟩ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلَا مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدًا لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَ ذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ، فَقَدْ اَخْفَرَ بِذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَ اِنَّ رِيْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا۔ (۳۳)

ترجمہ: نبی ﷺ سے منقول ہے کہ جس کسی نے ایسے شخص کو قتل کیا جس نے اللہ اور اس کے رسول کی پناہ وذمہ داری حاصل کی تھی تو اس قاتل نے اللہ کی ذمہ داری و پناہ سے بے وفائی کی۔ پس ایسا شخص جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔ حالاں کہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے۔

تشریح: اس کے متعلق یہ کہنا صحیح نہیں ہوسکتا کہ یہ احترام جان و مال محض احترام عہد و پیمان کی بنا پر ہے۔ کیوں کہ یہ حکم تمام ذمیوں کے لیے عام ہے اور عقد ذمہ کی صرف یہی ایک صورت نہیں ہے کہ حکومت اسلامیہ کے ساتھ ان کا باقاعدہ معاہدہ ہو بلکہ دوسری صورت یہ بھی ہے کہ وہ بلاشرط اپنے آپ کو اسلامی حکومت کے حوالے کریں اور حکومت خود ہی ان کو ذمی قرار دے۔ چناں چہ فقہائے اسلام نے تصریح کی ہے کہ اگر مسلمان کسی ملک کو بزور شمشیر فتح کریں اور اس کے باشندوں سے ان کا کوئی معاہدہ نہ ہوا ہو تب بھی مفتوح غیر مسلموں کو ذمی ہی قرار دیا جائے گا اور مسلمانوں کا امام ان پر جزیہ عائد کرکے ان کو اللہ اور رسولؐ کے ذمہ میں لے لے گا۔ (الجہاد فی الاسلام، مصلحانہ جنگ ''قتال کی غرض وغایت'')

۱۱۳- ''جو لوگ دنیا میں لوگوں کو تکلیف دیتے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تکلیف دے گا۔''

(الجہاد فی الاسلام، مصلحانہ جنگ، ''جزیہ کی حقیقت'')

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ، قَالَ: مَرَّ بِقَوْمٍ يُعَذَّبُوْنَ فِي الْجِزْيَةِ بِفِلَسْطِيْنَ، قَالَ: فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُعَذِّبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا۔ (۳۴)

ترجمہ: ہشام بن حکیم بن حزام سے مروی ہے۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ اس کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جنہیں فلسطین میں جزیہ کی عدم ادائےگی کی وجہ سے سزا (عذاب) دی جارہی تھی۔ یہ منظر دیکھ کر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو دنیا میں لوگوں کو تکلیف و اذیت دیتے ہیں، قیامت کے روز ان کو تکلیف و اذیت دے گا۔

انہی سے مروی روایت:

﴿۲﴾ عَنِ ابْنِ حِزَامٍ اَنَّهٗ مَرَّ بِاُنَاسٍ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ قَدْ اُقِيْمُوْا فِی الشَّمْسِ بِالشَّامِ، فَقَالَ: مَا هٰٓؤُلَآءِ؟ قَالُوْا: بَقِيَ عَلَيْهِمْ شَیْءٌ مِنَ الْخَرَاجِ، فَقَالَ: اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُعَذِّبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ۔ (۳۵)

ترجمہ: ابن حزام سے منقول ہے کہ ان کا گزر ذمیوں کے کچھ ایسے اشخاص پر ہوا جنہیں شام کے علاقہ میں دھوپ میں کھڑا کر کے سزا دی جارہی تھی۔ ابن حزام نے دریافت کیا ان لوگوں کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ان کے ذمہ خراج کی کچھ ادائے گی باقی ہے۔ (اسی وجہ سے سزا دی جارہی ہے) انہوں نے کہا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے لوگوں کو عذاب دے گا جو لوگوں کو اذیت و تکلیف دیتے ہیں۔

لوٹ مار کی ممانعت

۱۱۴- أَ يَحْسَبُ اَحَدُكُمْ مُتَّكِأً عَلٰی اَرِيْكَتِهٖ قَدْ يَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا اِلَّا مَا فِی هٰذَا الْقُرْاٰنِ، اَلَا، وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ قَدْ وَعَظْتُ وَ اَمَرْتُ وَ نَهَيْتُ عَنْ اَشْيَاءَ، اِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْاٰنِ اَوْ اَكْثَرُ۔ وَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمْ يَحِلَّ لَكُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا بِاِذْنٍ، وَلَا ضَرْبَ نِسَآئِهِمْ، وَلَا اَكْلَ ثِمَارِهِمْ اِذَا اَعْطَوْكُمُ الَّذِیْ عَلَيْهِمْ۔

”کیا تم میں کا کوئی شخص تخت غرور پر بیٹھا یہ سمجھ رہا ہے کہ اللہ نے سوائے ان چیزوں کے جو قرآن میں حرام کی گئی ہیں کوئی اور چیز حرام نہیں کی؟ خدا کی قسم میں جو کچھ تم کو نصیحت کرتا ہوں اور جو امر و نہی کے احکام دیتا ہوں وہ بھی قرآن کی طرح یا اس سے زیادہ ہیں۔ اللہ نے تمہارے لیے یہ جائز نہیں کیا ہے کہ اہل کتاب کے گھروں میں بلا اجازت گھس جاؤ، ان کی عورتوں کو مارو پیٹو اور ان کے پھل کھا جاؤ، حالاں کہ ان پر جو کچھ واجب تھا، وہ تمہیں دے چکے۔“

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰی، ثَنَا اَشْعَثُ بْنُ شُعْبَةَ، ثَنَا اَرْطَاةُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ حَكِيْمَ بْنَ عُمَيْرٍ اَبَا الْاَحْوَصِ يُحَدِّثُ، عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِیِّ، قَالَ: نَزَلْنَا مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم خَيْبَرَ وَ مَعَهٗ مَنْ مَعَهٗ مِنْ اَصْحَابِهٖ، وَكَانَ صَاحِبُ خَيْبَرَ رَجُلًا مَارِدًا مُنْكَرًا، فَاَقْبَلَ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ، أَلَكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا حُمُرَنَا، وَ تَاْكُلُوْا ثَمَرَنَا، وَ تَضْرِبُوْا نِسَآءَ نَا؟ فَغَضِبَ يعنی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ...وَ قَالَ: يَا ابْنَ عَوْفٍ ارْكَبْ فَرَسَكَ، ثُمَّ نَادِ: اَلَا، اِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِمُؤْمِنٍ وَ اَنِ اجْتَمِعُوْا لِلصَّلٰوةِ، قَالَ: فَاجْتَمَعُوْا، ثُمَّ صَلّٰی بِهِمُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: أَ يَحْسَبُ اَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰی اَرِيْكَتِهٖ قَدْ يَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا اِلَّا مَا فِی هٰذَا الْقُرْاٰنِ، اَلَا، وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ قَدْ وَعَظْتُ وَ اَمَرْتُ وَ نَهَيْتُ عَنْ

اَشْيَاءَ، اِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْاٰنِ اَوْ اَكْثَرُ، وَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يَحِلَّ لَكُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا بِاِذْنٍ، وَلَا ضَرْبَ نِسَآئِهِمْ، وَلَا اَكْلَ ثِمَارِهِمْ اِذَا اَعْطَوْكُمُ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ۔ (۳۶)

ترجمہ: حکیم بن عمیر عرباض بن ساریہ سلمی کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں۔ عرباض نے بتایا کہ ہم نبی ﷺ کی معیت میں خیبر میں فروکش ہوئے۔ آپ کے ہمراہ جو صحابہ کرامؓ تھے، وہ تھے ہی۔ رئیس خیبر شریر و سرکش آدمی تھا۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے محمدؐ کیا تمہارے لیے یہ جائز ہے کہ تم ہمارے گدھوں کو ذبح کرو، ہمارے پھلوں کو کھاؤ اور ہماری عورتوں کو مارو پیٹو۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر غضب ناک ہو گئے۔ غصہ میں عبدالرحمٰن بن عوف کو حکم دیا کہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اعلان کر دو۔ سنو لوگو! جنت صرف مومن کے لیے حلال ہے۔ نیز نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگ جمع ہو گئے۔ نبی ﷺ نے انہیں نماز پڑھائی۔ پھر خطاب فرمانے کھڑے ہوئے۔ فرمایا۔ کیا تم میں سے کوئی شخص تخت غرور پر بیٹھا یہ سمجھ رہا ہے کہ اللہ نے سوائے ان چیزوں کے جو قرآن میں حرام کی گئی ہیں کوئی اور چیز حرام نہیں کی۔ اللہ کی قسم میں جو کچھ تم کو نصیحت کرتا ہوں اور جو امرونہی کے احکام دیتا ہوں وہ بھی قرآن کی طرح یا اس سے زیادہ ہیں۔ اللہ نے تمہارے لیے یہ جائز نہیں کیا ہے کہ اہل کتاب کے گھروں میں بلا اجازت گھس جاؤ، ان کی عورتوں کو مارو پیٹو اور ان کے پھل کھاؤ۔ حالاں کہ ان پر جو کچھ واجب تھا وہ تمہیں دے چکے۔

پس منظر: جنگ خیبر میں صلح ہو جانے کے بعد جب اسلامی فوج کے بعض نئے رنگ روٹ بے قابو ہو گئے اور انہوں نے غارت گری شروع کر دی تو یہودیوں کا سردار رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کرخت لہجہ میں آپؐ کو خطاب کر کے بولا **یا محمد الکم ان تذبحوا حمرنا و تاکلوا ثمرنا تضربوا نساء نا؟** اے محمدؐ! کیا تم کو زیبا ہے کہ ہمارے گدھوں کو ذبح کرو، ہمارے پھل کھا جاؤ اور ہماری عورتوں کو مارو؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فوراً ابن عوف کو حکم دیا کہ لشکر میں **اجتمعوا للصلوۃ** کی منادی کریں۔ جب تمام اہل لشکر جمع ہو گئے تو حضورؐ کھڑے ہوئے اور مندرجہ بالا فرمان نافذ کیا۔

(الجہاد فی الاسلام، اہل قتال کے حقوق ''لوٹ مار کی ممانعت'')

کافروں کے نفوس و اموال کب مباح ہیں؟

۱۱۵- لَا تُقَتِلُوْهُمْ حَتّٰى تَدْعُوْهُمْ، فَاِنْ اَبَوْا فَلَا تُقَتِلُوْهُمْ حَتّٰى يَبْدَءُوْا فَاِنْ بَدَءُوْا فَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى يَقْتُلُوْا مِنْكُمْ قَتِيْلًا ثُمَّ اَرُوْهُمْ ذٰلِكَ الْقَتِيْلَ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ هَلْ اِلٰى خَيْرٍ مِنْ هٰذَا سَبِيْلٌ فُلَانٌ يَهْدِى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى يَدَيْكَ خَيْرٌ لَكَ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَ غَرَبَتْ۔

''ان سے جنگ نہ کرنا جب تک کہ ان کو دعوت نہ دے لو۔ پھر اگر وہ انکار کریں تب بھی جنگ نہ کرنا جب تک وہ ابتدا نہ کریں۔ پھر اگر وہ ابتدا کریں تب بھی جنگ نہ کرنا جب تک کہ وہ تم میں سے کسی کو قتل نہ کر دیں۔ پھر اس مقتول کو دکھا کر ان سے کہنا کہ کیا اس سے زیادہ بہتر کسی بات کے لیے تم آمادہ نہیں ہو سکتے؟ اے معاذ اس قدر صبر و تحمل کی تعلیم اس لیے ہے کہ

اگر اللہ تیرے ہاتھ پر لوگوں کو ہدایت بخش دے تو یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تیرے قبضہ میں مشرق سے مغرب تک کا سارا ملک و مال آجائے۔''

تخریج: فَحسَن لِمَا رُوِیَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بعث مُعَاذًا فِی سَرِیَّةٍ وَ قَالَ: لَا تُقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی تَدْعُوْهُمْ، فَاِنْ اَبَوْا فَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی یَبْدَؤُکُمْ فَاِنْ بَدَؤُکُمْ فَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی یَقْتُلُوْا مِنْکُمْ قَتِیْلًا ثُمَّ اَرُوْهُمْ ذٰلِکَ الْقَتِیْلَ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ هَلْ اِلٰی خَیْرٍ مِنْ هٰذَا سَبِیْلٌ فُلَانٌ یَّهْدِی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی یَدَیْکَ خَیْرٌ لَّکَ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ وَ غَرَبَتْ۔ (۳۷)

تشریح: نبی ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو یہ ہدایات دی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حربی کفار جو ذمی نہیں ہیں، جن سے کوئی معاہدہ نہیں ہے، جن کا دار ہمارے دار سے مختلف ہے۔ جن کی عصمت ہمارا قانون تسلیم نہیں کرتا، ان کے نفوس و اموال بھی ہم پر اس وقت تک حلال نہیں ہیں جب تک کہ اتمام حجت نہ ہو اور ہمارے اور ان کے درمیان باقاعدہ اعلان جنگ نہ ہو جائے۔ نبی ﷺ ے اس باب میں حضرت معاذ بن جبل کو (مندرجہ بالا) جو ہدایات دی تھیں۔ وہ قابل غور ہیں۔

(سود، غیر معاہدین)

مسلمانوں کی حیثیت بہ لحاظ اختلاف دار

۱۱۶- قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَنَا بَرِیْءٌ مِنْ کُلِّ مُسْلِمٍ اَقَامَ بَیْنَ اَظْهُرِ الْمُشْرِکِیْنَ۔ وَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَیْضًا مَنْ اَقَامَ مَعَ الْمُشْرِکِیْنَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ اَوْ قَالَ لَا ذِمَّةَ لَهٗ۔

''نبی ﷺ نے فرمایا میں ہر اس مسلمان کی ذمہ داری سے بری ہوں(۱) جو مشرکین کے درمیان رہتا ہو اور حضورؐ ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ جس نے مشرکین کے ساتھ قیام کیا اس سے میں بری الذمہ ہوں۔ یا فرمایا اس کے لیے کوئی ذمہ نہیں۔''

تخریج: ‹ا› حدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ، ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ، عَنْ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ، عَنْ جَرِیْرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِیَّةً اِلٰی خَثْعَمٍ فَاعْتَصَمَ نَاسٌ مِنْهُمْ بِالسُّجُوْدِ، فَاَسْرَعَ فِیْهِمُ الْقَتْلُ قَالَ: فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ ﷺ فَاَمَرَ لَهُمْ بِنِصْفِ الْعَقْلِ، وَقَالَ: اَنَا بَرِیْءٌ مِنْ کُلِّ مُسْلِمٍ یُقِیْمُ بَیْنَ اَظْهُرِ الْمُشْرِکِیْنَ الخ (۳۸)

ترجمہ: جریر بن عبداللہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خثعم قبیلہ کی جانب ایک سریہ روانہ فرمایا۔ کچھ لوگوں نے سجدہ میں گر کر اپنے آپ کو بچانا چاہا مگر انہیں جلدی سے قتل کر دیا گیا۔ راوی کا بیان ہے یہ اطلاع نبی ﷺ تک پہنچی تو آپ نے ان کو (آدھی دیت) دینے کا فرمان جاری فرمایا نیز یہ فرمایا میں ہر اس مسلمان کی ذمہ داری سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان رہتا ہو۔

---

(۱) ''میں'' کا لفظ آپؐ نے حکومت اسلامی کے رئیس کی حیثیت سے فرمایا ہے نہ کہ رسول کی حیثیت سے۔ پس اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی حکومت ایسے مسلمان کی حفاظت کی ذمہ دار نہیں ہے۔ (سود، ضمیمہ: ۳، ''مسلمانوں کی حیثیات بلحاظ اختلاف دار)

۲۱۷- ابوداؤد کی کتاب الجہاد میں ہے کہ جب حضور ﷺ کسی کو لشکر کا سردار مقرر کر کے بھیجتے تو اس کو منجملہ دوسری ہدایات کے ایک یہ ہدایت بھی فرماتے تھے۔

اُدْعُهُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ فَاِنْ اَجَابُوْکَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَ کُفَّ عَنْهُمْ۔ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَی التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ اِلٰی دَارِ الْمُهَاجِرِیْنَ، وَاَعْلِمْهُمْ اَنَّهُمْ اِنْ فَعَلُوْا ذٰلِکَ اَنَّ لَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَ اَنَّ عَلَیْهِمْ مَا عَلَی الْمُهَاجِرِیْنَ فَاِنْ اَبَوْا وَاخْتَارُوْا دَارَهُمْ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّهُمْ یَکُوْنُوْنَ کَاَعْرَابِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ یُجْرٰی عَلَیْهِمْ حُکْمُ اللّٰهِ الَّذِیْ کَانَ یَجْرِیْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ، وَلَا یَکُوْنُ لَهُمْ فِی الْفَیْئِ وَالْغَنِیْمَةِ نَصِیْبٌ اِلَّا اَنْ یُّجَاهِدُوْا مَعَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (باب فی دعاء المشرکین)

''ان کو پہلے اسلام کی طرف دعوت دینا، اگر وہ قبول کرلیں تو ان سے ہاتھ روک لینا۔ پھر ان سے کہنا کہ اپنے دار کو چھوڑ کر مہاجرین کے دار یعنی دار الاسلام میں آجائیں اور انہیں بتا دینا کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کے وہی حقوق ہوں گے جو مہاجرین کے ہیں۔ اور وہی واجبات ان پر عائد ہوں گے جو مہاجرین پر ہیں۔ اگر وہ انکار کریں اور اپنے ہی دار میں رہنا اختیار کریں تو انہیں آگاہ کر دینا کہ ان کی حیثیت اعراب مسلمین کی سی ہوگی۔ ان پر اللہ کے وہ تمام احکام جاری ہوں گے جو مومنین پر جاری ہوتے ہیں مگر فے اور غنیمت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ الا یہ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کریں۔''

تخریج:﴿ا﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَیْمَانَ الْاَنْبَارِیُّ، ثَنَا وَکِیْعٌ، عَنْ سُفْیَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ بُرَیْدَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا بَعَثَ اَمِیْرًا عَلٰی سَرِیَّةٍ اَوْ جَیْشٍ اَوْصَاهُ بِتَقْوَی اللّٰهِ فِیْ خَاصَّةِ نَفْسِهٖ وَ بِمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرًا وَ قَالَ: اِذَا لَقِیْتَ عَدُوَّکَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَادْعُهُمْ اِلٰی اِحْدٰی ثَلَاثِ خِصَالٍ، اَوْ خِلَالٍ، فَاَیَّتُهَا اَجَابُوْکَ اِلَیْهَا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَ کُفَّ عَنْهُمْ: اُدْعُهُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ، فَاِنْ اَجَابُوْکَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَکُفَّ عَنْهُمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَی التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ اِلٰی دَارِ الْمُهَاجِرِیْنَ، وَاَعْلِمْهُمْ اَنَّهُمْ اِنْ فَعَلُوْا ذٰلِکَ اَنَّ لَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَ اَنَّ عَلَیْهِمْ مَا عَلَی الْمُهَاجِرِیْنَ، فَاِنْ اَبَوْا وَاخْتَارُوْا دَارَهُمْ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّهُمْ یَکُوْنُوْنَ کَاَعْرَابِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ یُجْرٰی عَلَیْهِمْ حُکْمُ اللّٰهِ الَّذِیْ یَجْرِیْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ، وَلَا یَکُوْنُ لَهُمْ فِی الْفَیْئِ وَالْغَنِیْمَةِ نَصِیْبٌ، اِلَّا اَنْ یُّجَاهِدُوْا مَعَ الْمُسْلِمِیْنَ، فَاِنْ هُمْ اَبَوْا فَادْعُهُمْ اِلٰی اِعْطَاءِ الْجِزْیَةِ، فَاِنْ اَجَابُوْا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَکُفَّ عَنْهُمْ فَاِنْ اَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ تَعَالٰی، وَ قَاتِلْهُمْ، وَ اِذَا حَاصَرْتَ اَهْلَ حِصْنٍ فَاَرَادُوْکَ اَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلٰی حُکْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَلَا تُنْزِلْهُمْ، فَاِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ مَا یَحْکُمُ اللّٰهُ فِیْهِمْ وَ لٰکِنْ اَنْزِلُوْهُمْ عَلٰی حُکْمِکُمْ، ثُمَّ اقْضُوْا فِیْهِمْ بَعْدَ مَا شِئْتُمْ۔ (۳۹)

تشریح: ان احادیث سے مسلمان تین حیثیتوں کے مالک ہیں۔(۱) دارالاسلام کے مسلمان (۲) مستامن مسلمان دارالکفر اوردارالحرب میں (۳) دارالکفر اوردارالحرب کی مسلم رعایا۔

نوٹ : اگر تفصیل مطلوب ہو تو ملاحظہ ہو کتاب ''سود''، ضمیمہ :۳'' مسلمانوں کی حیثیات بلحاظ اختلاف دار''

مثلہ اور نہبیٰ کی ممانعت

۱۱۸- نَهَى النَّبِيُّ ﷺ مِنَ النُّهْبٰى وَالْمُثْلَةِ۔

''نبی ﷺ نے لوٹ کے مال اور مثلہ (قطع اعضا) کو حرام قرار دیا۔''

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ اَبِى اِيَاسٍ، ثَنَا شُعْبَةُ، ثَنَا عَدِىُّ بْنُ ثَابِتٍ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِىَّ وَ هُوَ جَدُّهٗ اَبُوْ اُمِّهٖ، قَالَ: نَهَى النَّبِىُّ ﷺ عَنِ النُّهْبٰى وَالْمُثْلَةِ۔ (۴۰)

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِىِّ، ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ، عَنْ عَاصِمٍ. يَعْنِىْ ابْنَ كُلَيْبٍ. عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِىْ سَفَرٍ، فَاَصَابَ النَّاسَ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ وَ جَهْدٌ، وَاَصَابُوْا غَنَمًا فَانْتَهَبُوْهَا، فَاِنَّ قُدُوْرَنَا لَتَغْلِىْ اِذْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِىْ عَلٰى قَوْسِهٖ، فَاَكْفَا قُدُوْرَنَا بِقَوْسِهٖ، ثُمَّ جَعَلَ يُرَمِّلُ اللَّحْمَ بِالتُّرَابِ، ثُمَّ قَالَ: اِنَّ النُّهْبَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ الْمَيْتَةِ اِنَّ الْمَيْتَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ النُّهْبَةِ. اَلشَّكُّ مِنْ هُنَا۔ (۴۱)

ترجمہ: ایک انصاری سے منقول ہے۔انہوں نے بیان کیا کہ ہم کسی سفر جہاد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔لوگوں کو دوران سفر میں شدید ضرورت و مشقت پیش آگئی۔(سخت بھوک لگی) لوگوں کو کچھ بکریاں ملیں تو انہوں نے بکریاں لوٹ لیں۔ بس اب ہماری ہنڈیاں جوش مارنے لگیں تو اسی اثنا میں رسول اللہ ﷺ ادھر تشریف لے آئے آپ اپنی قوس کے سہارے چل رہے تھے۔آپؐ نے اپنی کمان کے ذریعہ ہماری ہنڈیاں (دیگچیاں) الٹ دیں پھر گوشت سے مٹی مل دی۔اور فرمایا کہ لوٹ کھسوٹ کا مال مردار سے بہتر نہیں ہے یا فرمایا کہ مردار لوٹ کھسوٹ سے بہتر نہیں ہے۔

تشریح: لوٹ کے مال سے مراد وہ مال ہے جو دشمن کے ملک میں پیش قدمی کرتے ہوئے عام باشندوں سے چھین لیا جائے۔اس کے علاوہ نہبہ اس مال غنیمت کو بھی کہتے ہیں جو باقاعدہ تقسیم سے پہلے لیا جائے۔

ایک دفعہ سفر جہاد میں اہل لشکر کے کچھ بکریاں لوٹ لیں اور ان کا گوشت پکا کر کھانا چاہا۔آں حضرت ﷺ کو خبر ہوئی تو آپؐ نے آکر دیگچیاں الٹ دیں اور فرمایا ان النهبة ليست باحل من الميتة۔کہ لوٹ کھسوٹ کا مال مردار سے بہتر نہیں ہے۔ (الجہاد فی الاسلام، اہل قتال کے حقوق ''مثلہ کی ممانعت'')

وحشیانہ افعال کے خلاف عام ہدایات

۱۱۹- اُغْزُوْا بِسْمِ اللّٰهِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ اُغْزُوْا وَلَا تَغْدِرُوْا، وَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تُمَثِّلُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا۔

"جاؤ اللہ کا نام لے کر اور اللہ کی راہ میں لڑو ان لوگوں سے جو اللہ سے کفر کرتے ہیں مگر جنگ میں کسی سے بدعہدی نہ کرو، غنیمت میں خیانت نہ کرو، مثلہ نہ کرو اور کسی بچہ کو قتل نہ کرو۔"

تخریج: ﴿ا﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، قَالَ: نَا وَكِیْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ سُفْیَانَ، ح قَالَ وَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ، قَالَ: اَنَا یَحْیَ بْنُ آدَمَ، قَالَ: اَنَا سُفْیَانُ، قَالَ اَمْلَاهُ عَلَیْنَا اِمْلَاءً ح قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ وَ اللَّفْظُ لَهٗ، قَالَ: ثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ یَعْنِیْ ابْنُ مَهْدِیّ قَالَ: نَا سُفْیَانُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ بُرَیْدَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَمَّرَ اَمِیْرًا عَلٰی جَیْشٍ اَوْ سَرِیَّةٍ اَوْصَاهُ فِیْ خَاصَّتِهٖ بِتَقْوَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ مَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرًا ثُمَّ قَالَ: اُغْزُوْا بِسْمِ اللّٰهِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ اُغْزُوْا فَلَا تَغُلُّوْا، وَلَا تَغْدِرُوْا، وَلَا تُمَثِّلُوْا، وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِیْدًا۔ الحدیث (٤٢)

ترجمہ: حضرت بریدہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر یا سریہ پر کسی کو امیر مقرر فرماتے تو اسے بالخصوص اللہ سے ڈرنے کا حکم فرماتے اور اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی و بھلائی کرنے کی تلقین فرماتے۔ پھر فرماتے جاؤ اللہ کا نام لے کر اور اللہ کی راہ میں لڑو ان لوگوں سے جو اللہ سے کفر کرتے ہیں۔ لڑو مگر جنگ میں کسی سے بدعہدی نہ کرو، غنیمت میں خیانت نہ کرو، مثلہ نہ کرو اور کسی بچہ کو قتل نہ کرو۔

پس منظر: فوجوں کی روانگی کے وقت جنگی برتاؤ کے متعلق ہدایات دینے کا طریقہ جس سے انیسویں صدی کے وسط تک مغربی دنیا نابلد تھی، ساتویں صدی عیسوی میں عرب کے امی پیغمبر نے ایجاد کیا تھا۔ داعیٔ اسلام ﷺ کا قاعدہ تھا کہ جب آپؐ کسی سردار کو جنگ پر بھیجتے تو اسے اور اس کی فوج کو پہلے تقویٰ اور خوف خدا کی نصیحت کرتے اور وحشیانہ افعال سے منع فرماتے۔

(الجہاد فی الاسلام، اہل قتال کے حقوق "وحشیانہ افعال کے خلاف عام ہدایات")

جنگ میں شور و ہنگامہ کی ممانعت

۱۲۰- كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكُنَّا اِذَا اَشْرَفْنَا عَلٰی وَادٍ هَلَّلْنَا وَ كَبَّرْنَا وَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُنَا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّهٗ مَعَكُمْ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ۔ (عن ابی موسیٰ اشعری)

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اور جب کسی وادی پر پہنچتے تھے تو زور و شور سے تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند کرتے تھے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ لوگو! وقار کے ساتھ چلو، تم جس کو پکار رہے ہو وہ نہ بہرا ہے نہ غائب، وہ تو تمہارے ساتھ ہے، سب کچھ سنتا ہے اور بہت ہی قریب ہے۔

(الجہاد فی الاسلام، اہل قتال کے حقوق "شور و ہنگامہ کی ممانعت")

تخریج: ﴿ا﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ، ثَنَا سُفْیَانُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ، عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكُنَّا اِذَا اَشْرَفْنَا عَلٰی وَادٍ هَلَّلْنَا وَ كَبَّرْنَا،

ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُنَا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: یٰاَیُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّهٗ مَعَكُمْ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ۔ (٤٣)

بخاری کتاب المغازی میں مروی روایت:

﴿۲﴾ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ، قَالَ: لَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَیْبَرَ اَوْ قَالَ: لَمَّا تَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَشْرَفَ النَّاسُ عَلٰی وَادٍ فَرَفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِیْرِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ارْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ، اِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا قَرِیْبًا وَ هُوَ مَعَكُمْ۔ (٤٤)

بدعہدی کی ممانعت

۱۲۱– مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ یَرِحْ رَآئِحَةَ الْجَنَّةِ وَ اِنَّ رِیْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَةِ اَرْبَعِیْنَ عَامًا۔

(عن عبد اللّٰہ بن عمرو)

’’جو کوئی کسی معاہد کو قتل کرے گا، اسے جنت کی بو تک نصیب نہ ہوگی، حالاں کہ اس کی خوشبو ۴۰ برس کی مسافت سے بھی محسوس ہوتی ہے۔‘‘ (الجہاد فی الاسلام، اہل قتال کے حقوق ’’بدعہدی کی ممانعت‘‘)

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَا قَیْسُ بْنُ حَفْصٍ، ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو، ثَنَا مُجَاهِدٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ یَرِحْ رَآئِحَةَ الْجَنَّةِ، وَ اِنَّ رِیْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَةِ اَرْبَعِیْنَ عَامًا۔ (٤٥)

۱۲۲–اَرْبَعُ خِلَالٍ مَنْ كُنَّ فِیْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا مَنْ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَ اِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَ اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔

(عن عبد اللّٰہ بن عمرو)

’’چار خصلتیں ہیں کہ جس میں پائی جائیں گی وہ خالص منافق ہوگا۔ ایک یہ کہ جب بولے تو جھوٹ بولے، دوسرے یہ کہ جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے، تیسرے یہ کہ جب معاہدہ کرے تو اس کو توڑ دے، چوتھے یہ کہ جب جھگڑے تو گالیاں دے۔‘‘ (الجہاد فی الاسلام، اہل قتال کے حقوق ’’بدعہدی کی ممانعت‘‘)

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ، ثَنَا جَرِیْرٌ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعُ خِلَالٍ، مَنْ كُنَّ فِیْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، مَنْ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَ اِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَ اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ، مَنْ كَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَهَا۔ (٤٦)

۱۲۳– لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یُرْفَعُ لَهٗ بِقَدْرِ غَدْرِهٖ اَلَا وَلَا غَادِرٌ اَعْظَمُ غَدْرًا مِنْ اَمِیْرِ عَامَةٍ۔

''ہر غدار و عہد شکن کی بے ایمانی کا اعلان کرنے کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا جو اس کے غدر کا ہم قدر ہوگا۔ اور یاد رکھو کہ جو سردارِ قوم غدر کرے اس سے بڑا کوئی غدار نہیں ہے۔''

(الجہاد فی الاسلام، اہل قتال کے حقوق ''بدعہدی کی ممانعت'')

تخریج: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، قَالَ: نَا الْمُسْتَمِرُّ بْنُ الرَّيَّانِ قَالَ: نَا اَبُوْ نَضْرَةَ، عَنْ اَبِی سَعِيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرْفَعُ لَهٗ بِقَدْرِ غَدْرِهٖ، اَلَا وَلَا غَادِرٌ اَعْظَمُ غَدْرًا مِنْ اَمِيْرِ عَامَّةٍ۔ (٤٧)

١٢٤- مَنْ كَانَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَحُلَّنَّ عَهْدًا وَلَا يَشُدَّنَّهٗ حَتّٰى يَمْضِىَ اَمَدُهٗ اَوْ يَنْبِذُ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ۔

''جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو اس میں کوئی تغیر و تبدل نہ کرے تاوقتیکہ اس کی مدت گزر نہ جائے یا پھر اگر خیانت کا خوف ہو تو برابری کو ملحوظ رکھ کر اس کو ختم معاہدہ کا نوٹس دے دے۔''

تخریج:﴿ا﴾ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، ثَنَا اَبُوْدَاوُدُ، اَنْبَانَا شُعْبَةُ، قَالَ: اَخْبَرَنِىْ اَبُو الْفَيْضِ، قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَ بْنَ عَامِرٍ، يَقُوْلُ: كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَ بَيْنَ اَهْلِ الرُّوْمِ عَهْدٌ، وَكَانَ يَسِيْرُ فِىْ بِلَادِهِمْ حَتّٰى اِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ اَغَارَ عَلَيْهِمْ، فَاِذَا رَجُلٌ عَلٰى دَابَّةٍ اَوْعَلٰى فَرَسٍ وَ هُوَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَفَاءٌ لَا غَدَرَ وَ اِذَا هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ، فَسَاَلَهٗ مُعَاوِيَةُ عَنْ ذَالِكَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ كَانَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ، فَلَا يَحُلَّنَّ عَهْدًا، وَلَا يَشُدَّنَّهٗ حَتّٰى يَمْضِىَ اَمَدُهٗ اَوْ يَنْبِذُ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ، قَالَ: فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ بِالنَّاسِ۔ (٤٨)

ترجمہ: سلیم بن عامر بیان کرتے ہیں کہ امیر معاویہ اور اہل روم کے درمیان معاہدۂ صلح تھا۔ ایک مرتبہ امیر معاویہ بلاد روم پر حملہ کرنے جارہے تھے ان کا ارادہ تھا کہ مدت معاہدہ ختم ہوتے ہی ان پر حملہ کردیں گے۔ کہ اسی اثنا میں ایک آدمی اپنے گدھے یا اپنے گھوڑے پر سوار کہہ رہا تھا۔ **اللّٰه اکبر وفاء لا غدر**۔ اور یہ صاحب عمرو بن عبسہ تھے۔ امیر معاویہ نے اس بارے میں ان سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو اس میں کوئی تغیر و تبدل نہ کرے تاوقتیکہ اس کی مدت گزر نہ جائے یا پھر اگر خیانت کا خوف ہو تو برابری کو ملحوظ رکھ کر اس کو ختم معاہدہ کا نوٹس دے دے۔

پس منظر: ایک مرتبہ امیر معاویہ بلاد روم پر حملہ کرنے کے لیے جارہے تھے۔ حالاں کہ ابھی معاہدۂ صلح کی مدت ختم نہ ہوئی تھی۔ امیر معاویہؓ کا ارادہ تھا کہ مدت ختم ہوتے ہی حملہ کردیں۔ مگر ایک صحابی عمرو بن عبسہ نے زمانۂ صلح میں جنگ کی تیاری اور سرحدوں کی طرف فوج کی روانگی کو بھی بدعہدی سے تعبیر کیا اور امیر کے پاس دوڑتے ہوئے اور پکارتے ہوئے پہنچے کہ اللہ اکبر، وفاء لا غدر۔ معاویہؓ نے سبب پوچھا تو کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مندرجہ بالا فرمان سنا ہے۔

(الجہاد فی الاسلام، اہل قتال کے حقوق ''بدعہدی کی ممانعت'')

لوگوں کو تنگ کرنے کی ممانعت

۱۲۵- مَنْ ضَيَّقَ مَنْزِلاً اَوْ قَطَعَ طَرِيْقًا فَلاَ جِهَادَ لَهٗ۔

''جو کوئی منزل کو تنگ کرے گا یا راہ گیروں کو لوٹے گا اس کا جہاد نہیں ہوگا۔''

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ اُسَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْخَثْعَمِيِّ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ مُجَاهِدٍ اللَّخْمِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ غَزَوْتُ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ كَذَا وَ كَذَا، فَضَيَّقَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ، وَ قَطَعُوا الطَّرِيْقَ، فَبَعَثَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ مُنَادِيًا يُنَادِيْ فِي النَّاسِ۔ اَنَّ مَنْ ضَيَّقَ مَنْزِلاً اَوْ قَطَعَ طَرِيْقًا فَلاَ جِهَادَ لَهٗ۔ (٤٩)

ترجمہ: معاذ بن انس سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں فلاں فلاں معرکۂ جنگ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ لوگوں نے منازل کو تنگ کر دیا اور راستے کو منقطع کر دیا۔ (لوگوں کی آمدورفت میں رکاوٹ بن گئے یا راہ گیروں کو لوٹنا شروع کر دیا) تو نبی ﷺ نے منادی کرنے والے کو بھیجا جو لوگوں میں منادی کرتا تھا۔ جس نے منزل تنگ کی یا راہ گیروں کو لوٹا اس کا جہاد نہیں۔

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ وَ يَزِيْدُ بْنُ قُبَيْسٍ، مِنْ اَهْلِ جَبْلَةَ سَاحِلِ حِمْصٍ، وَ هٰذَا لَفْظُ يَزِيْدَ، قَالاَ: ثَنَا الْوَلِيْدُ (بْنُ مُسْلِمٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَلاَءِ، اَنَّهٗ سَمِعَ مُسْلِمَ بْنَ مِشْكَمٍ اَبَا عُبَيْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ثَنَا اَبُوْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ وَ قَالَ: كَانَ النَّاسُ اِذَا نَزَلُوْا مَنْزِلاً، قَالَ عَمْرٌو: كَانَ النَّاسُ اِذَا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْزِلاً تَفَرَّقُوْا فِي الشِّعَابِ وَالْاَوْدِيَةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِيْ هٰذِهِ الشِّعَابِ وَالْاَوْدِيَةِ اِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلَمْ يَنْزِلْ بَعْدَ ذٰلِكَ مَنْزِلاً اِلاَّ انْضَمَّ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ حَتّٰى يُقَالَ: لَوْ بُسِطَ عَلَيْهِمْ ثَوْبٌ لَعَمَّهُمْ۔ (٥٠)

ترجمہ: ابوثعلبہ خشنی کا بیان ہے کہ لوگ جب کسی پڑاؤ پر منزل کرتے، عمرو نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی جگہ پر اترتے تو لوگ گھاٹیوں اور وادیوں میں منتشر ہو جاتے۔ آپ نے ایک موقعہ پر فرمایا تمہارا اس طرح گھاٹیوں اور وادیوں میں منتشر ہو جانا ایک شیطانی فعل ہے۔ اس کے بعد پھر لوگ کسی جگہ اس طرح منتشر طور پر نہ اترے۔ بلکہ اس طرح پڑاؤ ڈالتے کہ ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح مل جاتے کہ اگر ان پر ایک کپڑا پھیلا کر ڈال دیا جاتا تو وہ ان کو اپنے اندر لے لیتا۔

پس منظر: ایک مرتبہ جب آپؐ جہاد کو تشریف لے جا رہے تھے تو آپؐ کے پاس شکایت آئی کہ فوج میں عہد جاہلیت کی سی بدنظمی پھیلی ہوئی ہے اور لوگوں نے منزل کو تنگ کر رکھا ہے۔ اس پر آپؐ نے یہ منادی کرائی۔ ایک دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا کہ **ان تفرقكم فی هذه الشعاب والاودية انما ذلكم الشيطان**۔ تمہارا اس طرح وادیوں اور گھاٹیوں میں منتشر ہو جانا ایک شیطانی فعل ہے۔ (الجہاد فی الاسلام، اہل قتال کے حقوق ''بدنظمی وانتشار کی ممانعت'')

ذمیوں کی حفاظت

۱۲۶–لَعَلَّکُم تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا فَتَظْهَرُوْنَ عَلَيهِم فَيَتَّقُوْنَكُم بِاَمْوَالِهِم دُوْنَ اَنْفُسِهِم وَاَبْنَاءِ هِم (وَ فِي حَدِيْثٍ فَيُصَالِحُوْنَكُم عَلٰى صُلحٍ) فَلَا تُصِيبُوْا مِنهُم فَوقَ ذٰلِكَ فَاِنَّهُ لَا يَصْلُحُ لَكُم۔ (ابو داؤد کتاب الجهاد)

''اگر تم کسی قوم سے لڑو اور اس پر غالب آجاؤ اور وہ قوم اپنی اور اپنی اولاد کی جان بچانے کے لیے تم کو خراج دینا منظور کر لے (ایک دوسری حدیث میں ہے) کہ تم سے ایک صلح نامہ طے کرے) تو پھر تم اس مقررہ خراج سے ایک حبہ بھی زائد نہ لینا کیوں کہ وہ تمہارے لیے درست نہ ہوگا۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَا: ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ هِلَالٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيْفٍ، عَنْ رَجُلٍ مِّنْ جُهَيْنَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَعَلَّكُم تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا، فَتَظْهَرُوْنَ عَلَيهِم فَيَتَّقُوْنَكُم بِاَمْوَالِهِم، دُوْنَ اَنْفُسِهِم وَاَبْنَاءِ هِم۔ قَالَ سَعِيْدٌ فِي حَدِيْثِهٖ فَيُصَالِحُوْنَكُم عَلٰى صُلحٍ ثُمَّ اتَّفَقَا فَلَا تُصِيبُوْا مِنهُم شَيْئًا فَوقَ ذٰلِكَ، فَاِنَّهُ لَا يَصْلُحُ لَكُم۔ (۵۱)

۱۲۷– اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوِ انْتَقَصَهٗ اَوْ كَلَّفَهٗ فَوقَ طَاقَتِهٖ اَوْ اَخَذَ مِنهُ شَيْئًا بِغَيرِ طِيبِ نَفْسٍ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (ابو داؤد۔ کتاب الجهاد)

خبردار! جو شخص کسی معاہد پر ظلم کرے گا یا اس کے حقوق میں کمی کرے گا یا اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بار ڈالے گا یا اس سے کوئی چیز اس کی مرضی کے خلاف وصول کرے گا، اس کے خلاف قیامت کے دن میں خود مستغیث بنوں گا۔

〈۲〉 حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي اَبُوْ صَخْرٍ الْمَدِيْنِيُّ، اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، عَنْ اٰبَاءِ هِم دِنْيَةً، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوِ انْتَقَصَهٗ اَوْ كَلَّفَهٗ فَوقَ طَاقَتِهٖ اَوْ اَخَذَ مِنهُ شَيْئًا بِغَيرِ طِيبِ نَفْسٍ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (۵۲)

فقهی مباحث: ان دونوں حدیثوں کے الفاظ عام ہیں اور ان سے یہ عام حکم مستنبط ہوتا ہے کہ معاہد ذمیوں کے ساتھ صلح نامہ میں جو شرائط طے ہو جائیں ان میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ نہ ان پر ٹیکس بڑھایا جا سکتا ہے نہ ان کی زمینوں پر قبضہ کیا جا سکتا ہے، نہ ان کی عمارتیں چھینی جا سکتی ہیں، نہ ان پر سخت فوج داری قوانین نافذ کیے جا سکتے ہیں، نہ ان کے مذہب میں دخل دیا جا سکتا ہے، نہ ان کی عزت و آبرو پر حملہ کیا جا سکتا ہے اور نہ کوئی ایسا فعل کیا جا سکتا ہے جو ظلم یا انتقاص

یا تکلیف مالا یطاق یا اخذ بغیر طیب نفس کی حدود میں آتا ہو۔ انہی احکام کی بنا پر فقہائے اسلام نے صلحاً فتح ہونے والی قوموں کے متعلق کسی قسم کے قوانین مقرر نہیں کیے اور صرف یہ عام قاعدہ بیان کر کے چھوڑ دیا کہ ان کے ساتھ ہمارا معاملہ بالکل شرائط صلح کے مطابق ہوگا۔ (الجہاد فی الاسلام، ''مفتوحین کی دو قسمیں'')

غازی کا اجر

۱۲۸- مَا مِنْ غَازِيَةٍ تَغْزُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیُصِیْبُوْنَ الْغَنِیْمَةَ اِلَّا تَعَجَّلُوْا ثُلُثَیْ اَجْرِهِمْ مِنَ الْاٰخِرَةِ وَ یَبْقٰی لَهُمُ الثُّلُثُ، وَ اِنْ لَمْ یُصِیْبُوْا غَنِیْمَةً تَمَّ لَهُمْ اَجْرُهُمْ۔

(مسلم۔ کتاب الجهاد۔[1] نسائی باب السرية التی تخفق)

''جس فوج نے اللہ کی راہ میں جنگ کی اور مال غنیمت پالیا۔ اس نے اپنے آخرت کے ثواب میں سے دو تہائی حصہ یہیں پالیا اور اس کے لیے صرف ایک تہائی باقی رہ گیا اور جس نے غنیمت نہ پائی تو اس کو پورا اجر ملے گا۔

(الجہاد فی الاسلام، جنگ کے مہذب قوانین ''غنیمت کا مسئلہ'')

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ، قَالَ: اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یَزِیْدَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: نَا حَیْوَةُ بْنُ شُرَیْحٍ، عَنْ اَبِیْ هَانِئٍ، عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِیِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ غَازِيَةٍ تَغْزُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیُصِیْبُوْنَ الْغَنِیْمَةَ اِلَّا تَعَجَّلُوْا ثُلُثَیْ اَجْرِهِمْ مِنَ الْاٰخِرَةِ وَ یَبْقٰی لَهُمُ الثُّلُثُ، وَ اِنْ لَّمْ یُصِیْبُوْا غَنِیْمَةً تَمَّ لَهُمْ اَجْرُهُمْ۔ (٥٣)

مسلم میں ایک اور روایت عبداللہ بن عمرو سے مندرجہ ذیل الفاظ میں منقول ہے:

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ التَّمِیْمِیُّ قَالَ نَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ نَافِعُ بْنُ یَزِیْدَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ هَانِئٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِیَّةٍ تَغْزُوْ فَتَغْنَمُ وَ تَسْلَمُ اِلَّا كَانُوْا قَدْ تَعَجَّلُوْا ثُلُثَیْ اُجُوْرِهِمْ وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِیَّةٍ تَخْفِقُ وَ تُصَابُ اِلَّا تَمَّ اُجُوْرُهُمْ۔ (٥٤)

۱۲۹- مَنْ غَزَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَمْ یَنْوِ اِلَّا عِقَالًا فَلَهٗ مَا نَوٰی۔ (عبادة بن صامت)

''جو شخص خدا کی راہ میں لڑنے کے لیے گیا اور صرف ایک اونٹ باندھنے کی رسی کی بھی نیت کر لی تو بس اس کو وہ رسی ہی ملے گی ثواب کچھ نہ ملے گا۔''(۱) (الجہاد فی الاسلام، مقصد جنگ کی تطہیر)

تخریج: اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ جَبَلَةَ بْنِ عَطِیَّةَ، عَنْ یَحْیَی بْنِ الْوَلِیْدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ غَزَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَمْ یَنْوِ اِلَّا عِقَالًا فَلَهٗ مَا نَوٰی۔

---

(۱) مسلم کے کتاب الجہاد میں یہ روایت نہیں ہے۔ بلکہ کتاب الامارہ میں ہے۔ (مرتب)

ایک دوسری روایت جو انہی سے مروی ہے میں مندرجہ ذیل الفاظ منقول ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ غَزَا وَ هُوَ لَا يُرِيْدُ اِلَّا عِقَالًا فَلَهُ مَا نَوٰى۔ (۵۵)

تشریح: اللہ صرف اس عمل کو قبول کرتا ہے جو محض اس کی خوشنودی کے لیے ہو، کسی شخص یا جماعتی غرض کے لیے نہ ہو۔ پس جہاد کے لیے فی سبیل اللہ کی قید اسلامی نقطہ نظر سے خاص اہمیت رکھتی ہے۔ مجرد جہاد تو دنیا میں سب ہی جان دار کرتے ہیں۔ ہر ایک اپنے مقصد کی تحصیل کے لیے پورا زور صرف کر رہا ہے۔ لیکن ''مسلمان'' جس انقلابی جماعت کا نام ہے۔ اس کے انقلابی نظریات میں سے ایک اہم ترین نظریہ بلکہ بنیادی نظریہ یہ ہے کہ اپنی جان و مال کھپاؤ، دنیا کی ساری سرکش طاقتوں سے لڑو، اپنے جسم و روح کی ساری طاقتیں خرچ کر دو۔ نہ اس لیے کہ دوسرے سرکشوں کو ہٹا کر تم ان کی جگہ لے لو۔ بلکہ صرف اس لیے کہ دنیا سے سرکشی و طغیان مٹ جائے اور خدا کا قانون دنیا میں نافذ ہو۔

(تفہیمات حصہ اول، جہاد فی سبیل اللہ ''فی سبیل کی لازمی قید'')

۱۳۰- ابوامامہ باہلی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا **ارأيت رجلا غزا يلتمس الاجر والذكر؟ ماله؟** ''اس شخص کے بارے میں آپؐ کی کیا رائے ہے جو مالی فائدے اور ناموری کے لیے جنگ کرتا ہے؟ ایسے شخص کو کیا ملے گا؟'' آں حضرت ﷺ نے جواب دیا **لا شيء له**۔ اس کو کچھ ثواب نہ ملے گا'' سائل کے لیے یہ بات عجیب تھی، پلٹ کر پھر آیا اور پھر یہی سوال کیا، آپؐ نے دوبارہ وہی جواب دیا۔ اس کا اطمینان اب بھی نہ ہوا۔ تیسری اور چوتھی مرتبہ پلٹ پلٹ کر آیا اور یہی سوال کرتا رہا۔ آخر آں حضرت ﷺ نے اس کو مطمئن کرنے کے لیے فرمایا ''**ان الله لا يقبل من العمل الا ما كان له خالصا وابتغى به وجهه**'' اللہ کوئی عمل اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک وہ خالص اسی کی خوشنودی و رضا کے لیے نہ کیا جائے۔

(الجہاد فی الاسلام، اسلام کی اصلاحات ''مقصد جنگ کی تطہیر'')

تخریج: اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ هِلَالٍ الْحِمْصِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ شَدَّادٍ اَبِيْ عَمَّارٍ، عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: اَرَأَيْتَ رَجُلًا غَزَا يَلْتَمِسُ الْاَجْرَ وَالذِّكْرَ مَالَهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا شَيْءَ لَهُ، فَاَعَادَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَقُوْلُ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا شَيْءَ لَهُ، ثُمَّ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا، وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ۔ (۵۶)

باغیوں کے بارے میں ضابطۂ اسلام

۱۳۱- حضورؐ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا اے ابن ام عبد جانتے ہو اس امت کے باغیوں کے بارے میں اللہ کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا ان کے زخمیوں پر ہاتھ نہیں ڈالا جائے گا، ان کے اسیر کو قتل نہیں کیا جائے گا، ان کے بھاگنے والے کا پیچھا نہیں کیا جائے گا اور ان کا مال غنیمت کے طور پر تقسیم نہیں کیا جائے گا۔

---

(۱) یہ ایک اور مقام ہے جہاں لوگوں نے عظیم الشان ٹھوکر کھائی ہے۔ انہوں نے مجرد جہاد اور جہاد فی سبیل اللہ کے فرق کو نظر انداز کر دیا جس کی وجہ سے قومی استعلاء و استکبار کی کوشش اور اعلاء کلمۃ اللہ کی کوشش میں کوئی وجہ امتیاز باقی نہ رہی۔

تخریج: رَوٰی کَوْثَرُ بْنُ حَکِیْمٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: یَا ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ کَیْفَ حُکْمُ اللّٰہِ فِیْمَنْ بَغٰی ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ، قَالَ: اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ، قَالَ: لَا یُجْھَزُ عَلٰی جَرِحِھَا، وَلَا یُقْتَلُ اَسِیْرُھَا، وَلَا یُطْلَبُ ھَارِبُھَا۔

المستدرک نے اس روایت کو ابن عمر سے مندرجہ ذیل متن میں نقل کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، یَا ابْنَ مَسْعُوْدٍ اَتَدْرِیْ مَا حُکْمُ اللّٰہِ فِیْمَنْ بَغٰی مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ؟ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ، قَالَ: فَاِنَّ حُکْمَ اللّٰہِ فِیْھِمْ اَنْ لَّا یُتَّبَعَ مُدْبِرُھُمْ، وَلَا یُقْتَلَ اَسِیْرُھُمْ، وَلَا یُذَفَّفَ عَلٰی جَرِیْحِھِمْ۔(۵۷)

تشریح: باغیوں سے لڑائی میں جن باتوں کو ملحوظ رکھا جائے گا وہ نبی ﷺ کے اس ارشاد پر مبنی ہے اسے حضرت عبداللہ بن عمر کے حوالہ سے حاکم، بزار اور الجصاص نے نقل کیا ہے۔

اس ضابطہ پر عمل کی مثال حضرت علیؓ نے پیش کی۔ آپ نے جنگ جمل میں فتح یاب ہونے کے بعد اعلان کیا کہ ''بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرو، زخمی پر حملہ نہ کرو، گرفتار ہو جانے والوں کو قتل نہ کرو، جو ہتھیار ڈال دے اس کو امان دو، لوگوں کے گھروں میں نہ گھسو، اور عورتوں پر دست درازی نہ کرو، خواہ وہ تمہیں گالیاں ہی کیوں نہ دے رہی ہوں۔'' آپ کی فوج کے بعض لوگوں نے مطالبہ کیا کہ مخالفین کو اور ان کے بال بچوں کو غلام بنا کر تقسیم کر دیا جائے۔ اس پر غضب ناک ہو کر آپؓ نے فرمایا ''تم میں سے کون ام المومنین عائشہؓ کو اپنے حصے میں لینا چاہتا ہے۔'' (تفہیم القرآن، ج ۵، الحجرات، حاشیہ: ۱۷)

قتل اسیر کی ممانعت

۱۳۲- لا تجھزن علی جریح ولا یتبعن مدبر ولا یقتلن اسیر من اغلق بابہ فھو آمن۔

(فتوح البلدان ص: ۴۷)

کسی مجروح پر حملہ نہ کیا جائے، کسی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے، کسی قیدی کو قتل نہ کیا جائے اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے وہ امان میں ہے۔''

تخریج: اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحَافِظُ، اَنْبَاَ اَبُوْ الْوَلِیْدِ الفقیہ، ثنا الْحَسَنُ ابْنُ سُفْیَانَ، ثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ، ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِیْہِ، قَالَ: اَمَرَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مُنَادِیَہٗ، فَنَادٰی یَوْمَ الْبَصْرَۃِ لَا یُتَّبَعُ مُدْبِرٌ وَلَا یُذَفَّفُ عَلٰی جَرِیْحٍ، وَلَا یُقْتَلُ اَسِیْرٌ، وَمَنْ اَغْلَقَ بَابَہٗ فَھُوَ اٰمِنٌ وَ مَنْ اَلْقٰی سَلَاحَہٗ، فَھُوَ اٰمِنٌ وَلَمْ یَاْخُذْ مِنْ مَّتَاعِھِمْ شَیْئًا۔ (۵۸)

باغیوں سے قتال

۱۳۳- قَالَ ﷺ اَلْفِتْنَةُ نَائِمَةٌ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اَيْقَظَهَا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فتنہ خوابیدہ ہے، جو اسے جگائے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔(پس جو شارع کے ارشاد کے مطابق ملعون ہے، اس کے خلاف لڑا جائے۔)

تخریج:⟨۱⟩ اَلْفِتْنَةُ نَائِمَةٌ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اَيْقَظَهَا۔ (۵۹)

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ الْمُسْنَدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْ رَوْحِ الْحَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبِيْ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُو الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَآءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَ حِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ۔ (۶۰)

ترجمہ: واقد نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد کو ابن عمر کے حوالہ سے بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کہہ دیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ ایسا کریں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون (جانیں) اور مال بچا لیے۔ الا یہ کہ اسلام کے حق کی وجہ سے کوئی سزا ان پر لاگو ہوتی ہو اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

تشریح: واضح ہو گیا کہ باغیوں کے ساتھ قتال واجب ہے۔ اور قتال شرعی نقطۂ نظر سے ان لوگوں کے ساتھ جائز ہو سکتا ہے جو معصوم الدم نہ ہوں۔ اس کی طرف حضورؐ کے درج ذیل ارشاد میں اشارہ کیا گیا ہے۔

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِذَا فَعَلُوْا ذَالِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دَمَاءَ هُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ۔ الحدیث۔

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کہہ دیں۔ جب وہ ایسا کہہ دیں تو انہوں نے مجھ سے اپنی جانیں اور مال بچا لیے۔''

پس جب باغیوں کے ساتھ قتال واجب ہو گیا تو معلوم ہوا کہ ان کو جان کی پوری عصمت حاصل نہیں ہے تو قتل بھی جائز ہو گا۔

مسلمان باغیوں پر اگر اسلامی حکومت غالب آجائے تو وہ تمام ان بالغ مردوں کو قتل کر کے ان کے مال لوٹ لینے کی مجاز ہے جو بغاوت کے مرتکب ہو چکے ہوں۔ قطع نظر اس سے کہ ان مسلمان باغیوں نے پہلے خود یہ شرط قبول کی ہو یا نہ کی ہو۔

مگر قتال اور قتل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ باغی لوگ ہتھیار نہ ڈالیں اور جب وہ ہتھیار ڈالیں گے تو قتل وقتال بھی بند کر دیا جائے گا۔

البتہ ان کا مال بطور غنیمت تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ جنگ ختم ہونے یا ہتھیار ڈالنے کے بعد انہیں واپس کیا جائے گا۔ (تفہیمات حصہ سوم، خروج کے بارے میں امام ابوحنیفہؒ کا مسلک)

میدان جنگ سے فرار کبیرہ گناہ ہے

۱۳۴– ایک حدیث میں آپؐ نے سات بڑے گناہوں کا ذکر کیا، جو انسان کے لیے تباہ کن اور اس کے انجام اخروی کے لیے غارت گر ہیں۔ ان میں سے ایک یہ گناہ بھی ہے کہ آدمی کفر و اسلام کی جنگ میں کفار کے آگے پیٹھ پھیر کر بھاگے۔

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ، ثَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَیْدٍ، عَنْ اَبِی الْغَیْثِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ، قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْکُ بِاللّٰہِ، وَالسِّحْرُ، وَ قَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَاَکْلُ الرِّبٰوا، وَ اَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ، وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ، وَ قَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ۔ (٦١)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے انہوں نے نبی ﷺ کا ارشاد بیان کیا کہ آپ نے فرمایا۔ سات تباہ کن ومہلک چیزوں سے بچو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون سی کون سی ہیں ارشاد ہوا۔ اللہ کے ساتھ شرک، جادو، جس جان کو اللہ نے حرام قرار دیا ہوا سے بغیر کسی حق کے قتل کرنا، سود خوری، یتیم کا مال کھانا، معرکہ کے روز میدان کارزار سے فرار، پاک دامن، اہل ایمان، سادہ لوح خواتین پر تہمت زنا لگانا۔

تشریح: دشمن کے شدید دباؤ پر مرتب پسپائی (Orderly retreat) ناجائز نہیں ہے جب کہ اس کا مقصود اپنے عقبی مرکز کی طرف پلٹنا یا اپنی ہی فوج کے کسی دوسرے حصہ سے جا ملنا ہو۔ البتہ جو چیز حرام کی گئی ہے وہ بھگدڑ (Rout) ہے جو کسی جنگی مقصد کے لیے نہیں بلکہ محض بزدلی وشکست خوردگی کی وجہ سے ہوتی ہے اور اس لیے ہوا کرتی ہے کہ بھگوڑے آدمی کو اپنے مقصد کی بہ نسبت جان زیادہ پیاری ہوتی ہے۔ اس فرار کو بڑے گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔

اس فعل کو اتنا بڑا گناہ قرار دینے کی وجہ صرف یہی نہیں ہے کہ یہ ایک بزدلانہ فعل ہے، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک شخص کا بھگوڑا پن ایک پوری پلٹن کو، اور ایک پلٹن کا بھگوڑا پن ایک پوری فوج کو بدحواس کر کے بھگا دیتا ہے اور پھر جب ایک دفعہ کسی فوج میں بھگدڑ پڑ جائے تو کہا نہیں جا سکتا کہ تباہی کس حد پر جا کر ٹھہرے گی۔ اسی طرح کی بھگدڑ صرف فوج ہی کے لیے تباہ کن نہیں ہے بلکہ اس ملک کے لیے بھی تباہ کن ہے جس کی فوج ایسی شکست کھائے۔

(تفہیم القرآن، ج ۲، الانفال، حاشیہ: ۱۳)

دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو

۱۳۵- لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْئَلُوْا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ۔

’’دشمن سے مقابلہ کی تمنا مت کرو۔ بلکہ اللہ سے امن و عافیت کی دعا کیا کرو۔ مگر جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے، تو پھر جم کر لڑو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے۔ (الجہاد فی الاسلام، اسلام کی اصلاحات ’’مقصد جنگ کی تطہیر‘‘)

تخریج:﴿ا﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، ثَنَا اِسْحَاقُ، عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، وَكَانَ كَاتِبٌ لَهٗ۔ قَالَ: كَتَبَ اِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اَوْفٰى، فَقَرَأْتُهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ بَعْضِ اَيَّامِهِ الَّتِيْ لَقِيَ فِيْهَا انْتَظَرَ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ، فَقَالَ: اَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوْا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ، فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَ مُجْرِيَ السَّحَابِ وَ هَازِمَ الْاَحْزَابِ اُهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ۔ (٦٢)

ترجمہ: عمرو بن عبید اللہ کے آزاد کردہ غلام ابوالنضر سے مروی ہے۔ یہ ان کے کاتب بھی تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ابو اوفیٰ نے انہیں ایک خط تحریر کیا۔ جسے میں نے خود پڑھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ جہاد کے دوران میں سورج زوال پذیر ہونے (سورج کے ڈھل جانے) کا انتظار کرتے رہے۔ آفتاب کے ڈھل جانے کے بعد آپ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور خطاب میں فرمایا۔ لوگو! دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو بلکہ اللہ سے امن و عافیت کی دعا کیا کرو۔ مگر جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو پھر جم کر مقابلہ کرو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے۔ پھر فرمایا اے اللہ کتاب نازل فرمانے والے، بادلوں کو چلانے والے لشکر دشمنان کے گروہوں کو شکست دینے والے ان کافروں کو ہزیمت و شکست سے دوچار فرما اور ہمیں ان پر فتح عطا فرما۔

مجاہدین کے اہل و عیال سے جرم خیانت کی سزا

۱۳۶- مسلم اور ابوداؤد نے حضرت بریدہؓ سے نقل کیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ’’کسی مجاہد کے پیچھے اگر کسی شخص نے اس کی بیوی اور اس کے گھر والوں کے معاملہ میں خیانت کی تو قیامت کے روز وہ اس مجاہد کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا کہ اس کی نیکیوں میں سے جو کچھ تو چاہے لے لے‘‘ پھر حضورؐ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ’’پھر تمہارا کیا خیال؟‘‘ یعنی تم کیا اندازہ کرتے ہو کہ وہ اس کے پاس کیا چھوڑ دے گا؟‘‘

تخریج: اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَعْنَبٌ كُوْفِيٌّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: حُرْمَةُ

نِسَآءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ فِي الْحُرْمَةِ كَأُمَّهَاتِهِمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلاً مِنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ اَهْلِهِ اِلَّا نُصِبَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ: يَا فُلَانُ! هٰذَا فُلَانٌ فَخُذْ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَاشِئْتَ، ثُمَّ الْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ اِلٰى اَصْحَابِهِ، فَقَالَ: مَا ظَنُّكُمْ تَرَوْنَ يَدَعُ لَهُ مِنْ حَسَنَاتِهِ شَيْئًا۔ (٦٣)

تشریح: گویا کہ قیامت کے روز اہل جنت اہل دوزخ کا وہ حصہ مارے جائیں گے جو اُن کو جنت میں ملتا اگر وہ جنتیوں کے سے کام کر کے آئے ہوتے اور اہل دوزخ جنتیوں کا وہ حصہ لوٹ لیں گے جو انہیں دوزخ میں ملتا۔ اگر انہوں نے دوزخیوں کے سے کام کیے ہوتے۔

یا یہ کہ اس روز ظالم کی اتنی نیکیاں مظلوم لوٹ لے جائے گا جو اس کے ظلم کا بدلہ ہو سکیں، یا مظلوم کے اتنے گناہ ظالم پر ڈال دیے جائیں گے جو اس کے حق کے برابر وزن رکھتے ہوں۔ اس لیے کہ قیامت کے روز آدمی کے پاس کوئی مال وزر تو ہوگا نہیں کہ وہ مظلوم کا حق ادا کرنے کے لیے کوئی ہرجانہ یا تاوان دے سکے۔ وہاں تو بس آدمی کے اعمال ہی ایک زرمبادلہ ہوں گے لہٰذا جس شخص نے دنیا میں کسی پر ظلم کیا ہو وہ مظلوم کا حق اسی طرح ادا کر سکے گا کہ اپنے پلے میں جو کچھ بھی نیکیاں رکھتا ہو ان میں سے اس کا تاوان ادا کرے، یا مظلوم کے گناہوں میں سے کچھ اپنے اوپر لے کر اس کا جرمانہ بھگتے۔

(تفہیم القرآن، ج ۵، تغابن، حاشیہ: ۲۰)

۱۳۷- حُرْمَةُ نِسَآءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ اُمَّهَاتِكُمْ۔ مَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلاً مِنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ اَهْلِهِ، فَيَخُوْنُهُ فِيْهِمْ اِلَّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَاْخُذُ مِنْ عَمَلِهِ مَايَشَآءُ، فَمَا ظَنُّكُمْ۔

مجاہدین کی بیویاں پیچھے رہنے والے مردوں کے لیے ویسی ہی حرام کی گئی ہیں جیسی خود ان کی مائیں ان پر حرام ہیں۔ پیچھے رہ جانے والے مردوں میں سے جو شخص مجاہدین میں سے کسی کے بال بچوں میں اس کا جانشین ہو اور پھر وہ ان کے معاملہ میں اس کے ساتھ کسی قسم کی خیانت کرے وہ قیامت کے روز کھڑا کیا جائے گا اور اس مجاہد کو حق دیا جائے گا کہ اس شخص کے عمل میں سے جو کچھ چاہے لے لے۔ پھر تمہارا کیا گمان ہے کہ وہ اس کے پاس کچھ چھوڑ دے گا۔

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: نَا وَكِيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: حُرْمَةُ نِسَآءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ اُمَّهَاتِهِمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلاً مِنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ اَهْلِهِ، فَيَخُوْنُهُ فِيْهِمْ اِلَّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَاْخُذُ مِنْ عَمَلِهِ مَاشَآءَ، فَمَا ظَنُّكُمْ۔ (٦٤)

تشریح: احادیث و آثار کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی کمزوریوں کا لحاظ کرتے ہوئے یہ دیکھنا اسلامی حکومت کے فرائض میں سے ہے کہ اس کے سپاہی زیادہ مدت تک اپنی عورتوں سے علیحدہ رہ کر، اور ان کی عورتیں زیادہ دیر تک اپنے مردوں

سے جدا رہ کر کہیں بداخلاقیوں میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ یہی غرض تھی جس کی خاطر نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”مجاہدین کی بیویاں پیچھے رہ جانے والے مردوں کے لیے ویسی ہی حرام کی گئی ہیں جیسی خود ان کی مائیں ان پر حرام ہیں۔“

یہی وجہ تھی کہ حضرت عمرؓ نے مدینے کے دو خوب صورت نوجوانوں کو صرف اس لیے شہر سے منتقل کر دیا کہ آپ نے بعض عورتوں کی زبان سے ان کے حسن کی تعریف سن لی تھی اور آپ کو اندیشہ ہو گیا تھا کہ کہیں یہ چیز ان عورتوں کے حق میں فتنہ نہ بن جائے جن کے شوہر جہاد پر گئے ہوئے ہیں اور یہی وجہ تھی کہ حضرت عمرؓ نے اعلان کر دیا تھا کہ جو شخص کسی عورت سے تشبیب[1] کرے گا۔ اس کو درے لگائے جائیں گے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت عمرؓ نے جب ایک مرتبہ ایک مجاہد کی بیوی کو اپنے شوہر کے فراق میں مشتاقانہ اشعار گاتے ہوئے سنا تو آ کر پہلا حکم جو آپ نے جاری کیا وہ یہ تھا کہ آئندہ سے سپاہیوں کو اتنی طویل مدت تک ان کی بیویوں سے جدا نہ رکھا جائے جس سے ان کے کسی بداخلاقی میں ملوث ہو جانے کا احتمال ہو۔ بالفاظ دیگر فوج میں رخصت (Furlough) کا طریقہ اسلامی حکومت میں جاری ہی اس غرض کے لیے کیا گیا تھا کہ حکومت اپنے سپاہیوں اور ان کی عورتوں کے اخلاق کی حفاظت کرنا چاہتی تھی۔

(کنز العمال ج ۱۶، حدیث نمبر ۴۵۹۲۴۔ رسائل ومسائل حصہ ص: ۲۶۷-۲۶۸) (مرتب)

مجوس سے جزیہ

۱۳۸- نبی ﷺ نے مجوسیوں کو اہل کتاب قرار نہیں دیا، حالاں کہ وہ زردشت کو مانتے ہیں جس پر نبی ہونے کا شبہ کیا جا سکتا ہے۔ ہجر کے مجوسیوں سے جب معاملہ پیش آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ **سنوابھم سنة اھل الکتاب** ”ان کے ساتھ اہل کتاب کا سا معاملہ کرو۔“ یہ نہیں فرمایا کہ وہ اہل کتاب ہیں۔ پھر جو نامۂ مبارک آپؐ نے مجوس ہجر کو لکھا تھا اس میں صراحت کے ساتھ یہ تحریر فرما دیا تھا کہ:

فَاِنْ اَسْلَمْتُمْ فَلَكُمْ مَالَنَا وَ عَلَيْكُمْ مَا عَلَيْنَا وَ مَنْ اَبٰى فَعَلَيْهِ الْجِزْيَةُ غَيْرَ اَكْلِ ذَبَائِحِهِمْ وَلَا نِكَاحَ نِسَآءِ هِمْ۔

”اگر تم اسلام قبول کرو گے تو تمہارے وہی حقوق ہوں گے جو ہمارے ہیں اور تم پر وہی واجبات ہوں گے جو ہم پر ہیں اور جو لوگ تم میں سے انکار کریں گے ان پر جزیہ عائد کر دیا جائے گا۔ مگر نہ ان کا ذبیحہ کھایا جائے گا اور نہ ان کی عورتوں سے نکاح کیا جائے گا۔ (تفہیمات حصہ دوم، نکاح کتابیہ ”صحیح مسلک“)

نبی ﷺ نے مجوس سے جزیہ لے کر انہیں ذمی بنایا (اور اس کے بعد صحابۂ کرامؓ نے بالاتفاق بیرون عرب کی تمام قوموں پر اس کو عام کر دیا)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرًوا، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَ عَمْرِو بْنِ اَوْسٍ، فَحَدَّثَهُمَا بَجَالَةُ سَنَةَ سَبْعِينَ عَامَ حَجَّ مُصْعَبُ بْنُ الزُّبَيْرِ بِاَهْلِ الْبَصْرَةِ عِنْدَ دَرَجِ زَمْزَمَ، قَالَ: كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَمِّ الْاَحْنَفِ

---

(۱) یعنی اپنے اشعار میں اس سے اظہار عشق کرے گا۔ (از مؤلف)

فَاَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ فَرِّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِى مُحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوْسِ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ اَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوْسِ حَتّٰى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَهَا مِنْ مَّجُوْسِ هَجَرَ۔ (٦٥)

ترجمہ: علی بن عبداللہ سفیان سے روایت کرتے ہیں۔ سفیان نے بیان کیا کہ میں نے عمرو سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میں جابر بن زید اور عمرو بن اوس کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ بجالہ نے ان دونوں سے چاہ زمزم کی سیڑھیوں کے پاس ۷۰ھ میں جس سال مصعب بن زبیر نے اہل بصرہ کے ساتھ حج کیا تھا، یہ بیان کیا کہ میں احنف کے بھتیجے جزء بن معاویہ کے پاس منشی کی حیثیت سے کام پر مامور تھا کہ ہمارے پاس حضرت عمر بن خطابؓ کا نامہ مبارک ان کی وفات سے ایک سال پہلے آیا تھا (جس میں تحریر تھا) کہ مجوسیوں کے ہر ذی رحم محرم کے درمیان جدائی کرادو۔ اس وقت عمر فاروقؓ نے مجوسیوں سے جزیہ نہیں لیا تھا۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے اس امر کی گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام ہجر کے مجوسیوں (پارسیوں) سے جزیہ وصول کیا ہے۔

مؤطا میں:

﴿۲﴾ بَلَغَنِىْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنْ مَجُوْسِ الْبَحْرَيْنِ، وَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَخَذَهَا مِنْ مَجُوْسِ فَارِسَ وَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَخَذَهَا مِنَ الْبَرْبَرِ۔ (٦٦)

ترجمہ: مؤطا میں امام مالک سے منقول ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بحرین کے مجوسیوں سے جزیہ لیا ہے اور عمر بن خطاب نے فارس کے مجوسیوں سے اور عثمان بن عفان نے بربر سے جزیہ وصول کیا ہے۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِيْنِ الْيَمَامِىُّ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانٍ، ثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ اَبِىْ هِنْدٍ، عَنْ قُشَيْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ بَجَالَةَ بْنِ عَبْدَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَسْبَذِيِّيْنَ مِنْ اَهْلِ الْبَحْرَيْنِ، وَ هُمْ مَجُوْسُ اَهْلِ هَجَرَ، اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَمَكَثَ عِنْدَهٗ ثُمَّ خَرَجَ فَسَاَلْتُهٗ، مَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ فِيْكُمْ؟ قَالَ: شَرٌّ، قُلْتُ: مَهْ؟ قَالَ: الْاِسْلَامُ اَوِ الْقَتْلُ، قَالَ: وَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: قَبِلَ مِنْهُمُ الْجِزْيَةَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَاَخَذَ النَّاسُ بِقَوْلِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَ تَرَكُوْا مَا سَمِعْتُ اَنَا مِنَ الْاَسْبَذِيِّ۔ (٦٧)

ترجمہ: ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ بحرین کے باشندوں میں سے اسبذیین کا ایک آدمی یعنی ہجر کے رہنے والے مجوسیوں میں سے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تھوڑی دیر آپ کے پاس ٹھہرا اور پھر باہر نکلا تو میں نے اس سے دریافت کیا کہ اللہ اور رسول نے کیا فیصلہ فرمایا۔ اس نے جواب میں کہا برا فیصلہ کیا ہے۔ میں نے کہا خاموش، (ایسی بات منہ سے نکالتا ہے) وہ بولا۔ فیصلہ یہ کیا ہے کہ اسلام لاؤ ورنہ قتل۔ ابن عباس کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے

کہا رسول اللہ ﷺ نے ان سے جزیہ قبول کیا ہے تو لوگوں نے عبدالرحمٰن بن عوف کے قول کو لیا اور میں نے جو اسبذی سے سنا تھا اسے چھوڑ دیا۔

تشریح: لڑائی کی غرض و غایت یہ نہیں ہے کہ وہ ایمان لے آئیں اور دین حق کے پیرو بن جائیں، بلکہ اس کی غایت یہ ہے کہ ان کی خود مختاری و بالا دستی ختم ہو جائے۔ وہ زمین میں حاکم اور صاحب امر بن کر نہ رہیں بلکہ زمین کے نظام زندگی کی باگیں اور فرماں روائی و امامت کے اختیارات متبعین دین حق کے ہاتھوں میں ہوں اور وہ ان کے ماتحت تابع و مطیع بن کر رہیں۔

جزیہ بدل ہے اس امان اور اس حفاظت کا جو ذمیوں کو اسلامی حکومت میں عطا کی جائے گی۔ نیز وہ علامت ہے اس امر کی کہ یہ لوگ تابع امر بننے پر راضی ہیں۔ ''ہاتھ سے جزیہ دینے'' کا مفہوم سیدھی طرح مطیعانہ شان کے ساتھ جزیہ ادا کرنا ہے اور چھوٹے بن کر رہنے کا مطلب یہ ہے کہ زمین میں بڑے وہ نہ ہوں بلکہ وہ اہل ایمان بڑے ہوں جو خلافت الٰہی کا فرض انجام دے رہے ہوں۔

یہ جزیہ وہ چیز ہے جس کے لیے بڑی بڑی معذرتیں انیسویں صدی عیسوی کے دور مذلت میں مسلمانوں کی طرف سے پیش کی گئی ہیں اور اس دور کی یادگار کچھ لوگ اب بھی موجود ہیں جو صفائی دینے میں لگے ہوئے ہیں۔ لیکن خدا کا دین اس سے بہت بالا و برتر ہے کہ اسے خدا کے باغیوں کے سامنے معذرت پیش کرنے کی کوئی حاجت ہو۔ سیدھی اور صاف بات یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے دین کو اختیار نہیں کرتے اور اپنی یا دوسروں کی نکالی ہوئی غلط راہوں پر چلتے ہیں وہ حد سے حد بس اتنی ہی آزادی کے مستحق ہیں کہ خود جو غلطی کرنا چاہتے ہیں کریں، لیکن انہیں اس کا قطعاً کوئی حق نہیں ہے کہ خدا کی زمین پر کسی جگہ اقتدار و فرماں روائی کی باگیں ان کے ہاتھوں میں ہوں اور وہ انسانوں کی اجتماعی زندگی کا نظام اپنی گم راہیوں کے مطابق قائم کریں اور چلائیں۔ یہ چیز جہاں کہیں ان کو حاصل ہوگی، فساد رونما ہوگا اور اہل ایمان کا فرض ہوگا کہ ان کو اس سے بے دخل کرنے اور انہیں نظام صالح کا مطیع بنانے کی کوشش کریں۔ اب رہا یہ سوال کہ یہ جزیہ آخر کس چیز کی قیمت ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس آزادی کی قیمت ہے جو انہیں اسلامی اقتدار کے تحت اپنی گم راہیوں پر قائم رہنے کے لیے دی جاتی ہے۔ اور اس قیمت کو اس صالح نظام حکومت کے نظم و نسق پر صرف ہونا چاہیے جو انہیں اس آزادی کے استعمال کی اجازت دیتا ہے اور ان کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے اور اس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جزیہ ادا کرتے وقت ہر سال ذمیوں میں یہ احساس تازہ ہوتا رہے گا کہ خدا کی راہ میں زکوٰۃ دینے کے شرف سے محرومی اور اس کے بجائے گم راہیوں پر قائم رہنے کی قیمت ادا کرنا کتنی بڑی بدقسمتی ہے جس میں وہ مبتلا ہیں۔ (تفہیم القرآن، ج ۲، التوبہ، حاشیہ: ۲۸)

شہید کی تمنا و خواہش

۱۳۹- (مسند احمد میں نبی ﷺ کی ایک حدیث مروی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ) جو شخص نیک عمل لے کر دنیا سے جاتا ہے اسے اللہ کے ہاں اس قدر پر لطف اور پر کیف زندگی میسر آتی ہے جس کے بعد وہ کبھی دنیا میں واپس آنے کی تمنا نہیں کرتا۔ مگر شہید اس سے مستثنیٰ ہے وہ تمنا کرتا ہے کہ پھر دنیا میں بھیجا جائے اور پھر اس لذت، اس سرور اس نشے سے لطف اندوز ہو جو راہ خدا میں جان دیتے وقت حاصل ہوتا ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۱، آل عمران، حاشیہ: ۱۲۱)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، ثَنَا حَمَّادٌ، ثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ نَّفْسٍ تَمُوْتُ، لَھَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ یَسُرُّھَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا اِلَّا الشَّھِیْدُ، فَاِنَّہٗ یَسُرُّہٗ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلُ مَرَّۃً اُخْرٰی مِمَّا یَرٰی مِنْ فَضْلِ الشَّھَادَۃِ۔ (٦٨)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نفس کے لیے اللہ کے پاس کچھ خیر و بھلائی ہے وہ مرنے کے بعد نہیں چاہتا کہ وہ پھر دنیا کی طرف لوٹ جائے۔ مگر شہید یہ تمنا و خواہش کرے گا کہ وہ دنیا میں واپس لوٹ جائے اور ایک مرتبہ پھر راہ خدا میں قتل کیا جائے۔ وہ تمنا اس لیے کرے گا کہ فی سبیل اللہ شہادت کی فضیلت کو خود ملاحظہ کر چکا ہوگا۔

مسلم نے اس روایت کے مندرجہ ذیل الفاظ روایت کیے ہیں:

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ نَا اَبُوْ خَالِدِ الْاَحْمَرِ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ وَ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ نَّفْسٍ تَمُوْتُ لَھَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ یَسُرُّھَا اَنَّھَا تَرْجِعُ اِلَی الدُّنْیَا وَلَااَنَّ لَھَا الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا اِلَّا الشَّھِیْدُ یَتَمَنّٰی اَنْ یَّرْجِعَ، فَیُقْتَلُ فِی الدُّنْیَا لِمَا یَرٰی مِنْ فَضْلِ الشَّھَادَۃِ۔ (٦٩)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے انہوں نے نبی ﷺ کا ارشاد بیان کیا کہ کوئی نفس جس کے لیے اللہ کے پاس بھلائی ہے مرنے کے بعد یہ نہیں چاہے گا کہ اسے دنیا میں دوبارہ واپس بھیج دیا جائے خواہ دنیا میں اس کے لیے دنیا و مافیہا کی چیزیں ہی کیوں نہ ملنے کی توقع ہو۔ ماسوائے شہید کے کہ وہ یہ تمنا کرے گا کہ وہ دنیا میں واپس لوٹ جائے اور دنیا میں جا کر پھر فی سبیل اللہ قتل کیا جائے۔ یہ خواہش اس کی اس وجہ سے ہوگی کہ وہ خود شہادت کی فضیلت ملاحظہ کر چکا ہوگا۔

〈۳〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا مُعَاوِیَۃُ بْنُ عَمْرٍو، ثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ، عَنْ حُمَیْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ عَبْدٍ یَمُوْتُ، لَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ یَسُرُّہٗ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا، وَ اَنَّ لَہُ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا اِلَّا الشَّھِیْدُ لِمَا یَرٰی مِنْ فَضْلِ الشَّھَادَۃِ فَاِنَّہٗ یَسُرُّہٗ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلُ مَرَّۃً اُخْرٰی۔ (٧٠)

ترجمہ: حمید سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک سے سنا انہوں نے نبی ﷺ کا ارشاد بیان کیا کہ جس بندہ کے لیے اللہ کے پاس کچھ خیر و بھلائی ہے وہ مرنے کے بعد یہ نہیں چاہتا کہ وہ دوبارہ دنیا کی طرف لوٹ جائے اور اسے دنیا و مافیہا کی ہر چیز دے دی جائے سوائے شہید کے، اس وجہ سے کہ وہ شہادت کی فضیلت کو خود ملاحظہ کر چکا ہے۔ یہ شہید اس کو پسند کرے گا کہ وہ دنیا کی طرف لوٹ جائے اور دوبارہ راہ خدا میں جام شہادت نوش کرے۔

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا غُنْدَرٌ، ثَنَا شُعْبَةُ، سَمِعْتُ قَتَادَةَ، سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا اَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ اَنْ يَرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا، وَلَهُ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا الشَّهِيْدُ يَتَمَنّٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلُ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرٰى مِنَ الْكَرَامَةِ۔ (۷۱)

ترجمہ: قتادہ کا بیان ہے کہ میں نے انس بن مالک سے سنا انہوں نے نبی ﷺ سے۔ آپؐ نے فرمایا جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ یہ خواہش نہیں کرے گا کہ اسے دنیا میں واپس لوٹا دیا جائے خواہ دنیا میں اسے دنیا بھر کی چیزیں ہی کیوں نہ ملیں۔ بجز شہید کے کہ وہ یہ تمنا و خواہش کرے گا کہ اسے دنیا میں لوٹایا جاتا رہے کہ ہر مرتبہ راہ خدا میں قتل کیا جاتا رہے یہ تمنا وہ اس وجہ سے کرے گا کہ وہ فی سبیل اللہ قتل کی فضیلت کو خود ملاحظہ و مشاہدہ کر چکا ہوگا۔

عدالت الٰہی میں شہید کی پیشی

۱۴۰- اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ قَالَ قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِيُقَالَ فُلَانٌ جَرِيْءٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ۔

(عن ابی ہریرۃ)

''قیامت کے دن سب سے پہلے تین قسم کے آدمیوں کا فیصلہ کیا جائے گا، پہلے وہ شخص لایا جائے گا جو لڑ کر شہید ہوا تھا۔ خدا اس کو اپنی نعمتیں جتائے گا اور جب وہ ان کا اقرار کرے گا تو پھر خدا پوچھے گا کہ تو نے میرے لیے کیا کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے تیرے لیے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اس پر خدا فرمائے گا کہ تو نے جھوٹ بولا، تو تو اس لیے لڑا تھا کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص بڑا جری ہے۔ سو تیرا یہ مقصد پورا ہو گیا۔ پھر خدا اس کے لیے عذاب کا حکم دے گا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔'' (الجہاد فی الاسلام، اسلام کی اصلاحات ''مقصد جنگ کی تطہیر'')

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ نِ الْحَارِثِيُّ، قَالَ: نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: نَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ يُوْسُفَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، فَقَالَ لَهٗ نَاتِلٌ: اَهْلُ الشَّامِ اَيُّهَا الشَّيْخُ حَدِّثْنِيْ حَدِيْثًا سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ، فَاُتِيَ بِهٖ، فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ، فَعَرَفَهَا قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُ قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُّقَالَ جَرِيْءٌ، فَقَدْ قِيْلَ، ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ، فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَ رَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَ عَلَّمَهٗ وَقَرَاَ الْقُرْاٰنَ، فَاُتِيَ بِهٖ، فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ، فَعَرَفَهَا قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَ عَلَّمْتُهٗ، وَ قَرَاْتُ فِيْكَ الْقُرْاٰنَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ وَ قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ

قِيۡلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجۡهِهٖ حَتّٰى اُلۡقِىَ فِى النَّارِ، وَ رَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَ اَعۡطَاهُ مِنۡ اَصۡنَافِ الۡمَالِ كُلِّهٖ، فَاُتِىَ بِهٖ، فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ، فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلۡتَ فِيۡهَا، قَالَ: مَا تَرَكۡتُ مِنۡ سَبِيۡلٍ تُحِبُّ اَنۡ يُّنۡفَقَ فِيۡهَا اِلَّآ اَنۡفَقۡتُ فِيۡهَا لَكَ. قَالَ: كَذَبۡتَ، وَلٰكِنَّكَ فَعَلۡتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدۡ قِيۡلَ، ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجۡهِهٖ ثُمَّ اُلۡقِىَ فِى النَّارِ۔ (۷۲)

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ لوگ حضرت ابو ہریرہ کے پاس سے جدا ہو گئے تو ناتل نے ابو ہریرہ سے درخواست کی کہ وہ انہیں کوئی حدیث رسول سنائیں جو (ناتل شام کا باشندہ تھا۔ خود یہ تابعی تھا اس کا باپ صحابی تھا) انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سماعت فرمائی ہو۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ لوگوں میں سے سب سے پہلا شخص جس کا فیصلہ کیا جائے گا وہ ایسا شخص ہوگا جو شہید ہوا ہوگا۔ اسے پیش کیا جائے گا اور اسے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ شخص ان نعمتوں کو پہچان لے گا اور اعتراف کرے گا (کہ یہ انعامات تیرے مجھ پر تھے) پھر اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائے گا ان نعمتوں کی موجودگی میں تو نے کیا عمل کیا۔ وہ جواب میں عرض کرے گا کہ میں تیری راہ میں ایسا لڑا کہ شہید ہو گیا۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا تو محض اس لیے لڑا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے چناں چہ تجھے دنیا میں بہادر کہا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا اور منہ کے بل گھسیٹ کر اسے آتش جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر اس شخص کا فیصلہ ہوگا جس نے پہلے خود دین کا علم حاصل کیا ہوگا پھر اس کی تعلیم دی ہوگی اور قرآن پڑھا ہوگا۔ اسے عدالت الٰہی میں پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کے اعتراف کے لیے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا جسے وہ اعتراف کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں کی موجودگی میں کیا عمل کیا؟ وہ جواب میں عرض کرے گا کہ میں نے پہلے خود علم دین سیکھا پھر اس کی تعلیم دی اور تیری رضا کے لیے قرآن خوانی کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا۔ تو نے تو علم دین اس غرض کے لیے سیکھا تھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لیے پڑھا تھا کہ تجھے قاری کہا جائے چناں چہ عالم اور قاری تجھے دنیا میں کہا جاتا رہا۔ پھر حکم ہوگا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم رسید کر دیا جائے۔ چناں چہ اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ پھر ایسا شخص عدالت کے روبرو پیش کیا جائے گا جسے اللہ نے ہر قسم اور ہر طرح کے مال سے نوازا ہوگا اسے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں اور انعامات یاد دلا کر اعتراف کرائے گا۔ وہ ان کا اعتراف کرے گا تو اللہ دریافت فرمائے گا پھر تو نے ان کی موجودگی میں کیا عمل کیا ہے؟ وہ جواب دے گا میں نے کوئی جگہ ایسی نہیں چھوڑی جہاں خرچ کرنا تجھے پسند ہو وہاں خرچ نہ کیا۔ اللہ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا۔ تو نے تو اس لیے خرچ کیا کہ تجھے سخی کہا جائے۔ چناں چہ سخی تجھے کہا گیا۔ پھر حکم ہوگا کہ اوندھے منہ گھسیٹ کر اسے بھی جہنم میں ڈال دیا جائے۔ چناں چہ اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

سوال: ''کیا شہید کے کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں؟ اگر کوئی آدمی پورے خلوص سے جہاد میں شریک ہو مگر شہید نہ ہو بلکہ غازی کا درجہ حاصل کرے اس کے گناہ کہاں تک معاف ہوں گے؟''

جواب: ان معاملات میں ہم اتنا جانتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے اس کی مغفرت ہوتی ہے اور اسے اجر ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قرب کا درجہ عطا فرماتا ہے۔ مگر بعض چیزیں مثلاً قرض معاف نہیں ہوتا۔ غازی کو اجر عظیم ملتا ہے مگر یہ کوئی

گارنٹی نہیں کہ اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ گناہ معاف کرنا اللہ کے سوا کسی کا کام نہیں۔ **یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء** اس امید پر گناہ نہیں کرنے چاہییے کہ فلاں خدمت انجام دینے سے یہ گناہ معاف ہو جائیں گے اور نہ مایوس ہونا چاہیے کہ خواہ کیسا ہی نیک کام کیوں نہ کریں، گناہ معاف نہیں ہو سکیں گے۔ مومن کو **بین الخوف والرجاء** ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے بھی رہنا چاہیے اور اس سے امیدیں بھی رکھنی چاہیے۔ (۵، اے ذیلدار پارک حصہ دوم، ص:۷۶)

مقتول کی آخرت میں دادرسی

۱۴۱- يَجِئُ الرَّجُلُ آخِذًا بِيَدِ رَجُلٍ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ! هٰذَا قَتَلَنِيْ. فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ لِمَ قَتَلْتَهٗ؟ فَيَقُوْلُ قَتَلْتُهٗ لِتَكُوْنَ الْعِزَّةُ لَكَ. فَيَقُوْلُ فَاِنَّهَا لِيْ. وَ يَجِئُ الرَّجُلُ آخِذًا بِيَدِ رَجُلٍ فَيَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا قَتَلَنِيْ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لِمَ قَتَلْتَهٗ؟ فَيَقُوْلُ لِتَكُوْنَ الْعِزَّةُ لِفُلَانٍ فَيَقُوْلُ اِنَّهَا لَيْسَتْ لِفُلَانٍ فَيَبُوْءُ بِاِثْمِهٖ. (عن عبد اللّٰہ بن مسعود)

”قیامت کے دن ایک شخص دوسرے شخص کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے گا اور عرض کرے گا کہ اے رب اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا کہ تو نے اس کو کیوں قتل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے اسے اس لیے قتل کیا تھا کہ عزت تیرے لیے ہو اس پر خدا فرمائے گا کہ ہاں عزت میرے ہی لیے ہے پھر ایک دوسرا شخص ایک شخص کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے گا اور عرض کرے گا کہ اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے اسے کیوں قتل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے اس لیے قتل کیا کہ عزت فلاں کے لیے ہو۔ اس پر اللہ کہے گا کہ عزت اس کا حق تو نہ تھی۔ پھر وہ اس کے گناہ میں پکڑا جائے گا۔“

تخریج: **حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: يَجِئُ الرَّجُلُ آخِذًا بِيَدِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ هٰذَا قَتَلَنِيْ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ: لِمَ قَتَلْتَهٗ فَيَقُوْلُ: قَتَلْتُهٗ لِتَكُوْنَ الْعِزَّةُ لَكَ فَيَقُوْلُ: فَاِنَّهَا لِيْ، وَ يَجِئُ الرَّجُلُ آخِذًا بِيَدِ الرَّجُلِ، فَيَقُوْلُ: اِنَّ هٰذَا قَتَلَنِيْ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ: لِمَ قَتَلْتَهٗ فَيَقُوْلُ: لِتَكُوْنَ الْعِزَّةُ لِفُلَانٍ فَيَقُوْلُ: اِنَّهَا لَيْسَتْ لِفُلَانٍ فَيَبُوْءُ بِاِثْمِهٖ.** (۷۳)

تشریح: یہ تعلیم جنگ کو ہر قسم کے دنیوی مقاصد سے پاک کر دیتی ہے شہرت و ناموری کی طلب، عزت و فرماں روائی کی خواہش، مال و دولت اور حصول غنائم کی طمع، شخصی و قومی عداوت کا انتقام، غرض کوئی دنیوی غرض ایسی نہیں ہے۔ جس کے لیے جنگ جائز رکھی گئی ہو۔ ان چیزوں کو الگ کر دینے کے بعد جنگ محض ایک خشک و بے مزہ اخلاقی و دینی فرض رہ جاتی ہے۔ جس کے مہلک و خطرات میں مبتلا ہونے کی از خود خواہش تو کوئی کر ہی نہیں سکتا، اور اگر دوسرے کی طرف سے فتنے کی ابتدا ہو تب

بھی صرف اس وقت مقابلہ کے لیے تلوار اٹھا سکتا ہے جب کہ اصلاح حال اور دفع ضرر کے لیے تلوار کے سوا کوئی دوسرا ذریعہ باقی نہ رہے۔ (الجہاد فی الاسلام، اسلام کی اصلاحات ''مقصد جنگ کی تطہیر'')

ماٰخذ

(۱) ابو داؤد ج ۳۔ کتاب الجهاد، باب فی الغزو مع ائمة الجور۔☆ السنن الکبریٰ ج ۹۔ کتاب السیر باب الغزو مع ائمة الجور عن انس بن مالك۔☆ مشکوٰة کتاب الکبائر و علامات النفاق عن انس۔☆ سنن سعید بن منصور حدیث نمبر ۲۳۶۷۔☆ نصب الرایه ج ۳ ص ۳۷۷۔☆ کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۲۲۶۔

(۲) تاریخ بغداد، ازخطیب بغدادی ج ۱۳۔ نمبر: ۷۳۴۵۔ واصل بن حمزه۔☆ تفسیر روح المعانی ج ۶، سورة الحج و فی اسناده ضعف مغتفر فی مثله۔☆ کنز العمال ج ٤۔ کتاب الجهاد۔ الجهاد الاکبر نیز ج ٤ میں بھی خطیب بغدادی کے حواله سے مذکور ھے۔☆ الموضوعات الکبریٰ از ملا علی القاری ص: ۲۰۷۔ حدیث نمبر ۲۱۔ قلت: ذکر الحدیث فی الاحیاء، و نسبه العراقی الی البیهقی من حدیث جابر۔ و قال: هٰذا اسناد فیه ضعف۔ (الموضوعات الکبریٰ ص ۲۰۶)۔☆ الدر المنثور للسیوطی۔ص ۹۰☆ المغنی عن حمل الاسفار للعراقی ج ۳۔ ☆ الاسرار المرفوعه ص ۲۰۷۔ لعلی القاری۔

(۳) بخاری ج ۱۔ کتاب الجهاد، باب من قاتل لتکون کلمة اللّٰه هی العلیا۔☆ بخاری ج ۱۔ کتاب الجهاد، باب من قاتل للمغنم هل ینقص من اجره۔☆ مسلم ج ۲۔ کتاب الامارة، باب من قاتل لتکون کلمة اللّٰه هی العلیا فهو فی سبیل اللّٰه۔ عن ابی موسیٰ اشعری۔☆ ابوداؤد ج ۳۔ کتاب الجهاد، باب من قاتل لتکون کلمة اللّٰه هی العلیا۔ ☆ابوداؤد میں هی العلیا کی جگه هی اعلیٰ منقول هے۔ ابوداؤد میں و یقاتل لیحمد بھی منقول هے۔☆ نسائی ج ٦۔ کتاب الجهاد، باب من قاتل لتکون کلمة اللّٰه هی العلیا۔ عن ابی موسی الاشعری۔ نسائی نے مندرجه ذیل الفاظ نقل کیے هیں۔
فقال: الرجل یقاتل لیذکر و یقاتل لیغنم و یقاتل لیری مکانه فمن فی سبیل اللّٰه، قال: من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیا فهو فی سبیل اللّٰه عزوجل۔ السنن الکبریٰ بیهقی ج ۹۔ کتاب السیر، باب بیان النیة التی یقاتل علیها لیکون فی سبیل اللّٰه عزوجل۔ عن ابی موسیٰ الاشعری۔

(٤) بخاری ج ۱۔ کتاب العلم، باب من سأل و هو قائم عالمًا جالسًا۔☆ مسلم ج ۲۔ کتاب الاماره، باب من قاتل لتکون کلمة اللّٰه هی العلیا فهو فی سبیل اللّٰه۔

(٥) مسلم ج ۲۔ کتاب الامارة، باب من قاتل لتکون کلمة اللّٰه هی العلیا فهو سبیل اللّٰه۔☆ بخاری ج ۲۔ کتاب التوحید، باب قوله و لقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین۔ عن ابی موسیٰ لاشعری۔☆ ابن ماجه ج ۲ کتاب الجهاد، باب ۱۳ النیة فی القتال۔ عن ابی موسی الاشعری۔☆ ترمذی ج ۱۔ ابواب فضائل الجهاد، باب ماجاء من یقاتل ریاء و للدنیا۔ ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا هے۔☆ مسند احمد ج ٤ ص ۳۹۷۔ ابو موسیٰ الاشعری۔☆ تفسیر ابن کثیر ج ۲۔ سورة التوبة۔☆ السنن الکبریٰ بیهقی ج ۹۔ کتاب السیر باب بیان النیة التی

یقاتل علیها لیکون فی سبیل اللّٰہ عزوجل۔

(٦) ابوداؤد ج۳۔ کتاب الجهاد، باب فیمن یغزو و یلتمس الدنیا۔☆ مسند احمد ج ٥ ص ٢٣٤۔ عن معاذ بن جبل۔

(٧) ابن ماجه ابواب الجهاد ج۲۔ باب الغارة والبیات و قتل النساء والصبیان۔☆ المستدرك ج ۲ کتاب الجهاد، باب لا یقتل ذریة ولا عسیف۔ عن حنظلة الکاتب۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۹ کتاب السیر باب ترك قتل من لا قتال فیه من الرهبان والکبیر و غیرهما۔

(٨) ابو داؤد ج۳۔ کتاب الجهاد باب فی قتل النساء۔☆ السنن الکبریٰ بیهقی ج۹۔ کتاب السیر باب المرأة تقاتل فتقتل۔☆ المستدرك ج۲۔ کتاب الجهاد باب لا یقتل ذریة ولا عسیفًا۔☆ موارد الظمان الی زوائد ابن حبان کتاب الجهاد، باب فیما نهی عن قتله۔

(٩) بخاری ج۱۔ کتاب الجهاد، باب قتل النساء فی الحرب☆ مسلم ج۲۔ کتاب الجهاد والسیر باب تحریم قتل النساء والصبیان فی الحرب۔ بخاری کتاب الجهاد باب قتل الصبیان فی الحرب، اور مسلم کتاب الجهاد والسیر باب تحریم قتل النساء والصبیان اور ترمذی ابواب السیر باب ما جاء فی النهی عن قتل النساء والصبیان اور ابن ماجه نے کتاب الجهاد اور ابو داؤد کتاب الجهاد باب فی قتل النساء وغیرہ نے نهی کے بجائے انکر النبی ﷺ بھی منقول ھے اور مسند احمد ج۲ ص ۹۱، ۱۲۲، ۱۲۳ پر منقول ھے۔☆ ترمذی ج۱۔ ابواب السیر، باب ماجاء فی النهی عن قتل النساء والصبیان۔☆ ابن ماجه ج۲ کتاب الجهاد باب ۳۰۔ الغارة والبیات و قتل النساء والصبیان۔ ☆موطا امام مالك ج ۱۔ کتاب الجهاد باب النهی عن قتل النساء ولولدان فی الغزو۔☆ سنن دارمی ج۲۔ کتاب السیر باب النهی عن قتل النساء والصبیان۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۹۔ کتاب السیر باب النهی عن قصد النساء ولولدان بالقتل۔☆ مجمع الزوائد ج ٥ ص۳۱٦۔ عن ابن عباس۔

(١٠) ابو داؤد ج۳۔ کتاب الجهاد، باب فی دعاء المشرکین۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۹ کتاب السیر باب ترك قتل من لا قتال فیه من الرهبان والکبیر و غیرهما۔ عن انسؓ۔

(١١) مسند احمد ج۱ص ۳۰۰۔☆ مجمع الزوائد للهیثمی ج ٥کتاب الجهاد باب ما نهی عن قتله من النساء و غیر ذلك۔ عن ابن عباس۔☆ ابو یعلیٰ، الطبرانی الکبیر والاوسط بحواله الزوائد ج ٥ ص۳۱٦۔☆ مصنف ابن ابی شیبه نے ج۱۲ص ۳۸۷ پر کتاب الجهاد میں حضرت ابن عباس سے صرف لا تقتلوا اصحاب الصوامع نقل کیا ھے۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۹ کتاب السیر باب ترك قتل من لا قتال فیه من الرهبان والکبیر و غیرهما۔

(١٢) ابو داؤد ج۳۔ کتاب الجهاد، باب فی من یغزو ویلتمس الدنیا۔☆ نسائی ج٦۔ کتاب الجهاد، باب فضل الصدقة فی سبیل اللّٰہ عزوجل۔ عن معاذ بن جبل۔ نسائی نے فان نومه کی جگه کان نومه اور فانه لم یرجع کی جگه فانه لا یرجع نقل کیا ھے۔☆ نسائی ج ۷۔ کتاب البیعة التشدید فی عصیان الامام۔

(١٣) موطا امام مالك کتاب الجهاد باب الترغیب فی الجهاد☆سنن دارمی ج۲۔ کتاب الجهاد، باب ۲۵الغزو غزوان۔☆ مسند احمد ج ٥ ص ٢٣٤۔ عن معاذ بن جبل۔☆ السنن الکبریٰ ج۹۔ کتاب السیر، باب بیان النیة التی یقاتل علیها لیکون فی سبیل اللّٰہ عزوجل عن معاذ بن جبل۔☆ المستدرك للحاکم ج۲۔ کتاب الجهاد باب من ابتغی وجه اللّٰہ و اطاع الامام فان نومه و نبهته اجرکله۔ عن معاذ بن جبل۔ مستدرك نے لن یرجع بکفاف نقل کیا ھے☆ کنز العمال ج ٤ ص ۳۰۲۔ حدیث نمبر ۱۰٦۰٥۔

(۱۴) مسند احمد ج ۳ ص ۲۰۶۔

(۱۵) بخاری ج ۱۔ کتاب الجهاد، باب دعاء النبی ﷺ الی الاسلام والنبوة الخ۔☆بخاری ج ۲ کتاب المغازی باب غزوه خیبر۔☆ ترمذی ج ۱۔ ابواب السیر باب فی البیات والغارات۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۹۔ کتاب السیر، باب قتل النساء والصبیان فی البیت والغارة من غیر قصد و ماورد فی اباحة البییت عن انس۔

(۱۶) ابو داؤد ج ۳۔ کتاب الجهاد، باب فی کراهیة حرق العدو بالنار۔ اور کتاب الادب، باب فی قتل الذر۔ ☆دارمی میں لا ینبغی لا حد ھے۔☆ المصنف عبد الرزاق ج ۵۔ کتاب الجهاد، باب القتل بالنار۔ المصنف میں لا ینبغی لبشر مروی ھے۔☆ مصنف ابن ابی شیبة ج ۱۲۔ باب النهی عن التحریق بالنار عن ابی هریرة۔ مصنف ابن ابی شیبة نے لا ینبغی ان یعذب بالنار الا اللّٰہ بیان کیا ھے۔

(۱۷) ابو داؤد ج ۳ کتاب الجهاد، باب فی کراهیة حرق العدو بالنار۔☆ سنن دارمی ج ۲ کتاب السیر باب ۲۴ فی النهی عن التعذیب بعذاب اللّٰہ۔☆ مسند احمد ج ۳ ص ۴۹۴۔ عن حمزه بن عمرو الاسلمی۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۹ کتاب السیر باب المنع من احراق المشرکین بالنار بعد الاسار۔ عن حمزه بن عمرو الاسلمی۔☆ مجمع الزوائد ج ۶ بحواله طبرانی اور بزار صرف لا یعذب بالنار الا رب النار نقل کیا ھے۔ ☆المصنف عبد الرزاق ج ۵ کتاب الجهاد باب القتل بالنار عن حمزة بن عمرو اسلمی۔

(۱۸) بخاری ج ۱ کتاب الجهاد، باب لا یعذب بعذاب اللّٰہ اور کتاب الجهاد باب التودیع عند السفر میں بھی یہ روایت مذکور ھے۔☆ ترمذی ج ۲ ابواب السیر باب۔ عن ابی هریرة حسن صحیح۔ مسند احمد ج ۲ ص ۳۰۷۔ ۳۳۸۔ ۴۵۳۔ عن ابی هریرة۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۹ کتاب السیر باب المنع من احراق المشرکین بالنار بعد الاسار۔

(۱۹) بخاری ج ۱ کتاب الجهاد باب لا یعذب بعذاب اللّٰہ۔☆ ابو داؤد ج ۴ کتاب الحدود باب الحکم فیمن ارتد۔ ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۹ کتاب السیر باب المنع من احراق المشرکین بالنار بعد الاسار۔ عن ابن عباس۔☆ مجمع الزوائد ج ۶ کتاب الحدود باب النهی عن التعذیب بالنار۔ عن ابی الدرداء اس میں لا یعذب بعذاب اللّٰہ کے الفاظ منقول ھیں۔ المصنف عبد الرزاق ج ۵ کتاب الجهاد باب القتل بالنار عن عکرمة۔

(۲۰) دارمی ج ۲ ص ۱۰۔ حاشیه پر حدیث نمبر ۱۹۸۰۔ ابن تعلی: بکسر التاء المثناة و سکون العین المهملة بعدها لام مکسورة۔ هو عبید بن تعلی الطائی الفلسطینی۔ ☆و فی الدمشقیه عبید اللّٰہ بن یعلی، والصواب: عبید بن تعلی☆ابو داؤد ج ۳ کتاب الجهاد۔ باب فی قتل الاسیر بالنبل۔☆ سنن دارمی ج ۲ کتاب الاضاحی باب ۱۳ النهی عن مثلة الحیوان۔ عن ابی ایوب الانصاری۔☆ مسند احمد ج ۵ ص ۴۲۲۔ عن ابی ایوب الانصاری۔ ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۹ کتاب السیر باب المنع من صبر الکافر بعد الاسار بان یتخذ غرضا۔ بیهقی کی سند میں بھی عبید بن یعلی ھے۔ بیهقی میں فامر بهم ان یصبروا فرموا بالنبل منقول ھے۔ قال ابو زرعة: عبید بن یعلی من اهل فلسطین منزله عسقلان☆ السنن الکبریٰ ج ۹ ص ۷۱۔

(۲۱) مسند احمد ج ۴ ص ۱۹۲۔ مرویات عدی بن عمیره الکندی۔☆ شرح السنة بحواله مشکوٰة باب الامر بالمعروف۔

(۲۲) ☆ابو داؤد ج ۴ کتاب الملاحم باب الامر والنهی۔☆ ابن ماجه کتاب الفتن، باب ۲۰ الامر بالمعروف والنهی عن المنکر۔☆ مسند احمد ج ۱ ص ۳۹۱ عن عبد اللّٰہ بن مسعود۔ مختصر روایت۔

(۲۳) ترمذی ج ۲ کتاب الفتن باب ۲ باب ماجاء فی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر۔

(۲٤) ابو داؤد ج ٤ کتاب الملاحم، باب الامر والنھی۔

(۲٥) ابو داؤد ج ٤ کتاب الملاحم، باب الامر والنھی۔☆ ترمذی ج ۲ ابواب الفتن، باب ماجاء فی نزول العذاب اذا لم یغیر المنکر عن قیس بن ابی حازم۔☆ ابن ماجه کتاب الفتن، باب ۲۰الامر بالمعروف والنھی عن المنکر۔

(۲٦) سیرت ابن ھشام ج ۳۔ مسیر خالد بن الولید بعد الفتح الی بنی جذیمة من کنانة، ومسیر علی لتلافی خطا خالد۔ ☆السیرة النبویة لابن کثیر ج ۳ بعثه علیه السلام خالد بن الولید بعد الفتح الی بنی جذیمة من کنانة۔☆الطبری تاریخ الامم والملوک ج ۲ص ۱۲٤۔☆ السیرة الحلبیة ج ۳ ص ۲۱۰۔ پر صرف یا علی اخرج الی ھؤلاء القوم فانظر فی امرھم منقول ھے۔

(۲۷) بخاری ج ۱ کتاب الجھاد، باب یقاتل من وراء الامام و یتقٰی به۔☆ بخاری ج ۲ کتاب الاحکام، باب قول اللّٰه اطیعوا اللّٰه و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔☆مسلم ج ۲ کتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة و تحریمھا۔ عن ابی ھریرة۔☆ نسائی ج ۷ کتاب البیعة، باب الترغیب فی طاعة الامام۔ عن ابی ھریرة۔ ☆السنن الکبریٰ ج ۸ کتاب قتال اھل البغی باب السمع والطاعة للامام۔ ☆ابن ماجه ج ۲ کتاب الجھاد، باب طاعة الامام۔☆ مسند احمد ج ۲ ص ۳۱۳۔ ۳٤۲۔ عن ابی ھریرة۔

(۲۸) مسند احمد ج ٥ ص ۳۹٥۔☆ مسند احمد ج ٥ ص ۳۹۷ پر مندرجه ذیل الفاظ مذکور ھیں۔
عن حذیفة ان المشرکین اخذوه و اباه، فاخذوا علیھم ان لا یقاتلوھم یوم بدر، فقال رسول اللّٰه ﷺ: فوالھم و نستعین اللّٰه علیھم۔

(۲۹) ابو داؤد ج ۳ کتاب الجھاد باب فی الرسل۔☆ السنن الکبریٰ ج ۹ کتاب الجزیة باب السنة ان لا یقتل الرسل ☆مسند احمد ج ۱ ص ٤۰٦۔ عن عبد اللّٰه بن مسعود۔☆ موارد الظمان الی زوائد ابن حبان۔ کتاب الجھاد باب النھی عن قتل الرسل۔

(۳۰) ابو داؤد ج ۳ کتاب الجھاد باب فی الرسل۔☆ سنن دارمی ج ۲ کتاب السیر باب فی النھی عن قتل الرسل۔ دارمی نے لو کنت قاتلا وفدًا لقتلتکما نقل کیا ھے۔☆ السنن الکبریٰ للبیھقی ج ۹ کتاب الجزیة☆ المستدرک ج ۲ کتاب قسم الفئی باب الرسل لا تقتل عن نعیم بن مسعود۔☆ مجمع الزوائد ج ٥ ص ۳۱٤۔

(۳۱) ابوداؤد ج ۳ کتاب الجھاد، باب علی ما یقاتل المشرکون۔

(۳۲) بخاری ج ۱ کتاب الجھاد، باب اثم من قتل معاھدا، بغیرجرم۔☆ بخاری ج ۲ کتاب الدیات، باب اثم من قتل ذمیًا بغیر جرم۔ اس مقام پر بخاری نے من قتل نفسا معاھدة لم یرح رائحة الجنة و ان ریحھا توجد من مسیرة اربعین عاما۔☆ ترمذی ج ۱ ابواب الدیات، باب ماجاء فیمن یقتل نفسا معاھداً۔ عن ابی ھریرة۔☆المستدرک ج ۱۔ کتاب الجھاد بب من قتل معاھدا الخ۔

(۳۳) ابن ماجه ج ۲...الدیات، باب من قتل معاھدا۔ ابن ماجه نے دونوں روایتیں نقل کی ھیں۔☆ مسند احمد ج ۱ ص ۲۷۳۔☆ مسند احمد ج ۲ ص ۱۷۱۔ ۱۸٦۔ ۱۹٤۔☆ مسند احمد ج ٤ ص ٦۱۔ ج ٥ ص ٥۰۔ ٥۱۔ ۳٦۹۔ ۳۷٤۔ ☆السنن الکبریٰ بیھقی ج ۹ کتاب السیر باب لا یاخذ المسلمون من ثمار اھل الذمة ولا اموالھم شیئا بغیر امرھم اذا اعطوا ما علیھم۔☆ بیھقی نے بھی عبد اللّٰه بن عمرو اور حضرت ابو ھریره دونوں کی روایت نقل کی ھیں۔☆ مجمع الزوائد:٦ کتاب الدیات، باب فیمن قتل معاھدا اخفر ذمة۔☆ مجمع

الزوئد میں مسیرۃ تسعین عاما مائۃ عام اور مسیرۃ خمس مائۃ عام کے الفاظ بھی منقول ھیں۔ ان اللّٰہ یعذب یوم القیامۃ الذین یعذبون الناس فی الدنیا۔ حدیث ابی ھریرۃ حدیث حسن صحیح۔

(۳٤) مسند احمد ج ۳ ص ۳٦۸، مسلم ج ۲ کتاب البر باب الوعید الشدید لمن عذب الناس بغیرحق۔☆ ابوداؤد ج ۳ کتاب الامارۃ والخراج باب فی التشدید فی جبایۃ الجزیۃ۔☆ مسند احمد ج ۳ ص ٤۰۳ – ٤۰٤۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج۹ کتاب الجزیۃ باب النھی عن التشدید فی جبایۃ الجزیۃ۔ عن ھشام بن حکیم۔☆ الطبرانی والبزار بحوالہ مجمع الزوائد ج٦ص ۲٥۱۔ ان دونوں نے لا یعذب بالنار الا رب النار بیان کیا ھے۔ مسلم نے بھی اس روایت کو نقل کیا ھے اس میں یوم القیامۃ کے الفاظ نھیں اس نے صرف ان اللّٰہ یعذب الذین یعذبون الناس فی الدنیا نقل کیا ھے۔

(۳٥) مسند احمدج ۳۰ ص ۳٦۸۔

(۳٦) ابو داؤد ج ۳ کتاب الخراج والامارۃ باب فی تعشیر اھل الذمۃ اذا اختلفوا بالتجارات۔☆ السنن الکبریٰ للبیھقی ج۹ کتاب الجزیۃ باب لا یاخذ المسلمون من ثمار اھل الذمۃ ولا اموالھم شیئا بغیر امرھم اذا اعطوا ما علیھم وما ورد من التشدید فی ظلمھم و قتلھم۔

(۳۷) المبسوط للسرخسی جزء ۱۰(المجلد ٥) باب معاملۃ الجیش مع الکفار۔

(۳۸) ابوداؤد ج۳ کتاب الجھاد باب النھی عن قتل من اعتصم بالسجود۔☆ نسائی ج ۸ کتاب القسامۃ، باب القود بغیر حدیدۃ۔ نسائی نے انی بری من کل مسلم مع مشرك بیان کیا ھے۔☆ السنن الکبریٰ ج۹ کتاب السیر باب الاسیر یوخذ علیہ العھد ان لا یھرب۔ السنن الکبریٰ میں انا بری من کل مسلم مقیم بین اظھر المشرکین الخ ھے۔

(۳۹) ابو داؤد ج۳ کتاب الجھاد باب فی دعاء المشرکین۔

(٤۰) بخاری ج ۱ کتاب المظالم، باب النھبیٰ بغیر اذن صاحبہ و قال عبادہ بایعنا النبی ﷺ ان لا ننتھب۔☆بخاری ج۲ کتاب المغازی، باب قصۃ عکل و عرینۃ۔☆ بخاری ج ۲ کتاب الذبائح، باب مایکرہ من المثلہ۔ والمصبورہ والمجثمۃ۔☆ بخاری ج ۲ میں صرف ینھی عن المثلۃ منقول ھے۔☆ ابو داؤد ج۳ کتاب الجھاد، باب فی النھی عن المثلۃ۔ عن عمران بن حصین۔ اس میں و ینھانا عن المثلۃ ھے۔☆ سنن دارمی ج ۱ کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقہ کے ضمن میں و نھانا عن المثلۃ نقل کیا ھے۔☆ مسند احمد ج ٤ ص ۲٤٦ پر عن المثلۃ اور ص ۳۰۷ پر عن عبد اللّٰہ ابنُ یزید الخطمی و ھو الانصاری کے حوالہ سے نھی رسول اللّٰہ ﷺ عن النھبۃ والمثلۃ منقول ھے۔☆ ابو داؤد ج٤ کتاب اللباس باب من کرھہ میں نھی رسول اللّٰہ ﷺ عن عشر کے تحت و عن النھبیٰ بھی نقل کیا گیا ھے۔☆ السنن الکبریٰ للبیھقی ج۹کتاب السیر۔ باب قتل المشرکین بعد الاسار بضرب الاعناق دون المثلۃ۔ عن عبد اللّٰہ بن یزید۔☆ مسند احمد ج۳ ص ۱٤۰۔ عن انس۔ اس صفحہ پر صرف نھی رسول اللّٰہ ﷺ عن النھبۃ منقول ھے۔☆ مسند احمد ج ٤ ص۱۱۷ پر اور عبد الرحمن بن زید بن خالد جھنی کے حوالہ سے انہ سمع النبی ﷺ نھی عن النھبۃ منقول ھے۔ ج ٥ ص ۱۹۳ پر زید بن خالد جھنی سے بھی منقول ھے۔☆ مجمع الزوائد ج٦ ص ۲٤۹۔ عن ابی ایوب اور زید بن خالد۔

(٤۱) ابو داؤد ج۳ کتاب الجھاد، باب فی النھی عن النھبیٰ اذا کان فی الطعام قلۃ فی ارض العدو۔

(٤۲) مسلم ج۲ کتاب الجھاد والسیر، باب تامیر الامام الامراء علی البعوث و وصیتہ ایاھم بآداب الغزو وغیرھا۔ ☆ ابو داؤد ج۳ کتاب الجھاد، باب فی دعاء المشرکین عن سلیمان بن بریدہ عن ابیہ۔☆ ترمذی ج۲ ابواب

السیر باب ماجاء فی وصیة رسول اللّٰه فی القتال عن سلیمان بن بریدة اور ابواب الدیات ج ۱۔ باب ماجاء فی النهی عن المثلة۔☆ موطا امام مالك ج ۱ کتاب الجهاد النهی عن قتل النساء والولدان فی الغزو۔☆ سنن دارمی ج ۲ کتاب السیر باب ۵۔ وصیة الامام فی السرایا۔☆ابن ماجه کتاب الجهاد، باب ۳۸۔ وصیة الامام۔ عن ابن بریدة۔ ابن ماجه نے صفوان بن عسال سے مندرجه ذیل الفاظ سے بهی روایت بیان کی هے۔

بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَرِیَّةٍ فَقَالَ: سِیْرُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ، وَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، قَاتِلُوْا مَنْ کَفَرَ بِاللّٰهِ، وَلَا تَمْثُلُوْا،(۱) وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تَغُلُّوْا، فَلَا تَقْتُلُوْا وَلِیْدًا۔☆مسند احمد ج ۵ ص ۳۵۸۔ عن بریدة اسلمی اور ج ٤ ص ۲٤۰۔☆ابن ماجه کتاب الجهاد، باب ۳۸۔ وصیة الامام۔ عن ابن بریدة۔☆ مسند احمد ج ۵ ص ۳۵۸۔ عن بریدة اسلمی اور ج٤ص ۲٤۰۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۹ کتاب السیر باب قتل المشرکین بعد الاسار عن سلیمان بن بریدة۔☆ المصنف عبد الرزاق ج ۵ کتاب الجهاد باب دعاء العدو۔

☆مجمع الزوائد للهیثمی ج ۵ کتاب الجهاد باب وصیة الامیر فی السفر۔ عن ابن عباس۔

(٤۳) بخاری ج ۱ کتاب الجهاد، باب ما یکره من رفع الصوت فی التکبیر۔

(٤٤) بخاری ج ۲ کتاب المغازی، باب غزوه خیبر۔☆مسلم ج ۲ کتاب الذکر، باب استحباب خفض الصوت ☆ امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری کی کتاب القدر میں مندرجه ذیل الفاظ نقل کیے هیں۔

عن ابی موسی الاشعری قال: کنا مع رسول اللّٰه ﷺ فی غزاة... فدنا منا رسول اللّٰه ﷺ فقال: یایها الناس اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصم ولا غائبا انما تدعون سمیعا بصیرا۔ اور بخاری ج ۲ کتاب التوحید باب قوله وکان اللّٰه سمیعا بصیرا اور کتاب الدعوات ج ۲ میں بهی مندرجه بالا الفاظ سے روایت منقول هے۔☆ ابوداؤد ج ۲ کتاب الصلاة باب فی الاستغفار۔ عن ابی موسیٰ اشعری۔☆ مسند احمد ج ٤ ص ۳۹٤- ٤۰۲- ٤۱۸۔ عن ابی موسیٰ اشعری۔

(٤۵) بخاری ج ۱ کتاب الجهاد، باب اثم من قتل معاهدا بغیر جرم۔☆ ترمذی ج ۱ ابواب الدیات باب ماجاء فیمن یقتل نفسا معاهدا۔ عن ابی هریرة۔ ترمذی نے اتنا جزء ایك حدیث کے ساتھ بیان کیا هے۔

(٤٦) بخاری ج ۱ کتاب الجهاد، باب اثم من عاهد ثم غدر و قول اللّٰه الذین عاهدت منهم ثم ینقضون عهدهم فی کل مرة الایة۔☆ مسلم ج ۱ کتاب الایمان، باب خصال المنافق۔ عن عبد اللّٰه بن عمرو۔☆ابوداؤد ج ٤ کتاب السنة باب الدلیل علی زیادة الایمان و نقصانه۔ عن عبد اللّٰه بن عمرو۔☆ترمذی ج ۲ ابواب الایمان، باب فی علامة۔ المنافق۔ عن عبد اللّٰه بن عمرو۔

(٤۷) مسلم ج ۲ کتاب الجهاد والسیر باب تحریم الغدر۔

(٤۸) ترمذی ج ۱ ابواب السیر باب ماجاء فی الغدر۔ هذا حدیث حسن صحیح۔☆ ابوداؤد ج ۳ کتاب الجهاد، باب فی الامام یکون بینه و بین العدو عهد فیسیر الیه۔ ابو داؤد نے من کان بینه و بین قوم عهد فلا یشد عقدة ولا یحلها حتی ینقضی امدها او ینبذ الیهم علی سواء نقل کیا هے۔☆ مسند احمد ج ٤ ص ۱۱۱-۱۱۳- ۳۷٦۔ عمرو بن عبسة۔ (ابو نجیح سلمی)۔☆السنن الکبریٰ ج۹ کتاب الجزیة، باب الوفاء بالعهد اذا کان العهد مباحا و ما ورد من التشدید فی نقضه۔

---

(۱) ابن ماجہ نے تمثلوا یعنی ث کے ضمہ سے نقل کیا ہے۔

(٤٩) ابوداؤد ج۳ کتاب الجهاد، باب مایومر من انضمام العسکر (وسعته)

(٥٠) ابوداؤد ج۳ کتاب الجهاد، باب مایومر من انضمام العسکر۔☆ المستدرک ج ۲ کتاب الجهاد، باب نهی التفرق فی المنزل اذا نزلوا۔

(٥١) ابوداؤدج۳ کتاب الخراج والامارة باب فی تعشیر اهل الذمة اذا اختلفوا بالتجارات۔☆ السنن الکبرٰی للبیهقی ج۹ کتاب الجزیة باب لا یاخذ المسلمون من ثمار اهل الذمة ولا اموالهم شیئا بغیر امرهم اذا اعطوا ما علیهم۔

(٥٢) ابو داؤد ج ۳ کتاب الخراج والامارة باب فی تعشیر اهل الذمة اذا اختلفوا بالتجارات۔☆ السنن الکبرٰی للبیهقی ج۹ کتاب الجزیة باب لا یاخذ المسلمون من ثمار اهل الذمة ولا اموالهم شیئا بغیر امرهم اذا اعطوا ما علیهم۔

(٥٣) مسلم ج۲ کتاب الامارة، باب بیان قدر ثواب من غزا الخ۔☆ ابو داؤد ج۳ کتاب الجهاد باب فی السریة تخفق۔ ☆نسائی ج۲ کتاب الجهاد باب ثواب السریة التی تخفق۔☆ ابن ماجه ج۲ کتاب الجهاد باب۱۳النیة فی القتال۔☆ مسند احمد ج۲ ص ۱٦۹عن عبد اللّٰه بن عمرو۔☆ السنن الکبرٰی للبیهقی ج۹ کتاب السیر۔ باب ماجاء فی السریة تخفق، و هو ان تتمنو القاء فلا تغنم شیئا عن عبد اللّٰه بن عمرو۔ ☆المستدرک ج ۲ کتاب الجهاد باب لاتتمنو القاء العدو وسلوا اللّٰه العافیة۔

(٥٤) مسلم ج ۲ کتاب الامارة باب بیان قدر ثواب من غزا فغنم و من لم یغنم۔

(٥٥) نسائی ج٦ کتاب الجهاد باب من غزا فی سبیل اللّٰه ولم ینومن غزاته الا عقالا۔☆ سنن دارمی ج۲کتاب الجهاد باب ۲٤۔ من غزا ینوی شیئا فله مانوی۔ عن عبادة بن الصامت۔☆ المستدرک للحاکم ج ۲ کتاب الجهاد باب من غزا فله ما نوی۔ عن عبادة بن الصامت۔☆ مسند احمد ج ٥ ص۳۱٥- ۳۲۰- ۳۲۹۔ عن عبادة بن الصامت۔ (کنز العمالج ٤ ص ۳۳٦۔ حدیث نمبر ۱۰۷۷۷)

(٥٦) نسائی ج٦ کتاب الجهاد باب من غزا یلتمس الاجر والذکر۔

(٥٧) المستدرک للحاکم ج ۲ کتاب قتال اهل البغی، باب حکم البغاة من هذهِ الامة۔ حافظ امام ذهبی نے اپنی تلخیص میں اس روایت کی سند میں مذکور کوثر بن حکیم کو متروک کہا ھے۔ المستدرک ج ۲میں اس حدیث پر ذیلی حاشیہ میں (قلت) کوثر متروک☆السنن الکبری بیهقی ج ۸ کتاب قتال اهل البغی، باب اهل البغی اذاقا و الم یتبع مدبرهم، ولم یقتل اسیرهم، ولم یجهز علی جرحیهم الخ میں المستدرک والی روایت بیان کی ھے اور آخر میں کہا ھے۔ و فی روایة الخوارزی ولا یجاز علی جریمهم زاد ولا یقسم فیوهم۔ تفرد به کوثر بن حکیم و هو ضعیف۔ تفسیر روح المعانی ج۲٦، سورة الحجرات۔ صاحب روح المعانی نے مستدرک حاکم کے حواله سے مندرجه ذیل روایت نقل کی ھے۔

"قال علیه الصلاة والسلام : یا ابن ام عبد هل تدری کیف حکم الله فیمن بغی من هذه الامة؟ قال : اللّٰه تعالیٰ و رسوله اعلم، قال: لا یجهز علی جریحها ولا یقتل اسیرها ولا یطلب هاربها ولا یقسم فیؤها۔[1]

(٥٨) السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۸ کتاب اهل البغی، باب اهل البغی اذا فاؤا الم ینبع مدیرهم الخ۔

(٥٩) الرافعی عن انس بحواله کنز العمال ج ۱۱ص ۱۲۷، حدیث: ۳۰۸۹۱۔

(٦٠) بخاریج ۱ کتاب الایمان، باب فان تابوا و اقاموا الصلوة و اتوا الزکوة فخلوا سبیلهم۔☆ مسلم ج ۱کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه یقیموا الصلاة و یوتوا الزکوة الخ عن ابن عمر۔ ☆سنن دار قطنی ج ۱ کتاب الصلوة باب تحریم دماء هم و اموالهم اذا یشهدوا بالشهادتین الخ عن ابن عمر۔

---

(۱) المستدرک کی روایت میں یہ الفاظ مذکور نہیں ہیں۔ (مرتب)

(٦١) بخاری ج ۱ کتاب الوصایا، باب قول اللّٰہ تعالٰی ان الذین یاکلون اموال الیتامٰی ظلما الخ۔☆ بخاری ج ۲ کتاب الحدود، کتاب المحاربین، باب رمی المحصنات والذین یرمون المحصنات (عن ابی ہریرۃ)۔☆ مسلم ج ۱ کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرھا۔ عن ابی ہریرۃ۔☆ ابو داؤد ج ۳ کتاب الوصایا، باب ماجاء فی التشدید فی اکل مال الیتیم۔ عن ابی ہریرۃ۔☆ نسائی ج ٦ کتاب الوصایا، باب اجتناب اکل مال الیتیم، عن ابی ہریرۃ۔☆ السنن الکبرٰی ج ۹ کتاب السیر، باب تحریم الفرار من الزحف و صبر الواحد مع الاثنین۔ عن ابی ہریرۃ۔

(٦٢) بخاری ج ۱ کتاب الجهاد، باب کان النبی ﷺ اذا لم یقاتل اول النهار اخر القتال حتی تزول الشمس۔ ☆بخاری ج ۱ کتاب الجهاد، باب الجنة تحت بارقة السیوف۔☆ بخاری ۱ کتاب الجهاد، باب لا تمنوا لقاء العدو۔ عن عبد اللّٰہ بن اوفی۔☆ مسلم ج ۲ کتاب الجهاد والسیر۔ باب کراھة التمنی لقاء العدو۔☆ ابو داؤد ج ۳ کتاب الجهاد، باب فی کراھیة تمنی لقاء العدو۔ عن عبد اللّٰہ بن اوفی۔☆ السنن الکبرٰی ج ۹ کتاب السیر، باب تحریم الفرار من الزحف و صبر الواحد مع الاثنین۔ عن عبد اللّٰہ بن اوفی۔ ☆المستدرک ج ۲ کتاب الجهاد، باب لاتمنوا لقاء العدو و سلوا اللّٰہ العافیة عن عبد اللّٰہ بن اوفی۔ هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه۔(۱) ☆مسند ج ٤ ص ۳٥۳- ۳٥٤۔ عن عبد اللّٰہ بن ابی اوفی۔

(٦٣) نسائی ج ٦ کتاب الجهاد باب من خان غازیا فی اهله۔☆ ابو داؤد ج ۳ کتاب الجهاد باب فی حرمة۔ نساء المجاهدین علی القاعدین۔ ابو داؤد نے فی الحرمة اور ترون یدع له من جسناته شیئا نقل نہیں کیا۔ ☆السنن الکبرٰی للبیهقی ج ۹ کتاب السیر باب ماجاء فی حرمة نساء المجاهدین۔

(٦٤) مسلم ج ۲ کتاب الامارة، باب حرمة نساء المجاهدین و اثم من خانهم فیهن۔☆ ابو داؤد ج ۳ کتاب الجهاد، باب فی حرمة المجاهدین علی القاعدین۔☆ نسائی ج ٦ کتاب الجهاد، باب حرمة نساء المجاهدین۔☆ مسند احمد ج ٥ ص ۳٥۲۔ عن سلیمان بن بریده عن ابیه۔☆ السنن الکبرٰی بیهقی ج ۹ کتاب السیر باب ما جاء فی حرمة نساء المجاهدین۔☆ مسند احمد ج ٥ ص ۳٥٥۔ پر مندرجه ذیل متن روایت منقول ہے۔ فضل نساء المجاهدین فی الحرمة کفضل امهاتهم وما من قاعد یخلف مجاهدا فی اهله، فیخبب فی اهله الا وقف له یوم القیامة، قیل له: ان هذا خانك فی اهلك، فخذ من عمله ما شئت قال: فما ظنکم۔

(٦٥) بخاری ج ۱ کتاب الجهاد، باب الجزیة والموادعة مع اهل الذمة والحرب الخ۔☆ ابو داؤد ج ۳ کتاب الخراج والفئی، باب فی اخذ الجزیة من المجوس۔☆ ترمذی ج ۱ ابواب السیر، باب فی اخذ الجزیة من المجوس، هذا حدیث حسن۔☆ مؤطا امام مالک ج ۱ کتاب الزکوۃ، باب جزیة اهل الکتاب والمجوس۔

(٦٦) السنن الکبرٰی للبیهقی ج ۹ کتاب الجزیة، باب المجوس اهل کتاب، والجزیة تؤخذ منهم۔ اس صفحه پر مؤطا والی روایت منقول ہے اور اسی صفحه پر بخاری وغیره والی روایت بھی مذکور ہے۔

(٦٧) ابو داؤد ج ۳ کتاب الخراج والفئی، باب فی اخذ الجزیة من المجوس۔☆ السنن الکبرٰی ج ۹ کتاب الجزیة باب المجوس اهل کتاب والجزیة توخذ منهم۔

(٦٨) مسند احمد: ج ۳ ص ۱۲٦۔ ☆ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ٤۲٦۔ تفرد به مسلم من طریق حماد۔

(٦٩) مسلم ج ۲ کتاب الامارة باب فضل الشهادة فی سبیل اللّٰہ۔☆ نسائی اور دارمی نے بھی کتاب الجهاد میں اسی مفهوم کی مختلف الفاظ میں روایات بیان کی ہیں۔

---

(۱) بخاری و مسلم دونوں نے تحت ظلال السیوف سے آگے بھی الفاظ نقل کیے ہیں پھر حاکم نے کیسے کہہ دیا کہ انہی دونوں نے اسے نہیں لیا۔ (مرتب)

(۷۰) بخاری ج ۱ کتاب الجهاد، باب الحور العین۔☆ ترمذی ج ۱ ابواب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی ثواب الشهید۔ هذا حدیث صحیح۔

(۷۱) بخاری ج ۱ کتاب الجهاد باب تمنی المجاهد ان یرجع الی الدنیا۔☆ مسلم ج ۲ کتاب الامارة باب فضل الشهادة فی سبیل اللّٰه۔ مسلم نے ما من احد نقل کیا ہے۔☆ مسند احمد ج ۳ ص ۲۷۶۔ عن انس۔

(۷۲) مسلم ج ۲ کتاب الجهاد والسیر من قاتل للریاء والسمعة استحق النار۔☆ نسائی ج ٦ کتاب الجهاد باب من قاتل لیقال فلان جری۔☆ مسند احمد ج ۲ ص ۳۲۲۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۹ کتاب السیر۔ باب بیان النیة التی یقاتل علیها لیکون فی سبیل اللّٰه عزوجل عن ابی هریرة۔☆ المستدرک للحاکم ج ۲ کتاب الجهاد باب اول الناس یقضٰی فیه یوم القیامة۔ عن ابی هریرة۔ اور المستدرک للحاکم ج ۱ کتاب العلم باب اول الناس یقضٰی فیه یوم القیامة ثلاثة۔

(۷۳) نسائی ج ۷ کتاب تحریم الدم، باب تعظیم الدم۔

كتاب الجماعة

فصل:۱

نظم جماعت

انقلاب نبوی

آں حضرتؐ جب مبعوث ہوئے تو روئے زمین پر ایک شخص بھی مسلم نہ تھا۔ آپؐ نے اپنی دعوت دنیا کے سامنے پیش کی اور آہستہ آہستہ متفرق طور پر ایک ایک دو دو چار چار آدمی مسلمان ہوتے چلے گئے۔ یہ لوگ اگرچہ پہاڑ سے زیادہ مضبوط ایمان رکھتے تھے اور ایسی فدویت ان کو اسلام کے ساتھ تھی کہ دنیا ان کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے، مگر چوں کہ متفرق تھے، کفار کے درمیان گھرے ہوئے تھے۔ بے بس اور کم زور تھے اس لیے اپنے ماحول سے لڑتے لڑتے ان کے بازو شل ہو جاتے تھے اور پھر بھی وہ ان حالات کو نہ بدل سکتے تھے جن کو بدلنے کے لیے وہ اور ان کے ہادی و مرشد فداامی وابی کوشش فرما رہے تھے۔ ۱۳ سال تک حضورؐ اسی طرح جدوجہد کرتے رہے اور اس مدت میں سرفروش اہل ایمان کی ایک مٹھی بھر جماعت آپؐ نے فراہم کرلی، اس کے بعد اللہ نے دوسری تدبیر کی طرف آپؐ کو ہدایت فرمائی اور وہ یہ تھی کہ ان سرفروشوں کو لے کر کفر کے ماحول سے نکل جائیں، ایک جگہ ان کو جمع کر کے اسلامی ماحول پیدا کریں۔ اسلام کا ایک گھر بنائیں جہاں اسلامی زندگی کا پورا پروگرام نافذ ہو۔ ایک مرکز بنائیں جہاں مسلمانوں میں اجتماعی طاقت پیدا ہو۔ ایک ایسا پاور ہاؤس بنادیں جس میں تمام برقی طاقت ایک جگہ جمع ہو جائے اور پھر ایک منضبط طریقہ سے وہ پھیلنی شروع ہو۔ یہاں تک کہ زمین کا گوشہ گوشہ اس سے منور ہو جائے۔ مدینہ طیبہ کی جانب آپ کی ہجرت اسی غرض کے لیے تھی۔ تمام مسلمان جو عرب کے مختلف قبیلوں میں منتشر تھے۔ ان سب کو حکم دیا گیا کہ سمٹ کر اس مرکز پر جمع ہو جائیں۔ یہاں اسلام کو عمل کی صورت میں نافذ کر کے بتایا گیا۔ اس پاک ماحول میں پوری جماعت کو اسلامی زندگی کی ایسی تربیت دی گئی کہ اس جماعت کا ہر شخص چلتا پھرتا اسلام بن گیا جسے دیکھ لینا ہی یہ معلوم کرنے کے لیے کافی تھا کہ اسلام کیا اور کس لیے آیا ہے۔ ان پر اللہ کا رنگ **صبغة اللّٰه ومن احسن من اللّٰه صبغة** اتنا گہرا اثر چڑھ گیا کہ وہ جدھر جائیں دوسروں کا رنگ قبول کرنے کے بجائے اپنا رنگ دوسروں پر چڑھائیں۔ ان میں کیریکٹر کی اتنی طاقت پیدا کی گئی کہ وہ کسی سے مغلوب نہ ہوں اور جو ان کے مقابلے میں آئے ان سے مغلوب ہو کر رہ جائے۔ ان کی رگ رگ میں اسلامی زندگی کا نصب العین اس طرح پیوست کر دیا گیا کہ زندگی کے ہر عمل میں وہ مقدم ہو اور باقی تمام دنیوی اغراض ثانوی درجہ میں ہوں۔ ان کو تعلیم اور تربیت دونوں کے ذریعہ سے اس قابل بنا دیا گیا کہ جہاں جائیں زندگی کے اسی پروگرام کو نافذ کر کے چھوڑیں۔ جو قرآن وسنت نے انہیں دیا ہے اور ہر قسم کے بگڑے ہوئے حالات کو منقلب کر کے اسی کے مطابق ڈھال لیں۔

یہ حیرت انگیز تنظیم تھی جس کا ایک ایک جز گہرے مطالعہ اور غور وفکر کا مستحق ہے۔ اس تنظیم میں کام کو چار بڑے بڑے شعبوں میں تقسیم کیا گیا تھا:

(۱) ایک گروہ ایسے لوگوں کا تیار کیا جائے جو دین میں تفقہ حاصل کریں اور جن میں یہ استعداد ہو کہ وہ لوگوں کو دین اور اس کے احکام بہترین طریقہ پر سمجھا سکیں فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ (التوبۃ:۱۲۲)

(۲) کچھ لوگ ایسے تیار کیے جائیں جن کی زندگیاں اسلام کے نظام عمل کو قائم کرنے اور پھیلانے کے لیے وقف ہوں۔ جماعت کا فرض ہے کہ ان کو کسب معیشت سے بے نیاز کردے لیکن خود انہیں اس کی پروانہ ہو۔ چاہے معیشت کا کوئی انتظام ہو یا نہ ہو، بہ ہر حال اپنے دل کی لگن سے مجبور ہوں اور ہر قسم کی مصیبتیں برداشت کر کے اس کام میں لگے رہیں جو ان کی زندگی کا واحد نصب العین ہے وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران:۱۰۴)

(۳) پوری جماعت میں یہ جذبہ پیدا کیا جائے کہ ہر ہر شخص اعلائے کلمۃ اللہ کو اپنی زندگی کا اصل مقصد سمجھے۔ وہ اپنے دنیا کے کاروبار چلاتا رہے۔ مگر ہر کام میں یہ مقصد اس کے سامنے ہو۔ تاجر اپنی تجارت میں، کسان اپنی زراعت میں، صناع اپنے پیشے کے کام میں اور ملازم اپنی ملازمت میں اس مقصد کو نہ بھولے۔ وہ ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھے کہ یہ سب کام جینے کے لیے ہیں اور جینا اس کام کے لیے ہے۔ وہ زندگی کے جس دائرے میں بھی کام کرے، اپنے اقوال و افعال اور اپنے اخلاق اور معاملات میں اسلام کے اصول کی پابندی کرے۔ اور جہاں دنیوی فوائد میں اور اصول اسلام میں نقیض واقع ہو جائے، وہاں فوائد پر لات ماردے اور اصول کو ہاتھ سے دے کر اسلام کی عزت بٹہ نہ لگائے۔ پھر وہ جتنا مال اور جتنا وقت اپنی ذاتی ضروریات سے بچا سکتا ہو۔ اس کو اسلام کی خدمت میں صرف کردے اور ان لوگوں کا ہاتھ بٹائے جنہوں نے اپنی زندگیاں اس کام کے لیے وقف کی ہیں كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران:۱۱۰)

(۴) باہر کے لوگوں کو موقع دیا جائے کہ وہ دار الاسلام میں آئیں اور ایسے ماحول میں رہ کر کلام اللہ کا مطالعہ کریں جہاں کی ساری زندگی اس کلام پاک کی عملی تفسیر ہو۔ کفر کے ماحول کی بہ نسبت اسلام کے ماحول میں وہ قرآن کو زیادہ بہتر طریقے سے سمجھیں گے اور زیادہ گہرا اثر لے کر واپس جائیں گے وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ (التوبۃ:۶)

اس طرح صرف آٹھ برس کی قلیل مدت میں دنیا کے اس سب سے بڑے ہادی اور رہبر نے مدینہ کے پاور ہاؤس میں اتنی زبردست طاقت بھردی کہ دیکھتے دیکھتے اس نے سارے عرب کو منور کردیا اور پھر عرب سے نکل کر اس کی روشنی روئے زمین پر پھیل گئی۔ حتیٰ کہ آج ساڑھے تیرہ سو برس گزر چکے ہیں[۱] مگر وہ پاور ہاؤس اب بھی طاقت کے خزانوں سے بھرا ہوا ہے۔

(تنقیحات مرض اور اس کا علاج)

۱؎ اب چودہ سو بیس سال ہو گئے ہیں۔ (مرتب)

اسلام آدمی کو کیا بنانا چاہتا ہے؟

اسلام بنیادی اخلاقیات کی ابتدائی منزل پر اخلاق فاضلہ کی ایک نہایت شاندار بالائی منزل تعمیر کرتا ہے۔ جس کی بدولت انسان اپنے شرف کی انتہائی بلندیوں پر پہنچ جاتا ہے۔ وہ اس کے نفس کو خود غرضی سے، نفسانیت سے، ظلم سے، بے حیائی اور خلاعت و بے قیدی سے پاک کر دیتا ہے۔ اس میں خدا پرستی، تقویٰ و پرہیزگاری اور حق پرستی پیدا کرتا ہے۔ اس کے اندر اخلاقی ذمہ داریوں کا شعور و احساس ابھارتا ہے، اس کو ضبطِ نفس کا خوگر بناتا ہے۔ اسے تمام مخلوقات کے لیے کریم، فیاض، رحیم، ہمدرد، امین، بے غرض خیر خواہ، بے لوث منصف اور ہر حال میں صادق و راست باز بنا دیتا ہے، اور اس میں ایک ایسی بلند پایہ سیرت پرورش کرتا ہے جس سے ہمیشہ صرف بھلائی کی توقع ہو اور برائی کا کوئی اندیشہ نہ ہو۔ پھر اسلام آدمی کو محض نیک ہی بنانے پر اکتفا نہیں کرتا، بلکہ حدیث رسولؐ کے الفاظ میں وہ اسے **مِفْتَاحٌ لِلْخَيْرِ مِغْلَاقٌ لِلشَّرِّ** (بھلائی کا دروازہ کھولنے والا اور برائی کا دروازہ بند کرنے والا) بناتا ہے۔ یعنی وہ ایجاباً یہ مشن اس کے سپرد کرتا ہے کہ دنیا میں بھلائی پھیلائے اور برائی کو روکے۔ اس سیرت و اخلاق میں فطرتاً وہ حسن ہے، وہ کشش ہے، وہ بلا کی قوتِ تسخیر ہے کہ اگر کوئی منظم جماعت اس سیرت کی حامل ہو اور عملاً اپنے اس مشن کے لیے کام بھی کرے جو اسلام نے اس کے سپرد کیا ہے تو اس کی جہاں گیری کا مقابلہ کرنا دنیا کی کسی قوت کے بس کا کام نہیں۔ (اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، اسلامی اخلاقیات)

بنیادی اخلاقیات اور اسلامی اخلاقیات کی طاقت کے فرق کو یوں سمجھیے کہ بنیادی اخلاقیات کے ساتھ اگر سو درجے مادی طاقت کی ضرورت ہوتی ہے تو اسلامی اور بنیادی اخلاقیات کی مجموعی قوت کے ساتھ صرف ۲۵ درجے مادی طاقت کافی ہو جاتی ہے، باقی ۷۵ فی صدی قوت کی کمی کو محض اسلامی اخلاق کا زور پورا کر دیتا ہے۔ بلکہ نبی ﷺ کے عہد کا تجربہ تو یہ بتاتا ہے کہ اسلامی اخلاق اگر اس پیمانے کا ہو جو حضورؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کا تھا تو صرف پانچ فی صدی مادی طاقت سے بھی کام چل جاتا ہے۔ یہی حقیقت ہے جس کی طرف آیت **و ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین** (اگر تم میں سے بیس صابر آدمی ہوں تو وہ دو سو پر غالب آ جائیں گے۔ الانفال: ۶۵ میں اشارہ کیا گیا ہے۔
(اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، بنیادی اخلاقیات اور اسلامی اخلاقیات کی طاقت کا فرق)

تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ

جب انسان کو خدا کا خلیفہ اور نائب قرار دیا گیا تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ انسان خدا کی نیابت و خلافت کا پورا حق اسی وقت ادا کر سکتا ہے جب خدا کی مخلوق کے ساتھ برتاؤ کرنے میں اس کی روش بھی ویسی ہی ہو جیسی خود خدا کی روش ہے۔ یعنی جس شانِ ربوبیت کے ساتھ خدا اپنی مخلوق کی خبر گیری اور پرورش کرتا ہے ویسی شان کے ساتھ انسان بھی اپنے محدود دائرہ عمل میں ان چیزوں کی خبر گیری اور پرورش کرے جو اللہ نے اس کے قبضۂ قدرت میں دی ہیں۔ اسی طرح جس شان رحمانی و رحیمی کے ساتھ خدا اپنی ملکیت میں تصرف کرتا ہے، جس شان عدل کے ساتھ اپنی مخلوقات میں نظم قائم کرتا ہے، جس شان رحم و کرم کے ساتھ خدا اپنی صفت قہر و جبر کا اظہار کرتا ہے، چھوٹے پیمانے پر اسی شان کے ساتھ انسان بھی خدا کی اس مخلوق کے ساتھ معاملہ کرے، جس پر اللہ نے اس کو حکومت بخشی ہے۔ اور جسے اس کے لیے مسخر کیا ہے۔ یہی مفہوم ہے جو **تخلقوا باخلاق اللّٰہ** کے حکیمانہ جملے میں ادا کیا گیا ہے۔ (اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی، اسلامی تصور اخلاق)

امام رازی نے اپنی تفسیر "تفسیر کبیر" میں سورہ بقرہ کی آیت ۲۶۹۔ (یُؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ وَ مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا) الخ پر بحث کرتے ہوئے الحکمة کے معنی بیان کیے ہیں اور مسائل استنباط کرتے ہوئے المسألة الاولی کے تحت تفسیر الحکمة فی القرآن علی اربعة اوجه کے ضمن میں بیان کرتے ہیں:

وَ اما الحکمة بمعنی فعل الصواب فقیل فی حدها: انها التخلق باخلاق اللّٰه بقدر الطاقة البشریة، و مداد هذا المعنی علی قوله ﷺ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔

(تفسیر کبیر ج ۷، البقرہ: ۲۶۹)

نظم جماعت کی اہمیت

۱۴۲۔اَنَا آمُرُکُمْ بِخَمْسٍ اَللّٰهُ اَمَرَنِیْ بِهِنَّ اَلْجَمَاعَةَ وَالسَّمْعَ وَالطَّاعَةَ وَالْهِجْرَةَ، وَالْجِهَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، فَاِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِیْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ اِلَّا اَنْ یُّرَاجِعَ۔ وَ مَنْ دَعَا بِدَعْوٰی جَاهِلِیَّةٍ فَهُوَ مِنْ جُثَاءِ جَهَنَّمَ۔ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ اِنْ صَامَ وَ صَلّٰی؟ قَالَ وَ اِنْ صَلّٰی وَ صَامَ وَ زَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ۔ (احمد و حاکم)

"میں تم کو پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں، جن کا حکم اللہ نے مجھے دیا ہے۔ جماعت، سمع، طاعت، ہجرت اور خدا کی راہ میں جہاد۔ جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی الگ ہوا، اُس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے اتار پھینکا، الا یہ کہ وہ پھر جماعت کی طرف پلٹ آئے اور جس نے جاہلیت (افتراق وانتشار) کی دعوت دی وہی جہنمی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ، اگر چہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے؟ فرمایا ہاں اگر چہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے۔"

تخریج:〈ا〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا عَفَّانُ، ثَنَا اَبُوْ خَلَفٍ مُوْسَی بْنُ خَلَفٍ کَانَ یُعَدُّ مِنَ الْبَدَلَاءِ، قَالَ: ثَنَا یَحْیَی بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ سَلَّامٍ، عَنْ جَدِّهٖ مَمْطُوْرٍ، عَنِ الْحَارِثِ الْاَشْعَرِیِّ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَمَرَ یَحْیَی بْنَ زَکَرِیَّا بِخَمْسِ کَلِمَاتٍ اَنْ یَّعْمَلَ بِهِنَّ.. وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَنَا آمُرُکُمْ بِخَمْسٍ: اَللّٰهُ اَمَرَنِیْ بِهِنَّ، بِالْجَمَاعَةِ، وَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَالْهِجْرَةِ، وَالْجِهَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، فَاِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِیْدَ شِبْرٍ، فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ اِلٰی اَنْ یَرْجِعَ، وَ مَنْ دَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ، فَهُوَ مِنْ جُثَاءِ جَهَنَّمَ، قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَ اِنْ صَامَ وَ صَلّٰی؟ قَالَ: وَ اِنْ صَامَ وَ صَلّٰی، وَ زَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ، فَادْعُوا الْمُسْلِمِیْنَ بِمَا سَمَّاهُمُ الْمُسْلِمِیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ عِبَادَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ (۱)

تشریح: اس حدیث سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں:

(۱) کاردین کی صحیح ترتیب یہ ہے کہ پہلے جماعت ہو اور اس کی ایسی تنظیم ہو کہ سب لوگ کسی ایک کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں، پھر جیسا بھی موقع ہو اس کے لحاظ سے ہجرت اور جہاد کیا جائے۔

(۲) جماعت سے علیحدہ ہو کر رہنا گویا اسلام سے علیحدہ ہونا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان اس زندگی کی طرف واپس جا رہا ہے جو اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں عربوں کی تھی کہ ان میں کوئی کسی کی سننے والا نہ تھا۔

(۳) اسلام کے بیشتر تقاضے اور اس کے اصل مقاصد جماعت اور اجتماعی سعی ہی سے پورے ہو سکتے ہیں۔ اسی لیے حضورؐ نے جماعت سے الگ ہونے والے کو اس کی نماز اور روزے اور مسلمانی کے دعوے کے باوجود اسلام سے نکلنے والا قرار دیا۔ اسی مضمون کی شرح ہے جو حضرت عمرؓ نے اپنے اس ارشاد میں فرمائی ہے کہ **(لا اسلام الا بجماعة)** (جامع بیان العلم لابن عبدالبر)

(شہادت حق ص:۲۶)

جماعت کی فضیلت

۱۴۳– يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ۔

"جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے جو اس سے بچھڑا وہ آگ میں گیا۔"

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعِ الْبَصْرِيُّ، ثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثَنَا سُلَيْمَانُ الْمَدِيْنِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰى ضَلَالَةٍ، وَ يَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ، وَ مَنْ شَذَّ، شُذَّ اِلَى النَّارِ۔ (۲)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْمُوْنٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ۔ (۳)

اور فرمایا:

۱۴۴– مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيْدَ شِبْرًا خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ۔

(رواه احمد و ابو داؤد، مشكوٰة كتاب الايمان)

"جو ایک بالشت بھر بھی جماعت سے جدا ہوا اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے اتار پھینکا۔"

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، ثَنَا زُهَيْرٌ، وَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ وَ مَنْدَلٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ اَبِيْ جَهْمٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ وَهْبَانَ، عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيْدَ شِبْرٍ، فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ۔ (۴)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَان، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الْجَعْدِ اَبِى عُثْمَان، حَدَّثَنِى اَبُوْ رَجَاءِ الْعُطَارِدِىُّ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ رَاٰى مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا يَكْرَهُ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ، فَاِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ اِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً۔ (۵)

اسی پر بس نہیں بلکہ یہاں تک فرمایا کہ:

۱۴۵- مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّفَرِّقَ اَمْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَ هِىَ جَمِيْعٌ فَاضْرِبُوْهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ۔

(مسلم۔ کتاب الامارۃ)

''جو کوئی اس امت کے بندھے ہوئے رشتہ کو پارہ پارہ کرنے کا ارادہ کرے اس کی تلوار سے خبر لو خواہ وہ کوئی ہو۔''

(اسلامی ریاست، اسلامی تصور قومیت ''اسلام کا طریق جمع وتفریق'')

تخریج: ﴿۱﴾ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَلَاقَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: سَتَكُوْنُ بَعْدِىْ هَنَاتٌ هَنَاتٌ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّفَرِّقَ اَمْرَ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَهُمْ جَمْعٌ فَاضْرِبُوْهُ بِالسَّيْفِ۔ (۶)

ترجمہ: حضرت عرفجہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ عنقریب فتنے اور فساد رونما ہوں گے۔ پھر جو کوئی امت محمدؐ کے بندھے ہوئے رشتہ کو پارہ پارہ کرنے کا ارادہ کرے جب کہ وہ سب متفق ہوں تو اس کی تلوار سے خبر لو۔

مسلم نے عرفجہ سے مندرجہ ذیل الفاظ سے بھی روایت نقل کی ہے۔

﴿۲﴾ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ اَتَاكُمْ وَ اَمْرُكُمْ جَمِيْعٌ عَلٰى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيْدُ اَنْ يَّشُقَّ عَصَاكُمْ اَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوْهُ۔ (۷)

ترجمہ: حضرت عرفجہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص تمہارے پاس آئے اور تم سب ایک شخص پر متفق ہو اور وہ تمہارے درمیان میں پھوٹ ڈالنا چاہے۔ یا جدائی وتفریق کرنا چاہے اسے قتل کر ڈالو۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عُثْمَانَ، عَنْ اَبِىْ حَمْزَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِىُّ ﷺ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ بَعْدِىْ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ وَهَنَاتٌ وَ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَمَنْ رَأَيْتُمُوْهُ يُرِيْدُ تَفْرِيْقَ اَمْرِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ هُمْ جَمِيْعٌ فَاقْتُلُوْهُ كَائِنًا مَنْ كَانَ مِنَ النَّاسِ۔ (۸)

﴿۴﴾ عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ شُرَيْحِ الْاَشْجَعِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ: اِنَّهُ سَيَكُوْنُ بَعْدِىْ هَنَاتٌ وَ هَنَاتٌ فَمَنْ رَأَيْتُمُوْهُ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ اَوْ يُرِيْدُ يُفَرِّقُ اَمْرَ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ كَائِنًا مَنْ كَانَ فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّ يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ يَرْكُضُ۔ (۹)

⟨۵⟩ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا يَحيٰ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ عَرْفَجَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: سَتكُوْنُ فِي اُمَّتِي هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ، فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّفَرِّقَ اَمْرَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ هُمْ جَمِيْعٌ فَاضْرِبُوْهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ۔ (۱۰)

⟨۶⟩ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ اُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّمَا رَجُلٍ خَرَجَ يُفَرِّقُ بَيْنَ اُمَّتِي، فَاضْرِبُوْا عُنُقَهُ۔ (۱۱)

اصطلاح جماعت کی تشریح

ایک اصطلاحی لفظ جو مسلمانوں کی اجتماعی حیثیت ظاہر کرنے کے لیے نبی ﷺ نے بکثرت استعمال کیا ہے لفظ ''جماعت'' ہے اور یہ لفظ بھی ''حزب'' کی طرح بالکل پارٹی کا ہم معنی ہے۔ **علیکم بالجماعة و ید اللّٰہ علی الجماعة** اور ایسی ہی بکثرت احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لفظ ''قوم'' ''یا شعب'' یا اس کے ہم معنی دوسرے الفاظ استعمال کرنے سے قصداً احتراز فرمایا اور ان کے بجائے ''جماعت'' ہی کی اصطلاح استعمال کی۔ آپؐ نے کبھی یہ نہ فرمایا کہ ''ہمیشہ قوم کے ساتھ رہو'' یا ''قوم پر خدا کا ہاتھ ہے۔'' بلکہ ایسے تمام مواقع پر آپؐ جماعت ہی کا لفظ استعمال فرماتے تھے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے اور یہی ہوسکتی ہے کہ مسلمانوں کے اجتماع کی نوعیت ظاہر کرنے کے لیے ''قوم'' کے بجائے جماعت، حزب اور پارٹی کے الفاظ ہی زیادہ مناسب ہیں۔ قوم کا لفظ جن معنوں میں عموماً مستعمل ہوتا ہے ان کے لحاظ سے ایک شخص خواہ وہ کسی مسلک اور کسی اصول کا پیرو ہو، ایک قوم میں شامل رہ سکتا ہے کہ جب کہ وہ اس قوم میں پیدا ہوا ہو اور اپنے نام، طرز زندگی اور معاشرتی تعلقات کے اعتبار سے اس قوم کے ساتھ منسلک ہو۔ لیکن پارٹی، جماعت اور حزب کے الفاظ جن معنوں میں مستعمل ہوتے ہیں ان کے لحاظ سے اصول مسلک ہی پر پارٹی میں شامل ہونے یا اس سے خارج ہونے کا مدار ہوتا ہے۔ آپ ایک پارٹی کے اصول و مسلک سے ہٹ جانے کے بعد ہرگز اس میں شامل نہیں رہ سکتے، نہ اس کا نام استعمال کرسکتے ہیں، اور نہ اس کے نمائندے بن سکتے ہیں، نہ اس کے مفاد کے محافظ بن کر نمودار ہوسکتے ہیں، اور نہ پارٹی والوں سے آپ کا کسی طور پر تعاون ہوسکتا ہے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ میں پارٹی کے اصول و مسلک سے تو متفق نہیں ہوں، لیکن میرے والدین اس پارٹی کے ممبر رہ چکے ہیں اور میرا نام اس کے ممبروں سے ملتا جلتا ہے اس لیے مجھ کو ممبروں کے سے حقوق ملنے چاہئیں تو آپ کا یہ استدلال اتنا مضحکہ انگیز ہوگا کہ شاید یہ سننے والوں کو آپ کی دماغی حالت پر شبہ ہونے لگے گا۔ لیکن پارٹی کے تصور کو قوم کے تصور میں بدل ڈالیے اس کے بعد یہ سب حرکات کرنے کی گنجایش نکل آتی ہے۔

اسلام کا اجتماعی مزاج

۱۴۶- اِذَا خَرَجَ ثَلٰثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوْا عَلَيْهِمْ اَحَدَهُمْ۔ (ابو داؤد)

تخریج: ⟨۱⟩ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، اَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ رُسْتَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ تَمِيْمِ نِ الدَّارِيِّ، قَالَ: تَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنَاءِ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَقَالَ عُمَرُ:

يَا مَعْشَرَ الْعُرَيْبِ، اَلْاَرْضَ، اَلْاَرْضَ، اَنَّهُ لَا اِسْلَامَ اِلَّا بِجَمَاعَةٍ، وَلَا جَمَاعَةَ اِلَّا بِاِمَارَةٍ، وَلَا اِمَارَةَ اِلَّا بِطَاعَةٍ الخ۔ (١٢)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرِ بْنِ بَرِيٍّ، ثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: اِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِیْ سَفَرٍ، فَلْيُؤَمِّرُوْا اَحَدَهُمْ۔ (١٣)

تشریح: اسلام کے پورے نظام پر نگاہ ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ دین مسلمانوں کے ہر اجتماعی کام میں نظم چاہتا ہے اور اس نظم کی صحیح صورت یہ تجویز کرتا ہے کہ کام جماعت بن کر کیا جائے، جماعت میں سمع وطاعت ہو اور ایک شخص اس کا امیر ہو۔ نماز پڑھی جائے تو جماعت کے ساتھ پڑھی جائے اور ایک اس کا امام ہونا چاہیے۔ حج کیا جائے تو منظم طریقے پر کیا جائے اور ایک اس کا امیر حج ہونا چاہیے۔ حتی کہ تین آدمی اگر سفر کو نکلیں تب بھی ان کو منظم طریقے سے سفر کرنا چاہیے اور اپنے ایک ساتھی کو امیر بنا لینا چاہیے۔ **اِذَا خَرَجَ ثَلٰثَةٌ فِیْ سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوْا اَحَدَهُمْ۔** (ابوداؤد)

اسلامی شریعت کی یہی وہ روح ہے جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ جماعت کے بغیر اسلام نہیں اور امارت کے بغیر جماعت نہیں اور اطاعت کے بغیر امارت نہیں۔(۱)

اجتماعی زندگی کے بڑے بڑے اصول (احادیث کی روشنی میں)

۱۴۷- ’’تمہاری دوستی اور دشمنی خدا کی خاطر ہونی چاہیے جو کچھ دو اس لیے دو کہ خدا اس کا دینا پسند کرتا ہے، اور جو کچھ روکو اس لیے روکو کہ خدا کو اس کا دینا پسند نہیں ہے۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُوْرٍ، عَنْ يَحْيَ بْنِ الْحَرْثِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهُ قَالَ: مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ، وَ اَبْغَضَ لِلّٰهِ، وَ اَعْطٰی لِلّٰهِ، وَ مَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ۔ (١٤)

۱۴۸- ’’آپس میں بدگمانی نہ کرو۔ ایک دوسرے کے معاملات کا تجسس نہ کرو، ایک کے خلاف دوسرے کو نہ اکساؤ۔ آپس کے حسد اور بغض سے بچو۔ ایک دوسرے کی کاٹ میں نہ پڑو۔ اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بن کر رہو۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ، وَلَا

---

(۱) بلکہ مسند احمد میں جو روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل ہوئی ہے اس میں تو یہ الفاظ ہیں کہ **لا يحل لثلثة يكونوا بفلاة من الارض الا امروا عليهم احدهم** (حلال نہیں ہے یہ بات کہ تین آدمی کسی جنگل میں ہوں اور وہ اپنے اوپر اپنے میں سے ایک کو امیر نہ بنالیں) اس سے معلوم ہوا کہ صرف سفر ہی میں نہیں بلکہ ہر حالت میں مسلمانوں کو منظم زندگی بسر کرنی چاہیے اور ان کا کوئی اجتماعی کام بھی جماعت اور امارت کے بغیر نہیں ہونا چاہیے۔

لا اسلام الا بجماعة و لا جماعة الا بامارة و لاامارة الا بطاعة (جامع بیان العلم وفضلہ ابن عبدالبر)

تَحَسَّسُوْا، وَلَا تَجَسَّسُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا۔ (۱۵)

۱۴۹۔ ''دوسرے کے لیے وہی کچھ پسند کرو جو تم خود اپنے لیے پسند کرتے ہو۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ وَ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ قَالَ: ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ: لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔ (۱۶)

۱۵۰۔ ''غیر حق میں اپنی قوم کی حمایت کرنا ایسا ہے جیسے تمہارا اونٹ کنوئیں میں گرنے لگا تو تم بھی اس کی دم پکڑ کر اس کے ساتھ ہی جا گرے۔'' (اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، اسلام کا معاشرتی نظام)

تخریج: حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، ثَنَا زُهَيْرٌ، ثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: مَنْ نَصَرَ قَوْمَهٗ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ فَهُوَ كَالْبَعِيْرِ الَّذِىْ رُدِّىَ فَهُوَ يُنْزَعُ بِذَنْبِهٖ۔ (۱۷)

آں حضرت ﷺ کا مرتب کیا ہوا نظام زندگی

۱۵۱۔ اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَ سَبْعُوْنَ شُعْبَةً اَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَ اَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ۔

''ایمان کے بہت سے شعبے ہیں۔ اس کی جڑ یہ ہے کہ تم خدا کے سوا کسی کو معبود نہ مانو، اور اس کی آخری شاخ یہ ہے کہ راستے میں اگر تم کوئی ایسی چیز دیکھو جو بندگان خدا کو تکلیف دینے والی ہو۔ تو اسے ہٹا دو اور حیا بھی ایمان ہی کا ایک شعبہ ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: ثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَ سَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَ سِتُّوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَ اَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ۔ (۱۸)

۱۵۲۔ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ۔

''جسم ولباس کی پاکیزگی آدھا ایمان ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ: نَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، قَالَ: نَا اَبَانٌ، قَالَ نَا يَحْيٰ، اَنَّ زَيْدًا حَدَّثَهٗ، اَنَّ اَبَا سَلَّامٍ، حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِىْ مَالِكِ الْاَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ، وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ، وَالصَّلٰوةُ نُوْرٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا۔ (۱۹)

۱۵۳– اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَاءِ هِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ۔

''مومن وہ ہے جس سے لوگوں کو اپنی جان و مال کا کوئی خطرہ نہ ہو۔''

تخریج: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، نَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ يَدِهٖ، وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَاءِ هِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ۔ (۲۰)

۱۵۴– لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ۔

''اس شخص میں ایمان نہیں ہے جس میں امانت داری نہیں، اور وہ شخص بے دین ہے جو عہد کا پابند نہیں۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا بَهْزٌ، ثَنَا اَبُوْ هِلَالٍ، ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَا خَطَبَنَا نَبِیُّ ﷺ، اِلَّا قَالَ: لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ، وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ۔ (۲۱)

۱۵۵– اِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَ سَاءَ تْكَ سَيِّاتُكَ فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ۔

''جب نیکی کر کے تجھے خوشی ہو اور برائی کر کے تجھے پچھتاوا ہو تو مومن ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ خَالِدٍ، ثَنَا رَبَاحٌ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْیٰ بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ يَقُوْلُ: سَاَلَ رَجُلٌ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: مَا الْاِثْمُ؟ فَقَالَ: اِذَا حَكَّ فِیْ نَفْسِكَ شَیْءٌ فَدَعْهُ، قَالَ: فَمَا الْاِيْمَانُ؟ قَالَ: اِذَا سَاءَ تْكَ سَيِّئَتُكَ وَ سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ، فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ۔ (۲۲)

۱۵۶– اَلْاِيْمَانُ اَلصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ۔

''ایمان تحمل اور فراخ دلی کا نام ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، ثَنَا حَجَّاجٌ يَعْنِی ابْنَ دِيْنَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ، قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ تَبِعَكَ عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ؟ قَالَ: حُرٌّ وَّ عَبْدٌ۔ قُلْتُ: مَا الْاِسْلَامُ؟ قَالَ: طِيْبُ

الْكَلَامِ وَ اِطْعَامُ الطَّعَامِ، قُلْتُ: مَا الْاِيْمَانُ؟ قَالَ: الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ، قَالَ: قُلْتُ: اَىُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهِ وَ يَدِهِ، قَالَ: قُلْتُ:اَىُّ الْاِيْمَانِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: خُلُقٌ حَسَنٌ، قَالَ: قُلْتُ:اَىُّ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: طُوْلُ الْقُنُوْتِ: قَالَ: قُلْتُ: اَىُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ:اَنْ تَهْجُرَ مَاكَرِهَ رَبُّكَ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ: قُلْتُ: فَاَىُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: مَنْ عَقَرَ جَوَادُهٗ وَ اُهْرِيْقَ دَمُهٗ، قَالَ: قُلْتُ: اَىُّ السَّاعَاتِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ ثُمَّ الصَّلٰوةُ مَكْتُوْبَةٌ مَشْهُوْدَةٌ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ۔الحديث۔ (٢٣)

۱۵۷-اَفْضَلُ الْاِيْمَانِ اَنْ تُحِبَّ لِلّٰهِ وَ تُبْغِضَ لِلّٰهِ وَ تُعْمِلَ لِسَانَكَ فِىْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَ تَكْرَهُ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ۔

''بہترین ایمانی حالت یہ ہے کہ تیری دوستی اور دشمنی خدا واسطے کی ہو، تیری زبان پر خدا کا نام جاری ہو، اور تو دوسروں کے لیے وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور ان کے لیے وہی کچھ ناپسند کرے جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثَنَا يَحْىٰ بْنُ غَيْلَانَ، ثَنَا رُشْدِيْنٌ عَنْ زَبَّانَ، عَنْ سَهْلٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ مُعَاذٍ، اَنَّهٗ سَاَلَ النَّبِىَّ ﷺ عَنْ اَفْضَلِ الْاِيْمَانِ، قَالَ: اَنْ تُحِبَّ لِلّٰهِ وَ تُبْغِضَ لِلّٰهِ وَ تُعْمِلَ لِسَانَكَ فِىْ ذِكْرِ اللّٰهِ، قَالَ: وَ مَاذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَ اَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَ تَكْرَهُ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ۔الحديث۔ (٢٤)

۱۵۸-اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَ اَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِهٖ۔

''تم میں سب سے زیادہ کامل ایمان اس شخص کا ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں اور جو اپنے گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک میں سب سے بڑھا ہوا ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعِ الْبَغْدَادِىُّ، اَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ، نَا خَالِدُ نِ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَ اَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِهٖ۔ (٢٥)

۱۵۹-مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ وَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ۔

''جو شخص خدا اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیے۔ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دینی چاہیے۔ اور اس کی زبان کھلے تو بھلائی پر کھلے ورنہ چپ رہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ، عَنْ اَبِیْ حَصِیْنٍ، عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ، وَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِ جَارَهٗ، وَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ۔ (۲۶)

۱۶۰– لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَانِ، وَلَا بِاللِّعَانِ، وَلَا الْفَاحِشُ وَلَا الْبَذِیُّ۔

''مومن کبھی طعنے دینے والا، لعنت کرنے والا، بدگو اور زبان دراز نہیں ہوا کرتا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحیَ الْاَزْدِیُّ الْبَصْرِیُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، عَنْ اِسْرَائِیْلَ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشُ، وَلَا الْبَذِیُّ۔ (۲۷)

۱۶۱– لَیْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِهٖ۔

''جو شخص خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کے پہلو میں اس کا ہمسایہ بھوکا رہ جائے وہ ایمان نہیں رکھتا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ، قَالَ: اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ اَبِیْ بَشِیْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُسَاوِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یُخْبِرُ ابْنَ الزُّبَیْرِ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: لَیْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُهٗ جَائِعٌ۔ (۲۸)

۱۶۲– وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ الَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ۔

''مومن نہیں ہے، خدا کی قسم، مومن نہیں ہے۔ خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہے جس کی بدی سے اس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِیٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ، عَنْ سَعِیْدٍ، عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ، قِیْلَ: وَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ۔ (۲۹)

۱۶۳– یُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَی الْخِصَالِ کُلِّهَا اِلَّا الْخِیَانَةَ وَالْکَذِبَ۔

''مومن سب کچھ ہو سکتا ہے مگر جھوٹا اور خائن نہیں ہو سکتا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا وَکِیْعٌ، قَالَ: سَمِعْتُ الْاَعْمَشَ قَالَ: حُدِّثْتُ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: یُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَی الْخِلَالِ کُلِّهَا اِلَّا الْخِیَانَةَ وَالْکَذِبَ۔ (۳۰)

۱٦٤–مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَ هُوَ يَقْدِرُ عَلٰى اَنْ يُّنْفِذَهٗ مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ اَمْنًا وَ اِيْمَانًا۔

''جو شخص اپنا غصہ نکال لینے کی طاقت رکھتا ہو، اور پھر ضبط کر جائے، اس کے دل کو خدا ایمان اور اطمینان سے لبریز کر دیتا ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، ثنا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ سَعِيْدٍ يَعْنِىْ ابْنَ اَبِىْ اَيُّوْبَ۔ عَنْ اَبِىْ مَرْحُوْمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَ هُوَ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّنَفِّذَهٗ دَعَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى رُؤُسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ اللّٰهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ مَاشَآءَ۔ قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ: اِسْمُ اَبِىْ مَرْحُوْمٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَيْمُوْنَ۔ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ۔ يعنى ابْنَ مَهْدِىٍّ عَنْ بِشْرٍ۔ يعنى ابْنَ مَنْصُوْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صلی اللہ علیہ وسلم، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَحْوَهٗ، قَالَ: مَلَاءَ هُ اللّٰهُ اَمْنًا وَ اِيْمَانًا، لَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ دَعَاهُ اللّٰهُ۔ الحديث۔ (۳۱)

۱٦٥– مَنْ مَشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُقَوِّيَهٗ، وَ هُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ۔

''جو شخص کسی ظالم کو ظالم جانتے ہوئے اس کا ساتھ دے، وہ اسلام سے نکل گیا۔''

تخریج: عَنْ اَوْسِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: مَنْ مَشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُقَوِّيَهٗ، وَ هُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ۔

تفسیر ابن کثیر مندرجہ ذیل سند سے ابو القاسم الطبرانی کی سند کے حوالہ سے بھی مندرجہ بالا الفاظ منقول ہیں:

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ زُرَيْقٍ الْحِمْصِىُّ، حَدَّثَنَا اَبِىْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ الزُّبَيْدِىِّ، قَالَ عَبَّاسُ بْنُ يُوْنُسَ، اَنَّ اَبَا الْحَسَنِ نُمْرَانَ بْنَ صَخْرٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَنْ مَشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُعِيْنَهٗ وَ هُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ۔ (۳۲)

۱٦٦–مَنْ صَلّٰى يُرَائِىْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَ مَنْ صَامَ يُرَائِىْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَ مَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِىْ فَقَدْ اَشْرَكَ۔

''جس نے لوگوں کو دکھانے کے لیے نماز پڑھی اس نے شرک کیا۔ جس نے لوگوں کو دکھانے کے لیے روزہ رکھا، اس نے شرک کیا۔ اور جس نے لوگوں کو دکھانے کے لیے خیرات کی، اس نے شرک کیا۔

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثنا اَبُو النَّضْرِ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْحَمِيْدِ يَعْنِىْ ابْنَ بَهْرَامٍ، قَالَ: قَالَ شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ، قَالَ ابْنُ غَنْمٍ: لَمَّا دَخَلْنَا مَسْجِدَ الْجَابِيَةِ اَنَا وَ اَبُو الدَّرْدَاءِ

لَقِيْنَا عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ... قَالَ: فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ اِذْ طَلَعَ شَدَّادُ بْنُ اَوْسٍ وَ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ، فَجَلَسَا اِلَيْنَا، فَقَالَ شَدَّادٌ: اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ لَمَا سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مِنَ الشَّهْوَةِ الْخَفِيَّةِ وَالشِّرْكِ، فَقَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ وَ اَبُو الدَّرْدَاءِ: اَللّٰهُمَّ غَفْرًا اَوَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ حَدَّثَنَا اَنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ اَنْ يُّعْبَدَ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، فَاَمَّا الشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ، فَقَدْ عَرَفْنَاهَا هِيَ شَهَوَاتُ الدُّنْيَا مِنْ نِّسَائِهَا وَ شَهَوَاتِهَا، فَمَا هٰذَا الشِّرْكُ الَّذِيْ تُخَوِّفُنَا بِهٖ يَا شَدَّادُ؟ فَقَالَ شَدَّادٌ: اَرَأَيْتُكُمْ لَوْ رَأَيْتُمْ رَجُلًا يُصَلِّيْ لِرَجُلٍ اَوْ يَصُوْمُ لَهٗ اَوْ يَتَصَدَّقُ لَهٗ اَتَرَوْنَ اَنَّهٗ قَدْ اَشْرَكَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، وَاللّٰهِ! اَنَّهٗ مَنْ صَلّٰى لِرَجُلٍ، اَوْ صَامَ لَهٗ، اَوْ تَصَدَّقَ لَهٗ لَقَدْ اَشْرَكَ فَقَالَ شَدَّادٌ: فَاِنِّيْ قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ صَلّٰى يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ، وَ مَنْ صَامَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ، وَ مَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ۔ (۳۳)

۱۶۷- اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا۔ اِذَا ائْتُمِنَ خَانَ وَ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ اِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَ اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔

''چار صفات ایسی ہیں جس میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے۔ امین بنایا جائے تو خیانت کرے، بولے تو جھوٹ بولے، عہد کرے تو اسے توڑ دے اور لڑے تو شرافت کی حد سے گزر جائے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعُ خِلَالٍ، مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، مَنْ اِذَا حَدَّثَ، كَذَبَ، وَ اِذَا وَعَدَ، اَخْلَفَ، وَ اِذَا عَاهَدَ، غَدَرَ، وَ اِذَا خَاصَمَ، فَجَرَ، مَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ، كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا۔ (۳٤)

۱۶۸- عُدِلَتِ الشَّهَادَةُ الزُّوْرُ بِالْاِشْرَاكِ بِاللّٰهِ۔

''جھوٹی گواہی اتنا بڑا گناہ ہے کہ شرک کے قریب جا پہنچتا ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى الْبَلْخِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنِيْ سُفْيَانُ۔ يَعْنِي الْعُصْفُرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ النُّعْمَانِ الْاَسَدِيِّ، عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ، قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الصُّبْحِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا، فَقَالَ: عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاكِ بِاللّٰهِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ ثُمَّ قَرَأَ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ، وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ۔ (۳۵)

۱۶۹-اَلْمُجَاهِدُ؟ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَی اللّٰهُ عَنْهُ۔

''اصلی مجاہد وہ ہے جو خدا کی فرماں برداری میں خود اپنے نفس سے لڑے اور اصلی مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جنہیں خدا نے منع فرمایا ہے۔''

تخریج: اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْجُنَیْدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰهِ، اَنْبَأنَا اللَّیْثُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنِیْ اَبُوْ هَانِیءِ الْخَوْلَانِیّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِکِ الْجَنْبِیِّ، حَدَّثَنِیْ فَضَالَةُ بْنُ عُبَیْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِالْمُؤْمِنِ؟ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰی اَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ، وَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ، وَالْمُجَاهِدُ؟ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ، وَالْمُهَاجِرُ؟ مَنْ هَجَرَ الْخَطَایَا وَالذُّنُوْبَ۔ (۳۶)

۱۷۰-اَتَدْرُوْنَ مَنِ السَّابِقُوْنَ اِلٰی ظِلِّ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالُوْا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ قَالَ:اَلَّذِیْنَ اِذَا اُعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوْهُ وَ اِذَا سُئِلُوْهُ بَذَلُوْهُ وَ حَکَمُوْا لِلنَّاسِ کَحُکْمِهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ۔

''جانتے ہو کہ قیامت کے روز خدا کے سائے میں سب سے پہلے جگہ پانے والے لوگ کون ہوں گے؟ کہا اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتا ہے وہ جن کا حال یہ رہا ہے کہ جب بھی حق ان کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے مان لیا اور جب بھی حق ان سے مانگا گیا تو انہوں نے کھلے دل سے دیا اور دوسروں کے معاملہ میں انہوں نے وہی فیصلہ کیا جو وہ خود اپنے معاملے میں چاہتے تھے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا حَسَنٌ وَ یَحْیَ بْنُ اِسْحَاقَ، قَالَا: ثَنَا ابْنُ لَهِیعَةَ، قَالَ: ثَنَا خَالِدُ بْنُ اَبِیْ عِمْرَانَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ قَالَ:أَتَدْرُوْنَ مَنِ السَّابِقُوْنَ اِلٰی ظِلِّ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ؟ قَالُوْا:اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ: اَلَّذِیْنَ اِذَا اُعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوْهُ، وَ اِذَا سُئِلُوْهُ بَذَلُوْهُ، وَ حَکَمُوْا لِلنَّاسِ کَحُکْمِهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ۔ (۳۷)

۱۷۱-اِضْمَنُوْا لِیْ سِتًّا مِنْ اَنْفُسِکُمْ، اَضْمَنْ لَکُمُ الْجَنَّةَ اَصْدِقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ، وَ اَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُّمْ، وَ اَدُّوْا اِذَاائْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَکُمْ، وَ غَضُّوْا اَبْصَارَکُمْ وَ کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ۔

''تم چھ باتوں کی مجھے ضمانت دو، میں جنت کی تمہیں ضمانت دیتا ہوں۔ بولو تو سچ بولو۔ وعدہ کرو تو وفا کرو۔ امانت میں پورے اترو۔ بدکاری سے پرہیز کرو۔ بدنظری سے بچو اور ظلم سے ہاتھ روکو۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ الْهَاشِمِیُّ، اَنَا اِسْمَاعِیْلُ، اَنَا عَمْرٌو عَنِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: اِضْمَنُوْا لِیْ سِتًّا مِنْ

اَنْفُسِکُمْ، اَضْمَنْ لَکُمُ الْجَنَّةَ اَصْدِقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ، وَ اَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُّمْ، وَ اَدُّوْا اِذَائْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَکُمْ، وَ غَضُّوْا اَبْصَارَکُمْ وَ کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ۔ (۳۸)

۱۷۲- لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ خِبٌّ وَلَا بَخِیْلٌ وَلَا مَنَّانٌ۔

''دھوکہ باز اور بخیل اور احسان جتانے والا آدمی جنت میں نہیں جاسکتا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ، ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ، ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ مُوْسٰی، عَنْ فَرْقَدِ السَّبَخِیْ عَنْ مُرَّةَ الطِّیْبِ، عَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِالصِّدِّیْقِ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ خِبٌّ، وَلَا بَخِیْلٌ، وَلَا مَنَّانٌ۔ (۳۹)

۱۷۳-لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَ کُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ فَالنَّارُ اَوْلٰی بِهٖ۔

''جنت میں وہ گوشت نہیں جاسکتا جو حرام کے لقموں سے پلا ہو۔ حرام خوری سے پلے ہوئے جسم کے لیے آگ ہی زیادہ موزوں ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ خُثَیْمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِکَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: اَعَاذَکَ اللّٰهُ مِنْ اِمَارَةِ السُّفَهَآءِ، قَالَ: وَمَا اِمَارَةُ السُّفَهَآءِ؟ قَالَ اُمَرَآءُ یَکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ، لَا یَقْتَدُوْنَ بِهَدْیِیْ، وَلَا یَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِیْ، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِکَذِبِهِمْ، وَ اَعَانَهُمْ عَلٰی ظُلْمِهِمْ، فَاُولٰٓئِکَ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَ لَسْتُ مِنْهُمْ، وَلَا یَرِدُوْا عَلٰی حَوْضِیْ، وَلَمْ یُصَدِّقْهُمْ بِکَذِبِهِمْ، وَلَمْ یُعِنْهُمْ عَلٰی ظُلْمِهِمْ، فَاُولٰٓئِکَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْهُمْ، وَ سَیَرِدُوْا عَلٰی حَوْضِیْ، یَا کَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ، اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِیْئَةَ، وَالصَّلٰوةُ قُرْبَانٌ اَوْ قَالَ: بُرْهَانٌ، یَا کَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ! اَنَّهٗ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ، اَلنَّارُ اَوْلٰی بِهٖ یَا کَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ، اَلنَّاسُ غَادِیَانِ، فَمُبْتَاعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا وَ بَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُوْبِقُهَا۔ (۴۰)

۱۷۴-مَنْ بَاعَ عَیْبًا، لَمْ یُنَبِّهْ لَمْ یَزَلْ فِیْ مَقْتِ اللّٰهِ، وَلَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِکَةُ تَلْعَنُهٗ۔

''جس شخص نے عیب دار چیز بیچی اور خریدار کو عیب سے آگاہ نہ کیا اس پر خدا کا غصہ بھڑکتا رہتا ہے اور فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاکِ، ثَنَا بَقِیَّةُ بْنُ الْوَلِیْدِ عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ یَحْیٰ، عَنْ مَکْحُوْلٍ، وَ سُلَیْمَانَ بْنِ مُوْسٰی، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ بَاعَ عَیْبًا، لَمْ یُبَیِّنْهُ، لَمْ یَزَلْ فِیْ مَقْتِ اللّٰهِ، وَلَمْ تَزَلِ الْمَلَائِکَةُ تَلْعَنُهٗ۔ (۴۱)

۱۷۵- لَوْ اَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ عَاشَ وَ عَلَیْہِ دَیْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی یُقْضٰی دَیْنُہٗ۔

''کوئی شخص خواہ کتنی ہی بار زندگی پائے اور خدا کی راہ میں جہاد کر کر کے جان دیتا رہے مگر وہ جنت میں نہیں جاسکتا اگر اس پر قرض ہو اور وہ ادا نہ کیا گیا ہو۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَھْدِیٍّ عَنْ زُھَیْرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ اَبِیْ کَثِیْرٍ مَوْلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَحْشٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَحْشٍ، قَالَ: کُنَّا جُلُوْسًا بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ حَیْثُ تُوْضَعُ الْجَنَائِزُ، وَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ، جَالِسٌ بَیْنَ ظَھْرَیْنَا، فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَصَرَہٗ قِبَلَ السَّمَآءِ فَنَظَرَ ثُمَّ طَأْطَأَ بَصَرَہٗ وَ وَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی جَبْھَتِہٖ ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ مَاذَا نَزَلَ مِنَ التَّشْدِیْدِ، قَالَ: فَسَکَتْنَا یَوْمَنَا وَ لَیْلَتَنَا، فَلَمْ نَرَھَا خَیْرًا حَتّٰی اَصْبَحْنَا، قَالَ مُحَمَّدٌ: فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَا التَّشْدِیْدُ الَّذِیْ نَزَلَ؟ قَالَ: فِی الدَّیْنِ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ! لَوْ اَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ عَاشَ، ثُمَّ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ عَاشَ وَ عَلَیْہِ دَیْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی یُقْضٰی دَیْنُہٗ۔ (۴۲)

۱۷۶- اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ وَالْمَرْاَۃُ بِطَاعَۃِ اللّٰہِ سِتِّیْنَ سَنَۃً ثُمَّ یَحْضُرُھُمَا الْمَوْتُ فَیُضَارَّانِ فِی الْوَصِیَّۃِ فَتَجِبُ لَھُمَا النَّارُ۔

''ایک شخص ۶۰ برس خدا کی عبادت کرتا ہے اور مرتے وقت ایک وصیت میں حق دار کی حق تلفی کر کے اپنے آپ کو دوزخ کا مستحق بنالیتا ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدَۃُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ، اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، ثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ الْحُدَانِیُّ، ثَنَا الْاَشْعَثُ ابْنُ جَابِرٍ، حَدَّثَنِیْ شَھْرُ بْنُ حَوْشَبٍ، اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ حَدَّثَہٗ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ وَالْمَرْاَۃُ بِطَاعَۃِ اللّٰہِ سِتِّیْنَ سَنَۃً ثُمَّ یَحْضُرُھُمَا الْمَوْتُ، فَیُضَارَّانِ فِی الْوَصِیَّۃِ، فَتَجِبُ لَھُمَا النَّارُ۔ قَالَ: وَ قَرَاَ عَلَیَّ ابو ھریرۃ من ھٰھُنَا ''مِنْ بَعْدِ وَصِیَّۃٍ یُّوْصٰی بِھَا اَوْ دَیْنٍ غَیْرَ مُضَآرٍّ حَتّٰی بَلَغَ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ (۴۳)

۱۷۷- لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ سَیِّیءُ الْمَلَکَۃِ۔

''وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جو اپنے ماتحتوں پر بری طرح افسری کرے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیعٍ، ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ یَحیٰ، عَنْ فَرْقَدٍ عَنْ مُرَّةَ، عَنْ اَبِی بَکْرِ الصِّدِّیْقِ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَیِّیءُ الْمَلَکَةِ۔ (۴۴)

۱۷۸- اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَفْضَلِ مِنْ دَرَجَةِ الصِّیَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوةِ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ وَ فَسَادُ ذَاتِ الْبَیْنِ الْحَالِقَةُ۔

''میں تمہیں بتاؤں کہ روزے اور خیرات اور نماز سے بھی افضل کیا چیز ہے وہ ہے بگاڑ میں صلح کرانا۔ اور لوگوں کے باہمی تعلقات میں فساد ڈالنا وہ فعل ہے جو آدمی کی ساری نیکیوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ اُمِّ الدَّرْدَآءِ، عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَفْضَلِ مِنْ دَرَجَةِ الصِّیَامِ، وَالصَّلٰوةِ وَالصَّدَقَةِ؟ قَالُوْا: بَلٰی، یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ، وَ فَسَادُ ذَاتِ الْبَیْنِ الْحَالِقَةُ۔[1] (۴۵)

۱۷۹- اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَ صِیَامٍ وَ زَکٰوةٍ وَ یَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَ قَذَفَ هٰذَا وَ اَکَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَکَ دَمَ هٰذَا وَ ضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ۔

''اصل مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز خدا کے حضور اس حال میں حاضر ہوا کہ اس کے ساتھ نماز، روزہ زکوٰۃ سب ہی کچھ تھا، مگر اس کے ساتھ وہ کسی کو گالی دے کر آیا تھا، کسی پر بہتان لگا کر آیا تھا، کسی کا مال مار کھایا تھا، کسی کا خون بہایا تھا اور کسی کو پیٹ کر آیا تھا۔ پھر خدا نے اس کی ایک ایک نیکی ان مظلوموں پر بانٹ دی اور جب اس سے بھی حساب چکتا نہ ہوا تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے اور اسے دوزخ میں جھونک دیا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ وَ عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَا: نَا اِسْمَاعِیْلُ وَ هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوْا: الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ، فَقَالَ: اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَ صِیَامٍ، وَ زَکٰوةٍ، وَ یَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَ قَذَفَ هٰذَا، وَ اَکَلَ مَالَ هٰذَا، وَسَفَکَ دَمَ هٰذَا، وَ ضَرَبَ هٰذَا، فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ، فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ، اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ، فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ۔ (۴۶)

---

(۱) و یروی عن النبی ﷺ انه قال: هی حالقة، لا اقول تحلق الشعر ولکن تحلق الدین ترمذی ج ۲ ابواب صفة القیامة۔

۱۸۰- لَنْ یَّهْلِکَ النَّاسُ حَتّٰی یَعْذِرُوْا اَوْ یُعْذِرُوْا مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔

''لوگ کبھی نجات سے محروم نہ ہوں اگر اپنی برائیوں کی تاویلیں کر کر کے اپنے نفس کو برائیوں پر مطمئن نہ کرتے رہیں۔''

تخریج: حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَ حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَا: ثَنَا شُعْبَةُ، وَ هٰذَا لَفْظُهٗ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ اَبِی الْبَخْتَرِیِّ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ مَنْ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ، وَ قَالَ سُلَیْمَانُ: حَدَّثَنِیْ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: لَنْ یَّهْلِکَ النَّاسُ حَتّٰی یَعْذِرُوْا اَوْ یُعْذِرُوْا مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ (٤٧)

۱۸۱- اَلْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ۔

''جو تاجر قیمتیں چڑھانے کے لیے مال روک رکھے وہ ملعون ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیِّ الْجَهْضَمِیُّ، ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ، ثَنَا اِسْرَائِیْلُ عَنْ عَلِیِّ بْنِ سَالِمِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدِ بْنِ جَدْعَانَ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ، وَالْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ۔[1] (٤٨)

۱۸۲- مَنِ احْتَکَرَ طَعَامًا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا یُرِیْدُ بِهِ الْغَلَاءَ فَقَدْ بَرِیَٔ مِنَ اللّٰهِ وَ بَرِیَٔ اللّٰهُ مِنْهُ۔

''جس نے چالیس دن غلہ اس نیت سے روک رکھا کہ قیمتیں چڑھ جائیں تو خدا کا اس سے اور اس کا خدا سے کوئی تعلق نہیں۔''

تخریج: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ احْتَکَرَ طَعَامًا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا یُرِیْدُ بِهِ الْغَلَاءَ فَقَدْ بَرِیَٔ مِنَ اللّٰهِ وَ بَرِیَٔ اللّٰهُ مِنْهُ۔ (٤٩)

۱۸۳- مَنِ احْتَکَرَ طَعَامًا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ کَفَّارَةً۔

''چالیس دن غلہ روکنے کے بعد اگر آدمی اس غلہ کو خیرات بھی کر دے تو معاف نہ کیا جائے گا۔''

تخریج: عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنِ احْتَکَرَ طَعَامًا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ کَفَّارَةً۔ (٥٠)

تشریح: یہ نبی ﷺ کے بہت سے اقوال میں سے چند ہیں جو میں نے محض نمونے کے طور پر آپ کے سامنے پیش کیے ہیں۔ ان سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ حضورؐ نے ایمان سے اخلاق اور اخلاق سے زندگی کے تمام شعبوں کا تعلق کس طرح قائم کیا ہے۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ آپؐ نے ان باتوں کو صرف باتوں کی حد تک ہی نہ رکھا بلکہ عمل کی دنیا میں ایک پورے ملک کے نظام تمدن و سیاست کو انہی بنیادوں پر قائم کر کے دکھا دیا، اور آپؐ کا یہی وہ کارنامہ ہے جس کی بنا پر آپؐ نوع انسانی کے سب سے بڑے رہنما ہیں۔ (نشری تقریریں، سرورِ عالمؐ کا اصلی کارنامہ)

---

(۱) قال الحافظ۔ اخرجه ابن ماجه والحاکم عن عمر بن الخطاب مرفوعاً، و اسناده ضعیف۔ کذا فی الفتح: ۲۳۹/۴۔

مسلمانوں کی باہمی شفقت ورحمت

۱۸۴-اَلْمُسْلِمُ لِلْمُسْلِمِ(۱) كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا۔

(متفق عليه۔ مشكوٰة كتاب الاداب باب الشفقة والرحمة على الخلق)

''مسلمان کے ساتھ مسلمان کا تعلق ایسا ہے جیسے ایک دیوار کے اجزا، جن میں سے ہر ایک دوسرے سے قوت پاتا ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى بُرْدَةَ، قَالَ: اَخْبَرَنِى جَدِّى اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَبِى مُوْسٰى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا، ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ جَالِسًا اِذْ جَآءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ اَوْ طَالِبُ حَاجَةٍ، اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ: اشْفَعُوْا فَلْتُوْجَرُوْا، وَ لْيَقْضِ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَاشَآءَ۔ (۵۱)

۱۸۵- مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِىْ تَوَادِّهِمْ وَ تَرَاحُمِهِمْ وَ تَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ الْوَاحِدِ اِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى۔ (متفق عليه، مشكوٰة، ايضًا)

''آپس کی محبت اور رحمت ومہربانی میں مسلمانوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک عضو کو تکلیف پہنچے تو سارا جسم اس کے لیے بے خواب وبے آرام ہو جاتا ہے۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: ثَنَا زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِىْ تَوَادِّهِمْ، تَعَاطُفِهِمْ وَ تَرَاحُمِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى۔ (۵۲)

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ ابْنَ بَشِيْرٍ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِىْ تَرَاحُمِهِمْ، وَ تَوَادِّهِمْ، وَ تَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى۔ (۵۳)

تشریح: ملت اسلامیہ کے اس جسد نامی کو رسول اللہ نے ''جماعت'' کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔

(اسلامی ریاست، اسلامی تصور قومیت'' اسلام کا طریق جمع وتفریق'')

---

(۱) متن میں (المسلم للمسلم) درج ہے۔ یہ الفاظ مشکوٰۃ کے كتاب الاداب باب الشفقة والرحمة على الخلق میں نہیں ہے۔ بلکہ وہاں (المؤمن للمؤمن) ہے۔ (مرتب)

دعوت دین کے لیے لازمی شخصی اور جماعتی اوصاف

۱۸۶- اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ۔ (مسند احمد روایات ابی ہریرۃ)

''حقیقی مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے کشمکش کرے۔''

تخریج:〈ا〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِي اَبِي ثَنَا عَلِيُّ بْنُ اِسْحَاقَ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: اَنَا لَيْثٌ قَالَ: اَخْبَرَنِي اَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ الجبنی، قَالَ: حَدَّثَنِي فَضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِالْمُؤْمِنِ، مَنْ اٰمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ، وَالْمُسْلِمُ، مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ يَدِهٖ۔ وَالْمُجَاهِدُ، مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوبَ۔ (۵۴)

تشریح: یعنی قبل اس کے کہ آپ باہر کی دنیا میں خدا کے باغیوں سے مقابلہ کے لیے نکلیں، اس باغی کو مطیع بنائیے جو خود آپ کے اندر موجود ہے اور خدا کے قانون اور اس کی رضا کے خلاف چلنے کے لیے ہر وقت تقاضا کرتا رہتا ہے۔ اگر یہ باغی آپ کے اندر پل رہا ہے اور آپ پر اتنا قابو یافتہ ہے کہ آپ سے رضائے الٰہی کے خلاف اپنے مطالبے منوا سکتا ہے تو یہ بالکل ایک بے معنی بات ہے کہ آپ بیرونی باغیوں کے خلاف اعلان جنگ کریں۔ یہ تو وہی بات ہوگی کہ گھر میں شراب کی بوتل پڑی ہے اور باہر شرابیوں سے لڑائی ہو رہی ہے۔ یہ تضاد ہماری تحریک کے لیے تباہ کن ہے۔ پہلے خود خدا کے آگے سر جھکائیے۔ پھر دوسروں سے اطاعت کا مطالبہ کیجیے۔ (روداد جماعت اسلامی حصہ دوم، امیر جماعت کی تقریر)

۱۸۷- آں حضورؐ سے پوچھا گیا کہ **اَيُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ**۔ یا رسول اللہؐ کون سی ہجرت افضل ہے؟۔

جواب ملا **اَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ** یہ کہ تو ان چیزوں کو چھوڑ دے جو اللہ کو ناپسند ہیں۔

تخریج:〈ا〉 اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ اَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَيُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: اَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ عَزَّوَجَلَّ وَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْهِجْرَةُ هِجْرَتَانِ: هِجْرَةُ الْحَاضِرِ، وَ هِجْرَةُ الْبَادِي، فَاَمَّا الْبَادِي فَيُجِيبُ اِذَا دُعِيَ، وَ يُطِيعُ اِذَا اُمِرَ، وَ اَمَّا الْحَاضِرُ فَهُوَ اَعْظَمُهُمَا بَلِيَّةً وَ اَعْظَمُهُمَا اَجْرًا۔ (۵۵)

تشریح: ہجرت کا اصل مدعا گھر بار چھوڑنا نہیں ہے بلکہ خدا کی نافرمانی سے بھاگ کر خدا کی رضا جوئی کی طرف بڑھنا ہے۔ اصلی مہاجر ترک وطن اگر کرتا ہے تو اس لیے کہ اس کے وطن میں قانون الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرنے کے مواقع نہیں ہیں۔ لیکن اگر کسی شخص نے گھر بار چھوڑا اور اللہ کی فرماں برداری ہی نہ اختیار کی، تو اس نے حماقت کی۔

اندر کا باغی اگر مطیع نہ ہو تو آدمی کا ترک وطن کر دینا خدا کی بارگاہ میں کوئی وزن نہیں رکھتا۔ اسی لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ حضرات باہر کی قوتوں سے پہلے اپنے اندر کی سرکش قوتوں سے لڑیئے اور اصطلاحی کفار کو مسلمان بنانے سے پہلے اپنے نفس کو مسلمان بنایئے۔ (حوالہ مذکورہ بالا، روداد جماعت اسلامی حصہ دوم، امیر جماعت کی تقریر)

۱۸۸- مَثَلُ الْمُؤْمِنِ وَ مَثَلُ الْإِيْمَانِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِيْ آخِيَّتِهٖ يَجُوْلُ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى آخِيَّتِهٖ۔

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثَنَا يَعْمَرُ بْنُ بِشْرٍ، اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ اَيُّوْبَ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ، عَنْ اَبِىْ سُلَيْمَانَ اللَّيْثِىِّ، عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِىِّ، عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِ وَ مَثَلُ الْإِيْمَانِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِىْ آخِيَّتِهٖ يَجُوْلُ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى آخِيَّتِهٖ، وَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَسْهُوْ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَى الْإِيْمَانِ الخ۔ (٥٦)

تشریح: حدیث نبویؐ کے مطابق اپنے آپ کو اس گھوڑے کی طرح بنایئے جو ایک کھونٹے سے بندھا ہوا ہے اور کتنا ہی گھومے پھرے بہ ہر حال اس حد سے آگے نہیں جا سکتا جہاں تک رسی اسے جانے دیتی ہے۔ ایسے گھوڑے کی حالت آزاد گھوڑے سے بالکل مختلف ہوتی ہے، جو ہر میدان میں گھومتا ہے، ہر کھیت میں گھس جاتا ہے اور جہاں ہری گھاس دیکھتا ہے وہیں پوری بے صبری کے ساتھ ٹوٹ پڑتا ہے۔ (روداد جماعت اسلامی حصہ دوم، امیر جماعت کی تقریر)

۱۸۹- اِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ۔

تخریج: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا يَحْىَ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ، اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟ قَالُوْا: بَلٰى، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: خِيَارُكُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔ (٥٧)

ترجمہ: ''اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا آپ فرماتے ہیں کیا میں تمہیں تم میں سے بہترین آدمیوں کے متعلق نہ بتاؤں صحابہ نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسول (ضرور ارشاد فرمائیں) آپؐ نے فرمایا بہترین آدمی وہ ہیں کہ جب ان پر نگاہیں پڑیں تو اللہ یاد آجائے۔''

تشریح: اصل تبلیغ یہ ہے کہ آپ اپنی دعوت کا مجسم ظہور اور نمونہ ہوں۔ جہاں کہیں لوگوں کی نگاہوں کے سامنے یہ نمونہ گزر جائے وہ آپ کے طرز عمل سے پہچان لیں کہ یہ ہیں خدا کے راہی۔ جس طرح کوئی ''فنافی الکانگریس'' آدمی سامنے آجاتا ہے تو کانگریسیت کی پوری تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے اسی طرح آپ ایسے ''فنافی الاسلام'' بن جایئے کہ جہاں آپ سامنے آئیں، اسلامی تحریک کا پورا نقشہ واضح ہو جائے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ ایسا فوراً ہو جانا چاہیے۔ یہ مقام تو تدریجاً ہی حاصل ہوگا۔ خدا کی راہ میں جب اپنے ماحول سے

پیہم آپ کا تصادم ہوتا رہے گا اور آپ ہر آن، ہر لمحہ اپنے مقصد کے لیے کوشش کرتے ہوئے قربانیاں دیتے رہیں گے تو ایک مدت میں جا کر فنائیت کی کیفیت آپ پر طاری ہوگی اور آپ اپنی دعوت کا مجسم ظہور بن سکیں گے۔

(روداد جماعت اسلامی حصہ دوم، امیر جماعت کی تقریر)

۱۹۰- مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَ اَبْغَضَ لِلّٰهِ وَ اَعْطٰى لِلّٰهِ وَ مَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ

(ابو داؤد کتاب السنة۔ باب الدلیل علی زیادة الایمان و نقصانه)

تخریج: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ نَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُوْرٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلعَم اَنَّهٗ قَالَ: مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَ اَبْغَضَ لِلّٰهِ وَ اَعْطٰى لِلّٰهِ وَ مَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ۔ (۵۸)

تشریح: یعنی آدمی پورا مومن اس وقت بنتا ہے جب اس کی کیفیت یہ ہو جائے کہ اس کی دوستی اور دشمنی اور اس کا دینا، روکنا جو کچھ ہو خالص اللہ کے لیے ہو، نفسانی اور دنیوی محرکات اس کے لیے ختم ہو جائیں۔ (روداد جماعت اسلامی حصہ دوم، امیر جماعت کی تقریر)

۱۹۱- مَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاقْتَدٰى بِهٖ وَ نَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا فَضَّلَهٗ بِهٖ عَلَيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا۔ وَ مَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَ نَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاَسِفَ عَلٰى مَا فَاتَهٗ مِنْهُ، لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا۔

”جس نے اپنے دین کے معاملہ میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھا اور اس کی پیروی میں آگے بڑھا اور اپنی دنیا کے معاملے میں اپنے سے کم تر کو دیکھا اور اللہ کے دیئے ہوئے فضل پر اس کا شکر ادا کیا وہ اللہ کے ہاں شاکر اور صابر لکھا گیا۔ بخلاف اس کے جس نے اپنے دین کے معاملے میں اپنے سے کم تر کو اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے اونچے کو دیکھا اور دنیا پانے میں جو کمی رہ گئی، اس پر حسرت و اندوہ میں مبتلا ہوا، وہ اللہ کے ہاں نہ شاکر لکھا گیا نہ صابر۔“

تخریج: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنِ الْمُثَنّٰى بْنِ الصَّبَّاحِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: خَصْلَتَانِ، مَنْ كَانَتَا فِيْهِ، كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا، وَ مَنْ لَّمْ تَكُوْنَا فِيْهِ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا، مَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ، فَاقْتَدٰى بِهٖ، وَ مَنْ نَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا فَضَّلَهٗ بِهٖ عَلَيْهِ، كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا، وَ مَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَ نَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ، فَاَسِفَ عَلٰى مَا فَاتَهٗ مِنْهُ، لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا۔ (۵۹)

تشریح: مومن کا کام یہ ہے کہ دولت دین کے معاملے میں وہ ہمیشہ اپنے سے اونچے لوگوں کی طرف دیکھے تا کہ یہ دولت کمانے کی حرص کبھی اس کے اندر بجھنے نہ پائے اور دولت دنیا کے معاملے میں اپنے سے کم تر لوگوں کی طرف دیکھے تا کہ جتنا کچھ بھی اس کے رب نے اسے دیا ہے، اس پر وہ خدا کا شکر بجالائے اور زر و مال کی پیاس تھوڑے ہی سے بجھ جائے۔

(روداد جماعت اسلامی حصہ ششم ص: ۴۴۴)

۱۹۲- حضورؐ نے فرمایا۔

اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِتِسْعٍ۔

''میرے رب نے مجھے نو چیزوں کا حکم دیا ہے۔''

(۱) خَشْیَةِ اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ۔

''کھلے اور چھپے ہر حال میں خدا سے ڈرتا رہوں۔''

(۲) وَ كَلِمَةِ الْعَدْلِ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضَاءِ۔

''کسی پر مہربان ہوں یا کسی کے خلاف غصہ میں ہوں، دونوں حالتوں میں انصاف ہی کی بات کہوں۔''

(۳) وَالْقَصْدِ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنَاءِ۔

''خواہ فقیری کی حالت میں ہوں، یا امیری کی حالت میں، بہ ہر حال راستی واعتدال پر قائم رہوں۔''

(۴) وَ اَنْ اَصِلَ مَنْ قَطَعَنِیْ۔

''اور یہ کہ جو مجھ سے کٹے ہیں اس سے جروں۔''

(۵) وَ اُعْطِی مَنْ حَرَمَنِیْ۔

''اور جو مجھے محروم کرے میں اسے دوں۔''

(۶) وَاعْفُوَ مَنْ ظَلَمَنِیْ۔

''اور جو مجھ پر زیادتی کرے میں اسے معاف کروں۔''

(۷) وَ اَنْ یَّكُوْنَ صَمْتِیْ فِكْراً۔

''اور یہ کہ میری خاموشی تفکر کی خاموشی ہو۔''

(۸) وَ نُطْقِیْ ذِكْراً۔

''اور میری گفتگو ذکر الٰہی کی گفتگو ہو۔''

(۹) وَ نَظْرِیْ عِبْرَةً۔

''اور میری نگاہ عبرت کی نگاہ ہو۔''

تخریج:⟨۱⟩ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِتِسْعٍ: خَشْیَةِ اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ، وَ كَلِمَةِ الْعَدْلِ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضَا، وَالْقَصْدِ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنٰی، وَ

اَنْ اَصِلَ مَنْ قَطَعَنِیْ، وَ اُعْطِیَ مَنْ حَرَمَنِیْ، وَاَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِیْ، وَ اَنْ یَّکُوْنَ صَمْتِیْ فِکْرًا وَ نُطْقِیْ ذِکْرًا، وَ نَظْرِیْ عِبْرَۃً، وَاٰمُرَ بِالْعُرْفِ وَ قِیْلَ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (۶۰)

تشریح: ان اوصاف مطلوبہ کا ذکر کرنے کے بعد نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ: **ان امر بالمعروف وانھی عن المنکر** یعنی مجھے حکم دیا گیا کہ میں نیکی کا حکم دوں اور بدی سے روکوں۔

معلوم ہوا کہ نیکی کو پھیلانے اور بدی کو ختم کرنے کے لیے جوامت وسط اٹھے، اس کے فرد فرد میں یہ اوصاف ہونے چاہئیں۔انہیں اوصاف کے ساتھ فریضہ ادا ہوسکتا ہے۔ یہ نہ ہوں تو ہم اپنے منصب کے مقتضیات کو پورا نہیں کر سکتے۔

(روداد جماعت اسلامی حصہ دوم، امیر جماعت کی تقریر)

بدی کے مقابلہ میں مومن صالح کا کردار

۱۹۳۔ (حضورؐ نے فرمایا) لَا تَکُوْنُوْا اِمَّعَۃً تَقُوْلُوْنَ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا وَ اِنْ ظَلَمُوْنَا ظَلَمْنَا۔ وَ لٰکِنْ وَطِّنُوْا اَنْفُسَکُمْ، اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا وَ اِنْ اَسَاءُوْا فَلَا تَظْلِمُوْا۔

”تم اپنے طرزِ عمل کو لوگوں کے طرزِ عمل کا تابع بنا کر نہ رکھو۔ یہ کہنا غلط ہے کہ اگر لوگ بھلائی کریں گے تو ہم بھلائی کریں گے اور لوگ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے۔تم اپنے نفس کو ایک قاعدے کا پابند بناؤ۔ اگر لوگ نیکی کریں تو تم نیکی کرو اور اگر لوگ تم سے بدسلوکی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔“

تخریج:〈ا〉 حَدَّثَنَا اَبُوْ ھِشَامِ الرِّفَاعِیُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جُمَیْعٍ، عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ، عَنْ حُذَیْفَۃَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَا تَکُوْنُوْا اِمَّعَۃً تَقُوْلُوْنَ: اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا، وَ اِنْ ظَلَمُوْا، ظَلَمْنَا وَ لٰکِنْ وَطِّنُوْا اَنْفُسَکُمْ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا وَ اِنْ اَسَاءُوْا فَلَا تَظْلِمُوْا۔ (۶۱)

۱۹۴۔ (حضورؐ نے فرمایا) (لا تخن من خانک)

”جو تجھ سے خیانت کرے تو اس سے خیانت نہ کر۔“

تخریج:〈ا〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، وَ اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ، قَالَا: ثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ، عَنْ شَرِیْکٍ، قَالَ ابْنُ الْعَلَاءِ: وَ قَیْسٍ عَنْ اَبِیْ حَصِیْنٍ، عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَدِّ الْاَمَانَۃَ اِلٰی مَنِ ائْتَمَنَکَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَکَ۔ (۶۲)

تشریح: ان احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مومن بدی کے مقابلے میں بدی نہیں بلکہ نیکی کرتے ہیں وہ شر کا مقابلہ شر سے نہیں بلکہ خیر ہی سے کرتے ہیں کوئی ان پر خواہ کتنا ہی ظلم کرے وہ جواب میں ظلم نہیں بلکہ انصاف ہی کرتے ہیں۔کوئی ان کے خلاف کتنا ہی جھوٹ بولے، وہ جواب میں سچ ہی بولتے ہیں کوئی ان سے خواہ کتنی ہی خیانت کرے، وہ جواب میں

دیانت ہی سے کام لیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ جو شخص تیرے ساتھ معاملہ کرنے میں خدا سے نہیں ڈرتا اس کو سزا دینے کی بہترین صورت یہ ہے کہ تو اس کے ساتھ خدا سے ڈرتے ہوئے معاملہ کر۔ (تفہیم القرآن ج ۲، الرعد حاشیہ: ۴۰)

داعیِ حق کے اوصاف

۱۹۵- نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ غضب اور رضا دونوں حالتوں میں انصاف کی بات کہوں، جو مجھ سے کٹے میں اس سے جڑوں جو مجھے میرے حق سے محروم کرے میں اسے اس کا حق دوں، جو میرے ساتھ ظلم کرے میں اس کو معاف کردوں۔''

تخریج: ﴿ا﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِتِسْعٍ، خَشْیَةِ اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ، وَ كَلِمَةِ الْعَدْلِ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضَا، وَالْقَصْدِ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنٰی، وَ اَنْ اَصِلَ مَنْ قَطَعَنِیْ وَ اُعْطِیَ مَنْ حَرَمَنِیْ، وَ اَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِیْ، وَ اَنْ یَّكُوْنَ صَمْتِیْ فِكْرًا، وَ نُطْقِیْ ذِكْرًا، وَ نَظَرِیْ عِبْرَةً، وَاٰمُرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ قِیْلَ بِالْعُرْفِ۔ (٦٣)

۱۹۶- بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا وَ یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا۔

یعنی جہاں تم جاؤ وہاں تمہاری آمد لوگوں کے لیے مژدۂ جان فزا ہو نہ کہ باعث نفرت اور لوگوں کے لیے تم سہولت کے موجب بنو نہ کی تنگی و سختی کے۔

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، قَالَ: نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا بَعَثَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِهٖ فِیْ بَعْضِ اَمْرِهٖ قَالَ: بَشِّرُوْا، وَلَا تُنَفِّرُوْا، وَ یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا۔ (٦٤)

تشریح: داعیِ حق کے لیے جو صفات سب سے زیادہ ضروری ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اسے نرم خو، متحمل اور عالی ظرف ہونا چاہیے۔ اس کو اپنے ساتھیوں کے لیے شفیق، عامۃ الناس کے لیے رحیم اور اپنے مخالفوں کے لیے حلیم ہونا چاہیے۔ اس کو اپنے رفقاء کی کمزوریوں کو بھی برداشت کرنا چاہیے اور اپنے مخالفین کی سختیوں کو بھی۔ اسے شدید سے شدید اشتعال انگیز مواقع پر بھی اپنے مزاج کو ٹھنڈا رکھنا چاہیے۔ نہایت ناگوار باتوں کو بھی عالی ظرفی کے ساتھ ٹال دینا چاہیے۔ مخالفوں کی طرف سے کیسی ہی سخت کلامی، بہتان تراشی، ایذا رسانی اور شریرانہ مزاحمت کا اظہار ہو، اس کو درگزر ہی سے کام لینا چاہیے۔ سخت گیری، درشت خوئی، تلخ گفتاری اور انتقامانہ اشتعال طبع اس کام کے لیے زہر کا حکم رکھتا ہے اور اس سے کام بگڑتا ہے بنتا نہیں ہے۔ اس چیز کی تعریف اللہ نے نبی ﷺ کے حق میں فرمائی کہ **فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ**۔ (یعنی یہ اللہ کی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لیے نرم ہو ورنہ اگر تم درشت خو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب لوگ تمہارے گرد و پیش سے چھٹ جاتے)۔ (تفہیم القرآن: ج ۲، الاعراف، حاشیہ: ۱۵۰)

اسلامی معاشرہ اور تجسّس

۱۹۷- یَا مَعْشَرَ مَنْ اٰمَنَ بِلِسَانِہٖ وَلَمْ یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ قَلْبَہٗ لَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِیْنَ، فَاِنَّہٗ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِھِمْ یَتَّبِعِ اللّٰہُ عَوْرَتَہٗ وَ مَنْ یَّتَّبِعِ اللّٰہُ عَوْرَتَہٗ یَفْضَحْہُ فِیْ بَیْتِہٖ۔ (ابو داؤد)

’’اے لوگو جو زبان سے ایمان لے آئے ہو، مگر ابھی تمہارے دلوں میں ایمان نہیں اترا ہے، مسلمانوں کے پوشیدہ حالات کی کھوج نہ لگایا کرو، کیوں کہ جو شخص مسلمانوں کے عیب ڈھونڈنے کے درپے ہوگا اللہ اس کے عیوب کے درپے ہوجائے گا اور اللہ جس کے درپے ہوجائے اسے اس کے گھر میں رسوا کر کے چھوڑتا ہے۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ، ثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، ثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جُرَیْجٍ، عَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: یَا مَعْشَرَ مَنْ اٰمَنَ بِلِسَانِہٖ، وَلَمْ یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ قَلْبَہٗ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِیْنَ، وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِھِمْ فَاِنَّہٗ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِھِمْ یَتَّبِعِ اللّٰہُ عَوْرَتَہٗ وَ مَنْ یَّتَّبِعِ اللّٰہُ عَوْرَتَہٗ یَفْضَحْہُ فِیْ بَیْتِہٖ۔ (٦٥)

۱۹۸- اِنَّکَ اِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ اَفْسَدْتَھُمْ اَوْ کِدْتَ اَنْ تُفْسِدَھُمْ۔ (ابو داؤد)

’’حضرت معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: تم اگر لوگوں کے مخفی حالات معلوم کرنے کے درپے ہوگے تو ان کو بگاڑ دو گے یا کم از کم بگاڑ کے قریب پہنچادو گے۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا عِیْسَی بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّمْلِیُّ وَابْنُ عَوْفٍ وَ ھٰذَا لَفْظُہٗ قَالَا: ثَنَا الْفِرْیَابِیُّ عَنْ سُفْیَانَ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ مُعَاوِیَۃَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: اِنَّکَ اِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ اَفْسَدْتَھُمْ اَوْ کِدْتَ اَنْ تُفْسِدَھُمْ۔ (٦٦)

۱۹۹- اِذَا ظَنَنْتُمْ فَلَا تُحَقِّقُوْا۔ (احکام القرآن للجصاص)

’’ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے: جب کسی شخص کے متعلق تمہیں کوئی برا گمان ہوجائے تو اس کی تحقیق نہ کرو۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْبَاقِیْ بْنُ قَانِعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا ھِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا ظَنَنْتُمْ فَلَا تُحَقِّقُوْا۔ (٦٧)

۲۰۰- مَنْ رَأَی عَوْرَۃً فَسَتَرَھَا کَانَ کَمَنْ اَحْیَا مَوْءُ وْدَۃً۔ (الجصاص)

’’ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: جس نے کوئی مخفی عیب دیکھ لیا اور اس پر پردہ ڈال دیا تو یہ ایسا ہے جیسے کسی نے ایک زندہ گاڑی ہوئی بچی کو موت سے بچالیا۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ نَشِيطٍ، عَنْ كَعْبِ ابْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ اَبِى الْهَيْثَمِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: مَنْ رَاٰى عَوْرَةً فَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنْ اَحْيَا مَوْءُ وْدَةً۔ (٦٨)

۲۰۱-اِنَّ الْاَمِيْرَ اِذَا ابْتَغٰى الرِّيْبَةَ فِى النَّاسِ اَفْسَدَهُمْ۔ (ابو داؤد)

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: حکمران جب لوگوں کے اندر شبہات کے اسباب تلاش کرنے لگے تو وہ ان کو بگاڑ کر رکھ دیتا ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرِو الْحَضْرَمِيُّ، ثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ، ثَنَا ضَمْضَمُ بْنُ زُرْعَةَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، وَ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ، وَ عَمْرِو بْنِ الْاَسْوَدِ، وَالْمِقْدَامِ ابْنِ مَعْدِيْكَرِبَ، وَ اَبِى اُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: اِنَّ الْاَمِيْرَ اِذَا ابْتَغٰى الرِّيْبَةَ فِى النَّاسِ اَفْسَدَهُمْ۔ (٦٩)

تشریح: یعنی لوگوں کے راز نہ ٹٹولو۔ ایک دوسرے کے عیب نہ تلاش کرو۔ دوسروں کے حالات اور معاملات کی ٹوہ نہ لگاتے پھرو۔ یہ حرکت خواہ بدگمانی کی بنا پر کی جائے یا بدنیتی سے کسی کو نقصان پہنچانے کی خاطر کی جائے، یا محض اپنا استعجاب (Curiosity) دور کرنے کے لیے کی جائے، ہر حال میں شرعاً ممنوع ہے۔ ایک مومن کا یہ کام نہیں ہے کہ دوسروں کے جن حالات پر پردہ پڑا ہوا ہے ان کی کھوج کرید کرے اور پردے کے پیچھے جھانک کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے کہ کس میں کیا عیب ہے اور کس کی کون سی کمزوریاں چھپی ہوئی ہیں، لوگوں کے نجی خطوط پڑھنا، دو آدمیوں کی باتیں کان لگا کر سننا، ہمسایوں کے گھر میں جھانکنا، اور مختلف طریقوں سے دوسروں کی خانگی زندگی یا ان کے ذاتی معاملات کی ٹٹول کرنا ایک بڑی بداخلاقی ہے جس سے طرح طرح کے فساد رونما ہوتے ہیں۔

تجسّس کی ممانعت کا یہ حکم صرف افراد ہی کے لیے نہیں ہے بلکہ اسلامی حکومت کے لیے بھی ہے۔ شریعت نے نہی عن المنکر کا جو فریضہ حکومت کے سپرد کیا ہے اس کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ وہ جاسوسی کا ایک نظام قائم کر کے لوگوں کی چھپی ہوئی برائیاں ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالے اور ان پر سزا دے، بلکہ اسے صرف ان برائیوں کے خلاف طاقت استعمال کرنی چاہیے جو ظاہر ہو جائیں۔ رہیں مخفی برائیاں تو ان کی اصلاح کا راستہ جاسوسی نہیں ہے بلکہ تعلیم، وعظ و تلقین، عوام کی اجتماعی تربیت اور ایک پاکیزہ معاشرتی ماحول پیدا کرنے کی کوشش ہے۔ اس سلسلے میں حضرت عمرؓ کا یہ واقعہ بہت سبق آموز ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت آپ نے کسی شخص کی آواز سنی جو اپنے گھر میں گا رہا تھا۔ آپ کو شک گزرا اور دیوار پر چڑھ گئے۔ دیکھا کہ وہاں شراب بھی موجود ہے اور ایک عورت بھی۔ آپ نے پکار کر کہا ''اے دشمن خدا، کیا تو نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا اور اللہ تیرا پردہ فاش نہ کرے گا؟'' اس نے جواب دیا ''امیر المؤمنین جلدی نہ کیجیے۔ اگر میں نے ایک گناہ کیا ہے تو آپ نے تین گناہ کیے ہیں۔ اللہ نے تجسّس سے منع کیا تھا اور آپ نے تجسّس کیا۔ اللہ نے حکم دیا تھا کہ گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ اور آپ دیوار پر چڑھ کر آئے۔ اللہ نے حکم دیا تھا کہ اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں اجازت لیے بغیر نہ جاؤ اور

آپ میری اجازت کے بغیر میرے گھر میں تشریف لائے۔'' یہ جواب سن کر حضرت عمرؓ اپنی غلطی مان گئے۔ اور اس کے خلاف انہوں نے کوئی کارروائی نہ کی، البتہ اس سے یہ وعدہ لے لیا کہ وہ بھلائی کی راہ اختیار کرے گا۔ (مکارم الاخلاق لابی بکر محمد بن جعفر الخرائطی) اس سے معلوم ہوا کہ افراد ہی کے لیے نہیں خود اسلامی حکومت کے لیے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ وہ لوگوں کے راز ٹٹول ٹٹول کران کے گناہوں کا پتہ چلائے اور پھر انہیں پکڑے۔

اس حکم سے مستثنیٰ صرف وہ مخصوص حالات ہیں جن میں تجسّس کی فی الحقیقت ضرورت ہو مثلاً کسی شخص یا گروہ کے رویے میں بگاڑ کی کچھ علامات نمایاں نظر آرہی ہوں اور اس کے متعلق یہ اندیشہ پیدا ہو جائے کہ وہ کسی جرم کا ارتکاب کرنے والا ہے تو حکومت اس کے حالات کی تحقیق کر سکتی ہے، یا مثلاً کسی شخص کے ہاں کوئی شادی کا پیغام بھیجے، یا اس کے ساتھ کوئی کاروباری معاملہ کرنا چاہے تو وہ اپنے اطمینان کے لیے اس کے حالات کی تحقیق کر سکتا ہے۔

(تفہیم القرآن، ج۵، الحجرات، حاشیہ:۲۵)

حسن معاشرت

۲۰۲- رَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِيْ قُرْبٰى وَ مُسْلِمٍ۔ (مسلم)

''حضرت عیاض بن حمار کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا تین قسم کے آدمی جنتی ہیں: ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو ہر رشتہ دار اور ہر مسلمان کے لیے رحیم اور رقیق القلب ہو۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰى وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارِ بْنِ عُثْمَانَ، وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ غَسَّانَ وَابْنِ مُثَنّٰى قَالَا: نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارِ الْمُجَاشِعِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ خُطْبَتِهٖ: اَلَا اِنَّ رَبِّيْ اَمَرَنِيْ اَنْ اُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِيْ يَوْمِيْ هٰذَا كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا، حَلَالٌ، وَ اِنِّيْ خَلَقْتُ عِبَادِيْ حُنَفَآءَ كُلَّهُمْ وَ اِنَّهُمْ اَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ وَ حَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا اَحْلَلْتُ لَهُمْ وَ اَمَرَتْهُمْ اَنْ يُّشْرِكُوْا بِيْ مَالَمْ اُنْزِلْ بِهٖ سُلْطَانًا...قَالَ: وَ اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ: ذُوْ سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ وَ رَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِيْ قُرْبٰى وَ مُسْلِمٍ وَ عَفِيْفٌ وَ مُتَعَفِّفٌ ذُوْ عِيَالٍ۔ (۷۰)

۲۰۳- تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَ تَوَادِّهِمْ وَ تَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت نعمانؓ بن بشیر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم مومنوں کو آپس میں رحم اور محبت اور ہمدردی کے معاملے میں ایک جسم کی طرح پاؤ گے کہ اگر ایک عضو میں کوئی تکلیف ہو تو سارا جسم اس کی خاطر بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنِ بَشِيْرٍ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ، وَ تَوَادِّهِمْ، وَ تَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ جَسَدِهٖ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى۔ (۷۱)

۲۰۴۔اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا۔ (بخاری ومسلم)

’’حضرت ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا: مومن دوسرے مومن کے لیے اس دیوار کی طرح ہے جس کا ہر حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔‘‘

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ، قَالَ: اَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ اَبُوْ بُرْدَةَ، عَنْ اَبِيْهِ اَبِيْ مُوْسٰى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا۔ ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ۔ (۷۲)

۲۰۵۔اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ وَ مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ وَ مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (بخاری و مسلم)

’’حضرت عبداللہؓ بن عمر حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے۔ نہ اس کی مدد سے باز رہتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی کسی حاجت کو پورا کرنے میں لگا ہوگا اللہ اس کی حاجت پوری کرنے میں لگ جائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کو کسی مصیبت سے نکالے گا اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت کی مصیبتوں میں سے کسی مصیبت سے نکال دے گا، اور جو شخص کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے گا اللہ قیامت کے روز اس کی عیب پوشی کرے گا۔‘‘ (تفہیم القرآن، ج ۶، البلد، حاشیہ: ۱۴)

تخریج: حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ، ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّ سَالِمًا اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ، وَ مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ، وَ مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (۷۳)

۲۰۶۔ ’’حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا’’ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا اور اس کی تذلیل نہیں کرتا، ایک آدمی کے لیے یہی شر بہت ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔‘‘(۱) (مسند احمد)

---

(۱) اس ارشاد رسول ﷺ میں اگرچہ خبر دی گئی ہے کہ مسلمان مسلمان پر ظلم نہیں کرتا، لیکن دراصل اس سے یہ حکم نکلتا ہے کہ مسلمان مسلمان پر ظلم نہ کرے۔ (تفہیم القرآن، ج ۵، واقعہ، حاشیہ: ۳۹)

تخریج: حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدِ الْقُرَشِیُّ، ثَنَا اَبِیْ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَخُوْنُهٗ، وَلَا یَكْذِبُهٗ، وَلَا یَخْذُلُهٗ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عِرْضُهٗ وَ مَالُهٗ وَ دَمُهٗ. اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْتَقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ۔ (۷۴)

۲۰۷ – ’’حضرت سہل بن سعد ساعدی آپؐ کا یہ ارشاد روایت کرتے ہیں کہ ’’گروہ اہل ایمان کے ساتھ ایک مومن کا تعلق ویسا ہی ہے جیسا سر کے ساتھ جسم کا تعلق ہوتا ہے۔ وہ اہل ایمان کی ہر تکلیف کو اس طرح محسوس کرتا ہے جس طرح سر جسم کے ہر حصے کا درد محسوس کرتا ہے۔‘‘ (مسند احمد)

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَجَّاجِ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، نَا مُصْعَبُ بْنُ ثَابِتٍ، حَدَّثَنِیْ اَبُوْ حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِیَّ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ الْمُؤْمِنَ مِنْ اَهْلِ الْاِیْمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ، یَاْلَمُ الْمُؤْمِنُ لِاَهْلِ الْاِیْمَانِ كَمَا یَاْلَمُ الْجَسَدُ لِمَا فِی الرَّأْسِ۔ (۷۵)

تشریح: ان احادیث ہی کی بدولت تمام مسلمانوں کی ایک عالم گیر برادری قائم ہوتی ہے۔ یہ انہی کی برکت ہے کہ کسی دین یا مسلک کے پیروؤں میں وہ اخوت نہیں پائی گئی ہے جو مسلمانوں کے درمیان پائی جاتی ہے۔

(تفہیم القرآن، ج۵، الحجرات، حاشیہ:۱۸)

۲۰۸ – حضورؐ کا ارشاد ہے کہ ’’میرا رب فرماتا ہے کہ میں نے اپنے تمام بندوں کو حنیف (صحیح الفطرت) پیدا کیا تھا، پھر شیاطین نے آکر ان کو ان کے دین (یعنی ان کے فطری دین) سے گم راہ کر دیا اور ان پر وہ چیزیں حرام کر دیں جو میں نے ان کے لیے حلال کی تھیں اور ان کو حکم دیا کہ میرے ساتھ ان کو شریک کریں جن کے شریک ہونے پر میں نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔‘‘ (مسند احمد، مسلم نے بھی اسی سے ملتے جلتے الفاظ میں حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے)

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِیُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰی وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارِ بْنِ عُثْمَانَ، وَاللَّفْظُ لِاَبِیْ غَسَّانَ وَابْنِ مُثَنّٰی قَالَا: نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّیْرِ، عَنْ عِیَاضِ بْنِ حِمَارِ الْمُجَاشِعِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ یَوْمٍ فِیْ خُطْبَتِهٖ: اَلَا اِنَّ رَبِّیْ اَمَرَنِیْ اَنْ اُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِیْ یَوْمِیْ هٰذَا كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهٗ عَبْدًا، حَلَالٌ، وَ اِنِّیْ خَلَقْتُ عِبَادِیْ حُنَفَآءَ كُلَّهُمْ وَ اِنَّهُمْ اَتَتْهُمُ الشَّیَاطِیْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِیْنِهِمْ وَ حَرَّمَتْ عَلَیْهِمْ مَا اَحْلَلْتُ لَهُمْ وَ اَمَرَتْهُمْ اَنْ یُّشْرِكُوْا بِیْ مَالَمْ اُنْزِلْ بِهٖ سُلْطَانًا... قَالَ: وَ اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ: ذُوْ سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ وَ رَجُلٌ رَحِیْمٌ رَقِیْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِیْ قُرْبٰی وَ مُسْلِمٍ وَ عَفِیْفٌ وَ مُتَعَفِّفٌ ذُوْ عِیَالٍ۔ (۷۶)

تشریح: خدا نے انسان کو پیدائشی گناہ گار اور جبلی بدمعاش بنا کر نہیں بلکہ راست اور سیدھی فطرت پر پیدا کیا اور اس کی ساخت میں کوئی خلقی کجی نہیں رکھ دی کہ وہ سیدھی راہ اختیار کرنا بھی چاہے تو نہ کر سکے۔ یہی بات ہے جسے سورۂ روم میں بایں الفاظ بیان کیا گیا ہے کہ **فطرت اللّٰہ التی فطر الناس علیھا** ''قائم ہو جاؤ اس فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔'' (آیت: ۳۰) خدا نے انسان کو راہ راست پر پیدا کیا ہے جانور کے بچوں کو وہ صحیح سالم پیدا کرتا ہے مگر یہ مشرکین ہیں جو اپنے اوہام جاہلیت کی بنا پر ان کے کان کاٹتے ہیں، ورنہ خدا کسی جانور کو ماں کے پیٹ سے کٹے ہوئے کان لے کر پیدا نہیں کرتا۔ (تفہیم القرآن، ج ۶، الشمس حاشیہ: ۴)

۲۰۹- نبی ﷺ نے مختلف مواقع پر اپنے ارشادات میں کی ایسی تشریح فرما دی ہے کہ اس کے مفہوم و مدعا میں کوئی ابہام باقی نہیں رہا ہے۔ حضورؐ کے بیانات کا تتبع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلق باللہ کے معنی ہیں۔

خَشیَۃ اللّٰہ فی السِّرِّ و العَلَانیۃِ۔ ''کھلے اور چھپے ہر حال میں اللہ سے ڈرنا۔''

اور یہ کہ **ان تکون بما فی یدی اللّٰہ اوثق بما فی یدیک۔** ''اپنے ذرائع وسائل کی بہ نسبت تیرا بھروسہ اللہ کی قدرت پر زیادہ ہو'' اور یہ کہ **من التمس رضی اللّٰہ بسخط الناس۔** ''آدمی اللہ کو راضی کرنے کے لیے لوگوں کو ناراض کر لے''، جس کے بالکل برعکس حالت یہ ہے کہ آدمی لوگوں کو راضی کرنے کے لیے اللہ کی ناراضی مول لے۔ **من التمس رضی الناس بسخط اللّٰہ۔** پھر جب یہ تعلق بڑھتے بڑھتے اس حد کو پہنچ جائے کہ آدمی کی محبت اور دشمنی اور اس کا دینا اور روکنا جو کچھ بھی ہو اللہ کے لیے اور اللہ کی خاطر ہو، اور نفسانی رغبت و نفرت کی لاگ اس کے ساتھ لگی نہ رہے۔ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے تعلق باللہ کی تکمیل کر لی۔

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَ اَبغَضَ لِلّٰہِ وَ اَعطٰی لِلّٰہِ وَ مَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ۔ (ابو داؤد کتاب السنۃ باب الدلیل علی زیادۃ الایمان و نقصانہ) ''جس نے اللہ کے لیے دوستی کی، اور اللہ کے لیے دشمنی کی اور اللہ کے لیے دیا اور اللہ کے لیے روک رکھا۔ اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔

پھر یہ جو آپ ہر روز رات کو اپنی دعائے قنوت میں پڑھتے ہیں۔ اس کا لفظ لفظ اس تعلق کی نشان دہی کرتا ہے جو آپ کا اللہ کے ساتھ ہونا چاہیے۔ اس کے الفاظ پر غور کیجیے اور دیکھتے جائیے کہ آپ ہر رات اپنے اللہ کے ساتھ اس قسم کا تعلق رکھنے کا اقرار کیا کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَ نَسْتَھْدِیْکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نُؤْمِنُ بِکَ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَ نُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ۔ نَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَ نَخْلَعُ وَ نَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ۔ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ، وَلَکَ نُصَلِّیْ وَ نَسْجُدُ وَ اِلَیْکَ نَسْعٰی وَ نَحْفِدُ وَ نَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَ نَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ الْجِدَّ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ۔[۱] ''خدایا، ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں، تجھ سے رہ نمائی طلب کرتے ہیں، تجھ سے معافی چاہتے ہیں،

---

(۱) یہ دعا وتروں کی نماز میں رسول اللہ ﷺ سے صحیح مرفوع روایت سے ثابت نہیں البتہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کا عمل مروی ہے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ بحوالہ حصن حصین)

تجھ پر ایمان لاتے ہیں، تیرے ہی اوپر بھروسہ رکھتے ہیں، اور ساری تعریفیں تیرے ہی لیے مخصوص کرتے ہیں۔ ہم تیرے شکر گزار ہیں، کفران نعمت کرنے والے نہیں ہیں۔ ہم ہر اس شخص کو چھوڑ دیں گے، جو تیری نافرمانی کرے۔ خدایا ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں، تیرے ہی لیے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں اور ہماری ساری دوڑ دھوپ تیری طرف ہی ہے۔ ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں، یقیناً تیرا سخت عذاب ان لوگوں کو پہنچنے والا ہے جو کافر ہیں۔''

پھر اسی تعلق باللہ کی تصویر اس دعا میں پائی جاتی ہے جو نبی ﷺ رات کو تہجد کے لیے اٹھتے وقت پڑھا کرتے تھے۔ اس میں آپؐ اللہ کو خطاب کر کے عرض کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَ بِکَ خَاصَمْتُ وَ اِلَیْکَ حَاکَمْتُ۔ ''خدایا میں تیرا ہی مطیع فرمان ہوا اور تجھی پر ایمان لایا اور تیرے ہی اوپر میں نے بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف میں نے رجوع کیا اور تیری ہی وجہ سے میں لڑا، اور تیرے ہی حضور میں اپنا مقدمہ لایا۔

(روداد جماعت اسلامی حصہ ششم۔ص:۴۲۵ تا ۴۲۷)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَکِ نَا عَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ نَا یُوْنُسُ بْنُ حَلْبَسٍ، عَنْ اَبِیْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیِّ، عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: الزَّهَادَةُ فِی الدُّنْیَا لَیْسَتْ بِتَحْرِیْمِ الْحَلَالِ، وَلَا اِضَاعَةُ الْمَالِ، وَ لٰكِنِ الزَّهَادَةُ فِی الدُّنْیَا اَنْ لَّا تَكُوْنَ بِمَا فِیْ یَدَیْکَ اَوْثَقَ مِمَّا فِیْ یَدِ اللّٰهِ، وَ اَنْ تَكُوْنَ فِیْ ثَوَابِ الْمُصِیْبَةِ اِذَا اَنْتَ اُصِبْتَ بِهَا اَرْغَبَ فِیْهَا لَوْ اَنَّهَا اُبْقِیَتْ لَکَ۔ (۷۷)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا سُوَیْدُ بْنُ نَصْرٍ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَکِ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ الْوَرْدِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ، قَالَ: کَتَبَ مُعَاوِیَةُ اِلٰی عَائِشَةَ اَنْ اُکْتُبِیْ اِلَیَّ کِتَابًا تُوْصِیْنِیْ فِیْهِ، وَلَا تُكْثِرِیْ عَلَیَّ، قَالَ: فَكَتَبَتْ عَائِشَةُ اِلٰی مُعَاوِیَةَ: سَلَامٌ عَلَیْکَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: مَنِ الْتَمَسَ رِضَی اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤُنَةَ النَّاسِ، وَ مَنِ الْتَمَسَ رِضَی النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَ كَّلَهُ اللّٰهُ اِلَی النَّاسِ، وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ۔ (۷۸)

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ اَبِیْ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ یَتَهَجَّدُ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْهِنَّ، وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْهِنَّ، وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِکُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْهِنَّ، وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَ وَعْدُکَ الْحَقُّ وَ لِقَآءُ کَ حَقٌّ، وَ قَوْلُکَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ، وَ مُحَمَّدٌ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَکَ

اَسۡلَمۡتُ، وَبِکَ اٰمَنۡتُ، وَ عَلَیۡکَ تَوَکَّلۡتُ، وَاِلَیۡکَ اَنَبۡتُ، وَ بِکَ خَاصَمۡتُ، وَ اِلَیۡکَ حَاکَمۡتُ، فَاغۡفِرۡلِیۡ مَا قَدَّمۡتُ وَمَا اَخَّرۡتُ وَمَا اَسۡرَرۡتُ، وَمَا اَعۡلَنۡتُ اَنۡتَ الۡمُقَدِّمُ وَ اَنۡتَ الۡمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنۡتَ اَوۡ لَا اِلٰهَ غَیۡرُکَ۔ قَالَ سُفۡیَانُ وَ زَادَ عَبۡدُ الۡکَرِیۡمِ اَبُوۡ اُمَیَّةَ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ (۷۹)

امت مسلمہ پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ذمہ داری

۲۱۰- وَالَّذِیۡ نَفۡسِیۡ بِیَدِهٖ لَتَاۡمُرُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ لَتَنۡهَوُنَّ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ لَتَاۡخُذُنَّ یَدَ الۡمُسِیۡٓءِ وَ لَتَاۡطِرُنَّهٗ عَلَی الۡحَقِّ اِطۡرَاءً وَلَیَضۡرِبَنَّ اللّٰهُ قُلُوۡبَ بَعۡضِکُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ اَوۡ لَیَلۡعَنَنَّکُمۡ کَمَا لَعَنَهُمۡ۔

”اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یا تو تمہیں نیکی کا حکم دینا اور بدی سے روکنا اور بدکار کا ہاتھ پکڑنا اور اسے حق کی طرف بزور موڑنا ہوگا یا پھر اللہ کے قانون فطرت کا یہ نتیجہ ظاہر ہوکر رہے گا کہ بدکاروں کے دلوں کا اثر تمہارے دلوں پر بھی پڑ جائے اور ان کی طرح تم بھی ملعون ہوکر رہو۔“

تخریج:⟨۱⟩ حَدَّثَنَا عَبۡدُ اللّٰهِ بۡنُ مُحَمَّدِ نِ النُّفَیۡلِیُّ، ثَنَا یُوۡنُسُ بۡنُ رَاشِدٍ، عَنۡ عَلِیِّ بۡنِ بَذِیۡمَةَ، عَنۡ اَبِیۡ عُبَیۡدَةَ، عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ مَسۡعُوۡدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقۡصُ عَلٰی بَنِیۡ اِسۡرَائِیۡلَ، کَانَ الرَّجُلُ یَلۡقَی الرَّجُلَ فَیَقُوۡلُ: یَا هٰذَا اتَّقِ اللّٰهَ وَدَعۡ مَا تَصۡنَعُ، فَاِنَّهٗ لَا یَحِلُّ لَکَ، ثُمَّ یَلۡقَاهُ مِنَ الۡغَدِ، فَلَا یَمۡنَعُهٗ ذٰلِکَ اَنۡ یَّکُوۡنَ اَکِیۡلَهٗ، وَ شَرِیۡبَهٗ، وَ قَعِیۡدَهٗ، فَلَمَّا فَعَلُوۡا ذٰلِکَ ضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوۡبَ بَعۡضِهِمۡ بِبَعۡضٍ ثُمَّ قَالَ: ”لُعِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ بَنِیۡ اِسۡرَائِیۡلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ اِلٰی قَوۡلِهٖ فَاسِقُوۡنَ ثُمَّ قَالَ: کَلَّا، وَاللّٰهِ، لَتَاۡمُرُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ لَتَنۡهَوُنَّ عَنِ الۡمُنۡکَرِ، وَ لَتَاۡخُذُنَّ عَلٰی یَدَیِ الظَّالِمِ، وَ لَتَاۡطِرُنَّهٗ عَلَی الۡحَقِّ اَطۡرًا، وَ لَتَقۡصُرُنَّهٗ عَلَی الۡحَقِّ قَصۡرًا۔ اَوۡ لَیَضۡرِبَنَّ اللّٰهُ بِقُلُوۡبِ بَعۡضِکُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ، ثُمَّ لَیَلۡعَنَنَّکُمۡ کَمَا لَعَنَهُمۡ۔ (۸۰)

تشریح: اپنے اعتقاد میں (Convictions) میں کسی جماعت کے صادق ہونے کا واحد معیار یہی ہے کہ وہ جس مسلک پر اعتقاد رکھتی ہو، اس کو حکمران بنانے کے لیے جان و مال سے جہاد کرے۔ اگر تم مسلک مخالف کی حکومت کو گوارا کرتے ہو تو یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ تم اپنے اعتقاد میں جھوٹے ہو اور اس کا فطری نتیجہ یہی ہے اور یہی ہوسکتا ہے کہ آخر کار اسلام کے مسلک پر تمہارا نام نہاد عقیدہ بھی باقی نہ رہے گا۔ ابتدا میں تم مسلک مخالف کی حکومت کو بکراہت گوارا کرو گے پھر رفتہ رفتہ تمہارے دل اس سے مانوس ہوتے چلے جائیں گے۔ یہاں تک کہ کراہت رغبت سے بدل جائے گی اور آخر میں نوبت اس

حدتک پہنچے گی کہ مسلک مخالف کی حکومت قائم ہونے اور قائم رہنے میں تم خود مددگار بنو گے، اپنی جان و مال سے جہاد اس لیے کرو گے کہ مسلک اسلام کے بجائے مسلک غیر اسلام قائم ہو یا قائم رہے۔ تمہاری اپنی طاقتیں مسلک اسلام کے قیام کی مزاحمت میں صرف ہونے لگیں گی اور یہاں پہنچ کر تم میں اور کافروں میں اسلام کے منافقانہ دعوے، ایک بدترین جھوٹ، ایک پرفریب نام کے سوا کوئی فرق نہ رہے گا۔ (مندرجہ بالا) حدیث میں نبی ﷺ نے اسی نتیجہ کو صاف صاف بیان فرمادیا ہے۔

(اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، جہاد فی سبیل اللہ'' جہاد کی ضرورت'')

۲۱۱- اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلٍ خَاصٍّ حَتّٰى يَرَوُا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ وَ هُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُّنْكِرُوْهُ فَلَا يُنْكِرُوْهُ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَذَّبَ اللّٰهُ الْخَاصَّةَ وَ الْعَامَّةَ۔

''اللہ خاص لوگوں کے عمل پر عام لوگوں کو عذاب نہیں دیتا۔ مگر جب وہ اپنے سامنے بدی کو دیکھیں اور اس کو روکنے پر قدرت رکھنے کے باوجود اس کو نہ روکیں تو اللہ خاص اور عام سب کو مبتلائے عذاب کر دیتا ہے۔''

تخریج:⟨۱⟩ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، ثَنَا سَيْفٌ، قَالَ: سَمِعْتُ عَدِیَّ بْنَ عَدِیِّ الْكِنْدِیَّ يُحَدِّثُ عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَوْلًى لَّنَا اَنَّهٗ سَمِعَ عَدِيًّا يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ حَتّٰى يَرَوُا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ، وَ هُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُّنْكِرُوْهُ، فَلَا يُنْكِرُوْهُ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَذَّبَ اللّٰهُ الْخَاصَّةَ وَ الْعَامَّةَ۔ (۸۱)

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَ هُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِی الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: دَعْهُ، فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ۔ (۸۲)

⟨۳⟩ حَدَّثَنَا يَحْىَ بْنُ حَبِيْبٍ الْحَارِثِیِّ، قَالَ: نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ اِسْحَاقَ وَ هُوَ ابْنُ سُوَيْدٍ، اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ حَدَّثَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فِیْ رَهْطٍ مِّنَّا وَ فِيْنَا بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ فَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ يَوْمَئِذٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهٗ، قَالَ: اَوْ قَالَ: اَلْحَيَاءُ كُلُّهٗ خَيْرٌ۔ (۸۳)

۲۱۲-مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَ ذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ۔

''تم میں سے جو کوئی بدی کو دیکھے وہ اسے اپنے ہاتھ سے مٹادے اور اگر ایسا نہ کرسکتا ہو تو زبان سے اور اگر یہ بھی نہ کرسکتا ہو تو

دل سے اور یہ ضعیف ترین ایمان ہے۔"

تخریج: ﴿ا﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، قَالَ: نَا وَكِیْعٌ، عَنْ سُفْیَانَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰی، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا عَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ وَ هٰذَا حَدِیْثُ اَبِیْ بَكْرٍ، قَالَ: قَالَ اَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ یَوْمَ الْعِیْدِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ مَرْوَانُ، فَقَامَ اِلَیْهِ رَجُلٌ، فَقَالَ: الصَّلٰوةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، فَقَالَ: قَدْ تُرِكَ مَا هُنَالِكَ، فَقَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ: اَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْهِ. سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ رَأٰی مِنْكُمْ مُنْكَرًا، فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ، وَ ذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔ (٨٤)

تشریح: قوم کی اخلاقی اور دینی صحت کو برقرار رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ یہ ہے کہ اس کے ہر فرد میں غیرت ایمانی اور حاسۂ اخلاقی موجود ہو، جس کو نبی ﷺ نے ایک جامع لفظ "حیا" سے تعبیر فرمایا ہے۔ حیا، دراصل ایمان کا ایک جزو ہے۔ جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے۔ **ان الحیاء من الایمان**۔ بلکہ ایک موقع پر جب حضورؐ سے عرض کیا گیا کہ حیا دین کا ایک جز ہے تو آپ نے فرمایا **بل ہو الدین کلہ**۔ یعنی وہ پورا ایمان ہے۔

حیا سے مراد یہ ہے کہ بدی اور معصیت سے نفس میں طبعی طور پر انقباض پیدا ہو اور دل اس سے نفرت کرے۔ جس شخص میں یہ صفت موجود ہوگی وہ نہ صرف قبائح سے اجتناب کرے گا بلکہ دوسروں میں بھی اس کو برداشت نہ کر سکے گا۔ وہ برائیوں کو دیکھنے کا روادار نہ ہوگا۔ ظلم اور معصیت سے مصالحت کرنا اس کے لیے ممکن نہ ہوگا۔ جب اس کے سامنے قبائح کا ارتکاب کیا جائے گا تو اس کی غیرت ایمانی جوش میں آ جائے گی اور وہ اس کو ہاتھ سے یا زبان سے مٹانے کی کوشش کرے گا۔ یا کم از کم اس کا دل اس خواہش سے بے چین ہو جائے گا کہ اس برائی کو مٹا دے۔

جس قوم کے افراد میں عام طور پر یہ صفت موجود ہوگی اس کا دین محفوظ رہے گا اور اس کا اخلاقی معیار کبھی نہ گر سکے گا، کیوں کہ اس کا ہر فرد دوسرے کے لیے محتسب اور نگراں ہوگا اور عقیدہ وعمل کے فساد کو اس میں داخل ہونے کے لیے کوئی راہ نہ مل سکے گی۔ (تنقیحات، اجتماعی فساد)

۲۱۳- "بنی اسرائیل میں جب بدکاری پھیلنی شروع ہوئی تو حال یہ تھا کہ ایک شخص اپنے بھائی یا دوست یا ہمسایہ کو برا کام کرتے دیکھتا تو اس کو منع کرتا اور کہتا کہ اے شخص خدا کا خوف کر۔ مگر اس کے بعد وہ اسی شخص کے ساتھ گھل مل کر بیٹھتا اور بدی کا مشاہدہ اس کو اس بدکار شخص کے ساتھ میل جول اور کھانے پینے میں شرکت کرنے سے نہ روکتا۔ جب ان کا یہ حال ہو گیا تو ان کے دلوں پر ایک دوسرے کا اثر پڑ گیا اور اللہ نے سب کو ایک رنگ میں رنگ دیا اور ان کے نبی داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زبان سے ان پر لعنت کی۔"

راوی کہتا ہے کہ جب حضور سلسلۂ تقریر میں اس مقام پر پہنچے تو جوش میں آ کر اٹھ بیٹھے اور فرمایا۔

"قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم پر لازم ہے کہ نیکی کا حکم کرو اور بدی سے روکو اور

جس کو برا فعل کرتے دیکھو اس کا ہاتھ پکڑ لو اور اسے راہ راست کی طرف موڑ دو اور اس معاملہ میں ہرگز رواداری نہ برتو ورنہ اللہ تمہارے دلوں پر بھی ایک کا اثر ڈال دے گا اور تم پر بھی اسی طرح لعنت کرے گا جس طرح بنی اسرائیل پر کی۔“

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيْمَةَ، عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ، كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ فَيَقُوْلُ: يَا هٰذَا اتَّقِ اللّٰهَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ، فَاِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَكَ، ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ، فَلَا يَمْنَعُهُ ذٰلِكَ اَنْ يَّكُوْنَ اَكِيْلَهُ، وَ شَرِيْبَهُ، وَ قَعِيْدَهُ، فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ ضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ ثُمَّ قَالَ: ”لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاسِقُوْنَ ثُمَّ قَالَ: كَلَّا، وَاللّٰهِ، لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَ لَتَاْخُذُنَّ عَلٰى يَدَيِ الظَّالِمِ، وَ لَتَاْطِرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا، وَ لَتَقْصُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا. اَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللّٰهُ بِقُلُوْبِ بَعْضِكُمْ عَلٰى بَعْضٍ، ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ. (٨٥)

ایک دوسری روایت میں:

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، اَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيْمَةَ، عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَمَّا وَقَعَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ فِي الْمَعَاصِيْ، فَنَهَتْهُمْ عُلَمَآءُ هُمْ، فَلَمْ يَنْتَهُوْا، فَجَالَسُوْهُمْ فِيْ مَجَالِسِهِمْ، وَ وَاكَلُوْهُمْ، وَ شَارَبُوْهُمْ، فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ عَلٰى بَعْضٍ، وَ لَعَنَهُمْ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ قَالَ: فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ مُتَّكِئًا، فَقَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى تَاْطِرُوْهُمْ اَطْرًا. (٨٦)

تشریح: اعتقاد اور عمل کے فساد کا حال وبائی امراض کا سا ہے۔ ایک وبائی مرض ابتدا میں چند کم زور افراد پر حملہ کرتا ہے۔ اگر آب و ہوا اچھی ہو، حفظان صحت کی تدابیر درست ہوں۔ نجاستوں اور کثافتوں کو دور کرنے کا کافی انتظام ہو اور مرض سے متاثر ہونے والے مریضوں کا بروقت علاج کر دیا جائے تو مرض وبائے عام کی صورت اختیار کرنے نہیں پاتا اور عام لوگ اس سے محفوظ رہتے ہیں۔ لیکن اگر طبیب غافل ہو، حفظان صحت کا محکمہ بے پرواہو، صفائی کے منتظم نجاستوں اور کثافتوں کے روادار ہو جائیں، تو رفتہ رفتہ مرض کے جراثیم فضا میں پھیلنے لگتے ہیں اور آب و ہوا میں سرایت کر کے اس کو اتنا خراب کر دیتے ہیں کہ وہ صحت کے بجائے مرض کے لیے سازگار ہو جاتی ہے۔ آخر کار جب بستی کے عام افراد کو ہوا، پانی، غذا، لباس، مکان غرض کی کوئی چیز بھی گندگی اور سمیت سے پاک نہیں ملتی، تو ان کی قوت حیات جواب دینے لگتی ہے اور ساری کی ساری آبادی وبائے عام میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ پھر قوی سے قوی افراد کے لیے بھی اپنے آپ کو مرض سے بچانا مشکل ہو جاتا ہے۔ خود طبیب اور

صفائی کے منتظم اور صحت عامہ کے محافظ تک بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور وہ لوگ بھی ہلاکت سے محفوظ نہیں رہتے، جو اپنی حد تک حفظان صحت کی جملہ تدبیریں اختیار کرتے اور دوائیں استعمال کرتے رہتے ہیں۔ کیوں کہ ہوا کی سمیت، پانی کی گندگی، وسائل غذا کی خرابی اور زمین کی کثافت کا ان کے پاس کیا علاج ہو سکتا ہے۔

اسی پر اخلاق و اعمال کے فساد کا اور اعتقاد کی گم راہیوں کو بھی قیاس کر لیجیے۔ علماء قوم کے طبیب ہیں۔ حکام اور اہل دولت، صفائی اور حفظان صحت کے ذمہ دار ہیں قوم کی غیرت ایمانی اور جماعت کا حاسۂ اخلاقی بمنزلۂ قوت حیات (Vitality) ہے۔ اجتماعی ماحول کی حیثیت وہی ہے جو ہوا، پانی، غذا اور لباس و مکان کی ہے اور حیات قومی میں دین و اخلاق کے اعتبار سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وہی مقام ہے جو صحت جسمانی کے اعتبار سے صفائی اور حفظان صحت کی تدابیر کا ہے۔ جب علماء اور اولوالامر اپنے اصلی فرض یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیتے ہیں اور شر و فساد کے ساتھ رواداری برتنے لگتے ہیں تو گم راہی اور بداخلاقی قوم کے افراد میں پھیلنی شروع ہو جاتی ہے اور قوم کی غیرت ایمانی ضعیف ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ سارا اجتماعی ماحول فاسد ہو جاتا ہے، قومی زندگی کی فضا خیر و صلاح کے لیے نامساعد اور شر و فساد کے لیے سازگار ہو جاتی ہے لوگ نیکی سے بھاگتے ہیں اور بدی سے نفرت کرنے کے بجائے اس کی طرف کھنچنے لگتے ہیں۔ اخلاقی قدریں الٹ جاتی ہیں، عیب ہنر بن جاتے ہیں اور ہنر عیب۔ اس وقت گم راہیاں اور بداخلاقیاں خوب پھلتی پھولتی ہیں۔ اور بھلائی کا کوئی بیج برگ و بار لانے کے قابل نہیں رہتا۔ زمین، ہوا اور پانی سب اس کو پرورش کرنے سے انکار کر دیتے ہیں کیوں کہ ان کی ساری قوتیں اشجار خبیثہ کو نشو و نما دینے کی طرف مائل ہو جاتی ہیں۔ جب کسی قوم کا یہ حال ہو جاتا ہے تو پھر وہ عذاب الٰہی کی مستحق ہو جاتی ہے اور اس پر ایسی عام تباہی نازل ہوتی ہے جس سے کوئی نہیں بچتا۔ خواہ وہ خانقاہوں میں بیٹھا ہوا رات دن عبادت کر رہا ہو۔ (تنقیحات، اجتماعی فساد)

ماٰخذ

(۱) مسند احمد ج ٤ ص ٢٠٢۔ اور ج ٥ ص ٣٤٤۔☆ ترمذی ج ۲ ابواب الامثال، باب ماجاء مثل الصلاۃ والصیام والصدقة۔ ترمذی نے ممطور کا نام لے کر کنیت ابو سلام بتائی ھے اور اس کی روایت کو حسن غریب کہا ھے اور اسی ابو سلام سے دوسری سند سے روایت نقل کی ھے۔ جسے امام ترمذی نے حسن صحیح غریب قرار دیا ھے اور آخر میں کہا ھے۔ قال محمد بن اسماعیل: الحارث الاشعری له صحبة، وله غیر ھذا الحدیث۔☆ مجمع الزوائد ج کتاب الخلافة، باب لزوم الجماعة و طاعة الائمة والنھی عن قتالھم۔

(۲) ترمذی ابواب الفتن ج۲ باب فی لزوم الجماعة۔ ھذا حدیث غریب من ھذا الوجه، و سلیمان المدینی، ھو عندی سلیمان بن سفیان۔ و فی الباب عن ابن عباس۔☆ سنن دارمی مقدمه باب۸۔☆ مسند احمد ج ٥ ص ١٤٥۔ ☆المستدرک ج کتاب العلم باب لا یجمع ھذہ الامة علی الضلالة ابدا۔☆ مجمع الزوائد ج کتاب الخلافة

باب لزوم الجماعة و طاعة الائمة والنهى عن قتالهم و يد الله على الجماعة تك هے۔

دارمی میں هے ان الله عزوجل و عدنی فی امتی واجارهم من ثلاث: لا یعمهم بسنة، ولا یستاصلهم عدو، ولا یجمعهم علی الضلالة۔ مسند احمد میں فعلیکم بالجماعة، فان الله عزوجل لن یجمع امتی الا علی هدی۔ ☆مجمع الزوائد ج ۵ کتاب الخلافة الخ۔

(۳) ترمذی ابواب الفتن ج۲۔ باب فی لزوم الجماعة۔ هذا حدیث غریب، لا نعرفه من حدیث ابن عباس الا من هذا الوجه۔ ☆ نسائی ج ۷ کتاب تحریم الدم باب قتل من فارق الجماعة۔

(٤) ابو داؤد ج کتاب السنة، باب الخوارج۔☆ مسند احمد ج ۵۔ ص ۱۸۰۔ عن ابی ذر۔ اس صفحه پر قید شبر کی بجائے شبرا هے۔☆ مسند احمد ج٤ ص ۱۳۰ اور مسند احمد ج ۵ ص ۳٤٤۔ عن ابی مالك اشعری پر من خرج من الجماعة قید شبر فقد خلع ربقة الاسلام ص ۱۳۰ پر من عنقه اور ص ۳٤٤ پر من راسه هے۔☆ مجمع الزوائد ج ۵ کتاب الخلافة، باب لزوم الجماعة والنهی عن الخروج عن الائمة و قتالهم۔ عن ابن عباس۔ ☆المستدرك ج ۱ کتاب العلم باب من فارق الجماعة قید شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه۔ ☆المستدرك ج ۱ کتاب الایمان باب من خرج من الجماعة الخ۔

(۵) بخاری ج۲ کتاب الفتن، باب قول النبی ﷺ سترون بعدی امورا تنکرونها۔☆ مسلم ج۲۔ کتاب الامارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمین عند ظهور الفتن۔ عن ابن عباس☆ دارمی ج۲۔ کتاب السیر، باب فی لزوم الطاعة والجماعة۔ عن ابن عباس۔☆ مسند احمد ج۱ ص ۲۹۔ عن ابن عباس۔

(٦) نسائی ج ۷ کتاب التحریم، باب قتل من فارق الجماعة۔☆ مسند احمدج ٤ ص ۳٤۱۔ عن عرفجة بن شریح۔ السنن الکبریٰ ج ۸ کتاب قتال اهل البغی، باب ماجاء فی قتال اهل البغی والخوارج۔☆کنز العمال ج ٦ص ٦٤۔ ٦۵۔ حدیث نمبر ۱٤۸۵۸ عن عرفجة اور ص ۵۷۔ حدیث نمبر ۱٤۸۳۰۔

(۷) مسلم ج۲ کتاب الامارة، باب حکم من فرق امر المسلمین و هو مجتمع۔

(۸) نسائی ج۲ کتاب التحریم، باب قتل من فرق الجماعة۔☆ مسند احمد ج٤ ص ۳٤۱۔ عن عرفجة بن شریح الاسلمی۔ ☆کنز العمال ج٦ص۵۸۔ حدیث نمبر ۱٤۸۳۱۔ عن عرفجة بن شریح الاشجعی۔☆ السنن الکبریٰ ج ۸ ص۱٦۹۔ کتاب قتال اهل البغی، باب ماجاء فی قتال اهل البغی والخوارج۔☆ المستدرك ج۲ کتاب قتال اهل البغی الامر بقتل من یفرق بین امة محمد ﷺ۔ عن عرفطة بن شریح الاسلمی۔

(۹) نسائی ج ۷ کتاب التحریم، باب قتل من فارق الجماعة۔☆ کنز العمال ج۱۔ ص ۱۸۱ – ۱۸۲۔ حدیث نمبر ۹۱۹۔☆کنز العمال ج٦ ص۵۸۔ حدیث نمبر ۱٤۸۳۱۔ عن عرفجة۔

(۱۰) ابو داؤد ج٤ کتاب السنة، باب الخوارج۔☆ نسائی ج ۷ کتاب التحریم باب قتل من فارق الجماعة۔ نسائی کی روایت میں هنات دو مرتبه هے اور جمیع کی جگه جمع هے☆ کنز العمال ج٦ ص ۵۱۔ حدیث نمبر ۱٤۸۰٤

(۱۱) نسائی ج ۷ کتاب التحریم، باب قتل من فارق الجماعة۔☆ کنز العمال ج٦ ص ۵۱۔ حدیث نمبر ۱٤۸۰۳۔ عن اسامه بن شریك۔

(۱۲) سنن دارمی ج۱ باب فی ذهاب العلم☆ جامع بیان العلم و فضله لابن عبد البر ج۱ ص۷٤۔ عن عمر بن الخطاب جامع بیان العلم و فضله من یا معشر العرب هے نیز اس میں تطاول الناس فی البنیان هے۔

(۱۳) ابو داؤد ج۳ کتاب الجهاد، باب فی القوم یسافرون یؤمرون احدهم۔ حضرت ابوهریره سے مروی روایت میں

اِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ الخ ھے۔ یعنی خَرَجَ اس میں نہیں ھے۔

(۱٤) ابو داؤد ج٤ كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الايمان و نقصانه۔☆ كنز العمال ج١ص ٤٠۔ حديث نمبر ٩٠۔☆ ترمذی اور مسند احمد میں سهل بن معاذ الجهنى عن ابيه کے حواله سے روایت منقول ھے جس کے الفاظ مندرجه ذیل ھیں۔
ان النبی ﷺ قال: من اعطى لله و منع لله و احب لله و ابغض لله و انكح لله فقد استكمل ايمانه☆ ترمذی ج٢ ابواب صفة القيامة، باب...☆ مسند احمد ج٣ ص ٤٣٨- ٤٤٠۔ عن معاذ بن انس عن ابيه۔ ترمذی نے اس روایت کو هذا حديث حسن منكر کہا ھے۔ مسنداحمد ج ٤ ص٢٨٦ پر ان اوسط عرى الايمان ان تحب فى الله و تبغض فى الله کے الفاظ براء بن عازب کے حواله سے منقول ھیں۔ اور ج ٥ ص ٢٤٧۔ پر بھی اور كنز العمال ٧٣/١۔ حديث نمبر ١٠٥۔ اور امام بخاری نے ج١۔ كتاب الايمان کے تحت ایك باب میں الحب فى ا لله والبغض فى الله من الايمان نقل کیا ھے۔ اور نسائی نے كتاب الايمان میں ان يحب فى الله و ان يبغض فى الله روایت کیا ھے۔

(۱٥) بخاری ج٢ كتاب الادب، باب ما ينهى عن التحاسد والتدابر و قوله و من شر حاسد اذا حسد۔ بخاری میں كتاب الوصايا، كتاب النكاح اور كتاب الفرائض میں بھی یه روایت ھے۔ بخاری میں ابو ھریرۃؓ سے مروی ایك روایت میں ولا تناجشوا بھی مروی ھے اور حضرت انسؓ کی روایت میں ولا يحل لمسلم ان يهجر اخاه فوق ثلاثة ايام ھے۔☆ مسلم ج٢ كتاب البر والصلة، باب تحريم التحاسد والتباغض والتدابر۔ مسلم نے حضرت انس بن مالك سے بھی روایت لی ھے اور اس میں ولا تقاطعوا کا اضافه نقل کیا ھے اور حضرت ابو ھریرۃؓ سے جو روایت نقل کی ھے اس میں ولا تنافسوا کا اضافه ھے جسے امام مسلم نے باب تحريم الهجر فوق ثلاثة ايام بلا عذر شرعی کے تحت بیان کیا ھے۔☆ ابو داؤد ج ٤ كتاب الادب، باب فيمن يهجر اخاه المسلم۔ عن انس بن مالك روایت لی ھے جو مختصر ھے اور حضرت ابو ھریرہ سے ص ٢٨٠ پر۔☆ترمذی ج٢ ابواب البر والصلة، باب ماجاء فى الحسد۔ عن انس۔☆ مؤطا امام مالك ج٢ كتاب الجامع باب ماجاء فى المهاجرة کے تحت حضرت انس بن مالك اور حضرت ابو ھریرہ دونوں کی روایات مذکور ھیں۔☆ مسند احمد میں ج ٢ ص ٢٤٥، ٢٨٧، ٣١٢، ٣٤٢، ٤٦٥، ٤٧٠، ٤٨٢، ٤٩٢، ٥٠٤، ٥١٧، ٥٣٩ پر روایت مذکور ھے۔ ☆السنن الكبرىٰ للبيهقى ج ١ كتاب الشهادات، باب شهادة اهل العصبية۔ عن ابى هريرة۔ اور ص ٢٣٢ پر حضرت انس اور حضرت ابو ھریرہ کی دوسری روایات بھی مذکور ھیں المختصر بيهقى فى الشعب الايمان ص: ١٥٧۔ حديث نمبر٤٣۔

(۱٦) بخاری ج١ كتاب الايمان، باب من الايمان ان يحب لاخيه ما يحب لنفسه۔ مسلم ج١ كتاب الايمان، باب الدليلٰ على ان من خصال الايمان يحب لاخيه المسلم ما يحب لنفسه۔ مسلم کی ایك روایت میں لجارة بھی ھے۔ ☆ترمذی ج٢ ابواب صفة القيامة باب...هذا حديث صحيح۔☆ نسائی ج ٨ كتاب الايمان و شرائعه، باب علامة الايمان۔ عن انس۔☆ ابن ماجه المقدمه، باب فى الايمان اور كتاب الجنائز باب ١ میں صرف و يحب له ما يحب لنفسه مروی ھے۔☆ كنز العمال ج ٤٠/١۔ حديث نمبر٩٦۔ سنن دارمی ج٢ كتاب الاستيذان، باب٥ فى حق المسلم على المسلم کے تحت و يحب لهٗ ما يحب لنفسه ھے۔☆ سنن دارمی ج٢ كتاب الرقاق، باب لايومن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه۔☆ مسند احمد ج١ص ٨٩۔ج ٣ ص ١٧٦، ٢٠٦، ٢٥١،

۲۷۲، ۲۷۸، ۲۸۹۔☆ کنز العمال ج ۱ ص ٤۲ اور موارد الظمان الی زوائد لابن حبان نے کتاب الایمان فی الاسلام والایمان کے تحت حضرت انسؓ سے نبی ﷺ کی حدیث لا یبلغ العبد حقیقة الایمان حتی یحب للناس ما یحب لنفسه من الخیر بھی روایت کی ھے۔☆ نسائی ج ۸ ص ۱۱۵ اور مسند احمد ج ۳ ص ۲۰٦، ۲۵۱ پر حضرت انسؓ سے مروی حضور ﷺ کے الفاظ مندرجه ذیل ھیں۔ والذی نفسی بیده لا یومن عبد حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه من الخیر۔

☆احکام القرآن للجصاص ج ۳ سورۂ نور فصل کے زیر عنوان میں نقل کیا ھے۔

(۱۷) ابوداؤد ج ٤ کتاب الادب، باب فی العصبیة۔☆ السنن الکبریٰ للبیھقی ج ۱۰ کتاب الشھادات، باب شھادة اھل العصبیة رواہ زھیر بن معاویه عن سماك موقوفا۔ بیھقی نے مرفوع نقل کیا ھے یعنی عن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود عن ابیه قال، قال رسول اللّٰه ﷺ (الحدیث) (ابو داؤد نے اور سند سے اس روایت کو مرفوع بھی نقل کیا ھے) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ انْتَهَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَ هُوَ فِیْ قُبَّةٍ مِنْ اَدَمٍ، فَذَکَرَ نَحْوَهٗ۔

(۱۸) مسلم ج ۱ کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان و فضلها وادناھا۔☆ ابو داؤد ج ٤ کتاب السنة، باب فی رد الارجاء۔ عن ابی ھریرة ابو داؤد نے او بضع و ستون روایت نھیں کیا۔☆ ترمذی ج ۲ ابواب الایمان، باب فی استکمال الایمان والزیادة والنقصان۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔ ترمذی میں الایمان بضع و سبعون بابا اور افضلھا کی جگه ارفعھا ھے۔☆ نسائی ج ۸۔ کتاب الایمان و شرائعه، باب ذکر شعب الایمان۔ نسائی نے ادناھا کی جگه اوضعھا نقل کیا ھے۔☆ ابن ماجه المقدمه باب فی الایمان۔ ترمذی والی روایت ھے۔☆ مسند احمد ج ۲ ص ۳۷۹، ٤۱٤، ٤٤٥۔ عن ابی ھریرة۔☆ کنز العمال ج ۱ ص ۳۵۔ حدیث نمبر ۵۲۔☆ بخاری ج ۱ ص ٦ پر صرف الایمان بضع و ستون شعبة، والحیاء شعبة من الایمان ھے۔ اس روایت کو کنز العمال ج ۱ ص ۳۵ حدیث نمبر ۵۳ میں بھی نقل کیا ھے۔☆ مسند احمد نے ج ۲ ص ۳۷۹ پر الایمان اربعة و ستون بابا ارفعھا و اعلاھا قول لا اله الا اللّٰه و ادناھا اماطة الاذی عن الطریق اور ص ٤۱٤ پر الایمان بضع و سبعون بابا افضلھا لا اله الا اللّٰه و ادناھا اماطة العظم عن الطریق والحیاء شعبة من الایمان اور ص ٤٤۵ پر الایمان بضع و سبعون بابا فادناھا اماطة الاذی عن الطریق و ارفعھا قول لا اله الا اللّٰه نقل کیا ھے۔ البیھقی فی الشعب الایمان (المختصر) ص ۲۵۰۔ حدیث نمبر ۷۷۔☆البیھقی فی الشعب الایمان (المختصر) ص ٤۔

(۱۹) مسلم ج ۱ کتاب الطھارة، باب فضل الوضوء۔☆ ترمذی ج ۲ ابواب الدعوات باب...ھذا حدیث حسن صحیح۔☆نسائی ج ۵ کتاب الزکوة، باب وجوب الزکوة۔ نسائی اسباغ الوضوء شطر الایمان ھے۔☆ابن ماجه کتاب الطھارت، باب ۵ الوضوء شطر الایمان، عن ابی مالك الاشعری۔ اسباغ الوضوء ھے۔☆سنن دارمی ج ۱ کتاب الوضوء باب ۲ ماجاء فی الطھور۔☆ مسند احمد ج ٤ ص ۳٦۰۔ ج ۵ ص ۳٤۲، ۳٤۳، ۳٤٤، ۳٦۳، ۳۷۲۔☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج ۱ کتاب الطھارة باب فرض الطھور و محله من الایمان، عن ابی مالك الاشعری۔

(۲۰) ترمذی ج ۲ ابواب الایمان، باب ماجاء المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده۔ حدیث ابی ھریرة حدیث حسن صحیح☆ نسائی ج ۸ کتاب الایمان وشرائعه باب صفة المؤمن۔☆ ابن ماجه کتاب الفتن، باب الکف من قال لا اله الا اللّٰه۔☆ مسند احمد ج ۳ ص ۱۵٤۔ ج ٦ ص ۲۱، ۲۲ اور ۲/۲۰٦، ۲۱۵، ۳۷۹۔☆موارد الظمان الی زوائد ابن حبان۔ کتاب الایمان، باب فی الاسلام والایمان۔

(۲۱) مسند احمد ج۳ ص ۱۳۵، ۱۵٤، ۲۱۰، ۲۵۱۔☆ موارد الظمان الی زوائد ابن حبان، کتاب الایمان، باب فیما یخالف کمال الایمان۔☆ مشکوٰۃ المصابیح ج۱ کتاب الایمان الفصل الثانی عن انس بحوالہ البیھقی فی شعب الایمان۔

(۲۲) مسند احمد ج ٥ ص ۲٥۱۔☆ المستدرک للحاکم ج ۱کتاب الایمان، عن ابی امامۃ۔☆ ترمذی ج۲ ابواب الفتن، باب فی لزوم الجماعۃ۔☆ ترمذی نے من سرتہ حسنتہ و ساء تہ سیئتہ فذلکم المؤمن نقل کیا ھے۔ موارد الظمان الی زوائد ابن حبان نے کتاب العلم باب ماجاء فی البر والاثم میں مسند احمد اور مستدرک والی روایت نقل کی ھے۔☆ مشکوٰۃ ج۱۔ کتاب الایمان۔ کتاب الایمان فصل ثالث۔

(۲۳) مسند احمد ج٤ ص ۳۸٥۔☆کنز العمال ج۱ص ۳٦۔ حدیث نمبر ٥۷ ص۳۸ حدیث بحوالہ طبرانی فی مکارم الاخلاق عن جابر نمبر ۷٤۔ بحوالہ بخاری فی التاریخ من حدیث عبید بن عمیر عن ابیہ اور الدیلمی عن معقل بن یسار۔

(۲٤) مسند احمد ج ٥ ص ۲٤۷۔ ☆ مشکوٰۃ ج۱ کتاب الایمان، ص ۱٦۔ فصل ثالث۔☆ کنز العمال ج۱ص ۳۷۔ حدیث نمبر ٦۷۔ بحوالہ طبرانی عن معاذ بن جبل اور ص۳۸۔ حدیث نمبر۷۳۔ بحوالہ ابن مندہ عن ایاس ابن سھل الجھنی۔

(۲٥) ترمذی ج۲ ابواب الایمان باب ماجاء فی استکمال الایمان و زیادتہ و نقصانہ۔☆ مسند احمد ج٦ص ٤۷۔ ۹۹۔ عن عائشۃ۔☆ المستدرک للحاکم ج۱کتاب الایمان، باب من اکمل المؤمنین ایمانا احسنھم خلقا والطفھم باھلہ عن عائشۃ۔ و فی الباب عن ابی ھریرۃ، و انس بن مالک۔ ھذا حدیث حسن، ولا نعرف لابی قلابۃ سماعا من عائشۃ۔و قد روی ابو قلابۃ عن عبد اللّٰہ بن یزید رضیع لعائشۃ عن عائشۃ غیر ھذا الحدیث، و ابو قلابۃ اسمہ عبد اللّٰہ بن زید الجرمی...ذکر ایوب السختیانی ابا قلابۃ، فقال کان واللّٰہ من الفقھاء ذوی الالباب۔

(۲٦) بخاری ج۲ کتاب الادب، باب من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یوذ جارہٗ اور بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان۔☆ ترمذی ج۲ ابواب صفۃ القیامۃ، باب... عن ابی ھریرۃ۔☆ مسلم ج۱کتاب الایمان، باب الحث علی اکرام الجار والضیف و لزوم الصمت الا عن الخیر وکون ذلک کلہ من الایمان عن ابی ھریرۃ۔ الفاظ آگے پیچھے ھیں اور آخر میں او لیسکت ھے۔ بخاری، مسلم اور ترمذی نے ابو شریح العدوی کے حوالہ سے بھی ایک روایت نقل کی ھے۔ ابو شریح کی روایت ابو داؤد ج ۳ کتاب الاطعمۃ باب ماجاء فی الضیافۃ میں بھی نقل کی ھے۔ اور ابن ماجہ نے کتاب الادب باب حق الضیف کے ضمن میں اسے ذکر کیا ھے اور سنن دارمی نے بھی ابو شریح الخزاعی سے اس روایت کو کتاب الاطعمۃ باب الضیافۃ میں بیان کیا ھے۔ آخر میں او لیسکت روایت کیا ھے اور مؤطا امام مالک میں ابو شریح الکعبی کے حوالہ سے اسے کتاب الجامع باب جامع ماجاء فی الطعام والشراب کے تحت روایت کیا گیا ھے۔☆ مسند احمد ج۲ ص ۱۷٤، ۲٦۷، ۲٦۹، ٤۳۳، ٤٦۳۔ ج۳ ص،۷٦۔ ج٤ص ۳۱، ج ٥ص ٤۱۲۔ ج٦ص ٦۹، ۳۸٤، ۳۸٥۔☆ مسند احمد نے ج۲ ص ۱۷٤پر منقول روایت میں فلیحفظ جارہ روایت کیا ھے۔ اور ص: ۲٦۷، ٤۳۳ پر بخاری والی روایت مذکور ھے اور ص ٤٦۳ پر مذکور روایت میں او لیسکت نقل کیا ھے۔ ج۳ ص ۷٦۔ ابو سعید خدری سے من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ ثلاثا ذکر کیا ھے۔ اور ج٤ ص ۳۱ پر ابو شریح الخزاعی کی روایت ذکر کی ھے اور ج٥ ص ٤۱۲۔ عن رجل اس روایت میں بھی او یسکت ھے اور ج٦ص ٦۹ پر عن عائشہ مروی ھے اس میں او

لیصمت هے اور ج٦ص ٣٨٤، ٣٨٥ پر عن ابی شریح الخزاعی الکعبی هے اس روایت میں بهی او لیصمت هے۔
اور البیهقی فی شعب الایمان (المختصر) ص ٢٢٣۔ حدیث نمبر ٦٨۔

(٢٧) ترمذی ج٢ ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی اللغة۔☆ مسند احمد ج١ص ٤٠٥-٤١٦۔ عن عبد اللّٰه۔ ☆موارد الظمان الی زوائد بن حبان۔ کتاب الایمان باب فیما یخالف کمال الایمان۔☆ المستدرک ج١ کتاب الایمان باب لیس المؤمن بالطعان۔☆ کنز العمال ج١ص ١٤٦۔ حدیث نمبر ٧٢٠ بحواله بیهقی مستدرک وغیره۔☆ الادب المفرد للبخاری ص٨٧۔ حدیث نمبر ٣١٢، ٣٣٢۔ عن عبد اللّٰه۔☆ مشکوٰة المصابیح ص ٤١٣۔ بحواله بیهقی فی شعب الایمان۔

(٢٨) الادب المفرد للبخاری ص٣٩۔ باب لا یشبع دون جاره حدیث نمبر ١١٢۔ ☆البیهقی فی شعب الایمان بحواله مشکوٰة المصابیح۔ ص ٤٢٤۔ کتاب الادب باب الرحمة علی الخلق۔ مشکوة میں لیس المؤمن بالذی یشبع و جاره جائع الی جنبه هے۔☆ المستدرک للحاکم ج ٤ کتاب البر والصلة باب لیس المؤمن الذی یبیت و جاره الی جنبه جائع۔

(٢٩) بخاری ج٢ کتاب الادب، باب اثم من لا یامن جاره بوائقه۔☆ مسلم ج١ کتاب الایمان، باب الحث علی اکرام الجار والضیف۔☆ مسند احمد ج١ص ٣٨٧، ج٢ص ٢٨٨، ٣٣٦، ٣٧٣، ج٣ ص١٥٤، ١٩٨، ج٤ ص ٣١، ج٦ص ٣٨٥۔ ☆مشکوٰة المصابیح کتاب الادب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق۔ عن ابی هریرة۔ ☆المستدرک للحاکم ج٤ کتاب البر والصلة باب من کان یؤمن باللّٰه والیوم الاخر فلیکرم جاره۔ عن ابی هریرة۔

(٣٠) مسند احمد ج ٥ ص ٢٥٢۔ ☆مشکوٰة المصابیح کتاب الادب، باب حفظ اللسان و الغیبة والشتم بحواله بیهقی فی شعب الایمان۔☆ کنز العمال ج ١ص ١٦٦۔ حدیث نمبر ٨٣٣ اور حدیث ٨٣٢ میں کنز العمال نے اسی صفحه پر المؤمن یطبع علی کل خلق الا الکذب والخیانة۔ اور حدیث ٨٣٤ میں یطبع المؤمن علی کل شیء الا الخیانة والکذب۔ اور صفحه ١٦٧ پر حدیث نمبر ٨٣٥ میں یطبع المؤمن علی کل خلة غیر الخیانة والکذب اور حدیث ٨٣٦ میں یطبع المؤمن علی کل خلة لیس الخیانة والکذب۔

(٣١) ابو داؤد ج٤ کتاب الادب، باب من کظم غیظا۔☆ ترمذی ج٢ ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی کثرة الغضب۔ هذا حدیث حسن غریب۔☆ ابن ماجه کتاب الزهد باب ١٨ الحلم۔☆ مسند احمد ج٣ ص٤٣٨، ٤٤٠ ص ٤٣٨ ان ینفذه کی جگه ان ینتصره هے۔

(٣٢) مشکوٰة المصابیح کتاب الاداب فصل سوم بحواله بیهقی فی شعب الایمان۔☆کنز العمال ج٦ص ٨٥، ٨٦۔ حدیث نمبر ١٤٩٥٥۔ بحواله بخاری فی التاریخ بغوی، باوردی، ابن شاهین، ابن نافع، ابو نعیم وغیره قال البغوی: والصحیح عندی شرجیل بن اوس۔

(٣٣) مسند احمد ج٤ ص١٢٦۔☆ مشکوٰة المصابیح باب الریاء و السمعة۔☆ المستدرک للحاکم ج ٤کتاب الرقاق، باب ان الریاء الشرک الاصغر۔ المستدرک میں هے من صلی و هو یرائی فقد اشرک و من صام و هو یرائی فقد اشرک و من تصدق و هو یرائی فقد اشرک۔

(٣٤) بخاری ج١ کتاب الجهاد، باب اثم من عاهد ثم غدر، وقول الله الذین عاهدت منهم ثم ینقضون عهدهم فی کل مرة الایة۔☆ بخاری ج ١ کتاب الایمان، باب ظلم دون ظلم اس باب میں امام بخاری نے اربع نقل کیا هے۔☆ مسلم ج ١ کتاب الایمان باب خصال المنافق۔ مسلم نے و ان صام و صلی و زعم انه مسلم کا اضافه بهی بیان

کیا ھے۔ ☆ترمذی ج۲ ابواب الایمان، باب ماجاء فی علامة المنافق۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔☆ مسند احمدج۲ص ۱۹۸ پر بھی اربع ھے۔☆مختصر شعب الایمان ص۹۷۔ حدیث نمبر ۳۲۔

(۳۵) ابو داؤد ج ۳ کتاب الاقضیة باب فی شهادة الزور۔

(۳٦) موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان، کتاب الایمان باب فی الاسلام والایمان۔☆ المستدرك ج ۱ کتاب الایمان۔ ترمذی نے ۱ ابواب فضائل الجهاد باب ماجاء فی فضل من مات مرابطا اور مسند احمد ج٦ص ۲۰ اور ۲۲پر فضالة بن عبید سے مندرجه ذیل الفاظ سے روایت نقل کی ھے۔

فضالة بن عبید یحدث عن رسول الله ﷺ انه قال: کل میت یختم علی عمله الا الذی مات مرابطا فی سبیل الله فانه ینمی له عمله الی یوم القیامة و یامن فتنة القبر و سمعت رسول الله ﷺ یقول: المجاهد من جاهد نفسه۔ مسند احمد نے نفسه لله او قال فی الله عزوجل نقل کیا ھے۔ ترمذی نے فضالة بن عبید کی روایت کو حسن صحیح کہا ھے۔☆ امام بخاری نے اپنی الجامع الصحیح ج۱کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده کے تحت عبد الله ابن عمرو کے واسطه سے والمسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده، والمهاجر من هجر ما نهی الله عنه۔ روایت کیا ھے یہی بخاری والے الفاظ ابو داوٗد ج۳ کتاب الجهاد، باب فی الهجرة هل انقطعت میں بھی مذکور ھیں۔

(۳۷) مسند احمدج٦ص ٦۷- ٦۹۔☆ مشکوٰة المصابیح کتاب الامارة والقضاء ة، فصل ثالث بحواله البیهقی۔

(۳۸) مسند احمدج ٥ ص ۳۲۳۔☆ موارد الظمان الی زوائد ابن حبان، کتاب العلم باب فی الصدق والکذب۔

(۳۹) ترمذیج۲ ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی البخیل ۔ ھذا حدیث حسن غریب۔☆مسند احمد ج۱ص٤۔۷عن ابی بکر الصدیق۔

(٤۰) مسند احمد ج۳ ص ۳۲۱، ۳۹۹۔☆ المستدرك ج ٤ کتاب الفتن والملاحم، باب الترهیب عن امارة السفهاء۔☆ موارد الظمان الی زوائد ابن حبان، کتاب الامارة، باب فیمن یدخل علی الامراء السفهاء و یعینهم علی ظلمهم۔

(٤۱) ابن ماجه کتاب التجارات، باب من باع عیبا فلیبینه۔ فی الزوائد: فی اسناده بقیة بن الولید، وهو مدلس، و شیخه ضعیف۔

(٤۲) مسند احمد ج ٥ ص ۲۸۹، ۲۹۰۔☆ نسائی ج ۷ کتاب البیوع، باب التغلیظ، فی الدین نسائی نے ثم عاش کی جگه ثم اُحْیِیَ نقل کیا ھے۔

(٤۳) ابوداؤد ج۳ کتاب الوصایا باب ماجاء فی کراهیة الاضرار فی الوصیة۔☆ ترمذی ج۲ ابواب الوصایا۔ باب ماجاء فی الوصیة فی الثلث۔ ھذا حدیث حسن غریب من ھذا الوجه۔

(٤٤) ترمذی ج۲ ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی الاحسان الی الخادم۔☆ابن ماجه کتاب الادب، باب ۱۰ الاحسان الی الممالیك۔☆ مسند احمد ج ۱ص ٤،۷،۱۲۔ عن ابی بکرالصدیق۔

(٤٥) ابو داؤد ج ٤ کتاب الادب، باب فی اصلاح ذات البین۔☆ ترمذی ج۲ ابواب صفة القیامة، باب... ھذا حدیث صحیح۔☆ مسند احمد ج٦ص ٤٤٤، ٤٤٥۔ عن ابی الدرداء۔

(٤٦) مسلم ج۲ کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم، ترمذی ج۲ ابواب صفة القیامة، باب ماجاء فی شان الحساب والقصاص۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔ ترمذی میں ان یقضٰی کی جگه ان یقتص ھے۔☆ مسند احمد ج۲

ص ۳۰۳، ۳۳٤، ۳۷۲۔ عن ابی ھریرۃ۔

(٤۷) ابو داؤد ج ٤ کتاب الملاحم، باب الامر والنھی۔☆ مسند احمد ج ٤ ص ۲٦۰۔ حدیث عن رجل ج ٥ ص ۲۹۳۔ حدیث عبد اللّٰہ بن سعدؓ۔

(٤۸) ابن ماجہ کتاب التجارات، باب الحکرۃ والجلب☆ سنن دارمی ج ۲ کتاب البیوع، باب فی النھی عن الاحتکار۔☆ المستدرک للحاکم ج ۲ کتاب البیوع۔ باب لا یحتکر الا خاطئی عن عمر۔☆ المصنف لعبد الرزاق ج ۸ کتاب البیوع باب الحکرۃ۔ المستدرک نے صرف المحتکر ملعون ھی بیان کیا ھے۔ ☆کنز العمال ج ٤ ص ۱۸۲۔ حدیث نمبر ۱۰۰۷۲۔ (فی الزوائد: فی اسنادہ علی بن زید بن جدعان، و ھو ضعیف)

(٤۹) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الاحتکار بحوالہ رزین۔☆ المستدرک للحاکم نے ج ۲ کتاب البیوع، باب الحکرۃ کے تحت حضرت ابو ھریرہ سے ایک روایت مندرجہ ذیل الفاظ سے روایت کی ھے۔

عن ابی ھریرۃ، قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: من احتکر یرید ان یتغالی بھا علی المسلمین فھو خاطئی فقد بری منہ ذمۃ اللہ۔ مستدرک والی روایت کو السنن الکبریٰ للبیھقی نے ج ٦ کتاب البیوع باب ماجاء فی الاحتکار میں نقل کیا ھے۔

(٥۰) مشکوٰۃ المصابیح کتاب البیوع باب الاحتکار، بحوالہ رزین۔

(٥۱) بخاری ج۲ کتاب الادب، باب تعاون المؤمنین بعضھم بعضا۔☆ بخاری ج۱ کتاب المظالم، باب نصر المظلوم۔☆بخاری ج۱ کتاب الصلاۃ، باب تشبیک الاصابع فی المسجد وغیرہ۔ بخاری نے جلد اول کے دونوں مقامات پر شبک اصابعہ تک روایت بیان کی ھے۔☆ مسلم ج۲ کتاب البر والصلۃ باب تراحم المؤمنین۔☆ترمذی ج۲ ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی شفقۃ المسلم علی المسلم۔ ھذا حدیث صحیح۔ و فی الباب عن علی و ابی ایوب۔☆ نسائی ج ٥ کتاب الزکوۃ باب الشفاعۃ فی الصدقۃ۔ نسائی میں اشفعوا، توجروا سے آگے والی عبارت ھے۔☆ نسائی ج ٥ کتاب الزکوۃ باب اجر الخازن اذا تصدق باذن مولاہ، کے تحت عن ابی موسٰی جو روایت نقل کی ھے اس میں المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضا اس مقام پر اشفعوا توجروا نھیں ھے۔☆ مسند احمد ج ٤ ص ٤۰٤، ٤۰٥، ٤۰۹۔☆ مجمع الزوائد ج ۸ کتاب الادب، باب مثل المؤمن من اھل الایمان۔ اور کتاب البر والصلۃ باب مثل المؤمن من اھل الایمان کے ضمن میں بھی منقول ھے۔☆ السنن الکبریٰ ج ۸ کتاب قتال اھل البغی باب ماجاء فی الشفاعۃ والذب عن اخیہ المسلم عن الاخر۔

(٥۲) مسند احمد ج ٤ ص ۲۷۰۔ نعمان بن بشیر۔

(٥۳) بخاری ج۲ کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبھائم۔☆ مسلم ج۲ کتاب البر والصلۃ والادب، باب تراحم المؤمنین و تعاطفھم و تعاضدھم۔ عن نعمان بن بشیر۔ مسلم میں اذا اشتکی منہ عضو ھے۔☆مسند احمد ج ٤ ص ۲۷۰۔ عن نعمان بن بشیر۔ اس مقام پر مثل المؤمنین فی توادھم الخ ھے۔☆مسنداحمد ج ٤ ص ۲۷۱ ص ۲۷٦۔ عن نعمان بن بشیر۔

مسلم میں انھی سے مروی اور روایات:

قال رسول اللّٰہ ﷺ: المؤمنون کرجل احد ان اشتکی راسہ تداعی سائر الجسد بالحمی والسھر۔

ایک دوسری روایت میں ھے۔

المسلمون کرجل واحد ان اشتکی عینہ، اشتکی کلہ، و ان اشتکی راسہ، اشتکی کلہ۔

☆مسلم ج ۲ کتاب البر والصلة والادب باب تراحم المؤمنين و تعاطفهم و تعاضدهم☆ مسند احمد ج ٤ ص ٢٧٨۔
عن النعمان بن بشير۔ اس مقام پر انما مثل المسلمين كالرجل الواحد اذا وجع منه شیء تداعٰی سائر جسده۔
مجمع الزوائد میں دو روایتیں منقول ھیں۔
عن سهل بن سعد الساعدی، عن النبی ﷺ قال: ان المؤمن من اهل الايمان بمنزلة الراس من الجسد يالم المؤمن من اهل الايمان كما يالم الجسد لما فی الراس۔ رواه احمد والطبرانی فی الكبير والاوسط، و رجال احمد رجال صحيح۔
دوسری روایت:
عن بشير بن سعد صاحب رسول اللّٰه ﷺ قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: منزلة المؤمن من المؤمن منزلة الراس من الجسد متی ما اشتكی الجسد اشتكی له الراس و متی ما اشتكی الراس، اشتكی سائر الجسد۔
☆مجمع الزوائد ج ۸ کتاب الادب، باب مثل المؤمن من اهل الايمان۔

(٥٤) مسند احمد ج٦ ص ٢١ - ٢٢☆ بخاری نے ج ۲ کتاب الرقاق کے تحت باب من جاهد نفسه فی طاعة اللّٰه، قائم کیا ھے۔

(٥٥) نسائی ج ۷ کتاب البيعة، باب هجرة البادی☆ نسائی ج ٥ کتاب الزكوة، باب جهد المقل کے تحت اور ابو داؤد ج ۲ کتاب الوتر میں اور سنن دارمی نے ج ۱ ص ۲۷۲ پر عبد اللّٰه بن حبشی الخثعمی کے حوالہ سے نبی ﷺ کا ارشاد مندرجہ ذیل الفاظ میں نقل کیا ھے۔
قيل: فای الهجرة افضل؟ قال: من هجر ما حرم اللّٰه عزوجل۔
☆مسند احمد ج۲ص ١٦٠ - ١٩١عن عبد اللّٰه بن عمرو اور ج ٤ ص ٣٨٥۔ عن عمرو بن عبسه۔☆ موارد الظمان الی زوائد ابن حبان کتاب الجهاد باب ماجاء فی الهجرة۔

(٥٦) مسند احمد ج۳ ص ٥٥ اور مسند احمد ج۳ ص ۳۸ پر ابو سعید خدری ھی سے مروی روایت میں مثل المؤمن كمثل الفرس منقول ھے۔

(٥٧) ابن ماجه ابواب الزهد، باب ٤ من لا يؤبه له۔☆ مسند احمد ج٦، ص ٤٥٩۔ عن اسماء بنت يزيد۔☆ مسند احمد ج ٤، ص ٢٢٧۔ عن عبد الرحمن بن غنم۔☆ مشكوٰة المصابيح باب الحب فی اللّٰه و من اللّٰه۔ ☆مجمع الزوائد للهيثمی ج ۸ کتاب الادب، باب ماجاء فی الغيبة والنميمة۔ عن عبد الرحمن اور عن اسماء بنت يزيد۔ ان دونوں روایات کی سند میں شهر بن حوشب ھے جس کے بارے میں کلام کیا گیا ھے اگرچہ بعض نے اسے ثقه بھی قرار دیا ھے اور الطبرانی عباده بن صامت کے واسطه سے بھی اس روایت کو بیان کیا ھے مگر اس سند میں يزيد بن ربيعه ھے جسے متروك قرار دیا گیا ھے۔

(٥٨) ابو داؤد ج ٤، کتاب السنة باب الدليل علی زيادة الايمان و نقصانه۔

(٥٩) ترمذی ج ۲ ابواب صفة القيامة، باب...(هذا حديث غريب ولم يذكر سويد عن ابيه فی حديثه) ☆ الاحاديث الضعيفه والموضوعه لنا صر الدين البانی ج ۲، ص ٦٣٣۔☆ الشكر لابن ابی الدنيا۔

(٦٠) مشكوٰة المصابيح فصل ثالث، کتاب الادب، باب البكاء والخوف بحواله رزين۔

(٦١) ترمذی ج ۲ ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی الاحسان والعفو۔ هذا حديث حسن غريب۔ لا نعرفه الا من هذا الوجه۔

(۶۲) ابو داؤد ج۳ کتاب البیوع (الاجارة) باب فی الرجل یاخذ حقه من تحت یده۔☆ ترمذی ج ۱ابواب البیوع۔ باب...هذا حدیث حسن غریب۔☆سنن دارمی ج۲ کتاب البیوع باب ۵۷۔ فی اداء الامانة واجتناب الخیانة۔ عن ابی هریرة۔☆ مسند احمد ج۳ ص ۴۱۴۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۱۰ کتاب الدعویٰ والبینات باب اخذ الرجل حقه ممن یمنعه ایاه عن ابی هریرة۔ المعجم الکبیر (الطبرانی) ج ۱ ص ۲۶۱۔ حدیث نمبر ۷۶۰۔ عن انس۔ ☆مختصر بیهقی فی الشعب الایمان ص ۱۲۲عن ابی هریرة۔☆ کنز العمال ج ۳ ص ۶۳۔ عن ابی هریرة۔ هذا حدیث حسن غریب۔ لا نعرفه الا من هذا الوجه۔

(۶۳) مشکوٰة المصابیح باب البکاء والخوف رزین بحواله۔

(۶۴) مسلم ج۲ کتاب الجهاد والسیر باب تامیر الامام الامراء علی البعوث ووصیته ایاهم باداب الغزو وغیره۔ ☆بخاری ج ۱ کتاب العلم، باب ماکان النبی ﷺ یتخولهم بالموعظة والعلم کی لا ینفروا بخاری نے یسروا ولا تعسروا پهلے بیان کیا هے۔ اور بشروا ولا تنفروا بعد میں۔☆ ابو داؤد ج ۴ کتاب الادب، باب فی کراهیة المراء عن ابی موسٰی۔ ابو داؤد نے مسلم کے الفاظ کی ترتیب سے روایت نقل کی هے۔☆مسند احمد ج ۴ ص ۳۹۹ پر یسروا عن ابی موسٰی اشعری۔ اور ص ۴۱۲ پر بشروا هے۔

(۶۵) ابو داؤد ج ۴ کتاب الادب، باب فی الغیبة۔☆ مسند احمد ج ۴ ص ۴۲۱، ۴۲۴۔ عن ابی برزه اسلمی۔

(۶۶) ابو داؤد ج ۴ کتاب الادب باب فی النهی علی التجسس۔

(۶۷) احکام القرآن للجصاص ج ۵ سورة الحجرات۔

(۶۸) ابو داؤد ج ۴ کتاب الادب، باب فی الستر علی المسلم۔☆احکام القرآن للجصاص ج ۵ الحجرات۔ ☆مسند احمدج ۴ ص ۱۴۷، ۱۵۸۔ عن عقبه بن عامر۔☆مسند احمدج ۴ ص۱۵۸ پر مؤودة کے بعد من قبرها بهی هے۔

(۶۹) ابوداؤد ج ۴ کتاب الادب، باب فی النهی عن التجسس۔☆مسند احمد ج۶ ص ۴۔ عن ابی امامة و مقداد بن اسود۔

(۷۰) مسلمج۲ کتاب الجنة و صفة نعیمها و اهلها۔ باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا اهل الجنة و اهل النار۔☆ مسند احمد ج ۴ ص ۱۶۱۔ عن عیاض بن حمار المجاشعی۔

(۷۱) بخاری ج۲ کتاب الادب، باب رحمة الناس بالبهائم۔☆ مسلم ج ۲ کتاب البر والصلة، باب تراحم المؤمنین و تعاطفهم و تعاضدهم۔
مسلم نے اذا اشتکی منه عضو نقل کیا هے اور مسلم نے نعمان بن بشیر سے مروی ایك روایت المؤمنون لرجل واحد اور ایك دوسری روایت المسلمون کرجل واحد کے الفاظ بهی نقل کیے هیں۔☆مسند احمد ج ۴ ص ۲۶۸ اورص ۲۷۰ عن نعمان بن بشیر۔

(۷۲) بخاریج۲ کتاب الادب، باب تعاون المؤمنین بعضهم بعضا نیز کتاب الصلاة ج ۱باب تشبیك الاصابع فی المسجد وغیره اور کتاب المظالم۱ باب نصر المظلوم۔☆ مسلم ج ۲ کتاب البر والصلة، باب تراحم المؤمنین و تعاطفهم۔☆ ترمذی ج۲ ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی شفقة المسلم علی المسلم۔☆ نسائی ج ۵ کتاب الزکوٰة، باب اجر الخازن اذا تصدق باذن مولاه۔☆ مسند احمد ج ۴ ص ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶۔ عن ابی موسٰی اشعری۔☆ تاریخ بغداد از خطیب بغدادی ج ۲ ص ۵۔ عن ابی موسٰی اشعری۔

(۷۳) بخاری ج۱ابواب المظالم والقصاص باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمه اور کتاب الاکراه باب یمین

الرجل لصاحبه انه اخوه اذا خاف علیه القتل۔☆ مسلم ج ۲ کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم۔ مسلم نے کربات کی جگہ کرب نقل کیا ھے۔☆ مختصر شعب الایمان ص ۲۲۵۔ عن سالم بن عبد اللّٰہ بن عمر☆ ابو داؤد ج ٤ کتاب الادب باب المواخاۃ اور باب فی المعونة للمسلم ص ۲۸۷ پر عن ابی ھریرۃ۔ ابو داؤد نے المسلم اخو المسلم نقل نھیں کیا اس نے من نفس عن مسلم کربة من کرب الدنیا نفس اللّٰہ عنه کربة من کرب یوم القیامة، و من یسر علی معسر یسر اللّٰہ علیه فی الدنیا والاخرۃ، ومن ستر علی مسلم ستر اللّٰہ علیه فی الدنیا والاخرۃ واللّٰہ فی عون العبد ماکان العبد فی عون اخیه قال ابو داؤد: لم یذکر عثمان عن ابی معاویة و من یسر علی معسر۔☆ترمذی ۱ کتاب الحدود، باب ماجاء فی الستر علی المسلم عن ابی ھریرۃ۔ ابوداؤد والی روایت نقل کی ھے اور ترمذی ج ۲ ابواب البر باب ماجاء فی الستر علی المسلمین کے تحت بھی یھی روایت نقل کی ھے۔ ھذا حدیث حسن۔☆ مسند احمد ج ۲ ض ۹۱۔ عن عبد اللّٰہ بن عمر۔☆مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۲۔ عن ابی ھریرۃ ج ٤ ص ۱۰٤۔ مسند میں حضرت ابو ھریرۃؓ سے مروی روایت کے الفاظ مندرجه ذیل ھیں۔

قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: من وسع علی مکروب کربة فی الدنیا، وسع اللّٰہ علیه کربة فی الاخرۃ، و من ستر عورۃ مسلم فی الدنیا ستر اللّٰہ عورته فی الاخرۃ، واللّٰہ فی عون المرء ماکان فی عون اخیه۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۲۷٤۔ عن ابی ھریرۃ)

(۷٤) ترمذی ج ۲ ابواب البر والصلة باب ماجاء فی شفقة المسلم علی المسلم۔ ھذا حدیث حسن غریب۔ ☆ابوداؤد ج ٤ کتاب الادب، باب فی الغیبة۔ عن ابی ھریرۃ۔ ابو داؤد نے کل المسلم علی المسلم حرام ماله و عرضه و دمه، حسب امرئ من الشر ان یحقر اخاہ المسلم نقل کیا ھے۔☆مسند احمد ج ۲ ص ۲۷۷۔ عن ابی ھریرۃ۔

(۷۵) مسند احمد ج ٥ ص ۳٤۰۔

(۷٦) مسلم ج ۲ کتاب الجنة وصفة نعیمها و اھلها، باب صفات التی یعرف بها فی الدنیا اھل الجنة و اھل النار۔ ☆مسند ج ٤ ص ۱٦۱ عن عیاض بن حمار المجاشعی۔

(۷۷) ترمذی ج ۲ ابواب الزھد، باب ماجاء فی الزھادۃ فی الدنیا۔ ھذا حدیث غریب لا نعرفه الا من ھذا الوجه، و ابو ادریس الخولانی، اسمه عائذ اللّٰہ، بن عبد اللّٰہ و عمرو بن واقد منکر الحدیث۔☆ ابن ماجه کتاب الزھد، باب الزھد فی الدنیا۔ قال ھشام: قال: ابو ادریس الخولانی: یقول: مثل ھذا الحدیث فی الاحادیث کمثل الابریز فی الذھب۔

(۷۸) ترمذیج ۲ ابواب صفة القیامة، باب... حدثنا محمد بن یحی، نا محمد بن یوسف، عن سفیان، عن ھشام بن عروۃ، عن ابیه، عن عائشة انها کتبت الی معاویة، فذکر الحدیث بمعناہ ولم یرفع۔

(۷۹) بخاری ج ۱ کتاب التهجد۔ باب التهجد باللیل و قوله عزوجل من اللیل فتهجد به نافلة لك۔ مزید برآں اس روایت کو بخاری نے کتاب التوحید اور کتاب الدعوات میں مسلم نے کتاب المسافرین میں اور ابو داؤد نے کتاب الصلاۃ میں، نسائی نے کتاب التطبیق میں، اور قیام اللیل میں، ابن ماجه نے کتاب اقامة الصلوٰۃ والسنة فیها میں سنن دارمی نے کتاب الصلاۃ اور مؤطا امام مالك نے قرآن کے عنوان کے تحت، اوربیھقی نے کتاب الصلاۃ میں اور مسند احمد نے ج ۱ ص ۹۵، ۱۰۲، ۱۱۹، ۳۰۲، ۳۰۸، ۳۵۸ وغیرہ پر الفاظ سے تقدیم و تاخیر کے ساتھ نقل کیا ھے۔

(۸۰) تفسیر ابن کثیر ج ۲ سورۃ الانفال☆ ترمذی ج ۲ ابواب الفتن، باب ماجاء فی الامر بالمعروف والنهی عن المنکر۔

(۸۱) مسند احمدج ٤ ص ١٩٢☆ مشكوٰة المصابيح۔ باب الامر بالمعروف۔☆ تفسير ابن كثير ج ٢ سورة الانفال۔

(۸۲) بخاری ج ١ كتاب الايمان، باب الحياء من الايمان۔☆مسلم ١ كتاب الادب، كتاب الايمان، باب بيان عدد شعب الايمان و افضلها و ادناها و فضيلة الحياء و كونه من الايمان۔☆ ابو داؤد ج ٤ كتاب السنة، باب فی رد الارجاء۔ (والحياء شعبة من الايمان) ☆ترمذی ج٢ ابواب البر، باب ماجاء فی الحياء۔ عن ابی هريرة۔ ☆ترمذی ج٢ ابواب الايمان، باب ماجاء الحياء من الايمان۔ (حسن صحيح)☆ نسائی ج ٨ كتاب الايمان، باب شعب الايمان عن ابی هريرة۔☆ ابن ماجه المقدمه باب٩فی الايمان۔ عن سالم بن عبد اللّٰه عن ابيه و ابو هريرة۔ ابن ماجه كتاب الزهد، باب الحياء۔ (الحياء من الايمان) عن ابی بكرة۔☆ مؤطا امام مالك ج٢ كتاب الجامع حسن الخلق باب ماجاء فی الحياء۔☆مسند احمد ج٢ ص٥٦، ١٤٧، ٣٩٢، ٤١٤، ٤٤٢، ٥٠١، ٥٣٣۔ ج ٥ ص ٢٦٩۔

(۸۳) مسلم ج ١ كتاب الايمان، باب بيان عدد شعب الايمان و افضلها و ادناها و فضيلة الحياء و كونه من الايمان۔ ☆مسند احمد ج ٤ ص ٤٢٦، ٤٢٧، ٤٣٦، ٤٤٠، ٤٤٢، ٤٤٥، ٤٤٦۔

(۸٤) مسلم ج ١ كتاب الايمان، باب بيان كون النهی عن المنكر من الايمان۔☆ ترمذی ج ٢ ابواب الفتن، باب ماجاء فی تغيير المنكر باليد او باللسان او بالقلب۔ هذا حديث حسن صحيح۔☆ نسائی ج ٨ كتاب الايمان و شرائعه باب ذكر شعب الايمان۔☆ مسند احمد ج٣ ص ٢٠، ٤٩-٥٣۔ عن ابی سعيد خدری۔ ☆ابن ماجه كتاب الفتن باب الامر بالمعروف والنهی عن المنكر۔☆ ابو داؤد نے كتاب الصلاة اور كتاب الملاحم میں ابن ماجه نے كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها اور كتاب الفتن باب ٢٠ میں اور مسند احمد ج٣ ص ١٠- ٥٢ پر من رای منكم منكرا فاستطاع ان يغيره فليغيره منقول ہے۔

(۸۵) ابو داؤد ج ٤ كتاب الملاحم باب الامر والنهی۔

(۸٦) ترمذی ج٢ ابواب تفسير القرآن، سورة المائدة، ترمذی کی ایک روایت میں ان بنی اسرائيل لما وقع فيهم النقص كان الرجل فيهم يری اخاه يقع علی الذنب فينهاه عنه فاذا كان الغد لم يمنعه ما رای منه ان يكون اكيله و شريبه و خليطه☆ مسند احمد ج ١ ص ٣٩١۔ عن عبد اللّٰه بن مسعود۔ هذا حديث حسن غريب۔

كتاب السياسة

فصل:۱

سیاسیات

اصلاح دنیا کے لیے سیاسی طاقت کی ضرورت

۲۱۴- اِنَّ اللّٰہَ لَیَزَعُ بِالسُّلْطَانِ مَالَا یَزَعُ بِالْقُرْاٰنِ۔

''اللہ حکومت کی طاقت سے ان چیزوں کا سد باب کر دیتا ہے جن کا سد باب قرآن سے نہیں کرتا۔''

تخریج:〈۱〉 اَخبرَنا اَبُوْ بَکرٍ اَلْبرقَانِیُّ، اَخبرَنا اَحْمَدُ بْنُ الْحُسَیْنِ الْھَمَذَانِیُّ اَبُوْ حَامِدٍ، حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبدِ الْکَرِیْمِ، حَدَّثَنَا جَدِّی مُحَمَّدٌ حَدَّثَنا الْھَیْثَمُ ابْنُ عَدِیّ، حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ: لَمَا یَزَعُ اللّٰہُ بِالسُّلْطَانِ اَعْظَمُ مِمَّا یَزَعُ بِالْقُرْاٰنِ۔ (۱)

تشریح: انبیاء کرام اس مقصد کے لیے مبعوث کیے گئے کہ خدا کی حاکمیت کا نظام قائم کریں۔ اس لیے دیکھیے کہ ہجرت سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ دعا منگوائی جاتی ہے **وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَصِیْرًا** (بنی اسرائیل: ۸۰) اور دعا کر کہ'' پروردگار مجھ کو جہاں بھی تو لے جا، سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا دے۔''

یعنی یا تو مجھے خود اقتدار عطا کر یا کسی حکومت کو میرا مددگار بنا دے تا کہ میں اس کی طاقت سے دنیا کے اس بگاڑ کو درست کر سکوں، فواحش اور معاصی کے اس سیلاب کو روک سکوں اور تیرے قانون عدل کو جاری کر سکوں۔ یہی تفسیر ہے اس آیت کی جو حسن بصری اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہما نے کی ہے اور اس کو ابن جریر اور ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہما جیسے جلیل القدر مفسرین نے اختیار کیا ہے اور اسی کی تائید یہ حدیث کرتی ہے کہ **ان اللّٰہ لیزع بالسلطان مالا یزع بالقراٰن**۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام دنیا میں جو اصلاح چاہتا ہے، وہ صرف وعظ و تذکیر سے نہیں ہو سکتی بلکہ اس کو عمل میں لانے کے لیے سیاسی طاقت بھی درکار ہے۔ پھر جب کہ یہ دعا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو خود سکھائی ہے تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اقامت دین اور نفاذ شریعت اور اجرائے حدود اللہ کے لیے حکومت چاہنا اور اس کے حصول کی کوشش کرنا نہ صرف جائز بلکہ مطلوب و مندوب ہے اور وہ لوگ غلطی پر ہیں جو اسے دنیا پرستی یا دنیا طلبی سے تعبیر کرتے ہیں۔ دنیا پرستی اگر ہے تو یہ کہ کوئی شخص اپنے لیے حکومت کا طالب ہو۔ رہا خدا کے دین کے لیے حکومت کا طالب ہونا تو یہ دنیا پرستی نہیں بلکہ خدا پرستی ہی کا عین تقاضا ہے۔ (اسلامی ریاست، اسلامی ریاست کیوں؟)

اسلامی ریاست کا مقصد وجود

ایک اسلامی ریاست کے قیام کا اصل مقصد اُس اصلاحی پروگرام کو مملکت کے تمام ذرائع سے عمل میں لانا ہے جو اسلام نے انسانیت کی بہتری کے لیے پیش کیا ہے۔ محض امن کا قیام، محض قومی سرحدوں کی حفاظت، محض عوام کے معیارِ زندگی کو بلند کرنا اس کا آخری اور انتہائی مقصد نہیں ہے۔ اس کی امتیازی خصوصیت جو اسے غیر مسلم ریاستوں سے ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ وہ ان بھلائیوں کو فروغ دینے کی کوشش کرے جن سے اسلام انسانیت کو آراستہ کرنا چاہتا ہے اور اُن برائیوں کو مٹانے اور دبانے میں اپنی ساری طاقت خرچ کردے جن سے اسلام انسانیت کو پاک کرنا چاہتا ہے۔

(اسلامی ریاست، ریاست کا مقصد وجود)

۲۱۵— اس ریاست میں حکمراں اور اس کی حکومت کا اولین فریضہ یہ قرار دیا گیا تھا کہ وہ اسلامی نظامِ زندگی کو کسی ردوبدل کے بغیر جوں کا توں قائم کرے اور اسلام کے معیارِ اخلاق کے مطابق بھلائیوں کو فروغ دے اور برائیوں کو مٹائے... آپ کی قائم کردہ ریاست کا اصل کام ہی یہ تھا کہ دین کے پورے نظام کو قائم کرے اور اس کے اندر کوئی ایسی آمیزش نہ ہونے دے جو مسلم معاشرے میں دورنگی پیدا کرنے والی ہو۔ اس آخری نکتے کے بارے میں نبی ﷺ نے اپنے اصحاب اور جانشینوں کو سختی سے متنبہ فرمادیا کہ:

مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔(۱) ”جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات نکالے۔ جو اس کی جنس سے نہ ہو اس کی بات مردود ہے۔“ اِیَّاكُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔(۲) ”خبردار، نرالی باتوں سے بچنا، کیوں کہ ہر نرالی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گم راہی۔“ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْاِسْلَامِ۔(۳) ”جس نے کسی بدعت نکالنے والے کی توقیر کی۔ اس نے اسلام کو منہدم کرنے میں مدد دی۔“

اس سلسلے میں آپؐ کا یہ ارشاد بھی ہمیں ملتا ہے کہ تین آدمی خدا کو سب سے زیادہ ناپسند ہیں اور ان میں ایک وہ شخص ہے جو مبتغ فی الاسلام سنة الجاهلية ”اسلام میں جاہلیت کا کوئی طریقہ چلانا چاہیے۔“

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔ (۲)

〈۲〉 حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، ثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، ثَنَا ثَوْرُ بْنُ یَزِیْدَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو السُّلَمِیُّ وَ حَجَرُ بْنُ حَجَرٍ، قَالَا: اَتَیْنَا الْعِرْبَاضَ ابْنَ سَارِیَةَ، وَ هُوَ مِمَّنْ نَزَلَ فِیْهِ وَلَا عَلَى الَّذِیْنَ اِذَا مَا اَتَوْکَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا اَجِدُ مَا

---

(۱) مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة۔

(۲) ایضًا

(۳) ایضًا

اَحمِلُکُم عَلَیہِ، فَسَلَّمنَا، وَ قُلنَا: اَتَینَاکَ زَائِرِینَ وَ عَائِدِینَ وَ مُقتَبِسِینَ، فَقَالَ العِربَاضُ: صَلّٰی بِنَا رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ یَومٍ، ثُمَّ اَقبَلَ عَلَینَا، فَوَعَظَنَا مَوعِظَۃً بَلِیغَۃً ذَرَفَت مِنہَا العُیُونُ وَوَجِلَت مِنہَا القُلُوبُ فَقَالَ قَائِلٌ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ کَاَنَّ ہٰذِہٖ مَوعِظَۃُ مُوَدِّعٍ، فَمَاذَا تَعہَدُ اِلَینَا؟ فَقَالَ: اُوصِیکُم بِتَقوَی اللّٰہِ وَالسَّمعِ وَالطَّاعَۃِ، وَ اِن عَبدًا حَبَشِیًّا فَاِنَّہٗ مَن یَّعِش مِنکُم بَعدِی فَسَیَرَی اختِلَافًا کَثِیرًا، فَعَلَیکُم بِسُنَّتِی وَ سُنَّۃِ الخُلَفَاءِ المَہدِیِّینَ الرَّاشِدِینَ تَمَسَّکُوا بِہَا، وَ عَضُّوا عَلَیہَا بِالنَّوَاجِذِ، وَ اِیَّاکُم وَ مُحدَثَاتِ الاُمُورِ، فَاِنَّ کُلَّ مُحدَثَۃٍ بِدعَۃٌ وَ کُلَّ بِدعَۃٍ ضَلَالَۃٌ۔ (۳)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عمرو سلمی اور حجر بن حجر کا بیان ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم دونوں عرباض بن ساریہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ ان اصحاب میں سے تھے جن کے بارے میں **ولا علی الذین اذا ما اتوک (الآیۃ)** نازل ہوئی تھی۔ ہم نے انہیں سلام عرض کیا اور کہا ہم آپ کی ملاقات، عیادت اور استفادہ کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ (علم دین سیکھنے کے لیے) (ان کی آمد کا مدعا سن کر) عرباض نے بیان کیا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر ہماری جانب روئے انور پھیر کر متوجہ ہوئے اور بڑی بلیغ (دل کی گہرائیوں میں اتر جانے والی) نصیحت فرمائی جس کی وجہ سے آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور دل دہل گئے (خوف زدہ ہوگئے) (اسی اثنا میں) ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول یہ تو ایسی نصیحت ہے جیسے الوداع کہنے والا اپنے ساتھیوں کو کرتا ہے تو آپؐ ہمیں کیا نصیحت فرماتے ہیں؟ فرمایا۔ میں تم کو تقویٰ اللہ اور سمع و طاعت کی وصیت کرتا ہوں۔ (اللہ سے ہر حال میں ڈرنے اپنے مسلمانوں کے حاکموں کی تابع داری کرنے اور ان کے احکام کو بہ دل و جان تسلیم کرنے کی وصیت کرتا ہوں)۔ وہ حاکم و فرماں روا خواہ ایک حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ ضرور بہت سے اختلاف ملاحظہ کرے گا۔ تو ایسے موقع پر تمہیں میرے طریقہ اور ہدایت و رشد یافتہ خلفاء کے طریقہ کو مضبوطی سے پکڑ لینا، بلکہ دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا اور نئے طریقوں کو اختیار کرنے سے بچنا کیوں کہ ہر نیا طریقہ بدعت ہے اور ہر بدعت سراسر گمراہی ہے۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا آدَمُ بنُ اَبِی اِیَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعبَۃُ، قَالَ: اَخبَرَنِی عَمرُو بنُ مُرَّۃَ، قَالَ: سَمِعتُ مُرَّۃَ الہَمدَانِیَّ یَقُولُ: قَالَ عَبدُ اللّٰہِ: اِنَّ اَحسَنَ الحَدِیثِ کِتَابُ اللّٰہِ، وَاَحسَنَ الہَدیِ ہَدیُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وَ شَرَّ الاُمُورِ مُحدَثَاتُہَا وَ اِنَّ مَا تُوعَدُونَ لَآتٍ وَمَا اَنتُم بِمُعجِزِینَ۔ (٤)

﴿۴﴾ قَالَ: وَ نَا مُحَمَّدُ بنُ اِسحَاقَ، نَا اَبُو ہَمَّامٍ، نَا حَسَّانُ بنُ اِبرَاہِیمَ، عَن مُحَمَّدِ بنِ مُسلِمِ الطَّائِفِیِّ عَن اِبرَاہِیمَ بنِ مَیسَرَۃَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَن وَقَّرَ صَاحِبَ بِدعَۃٍ فَقَد اَعَانَ عَلٰی ہَدمِ الاِسلَامِ۔ (٥)

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا اَبُو الیَمَانِ، قَالَ: اَخبَرَنَا شُعَیبٌ، عَن عَبدِ اللّٰہِ بنِ اَبِی حُسَینٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ

ابنُ جُبیرٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اَبغَضُ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ ثَلٰثَۃٌ: مُلحِدٌ فِی الحَرَمِ، وَ مُبتَغٍ فِی الاِسلَامِ سُنَّۃَ الجَاھِلِیَّۃِ، وَ مُطَّلِبُ دَمِ امرِیءٍ بِغَیرِ حَقٍّ لِیُھرِیقَ دَمَہٗ۔ (۶)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے اللہ کے نزدیک مبغوض ترین آدمی تین ہیں۔ (ایک) حرم میں ظلم کرنے والا (دوسرا) اسلام میں جاہلیت کا کوئی طریقہ چلانے والا (تیسرا) کسی شخص کو ناحق قتل کرنے کا شدید تقاضا کرنے والا۔

انسان پر انسان کی خدائی

۲۱۶- قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنِّیۡ خَلَقۡتُ عِبَادِیۡ حُنَفَاءَ فَجَاءَ تۡھُمُ الشَّیَاطِیۡنُ فَاجۡتَالَتۡھُمۡ مِنۡ دِیۡنِھِمۡ وَ حَرَّمَتۡ عَلَیۡھِمۡ مَا اَحۡلَلۡتُ لَھُمۡ۔ (حدیث قدسی)

''اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو صحیح فطرت پر پیدا کیا پھر شیاطین نے ان کو آن گھیرا، انہیں فطرت کی راہ راست سے بھٹکا لے گئے اور جو کچھ میں نے ان کے لیے حلال کیا تھا ان شیاطین نے ان کو اس سے محروم کر کے رکھ دیا۔''

تخریج: ⟨ا⟩ حَدَّثَنَا اَبُو غَسَّانِ المِسمَعِیُّ وَ مُحَمَّدُ بنُ مُثَنّٰی وَ مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارِ بنِ عُثمَانَ وَاللَّفظُ لِاَبِی غَسَّانَ وَابنِ مُثَنّٰی قَالَا: نَا مُعَاذُ بنُ ھِشَامٍ، حَدَّثَنِی اَبِی عَن قَتَادَۃَ، عَن مُطَرِّفِ بنِ عَبدِ اللّٰہِ بنِ الشِّخِّیرِ، عَن عِیَاضِ بنِ حِمَارِ المُجَاشِعِیِّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ذَاتَ یَومٍ فِی خُطبَتِہٖ: اَلَا اِنَّ رَبِّی اَمَرَنِی اَن اُعَلِّمَکُم مَا جَھِلتُم مِمَّا عَلَّمَنِی یَومِی ھٰذَا، کُلُّ مَالٍ نَحَلتُہٗ عَبدًا حَلَالٌ وَ اِنِّی خَلَقتُ عِبَادِی حُنَفَاءَ کُلَّھُم، وَ اِنَّھُم اَتَتھُمُ الشَّیَاطِینُ فَاجتَالَتھُم عَن دِینِھِم وَ حَرَّمَت عَلَیھِم مَا اَحلَلتُ لَھُم وَ اَمَرَتھُم اَن یُّشرِکُوا بِی مَالَم اُنزِل بِہٖ سُلطَانًا۔ الخ۔ (۷)

تشریح: انسان پر انسان کی خدائی قائم رہنے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ وہی جو ایک کم ظرف آدمی کو پولیس کمشنر بنا دینے یا ایک جاہل کو وزیر اعظم بنا دینے کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اول تو خدائی کا نشہ ہی کچھ ایسا ہے کہ آدمی اس شراب کو پی کر کبھی اپنے قابو میں رہ نہیں سکتا اور بالفرض اگر وہ قابو میں رہ بھی جائے تو خدائی کے فرائض انجام دینے کے لیے جس علم کی ضرورت ہے اور جس بے لوثی و بے غرضی اور بے نیازی کی حاجت ہے وہ انسان کہاں سے لائے گا؟ یہی وجہ ہے کہ جہاں جہاں انسانوں پر انسانوں کی الٰہیت و ربوبیت قائم ہوئی وہاں ظلم، طغیان، ناجائز انتفاع، بے اعتدالی اور ناہمواری نے کسی نہ کسی صورت سے راہ پا ہی لی۔ انسانی روح اپنی فطری آزادی سے محروم ہو کر ہی رہی انسان کے دل و دماغ پر، اس کی پیدائشی قوتوں اور صلاحیتوں پر ایسی بندشیں عائد ہو کر ہی رہیں، جنہوں نے انسانی شخصیت کے نشو و ارتقا کو روک دیا۔ کس قدر سچ فرمایا اس صادق و مصدوق علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام نے: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو صحیح فطرت پر پیدا کیا تھا۔ پھر شیطانوں نے ان کو آن گھیرا۔ انہیں فطرت کی راہ راست سے بھٹکا لے گئے اور جو کچھ میں نے ان کے لیے حلال کیا تھا۔ ان شیطانوں نے ان کو اس سے محروم کر کے رکھ دیا۔''

یہی وہ چیز ہے جو انسان کے سارے مصائب، اس کی ساری تباہیوں، اس کی تمام محرومیوں کی اصل جڑ ہے۔ یہی اس کی ترقی میں اصل رکاوٹ ہے، یہی وہ روگ ہے جو اس کے اخلاق اور اس کی روحانیت کو اس کی علمی وفکری قوتوں کو، اس کے تمدن اور اس کی معاشرت کو، اس کی سیاست اور اس کی معیشت کو، اور قصہ مختصر اس کی انسانیت کو تپ دق کی طرح کھا گیا ہے۔ قدیم ترین زمانہ سے کھا رہا ہے اور آج تک کھائے چلا جاتا ہے۔ اس روگ کا علاج بجز اس کے کچھ ہے ہی نہیں کہ انسان سارے ارباب اور تمام الٰہوں کا انکار کر کے صرف اللہ کو اپنا الٰہ اور صرف رب العالمین کو اپنا رب قرار دے۔ اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ اس کی نجات کے لیے نہیں ہے، کیوں کہ ملحد اور دہریہ بن کر بھی تو وہ الٰہوں اور ارباب سے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔

(اسلامی ریاست، بنیادی مقدمات ’’فتنہ کی جڑ‘‘)

ایسی خدائی کے خلاف جہاد

۲۱۷- نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ ’’مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ لوگ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد (ﷺ) اللہ کا بندہ اور رسول ہے، نیز وہ ہمارے قبلہ کی طرف منہ پھیریں، ہمارا ذبیحہ کھائیں اور ہماری طرح نماز پڑھیں۔ جونہی انہوں نے ایسا کیا ہم پر اُن کے خون اور اُن کے مال حرام ہو گئے، الا یہ کہ حق اور انصاف کی خاطر ان کو حلال کیا جائے۔ اُس کے بعد اُن کے وہی حقوق ہیں جو سب مسلمانوں کے ہیں اور ان پر وہی واجبات ہیں جو سب مسلمانوں پر ہیں۔ (اسلامی ریاست، اسلامی تصور قومیت ’’اسلام کا طریق جمع وتفریق‘‘)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَعْقُوْبَ الطَّالَقَانِيُّ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ، وَ اَنْ يَّسْتَقْبِلُوْا قِبْلَتَنَا، وَ اَنْ يَّاْكُلُوْا ذَبِيْحَتَنَا، وَ اَنْ يُّصَلُّوْا صَلٰوتَنَا، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَ اَمْوَالُهُمْ، اِلَّا بِحَقِّهَا: لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِيْنَ، وَ عَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ۔ (۸)

بخاری نے ایک روایت مندرجہ ذیل متن سے نقل کی ہے:

〈۲〉 حَدَّثَنَا نُعَيْمُ قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَمِيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا وَ صَلُّوْا صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا وَ اَكَلُوْا ذَبِيْحَتَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَ اَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَ حِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ۔ (۹)

۲۱۸- آں حضرت ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا اسلم۔ اسلام قبول کرلے۔ اس نے عرض کی کہ انی اجدنی کارھا۔ میں اپنے اندر کچھ کراہت محسوس کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا و ان کنت کارھا فان اللّٰہ سیرزقک حسن النیۃ والاخلاص۔ ’’اس کراہت کے باوجود قبول کرلے۔ پھر اللہ تجھے حسن نیت اور اخلاص بھی بخش دے گا۔‘‘

(الجہاد فی الاسلام، اشاعت اسلام اور تلوار)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا یَحیٰ عَنْ حُمَیْدٍ، عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِرَجُلٍ: اَسْلِمْ، قَالَ: اِنِّیْ اَجِدُنِیْ کَارِهًا، قَالَ: وَاِنْ کُنْتَ کَارِهًا... فَاِنَّ اللّٰہَ سَیَرْزُقُکَ حُسْنَ النِّیَّةِ وَالْاِخْلَاصِ۔ (۱۰)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ، عَنْ حُمَیْدٍ، عَنْ اَنَسٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِرَجُلٍ: اَسْلِمْ، قَالَ: اَجِدُنِیْ کَارِهًا، قَالَ: اَسْلِمْ وَلَوْ کُنْتَ کَارِهًا۔ (۱۱)

عصبیت کے خلاف اسلام کا جہاد

۲۱۹- لَیْسَ مِنَّا مَنْ مَّاتَ عَلَی الْعَصَبِیَّةِ۔ لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلَی الْعَصَبِیَّةِ۔ لَیْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلَی الْعَصَبِیَّةِ۔

''جس نے عصبیت پر جان دی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ جس نے عصبیت کی طرف بلایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ جس نے عصبیت پر جنگ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ اَیُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَکِّیِّ۔ (یَعْنِیْ ابْنُ اَبِیْ لَبِیْبَةَ۔) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ سُلَیْمَانَ، عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰی عَصَبِیَّةٍ، وَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلٰی عَصَبِیَّةٍ، وَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ مَّاتَ عَلٰی عَصَبِیَّةٍ۔ (۱۲)

تشریح: کفر و شرک کی جہالت کے بعد اسلام کی دعوت حق کا اگر کوئی سب سے بڑا دشمن تھا تو وہ یہی نسل و وطن کا شیطان تھا اور یہی وجہ تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ۲۳ سالہ حیات نبویہ میں ضلالت کفر کے بعد سب سے زیادہ جس چیز کو مٹانے کے لیے جہاد کیا وہ یہی عصبیت جاہلیہ تھی۔ آپ احادیث و سیر کی کتابوں کو اٹھا کر دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرور کائنات نے کس طرح خون اور خاک، رنگ اور زبان، پستی اور بلندی کی تفریقوں کو مٹایا، انسان اور انسان کے درمیان غیر فطری امتیازات کی تمام سنگین دیواروں کو مسمار کیا اور انسان ہونے کی حیثیت سے تمام بنی آدم کو یکساں قرار دیا۔

۲۲۰- لَیْسَ لِاَحَدٍ فَضْلٌ عَلٰی اَحَدٍ اِلَّا بِدِیْنٍ وَ تَقْوٰی۔ اَلنَّاسُ کُلُّهُمْ بَنُوْ آدَمَ وَ آدَمُ مِنْ تُرَابٍ۔

''پرہیزگاری اور دین داری کے سوا کسی اور چیز کی بنا پر ایک شخص کو دوسرے شخص پر فضیلت نہیں ہے سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے۔''

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا یَحیٰ بْنُ اِسْحَاقَ، اَنَا ابْنُ لَهِیْعَةَ عَنِ الْحٰرِثِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِیِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: اِنَّ اَنْسَابَکُمْ هٰذِهٖ لَیْسَتْ بِمَسَبَّةٍ عَلٰی اَحَدٍ کُلُّکُمْ بَنُوْ آدَمَ طَفُّ الصَّاعِ لَمْ تَمْلَؤُهُ، لَیْسَ لِاَحَدٍ عَلٰی اَحَدٍ فَضْلٌ اِلَّا بِدِیْنٍ اَوْ تَقْوٰی وَ کَفٰی بِالرَّجُلِ اَنْ یَّکُوْنَ بَذِیًّا بَخِیْلًا فَاحِشًا۔ (۱۳)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر جہنی سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تمہارے یہ انساب (نسب نامے) درحقیقت کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتے، تم سب بالکل برابر و مساوی مرتبہ کے آدم کے بیٹے ہو، کسی کو کسی دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں۔ فضیلت تو دین وتقویٰ کی بنا پر ہے۔ آدمی کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ بدگو، بخیل اور بداخلاق ہو۔

﴿۲﴾ قَالَ الْحَافِظُ اَبُو الْقَاسِمِ الطَّبَرَانِیُّ: حَدَّثَنَا اَبُوْ عُبَیْدَةَ عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الْعَسْکَرِیُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ بْنِ جَبَلَةَ، حَدَّثَنا عُبَیْدُ بْنُ حُنَیْنِ الطَّائِیُّ، سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ حَبِیْبِ بْنِ خَرَاشِ الْعَصَرِیَّ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: اَلْمُسْلِمُوْنَ اِخْوَةٌ لَا فَضْلَ لِاَحَدٍ عَلٰی اَحَدٍ اِلَّا بِالتَّقْوٰی۔ (۱۴)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان سب بھائی بھائی ہیں۔ کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں بجز تقویٰ کے۔

۲۲۱– نسل وطن، زبان اور رنگ کی تفریق کو آپؐ نے یہ کہہ کر مٹایا کہ:

لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ کُلُّکُمْ اَبْنَآءُ آدَمَ۔ (بخاری۔ مسلم)

''نہ کسی عربی کو عجمی پر فضیلت ہے نہ عجمی کو عربی پر۔ تم سب آدم کی اولاد ہو۔'' (بخاری، مسلم میں یہ الفاظ نہیں ملے) (مرتب)

تخریج:﴿۱﴾ وَ قَالَ ﷺ: لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ، وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ، وَلَا لِاَبْیَضَ عَلٰی اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَبْیَضَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی النَّاسُ مِنْ آدَمَ، وَ آدَمُ مِنْ تُرَابٍ۔ (۱۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہے اور نہ کسی گورے کو کالے پر اور نہ کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت ہے ماسوائے تقویٰ۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی تخلیق مٹی سے ہے۔

﴿۲﴾ عَنْ فَهْدِ بْنِ الْبُحَیْرِیِّ بْنِ شُعَیْبِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَزْرَقِ، قَالَ: خَرَجْتُ اِلٰی مَکَّةَ، فَلَمَّا صِرْتُ بِالصَّحْرِیَّةِ قَالَ لِیْ اِخْوَانِیْ: هَلْ لَّکَ فِیْ رَجُلٍ لَهٗ صُحْبَةٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: صَاحِبُ الْقُبَّةِ الْمَضْرُوْبَةِ فِیْ مَوْضِعِ کَذَا وَ کَذَا، فَقُلْتُ لِاَصْحَابِیْ: قُوْمُوْا بِنَا اِلَیْهِ، فَقُمْنَا، فَانْتَهَیْنَا اِلٰی صَاحِبِ الْقُبَّةِ، فَسَلَّمْنَا فَرَدَّ السَّلَامَ، فَقَالَ: مَنِ الْقَوْمُ؟ قُلْنَا قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ، بَلَغَنَا اَنَّ لَکَ صُحْبَةً مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: نَعَمْ، صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ قَعَدْتُّ تَحْتَ مِنْبَرِهٖ یَوْمَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنٰی عَلَیْهِ، وَ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ: (یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاکُمْ) فَلَیْسَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ فَضْلٌ، وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ فَضْلٌ، وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ فَضْلٌ، وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ فَضْلٌ اِلَّا بِالتَّقْوٰی یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ: لَا تَجِیْئُوْا بِالدُّنْیَا تَحْمِلُوْنَهَا عَلٰی رِقَابِکُمْ، وَ یَجِیْئُ النَّاسُ

بِالْاٰخِرَةِ۔ فَاِنِّیْ لَا اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا۔ قُلْنَا: مَا اسْمُکَ؟ قَالَ: اَنَا الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ فَارِسُ الضَّحْیَآءَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ۔ (۱۶)

ترجمہ: فہد سے مروی ہے اس نے بیان کیا کہ میں مکہ کی جانب جانے کے لیے نکلا۔ جب میں صحریہ پہنچا تو میرے ساتھی رفقاء نے کہا کہ کیا تمہیں ایسے شخص سے ملاقات کی رغبت ودلچسپی ہے جسے صحابیت کا شرف حاصل ہو۔ میں نے کہا ہاں اس نے کہا فلاں جگہ گنبد نما خیمہ میں جو صاحب ہیں وہ صحابی ہیں تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا اٹھو ہمیں ان کے پاس لے چلو۔ چناں چہ ہم سب اٹھے اور صاحب قبہ کے پاس پہنچ گئے ہم نے سلام کہا۔ اس نے ہمارے سلام کا جواب دیا اور دریافت کیا کہ کون لوگ ہیں؟ ہم نے جواب دیا کہ بصری لوگ ہیں۔ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپ کو صحابیت کا شرف حاصل ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ میں صحبت رسالت مآب سے بہرہ ور ہوں۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر میں آپ کے منبر کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ آپؐ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شعوب وقبائل میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ اللہ کے ہاں معزز ومکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت ہے اور نہ کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل ہے نیز کسی گورے کو کالے پر بھی کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے ساتھ۔ اے گروہ قریش۔ دنیا اپنے کاندھوں پر لادے ہوئے نہ آنا جب کہ دوسرے آخرت کا توشہ لے کر آئیں گے۔ میں اللہ کی گرفت وسزا سے تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا۔ ہم نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے بتایا عداء بن خالد بن عمرو بن عامر میرا نام ہے۔ دور جاہلیت میں فارس الضحیاء سے مشہور تھا۔

﴿۳﴾ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ اَنْسَابَكُمْ هٰذِهٖ لَیْسَتْ بِسَبَّابٍ عَلٰی اَحَدٍ، وَ اِنَّمَا اَنْتُمْ وَلَدُ اٰدَمَ طَفَّ الصَّاعُ لَمْ تَمْلُؤُهُ لَیْسَ لِاَحَدٍ فَضْلٌ اِلَّا بِالدِّیْنِ اَوْ عَمَلٌ صَالِحٌ حَسْبُ الرَّجُلِ اَنْ یَّكُوْنَ فَاحِشًا بَذِیًّا، بَخِیْلًا، جُبَانًا۔ (۱۷)

ترجمہ: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمہارے یہ انساب کچھ بھی نہیں ہیں دوسرے کسی کو برا بھلا تصور کرنے کے لیے نہیں ہیں۔ تم تو سب آدم کی اولاد ہو برابر کی حیثیت کے۔ بجز دین یا عمل صالح کے کسی کے لیے فضیلت نہیں ہے۔ آدمی کے لیے بس یہی کافی ہے کہ وہ بداخلاق، بدگو، بخیل اور بزدل ہو۔

۲۲۲- لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَلَا لِاَبْیَضَ عَلٰی اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَبْیَضَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی۔ (زاد المعاد)

”کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، اور کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر فضیلت نہیں ہے۔ اگر فضیلت ہے تو وہ صرف پرہیزگاری کی بنا پر ہے۔“

اِسْمَعُوْا وَ اَطِیْعُوْا وَ لَوِ اسْتُعْمِلَ عَلَیْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِیْبَةٌ۔ (بخاری۔ کتاب الاحکام)

''سنو اور اطاعت کرو چاہے تمہارے اوپر کوئی حبشی غلام ہی امیر بنا دیا جائے جس کا سر کشمش جیسا ہو۔''(۱)

فتح مکہ کے بعد جب تلوار کے زور نے قریش کی اکڑی ہوئی گردنوں کو جھکا دیا تو حضورؐ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور اس میں پورے زور کے ساتھ یہ اعلان فرمایا:

اَلَا کُلُّ مَأْثُرَةٍ اَوْ دَمٍ اَوْ مَالٍ يُدَّعٰى فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ۔ ''خوب سن رکھو کہ فخر و ناز کا ہر سرمایہ، خون اور مال کا ہر دعویٰ آج میرے ان قدموں کے نیچے ہے۔'' يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَ تَعَظُّمِهَا الْاٰبَآءَ۔ ''اے اہل قریش اللہ نے تمہاری جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا کی بزرگی کے ناز کو دور کر دیا۔'' اَيُّهَا النَّاسُ كُلُّكُمْ مِنْ آدَمَ۔ وَ آدَمُ مِنْ تُرَابٍ۔ لَا فَخْرَ لِلْاَنْسَابِ لَا فَخْرَ لِلْعَرَبِيِّ عَلَى الْعَجَمِيِّ وَلَا لِلْعَجَمِيِّ عَلَى الْعَرَبِيِّ۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ۔ ''اے لوگو! تم سب آدمؑ سے ہو اور آدمؑ مٹی سے تھے۔ نسب کے لیے کوئی فخر نہیں ہے۔ عربی کو عجمی پر عجمی کو عربی پر کوئی فخر نہیں ہے۔ تم میں سب سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔''

عبادت الٰہی کے بعد آپ اپنے خدا کے سامنے تین باتوں کی گواہی دیتے تھے۔ پہلے اس بات کی کہ ''خدا کا کوئی شریک نہیں ہے'' پھر اس بات کی کہ ''محمد اللہ کا بندہ اور رسول ہے'' پھر اس بات کی کہ ''اللہ کے بندے سب بھائی بھائی ہیں۔''

(ان العباد کلھم اخوۃ) (اسلامی ریاست، اسلامی تصور قومیت ''عصبیت کے خلاف اسلام کا جہاد'')

تخريج:(۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا وَ اِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ۔ (۱۸)

(۲) قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: فَحَدَّثَنِيْ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلٰى بَابِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، صَدَقَ وَعْدَهٗ، وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ، وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ، اَلَا كُلُّ مَاْثُرَةٍ، اَوْ دَمٍ، اَوْ مَالٍ يُدَّعٰى فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ، اِلَّا سَدَانَةَ الْبَيْتِ وَ سِقَايَةَ الْحَاجِّ، اِلَّا وَ قَتِيْلُ الْخَطَاءِ شِبْهُ الْعَمَدِ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا، فَفِيْهِ الدِّيَةُ مُغَلَّظَةٌ مِئَةٌ مِنَ الْاِبِلِ۔ اَرْبَعُوْنَ مِنْهَا فِيْ بُطُوْنِهَا اَوْلَادُهَا يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَ تَعَظُّمَهَا بِالْاٰبَآءِ۔ اَلنَّاسُ مِنْ اٰدَمَ، وَ اٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ۔ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى، وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اَلْاٰيَةَ كُلَّهَا۔ ثُمَّ قَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! مَا تَرَوْنَ اَنِّيْ فَاعِلٌ فِيْكُمْ؟ قَالُوْا: خَيْرًا، اَخٌ كَرِيْمٌ وَابْنُ اَخٍ كَرِيْمٍ، قَالَ: اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔ (۱۹)

---

(۱) یہ خطاب شرفائے عرب سے ہو رہا ہے کہ اگر تمہارا امیر کوئی حبشی ہو، تو اس کی اطاعت کرنا، کیا کوئی نیشنلسٹ اس چیز کا تصور بھی کر سکتا ہے؟

ترجمہ: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خانہ کعبہ کے در پر کھڑے ہوکر خطاب فرمایا۔ اللہ وحدہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ اس کا کوئی ساجھی وسہیم نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور اس نے اپنے بندے کو فتح ونصرت عطا فرمائی۔ اور تن تنہا سب گروہوں کو شکست دی۔ خوب سن لو فخر و ناز کا ہر سرمایہ، خون اور مال کا ہر دعویٰ آج میرے ان قدموں کے نیچے ہے۔ بجز خدمت بیت اللہ اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت کے۔ خوب سن رکھو جو خطاء قتل ہوا ہو وہ کوڑے اور لاٹھی سے عمداً قتل کیے جانے والے کے مشابہ ہے پس اس میں دیت مغلظہ ہے۔ یعنی سو اونٹ جن میں چالیس اونٹنیاں ہوں جن کے پیٹ میں بچے ہوں (گابھن اونٹنیاں) اے گروہ قریش۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر فخر وغرور کو زائل کر دیا ہے۔ سب انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے اس کے بعد **یایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی** مکمل آیت **ان اللّٰہ علیم خبیر** تک پڑھی۔ (اے لوگو! ہم نے تمہاری تخلیق ایک مرد اور ایک عورت سے کی اور ہم نے تمہارے گروہ اور قبیلے بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ تم میں سب سے معزز ومکرم اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ علیم وخبیر ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ اے گروہ قریش تمہارا کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ وہ بولے خیر و بھلائی۔ آپ معزز وشریف بھائی ہیں اور قابل احترام بھائی کے لخت جگر ہیں یہ سن کر فرمایا: جاؤ اب تم سب آزاد ہو۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَ مُسَدَّدٌ، اَلْمَعْنی، قَالَا: ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنِ الْقٰسِمِ ابْنِ رَبِیْعَۃَ، عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ اَوْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مُسَدَّدٌ خَطَبَ یَوْمَ الْفَتْحِ بِمَکَّۃَ (فَکَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ، صَدَقَ وَعْدَہٗ، وَ نَصَرَ عَبْدَہٗ، وَ ھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ اِلٰی ھَاھُنَا حَفِظْتُہٗ عَنْ مُسَدَّدٍ) ثُمَّ اتَّفَقَا فَقَالَ اَلَا اِنَّ کُلَّ مَأْثُرَۃٍ کَانَتْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ تُذْکَرُ وَ تُدَّعٰی مِنْ دَمٍ اَوْ مَالٍ تَحْتَ قَدَمَیَّ، اِلَّا مَا کَانَ مِنْ سِقَایَۃِ الْحَاجِّ، وَ سِدَانَۃِ الْبَیْتِ ثُمَّ قَالَ: اَلَا اِنَّ دِیَۃَ الْخَطَاءِ شِبْہُ الْعَمَدِ مَا کَانَ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا مِائَۃٌ مِّنَ الْاِبِلِ: مِنْھَا اَرْبَعُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھَا اَوْلَادُھَا۔ وَ حَدِیْثُ مُسَدَّدٍ اَتَمُّ۔ (۲۰)

﴿۴﴾ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ خُطْبَتِہٖ اَنَّہٗ قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَذْھَبَ نَخْوَۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ وَ تَعَظُّمَھَا بِالْاٰبَاءِ، اَلنَّاسُ مِنْ آدَمَ، وَ آدَمَ مِنْ تُرَابٍ اَکْرَمُکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ، لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ اِلَّا بِالتَّقْوٰی۔ (۲۱)

﴿۵﴾ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ اَذْھَبَ نَخْوَۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ، وَ تَکَبُّرَھَا بِاٰبَائِھَا کُلُّکُمْ لِاٰدَمَ وَ حَوَّاءَ کَطَفِّ الصَّاعِ بِالصَّاعِ وَ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ فَمَنْ اَتَاکُمْ تَرْضَوْنَ دِیْنَہٗ وَ اَمَانَتَہٗ فَزَوِّجُوْہُ۔ (۲۲)

﴿۶﴾ قَالَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا الرَّبِیْعُ بْنُ سُلَیْمَانَ، حَدَّثَنَا اَسَدُ بْنُ مُوْسٰی، حَدَّثَنَا یَحیَ بْنُ زَکَرِیَّا الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ عُبَیْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّةَ عَلٰی نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ یَسْتَلِمُ الْاَرْکَانَ بِمِحْجَنٍ فِیْ یَدِهٖ فَمَا وَجَدَلَهَا مُنَاخًا فِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی نَزَلَ ﷺ عَلٰی اَیْدِی الرِّجَالِ، فَخَرَجَ بِهَا اِلٰی بَطْنِ الْمَسِیْلِ فَاُنِیْخَتْ، ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ خَطَبَهُمْ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَ اَثْنٰی عَلَیْهِ بِمَا هُوَ لَهٗ اَهْلٌ ثُمَّ قَالَ: یٰـاَیُّهَا النَّاسُ! اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ اَذْهَبَ عَنْکُمْ عَیْبَةَ الْجَاهِلِیَّةِ، وَ تَعَظُّمَهَا بِاٰبَآئِهَا، فَالنَّاسُ رَجُلَانِ، رَجُلٌ بَرٌّ تَقِیٌّ کَرِیْمٌ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی، وَ رَجُلٌ فَاجِرٌ شَقِیٌّ هَیِّنٌ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی۔ (۲۳)

﴿۷﴾ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّیُّ، ثنا المعافی ح و ثنا اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدِ الْهَمْدَانِیُّ، اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، وَ هٰذَا حَدِیْثُهٗ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ اَذْهَبَ عَنْکُمْ عُبِّیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ، وَ فَخْرَهَا بِالْاٰبَاءِ مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ وَ فَاجِرٌ شَقِیٌّ، اَنْتُمْ بَنُوْ آدَمَ، وَ آدَمُ مِنْ تُرَابٍ، لَیَدَعَنَّ رِجَالٌ فَخْرَهُمْ بِاَقْوَامٍ، اِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ فَحْمِ جَهَنَّمَ، اَوْ لَیَکُوْنَنَّ اَهْوَنَ عَلَی اللّٰهِ مِنَ الْجِعْلَانِ الَّتِیْ تَدْفَعُ بِاَنْفِهَا النَّتَنَ۔ (۲۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے فخر و نخوت کو اور اپنے باپ دادا پر فخر و غرور کو دور کر دیا ہے۔ اب انسان دو قسم کے ہیں۔ مومن پرہیز گار اور فاجر و بدکار، تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہے۔ (سب اصل کے اعتبار سے مساوی المرتبہ ہیں پھر فخر و غرور کیسا) لوگوں کو چاہیے کہ اپنی اپنی قوم پر فخر کرنا چھوڑ دیں وہ تو جہنم کے کوئلوں میں سے ایک کوئلہ ہیں۔ اگر یہ لوگ اسے نہ چھوڑیں گے تو اللہ کے نزدیک یہ گبریلے کیڑے سے بھی ذلیل ہوں گے۔ جو اپنے ناک سے گندگی کو دھکیل کرلے جاتا ہے۔

﴿۸﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَیَنْتَهِیَنَّ اَقْوَامٌ یَفْتَخِرُوْنَ بِاٰبَاءِ هِمِ الَّذِیْنَ مَاتُوْا اِنَّمَا هُمْ فَحْمُ جَهَنَّمَ اَوْ لَیَکُوْنَنَّ اَهْوَنَ عَلَی اللّٰهِ مِنَ الْجُعْلِ الَّذِیْ یُدَهْدِهُ الْخِرَاءَ بِاَنْفِهٖ اِنَّ اللّٰهَ اَذْهَبَ عَنْکُمْ عُبِّیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ وَ فَخْرَهَا بِالْاٰبَاءِ اِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ وَ فَاجِرٌ شَقِیٌّ النَّاسُ بَنُوْ آدَمَ وَ آدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ۔ (۲۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا لوگ اپنے فوت شدہ آباء و اجداد پر فخر کرنا چھوڑ دیں وہ تو جہنم کا کوئلہ بن چکے ہیں یا پھر وہ اللہ کے نزدیک اس کیڑے سے بھی ذلیل ہوں گے جو اپنی ناک سے گندگی دھکیل کرلے جاتا ہے۔

بے شک اللہ نے تم سے جاہلیت کے فخر کو دور کر دیا ہے اور باپ دادا سے غرور کرنے کو ختم کر دیا ہے۔ انسان اب دو طرح کے ہیں۔ مومن پرہیزگار اور فاجر و بدکار۔ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی تخلیق مٹی سے کی گئی ہے۔

﴿۹﴾ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ الْبَزَّارُ فِيْ مُسْنَدِهٖ۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَ الْكُوْفِيُّ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحُسَيْنِ، حَدَّثَنَا قَيْسٌ يَعْنِي ابْنُ الرَّبِيْعِ، عَنْ شَبِيْبِ بْنِ عَرْفَدَةَ، عَنِ الْمُسْتَظِلِّ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُّكُمْ بَنُوْ آدَمَ، وَ آدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ وَلَيَنْتَهِيَنَّ قَوْمٌ يَفْخَرُوْنَ بِآبَائِهِمْ اَوْ لَيَكُوْنَنَّ اَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الْجِعْلَانِ۔ (۲۶)

اسلام میں تلوار کا استعمال کب جائز ہے؟

۲۲۳-اَلَا كُلُّ مَاثُرَةٍ اَوْ دَمٍ اَوْ مَالٍ يُدَّعٰى فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ۔

”ہر موروثی امتیاز، ہر خون کا دعویٰ (جس کی بنا پر ایک قبیلہ یا خاندان دوسرے قبیلے یا خاندان سے انتقام لینے کا مدعی ہو) اور ہر مال کا دعویٰ (جو پرانی جاہلیت کے غلط رواجوں پر قائم ہو) میرے ان قدموں کے نیچے ہے (یعنی اس کے لیے سر اٹھانے کا اب کوئی موقع نہیں)“

﴿۲﴾ قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ: فَحَدَّثَنِيْ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلٰى بَابِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، صَدَقَ وَعْدَهٗ، وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ، وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ، اَلَا كُلُّ مَأْثُرَةٍ، اَوْ دَمٍ، اَوْ مَالٍ يُدَّعٰى فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ، اِلَّا سَدَانَةَ الْبَيْتِ وَ سِقَايَةَ الْحَاجِّ، اِلَّا وَ قَتِيْلُ الْخَطَاءِ شِبْهُ الْعَمَدِ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا، فَفِيْهِ الدِّيَةُ مُغَلَّظَةٌ مِئَةٌ مِنَ الْاِبِلِ۔ اَرْبَعُوْنَ مِنْهَا فِيْ بُطُوْنِهَا اَوْلَادُهَا يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَ تَعَظُّمَهَا بِالْاٰبَاءِ۔ اَلنَّاسُ مِنْ اٰدَمَ، وَ آدَمُ مِنْ تُرَابٍ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ۔ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى، وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ اَلْاٰيَةَ كُلَّهَا۔ ثُمَّ قَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! مَا تَرَوْنَ اَنِّيْ فَاعِلٌ فِيْكُمْ؟ قَالُوْا: خَيْرًا، اَخٌ كَرِيْمٌ وَابْنُ اَخٍ كَرِيْمٍ، قَالَ: اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔ (۲۷)

ترجمہ: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خانہ کعبہ کے در پر کھڑے ہو کر خطاب فرمایا۔ اللہ وحدہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ اس کا کوئی ساجھی و سہیم نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور اس نے اپنے بندے کو فتح و نصرت عطا فرمائی۔ اور تن تنہا سب گروہوں کو شکست دی۔ خوب سن لو فخر و ناز کا ہر سرمایہ، خون اور مال کا ہر دعویٰ آج میرے ان قدموں کے نیچے ہے بجز خدمت بیت اللہ اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت کے۔ خوب سن رکھو جو خطاء قتل ہوا ہو وہ کوڑے اور لاٹھی سے عملاً قتل کیے جانے والے کے مشابہ ہے پس اس میں دیت مغلظہ ہے۔ یعنی سو اونٹ جن میں

چالیس اونٹنیاں ہوں جن کے پیٹ میں بچے ہوں (گابھن اونٹنیاں) اے گروہ قریش۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر فخر وغرور کو زائل کردیا ہے۔ سب انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے اس کے بعد **یایھا الناس انا خلقنا کم من ذکر و انثی** مکمل آیت **ان اللّٰہ علیم خبیر** تک پڑھی۔ (اے لوگو! ہم نے تمہاری تخلیق ایک مرد اور ایک عورت سے کی اور ہم نے تمہارے گروہ اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ تم میں سب سے معزز و مکرم اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ علیم وخبیر ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ اے گروہ قریش تمہارا کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ وہ بولے خیر و بھلائی۔ آپ معزز و شریف بھائی ہیں اور قابل احترام بھائی کے لخت جگر ہیں یہ سن کر فرمایا: جاؤ اب تم سب آزاد ہو۔

پس منظر: رسول اللہ ﷺ ۱۳ برس تک عرب کو اسلام کی دعوت دیتے رہے، وعظ وتلقین کا جو موثر سے موثر انداز ہوسکتا تھا، اسے اختیار کیا۔ مضبوط دلائل دیے۔ واضح حجتیں پیش کیں۔ فصاحت و بلاغت اور زورِ خطابت سے دلوں کو گرمایا۔ اللہ کی جانب سے محیر العقول معجزے دکھائے۔ اپنے اخلاق اور اپنی پاک زندگی سے نیکی کا بہترین نمونہ پیش کیا اور کوئی ذریعہ ایسا نہ چھوڑا، جو حق کے اظہار اور اثبات کے لیے مفید ہوسکتا تھا۔ لیکن آپؐ کی قوم نے آفتاب کی طرح آپؐ کی صداقت کے روشن ہوجانے کے باوجود آپؐ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کردیا۔ حق ان کے سامنے خوب ظاہر ہوچکا تھا، انہوں نے برائی العین دیکھ لیا تھا، کہ جس راہ کی طرف ان کا ہادی انہیں بلا رہا ہے وہ سیدھی راہ ہے۔ اس کے باوجود صرف یہ چیز انہیں اس راہ کو اختیار کرنے سے روک رہی تھی کہ ان لذتوں کو چھوڑنا انہیں ناگوار تھا، جو کافرانہ بے قیدی کی زندگی میں انہیں حاصل تھیں۔ لیکن جب وعظ و تلقین کی ناکامی کے بعد داعیٔ اسلام نے ہاتھ میں تلوار لی اور **الا کل ماثرۃ او دم او مال یدعی فھو تحت قلمی ھاتین** کا اعلان کرکے تمام موروثی امتیازات کا خاتمہ کردیا، عزت و اقتدار کے تمام رسمی بتوں کو توڑ دیا، ملک میں ایک منظم اور منضبط حکومت قائم کردی، اخلاقی قوانین کو بزور نافذ کرکے اس بدکاری و گناہ گاری کی آزادی کو سلب کرلیا جس کی لذتیں انہیں مدہوش کیے ہوئے تھیں اور وہ پرامن فضا پیدا کردی جو اخلاقی فضائل اور انسانی محاسن کے نشو ونما کے لیے ہمیشہ ضروری ہوا کرتی ہے تو دلوں سے رفتہ رفتہ بدی و شرارت کا رنگ چھوٹنے لگا۔ طبیعتوں سے فاسد مادے خود بخود نکل گئے، روحوں کی کثافتیں دور ہوگئیں اور یہی نہیں کہ آنکھوں سے پردہ ہٹ کر حق کا نور صاف عیاں ہوگیا، بلکہ گردنوں میں وہ سختی اور سروں میں وہ نخوت باقی نہیں رہی جو ظہور حق کے بعد انسان کو اس کے آگے جھکنے سے باز رکھتی ہے۔

(الجہاد فی الاسلام، اشاعت اسلام اور تلوار ''اشاعت اسلام میں تلوار کا حصہ'')

ماٰخذ

(۱) ابن کثیر ج ۳۔ سورۃ بنی اسرائیل☆ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۱۰۔☆تفسیر فتح القدیر للشوکانی ج ۳۔ سورۃ بنی اسرائیل☆جامع الاصول ج ٤ ص ٨٤۔ علامہ ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۹ پر سورۃ بنی اسرائیل کی

آیت واجعل لی من لدنك سلطانا نصیرا کی تفسیر کے ضمن میں و فی الحدیث کهه کر مذکوره عبارت نقل کی هے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَیَزَعُ بِالسُّلْطَانِ مَالَا یَزَعُ بِالقرآن۔

(۲) بخاری ج ۱ کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود۔☆ مسلم ج ۲ کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور۔ عن عائشة۔☆ ابو داؤد ج ٤ کتاب السنة باب فی لزوم السنة۔ ☆ابن ماجه المقدمه، باب ۲ تعظیم حدیث رسول اللّٰه ﷺ۔ عن عائشة۔☆ مشکوٰة باب الاعتصام بالکتاب والسنة۔☆مسند احمد ج ٦ ص ۲۷۰۔ عن عائشة۔☆ السنن الکبریٰ بیهقی ج ۱۰ کتاب آداب القاضی باب من اجتهد ثم رأی ان اجتهاده خالف نصا او اجماعا اوما فی معناه رده علی نفسه و علی غیره۔ اور ج ۱۰ کتاب الشهادات۔☆دار قطنی ج ٤ کتاب الاحکام۔ حدیث نمبر ۷۸☆ کنز العمال ج ۱ حدیث نمبر ۱۱۰۱۔ عن عائشة۔ عن عائشة ان رسول اللّٰه ﷺ قال: من عمل عملا لیس علیه امرنا فهو رد۔ ☆مسلم ج ۲ کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور۔☆دار قطنی ج ٤ کتاب الاحکام۔ حدیث نمبر ۸۱۔☆ ابو داؤد ج ٤ کتاب السنة باب فی لزوم السنة میں قال ابن عیسی: قال النبی ﷺ: من صنع امرا علی غیر امرنا فهو رد۔

(۳) ابوداؤد ج ٤ کتاب السنة باب فی لزوم السنة۔☆ ترمذی ج ۲ ابواب العلم باب الاخذ بالسنة واجتناب البدعة۔ ☆نسائی ج ۳ کتاب الجمعة باب کیف الخطبة۔ عن جابر بن عبد اللّٰه۔ ابن ماجه نے عبد اللّٰه بن مسعود مندرجه ذیل الفاظ نقل کیے هیں۔

ان رسول اللّٰه ﷺ قال: انما هما اثنتان، الکلام والهدی، فاحسن الکلام، کلام اللّٰه، و احسن الهدی، هدی محمد الا و ایاکم و محدثات الامور، فان شر الامور محدثاتها۔☆دارمی مقدمه ص ٦١ باب ۲۳ فی کراهیة اخذ الرای۔ عن جابر بن عبد الله۔ اس نے ان افضل الهدی، هدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتها الخ نقل کیا هے۔ اور نسائی نے ان اصدق الحدیث کتاب الله و احسن الهدی هدی محمد و شر الامور محدثاتها الخ روایت کیا هے۔ ☆مسند احمد ج ٤ ص ۱۲٦، ۱۲۷عرباض بن ساریه۔☆المستدرك ج ۱ کتاب العلم علیکم بسنتی و سنة خلفاء الراشدین۔ عرباض بن ساریه۔☆احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ٦٣۔

(٤) بخاری ج ۲ کتاب الاعتصام باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰه ﷺ۔☆ مسلم ج ۱ کتاب الجمعة۔ مسلم میں هے: و یقول: اما بعد! فان خیر الحدیث کتاب اللّٰه و خیر الهدی هدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتها و کل بدعة ضلالة☆ مسند احمد ج ۳ ص ۳۷۱۔ جابر بن عبد اللّٰه۔ مسلم والی روایت هے۔

(٥) شعیب الایمان للبیهقی ج ۷ص ٦١۔☆ مشکوٰة کتاب الایمان۔ باب الاعتصام بالکتاب والسنة☆قرطبی ج ۷ ص۱۳۔☆اتحاف النبلاء ج٦ص۱۹٦۔☆ تهذیب تاریخ دمشق لابن عساکر ج٤ ص ۲۸۳ اور ج ۷ ص ۲۷٦۔☆ کنز العمال ج۱ص۱۲۹۔ بحواله طبرانی حدیث نمبر ۱۱۰۲۔☆ حلیه ابو نعیم ج ٥ ص۲۱۸۔☆ تذکرة الحفاظ ذهبی ص۱٦۔☆الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۲ ص ۷۳٦۔

(٦) بخاری ج ۲ کتاب الدیات، باب من طلب دم امری بغیر حق۔☆السنن الکبریٰ ج ۸ کتاب الجنایات، باب ایجاب القصاص علی القاتل دون غیره۔☆ مشکوٰة کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة۔☆ طبرانی۔ حدیث نمبر ۳٫۷٤۸۰۔☆ تلخیص الحبیر ج ٤ ص ۲۲۔☆کنز العمال حدیث نمبر ٤۳۸۳۳۔

(۷) مسلم ج ۲ کتاب الجنة و صفة نعیمها باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا واهل الجنة و اهل النار۔☆مسند احمد ج ٤ ص۱٦۲۔ عن عیاض بن حمار۔ مسند احمد نے فاجتالتهم کی جگه فاضلتهم نقل کیا هے۔☆ابن

کثیر ج ۲۔ سورۃ المائدۃ زیر آیت یاھل الکتاب قد جاء کم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاء نا من بشیر ولا نذیر فقد جاء کم بشیر و نذیر واللّٰہ علی کل شیء قدیر۔☆ابن کثیر نے اس صفحہ پر فاضلتھم والی روایت نقل کی ہے۔☆ ابن کثیر ج ۳ سورۃ الروم زیر آیت فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللّٰہ ذلک الدین القیم۔ اس مقام پر بھی فاضلتھم والی روایت ھی نقل کی ھے۔☆فتح القدیر للشوکانی ج ٤ عن عیاض بن حمار سورۃ الروم زیر آیت فطرت اللہ التی فطر الناس۔ "فتح القدیر کی سند میں عیاض بن حماد لکھا ہوا ہے جو صحیح نہیں ہے صحیح حمار ہی ہے۔(مرتب)

(۸) ابو داؤد ج ۳ کتاب الجھاد، باب علی ما یقاتل المشرکون۔☆ترمذی ج ٦ابواب الایمان، باب ما جاء امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللّٰہ و یقیموا الصلاۃ۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔ عن انس ابن مالک۔ ☆نسائی ج ۷ کتاب تحریم الدم عن انس۔ اور کتاب الایمان۔☆سنن دار قطنی: ۱ کتاب الصلاۃ باب تحریم دماء ھم و اموالھم اذا یشھدوا بالشھادتین۔ و یقیموا الصلاۃ و یوتوا الزکوٰۃ عن انس۔☆کنز العمال ج ۱ ص ۸۸۔☆ مسند احمد ج ۳ ص ۱۹۹، ۲۲۵۔

(۹) بخاری ج ۱ کتاب الصلوٰۃ۔ باب فضل استقبال القبلۃ۔☆ نسائی ج ۷ کتاب تحریم الدم عن انس۔ نسائی نے روایت کا آخری حصہ مندرجہ ذیل الفاظ سے نقل کیا ہے۔ فھو مسلم لہ ما للمسلمین و علیہ ما علی المسلمین۔ ☆دارقطنی ج ۱ کتاب الصلاۃ، باب تحریم دِماء ھم و اموالھم۔

(۱۰) تفسیر ابن کثیر ج ۱ البقرۃ آیت لا اکراہ فی الدین۔

(۱۱) مسند احمد ج ۳ ص ۱۰۹، ۱۸۱۔☆ تفسیر ابن کثیر ج ۲ سورۃ توبہ۔☆مجمع الزوائد ج ٦ کتاب الجھاد باب عرض الاسلام والدعاء الیہ قبل القتال۔☆کنز العمال ج ۱ حدیث نمبر ٤۱۰۔ عن انس۔

(۱۲) ابو داؤد ج ٤ کتاب الادب، باب فی العصبیۃ۔

(۱۳) مسند احمد ج ٤ ص ۱۵۸، عن عقبہ بن عامر جھنی۔☆ تفسیر ابن کثیر ج ٤ الحجرات۔☆ تفسیر ابن جریر ج ۱۱ ص ۲٦۔ ص ۸۹☆ کنز العمال ج ۱ حدیث نمبر ۱۳۰۱۔ کنز میں تقوی اللّٰہ منقول ہے۔☆ تفسیر ابن جریر، مجلد ۱۱، جز ۲٦۔ ص ۸۹۔ الحجرات۔☆ کنز العمال ج ۱ حدیث نمبر ۱۳۰۰۔ عن عقبہ بن عامر۔ ☆مجمع الزوائد ج ۸ ص ۸۳، ۸٤۔ عن عقبہ بن عامر۔

(۱٤) تفسیر ابن کثیر ج ٤ ص ۲۱۷۔ سورہ حجرات۔☆ مجمع الزوائد ج ۸ رواہ الطبرانی و فیہ عبد الحمید بن عمرو بن حبلہ۔ و ھو متروک۔☆ کنز العمال ج ۱ ص ۱٤۹۔ حدیث نمبر ۷٤۳۔☆ المعجم الکبیر للطبرانی ج ٤ ص ۲۵۔ عن حبیب بن خراش العصفری۔

(۱۵) زاد المعاد جز ٤۔ ص ۲۸۔ فصل فی حکمہ ﷺ فی الکفاءۃ فی النکاح۔

(۱٦) مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۷۲۔ کتاب الحج باب الخطب فی الحج۔

(۱۷) مسند احمد ج ٤ ص ۱٤۵۔

(۱۸) بخاری ج ۲ کتاب الاحکام، باب السمع والطاعۃ للامام مالم تکن معصیۃ۔☆ بخاری ج ۱ کتاب الاذان، باب امامۃ العبد والمولیٰ و کانت عائشۃ یومھا عبدھا ذکوان من المصحف۔ اور امام بخاری نے کتاب الاذان باب امامۃ المبتدع کے تحت حضرت انس کی مندرجہ ذیل روایت بھی نقل کی ہے۔ قال النبی ﷺ لابی زر: اسمع و اطع و لو لحبشی کأن رأسہ زبیبۃ۔☆ مسلم ج ۲۔ کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر

معصية و تحريمها فى المعصية۔ مسلم نے و لو استعمل عليكم عبد يقودكم لكتاب اللّٰہ اسمعوا و اطيعوا۔ ایک روایت میں عبدا مجدع اور ایک میں عبدا جشیا مجدعا ایک روایت میں مجدع الاطراف بھی نقل کیا ھے۔

☆ابو داؤد ج ٤ کتاب السنة، باب فى لزوم السنة۔ ابو داؤد میں اوصيكم بتقوى اللّٰہ والسمع والطاعة و ان عبدا حبشیا الخ ھے۔☆ ترمذی ج ١ ابواب الجهاد، باب ماجاء فى طاعة الامام۔ عن ام الحصين الاحمسية۔ ترمذی نے يايها الناس اتقوا اللّٰہ و ان امر عليكم عبد حبشى مجدع فاسمعوا له و اطيعوا ما اقام لكم كتاب اللّٰہ۔

هذا حديث حسن صحيح قد روى من غير وجه عن ام حصين۔☆ ترمذی نے کتاب العلم ج٢ پر باب الاخذ بالسنة اجتناب البدعة کے تحت ابو داؤد والی روایت ذکر کی ھے جسے عرباض بن ساریہ نے بیان کیا ھے۔

☆نسائی:٧ کتاب البيعة، باب الحض على طاعة الامام۔ نسائی نے و لو استعمل عليكم عبد حبشى يقودكم بكتاب الله فاسمعوا له و اطيعوا نقل کیا ھے۔☆ ابن ماجه کتاب الجهاد، باب ٣٩۔ طاعة الامام۔ ابن ماجه نے انس بن مالك سے اسمعوا و اطيعوا و ان استعمل عليكم عبد حبشى، كأن رأسه زبيبة اور ام الحصين سے ان امر عليكم عبد حبشى مجدع والی اور ابو ذر سے اوصانى خليلى ﷺ ان اسمع و اطيع و ان كان عبدا حبشيا مجدع الاطراف روایت کیا ھے۔☆ مسند احمد ج ٤ ص٦٩۔ يحى بن حصين عن جدته۔☆ مسند احمد ج ٥ ص٣٨١۔ يحى بن حصين عن امه، وجدته۔ اس صفحه پر دو روایت منقول ھیں لو استعمل عليكم عبد يقودكم بكتاب اللّٰہ فاسمعوا له و اطيعوا اور دوسری يايها الناس اتقوا اللّٰہ واسمعوا واطيعوا و ان امر عليكم عبد حبشى مجدع ما اقام فيكم كتاب اللّٰہ عزوجل اور ج٦ ص ٤٠٢ پر عن ام الحصين الاحمسية۔ اس مقام پر بھی مذکورہ بالا دونوں حدیثیں منقول ھیں۔☆ السنن الكبرىٰ بيهقى ج ٨ كتاب قتال اهل البغى باب السمع والطاعة للامام و من ينوب عنه مالم يامر بمعصية۔ اس باب کے تحت حضرت انس بن مالك والی روایت ھے جسے بخاری اور ابن ماجه نے بیان کیا ھے اور دوسری حضرت ابو ذر والی روایت جسے مسلم ابن ماجه وغیرہ نے روایت کیا ھے اور باب جواز تولية الامام من ينوب عنه و ان لم يكن قرشيا کے تحت ام حصين الاحمسية والی روایت نقل کی ھے۔☆ المستدرك حاكم ج ١ كتاب العلم باب عليكم بسنتى و سنة الخلفاء الراشدين۔ عن عرباض بن ساريه۔ اس جگه اوصيكم بتقوى اللّٰہ والسمع والطاعة و ان امر عليكم عبد حبشى الخ ھے۔

(١٩) سیرت ابن هشام ج٣ طواف الرسول بالبيت و كلمته فيه☆ زاد المعاد ج٢ص١٨٤۔ فصل فى الفتح الاعظم۔☆ تاريخ الطبرى ج٢ ص ١٢٠۔

(٢٠) ابو داؤد ج ٤ كتاب الديات، باب فى الخطاء شبه العمد۔☆ ابن ماجه كتاب الديات، باب دية شبه العمد مغلظة۔ عن ابن عمر۔☆مسند احمد ج٢ ص ١١ – ٣٦۔ عن ابن عمر۔ اور ص ١٠٣ پر ابن عمر سے مروی روایت میں الا ان كل دم و مال و ماثرة كانت فى الجاهلية۔ الخ۔☆مسند احمد ج٣ ص ٤١٠۔ عن رجل من اصحاب النبى ﷺ اس صفحه پر الا ان كل ماثرة كانت فى الجاهلية تعد، و تدعى، و كل دم او دعوى موضوعة تحت قدمى هاتين (الخ) ☆مسند احمد نے ج ٥ ص ٧٣ پر ایام تشریق کے درمیان کا خطبه نقل کرتے ھوئے بیان کیا ھے۔ الا ان كل دم، و مال، و مأثرة كانت فى الجاهلية تحت قدمى هذه الى يوم القيامة الخ اور ص ٤١٢ ج ٥ پر مسند احمد ج٣ ص ٤١٠ والی روایت بھی مذکور ھے۔☆ دار قطنى ج٣ كتاب الحدود والديات۔☆السنن الكبرىٰ بيهقى ج ٨ كتاب الديات۔ باب اسنان الابل المغلظة فى شبه العمد۔ عن عبد الله بن عمرو۔☆المصنف عبد الرزاق ج٩ص ٢٨٢۔ حديث نمبر ١٧٢١٣۔ عن رجل كتاب العقول باب شبه العمد۔

(۲۱) احکام القرآن للجصاص ج ۳۔ الحجرات۔

(۲۲) تفسیر روح المعانی جز ۲٦۔ ص ۱٤۹۔ الحجرات۔

(۲۳) ابن کثیر ج ٤ ص ۲۱۷، ۲۱۸۔ الحجرات۔☆ابن مردویه، بیهقی فی شعب الایمان، عبد بن حمید، بحواله روح المعانی جز ۲٦۔ ص ۱٤۸۔ الحجرات۔☆احکام القرآن لابن العربی ج ٤ ص ۱۷۲٥۔☆ شعب الایمان اور ابن عربی کی روایت میں تعظمها کی جگه تعاظمها هے۔ و هین علی اللّٰه کے بعد والناس بنو آدم، و خلق اللّٰه آدم من تراب هے۔ ☆ کنز العمال ج ۱ ص ۲٥۸۔ حدیث نمبر ۱۲۹٦۔ عن ابن عمر۔

(۲٤) ابو داؤد ج ٤ کتاب الادب باب فی التفاخر بالاحساب۔

(۲٥) ترمذی ج ۲ ابواب المناقب هذا حدیث حسن۔☆ شعب الایمان ج ٤ ص ۲۸٦۔☆ترمذی کی اس روایت میں انتم بنو آدم کے بجائے الناس بنو آدم هے۔☆ مسند احمد ج ۲ ص ۳٦۱۔ عن ابی هریرة۔☆حواله متذکره بالا۔ مسند احمد ج ۲ ص ٥۲٤۔ عن ابی هریرةؓ۔☆کنز العمال ج ۱ ص ۲٥۸۔ حدیث نمبر ۱۲۹٤ عن ابی هریرة اور حدیث نمبر ۱۲۹٥۔

(۲٦) تفسیر ابن کثیر ج ٤ ص ۲۱۷۔ الحجرات۔☆روح المعانی ج ۲٦ ص ۱٤۹۔ الحجرات☆مجمع الزوائد ج ۸ کتاب الادب، باب فیمن افتخر باهل الجاهلیة۔ رواه البزار و فیه الحسن بن الحسین العرنی و هو ضعیف۔

(۲۷) سیرت ابن اسحاق ج ۳، طواف الرسول بالبیت و کلمته فیه☆ زاد المعاد ج ۲، فصل فی الفسخ الاعظم۔

فصل:۲

اسلامی نظام سیاست کی بنیادیں

اطاعت الٰہی

۲۲۴-لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ۔

"خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کے لیے کوئی اطاعت نہیں ہے۔"

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ، قَالَ: ثَنَا مُبَارَكٌ عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ۔ (۱)

﴿۲﴾ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ قَالَ لِلْحَكَمِ الْغِفَارِیِّ: اَسَمِعْتَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوْقِ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ؟ قَالَ: نَعَمْ: (۲)

ترجمہ: عمران بن حصین نے حکم غفاری سے دریافت کیا کہ کیا تو نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کے لیے کوئی اطاعت نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں (میں نے خود سنا ہے)

تشریح: اسلامی نظام میں اصل مطاع صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ایک مسلمان سب سے پہلے بندۂ خدا ہے، باقی جو بھی ہے اس کے بعد ہے۔ مسلمان کی انفرادی زندگی اور مسلمانوں کے اجتماعی نظام، دونوں کا مرکز و محور خدا کی فرماں برداری اور وفاداری ہے۔ دوسری اطاعتیں اور وفاداریاں صرف اس صورت میں قبول کی جائیں گی کہ وہ خدا کی اطاعت اور وفاداری کی مدمقابل نہ ہوں۔ بلکہ اس کے تحت اور اس کی تابع ہوں۔ ورنہ ہر وہ حلقہ اطاعت توڑ کر پھینک دیا جائے گا جو اس اصلی اور بنیادی اطاعت کا حریف ہو۔ یہی بات ہے جسے نبی ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کے لیے کوئی اطاعت نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن، ج۱، النساء، حاشیہ:۸۹)

اطاعت رسول

۲۲۵- مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ۔

"جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔"

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ یُوْنُسَ، عَنِ الزُّهْرِیّ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَ مَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَ مَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ۔ (۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی تو اس نے میری نافرمانی کی۔

بخاری نے کتاب الجہاد میں اور مسلم نے ایک روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے مندرجہ ذیل الفاظ میں بھی نقل کی ہے:

〈۲〉 عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَ مَنْ یَّعْصِنِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَ مَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَ مَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ۔ (٤)

ترجمہ: نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی اور جو امیر کی اطاعت کرے تو اس نے درحقیقت میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے حقیقت میں میری نافرمانی کی۔

تشریح: اسلامی نظام کی دوسری بنیاد رسول کی اطاعت ہے۔ یہ کوئی مستقل بالذات اطاعت نہیں ہے بلکہ اطاعت خدا کی واحد عملی صورت ہے۔ رسول اس لیے مطاع ہے کہ وہی ایک مستند ذریعہ ہے جس سے ہم تک خدا کے احکام اور فرامین پہنچتے ہیں۔ ہم خدا کی اطاعت صرف اسی طریقے سے کر سکتے ہیں کہ رسول کی اطاعت کریں۔ کوئی اطاعت خدا اور رسول کی سند کے بغیر معتبر نہیں ہے، اور رسول کی پیروی سے منہ موڑنا خدا کے خلاف بغاوت ہے۔ اسی مضمون کو یہ حدیث واضح کرتی ہے۔ اور یہی بات خود قرآن میں پوری وضاحت کے ساتھ آ گئی ہے۔

اطاعت امیر

۲۲۶- اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَی الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِیْمَا اَحَبَّ وَ کَرِهَ مَالَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَةٍ۔ اِذَا اُمِرَ بِمَعْصِیَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔ (بخاری، مسلم)

”مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے اولی الامر کی بات سنے اور مانے خواہ اُسے پسند ہو یا ناپسند، تاوقتیکہ اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے اور جب اُسے معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر اسے نہ کچھ سننا چاہیے نہ ماننا چاہیے۔“

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَی الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِیْمَا اَحَبَّ وَ کَرِهَ مَالَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَةٍ، فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِیَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔ (٥)

۲۲۷- لَاطَاعَةَ فِیْ مَعْصِیَةٍ، اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ۔ (بخاری و مسلم)

''(خدااوررسول کی) نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں ہے۔ اطاعت جو کچھ بھی ہے۔ ''معروف'' میں ہے۔

تخریج: ﴿ا﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰی، قَالَا: نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: نَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَیْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَیْدَةَ، عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَلِیٍّ اَنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ جَیْشًا وَ اَمَّرَ عَلَیْهِمْ رَجُلًا، فَاَوْقَدَ نَارًا وَ قَالَ: اُدْخُلُوْهَا، فَاَرَادَ نَاسٌ اَنْ یَدْخُلُوْهَا، وَ قَالَ الْآخَرُوْنَ: اِنَّا فَرَرْنَا مِنْهَا، فَذُکِرَ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم، فَقَالَ لِلَّذِیْنَ اَرَادُوْا اَنْ یَّدْخُلُوْهَا لَوْ دَخَلْتُمُوْهَا لَمْ تَزَالُوْا فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ، وَ قَالَ لِلْاٰخَرِیْنَ قَوْلًا حَسَنًا قَالَ: لَا طَاعَةَ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰهِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ۔ (٦)

تشریح: مذکورۂ بالا دونوں اطاعتوں کے بعد اور ان کے ماتحت تیسری اطاعت جو اسلامی نظام میں مسلمانوں پر واجب ہے وہ اُن ''اولی الامر'' کی اطاعت ہے جو خود مسلمانوں میں سے ہوں۔ ''اولی الامر'' کے مفہوم میں وہ سب لوگ شامل ہیں جو مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کے سربراہ کار ہوں۔ خواہ وہ ذہنی وفکری رہنمائی کرنے والے علماء ہوں یا سیاسی رہنمائی کرنے والے لیڈر، یا ملکی انتظام کرنے والے حکام، یا عدالتی فیصلے کرنے والے جج یا تمدنی و معاشرتی امور میں قبیلوں اور بستیوں اور محلوں کی سربراہی کرنے والے شیوخ اور سردار۔ غرض جو جس حیثیت سے بھی مسلمانوں کا صاحب امر ہے وہ اطاعت کا مستحق ہے اور اس سے نزاع کر کے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں خلل ڈالنا درست نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ خود مسلمانوں کے گروہ میں سے ہو اور خدا اور رسول کا مطیع ہو یہ دونوں شرطیں اس اطاعت کے لیے لازمی شرطیں ہیں اور حدیث میں نبی ﷺ نے ان کو پوری شرح وبسط کے بیان فرما دیا ہے۔ مثلاً یہ احادیث ملاحظہ ہوں:

یَکُوْنُ عَلَیْکُمْ اُمَرَاءُ تَعْرِفُوْنَ وَ تُنْکِرُوْنَ، فَمَنْ اَنْکَرَ فَقَدْ بَرِیَٔ وَ مَنْ کَرِهَ فَقَدْ سَلِمَ۔ وَ لٰکِنْ مَنْ رَضِیَ وَ تَابَعَ۔ فَقَالُوْا اَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ لَا مَا صَلُّوْا۔ (مسلم) ''حضورؐ نے فرمایا تم پر ایسے لوگ بھی حکومت کریں گے جن کی بعض باتوں کو تم معروف پاؤ گے اور بعض کو منکر۔ تو جس نے ان کے منکرات پر اظہار ناراضگی کیا وہ بری الذمہ ہوا اور جس نے اُن کو ناپسند کیا وہ بھی بچ گیا، مگر جو ان پر راضی ہوا اور پیروی کرنے لگا وہ ماخوذ ہوگا۔ صحابہؓ نے پوچھا، پھر جب ایسے حکام کا دور آئے تو کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔''

یعنی ترک نماز وہ علامت ہوگی جس سے صریح طور پر معلوم ہو جائے گا کہ وہ اطاعت خدا اور رسول سے باہر ہو گئے ہیں اور پھر ان کے خلاف جدوجہد کرنا درست ہوگا۔

شِرَارُ اَئِمَّتِکُمُ الَّذِیْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَ یُبْغِضُوْنَکُمْ وَ تَلْعَنُوْنَهُمْ وَ یَلْعَنُوْنَکُمْ۔ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نُنَابِذُهُمْ عِنْدَ ذٰلِکَ؟ قَالَ لَا مَا اَقَامُوْا فِیْکُمُ الصَّلٰوةَ۔ لَا مَا اَقَامُوْا فِیْکُمُ الصَّلٰوةَ۔ (مسلم) ''حضورؐ نے فرمایا تمہارے بدترین سردار وہ ہیں جو تمہارے لیے مبغوض ہیں اور تم ان کے لیے مبغوض

ہو۔تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔صحابہ کرام نے عرض کیا ''یا رسول اللہ، جب یہ صورت ہو تو کیا ہم ان کے مقابلہ پر نہ اٹھیں۔''فرمایا نہیں، جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں،نہیں، جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں۔''

اس حدیث میں اوپر والی شرط کو اور واضح کر دیا گیا ہے اوپر کی حدیث سے گمان ہوسکتا تھا کہ اگر وہ اپنی انفرادی زندگی میں نماز کے پابند ہوں تو ان کے خلاف بغاوت نہیں کی جاسکتی۔لیکن یہ حدیث بتاتی ہے کہ نماز پڑھنے سے مراد دراصل مسلمانوں کی جماعتی زندگی میں نماز کا نظام قائم کرنا ہے۔یعنی صرف یہی کافی نہیں ہے کہ وہ لوگ خود پابند نماز ہوں، بلکہ ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ ان کے تحت جو نظام حکومت چل رہا ہو وہ کم از کم اقامت صلوۃ کا انتظام کرے۔یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ ان کی حکومت اپنی اصلی نوعیت کے اعتبار سے ایک اسلامی حکومت ہے وگرنہ اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ حکومت اسلام سے منحرف ہوچکی ہے اور اُسے الٹ پھینکنے کی سعی مسلمانوں کے لیے جائز ہوجائے گی۔اسی بات کو ایک اور روایت میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے ہم سے من جملہ اور باتوں کے ایک اس امر کا عہد بھی لیا کہ **ان لا ننازع الامر اھلہ الا ان تروا کفرا بواحا عندکم من اللّٰہ فیہ برھان**۔یعنی یہ کہ ''ہم اپنے سرداروں اور حکام سے نزاع نہ کریں گے۔الا یہ کہ ہم ان کے کاموں میں کھلا کفر دیکھیں جس کی موجودگی میں ان کے خلاف ہمارے پاس خدا کے حضور پیش کرنے کے لیے دلیل موجود ہو۔'' (بخاری ومسلم) (اسلامی ریاست، اصول اطاعت ووفاداری)

۲۲۸- لَا طَاعَةَ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰهِ، اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ۔

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) ''اللہ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں ہے، اطاعت صرف معروف میں ہے۔'' (مسلم، ابوداؤد، نسائی)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَلِيٍّ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَ جَیْشًا وَاَمَّرَ عَلَیْهِمْ رَجُلًا، فَاَوْقَدَ نَارًا، فَقَالَ: اُدْخُلُوْهَا فَاَرَادُوْا اَنْ یَّدْخُلُوْهَا، فَقَالَ اٰخَرُوْنَ اِنَّمَا فَرَرْنَا مِنْهَا، فَذَكَرُوْا لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لِلَّذِیْنَ اَرَادُوْا اَنْ یَّدْخُلُوْهَا، لَوْ دَخَلُوْهَا لَمْ یَزَالُوْا فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ، وَ قَالَ لِلْاٰخِرِیْنَ: لَا طَاعَةَ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰهِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ۔ (۷)

۲۲۹- مَنْ اَطَاعَ مَخْلُوْقًا فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَیْهِ ذٰلِکَ الْمَخْلُوْقَ۔

''نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت کرے۔اللہ تعالیٰ اس پر اسی مخلوق کو مسلط کردیتا ہے۔'' (احکام القرآن للجصاص)

تخریج:〈۱〉 وَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ اَطَاعَ مَخْلُوْقًا فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَیْهِ ذٰلِکَ الْمَخْلُوْقَ۔ (۸)

تشریح: احادیث بالا میں معروف کی شرط اس لیے لگائی گئی ہے تاکہ کوئی شخص کبھی اس امر کی گنجایش نہ نکال سکے کہ ایسی حالت میں بھی سلاطین کی اطاعت کی جائے جب کہ ان کا حکم اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں نہ ہو۔

پس در حقیقت یہ ارشاد اسلام میں قانون کی حکمرانی (Rule of Law) کا سنگ بنیاد ہے اصولی بات یہ ہے کہ ہر کام جو اسلامی قانون کے خلاف ہو جرم ہے اور کوئی شخص یہ حق نہیں رکھتا کہ ایسے کسی کام کا کسی کو حکم دے۔ جو شخص بھی خلاف قانون حکم دیتا ہے وہ خود مجرم ہے اور جو شخص اس حکم کی تعمیل کرتا ہے وہ بھی مجرم ہے۔ کوئی ماتحت اس عذر کی بنا پر سزا سے نہیں بچ سکتا کہ اس کے افسر بالا نے اسے ایک ایسے فعل کا حکم دیا تھا جو قانون میں جرم ہے۔ (تفہیم القرآن، ج۵، الممتحنۃ، حاشیہ:۲۲)

اولی الامر اور اصول اطاعت

۲۳۰- اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَی الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِیْمَا اَحَبَّ وَ کَرِہَ مَالَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِیَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔ (بخاری و مسلم)

''ایک مسلمان پر سمع وطاعت لازم ہے خواہ برضا و رغبت کرے یا بکراہت۔ تاوقتیکہ اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے۔ پھر جب اس کو معصیت کا حکم دیا جائے تو نہ سمع ہے نہ طاعت۔''

اِنْ اُمِرَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ یَقُوْدُکُمْ بِکِتَابِ اللّٰہِ فَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا۔ (مسلم) ''اگر تم پر کوئی نکٹا غلام بھی امیر بنا دیا جائے جو کتاب اللہ کے مطابق تمہاری قیادت کرے تو اس کی سنو اور اطاعت کرو۔'' **لَا طَاعَةَ فِیْ مَعْصِیَةٍ۔ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ۔** (بخاری و مسلم) ''معصیت میں کوئی اطاعت نہیں ہے۔ اطاعت تو صرف معروف میں ہے۔'' **لَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَی اللّٰہَ۔** (طبرانی) ''کوئی اطاعت اس شخص کے لیے نہیں ہے جو اللہ کا نافرمان ہو۔'' **لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ۔** (شرح السنۃ) ''خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔''

تخریج:⟨۱⟩ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ بُکَیْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ جُنَادَةَ بْنِ اَبِیْ اُمَیَّةَ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰی عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَ هُوَ مَرِیْضٌ، قُلْنَا اَصْلَحَکَ اللّٰہُ حَدِّثْنَا بِحَدِیْثٍ یَنْفَعُکَ اللّٰہُ بِهٖ سَمِعْتَهٗ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: دَعَانَا النَّبِیُّ ﷺ فَبَایَعْنَا فَقَالَ فِیْمَا اَخَذَ عَلَیْنَا اَنْ بَایَعْنَا عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِیْ مَنْشَطِنَا وَ مَکْرَهِنَا وَ عُسْرِنَا وَ یُسْرِنَا وَ اَثَرَةٍ عَلَیْنَا وَ اَلَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا کُفْرًا بَوَاحًا، عِنْدَکُمْ مِنَ اللّٰہِ فِیْهِ بُرْهَانٌ۔ (۹)

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا دَاوٗدُ بْنُ رُشَیْدٍ، قَالَ: نَا الْوَلِیْدُ یعنی ابن مُسْلِمٍ، قَالَ: نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ یَزِیْدَ ابْنِ جَابِرٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ مَوْلٰی بَنِیْ فَزَارَةَ وَ هُوَ رُزَیْقُ بْنُ حَیَّانَ اَنَّهٗ سَمِعَ مُسْلِمَ بْنَ قَرَظَةَ ابْنَ عَمِّ عَوْفِ بْنِ مَالِکٍ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِکٍ نِ الْاَشْجَعِیَّ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَ يُحِبُّوْنَكُمْ وَ تُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَ يُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ، وَ شِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَ يُبْغِضُوْنَكُمْ وَ تَلْعَنُوْنَهُمْ وَ يَلْعَنُوْنَكُمْ، قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَفَلَانُنَا بِذُهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: لَا، مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ، قَالَ: لَا، مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ اِلَّا مَنْ وَلِىَ عَلَيْهِ وَالٍ فَرَاٰهُ يَاْتِىْ شَيْئًا مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، فَلْيَكْرَهْ مَا يَاْتِىْ مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ۔ (۱۰)

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْىَ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا اَحَبَّ وَ كَرِهَ مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ، فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔ (۱۱)

﴿۴﴾ حَدَّثَنِىْ سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ، قَالَ: نَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ، قَالَ: نَا مَعْقِلٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِىْ اُنَيْسَةَ، عَنْ يَحْىَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ جَدَّتِهٖ اُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَ: سَمِعْتُهَا تَقُوْلُ: حَجَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَوْلًا كَثِيْرًا ثُمَّ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: اِنْ اُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ حَسِبْتُهَا قَالَتْ: اَسْوَدُ، يَقُوْدُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا۔ (۱۲)

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِاِبْنِ الْمُثَنّٰى، قَالَا: نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: نَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ جَيْشًا وَ اَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا، فَاَوْقَدَ نَارًا وَ قَالَ: اُدْخُلُوْهَا، فَاَرَادَ نَاسٌ اَنْ يَّدْخُلُوْهَا، وَ قَالَ الْاٰخَرُوْنَ: اِنَّا فَرَرْنَا مِنْهَا، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لِلَّذِيْنَ اَرَادُوْا اَنْ يَّدْخُلُوْهَا، لَوْ دَخَلْتُمُوْهَا لَمْ تَزَالُوْا فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَ قَالَ لِلْاٰخَرِيْنَ قَوْلًا حَسَنًا قَالَ: لَا طَاعَةَ فِىْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِى الْمَعْرُوْفِ۔ (۱۳)

﴿۶﴾ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ، عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِىُّ ﷺ سَرِيَّةً، فَاسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ، وَ اَمَرَهُمْ اَنْ يُّطِيْعُوْهُ فَغَضِبَ، قَالَ: اَلَيْسَ اَمَرَكُمُ النَّبِىُّ ﷺ اَنْ تُطِيْعُوْنِىْ؟ قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: فَاجْمَعُوْا لِىْ حَطَبًا، فَجَمَعُوْا، فَقَالَ: اَوْقِدُوْا نَارًا، فَاَوْقَدُوْهَا، فَقَالَ: اُدْخُلُوْهَا، فَهَمُّوْا، وَ جَعَلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا، وَ يَقُوْلُوْنَ: فَرَرْنَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنَ النَّارِ، فَمَا زَالُوْا حَتّٰى خَمِدَتِ النَّارُ، فَسَكَنَ غَضَبُهٗ فَبَلَغَ النَّبِىَّ ﷺ: لَوْ دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اَلطَّاعَةُ فِى الْمَعْرُوْفِ۔ (۱۴)

﴿۷﴾ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، ثَنَا يَحْيَ بْنُ سُلَيْمٍ، ح وَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ثَنَا اِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَيَّاشٍ، قَالَا: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: سَيَلِيْ اُمُوْرَكُمْ بَعْدِيْ رِجَالٌ يُطْفِئُوْنَ السُّنَّةَ وَ يَعْمَلُوْنَ بِالْبِدْعَةِ، وَ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ مَوَاقِيْتِهَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ اَدْرَكْتُهُمْ، كَيْفَ اَفْعَلُ؟ قَالَ: تَسْأَلُنِيْ يَابْنَ اُمِّ عَبْدٍ كَيْفَ تَفْعَلُ؟ لَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللّٰهَ۔ (۱۵)

﴿۸﴾ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ، اَبُوْ مُحَمَّدِ الطَّالَقَانِيُّ الْقَطَّانُ قَدِمَ بغداد وَ حَدَّثَ بِهَا عَنْ عَمَّارِ بْنِ عَبْدِ الْمَجِيْدِ الطَّالَقَانِيِّ۔ روى عنه اَبُوْ حَفْصِ بْنِ شَاهِيْنٍ، اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْقُرَشِيُّ، اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ اَحْمَدَ الْوَاعِظُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدِ الطَّالَقَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلِ الرَّازِيُّ عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ جَعْفَرِ بْنِ هَارُوْنَ الْوَاسِطِيُّ عَنْ سَمْعَانَ بْنِ الْمَهْدِيِّ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔[ا] (۱۶)

تشریح: سنت کے یہ تمام محکمات اس باب میں ناطق ہیں کہ ایک اسلامی ریاست میں مجلس قانون ساز کوئی ایسا قانون بنانے کا حق نہیں رکھتی۔ جو اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے خلاف ہو، اور اگر وہ ایسا کوئی قانون بنا دے تو وہ رد کر دیے جانے کے لائق ہے نہ کہ نافذ ہونے کے لائق۔ اسی طرح یہ احادیث اس باب میں بھی ناطق ہیں کہ ایک اسلامی ریاست کی عدالتوں میں اللہ اور رسول کا قانون لازماً نافذ ہونا چاہیے اور جو بات کتاب وسنت کی دلیل سے حق ثابت کر دی جائے اسے کوئی جج اس بنا پر رد نہیں کر سکتا۔ کہ لیجسلیچر کا بنایا ہوا قانون اس کے خلاف ہے۔ تصادم کی صورت میں اللہ اور رسول کا قانون نہیں بلکہ لیجسلیچر کا قانون حدود دستور سے خارج قرار دیا جانا چاہیے۔ اسی طرح یہ احادیث اس بات میں بھی ناطق ہیں کہ اسلامی ریاست کی انتظامیہ کو ایسا کوئی حکم یا ضابطہ بنانے کا حق نہیں ہے جس سے خدا اور رسول کی معصیت لازم آتی ہو۔ اگر وہ ایسا کوئی حکم دے اور لوگ اس کی اطاعت نہ کریں تو وہ مجرم نہیں ہوں گے، بلکہ اس کے برعکس، خود حکومت زیادتی کی مرتکب ہوگی۔

دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ ایک اسلامی ریاست میں اولی الامر مسلمان ہی ہو سکتے ہیں کیوں کہ نزاع کی صورت میں متنازع فیہ معاملے کو اللہ اور رسول کی طرف پھیرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ رعایا اور حکومت کی نزاع میں اللہ اور رسول کو حکم صرف مسلمان اولی الامر ہی مان سکتے ہیں نہ کہ کافر اولی الامر۔ مستند احادیث کی تصریحات بھی اس کی تائید بلکہ تاکید کرتی ہیں۔ چناں چہ ابھی اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات نقل ہو چکے ہیں کہ ”اگر ایک نکٹا غلام بھی تم پر امیر بنا دیا جائے جو کتاب اللہ کے مطابق تمہاری قیادت کرے تو اس کی سنو اور اطاعت کرو“ اور یہ کہ ”کوئی اطاعت اس شخص کے لیے نہیں جو اللہ کا نافرمان ہو، ایک اور حدیث میں حضرت عبادہ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس بات پر بیعت لی تھی:

(ا) و بهامش الاصل۔ عن نسخة الاخرى فى معصية الله۔

اَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمرَ اَهْلَهٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ۔ (بخاری و مسلم) ’’ہم اپنے حکمرانوں سے جھگڑا نہ کریں گے الا یہ کہ ہم ان کے کاموں میں کھلا کھلا کفر دیکھیں جو ہمارے پاس ان کے خلاف اللہ کی طرف سے ایک دلیل ہو۔‘‘

ایک اور حدیث میں ہے کہ جب صحابہ کرامؓ نے نبی ﷺ سے برے حاکموں کے خلاف بغاوت کرنے کی اجازت چاہی تو آپؐ نے فرمایا لا، ما اقاموا الصلوة (مسلم) ’’نہیں، جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں۔‘‘

ان تصریحات کے بعد اس امر میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے صاحب امر بننے کی کوئی گنجایش نہیں ہے، بالکل اسی طرح جس طرح ایک اشتراکی ریاست میں منکرین اشتراکیت اور ایک جمہوری ریاست میں مخالفین جمہوریت کے لیے اولی الامر بننے کا نہ عقلاً کوئی موقع ہے، نہ عملاً۔

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ ان احادیث کی رُو سے مسلمان اپنے اولی الامر سے نزاع کا حق رکھتے ہیں اور نزاع کی صورت میں فیصلہ جس چیز پر چھوڑا جائے گا وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہو گی۔ یہ آخری سند جس کے حق میں بھی فیصلہ دے دے اسے ماننا پڑے گا خواہ فیصلہ اولی الامر کے حق میں ہو یا رعایا کے حق میں، اب یہ ظاہر بات ہے کہ اس حکم کا تقاضا پورا کرنے کے لیے کوئی ادارہ ایسا ہونا چاہیے جس کے پاس نزاع لے جائی جائے اور جس کا کام یہ ہو کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق اس نزاع کا فیصلہ کرے۔ یہ ادارہ خواہ کوئی مجلس علماء ہو یا سپریم کورٹ، یا کوئی اور اس کے تعین کی کسی خاص شکل پر شریعت نے ہمیں مجبور نہیں کر دیا ہے۔ مگر بہر حال ایسا کوئی ادارہ مملکت میں ہونا چاہیے اور اس کو یہ حیثیت حاصل ہونی چاہیے کہ انتظامیہ اور مقنّنہ اور عدلیہ کے احکام اور فیصلوں کے خلاف اس کے پاس مرافعہ کیا جا سکے، اور اُس کا بنیادی اصول یہ ہونا چاہیے کہ کتاب و سنت کی ہدایات کے مطابق وہ حق اور باطل کا فیصلہ کرے۔ (اسلامی ریاست، اولی الامر اور اصول اطاعت)

جواب دہی کا تصور

۲۳۱- كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ۔(۱)

(بخاری کتاب الاحکام باب قول اللّٰہ اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم)

’’تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور تم سب خدا کے سامنے اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہو۔‘‘

تشریح: سب مومن خلافت کے حامل ہیں۔ خدا کی طرف سے جو خلافت مومنوں کو عطا ہوتی ہے۔ وہ عمومی خلافت (Papular Vicegerency) ہے کسی شخص یا خاندان یا نسل یا طبقہ کے لیے مخصوص نہیں ہے۔ ہر مومن اپنی جگہ خدا کا خلیفہ ہے۔ خلیفہ ہونے کی حیثیت سے فرداً فرداً ہر ایک خدا کے سامنے جواب دہ ہے۔ اور ایک خلیفہ دوسرے خلیفہ کے مقابلہ میں کسی حیثیت سے فروتر نہیں ہے۔ (اسلامی ریاست، ص: ۱۴۰)

اسلام اور جہانگیریت

۲۳۲- اِسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا وَ لَوِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ۔

’’سنو اور اطاعت کرو۔ خواہ تمہارے اوپر ایک گنجا حبشی غلام ہی حاکم بنا دیا جائے۔‘‘

---

(۱) اس حدیث کی تخریج دوسرے مقام پر آ چکی ہے۔ (مرتب)

تخریج: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحيٰ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ اَبِی التَّيَّاحِ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا وَ اِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ كَاَنَّ رَاسَهٗ زَبِيْبَةٌ۔ (۱۷)

تشریح: اسلام کسی نسل یا قوم یا وطن کا نام نہیں ہے۔ وہ ایک قانون زندگی اور نظام حیات ہے جس کے دروازے سب کے لیے کھلے ہوئے ہیں۔ عربی، عجمی، حبشی، چینی، ہندی، فرنگی سب اس کو اختیار کر سکتے ہیں اور اختیار کر لینے کے بعد سب کے حقوق، اختیارات اور مراتب اس کے نظام اجتماعی میں یکساں قرار پاتے ہیں۔ اس کو انسان کی نسل، یا رنگ یا وطنیت سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ وہ انسان کو محض انسان ہونے کی حیثیت سے خطاب کرتا ہے اور اس کے سامنے زندگی بسر کرنے کا ایک طریقہ اور تنظیم حیات انسانی کا ایک قانون پیش کرتا ہے جو اس کے نزدیک بہترین ہے۔ اس طریقہ وقانون کو جو کوئی اختیار کر لے وہ اسلامی جماعت کا رکن ہے۔ اسلامی حکومت میں برابر کا شریک ہے۔ اور اس کی شخصی قابلیت اسے خلیفہ وامام کے درجہ تک بھی پہنچا سکتی ہے۔ جس طرح دنیا کی حکومتوں میں فرماں روائی کی قابلیتوں کا معیار سول سروس یا اسی قسم کا کوئی اور امتحان پاس کرنا ہے، اسی طرح اسلام کی حکومت میں فرماں روائی اور منصب اصلاح وہدایت کی اہلیت کا اصولی معیار اسلام کے نظام حیات کو اختیار کرنا اور اس کے قانون حق کی پابندی کرنا ہے۔ جو کوئی اس معیار پر پورا اترتا ہے وہ بلا لحاظ نسل ورنگ اس منصب پر فائز ہو جاتا ہے۔ اسلام میں نہ تو ''حکومت قوم برقوم دیگر'' کا کوئی سوال ہے اور نہ ''حکومت قوم برقوم خود'' کا۔ بلکہ وہ ''حکومت صالحہ'' کا اصول پیش کرتا ہے اور اس کے نزدیک صالح اگر ایک حبشی غلام ہو تو کوئی چیز اسے شرفائے عرب پر حکومت کرنے سے نہیں روک سکتی۔

اسلام کی آخری دعوت عرب سے اٹھی۔ عربوں ہی کو اس کا علم بلند کرنے کا شرف حاصل ہے۔ مگر اس نے کبھی حکومت وفرماں روائی کو عرب کے ساتھ مخصوص نہیں کیا۔ جب تک عرب ''صالح'' رہے۔ انہوں نے آدھی دنیا پر حکومت کی۔ جب ان میں صلاحیت باقی نہ رہی تو جن عجمی قوموں کو عربوں نے فتح کیا تھا، وہ اسلامی حکومت کی مسند نشین بن گئیں اور انہوں نے خود عرب پر حکومت کی۔ ترک اسلام کے شدید دشمن تھے، مگر جب وہ اسلام کے دائرہ میں داخل ہو گئے تو دنیائے اسلام کے آدھے سے زیادہ حصے نے انہیں اپنا حکمران تسلیم کیا اور چاٹگام سے لے کر قرطاجنہ تک ان کی فرماں روائی کے پھریرے اڑتے رہے۔ (الجہاد فی الاسلام، مصلحانہ جنگ ''اسلام اور جہانگیریت'')

اسلامی جمہوریت

۲۳۳۔ يٰاَيُّهَا النَّاسُ، اَلَا اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلَی الْاَسْوَدِ اِلَّا بِالتَّقْوٰی اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ۔(۱)

---

(۱) تفسیر روح المعانی، بحوالہ بیہقی وابن مردویہ، ۲۶/ ۱۴۸

''لوگو! سن رکھو تمہارا رب ایک ہے عربی کو عجمی پر یا عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ نہ کالے کو گورے پر یا گورے کو کالے پر کوئی فضیلت ہے۔ فضیلت اگر ہے تو تقویٰ کی بنا پر ہے۔ درحقیقت تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہے۔

تخریج: ⟨۱⟩ اَخرَجَ الْبَیْهَقِیُّ وَابْنُ مَرْدَوَیْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ وَسْطِ التَّشْرِیْقِ خُطْبَةَ الْوَدَاعِ، فَقَالَ: یٰاَیُّهَا النَّاسُ! اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ، لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ، وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ، وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ، وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی، اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاکُمْ، اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: فَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ۔ (۱۸)

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ، ثنا سَعِیْدُ الْجُرَیْرِیُّ عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ، حَدَّثَنِیْ مَنْ سَمِعَ خُطْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ وَسْطِ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ، فَقَالَ: یٰاَیُّهَا النَّاسُ! اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ وَ اِنَّ اَبَاکُمْ وَاحِدٌ، اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی اَعْجَمِیٍّ، وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ، وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ، وَلَا اَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی۔ اَبَلَّغْتُ؟ قَالُوْا: بَلَّغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: اَیُّ یَوْمٍ هٰذَا؟ قَالُوْا: یَوْمٌ حَرَامٌ، ثُمَّ قَالَ: اَیُّ شَهْرٍ هٰذَا؟ قَالُوْا: شَهْرٌ حَرَامٌ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: اَیُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ قَالُوْا: بَلَدٌ حَرَامٌ، قَالَ: فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ بَیْنَکُمْ دِمَاءَ کُمْ وَ اَمْوَالَکُمْ، قَالَ: وَلَا اَدْرِیْ! قَالَ اَوْ اَعْرَاضَکُمْ اَمْ لَا، کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا، اَبَلَّغْتُ؟ قَالُوْا: بَلَّغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لِیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ۔ (۱۹)

⟨۳⟩ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ طَافَ یَوْمَ الْفَتْحِ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ یَسْتَلِمُ الْاَرْکَانَ بِمِحْجَنِهٖ فَلَمَّا خَرَجَ لَمْ یَجِدْ مَنَاخًا، فَنَزَلَ عَلٰی اَیْدِی الرِّجَالِ فَخَطَبَهُمْ، فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَ اَثْنٰی عَلَیْهِ وَ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنْکُمْ عُبِّیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ وَ تَکَبُّرَهَا، یٰاَیُّهَا النَّاسُ، اَلنَّاسُ رَجُلَانِ بَرٌّ تَقِیٌّ کَرِیْمٌ عَلَی اللّٰهِ، وَ فَاجِرٌ شَقِیٌّ هَیِّنٌ عَلَی اللّٰهِ، اَلنَّاسُ کُلُّهُمْ بَنُوْ آدَمَ، وَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ مِنْ تُرَابٍ، وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی خَبِیْرٌ۔ (۲۰)

⟨۴⟩ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ دِیْنَارٍ۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّةَ فَقَالَ: یٰاَیُّهَا النَّاسُ: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْکُمْ

عَبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَ تَعَاظُمَهَا بِاٰبَآئِهَا، فَالنَّاسُ رَجُلَانِ، رَجُلٌ بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيْمٌ عَلَى اللّٰهِ، وَ فَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى اللّٰهِ، وَالنَّاسُ بَنُو اٰدَمَ، وَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ مِنَ التُّرَابِ، قَالَ اللّٰهُ: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔ (۲۱)

پس منظر: حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے مندرجہ بالا خطبہ ارشاد فرمایا۔

تشریح: ایسی سوسائٹی جس میں ہر شخص خلیفہ ہو اور خلافت میں برابر کا شریک ہو، طبقات کی تقسیم اور پیدایشی یا معاشرتی امتیازات کو اپنے اندر راہ نہیں دے سکتی۔ اس میں تمام افراد مساوی الحیثیت اور مساوی المرتبہ ہوں گے۔ فضیلت جو کچھ بھی ہوگی وہ شخصی قابلیت اور سیرت کے اعتبار سے ہوگی۔ یہی بات ہے جس کو نبی ﷺ نے بار بار بتصریح بیان فرمایا ہے۔

فتح مکہ کے بعد جب تمام عرب اسلامی ریاست کے دائرے میں آگیا تو رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے خاندان والوں کو، جو عرب میں برہمنوں کی سی حیثیت رکھتے تھے۔ خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عَيْبَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَ تَكَبُّرَهَا، يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ، اَلنَّاسُ رَجُلَانِ۔ بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيْمٌ عَلَى اللّٰهِ، وَ فَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى اللّٰهِ۔ اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ آدَمَ وَ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ مِنْ تُرَابٍ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى (۱) ''شکر ہے اس خدا کا جس نے جاہلیت کا عیب اور تکبر تم سے دور کر دیا۔ لوگو! انسان دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو نیک اور پرہیزگار ہو، وہ اللہ کے نزدیک معزز ہے۔ دوسرا وہ جو بداعمال اور شقی ہو، وہ اللہ کے نزدیک فرومایہ ہے۔ اصل کے اعتبار سے سب انسان اولاد آدم ہیں اور آدم کو اللہ نے مٹی سے پیدا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''لوگو، ہم نے تم کو ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے...ایسی سوسائٹی میں جب کسی فرد یا کسی گروہ افراد کے لیے اس کی پیدایش یا اس کے معاشرتی مرتبے (Social Status) یا اس کے پیشے کے اعتبار سے اس قسم کی رکاوٹیں (Disabilities) نہیں ہوسکتیں، جو اس کی ذاتی قابلیتوں کے نشوونما اور اس کی شخصیت کے ارتقاء میں کسی طرح بھی مانع ہوں۔ اس کو سوسائٹی کے تمام دوسرے افراد کی طرح ترقی کے یکساں مواقع حاصل ہونے چاہیے۔ اس کے لیے راستہ کھلا ہوا ہونا چاہیے کہ اپنی قوت و استعداد کے لحاظ سے جہاں تک بڑھ سکتا ہے بڑھتا چلا جائے۔ بغیر اس کے کہ دوسروں کے اسی طور پر بڑھنے میں مانع ہو۔ یہ چیز اسلام میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ غلام اور غلام زادے فوجوں کے سپہ سالار اور صوبوں کے گورنر بنائے گئے اور بڑے بڑے اونچے گھرانوں کے شیوخ نے ان کی ماتحتی کی۔ چمار جوتیاں گانٹھتے گانٹھتے اٹھے اور امامت کی مسند پر بیٹھ گئے۔ جولاہے اور بزاز مفتی اور قاضی اور فقیہہ بنے اور آج ان کے نام بزرگوں کی فہرست میں ہیں۔ حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ **اسمعوا و اطیعوا و لو استعمل علیکم عبد حبشی** ''سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تمہارا سردار ایک حبشی ہی کیوں نہ بنا دیا جائے؟ (۲) (اسلامی ریاست، نظریۂ خلافت... ''اسلامی جمہوریت کی حیثیت'')

---

(۱) تفسیر روح المعانی ج ۲۶، ص ۱۴۸۔

(۲) بخاری ج ۲، کتاب الاحکام باب السمع والطاعة للامام...

رشتۂ دین پر مادی علائق کی قربانی

۲۳۴- ''مجھے خاندان والوں کی محبت نے ہرگز نہیں کھینچا۔ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اللہ کے لیے تمہارے پاس ہجرت کر کے جا چکا ہوں۔ اب میرا جینا تمہارے ساتھ ہے اور مرنا تمہارے ساتھ۔''

تخریج:〈ا〉 حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخٍ، قَالَ: نَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ، قَالَ: نَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: وَفَدْتُ وُفُوْدًا اِلٰى مُعَاوِيَةَ، وَ ذٰلِكَ فِيْ رَمَضَانَ، فَكَانَ يَصْنَعُ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ الطَّعَامَ، وَكَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ مِمَّا يُكْثِرُ اَنْ يَّدْعُوْنَا اِلٰى رَحْلِهٖ، فَقُلْتُ: اَلَا اَصْنَعُ طَعَامًا؟ فَادْعُوْهُمْ اِلٰى رَحْلِيْ فَاَمَرْتُ بِطَعَامٍ يُصْنَعُ، ثُمَّ لَقِيْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ مِنَ الْعَشِيِّ، فَقُلْتُ: الدَّعْوَةُ عِنْدِي اللَّيْلَةَ، فَقَالَ: سَبَقْتَنِيْ قُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَوْتُهُمْ، فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: اَلَا اُعْلِمُكُمْ بِحَدِيْثٍ مِنْ حَدِيْثِكُمْ، يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ ثُمَّ ذَكَرَ فَتْحَ مَكَّةَ۔ فَقَالَ: اَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ، فَبَعَثَ الزُّبَيْرَ عَلٰى اِحْدَى الْمُجَنِّبَتَيْنِ، وَ بَعَثَ خَالِدًا عَلَى الْمُجَنِّبَةِ الْاُخْرٰى، وَ بَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ عَلَى الْحُسَّرِ... فَاَخَذُوْا بَطْنَ الْوَادِيِّ، وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ كَتِيْبَةٍ، قَالَ: فَنَظَرَ فَرَاٰنِيْ، فَقَالَ: اَبُوْ هُرَيْرَةَ: قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: لَا يَاْتِيْنِيْ اِلَّا اَنْصَارِيٌّ زَادَ غَيْرَ شَيْبَانَ، فَقَالَ: اِهْتِفْ لِيْ بِالْاَنْصَارِ، قَالَ: فَاَطَافُوْا بِهٖ وَ وَبَّشَتْ قُرَيْشٌ اَوْ بَاشًا لَهَا وَ اَتْبَاعًا، فَقَالُوْا: نُقَدِّمُ هٰٓؤُلَآءِ فَاِنْ كَانَ لَهُمْ شَيْءٌ كُنَّا مَعَهُمْ، وَ اِنْ اُصِيْبُوْا اَعْطَيْنَا الَّذِيْ سُئِلْنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرَوْنَ اِلٰى اَوْبَاشِ قُرَيْشٍ وَ اَتْبَاعِهِمْ، ثُمَّ قَالَ: بِيَدَيْهِ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى، ثُمَّ قَالَ: حَتّٰى تُوَافُوْنِيْ بِالصَّفَا، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا فَمَا شَآءَ اَحَدٌ مِنَّا اَنْ يَّقْتُلَ اَحَدًا اِلَّا قَتَلَهٗ، وَمَا اَحَدٌ مِنْهُمْ يُوَجِّهُ اِلَيْنَا شَيْئًا، قَالَ: فَجَآءَ اَبُوْ سُفْيَانَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُبِيْحَتْ خَضْرَآءُ قُرَيْشٍ، لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ ثُمَّ قَالَ: مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِيْ سُفْيَانَ، فَهُوَ اٰمِنٌ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اَمَّا الرَّجُلُ فَاَدْرَكَتْهُ رَغْبَةٌ فِيْ قَرْيَتِهٖ، وَ رَاْفَةٌ بِعَشِيْرَتِهٖ، قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: وَ جَآءَ الْوَحْيُ وَ كَانَ اِذَا جَآءَ الْوَحْيُ لَا يَخْفٰى عَلَيْنَا، فَاِذَا جَآءَ فَلَيْسَ اَحَدٌ يَرْفَعُ طَرْفَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يَنْقَضِيَ الْوَحْيُ، فَلَمَّا انْقَضَى الْوَحْيُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ! قَالُوْا: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: قُلْتُمْ: اَمَّا الرَّجُلُ، فَاَدْرَكَتْهُ رَغْبَةٌ فِيْ قَرْيَتِهٖ، قَالُوْا: قَدْ كَانَ ذٰلِكَ قَالَ: كَلَّا! اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ هَاجَرْتُ اِلَى اللّٰهِ وَ اِلَيْكُمْ، وَالْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ، فَاَقْبَلُوْا اِلَيْهِ يَبْكُوْنَ وَ يَقُوْلُوْنَ: وَاللّٰهِ! مَا قُلْنَا الَّذِيْ قُلْنَا اِلَّا الضَّنُّ بِاللّٰهِ وَ بِرَسُوْلِهٖ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُصَدِّقَانِكُمْ وَ يَعْذِرَانِكُمْ۔ الخ۔ (۲۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ کئی جماعتیں سفر کر کے حضرت معاویہ کے پاس گئیں۔ یہ رمضان کا مہینہ تھا۔ عبد اللہ بن رباح نے بتایا کہ ہم میں سے ہر ایک، ایک دوسرے کا کھانا تیار کرتا تھا اور ابو ہریرہ ان میں سے تھے جو اکثر اوقات ہمیں اپنے گھر پر مدعو کیا کرتے تھے۔ میں نے سوچا کہ میں کیوں نہ کھانا تیار کروں اور ان سب کو اپنے گھر پر دعوت طعام دوں۔ یہ طے کر کے میں شام کو ابو ہریرہ سے جا کر ملا اور کہا آج شام دعوت میرے ہاں ہوگی۔ ابو ہریرہ بولے۔ تو مجھ سے سبقت لے گیا میں نے کہا ہاں۔ پھر میں نے ان سب کو دعوت پر بلایا۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا اے انصار کے گروہ میں تمہارے باب میں ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔ پھر انہوں نے فتح مکہ کے بعد کا ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور مکہ میں قدوم میمنت فرمایا تو ایک جانب زبیر کو بھیجا اور دوسری جانب خالد بن ولید کو (ایک کو میمنہ اور دوسرے کو میسرہ پر) اور ابو عبیدہ بن جراح کو ان لوگوں کا سردار مقرر کیا جن کے پاس زرہیں نہ تھیں۔ انہوں نے وادی کے اندر کا راستہ لیا اور رسول اللہ ﷺ چھوٹے سے دستے میں تھے۔ آپ نے مجھے دیکھ لیا اور فرمایا ابو ہریرہ۔ میں نے عرض کیا حضور حاضر ہوں۔ فرمایا میرے پاس انصار کے سوا کوئی نہ آئے۔ شیبان کے علاوہ دوسروں نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا میرے لیے انصار کو آواز دو۔ راوی کا بیان ہے کہ انصار سب آپ کے ارد گرد ہو گئے۔ قریش نے بھی اپنے گروہ اور تابعدار اکٹھے کیے اور کہا کہ ہم ان کو آگے کرتے ہیں۔ اگر کچھ ملا تو ہم بھی ان کے ساتھ ہیں اور اگر کوئی آفت آن پڑی تو مطالبہ کے مطابق ہم بھی دے دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم قریش کی جماعتوں اور تابع داروں کو دیکھ رہے ہو پھر آپ نے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر بتایا (یعنی کفار کو مارو کسی ایک کو بھی نہ چھوڑو) نیز فرمایا کہ مجھے صفا پر ملو۔ حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ پھر ہم چلے۔ ہم میں سے جو کوئی کافروں میں سے کسی کو مارنا چاہتا، وہ مار ڈالتا۔ کوئی ہمارا مقابلہ نہیں کرتا تھا۔ نوبت بایں جا رسید کہ ابو سفیان آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ قریش کا گروہ تباہ و برباد ہو گیا۔ آج کے بعد قریش کا نام و نشان باقی نہ رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو گیا اسے امان ہے۔ اس وقت انصار ایک دوسرے کو کہنے لگے آپ کو وطن کی الفت نے پکڑ لیا اور اپنے اہل قبیلہ پر راحت و محبت نے جوش مارا۔ ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ اسی اثنا میں وحی کا نزول شروع ہو گیا اور جب وحی کا آغاز ہوتا تو ہم پر مخفی نہ رہتا تھا۔ نزول وحی کے دوران میں کسی کو رسول اللہ ﷺ کی طرف آنکھ اٹھانے کی جرأت و ہمت نہ ہوتی تھی۔ تا آنکہ وحی کا نزول ختم ہو جاتا۔ جب وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے گروہ انصار۔ وہ بولے حاضر ہیں اے اللہ کے رسول۔ آپ نے فرمایا تم لوگوں نے کہا کہ اس شخص کو اپنے وطن کی الفت آ گئی ہے۔ انہوں نے عرض کیا ہاں یہ تو ہم نے کہا ہے۔ آپ نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں۔ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں نے اللہ کی طرف ہجرت کی ہے اور تمہاری طرف۔ اب میرا مرنا جینا تمہارے ساتھ ہے۔ یہ سن کر انصار روتے ہوئے بھاگتے بھاگتے آپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے۔ اللہ کی قسم۔ ہم نے جو کچھ کہا وہ محض اللہ اور اس کے رسول سے لالچ اور حرص میں کہا (کہ تمہارا منشا یہی تھا جو تم نے بیان کیا) اور تمہاری معذرت خواہی کو قبول کرتے ہیں۔

⟨۲⟩ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: اَخْبَرَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ نَاسٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ حِيْنَ اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مَا اَفَاءَ

مِنْ اَمْوَالِ هَوَازِنَ، فَطَفِقَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِي رِجَالاً الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ، فَقَالُوْا: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ يُعْطِي قُرَيْشًا وَ يَتْرُكُنَا وَ سُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ قَالَ اَنَسٌ: فَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَقَالَتِهِمْ، فَاَرْسَلَ اِلَى الْاَنْصَارِ، فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ مِنْ اَدَمٍ وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ؟ فَقَالَ فُقَهَاءُ الْاَنْصَارِ: اَمَّا رُؤُسَاؤُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا، وَ اَمَّا نَاسٌ مِّنَّا حَدِيْثَةٌ اَسْنَانُهُمْ فَقَالُوْا: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ يُعْطِي قُرَيْشًا وَ يَتْرُكُنَا وَ سُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَاِنِّيْ اُعْطِي رِجَالاً حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِكُفْرٍ، اَتَاَلَّفُهُمْ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَ تَذْهَبُوْنَ بِالنَّبِيِّ اِلٰى رِحَالِكُمْ فَوَ اللّٰهِ لَمَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ خَيْرٌ مِّمَّا يَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ رَضِيْنَا، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ سَتَجِدُوْنَ اُثْرَةً شَدِيْدَةً، فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنِّيْ عَلَى الْحَوْضِ. قَالَ اَنَسٌ: فَلَمْ يَصْبِرُوْا۔ (۲۳)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ کچھ انصار نے، جب اللہ نے نبی کو اموال فے سے نوازا کہا، اموال فے ہوازن کے اموال میں سے تھا۔ نبی ﷺ لوگوں کو سوسو اونٹ عطا فرما رہے ہیں۔ تو ان لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو معاف فرمائے۔ قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں نظر انداز فرما رہے ہیں حالاں کہ ہماری تلواروں سے تو ابھی تک خون ٹپک رہا۔ حضرت انس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ تک ان کی باتوں کی اطلاع پہنچ گئی۔ تو آپ نے ان سب کو ایک ایسے خیمہ میں جمع کیا جو چمڑے کا بنا ہوا تھا۔ اس اجتماع میں آپ نے انصار کے ساتھ کسی دوسرے کو مدعو نہیں فرمایا۔ جب سب انصار جمع ہو گئے تو نبی ﷺ خطاب فرمانے کھڑے ہوئے اور فرمایا وہ کیا بات ہے جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچی ہے؟ سمجھ دار انصار نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ جہاں تک ہمارے اکابر سرداروں کا معاملہ ہے انہوں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ اور رہے وہ لوگ جو ہم میں ابھی نوعمر ہیں انہوں نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو معاف فرمائے قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں نظر انداز کر رہے ہیں حالاں کہ ہماری تلواروں سے تو ابھی تک خون ٹپک رہا ہے۔ یہ سماعت فرما کر نبی ﷺ نے فرمایا۔ بے شک میں ایسے اشخاص کو جن کا عہد کفر کے قریب ہے دے رہا ہوں اور ان کی تالیف قلوب کر رہا ہوں۔ کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ دوسرے لوگ یہاں سے اموال (دنیا) لے کر واپس پلٹیں اور تم اپنے گھروں کی طرف نبی کو اپنے ساتھ لے کر پلٹو۔ واللہ جو چیز تم لے کر واپس جاؤ گے وہ کہیں بہتر ہے اس چیز سے جو وہ لے کر پلٹیں گے۔ سب بیک زبان بول اٹھے یا رسول اللہ ہم راضی ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب تم لوگوں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہوئے پاؤ گے پس صبر و تحمل سے کام لینا تا آنکہ تم اللہ اور اس کے رسول سے آ کر ملاقات کرو اور میں حوض کوثر پر موجود ہوں گا۔ حضرت انس کا بیان ہے کہ انہوں نے صبر سے کام نہیں لیا۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: لَمَّا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ يَوْمَ

حُنَینٍ قَسَمَ فِی النَّاسِ فِی الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ، وَلَمْ يُعْطِ الْاَنْصَارَ شَيْئًا، فَكَاَنَّهُمْ وَجَدُوْا اِذْلَمْ يُصِبْهُمْ مَا اَصَابَ النَّاسَ اَوْ كَاَنَّهُمْ وَجَدُوْا اِذْلَمْ يُصِبْهُمْ مَا اَصَابَ النَّاسَ فَخَطَبَهُمْ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَمْ اَجِدْكُمْ ضُلَّالًا، فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ، وَ كُنْتُمْ مُتَفَرِّقِيْنَ، فَاَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِيْ، وَعَالَةً فَاَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ؟ كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا، قَالُوْا: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَمَنُّ، قَالَ: مَا يَمْنَعُكُمْ اَنْ تُجِيْبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا، قَالُوْا: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَمَنُّ، قَالَ: لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ: جِئْتَنَا كَذَا وَ كَذَا اَتَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ، وَ تَذْهَبُوْنَ بِالنَّبِيِّ اِلٰى رِحَالِكُمْ. لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ اِمْرَاً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَ شِعْبًا، لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ وَ شِعْبَهَا، اَلْاَنْصَارُ شِعَارٌ، وَالنَّاسُ دِثَارٌ. اَنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ اِثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ. (٢٤)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم سے مروی ہے کہ یوم حنین کے موقع پر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اموال فے عطا فرمایا تو آپ نے لوگوں میں سے مؤلفۃ القلوب میں تقسیم فرمایا اور انصار کو اس میں سے کچھ نہ دیا تو جب انہیں وہ چیز نہ ملی جو لوگوں کو حاصل ہوئی تو انہوں نے دل میں محسوس کیا (آپ کے علم میں جب یہ معاملہ آیا تو) نبی ﷺ نے ان سے خطاب فرمایا۔ اے گروہ انصار (تمہیں یاد ہے) کہ تم گم کردہ راہ تھے۔ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں راہ ہدایت نصیب فرمائی اور (یہ بھی یاد ہوگا) کہ تم آپس میں بٹے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہارے دلوں میں الفت ڈال کر اکٹھا کر دیا اور تم تہی دست و محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے میرے واسطہ سے تمہیں تونگری سے سرفراز فرمایا۔ جونہی آپ نے کچھ ارشاد فرمایا یہ بولے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم پر بہت احسان فرمایا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا جب اللہ کا رسول کچھ دریافت کرتا ہے تو پھر کون سی چیز جواب دینے سے تمہارے لیے مانع ہے۔ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول نے ہم پر بہت ہی احسان فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا تم لوگ چاہو تو یہ کہہ سکتے ہو کہ تم ہمارے پاس جب آئے تو اس وقت آپ کی ایسی ایسی پوزیشن تھی۔ کیا تمہیں یہ چیز پسند ہے کہ لوگ تو بھیڑ بکریاں لے کر گھروں کو واپس جائیں اور تم نبی کو اپنے ساتھ لے کر اپنے گھروں کو واپس پلٹو۔ (سن لو) اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک آدمی ہوتا۔ اگر دیگر لوگ ایک وادی یا گھاٹی میں چلتے تو میں انصار کی وادی و گھاٹی میں چلتا۔ انصار کی حیثیت تو اس کپڑے کی ہے جو بدن کے ساتھ بالوں سے متصل ہوتا ہے۔ (شعار ہیں) اور دوسرے لوگوں کی حیثیت اس کپڑے کی ہے جو بدن سے متصل کپڑے کے اوپر گرم کپڑا ہوتا ہے (دثار ہیں) (تمہارا میرا تعلق شعار کا ہے اور لوگوں کا دثار کا) تم میرے بعد لوگوں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہوئے پاؤ گے۔ لہٰذا تم صبر و تحمل کا اس وقت تک مظاہرہ کرنا کہ حوض کوثر پر میرے ساتھ ملاقات ہو۔

حضرت انس کے حوالہ سے بخاری میں مروی روایات:

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ اَنْبَانَا هِشَامُ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ اِلْتَقَى النَّبِيُّ ﷺ هَوَازِنَ وَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَشْرَةُ آلَافٍ وَالطُّلَقَاءُ فَاَدْبَرُوْا، قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ، قَالُوْا: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ سَعْدَيْكَ، لَبَّيْكَ

وَ نَحنُ بَینَ یَدَیکَ فَنزَلَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ: اَنَا عَبدُ اللّٰہِ وَ رَسُولُہٗ فَانهَزَمَ المُشرِکُونَ، فَاَعطَی الطُّلَقَاءَ وَ المُهَاجِرِینَ، وَلَم یُعطِ الاَنصَارَ شَیئًا، فَقَالُوا فَدَعَاهُم، فَاَدخَلَهُم فِی قُبَّةٍ، فَقَالَ: اَمَا تَرضَونَ اَن یَّذهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالبَعِیرِ، وَ تَذهَبُونَ بِرَسُولِ اللّٰہِ؟ فَقَالُوا: (رَضِینَا یَا رَسُولَ اللّٰہِ) فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَو سَلَکَ النَّاسُ وَادِیًا وَ سَلَکَتِ الاَنصَارُ شِعبًا، لَاختَرتُ شِعبَ الاَنصَارِ۔

ترجمہ: حضرت انس سے روایت ہے کہ حنین کے روز نبی ﷺ کا قبیلۂ ہوازن سے مقابلہ ہوا۔ اس روز نبی ﷺ کے ساتھ دس ہزار (مہاجر و انصار تھے) نیز کچھ مکہ کے طلقاء (نومسلم) بھی تھے۔ یہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ آپ نے انصار کو مخاطب ہوکر آواز دی اے گروہ انصار! انہوں نے جواب دیا **لبیک یا رسول اللّٰہ و سعدیک لبیک و نحن بین یدیک۔** (اے اللہ کے رسول ہم حاضر ہیں۔ آپ کی مدد کو موجود ہیں اور آپ کے روبرو کھڑے ہیں) نبی ﷺ سواری سے نیچے اترے اور فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پس اتنے میں مشرکین کو شکست ہوئی۔ آپ نے مکی نومسلموں اور مہاجرین کو مال عطا فرمایا اور انصار کو کچھ بھی نہ دیا تو انہوں نے چہ می گوئیاں کیں تو آپ نے ان سب کو ایک خیمہ میں بلا کر جمع کیا اور خطاب فرمایا کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ لوگ بکری اور بھیڑ لے کر اپنے گھروں کو جائیں اور تم لوگ نبی ﷺ کو لے کر اپنے گھروں کو واپس جاؤ۔ تو وہ بیک زبان بولے (یا رسول اللہ ہمیں منظور ہے ہم اس تقسیم پر راضی ہیں) تو نبی ﷺ نے فرمایا اگر دوسرے لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری میں تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا۔

﴿۵﴾ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا غُندَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعبَةُ قَالَ سَمِعتُ قَتَادَةَ عَن اَنَسِ بنِ مَالِکٍ، قَالَ: جَمَعَ النَّبِیُّ ﷺ نَاسًا مِّنَ الاَنصَارِ، فَقَالَ: اِنَّ قُرَیشًا حَدِیثُ عَهدٍ بِجَاهِلِیَّةٍ وَ مُصِیبَةٍ، وَ اِنِّی اَرَدتُّ اَن اُجِیزَهُم وَ اَتَاَلَّفَهُم، اَمَا تَرضَونَ اَن یَّرجِعَ النَّاسُ بِالدُّنیَا وَ تَرجِعُونَ بِرَسُولِ اللّٰہِ اِلٰی بُیُوتِکُم؟ قَالُوا: بَلٰی، قَالَ: لَو سَلَکَ النَّاسُ وَادِیًا وَ سَلَکَتِ الاَنصَارُ شِعبًا لَسَلَکتُ وَادِیَ الاَنصَارِ اَو شِعبَ الاَنصَارِ۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے انصار کے کچھ آدمیوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ قریش ابھی نومسلم اور تازہ زخم خوردہ اور مبتلاء مصیبت ہیں۔ میں نے سوچا کہ ان کی دل جوئی اور تالیف قلب کر دوں۔ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ تو دنیا لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں اللہ کے رسول ﷺ کو لے جاؤ انصار بولے کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا اگر سارے لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں تو میں انصار کے میدان میں یا فرمایا انصار کی گھاٹی میں چلوں گا۔

﴿۶﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُعَاذُ بنُ مُعَاذٍ ثَنَا ابنُ عَونٍ عَن هِشَامِ بنِ زَیدِ بنِ اَنَسٍ عَن اَنَسِ بنِ مَالِکٍ، قَالَ: لَمَّا کَانَ یَومُ حُنَینٍ اَقبَلَت هَوَازِنُ وَ غَطفَانُ وَ غَیرُهُم بِنَعَمِهِم وَ

ذَرَارِیِّھِمْ وَ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ عَشْرَةُ اٰلَافٍ مِنَ الطُّلَقَاءِ فَاَدْبَرُوْا عَنْهُ حَتّٰی بَقِیَ وَحْدَهٗ فَنَادٰی یَوْمَئِذٍ نِدَائَیْنِ لَمْ یَخْلِطْ بَیْنَھُمَا اِلْتَفَتَ عَنْ یَمِیْنِهٖ، فَقَالَ: یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ، قَالُوْا: لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبْشِرْ نَحْنُ مَعَکَ، ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ یَسَارِهٖ، فَقَالَ: یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا: لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبْشِرْ نَحْنُ مَعَکَ وَ هُوَ عَلٰی بَغْلَةٍ بَیْضَاءَ فَنَزَلَ، فَقَالَ: اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ فَانْھَزَمَ الْمُشْرِکُوْنَ وَ اَصَابَ یَوْمَئِذٍ غَنَائِمَ کَثِیْرَةً فَقَسَمَ فِی الْمُھَاجِرِیْنَ وَالطُّلَقَاءَ وَلَمْ یُعْطِ الْاَنْصَارَ شَیْئًا فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ: اِذَا کَانَتْ شَدِیْدَةٌ، فَنَحْنُ نُدْعٰی وَ یُعْطِی الْغَنِیْمَةَ غَیْرَنَا، فَبَلَغَهٗ ذٰلِکَ، فَجَمَعَھُمْ فِیْ قُبَّةٍ، فَقَالَ: یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ: مَا حَدِیْثٌ بَلَغَنِیْ، فَسَکَتُوْا، فَقَالَ: یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَا تَرْضَوْنَ اَنْ یَّذْھَبَ النَّاسُ بِالدُّنْیَا وَ تَذْھَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ تَحُوْزُوْنَهٗ اِلٰی بُیُوْتِکُمْ، فَقَالُوْا: بَلٰی، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَوْ سَلَکَ النَّاسُ وَادِیًا وَ سَلَکَتِ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَاَخَذْتُ شِعْبَ الْاَنْصَارِ. قَالَ هِشَامٌ: قُلْتُ: یَا اَبَا حَمْزَةَ وَ اَنْتَ شَاھِدٌ ذَاکَ؟ قَالَ: اَیْنَ اَغِیْبُ عَنْهُ۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ حنین کے روز قبیلۂ ہوازن وغطفان وغیرہ اپنے جانوروں اور اپنی اولاد کے ساتھ مقابلہ کے لیے آئے۔ آپ کے ساتھ اس روز دس ہزار مہاجر و انصار اور کچھ نو مسلم تھے۔ یہ لوگ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور میدان میں آپ صرف اکیلے ہی رہ گئے۔ اس روز آپ نے دو آوازیں ایسی دیں جو بالکل صاف اور واضح تھیں۔ آپ نے اپنی دائیں طرف رخ کر کے پکارا۔ اے گروہ انصار۔ انہوں نے جواب دیا ہم حاضر ہیں یا رسول اللہ اور ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر بائیں جانب متوجہ ہو کر پکارا اے گروہ انصار۔ انہوں نے جواب دیا یا رسول اللہ ہم حاضر ہیں بشارت ہو آپ کو۔ ہم آپ کے ہم رکاب ہیں اس روز آپ سفید خچر پر رونق افروز تھے اس سے نیچے اترے اور فرمایا میں بندۂ خدا ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ اتنے میں مشرکین کو ہزیمت ہوئی۔ اس معرکہ میں بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا۔ آپ نے اس مال کو مہاجرین اور نو مسلم حضرات میں تقسیم فرما دیا اور انصار کو کچھ بھی نہ دیا تو انصار بول اٹھے کہ جب مشکل اور سختی کا موقع ہوتا تو ہمیں بلایا جاتا اور مال غنیمت دوسروں کو دے دیا جاتا ہے یہ بات آپ تک بھی پہنچ گئی۔ آپ نے ان کو ایک خیمہ میں جمع کیا اور فرمایا اے جماعت انصار وہ کیا بات ہے جو مجھے تمہاری جانب سے پہنچی ہے؟ انصار خاموش رہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ دنیا لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں کو واپس جاؤ تو رسول کو اپنے ساتھ لے کر جاؤ۔ سب نے کہا کیوں نہیں ہم راضی ہیں۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر دوسرے لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی کو اختیار کروں گا۔ ہشام کا بیان ہے کہ میں نے کہا اے ابوحمزہ تم اس موقع پر موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ سے جدا کب ہوا تھا۔

بخاری میں عبداللہ بن مسعود کے حوالہ سے مروی روایت:

﴿۷﴾ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ اٰثَرَ النَّبِیُّ ﷺ نَاسًا اَعْطَى الْاَقْرَعَ مِائَةً مِّنَ الْاِبِلِ، وَ اَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَ اَعْطَى نَاسًا، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا اُرِيْدُ بِهٰذِهِ الْقِسْمَةِ وَجْهُ اللّٰهِ، فَقُلْتُ: لَاُخْبِرَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ اُوْذِیَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ۔ (۲۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ حنین کے روز نبی ﷺ نے کچھ لوگوں کو ترجیحاً زیادہ مال عطا فرمایا مثلاً اقرع بن حابس کو سو اونٹ اور عیینہ کو سو اونٹ اسی طرح دوسرے کچھ قریش لوگوں کو بھی دیا۔ تو ایک آدمی نے کہا اس تقسیم میں اللہ کی خوشنودی مقصود نہیں تھی۔ میں نے کہا میں اس کی خبر نبی ﷺ کو ضرور دوں گا (آپ نے یہ سن کر) فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ پر رحم فرمائے ان کو اس سے کہیں زیادہ تکلیف دی گئی انہوں نے صبر سے کام لیا۔

﴿۸﴾ حَدَّثَنَا بِشْرٌ، قَالَ: ثَنَا يَزِيْدُ، قَالَ: ثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ قَوْلِهِ "لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ، قَرَءَ الْاٰيَةَ كُلَّهَا اِلٰى لَا يَعْلَمُوْنَ، قَالَ قَدْ قَالَهَا مُنَافِقٌ عَظِيْمُ النِّفَاقِ، فِیْ رَجُلَيْنِ اقْتَتَلَا اَحَدُهُمَا غِفَارِیٌّ وَالْاٰخَرُ جُهَنِیٌّ، فَظَهَرَ الْغِفَارِیُّ عَلَى الْجُهَنِیِّ، وَكَانَ بَيْنَ جُهَيْنَةَ وَالْاَنْصَارِ حِلْفٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ وَ هُوَ ابْنُ اُبَیٍّ، يَا بَنِی الْاَوْسِ يَا بَنِی الْخَزْرَجِ: عَلَيْكُمْ صَاحِبَكُمْ وَ حَلِيْفَكُمْ ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ مَا مَثَلُنَا وَ مَثَلُ مُحَمَّدٍ اِلَّا كَمَا قَالَ الْقَائِلُ: سَمِّنْ كَلْبَكَ يَاْكُلْكَ، وَاللّٰهِ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ، فَسَعٰى بِهَا بَعْضُهُمْ اِلٰى نَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا نَبِیَّ اللّٰهِ! مُرْ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ اَنْ يَّضْرِبَ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ: لَا، يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ اَصْحَابَهٗ۔ (۲۶)

ترجمہ: حضرت قتادہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے لئن رجعنا الی المدینة...لا یعلمون تک مکمل آیت پڑھی اور کہا کہ یہ بات ایک بڑے منافق نے اس موقع پر کہی تھی جب دو آدمی آپس میں لڑ پڑے تھے۔ ایک ان میں سے غفاری تھا اور دوسرا جہنی۔ غفاری جہنی پر غالب آ گیا۔ جہینہ اور انصار کے درمیان حلیفانہ تعلقات تھے۔ منافقین میں سے ایک منافق نے کہا اور وہ ابن ابی تھا۔ (بنو اوس یا بنو خزرج سے) کہ اپنے ساتھی اور حلیف کی مدد تم پر لازم ہے پھر اس نے کہا خدا کی قسم ہماری اور محمدؐ کی مثال تو ایسی ہے کہ جیسے کسی نے کہا تھا کہ کتے کو کھلا پلا کر موٹا کرو تا کہ وہ تجھی کو پھاڑ کھائے۔ بخدا مدینہ پہنچ کر جو ہم میں سے عزت والا ہوگا وہ ذلت والے کو نکال باہر کرے گا۔ پس ان میں سے کسی نے دوڑ کر یہ خبر نبی ﷺ تک پہنچا دی۔ حضرت عمرؓ نے سن کر عرض کیا اے اللہ کے نبیؐ آپ معاذ بن جبل کو حکم دیں وہ اس کی گردن مار دے۔ آپ نے فرمایا نہیں لوگ باتیں بنائیں گے کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کروا رہا ہے۔

﴿۹﴾ حَدَّثَنِی اَحمَدُ بنُ مَنصُورِ الرَّمَادِیُّ، قَالَ: ثَنَا اِبرَاهِیمُ بنُ الحَکَمِ، قَالَ: ثَنِی اَبِی، عَن عِکرِمَةَ، اَنَّ عَبدَ اللّٰهِ بنَ اُبَیّ ابنِ سَلُولٍ، کَانَ لَهُ ابنٌ یُقَالُ لَهُ حُبَابٌ فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَبدَ اللّٰهِ فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! اِنَّ وَالِدِی یُؤذِی اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ فَذَرنِی حَتّٰی اَقتُلَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَقتُل اَبَاکَ، فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَتَوَضَّأ حَتّٰی اَسقِیَهُ مِن وَّضُوءِکَ لَعَلَّ قَلبَهُ اَن یَّلِینَ، فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاَعطَاهُ، فَذَهَبَ بِهِ اِلٰی اَبِیهِ، فَسَقَاهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ هَل تَدرِی مَا سَقَیتُکَ؟ فَقَالَ لَهُ وَالِدُهُ: نَعَم، سَقَیتَنِی بَولَ اُمِّکَ، فَقَالَ لَهُ ابنُهُ: لَا، وَاللّٰهِ! وَ لٰکِن سَقَیتُکَ وَضُوءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عِکرِمَةُ: وَکَانَ عَبدُ اللّٰهِ بنُ اُبَیّ عَظِیمَ الشَّاْنِ فِیهِم، وَ فِیهِم اُنزِلَت هٰذِهِ الآیَةُ فِی المُنَافِقِینَ "هُمُ الَّذِینَ یَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلٰی مَن عِندَ رَسُولِ اللّٰهِ حَتّٰی یَنفَضُّوا، وَ هُوَ الَّذِی قَالَ: لَئِن رَّجَعنَا اِلَی المَدِینَةِ لَیُخرِجَنَّ الاَعَزُّ مِنهَا الاَذَلَّ، قَالَ: فَلَمَّا بَلَغُوا المَدِینَةَ، مَدِینَةَ الرَّسُولِ ﷺ وَ مَن مَّعَهُ اَخَذَ ابنُهُ السَّیفَ ثُمَّ قَالَ لِوَالِدِهٖ: اَنتَ تَزعُمُ لَئِن رَّجَعنَا اِلَی المَدِینَةِ لَیُخرِجَنَّ الاَعَزُّ مِنهَا الاَذَلَّ، فَوَاللّٰهِ! لَا تَدخُلُهَا حَتّٰی یَاْذَنَ لَکَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔ قَامَ عَبدُ اللّٰهِ ابنُ عَبدِ اللّٰهِ ابنِ اُبَیّ عَلٰی بَابِهَا بِالسَّیفِ لِاَبِیهِ ثُمَّ قَالَ: اَنتَ القَائِلُ: لَئِن رَّجَعنَا اِلَی المَدِینَةِ لَیُخرِجَنَّ الاَعَزُّ مِنهَا الاَذَلَّ۔ اَمَّا وَاللّٰهِ لَتَعرِفَنَّ العِزَّةُ لَکَ اَو لِرَسُولِ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ لَا یَاْوِیکَ ظِلُّهُ وَلَا تَاْوِیهِ اَبَدًا اِلَّا بِاِذنٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُولِهٖ، فَقَالَ: یَا لَلخَزرَجِ ابنِی یَمنَعُنِی بَیتِی یَا لَلخَزرَجِ ابنِی یَمنَعُنِی بَیتِی، فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَا تَاْوِیهِ اَبَدًا اِلَّا بِاِذنٍ مِّنهُ، فَاجتَمَعَ اِلَیهِ رِجَالٌ فَکَلَّمُوهُ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَا یَدخُلُهُ اِلَّا بِاِذنٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُولِهٖ، فَاَتَوُا النَّبِیَّ ﷺ فَاَخبَرُوهُ، فَقَالَ: اذهَبُوا اِلَیهِ، فَقُولُوا لَهُ: خَلِّهٖ وَ مَسکَنَهُ، فَاَتَوهُ، فَقَالَ: اَمَّا اِذَا جَآءَ اَمرُ النَّبِیِّ ﷺ فَنَعَم۔ (۲۷)

ترجمہ: عبداللہ بن ابی بن سلول کا ایک بیٹا تھا۔ اسے حباب کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ عبداللہ نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتا ہے تو مجھے اجازت دیں کہ میں اسے قتل کر دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے باپ کو قتل مت کرو۔ تو اس نے عرض کیا تو پھر آپ اپنے وضو کا پانی عنایت فرما دیں کہ میں یہ پانی اپنے باپ کو پلاؤں۔ شاید اس کا دل نرم پڑ جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا اور پانی عبداللہ کو دے دیا۔ وہ پانی لے کر اپنے باپ کے پاس گئے اور اسے پلا دیا پھر پوچھا آپ کو معلوم ہے میں نے آپ کو کیا پلایا ہے۔ اس کے والد نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے تو نے مجھے اپنی والدہ کا پیشاب پلایا ہے۔ اس کے بیٹے نے کہا نہیں، بخدا ایسا نہیں میں نے تو رسول اللہ ﷺ کے وضو کا پانی آپ کو پلایا ہے۔

عکرمہ کا قول ہے کہ عبداللہ بن ابی ان میں عظیم الشان آدمی تھا۔ یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی یہ آیت **هم الذين يقولون لا تنفقوا على من عند رسول الله حتى ينفضوا**۔ اور وہ شخص جس نے **لئن رجعنا الى المدينة ليخرجن الاعز منها الاذل** کہا تھا۔ جب وہ اپنے ہم نواؤں کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچے تو اس کے

لڑکے عبداللہ نے تلوار سونت کر اپنے باپ سے کہا تیرا خیال وگمان تھا کہ اگر ہم واپس مدینہ پہنچ گئے تو عزت والا ذلت والے کو مدینہ سے نکال باہر کرے گا۔ اللہ کی قسم تو اس شہر میں اس وقت تک داخل نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ رسول اللہ ﷺ تمہیں اندر آنے کی اجازت نہ دیں۔

عبداللہ بن ابی کا بیٹا عبداللہ اپنے باپ کے لیے تلوار سونت کر مدینہ کے دروازے پر کھڑا ہوگیا (جب باپ آیا) تو عبداللہ نے کہا لئن رجعنا الی المدینة کہنے والا تو ہی ہے نا۔ اللہ کی قسم تجھے معلوم ہوجائے گا کہ عزت تیرے لیے ہے یا رسول اللہ کے لیے۔ بخدا آپؐ کا تو سایہ بھی تجھ سے پناہ نہیں مانگے اور تو کبھی بھی اللہ اور اس کے رسول کی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہوسکتا۔ ابن ابی چیخ اٹھا اے خزرج والو دیکھو میرا بیٹا مجھے میرے گھر میں داخل نہیں ہونے دیتا ہے۔ یہ دوہائی اس نے تین بار دی۔ مگر عبداللہ نے برملا کہا کہ یہ کبھی بھی رسول اللہ کی اجازت کے بغیر مدینہ میں جگہ نہیں پاسکتا۔ کچھ لوگ اکٹھے ہوکر عبداللہ کے پاس بات چیت کرنے کے لیے گئے اور عبداللہ سے گفتگو کی تو اس نے برملا کہا کہ اللہ کی قسم یہ اللہ اور اس کے رسول کی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہوسکتا۔ اب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا جاؤ عبداللہ سے کہہ دو کہ اپنے باپ کو داخل ہونے دے جب ان لوگوں نے عبداللہ کو پیغام رسالت پہنچایا تو اس نے کہا جب حکم رسالت ہے تو سرآنکھوں پر۔ (ہاں اب وہ داخل ہوسکتا ہے)

پس منظر: فتح مکہ کے موقع پر رسول اکرمؐ غیر قبیلہ اور غیر علاقہ والوں کو لے کر خود اپنے قبیلہ اور اپنے وطن پر حملہ آور ہوئے اور غیروں کے ہاتھوں اپنوں کی گردنوں پر تلوار چلائی۔ عرب کے لیے یہ بالکل نئی بات تھی کہ کوئی شخص خود اپنے قبیلہ اور اپنے وطن پر غیر قبیلہ والوں کو چڑھا لائے اور وہ بھی کسی انتقام یا زر و زمین کے قضیہ کی بنا پر نہیں بلکہ محض ایک کلمۂ حق کی خاطر، جب قریش کے اوباش مارے جانے لگے تو ابوسفیان نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! قریش کے نونہال کٹ رہے ہیں۔ آج کے بعد قریش کا نام ونشان نہ رہے گا۔ رحمۃ للعالمینؐ نے یہ سن کر اہل مکہ کو امان دے دی۔ انصار سمجھے کہ رسول اللہؐ کا دل اپنی قوم کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا "حضورؐ آخر آدمی ہی تو ہیں اپنے خاندان والوں کا پاس کر ہی گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو ان باتوں کی خبر پہنچی تو انصار کو جمع کر کے مندرجہ بالا خطبہ فرمایا۔

جو کچھ حضورؐ نے فرمایا تھا، اسے لفظ بہ لفظ سچا کر کے دکھا دیا۔ باوجودیکہ مکہ معظّمہ کے فتح ہوجانے کے بعد وہ علّت باقی نہ رہی تھی جس کی بنا پر حضورؐ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تھے۔ مگر آپؐ نے مکہ میں قیام نہ فرمایا۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ رسول خدا نے مکہ پر کسی وطنی یا انتقامی جذبہ کے تحت حملہ نہ کیا تھا، بلکہ محض اعلائے کلمۃ الحق مقصود تھا۔

اس کے بعد جب ہوازن اور ثقیف کے اموال فتح ہوئے تو پھر وہی غلط فہمی پیدا ہوئی۔ حضورؐ نے غنیمت میں سے قریش کے نومسلموں کو زیادہ حصہ دیا۔ انصار کے بعض نوجوان سمجھے کہ یہ قومی پاسداری کی وجہ سے ہے۔ انہوں نے بگڑ کر کہا "خدا رسول اللہ کو معاف کرے وہ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو چھوڑتے ہیں حالاں کہ اب تک ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپک رہے ہیں۔" اس پر رسول اللہؐ نے ان کو پھر جمع کیا اور فرمایا کہ "میں ان لوگوں کو اس لیے زیادہ دیتا ہوں کہ یہ نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ محض ان کی تالیف قلب مقصود ہے۔ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ یہ دنیا کا مال لے جائیں اور تم خدا کے رسولؐ کو لے جاؤ۔"

غزوہ بنی المصطلق میں ایک غفاری اور ایک جہنی میں جھگڑا ہو گیا۔ غفاری نے جہنی کو تھپڑ مارا بنی جہینہ انصار کے حلیف تھے۔ اس لیے جہنی نے انصار کو مدد کے لیے پکارا۔ بنی غفار مہاجرین کے حلیف تھے۔ اس لیے غفاری نے مہاجرین کو آواز دی۔ قریب تھا کہ فریقین کی تلواریں کھنچ جائیں رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ؐ نے فریقین کو بلا کر فرمایا کہ یہ کیا جاہلیت کی پکار تھی جو تمہاری زبانوں سے نکل رہی تھی۔ (مالکم و لدعوة الجاهلية) انہوں نے کہا کہ ایک مہاجر نے انصاری کو مارا ہے آپ ؐ نے فرمایا ”تم اس جاہلیت کی پکار کو چھوڑ دو، یہ بڑی گھناؤنی چیز ہے۔“

اس غزوہ میں مدینہ کا مشہور قوم پرست لیڈر عبداللہ بن ابی بھی شریک تھا۔ اس نے جو سنا کہ مہاجرین کے حلیف نے انصار کے حلیف کو مارا ہے تو کہا کہ ”یہ ہمارے ملک میں آکر پھل پھول گئے ہیں اور اب ہمارے ہی سامنے سر اٹھاتے ہیں۔ ان کی مثل تو ایسی ہے کہ کتے کو کھلا پلا کر موٹا کرو تا کہ وہ تجھی کو پھاڑ کھائے۔ بخدا مدینہ پہنچ کر جو ہم میں سے عزت والا ہو گا وہ ذلت والے کو نکال باہر کرے گا۔“ پھر اس نے انصار سے کہا کہ ”یہ تمہارا ہی کیا دھرا ہے۔ تم نے ان لوگوں کو اپنے ملک میں جگہ دی اور اپنے اموال ان پر بانٹ دیئے۔ خدا کی قسم آج تم ان سے ہاتھ کھینچ لو تو یہ ہوا کھاتے نظر آئیں گے۔“ یہ باتیں رسول اللہ ﷺ تک پہنچیں تو آپ ؐ نے عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ ؓ کو بلا کر فرمایا کہ تمہارا باپ یہ یہ کہتا ہے۔ وہ اپنے باپ سے غایت درجہ محبت رکھتے تھے اور ان کو فخر تھا کہ خزرج میں کوئی بیٹا اپنے باپ سے اتنی محبت نہیں کرتا۔ مگر یہ قصہ سن کر انہوں نے عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ ﷺ اگر حکم ہو تو میں اس کا سر کاٹ لاؤں۔ آپ ؐ نے فرمایا نہیں۔ پھر جب جنگ سے واپس ہوئے تو مدینہ پہنچ کر حضرت عبداللہ ؓ اپنے باپ کے آگے تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ ”تو مدینہ میں گھس نہیں سکتا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دیں۔ تو کہتا ہے کہ ہم میں جو عزت والا ہے وہ ذلت والے کو مدینہ سے نکال دے گا۔ تو اب تجھے معلوم ہو کہ عزت صرف اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔ اس پر ابن ابی چیخ اٹھا کہ ”لو سنو اے اہل خزرج! اب میرا بیٹا مجھ کو گھر میں گھسنے نہیں دیتا۔“ لوگوں نے آکر حضرت عبداللہ کو سمجھایا مگر انہوں نے کہا کہ ”رسول اللہ کی اجازت کے بغیر یہ مدینہ کے سائے میں بھی پناہ نہیں لے سکتا۔“ آخر کار لوگ رسول اکرم ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ ”جا کر عبداللہ سے کہو کہ اپنے باپ کو گھر میں جانے دے“ جب عبداللہ نے یہ فرمان مبارک سنا تو تلوار رکھ دی اور کہا ”ان کا حکم ہے تو اب یہ جا سکتا ہے۔“(۱)

بنو قینقاع پر جب حملہ کیا گیا تو حضرت عبادہ بن صامت ؓ کو ان کے معاملہ میں حکم بنایا گیا اور انہوں نے فیصلہ دیا کہ اس پورے قبیلے کو مدینہ سے جلاوطن کر دیا جائے۔ یہ لوگ حضرت عبادہ کے قبیلے خزرج کے حلیف تھے، مگر انہوں نے اس تعلق کا ذرہ برابر خیال نہ کیا۔ اس طرح بنو قریظہ کے معاملہ میں اوس کے سردار سعد بن معاذ ؓ کو حکم بنایا گیا اور ان کا فیصلہ یہ تھا کہ بنو قریظہ کے تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے۔ عورتوں اور بچوں کو سبایا اور ان کے اموال کو غنیمت قرار دیا جائے۔ اس معاملہ میں حضرت سعد ؓ نے ان حلیفانہ تعلقات کا ذرا خیال نہ کیا جو اوس اور بنو قریظہ کے درمیان مدت سے قائم تھے۔ حالاں کہ عرب میں حلف کی جو اہمیت تھی وہ سب کو معلوم ہے اور مزید برآں یہ لوگ صدیوں سے انصار کے ہم وطن تھے۔

(اسلامی ریاست، اسلامی تصور قومیت ”رشتہ دین پر“)

---

(۱) اس واقعہ کی پوری تفصیل ابن جریر کی تفسیر جلد۔ ۲۸۔ صفحہ ۶۶ یا ۷۰ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اسلامی ریاست میں انتظامیہ کا اصل کام

۲۳۵–مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔

''جس نے ہمارے اس کام (یعنی اسلامی نظام زندگی) میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو اس کے مزاج سے بیگانہ ہو تو وہ مردود ہے۔''

تخریج:⟨ا⟩ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔ (۲۸)

۲۳۶– مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ۔ (البیهقی فی شعب الایمان)

''جس نے کسی صاحب بدعت (یعنی اسلامی زندگی میں غیر اسلامی طریقے رائج کرنے والے) کی توقیر کی، اس نے اسلام کو منہدم کرنے میں مدد دی۔''

تخریج:⟨ا⟩ قَالَ: وَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ، اَنَا اَبُوْ هَمَّامٍ، نَا حَسَّانُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ الطَّائِفِيِّ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ۔ (۲۹)

تشریح: ایک اسلامی ریاست میں انتظامیہ کے (Executive) کا اصل کام احکام الٰہی کو نافذ کرنا اور ان کے نفاذ کے لیے ملک اور معاشرے میں مناسب حالات پیدا کرنا ہے۔ یہی امتیازی خصوصیت اس کو ایک غیر مسلم ریاست کی انتظامیہ سے ممیز کرتی ہے، ورنہ ایک کافر حکومت اور مسلم حکومت میں کوئی فرق باقی ہی نہیں رہتا۔ انتظامیہ وہی چیز ہے جس کے لیے قرآن میں ''اولی الامر'' اور حدیث میں ''امراء'' کے لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ قرآن وحدیث دونوں میں ان کے لیے سمع وطاعت (Obedience) کا جو حکم دیا گیا ہے وہ اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ وہ احکام خدا اور رسول کے تابع رہیں، ان سے آزاد ہو کر معصیت اور بدعت اور احداث فی الدین کی راہ پر نہ چل پڑیں۔ قرآن اس باب میں صاف کہتا ہے۔

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۔ (کهف:۲۸) ''اور کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہو اور جس نے اپنی خواہش نفس کی پیروی اختیار کر لی ہو اور جس کا امر حدود آشنا نہ ہو۔'' **وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ۔** (الشعراء: ۱۵۱–۱۵۲) ''اور ان حد سے گزر جانے والوں کے امر کی اطاعت نہ کرو جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں، اور کوئی اصلاح نہیں کرتے۔''

اسلامی نظام زندگی میں مشاورت کی اہمیت

۲۳۷– اجتماعی خلافت کے مذکورہ بالا تقاضے کو قرآن ان الفاظ میں واضح طور پر بیان کرتا ہے: **(وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ)** (الشوریٰ:۳۸) ’’اور ان کا کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے۔‘‘

اس آیت میں اسلامی نظام زندگی کی یہ خصوصیت بیان کی گئی ہے کہ اس میں تمام اجتماعی امور مشورے سے انجام پاتے ہیں۔ یہ صرف بیان خصوصیت ہی نہیں ہے بلکہ اپنے فحوائے کلام کے لحاظ سے حکم بھی ہے اور اسی بنا پر کسی اجتماعی کام کو مشورے کے بغیر انجام دینا ممنوع ہے۔ چناں چہ خطیب بغدادی نے حضرت علیؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْاَمْرُ يَنْزِلُ بِنَا بَعْدَكَ لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ قُرْاٰنٌ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْكَ فِيْهِ شَيْءٌ، قَالَ اجْمِعُوْا الْعَابِدَ(۱) مِنْ اُمَّتِيْ وَاجْعَلُوْهُ بَيْنَكُمْ شُوْرٰى وَلَا تَقْضُوْا فِيْهِ بِرَاْيٍ وَاحِدٍ۔(۲) (روح المعانی)

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے بعد کوئی معاملہ ایسا پیش آجائے جس کے متعلق نہ قرآن میں کچھ اترا اور نہ آپ سے کوئی بات سنی گئی ہو؟ فرمایا میری امت میں سے عبادت گزار لوگوں کو جمع کرو اور اسے آپس کے مشورے کے لیے رکھ دو اور کسی ایک شخص کی رائے پر فیصلہ نہ کرو۔

پھر اس شوریٰ کی اصل روح کو نبیؐ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

مَنْ اَشَارَ عَلٰى اَخِيْهِ بِاَمْرٍ يَعْلَمُ اَنَّ الرُّشْدَ فِيْ غَيْرِهٖ فَقَدْ خَانَهٗ۔

’’جس نے اپنے بھائی کو کسی ایسی بات کا مشورہ دیا جس کے متعلق وہ خود جانتا ہو کہ صحیح بات دوسری ہے۔ تو اس نے دراصل اس کے ساتھ خیانت کی۔ (ابوداؤد)

تخریج:〈۱〉 عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهٗ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْاَمْرُ يَنْزِلُ بِنَا بَعْدَكَ لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ قُرْاٰنٌ وَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْكَ فِيْهِ شَيْءٌ؟ قَالَ: اجْمِعُوْا لَهُ الْعَابِدِيْنَ مِنْ اُمَّتِيْ وَاجْعَلُوْهُ بَيْنَكُمْ شُوْرٰى وَلَا تَقْضُوْهُ بِرَأْيٍ وَّاحِدٍ۔ وَ يَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ الْمُسْتَشَارُ عَاقِلًا كَمَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ عَابِدًا۔ (۳۰)

مجمع الزوائد میں ہے:

〈۲〉 قَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اَرَأَيْتَ اِنْ عَرَضَ لَنَا اَمْرٌ لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ قُرْاٰنٌ وَلَمْ تَمْضِ فِيْهِ سُنَّةٌ مِنْكَ؟ قَالَ: تَجْعَلُوْنَهٗ شُوْرٰى بَيْنَ الْعَابِدِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا تَقْضِيْ بِرَأْيٍ خَاصَّةٍ۔

---

(۱) اسلامی ریاست کے ص ۴۰۶ پر اجمعوا العابدین ہے۔ (مرتب)

(۲) یعنی ایسے لوگوں کو جو اللہ کی بندگی کرنے والے ہوں، اس کے مقابلے میں خود مختاری و بغاوت کا رویہ اختیار کرنے والے نہ ہوں۔

کنز العمال میں ہے:

﴿۳﴾ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ عَرَضَ لِىْ اَمْرٌ لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ قَضَاءٌ فِىْ اَمْرِهٖ وَلَا سُنَّةٌ كَيْفَ تَاْمُرُنِىْ؟ قَالَ: تَجْعَلُوْنَهٗ شُوْرٰى بَيْنَ اَهْلِ الْفِقْهِ وَالْعَابِدِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا تَعْصِىْ فِيْهِ بِرَأْىٍ خَاصَّةٍ۔

﴿۴﴾ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ اِنْ عَرَضَ لَنَا اَمْرٌ لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ قُرْاٰنٌ وَلَمْ تَمْضِ فِيْهِ سُنَّةٌ مِّنْكَ، قَالَ: تَجْعَلُوْنَهٗ شُوْرٰى بَيْنَ الْعَابِدِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا تَقْضُوْنَهٗ بِرَأْىٍ خَاصَّةٍ۔

﴿۵﴾ وَ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ نَزَلَ بِنَا اَمْرٌ لَيْسَ فِيْهِ بَيَانُ اَمْرٍ، وَلَا نَهْىٌ، فَمَا تَاْمُرُنِىْ؟ قَالَ: شَاوِرُوْا فِيْهِ الْفُقَهَآءَ وَالْعَابِدِيْنَ، وَلَا تُمْضُوْا فِيْهِ رَأْىَ خَاصَّةٍ۔ (۳۱)

﴿۶﴾ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ الْقَاسِمِ وَ عَلِيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ رَشِيْقٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ الْحَسَنِ بْنِ مُوْسَى الْكُوْفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِى الْفَيَّاضِ الْبَرْقِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بَدِيْعٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلْاَمْرُ يَنْزِلُ بِنَا بَعْدَكَ، لَمْ يَنْزِلْ بِهِ الْقُرْاٰنُ وَلَمْ نَسْمَعْ مِنْكَ فِيْهِ شَيْئًا، قَالَ: اَجْمِعُوْا لَهُ الْعَابِدِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَاجْعَلُوْهُ شُوْرٰى بَيْنَكُمْ، وَلَا تَقْضُوْا فِيْهِ بِرَاْىٍ وَاحِدٍ۔ (۳۲)

﴿۷﴾ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، ثَنَا اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ، ثَنَا سَعِيْدٌ يَعْنِىْ ابْنَ اَبِىْ اَيُّوْبَ۔ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ اَبِىْ عُثْمَانَ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اُفْتِىَ ح وَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ، اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِىْ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِىْ نُعَيْمَةَ، عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ الطُّنْبُذِىِّ رَضِيْعِ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ مَرْوَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اُفْتِىَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ اِثْمُهٗ عَلٰى مَنْ اَفْتَاهُ زَادَ سُلَيْمَانُ الْمُهْرِىُّ فِىْ حَدِيْثِهٖ وَ مَنْ اَشَارَ عَلٰى اَخِيْهِ بِاَمْرٍ يَعْلَمُ اَنَّ الرُّشْدَ فِىْ غَيْرِهٖ فَقَدْ خَانَهٗ۔ وَ هٰذَا لَفْظُ سُلَيْمَانَ۔ (۳۳)

تشریح: یہ حکم نہایت وسیع الفاظ میں ہے اور اس میں شوریٰ کی کوئی خاص شکل معین نہیں کی گئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کے احکام ساری دنیا کے لیے ہیں اور ہمیشہ کے لیے ہیں۔ اگر شوریٰ کا کوئی خاص طریقہ مقرر کر دیا جاتا تو وہ عالمگیر اور ابدی نہ

ہوسکتا۔ شوریٰ براہ راست تمام لوگوں سے ہو، یا لوگوں کے نمائندوں سے۔ نمائندے عوام کے ووٹوں سے منتخب ہوں یا خواص کے ووٹوں سے؟ انتخاب مملکت گیر ہو یا صرف صدر مقام میں؟ انتخاب الیکشن کی صورت میں ہو یا ایسے لوگ لے لیے جائیں جن کی نمائندہ حیثیت معلوم و معروف ہو؟ مجلس شوریٰ ایک ایوانی ہو یا دو ایوانی۔ یہ ایسے سوالات ہیں جن کا ایک جواب ہر سوسائٹی اور ہر تمدن کے لیے یکساں موزوں نہیں ہوسکتا۔ ان کے جواب کی مختلف صورتیں مختلف حالات کے لیے ہوسکتی ہیں اور حالات کی تبدیلی سے نئی نئی صورتیں اختیار کی جاسکتی ہیں۔ اس لیے شریعت نے ان امور کو کھلا چھوڑ دیا ہے۔ نہ کسی خاص شکل کا تعین کیا ہے اور نہ کسی خاص شکل کو ممنوع ہی قرار دیا ہے۔ البتہ اصولاً اوپر کی آیت اور اس کی توضیح کرنے والی احادیث میں تین باتیں لازم کردی گئی ہیں۔

(۱) مسلمانوں کا کوئی اجتماعی کام مشورے کے بغیر انجام نہ پانا چاہیے۔ یہ چیز ملوکیت کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔ اس لیے کہ حکومت کے معاملات میں سب سے اہم معاملہ تو خود رئیس حکومت کا تقرر ہے۔ اگر دوسرے معاملات میں مشورہ لازم ہے تو رئیس حکومت کا زبردستی مسلط ہوجانا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ اس طرح یہ چیز ڈکٹیٹر شپ کو بھی ممنوع ٹھہراتی ہے۔ کیوں کہ ڈکٹیٹر شپ کے معنی استبداد کے ہیں اور استبداد شوریٰ کی ضد ہے۔ اسی طرح دستور کو عارضی یا مستقل طور پر معطل کرنے کے اختیارات بھی اس حکم کی موجودگی میں رئیس مملکت کو نہیں دیے جاسکتے۔ کیوں کہ تعطل کے دور میں لامحالہ وہ استبداد سے کام کرے گا اور استبداد ممنوع ہے۔

(۲) معاملہ جن لوگوں کے اجتماعی کام سے متعلق ہو، ان سب کو مشورے میں شریک ہونا چاہیے۔ خواہ وہ براہ راست شریک ہوں یا اپنے معتمد علیہ نمائندوں کے واسطے سے شریک ہوں۔

(۳) مشورہ آزادانہ اور بے لاگ اور مخلصانہ ہونا چاہیے، دباؤ اور لالچ کے تحت ووٹ یا مشورہ لینا دراصل مشورہ نہ لینے کا ہم معنی ہے۔

پس دستور کی تفصیلات خواہ کچھ ہوں، اس میں شریعت کے یہ تینوں اصول بہر حال ملحوظ رہنے چاہیے۔ اس میں ایسی کوئی گنجایش نہ رکھی جانی چاہیے کہ کسی وقت بھی عوام سے یا اُن کے معتمد علیہ نمائندوں سے مشورہ لیے بغیر حکومت کی جانے لگے، اس میں انتخابات کا ایسا نظام تجویز کیا جانا چاہیے جس سے پوری قوم شریک مشورہ ہوسکے اور اس میں اُن اسباب کا سد باب ہونا چاہیے جن کے زیر اثر عوام سے یا ان کے نمائندوں سے خوف یا لالچ یا فریب کے تحت رائے لینا ممکن ہو۔

(اسلامی ریاست، اصول مشاورت)

اصول انتخاب

۲۳۸- اِنَّا لَا نُوَلِّیْ عَلٰی عَمَلِنَا هٰذَا اَحَداً سَأَلَهُ اَوْ حَرَصَ عَلَیْهِ۔ (متفق علیه)

”خدا کی قسم! ہم اپنی اس حکومت کے کسی کام پر کسی ایسے شخص کو مقرر نہیں کرتے جو اس کی درخواست کرے یا اس کا حریص ہو۔“

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ، عَنْ بُرَیْدٍ، عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ اَنَا وَ رَجُلَیْنِ مِنْ قَوْمِیْ فَقَالَ اَحَدُ

الرَّجُلَيْنِ اَمِّرْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ قَالَ الْاٰخَرُ: مِثْلَهٗ، فَقَالَ: اِنَّا لَا نُوَلِّيْ هٰذَا مَنْ سَاَلَهٗ، وَلَا مَنْ حَرَصَ عَلَيْهِ۔ (٣٤)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰ، عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ، عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى، قَالَ: اَقْبَلْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَ مَعِيْ رَجُلَانِ مِنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اَحَدُهُمَا عَنْ يَّمِيْنِيْ وَالْاٰخَرُ عَنْ يَسَارِيْ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَاكُ، فَكِلَاهُمَا سَأَلَ، فَقَالَ: يَا اَبَا مُوْسٰى اَوْ قَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ، قَالَ: قُلْتُ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اَطْلَعَانِيْ عَلٰى مَا فِيْ اَنْفُسِهِمَا، وَمَا شَعَرْتُ اَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ، فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى سِوَاكِهٖ تَحْتَ شَفَتِهٖ قَلَصَتْ، فَقَالَ: لَنْ اَوْلَا نَسْتَعْمِلُ عَلٰى عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَهٗ وَ لٰكِنْ اِذْهَبْ اَنْتَ يَا اَبَا مُوْسٰى اَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ اِلَى الْيَمَنِ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ، اَلْقٰى لَهٗ وِسَادَةً، قَالَ: اِنْزِلْ، وَ اِذَا رَجُلٌ عِنْدَهٗ مُوْثَقٌ، قَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: كَانَ يَهُوْدِيًّا فَاَسْلَمَ، ثُمَّ تَهَوَّدَ، قَالَ: اِجْلِسْ، قَالَ: لَا اَجْلِسُ حَتّٰى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ فَاَمَرَ بِهٖ فَقُتِلَ ثُمَّ تَذَاكَرَ قِيَامَ اللَّيْلِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا: اَمَّا اَنَا فَاَقُوْمُ وَ اَنَامُ وَ اَرْجُوْا فِيْ نَوْمَتِيْ مَا اَرْجُوْا فِيْ قَوْمَتِيْ۔ (٣٥)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے ہمراہ دو اشعری بھی تھے۔ ان میں سے ایک میری دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف تھا اور آن حضرت ﷺ اس وقت مسواک فرما رہے تھے۔ ان دونوں نے درخواست کی کہ انہیں کہیں عامل مقرر فرما دیں۔ آپ نے فرمایا اے ابوموسیٰ یا فرمایا عبداللہ بن قیس۔ ابوموسیٰ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا۔ ان دونوں نے مجھے اپنے دل کی بات نہیں بتائی تھی اور مجھے علم بھی نہیں تھا کہ یہ دونوں حضرات آپ سے کسی عہدے پر تقرری کی درخواست کریں گے۔ اس موقعہ پر میں گویا آپؐ کی مسواک کو دیکھ رہا تھا جو آپؐ نے اپنے ہونٹوں میں دبائی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا ہم خود درخواست کرنے والے کو کبھی کسی ذمہ داری پر عامل نہیں بناتے لیکن اے ابوموسیٰ یا فرمایا عبداللہ بن قیس تم یمن جاؤ۔ پھر معاذ بن جبل اس کے پیچھے گئے۔ جب معاذ بن جبل یمن پہنچے تو ابوموسیٰ نے ان کے لیے بچھونا بچھایا اور کہا نیچے تشریف لائیے۔ اس وقت ان کے پاس ایک آدمی دیکھا جو بندھا ہوا تھا۔ اس کے متعلق دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ ابوموسیٰ نے بتایا کہ یہ یہودی ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد پھر یہودی بن گیا۔ ابوموسیٰ نے کہا تشریف رکھیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس وقت نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ اسے قتل نہیں کر دیا جاتا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کا یہی فیصلہ ہے۔ اس جملہ کو تین بار دہرایا۔ چناں چہ اس کے قتل کا حکم جاری کیا گیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ بعد ازاں ہم نے شب بیداری کا تذکرہ کیا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ میں تورات کو عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور حالت نیند میں اس چیز کی توقع رکھتا ہوں جس کی توقع حالت بیداری میں رکھتا ہوں۔

(۳) حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، ثَنَا خَالِدٌ، عَنْ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اَبِى خَالِدٍ، عَنْ اَخِيهِ، عَنْ بِشْرِ بْنِ قُرَّةَ الْكَلْبِيِّ، عَنْ اَبِى بُرْدَةَ، عَنْ اَبِى مُوسٰى، قَالَ: اِنْطَلَقْتُ مَعَ رَجُلَيْنِ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَشَهَّدَ اَحَدُهُمَا، ثُمَّ قَالَ: جِئْنَا لِتَسْتَعِيْنَ بِنَا عَلٰى عَمَلِكَ، وَ قَالَ الْاٰخَرُ مِثْلَ قَوْلِ صَاحِبِهٖ، فَقَالَ: اِنَّ اَخْوَنَكُمْ عِنْدَنَا مَنْ طَلَبَهٗ، فَاعْتَذَرَ اَبُو مُوسٰى اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: لَمْ اَعْلَمْ لِمَا جَآءَ لَهٗ فَلَمْ يَسْتَعِنْ بِهِمَا عَلٰى شَىْءٍ حَتّٰى مَاتَ۔ (۳۶)

تشریح: رئیس حکومت، وزراء، اہل شوریٰ اور حکام کے انتخاب میں کیا امور ملحوظ رہنے چاہیے، اس باب میں قرآن وسنّت کی ہدایات یہ ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا۔(النساء:۵۸) ''اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں (یعنی اعتماد کی ذمہ داریاں) اہل امانت (یعنی امین لوگوں) کے سپرد کرو۔'' اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔ (الحجرات:۱۳) ''درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔'' خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَ يُحِبُّوْنَكُمْ وَ تُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَ يُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ وَ شِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَ يُبْغِضُوْنَكُمْ وَ تَلْعَنُوْنَهُمْ وَ يَلْعَنُوْنَكُمْ۔ (رواہ مسلم) ''تمہارے بہترین سردار وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں اور جن کو تم دعا دو اور وہ تمہیں دعا دیں اور تمہارے بدترین سردار وہ ہیں جن سے تم نفرت کرو اور وہ تم سے نفرت کریں اور جن پر تم لعنت بھیجو اور وہ تم پر لعنت بھیجیں۔'' اِنَّ اَخْوَنَكُمْ عِنْدَنَا مَنْ طَلَبَهٗ۔ (ابو داؤد) ''ہمارے نزدیک تم میں سب سے بڑا خائن وہ شخص ہے جو اس کا خود طالب ہو۔'' حدیث سے گزر کر یہ بات تاریخ کے صفحات پر بھی ثبت ہو چکی ہے کہ اسلام میں عہدوں کی طلب سخت ناپسندیدہ چیز ہے۔ چناں چہ قَلْقَشَنْدِیُ اپنی کتاب صبح الاعشیٰ میں بیان کرتا ہے۔ وَ قَدْ اُثِرَ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ اَنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ فَقَالَ لِىْ يَا اَبَا بَكْرٍ هُوَ لِمَنْ يَّرْغَبُ عَنْهُ لَا لِمَنْ يُجَاحِشُ عَلَيْهِ، وَ لِمَنْ يَتَضَاءَ لُ عَنْهُ، لَا لِمَنْ يَّتَقَبَّحُ اِلَيْهِ۔ هُوَ لِمَنْ يُقَالُ هُوَ لَكَ لَا لِمَنْ يَّقُوْلُ هُوَ لِىْ۔ (صبح الاعشیٰ للقلقشندی ج ۱، ص:۲۴۰) ''حضرت ابوبکرؓ سے ماثور ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے امارت کے بارے میں دریافت کیا تو حضورؐ نے جواب دیا اے ابوبکر وہ اس کے لیے ہے جو اس سے بے رغبت ہو نہ کہ اس کے لیے جو اس پر ٹوٹا پڑتا ہو وہ اس کے لیے ہے جو اس سے بچنے کی کوشش کرے، نہ کہ اس کے لیے جو اس پر جھپٹے۔ وہ اس کے لیے ہے جس سے کہا جائے کہ یہ تیرا حق ہے نہ کہ اس کے لیے جو خود کہے کہ یہ میرا حق ہے۔''[1]

یہ ہدایات اگرچہ محض اصولی ہدایات ہیں ان میں یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ مطلوبہ صفات کے سرداروں اور نمائندوں کو منتخب کرنے اور ناپسندیدہ لوگوں کو روکنے کے لیے مشینری کیا ہو، لیکن بہ ہر حال یہ وقت کے دستور سازوں کا کام ہے کہ ان

(۱) یہ اثر اگرچہ کسی حدیث کی کتاب میں ہمیں ان الفاظ میں نہیں ملا ہے، بلکہ یہ ایک مورخ کا بیان ہے، لیکن ہم نے اس بنا پر اسے نقل کر دیا ہے کہ حدیث کی دو مستند روایتیں اسی معنی میں اوپر نقل کی جا چکی ہیں۔ اس طرح کم زور روایتیں معنی کے اعتبار سے قوی ہو جاتی ہیں جب کہ ان کی تائید میں صحیح روایات موجود ہوں۔ (اسلامی ریاست، اصول انتخاب)

ہدایات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مناسب عملی تدابیر تجویز کریں۔ انہیں انتخاب کا ایسا نظام سوچنا چاہیے جس سے امین اور متقی اور عوام کے محبوب اور خیر خواہ لوگ منتخب ہوں، اور وہ لوگ نہ ابھر سکیں، جو عوام کے ووٹ لے کر بھی عوام کے مبغوض ہوتے ہیں، جن پر ہر طرف سے لعنت کی بوچھاڑ ہوتی ہے، جن کے حق میں لوگ بد دعا کرتے ہیں، اور جنہیں عہدے پیش نہیں کیے جاتے، بلکہ وہ خود عہدوں پر جھپٹتے ہیں۔

عورتوں کے مناصب

۲۳۹- لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمُ امْرَأَةً۔ (بخاری)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ، قَالَ: لَقَدْ نَفَعَنِى اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ اَيَّامَ الْجَمَلِ لَمَّا بَلَغَ النَّبِىَّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ فَارِسَ مَلَّكُوْا ابْنَةَ كِسْرٰى قَالَ: لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمُ امْرَأَةً۔ (۳۷)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدِ الْاَشْقَرُ، نَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، قَالَا: نَا صَالِحُ الْمُرِّىُّ، عَنْ سَعِيْدِ الْجَرِيْرِىِّ، عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ النَّهْدِىِّ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اِذَا كَانَ اُمَرَاءُ كُمْ خِيَارَكُمْ، وَ اَغْنِيَاءُ كُمْ سُمَحَاءَ كُمْ، وَ اُمُوْرُكُمْ شُوْرٰى بَيْنَكُمْ، فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَ اِذَا كَانَ اُمَرَاءُ كُمْ شِرَارَكُمْ، وَ اَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَاءَ كُمْ، وَ اُمُوْرُكُمْ اِلٰى نِسَاءِ كُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا۔ (۳۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب تمہارے امراء بہترین ہوں اور تمہارے مالدار سخی ہوں اور تمہارے باہمی معاملات مشورے سے طے ہوں تو زمین کی پشت تمہارے لیے اس کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے امراء بدترین لوگ ہوں اور تمہارے دولت مند بخیل ہوں اور جب تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لیے اس کی پیٹھ سے بہتر ہے۔

تشریح: اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (النساء: ۳۴) ”مرد عورتوں پر قوام ہیں بوجہ اس فضیلت کے جو اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر دی ہے اور بوجہ اس کے کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ پس صالح عورتیں اطاعت شعار اور غیب کی حفاظت کرنے والیاں ہوتی ہیں اللہ کی حفاظت کے تحت۔“

یہ دونوں نصوص اس باب میں قاطع ہیں کہ مملکت میں ذمہ داری کے مناصب (خواہ وہ صدارت ہو یا وزارت یا مجلس شوریٰ کی رکنیت، یا مختلف محکموں کی امارت) عورتوں کو یہ پوزیشن دینا یا اس کے لیے گنجائشیں رکھنا نصوص صریحہ کے خلاف ہے اور اطاعت خدا اور رسول کی پابندی قبول کرنے والی ریاست اس خلاف ورزی کی سرے سے مجاز نہیں ہے۔ چناں چہ ہم کو نبی ﷺ کے یہ واضح ارشادات ملتے ہیں:

اِذَا کَانَ اُمَرَاءُ کُمْ شِرَارَکُمْ وَ اَغْنِیَاءُ کُمْ بُخَلَاءَ کُمْ وَ اُمُوْرُکُمْ اِلٰی نِسَاءِ کُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَیْرٌ مِنْ ظَھْرِھَا۔ (ترمذی) جب تمہارے امراء تمہارے بدترین لوگ ہوں، اور جب تمہارے دولت مند بخیل ہوں اور جب تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لیے اس کی پیٹھ سے بہتر ہے۔عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ لَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنَّ اَھْلَ فَارِسَ مَلَّکُوْا عَلَیْھِمْ بِنْتُ کِسْرٰی قَالَ لَنْ یُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَھُمْ اِمْرَأَۃً۔ (بخاری، احمد، نسائی، ترمذی) ابوبکرہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ کو خبر پہنچی کہ ایران والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ بنالیا ہے تو آپؐ نے فرمایا وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جس نے اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کیے ہوں۔

یہ دونوں حدیثیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد الرجال قوامون علی النساء کی ٹھیک ٹھیک تفسیر بیان کرتی ہیں اور ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سیاست و ملک داری عورت کے دائرہ عمل سے خارج ہے۔ رہا یہ سوال کہ عورت کا دائرہ عمل کیا ہے تو نبی ﷺ کے یہ ارشادات اس کو بھی وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ (اسلامی ریاست، ملکی سیاست میں عورتوں کا حصہ)

عورت کا دائرہ عمل

۲۴۰- وَالْمَرْأَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ بَعْلِھَا وَ وَلَدِہٖ وَ ھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ۔ (ابو داؤد)

''اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی راعیہ ہے اور وہ ان کے بارے میں جواب دہ ہے۔''

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ، فَالْاَمِیْرُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ عَلَیْھِمْ، وَ ھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْھُمْ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَ ھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْھُمْ، وَالْمَرْأَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ بَعْلِھَا وَ وَلَدِہٖ وَ ھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَ ھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْہُ، فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ۔ (۳۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوب سن رکھو تم سب راعی ہو اور ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے اور لوگوں پر جو حکمران ہے وہ ان پر راعی ہے اور وہ ان کے متعلق جواب دہ ہے اور آدمی اپنے گھر والوں پر راعی ہے اور ان کے بارے میں وہ جواب دہ ہے۔ اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی راعیہ ہے اور وہ ان کے بارے میں جواب دہ ہے اور غلام اپنے آقا کے مال کا راعی ہے اور وہ اس بارے میں جواب دہ ہے پس تم سب راعی ہو اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں جواب دہی ہوگی۔

۲۴۱- اَلْجُمُعَۃُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ جَمَاعَۃٍ اِلَّا اَرْبَعَۃً۔ عَبْدٌ مَّمْلُوْکٌ۔ اَوْ اِمْرَأَۃٌ اَوْ صَبِیٌّ اَوْ مَرِیْضٌ۔ (ابو داؤد)

''جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ ادا کرنا حق اور واجب ہے بجز چار قسم کے لوگوں کے ایک غلام، دوسرے عورت، تیسرے بچہ، چوتھے مریض۔''

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِیمِ، حَدَّثَنِی اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، ثَنَا هُرَیْمٌ، عَنْ اِبْرَاهِیمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ جَمَاعَةٍ اِلَّا اَرْبَعَةً، عَبْدٌ مَمْلُوْكٌ، اَوِامْرَأَةٌ، اَوْ صَبِیٌّ اَوْ مَرِیْضٌ۔ (۴۰)

۲۴۲-عَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ قَالَتْ نُهِیْنَا عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ۔ (بخاری)

''ام عطیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ہم کو جنازوں کے ساتھ جانے سے روک دیا گیا تھا۔''

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا قَبِیْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، عَنْ خَالِدِ الْحَذَّآءِ، عَنْ اُمِّ الْهُذَیْلِ، عَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ اَنَّهَا قَالَتْ: نُهِیْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ یُعْزَمْ عَلَیْنَا۔ (۴۱)

تشریح: اگرچہ ہمارے پاس اپنے نقطۂ نظر کی تائید میں مضبوط عقلی دلائل بھی ہیں اور کوئی چیلنج کرے تو ہم انہیں پیش کر سکتے ہیں۔مگر اول تو ان کے بارے میں سوال نہیں کیا گیا ہے۔دوسرے ہم کسی مسلمان کا یہ حق ماننے کے لیے تیار بھی نہیں ہیں کہ وہ خدا اور رسول کے واضح احکام سننے کے بعد ان کی تعمیل کرنے سے پہلے اور تعمیل کے لیے شرط کے طور پر عقلی دلائل کا مطالبہ کرے۔ مسلمان کو اگر وہ واقعی مسلمان ہے پہلے حکم کی تعمیل کرنی چاہیے، پھر وہ اپنے دماغی اطمینان کے لیے عقلی دلائل مانگ سکتا ہے۔لیکن اگر وہ کہتا ہے کہ پہلے عقلی حیثیت سے مطمئن کرو ورنہ میں خدا اور رسول کا حکم نہ مانوں گا تو ہم اسے سرے سے مسلمان ہی نہیں مانتے، کجا کہ اس کو ایک اسلامی ریاست کے لیے دستور بنانے کا مجاز تسلیم کریں۔تعمیل حکم کے لیے عقلی دلیل مانگنے والے کا مقام اسلام کی سرحد سے باہر ہے نہ کہ اس کے اندر۔

سیاست و ملک داری میں عورت کے دخل کو جائز ٹھہرانے والے اگر کوئی دلیل رکھتے ہیں تو وہ بس یہ کہ حضرت عائشہؓ حضرت عثمانؓ کے خون کا دعویٰ لے کر اٹھیں اور حضرت علیؓ کے خلاف جنگ جمل میں نبرد آزما ہوئیں۔مگر اول تو یہ دلیل اصولاً ہی غلط ہے اس لیے کہ جس مسئلے میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی واضح ہدایت موجود ہو اس میں کسی صحابی کا کوئی ایسا انفرادی فعل جو اس ہدایت کے خلاف نظر آتا ہو۔ ہرگز حجت نہیں بن سکتا۔صحابہ کی پاکیزہ زندگیاں بلاشبہ ہمارے لیے مشعل ہدایت ہیں۔مگر اس غرض کے لیے کہ ہم ان کی روشنی میں اللہ اور رسول کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں۔ نہ اس غرض کے لیے کہ ہم اللہ اور رسول کی ہدایت چھوڑ کر ان میں سے کسی کی انفرادی لغزشوں کا اتباع کریں۔ پھر جس فعل کو اسی زمانہ میں جلیل القدر صحابہؓ نے غلط قرار دیا تھا، اور جس پر بعد میں خود ام المؤمنین بھی نادم ہوئیں۔اسے آخر کس طرح اسلام میں ایک نئی بدعت کا آغاز کرنے کے لیے دلیل قرار دیا جا سکتا ہے۔

حضرت عائشہؓ کے اس اقدام کی اطلاع پاتے ہی ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے ان کو جو خط لکھا تھا وہ پورا کا پورا ابن قتیبہ نے ''**الامامة والسیاسة**'' میں اور ابن عبدربہ نے عقد الفرید میں نقل کیا ہے۔اسے ملاحظہ فرمائیے کتنے پرزور الفاظ میں وہ فرماتی ہیں۔'' کہ آپ کے دامن کو قرآن نے سمیٹ دیا ہے، آپ اسے پھیلائیے نہیں'' اور'' کیا آپ کو یاد نہیں

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو دین میں افراط برتنے سے روکا ہے؟ اور یہ کہ آپ رسول اللہ ؐ کو کیا جواب دیتیں اگر وہ آپ کو اس طرح کسی صحرا میں ایک گھاٹ سے دوسرے گھاٹ کی طرف اونٹ دوڑاتے ہوئے دیکھ لیتے؟''

پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اس قول کو یاد کیجیے کہ''عائشہؓ کے لیے ان کا گھر ان کے ہودے سے بہتر ہے۔''

اور حضرت ابوبکرہؓ کا یہ قول بخاری میں ملاحظہ فرمالیجیے کہ میں جنگ جمل کے فتنے میں مبتلا ہونے سے صرف اس لیے بچ گیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد یاد آ گیا'' کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کر دیئے ہوں۔''

حضرت علیؓ سے بڑھ کر اس زمانے میں کون شریعت کا جاننے والا تھا؟ انہوں نے صاف الفاظ میں حضرت عائشہؓ کو لکھا کہ آپ کا یہ اقدام حدودِ شریعت سے متجاوز ہے، اور حضرت عائشہؓ اپنی کمال درجے کی ذہانت وفقاہت کے باوجود اس کے جواب میں کوئی دلیل نہ پیش کر سکیں۔ حضرت علیؓ کے الفاظ یہ تھے کہ'' بلاشبہ آپ اللہ اور اس کے رسول ہی کی خاطر غضب ناک ہو کر نکلی ہیں، مگر آپ ایک ایسے کام کے پیچھے پڑی ہیں جس کی ذمہ داری آپ پر نہیں ڈالی گئی۔ عورتوں کو آخر جنگ اور اصلاح بین الناس سے کیا تعلق؟ آپ عثمانؓ کے خون کا دعویٰ لے کر اٹھی ہیں۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ جس شخص نے آپ کو اس بلا میں ڈالا اور اس معصیت پر آمادہ کیا وہ آپ کے حق میں عثمانؓ کے قاتلوں سے زیادہ گناہ گار ہے۔''

دیکھیے، اس خط میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ حضرت عائشہؓ کے فعل کو صریحاً خلاف شرع قرار دے رہے ہیں۔ مگر حضرت عائشہؓ اس کا کوئی جواب اس کے سوا نہ دے سکیں کہ **جل الامر عن العتاب** معاملہ اب اس حد سے گزر چکا ہے کہ عتاب وملامت سے کام چل سکے۔ پھر جنگ جمل کے خاتمے پر حضرت علیؓ ام المومنینؓ سے ملنے تشریف لے گئے تو انہوں نے کہا یا **صاحبة الهودج قد امرک الله ان تقعدی فی بیتک ثم خرجت تقاتلین**؟ اے ہودے والی، اللہ نے آپ کو گھر بیٹھنے کا حکم دیا تھا اور آپ لڑنے کے لیے نکل پڑیں'' مگر اس وقت بھی حضرت عائشہؓ یہ نہ کہہ سکیں۔ کہ اللہ نے ہم عورتوں کو گھر بیٹھنے کا حکم نہیں دیا ہے اور ہمیں سیاست اور جنگ میں حصہ لینے کا حق ہے۔

پھر یہ بھی ثابت ہے کہ آخر کار حضرت عائشہؓ خود اپنے اس فعل پر پچھتاتی رہیں۔ چناں چہ علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں یہ روایت لاتے ہیں کہ ام المومنینؓ نے عبداللہ بن عمرؓ سے شکایتاً فرمایا'' اے ابوعبدالرحمٰن تم نے کیوں نہ مجھے اس کام پر جانے سے منع کیا؟'' انہوں نے جواب دیا'' میں نے دیکھا کہ ایک شخص (یعنی عبداللہ بن زبیر) آپ کی رائے پر حاوی ہو گیا ہے اور مجھے امید نہ تھی کہ آپ اس کے خلاف چل سکیں گی'' اس پر ام المومنین نے فرمایا'' کاش تم مجھے منع کر دیتے تو میں نہ نکلتی۔''

اس کے بعد جناب صدیقہؓ کے عمل میں آخر کیا دلیل باقی رہ جاتی ہے جس کے بل بوتے پر کوئی صاحب علم یہ دعویٰ کر سکتا ہو کہ اسلام میں عورتیں بھی سیاست اور نظم مملکت کی ذمہ داری میں شریک قرار دی گئی ہیں؟ رہے وہ لوگ جن کے لیے اصل معیارِ حق صرف دنیا کی غالب قوموں کا طرزِ عمل ہے، اور جنہیں بہر حال چلنا اسی طرف ہے جس طرف انبوہ جا رہا ہو، تو انہیں کس نے کہا ہے کہ اسلام کو اپنے ساتھ ضرور لے چلیں۔ ان کا جدھر جی چاہے شوق سے جائیں۔ مگر کم از کم اتنی راست بازی تو ان میں ہونی چاہیے کہ جس مقتدا کے دراصل وہ پیرو ہیں اسی کا نام لیں۔ بلا دلیل اسلام کی طرف وہ باتیں منسوب نہ کریں جن سے خدا کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت اور قرون مشہود لہا بالخیر کی تاریخ صاف صاف انکار کر رہی ہے۔

(اسلامی ریاست، ملکی سیاست میں عورتوں کا حصہ)

بنیادی حقوق اور اجتماعی عدل

۲۴۳– اب دیکھیے کہ جہاں تک ریاست کا تعلق ہے، نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کی سنت سے حکم بین الناس میں عدل برتنے کا کیا طریقہ ثابت ہوتا ہے۔

(۱) حجۃ الوداع کے مشہور خطبے میں نبی ﷺ نے اسلامی ریاست کے جن بنیادی اصولوں کا اعلان فرمایا تھا ان میں ایک اہم اصول یہ بھی تھا:

فَاِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَ اَمْوَالَکُمْ وَ اَعْرَاضَکُمْ حَرَامٌ کَحُرمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا۔ ''یقیناً تمہاری جانیں اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں ویسی ہی محترم ہیں جیسا آج حج کا یہ دن محترم ہے۔'' اس اعلان میں مملکت اسلامیہ کے تمام شہریوں کو جان، مال اور آبرو کی حرمت کا بنیادی حق عطا کیا گیا ہے جس کا بہر حال ہر اس ریاست کو التزام کرنا ہوگا جو ''اسلامی ریاست'' کے نام سے موسوم ہو۔[1]

(۲) یہ حرمت کس حال میں کس طرح ٹوٹ سکتی ہے؟ اس کا تعین نبی ﷺ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَ ھُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَ حِسَابُھُمْ عَلَی اللّٰہِ۔ (بخاری و مسلم) ''پھر جب لوگ یہ کام (یعنی شہادت توحید و رسالت اور اقامت صلوٰۃ و ایتائے زکوٰۃ) کر دیں تو وہ اپنی جانیں مجھ سے بچالیں گے، الا یہ کہ اسلام کے کسی حق کی بنا پر وہ مجرم ہوں اور ان کی نیتوں کا حساب لینا اللہ کے ذمے ہے۔'' **فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَیْنَا دِمَاءُ ھُمْ وَ اَمْوَالُھُمْ اِلَّا بِحَقِّھَا وَ حِسَابُھُمْ عَلَی اللّٰہِ۔** (بخاری و مسلم) ''پس ان کی جان و مال ہم پر حرام ہیں الا یہ کہ جان و مال ہی کا کوئی حق ان پر قائم ہو اور ان کے باطن کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔'' **فَمَنْ قَالَھَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَہٗ وَنَفْسَہٗ اِلَّا بِحَقِّہٖ وَ حِسَابُہٗ عَلَی اللّٰہِ۔** (بخاری) ''پھر جو اس کا (یعنی کلمۂ توحید کا) قائل ہو جائے اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنا نفس بچالیا۔ الا یہ کہ اللہ کا کوئی حق اس پر قائم ہو، اور اس کے باطن کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔'' یہ احادیث اس باب میں ناطق ہیں کہ اسلامی ریاست میں کسی شہری کی آزادیٔ نفس اور حرمت جان و مال و آبرو پر کوئی دست درازی نہیں کی جاسکتی جب تک کہ اسلامی قانون کی رو سے اس پر (یا اس کے خلاف) کوئی حق ثابت نہ کر دیا جائے۔

(۳) کسی پر (یا کسی کے خلاف) حق کا اثبات کس طرح ہوسکتا ہے؟ اس کو نبی ﷺ یوں بیان فرماتے ہیں:

اِذَا جَلَسَ اِلَیْکَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِ بَیْنَھُمْ حَتّٰی تَسْمَعَ مِنَ الْاٰخَرِ کَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْاَوَّلِ۔ (ابو داؤد، ترمذی، احمد) ''جب تیرے سامنے دو فریق اپنا معاملہ لے کر بیٹھیں تو ان کا فیصلہ نہ کر جب تک کہ دوسرے کی بات بھی نہ سن لے۔ جس طرح پہلے کی سنی ہے۔ اور حضرت عمرؓ ایک مقدمے کے فیصلے میں تصریح کرتے ہیں: **لَا یُؤْسَرُ رَجُلٌ فِی الْاِسْلَامِ بِغَیْرِ الْعَدْلِ۔** (موطا) ''اسلام میں کوئی شخص عدل کے بغیر قید نہیں کیا جاسکتا۔'' اس مقدمے کی جو تفصیل مؤطا میں دی گئی ہے اس کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عراق کے نو مفتوح علاقے میں جھوٹی چغلیاں کھا کھا کر لوگ ایک دوسرے کو پکڑوا رہے تھے۔ اس کی شکایت جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائی گئی تو آپ نے اس کے فیصلے میں یہ الفاظ ارشاد

---

(۱) اگرچہ اس حدیث میں صرف مسلمانوں کے بنیادی حقوق کا ذکر ہے، لیکن اسلامی شریعت کا یہ مسلم اصول ہے کہ جو غیر مسلم اسلامی ریاست کی حفاظت میں رہنا قبول کرلیں ان کو دیوانی اور فوجداری قانون کی نگاہ میں وہی حقوق حاصل ہو جاتے ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہیں۔

فرمائے۔اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں عدل سے مراد ''معروف عدالتی کارروائی'' (Due process of Law) ہے یعنی ایک آدمی کا جرم کھلی عدالت میں ثابت کیا جائے اور اسے صفائی کا پورا موقع دیا جائے۔اس کے بغیر اسلام میں کوئی شخص قید نہیں کیا جاسکتا۔

(۴) حضرت علیؓ کے زمانے میں جب خوارج کا ظہور ہوا، جو سرے سے ریاست ہی کو ماننے کے لیے تیار نہ تھے تو آپ نے انہیں لکھا کہ:

كُوْنُوْا حَيْثُ شِئْتُمْ وَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا تَسْفِكُوْا دَمًا وَلَا تَقْطَعُوْا سَبِيْلًا وَلَا تَظْلِمُوْا اَحَداً فَاِنْ فَعَلْتُمْ نَبَذْتُ اِلَيْكُمُ الْحَرْبَ. (نیل الاوطار) ''تم جہاں چاہو رہو، ہمارے اور تمہارے درمیان شرط یہ ہے کہ تم خون نہ بہاؤ اور بدامنی نہ پھیلاؤ اور کسی پر ظلم نہ کرو۔اگر ان کاموں میں سے کوئی کام تم نے کیا تو میں تمہارے خلاف جنگ کروں گا۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ حَنَشٍ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْيَمَنِ قَاضِيًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تُرْسِلُنِيْ وَ اَنَا حَدِيْثُ السِّنِّ وَلَا عِلْمَ لِيْ بِالْقَضَاءِ؟ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ سَيَهْدِيْ قَلْبَكَ وَ يُثَبِّتُ لِسَانَكَ، فَاِذَا جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْكَ الْخَصْمَانُ فَلَا تَقْضِيَنَّ حَتّٰى تَسْمَعَ مِنَ الْاٰخَرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْاَوَّلِ، فَاِنَّهٗ اَحْرٰى اَنْ يَّتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ. قَالَ: فَمَا زِلْتُ قَاضِيًا، اَوْ مَا شَكَكْتُ فِيْ قَضَاءٍ بَعْدُ. (٤٢)

〈۲〉 مَالِكٌ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ قَالَ: قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ، فَقَالَ: لَقَدْ جِئْتُكَ لِاَمْرٍ مَالَهٗ رَاْسٌ، وَلَا ذَنَبٌ، فَقَالَ عُمَرُ: مَا هُوَ؟ قَالَ: شَهَادَاتُ الزُّوْرِ ظَهَرَتْ بِاَرْضِنَا، فَقَالَ عُمَرُ: اَوْ قَدْ كَانَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ عُمَرُ: وَاللّٰهِ! لَا يُؤْسَرُ رَجُلٌ فِي الْاِسْلَامِ بِغَيْرِ الْعُدُوْلِ. (٤٣)

یعنی جو خیالات تم چاہو رکھو، تمہارے خیال اور نیت پر گرفت نہ کی جائے گی البتہ اگر تم اپنے خیالات کے مطابق حکومت کا تختہ زبردستی الٹ دینے کی کوشش کرو گے تو یقیناً تمہارے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

تشریح: ان تصریحات کے بعد اس امر میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ اسلامی تصورِ عدل کسی حال میں بھی انتظامیہ کو یہ اختیارات دینے کا روادار نہیں ہے کہ وہ معروف عدالتی کارروائی کے بغیر یوں ہی جس کو چاہیں پکڑیں، جسے چاہیں قید کردیں، جسے چاہیں خارج البلد کریں، جس کی چاہیں زبان بندی کریں، اور جسے چاہیں اظہارِ رائے کے وسائل سے محروم کردیں۔اس طرح کے اختیارات جو ریاست اپنی انتظامیہ کو دیتی ہو وہ اسلامی ریاست ہرگز نہیں ہوسکتی۔

پھر حکم بین الناس میں عدل برتنے کا ایک دوسرا مفہوم بھی ہم کو اسلام کی مستند روایات سے معلوم ہوتا ہے، اور وہ یہ

ہے کہ اسلام میں صدر ریاست اور گورنروں اور اعلیٰ حکام اور عامۃ الناس، سب کے لیے ایک ہی قانون اور ایک ہی نظام عدالت ہے۔ کسی کے لیے کوئی قانونی امتیاز نہیں ہے کسی کے لیے خاص عدالتیں نہیں ہیں اور کوئی قانون کی پکڑ سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے آخر وقت میں خود اپنے آپ کو پیش کیا کہ جس کو میرے خلاف کوئی دعویٰ ہو۔ وہ لائے اور اپنا حق وصول کرے۔ حضرت عمرؓ نے ایک والیٔ ریاست جبلہ بن ایہم سے ایک بدوی کو قصاص دلوایا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے گورنروں کے لیے قانونی تحفظ کا مطالبہ کیا تو حضرت عمرؓ نے اسے ماننے سے صاف انکار کر دیا اور عام لوگوں کو یہ حق دیا کہ جس حاکم کے خلاف انہیں شکایت ہو، اسے کھلی عدالت میں لائیں۔ (اسلامی ریاست، بنیادی حقوق اور اجتماعی عدل)

فلاح عامہ

۲۴۴-اَلسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهٗ۔ (ابو داؤد، ترمذی، مسند احمد، ابن ماجہ، دارمی)

''حکومت اس کی سرپرست ہے جس کا کوئی سرپرست نہ ہو۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّمَا امْرَاَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَاِنْ دَخَلَ بِهَا فَالْمَهْرُ لَهَا بِمَا اَصَابَ مِنْهَا. فَاِنْ تَشَاجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهٗ۔ (۴۴)

۲۴۵-اِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَاءِ هِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ۔

(بخاری و مسلم)

''اللہ نے مسلمانوں پر ایک صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مال داروں سے لیا جائے گا اور ان کے حاجت مندوں پر لوٹا دیا جائے گا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ اَبِي مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: اُدْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوا لِذٰلِكَ، فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَآئِهِمْ وَ تُرَدُّ فِي فُقَرَآئِهِمْ۔ (۴۵)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے معاذ کو یمن کی طرف والی بنا کر بھیجا اور فرمایا ان کو اس کی دعوت دو کہ وہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں ہے اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں پس اگر وہ تمہاری اس دعوت کو تسلیم کرلیں تو پھر ان کے علم میں یہ بات لاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے شب و روز میں تم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، پھر اگر وہ تمہاری اس

دعوت کو بھی مان لیں تو ان کے علم میں یہ بات لاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لی جائے گی اور انہی کے فقراء میں لوٹا دی جائے گی (تقسیم کردی جائے گی)

۲۴۶–مَنْ مَّاتَ وَ عَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَمْ يَتْرُكْ وَفَاءً فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ وَ مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ۔

''جو شخص مرجائے اور اس کے ذمے قرض ہو اور وہ اسے ادا کرنے کے قابل مال نہ چھوڑے تو اس کا ادا کرنا میرے ذمے ہے اور جو مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کا حق ہے۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَمْ يَتْرُكْ وَفَاءً، فَعَلَيْنَا قَضَاؤُهُ، وَ مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ۔ (۴۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں مومنوں کا ان کی جانوں سے بھی زیادہ دوست و خیر خواہ ہوں پس جو کوئی فوت ہو جائے اور اس پر واجب الادا قرض ہو اور اتنا ترکہ نہ چھوڑا ہو جس سے قرض پورا ادا ہو جائے تو اس کا ادا کرنا ہمارے ذمہ ہے اور جس نے کوئی مال چھوڑا تو وہ اس کے وارثوں کا حق ہے۔
مسلم نے قدرے تفصیل بیان کی ہے:

〈۲〉 عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ الْمَيِّتِ عَلَيْهِ الدَّيْنُ، فَيَسْأَلُ: هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهٖ مِنْ قَضَاءٍ، فَاِنْ حُدِّثَ اَنَّهٗ تَرَكَ وَفَاءً صَلّٰى عَلَيْهِ، وَ اِلَّا قَالَ: صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ، وَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوْحَ قَالَ: اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ تُوُفِّيَ وَ عَلَيْهِ دَيْنٌ، فَعَلَيَّ قَضَاءُ ہٗ، وَ مَنْ تَرَكَ مَالاً فَهُوَ لِوَرَثَتِهٖ۔ (۴۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مردمیت کا جنازہ لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو آپ دریافت فرماتے کہ آیا اس نے اتنا ترکہ اپنے پیچھے چھوڑا ہے جس سے قرض پورا ادا ہو جائے۔ اگر یہ بتایا جاتا کہ اس نے اپنے پیچھے اتنا مال چھوڑا ہے جو قرضے کی ادائیگی کے لیے کافی ہے تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھاتے ورنہ فرما دیتے جاؤ اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھو۔ جب اللہ تعالیٰ نے فتوحات سے نوازا تو پھر آپ نے فرمایا کہ میں مومنوں کا ان کی جانوں سے بھی زیادہ خیر خواہ اور دوست ہوں۔ اب جو فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ قرض بھی ہو تو اس کے قرض کی ادائیگی میرے ذمہ اور جو مال ترکہ چھوڑے وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے۔
مسلم کی ایک اور روایت:

〈۳〉 حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَ: نَا شَبَابَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ وَرْقَاءُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنِ

الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ اِنْ عَلَی الْاَرْضِ مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَ اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِهٖ، فَاَیُّكُمْ مَا تَرَكَ دَیْنًا اَوْ ضَیَاعًا فَاَنَا مَوْلَاهُ، وَ اَیُّكُمْ تَرَكَ مَالًا فَاِلَی الْعَصَبَةِ مَنْ كَانَ۔ (۴۸)

ترجمه: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے۔ روئے ارض پر جو بھی مومن ہے میں اس کا لوگوں سے زیادہ خیر خواہ اور دوست ہوں۔ پس تم میں سے جو قرض دار مرے یا ایسے پسماندگان چھوڑ جائے جن کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو میں ان کا سرپرست ہوں۔ نیز تم میں سے کوئی جو مال ترکہ میں چھوڑے وہ عصبہ کی طرف جائے جو بھی عصبہ ہو۔

۲۴۷–وَ فِیْ رِوَایَةٍ مَنْ تَرَكَ دَیْنًا اَوْ ضِیَاعًا فَلْیَاْتِنِیْ فَاِنَّا مَوْلَاهُ۔

ایک دوسری روایت میں ہے) ''جو شخص قرض چھوڑے یا ایسے پسماندگان چھوڑ جائے جن کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو وہ میرے پاس آئیں، میں ان کا سرپرست ہوں۔''

تخریج: حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَیْحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبِیْ، عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِیٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمْرَةَ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَ اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِهٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ. اِقْرَؤُوْا اِنْ شِئْتُمُ النَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ، فَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْیَرِثْهُ عَصَبَتُهٗ مَنْ كَانُوْا، فَاِنْ تَرَكَ دَیْنًا اَوْ ضَیَاعًا فَلْیَاْتِنِیْ وَ اَنَا مَوْلَاهُ۔ (۴۹)

ترجمه: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں اہل ایمان کا لوگوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ خیر خواہ اور دوست ہوں۔ تصدیق کے لیے اگر چاہو یہ آیت پڑھ لو۔ **النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم**۔ نبی ایمان والوں کا ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق دار ہے۔ آپ نے فرمایا جس مومن نے مال چھوڑا ہے تو اس کے وارث اس کے عصبہ ہوں گے جو بھی وہ ہوں گے اور اگر اس نے اپنے اوپر کسی کا قرض چھوڑا ہے یا پسماندگان ایسے چھوڑے ہیں جن کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے تو میرے پاس آئے میں اس کا سرپرست ہوں۔

۲۴۸–وَ فِیْ رِوَایَةٍ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَ مَنْ تَرَكَ كَلًّا فَاِلَیْنَا۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ہے جو مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کا حق ہے اور جو ذمہ داریوں کا بار چھوڑ جائے تو وہ ہمارے (یعنی حکومت کے ذمے ہے۔

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا

اِسْرَائِیْلُ، عَنْ اَبِیْ حَصِیْنٍ، عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ مَّاتَ، وَ تَرَکَ مَالاً، فَمَالُهٗ لِمَوَالِی الْعَصَبَةِ، وَ مَنْ تَرَکَ کَلًّا اَوْ ضَیَاعًا فَاَنَا وَلِیُّهٗ فَلاُدْعَ لَهٗ۔ (۵۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مومنوں کا ان کی جانوں سے بھی زیادہ خیر خواہ و دوست ہوں۔ جو کوئی وفات پا جائے اور مال چھوڑ جائے تو اس کا مال اس کے عصبہ کے لیے ہے۔ اور جو قرض چھوڑ مرا یا پسماندگان ایسے پیچھے چھوڑے جن کے ضائع ہونے کا خطرہ تھا تو اس کا میں سرپرست ہوں۔ مجھ سے اس کا مطالبہ وتقاضا کیا جائے۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِیٍّ، عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَنْ تَرَکَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهٖ وَ مَنْ تَرَکَ کَلًّا فَاِلَیْنَا۔ (۵۱)

ترمذی میں منقول روایت:

﴿۳﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ تَرَکَ مَالاً، فَلِاَهْلِهٖ، وَ مَنْ تَرَکَ ضَیَاعًا فَاِلَیَّ۔ (۵۲)

۲۴۹–اَنَا وَارِثُ مَنْ لاَ وَارِثَ لَهٗ وَاَعْقِلُ عَنْهُ وَارِثُهٗ۔ (ابو داؤد)

’’جس کا کوئی وارث نہ ہو، اس کا میں وارث ہوں، اس کی طرف سے دیت ادا کروں گا اور اس کی میراث لوں گا۔‘‘

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ بُدَیْلٍ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ اَبِیْ عَامِرٍ (الهوزنی عبد الله بن لحی) عَنِ الْمِقْدَامِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ تَرَکَ کَلًّا فَاِلَیَّ، وَ رُبَّمَا قَالَ: اِلَی اللّٰهِ وَ اِلٰی رَسُوْلِهٖ، وَ مَنْ تَرَکَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهٖ، وَ اَنَا وَارِثُ مَنْ لاَ وَارِثَ لَهٗ: اَعْقِلُ لَهٗ، وَارِثُهٗ، وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لاَ وَارِثَ لَهٗ: یَعْقِلُ عَنْهُ، وَ یَرِثُهٗ۔ (۵۳)

ترجمہ: حضرت مقدام سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو کوئی بار قرض چھوڑ مرے تو اس کا ادا کرنا میرے ذمہ اور کبھی فرمایا اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ۔ اور جو کچھ ترکہ چھوڑ کر مرے تو وہ اس کے ورثا کے لیے۔ اور میں تو ہر اس کا وارث ہوں جس کا کوئی دوسرا وارث نہ ہو۔ اس کی دیت بھی دوں گا اور اس سے وراثت بھی لوں گا اور ماموں بھی وارث ہے اس کا جس کا کوئی وارث نہ ہو۔ وہ دیت بھی ادا کرے گا اور وراثت بھی پائے گا۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، ثَنَا شَبَابَةُ، ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِیْدِ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالاَ: ثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنِیْ بُدَیْلُ بْنُ مَیْسَرَةَ الْعُقَیْلِیُّ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ، عَنْ

رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ اَبِیْ عَامِرِ الْھَوْزَنِیّ، عَنِ الْمِقْدَامِ اَبِیْ کَرِیْمَۃَ، رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الشَّامِ، مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ تَرَکَ مَالاً، فَلِوَرَثَتِہٖ، وَ مَنْ تَرَکَ کَلًّا، فَاِلَیْنَا۔ وَ رُبَّمَا قَالَ: فَاِلَی اللّٰہِ وَ اِلٰی رَسُوْلِہٖ وَ اَنَا وَارِثُ مَنْ لاَ وَارِثَ لَہٗ۔ اَعْقِلُ عَنْہُ وَارِثُہٗ، وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لاَ وَارِثَ لَہٗ یَعْقِلُ عَنْہُ وَ یَرِثُہٗ۔ (٥٤)

تشریح: یہ احادیث تصریح کرتی ہیں کہ اسلامی حکومت کے فرائض میں سے ایک اہم فرض زکوٰۃ کی تنظیم ہے اور اس کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے حدود کے اندر تمام لوگوں کی کفیل بنے جو مدد کے محتاج ہوں اور وسائل رزق سے محروم رہ گئے ہوں۔ (اسلامی ریاست، فلاح عامہ)

ماٰخذ

(۱) مصنف ابن ابی شیبۃ ج۱۲ حدیث نمبر ١٥٥٦٤ کتاب الجهاد باب فی امام السریۃ یامرھم بالمعصیۃ، من قال: لا طاعة له۔☆ ورد الحدیث بتمامه فی تهذیب تاریخ ابن عساکر ج ٤ ص ١٠٠ عن ابن سیرین، واخرج جزءً ا منه ابن سعد فی الطبقات۔☆ ابن ابی شیبه کے طریق سے سیوطی نے بھی الدر المنثور ج٢ ص ١٧٧ پر اسے نقل کیا ھے۔ ☆ تاریخ بغداد ج ١٠ ص ٢٢۔ عن انس۔ تاریخ بغداد ج٣ ص ١٤٥☆ شرح السنه بحواله مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاه الفصل الثانی ص ٣٢١ عن نواس بن سمعان۔☆احکام القرآن للجصاص ج٣ سوره بنی اسرائیل اور سوره ممتحنه۔☆ابو نعیم اصفهانی کی تاریخ اصفهان ج ١ ص ١٣٣۔

(۲) ابو نعیم بحواله کنز العمال ج ٥ ص ٧٩٢۔

(۳) بخاری ج٢ کتاب الاحکام، باب قول اللّٰه اطیعوا اللّٰه و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔☆بخاری ج٢ کتاب الجهاد، باب یقاتل من وراء الامام و یتقی به۔ عن ابی هریرۃ۔☆ مسلم ج٢ کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة و تحریمها فی المعصیة۔ عن ابی هریرۃ۔☆ السنن الکبریٰ ج ٨ کتاب قتال اهل البغی باب السمع والطاعة للامام و من ینوب عنه۔

(٤) نسائی ج ٧ کتاب البیعة، باب الترغیب فی طاعة الامام۔ عن ابی هریرۃ۔☆ ابن ماجه مقدمه باب اتباع سنة رسول اللّٰه ﷺ ابن ماجه سے مندرجه ذیل حصه بھی نقل ھے۔ من اطاعنی فقد اطاع اللّٰه، و من عصانی فقد عصی اللّٰه۔☆ ابن ماجه نے کتاب الجهاد میں باب طاعة الامام کے تحت حضرت ابوهریرهؓ کے حواله سے جو روایت نقل کی ھے اس میں الامیر کی جگه الامام ھے۔☆ مسند احمد ج٢ ص ٢٤٤، ٢٥٢، ٢٧٠، ٣١٣، ٣٤٢، ٤١٦، ٤٦٧، ٤٧١، ٥١١۔ عن ابی هریره۔☆مجمع الزوائد ج ٥ ص ٢٣٧۔☆کنز العمال ج٦ ص ٥٢۔ حدیث نمبر ١٤٨٠٨۔

(٥) بخاری ج٢، کتاب الاحکام باب السمع والطاعة للامام مالم تکن معصیة۔

(۶) مسلم ج ۲، کتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة۔

(۷) بخاری ج۲ کتاب اخبار الاحاد باب ما جاء فی اجازة خبر الواحد الصدوق فی الاذان والصلاة والصوم، والفرائض والاحکام۔☆مسلم ج۲ کتاب الامارة باب وجوب اطاعة الامراء فی غیر معصیة و تحریمها فی المعصیة۔ اور باب وجوب الوفاء ببیعة الخلیفة الاول۔ اس مقام پر اطعه فی طاعة اللّٰه واعصه فی معصیة اللّٰه عزوجل۔☆ ابو داؤد ج۳ کتاب الجهاد باب فی الطاعة۔☆ نسائی ج ۷ کتاب البیعة باب جزاء من امر بمعصیة فاطاع۔☆ مسند احمد ج۲ ص ۱۶۱ ۔ عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص۔

(۸) احکام القرآن للجصاص ج۳ سورة الممتحنة۔

(۹) بخاری ج۲ کتاب الفتن، باب قول النبی ﷺ سترون بعدی امورا تنکرونها۔☆ مسلم ج۲ کتاب الامارة باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة و تحریمها فی المعصیة عن عبادة بن الصامت۔☆ نسائی ج ۷ کتاب البیعة، باب البیعة علی الاثرة۔ باب البیعة علی القول بالعدل۔☆ السنن الکبرٰی ج ۸ کتاب قتال اهل البغی باب کیفیة البیعة عن عبادة بن الصامت۔ مسند احمد ج ۵ ص ۳۱۴۔ عن عباده بن صامت۔

(۱۰) مسلم ج۲ کتاب الأمارة باب خیار الائمة و شرارهم۔☆ سنن دارمی ج۲ کتاب الرقاق، باب فی الطاعة و لزوم الجماعة۔☆ مسند احمد ج۶ ص ۲۴ ۔ عوف بن مالك۔ تاریخ بغداد ج ۷ ص۳۱۸۔

(۱۱) بخاری ج۲ کتاب الاحکام، باب السمع والطاعة للامام مالم تکن معصیة۔☆ مسلم ج۲ ۔ کتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة۔☆ ابو داؤد ج۳ کتاب الجهاد باب فی الطاعة۔ عن عبد اللّٰه۔☆ ترمذی ابواب الجهاد باب ماجاء لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔ ترمذی میں فلا سمع علیه ولا طاعة ہے۔ ☆نسائی۷ کتاب البیعة، باب جزاء من امر بمعصیة فاطاع۔ عن عبد اللّٰه بن عمر۔☆ابن ماجه کتاب الجهاد باب ۴۰، لا طاعة فی معصیة اللّٰه۔ عن عبد اللّٰه بن عمر۔☆ السنن الکبرٰی للبیهقی ج ۸ کتاب قتال اهل البغی۔ عن عبد اللّٰه بن عمر۔☆ مسند احمد ج۲ ص۱۷،۱۴۲۔☆ کنز العمال ج۶ ص۶۸۔ حدیث نمبر۱۴۸۸۱۔ بخاری نے ایك روایت کتاب الجهاد میں باب السمع والطاعة للامام مالم یامر بمعصیة کے تحت مندرجه الفاظ میں نقل کی ہے۔ عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال: السمع والطاعة حق مالم یؤمر بمعصیة فاذا امر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة۔

(۱۲) مسلم ج۲ کتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة و تحریمها فی المعصیة۔☆ ترمذی ابواب الجهاد باب ماجاء فی طاعة الامام۔☆ نسائی ج ۷ کتاب البیعة باب الحض علی طاعة الامام اس میں استعمل ہے۔☆ ابن ماجه کتاب الجهاد باب ۳۹۔ طاعة الامام۔☆ ابن ماجه میں ما قادکم بکتاب اللّٰه ہے۔☆السنن الکبرٰی للبیهقی ج ۸ کتاب قتال اهل البغی، باب جواز تولیة الامام من ینوب عنه و ان لم یکن قریشا۔☆ مسند احمد ج ۴ ص ۷۰۔☆ مسنداحمدج ۵ ص ۳۸۱-ج۶ص ۴۰۲،۴۰۳۔

(۱۳) مسلم ج۲ کتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة۔☆ ابو داؤد ج۳ کتاب الجهاد، باب فی الطاعة۔☆ نسائی ج ۷ کتاب البیعة باب جزاء من امر بمعصیة فاطاع۔☆ مسند احمد ج۱ ص۱۲۹۔ عن علیؓ اور کنزالعمال ۷۷/۶۔ حدیث نمبر ۱۴۹۱۱۔ اور مسند احمد کے اسی صفحه پر لا طاعة لبشر فی معصیة اللّٰه

ھے۔ اور ص ۱۳۱ پر لا طاعة لمخلوق فی معصیة اللّٰہ عزوجل عن علیؓ اور ج ۱ص ۴۰۹۔ عن ابن مسعود۔ ☆ مسند احمد ج ۴ ص ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۳۶۔ عن عمران بن حصین۔ ان صفحات پر لا طاعة فی معصیة اللّٰہ عزوجل ھے۔☆ مسند احمد ج ۵ ص ۶۶، ۶۷، ۷۰۔ حکم بن عمرو الغفاری عن عمران بن حصین۔ اسی صفحہ پر بھی لا طاعة فی معصیة اللّٰہ ھے۔☆ المعجم الکبیر للطبرانی ج ۳ ص ۲۰۸، ۲۰۹۔ عمران بن حصین لا طاعة لاحد فی معصیة اللّٰہ۔ اور ص ۲۱۱ پر لا طاعة فی معصیة اللہ ھے۔☆کنز العمال ج۶ ص ۷۶۔ حدیث ۱۴۹۰۷۔ عن ابن مسعود لا طاعة لمخلوق فی معصیة اللّٰہ۔☆ کنز العمال ج ۵ ص ۷۹۱۔ حدیث ۱۴۳۹۸۔

(۱۴) بخاری ج ۲ کتاب المغازی، باب سریة عبد اللّٰہ بن حذافة السھمی۔☆ بخاری ج ۲ کتاب الاحکام باب السمع والطاعة للامام مالم تکن معصیة۔☆ مسلم ج ۲ کتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامر۔☆ مسند احمد ج ۱ ص ۸۲، ۹۴، ۱۲۴۔

(۱۵) ابن ماجه ابواب الجھاد، باب ۴۰۔ لا طاعة فی معصیة اللّٰہ۔☆ مجمع الزوائد ج ۵ کتاب الخلافة، باب لا طاعة فی معصیة۔ عن عباده بن الصامت۔☆ مسند احمد ج ۱ ص ۴۰۰۔ عن ابن مسعود۔ اس صفحه پر لیس یا ابن ام عبد طاعة لمن عصی اللّٰہ ھے۔☆ مسند احمد ج ۵ ص ۳۲۵۔ عن عباده بن الصامت۔☆ کنز العمال ج۶ ص ۷۱۔ حدیث نمبر ۱۴۸۸۹۔ عن ابن مسعود۔

(۱۶) تاریخ بغداد خطیب بغدادی ج ۱۰ ص ۲۲۔ عبد اللّٰہ بن عمر الطالقانی نمبر ۵۱۳۷۔☆ مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۲۶۔ بحواله الطبرانی۔☆ زاد المعاد جز ۲ ص ۱۶۸۔ فصل فی سریة عبد اللّٰہ بن حذافه السھمی۔☆ ابو نعیم بحواله کنز العمال ج ۵ ص ۷۹۲۔ حدیث نمبر ۱۴۴۰۱۔ عن ابن سیرین ان عمران بن حصین قال للحکم الغفاری: أسمعت النبی ﷺ یقول: لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق قال: نعم۔

ترمذی نے ابواب الجهاد میں ایک باب بایں عنوان قائم کیا ھے۔ باب ماجاء لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔ مگراس کے تحت مندرجه بالا الفاظ نقل نهیں کیے۔

(۱۷) بخاری ج ۲، کتاب الاحکام باب السمع والطاعة للامام مالم تکن معصیة۔

(۱۸) روح المعانی پ ۲۶ ج۹ ص ۱۴۸☆ شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۹۔

(۱۹) مسند احمد ج ۵ ص ۴۱۱۔ حدیث رجل من اصحاب النبی ﷺ۔☆مجمع الزوائد ج۳ کتاب الحج باب الخطب فی الحج۔☆ شعب الایمان ج ۴ ص ۲۸۹۔☆ ابن مردویه، بیهقی بحواله روح المعانی جز ۲۶، ص ۱۴۸۔ الحجرات عن جابر۔☆مجمع الزوائد ج ۸ کتاب الادب باب لا فضل لاحد علی احد الا بالتقوٰی۔ عن ابی سعید۔ اس مقام پر مندرجه ذیل عبارت ھے۔

قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ ان ربکم واحد و اباکم واحد فلا فضل لعربی علی اعجمی ولا احمر علی اسود الا بالتقوی رواه الطبرانی فی الاوسط والبزار بنحوه الا انه قال: ان اباکم واحد و ان دینکم واحد ابوکم آدم، و آدم خلق من تراب و رجال البزار رجال الصحیح۔

(۲۰) روح المعانی ج۹ ص ۱۶۳۔ پ ۲۶۔

(۲۱) ترمذی ج ۲ ابواب التفسیر، سورة الحجرات۔ هذا حدیث غریب، لا نعرفه من حدیث عبد اللّٰہ بن دینار عن ابن عمر الا من

هذا الوجه، و عبد اللّٰه بن جعفر یضعف ضعفه یحی بن معین وغیره۔ و هو والد علی بن مدینی و فی الباب عن ابی هریرة و عبد اللّٰه بن عباس۔

(۲۲) مسلم ج ۲ کتاب الجهاد والسیر، باب فتح مکة۔☆ مسلم کی ایك روایت ابیحت خضراء قریش کی جگه ابیدت خضراء قریش بهی هے۔☆مسلم ج ۲ کتاب الجهاد والسیر باب فتح مکة۔☆ السنن الکبرٰی للبیهقی ج ۹ کتاب السیر باب فتح مکة حرسها اللّٰه تعالٰی عن ابی هریرة۔☆دار قطنی ج ۳ کتاب البیوع۔

(۲۳) بخاری ج ۲ کتاب المغازی، باب غزوة الطائف۔☆ بخاری ج ۱ کتاب الجهاد، باب ما کان النبی ﷺ یعطی المؤلفة قلوبهم۔☆ بخاری ج ۲ کتاب المغازی باب غزوة الطائف (مختصر) ☆ مسلم ج ۱ کتاب الزکوٰة، باب اعطاء المؤلفة و من یخاف علی ایمانه۔☆ مسلم ص ۳۳۹ کی ایك روایت میں ترضون ان یذهب الناس بالدنیا و تذهبون بحمد۔☆السنن الکبرٰی للبیهقی ج ۷ کتاب الصدقات باب من یعطی من المؤلفة قلوبهم۔ عن انس بن مالك۔

(۲٤) بخاری ج ۲ کتاب المغازی، باب غزوة الطائف۔

(۲۵) بخاری ج ۲ کتاب المغازی، باب غزوة الطائف۔

(۲۶) بخاری ج ۲ کتاب المغازی، باب غزوة الطائف۔

(۲۷) تفسیر ابن جریر ج ۱۲ ص ۲۳۔ پ ۲۸۔

(۲۸) بخاری ج ۱ کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود۔☆ مسلم ج ۲ کتاب الاقضیة باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور عن عائشة۔☆ ابن ماجه مقدمه ص ۷۔ باب تعظیم حدیث رسول الله ﷺ والتغلیظ علی من عارضه، عن عائشة۔☆ مسند احمد ج ۲ ص ۲۷۰۔ عن عائشة۔☆ ابو داؤد ج ٤ کتاب السنة، باب فی لزوم السنة ابو داؤد نے منه کے بجائے فیه نقل کیا هے۔☆ مسلم ج ۲ کتاب الاقضیة باب نقض الاحکام الباطلة، ورد محدثات الامور کے تحت حضرت عائشہؓ سے من عمل عملا لیس علیه امرنا فهو رد بیان کیا هے اور ابوداؤد: ٤ کتاب السنة باب فی لزوم السنة کے ضمن میں من صنع امرا علی غیر امرنا فهو رد نقل کیا هے۔ اور سنن دار قطنی نے حضرت عائشہؓ سے کئی روایتیں نقل کی هیں۔ ایك روایت میں قال رسول الله ﷺ من صنع فی ماله ما لیس فی کتاب الله فهو رد اور دوسری روایت میں ان النبی ﷺ من فعل امرا لیس علیه امرنا فهو رد۔ اور تیسری روایت میں ابو داؤد والی مذکوره بالا روایت کے الفاظ میں اور چوتھی روایت میں قال رسول الله ﷺ، کل امر لم یکن علیه امرنا فهو رد نقل کیا هے۔

(۲۹) شعب الایمان للبیهقی ج ۷ ص ٦۱۔☆ مشکوٰة باب الاعتصام بالکتاب والسنة۔☆ طبرانی، سعید بن منصور فی سنة عن عبد اللّٰه بن بشیر۔ بحواله کنز العمال ج ۱ ص ۲۱۹۔ طبرانی اور حلیه لابی نعیم میں حضرت معاذ سے مندرجه ذیل روایت بهی منقول هے۔ من مشی الی صاحب بدعة لیؤقره فقد اعان علی هدم الاسلام۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۲۲۲) "جو شخص کسی صاحب بدعت کی طرف چل کر گیا تاکه اس کی توقیر کرے تو اس نے اسلام کو منهدم کرنے میں اعانت کی۔"

(۳۰) روح المعانی پ ۲۵ ص ٤۲۔ بحواله خطیب بغدادی۔☆ مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۸۰۔ عن علی کتاب العلم

باب فی القیاس والتقلید۔☆ کنز العمال ج ٥ ص ٨١٢۔ حدیث نمبر ١٤٤٥٦۔

(۳۱) مجمع الزوائد للهیثمی ج ۱ کتاب العلم باب فی الاجماع۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط و رجاله موثقون من اهل الصحیح۔

(۳۲) جامع بیان العلم و فضله ج ۲ ص ۷۳، ۷۴۔ باب اجتهاد الرای علی الاصول عند عدم النصوص۔ قال ابو عمر: هذا حدیث لا یعرف من حدیث مالك الا بهذا الاسناد، ولا اصل له فی حدیث مالك عندهم، ولا فی حدیث غیره۔ ابراهیم البرقی، و سلیمان بن بدیع لیسا بالقویین ولا ممن یحتج به ولا یعول علیه۔

(۳۳) ابو داؤد ج ۳ کتاب العلم باب التوقی فی الفتیا۔☆ مسند احمد ج ۲ ص ۳۲۱۔ عن ابی هریرة۔ اس صفحه پر... و من استشاره اخوه المسلم فاشاره علیه بغیر رشد فقد خانه، ومن افتی بفتیا غیر ثبت فانما اثمه علی من افتاه۔ اور ص ۳٦٥ پر ہے۔ و من افتی بفتیا بغیر علم کان اثم ذلك علی من افتاه و من استشار اخاه فاشار علیه بامر و هو یری الرشد غیر ذلك فقد خانه۔☆ السنن الکبریٰ ج ۱۰ کتاب آداب القاضی۔ عن ابی هریرة۔ ☆المستدرك للحاکم ج ۱ کتاب العلم باب من قال علی مالم اقل فلیتبوأ مقعده من النار۔ عن ابی هریرة۔

(۳٤) بخاری ج ۲ کتاب الاحکام، باب ما یکره من الحرص علی الامارة۔☆ مسلم ج ۲ کتاب الامارة، باب النهی عن طلب الامارة والحرص علیها۔ مسلم نے انا واللّٰہ لا نولی علی هذا العمل احدا ساله ولا احدا حرص علیه نقل کیا ہے۔☆ کنز العمال ج٦ص ٤٧۔ حدیث نمبر ١٤٧٨٦۔☆ السنن الکبریٰ بیهقی ج ۱۰ کتاب آداب القاضی، باب کراهیة طلب الامارة والقضاء وما یکره من الحرص علیها۔ ابو موسیٰ۔

(۳٥) بخاری ج ۲ کتاب استتابة المعاندین المرتدین، باب حکم المرتد والمرتده۔ الخ۔

بخاری نے کتاب الاجارة میں بھی اس روایت کو نقل کیا ہے مگر مختصر۔ عن ابی موسی، قال: اقبلت الی النبی ﷺ و معی رجلان من الاشعریین۔ قال: فقلت: ما علمت انهما یطلبان العمل، قال: لن اولا نستعمل علی عملنا من اراده۔

☆بخاری ج ۱ کتاب الاجارة باب استیجار الرجل الصالح۔☆ مسلم ج ۲ کتاب الامارة، باب النهی عن طلب الامارة والحرص علیها۔☆ ابو داؤد ج ۳ کتاب الاقضیة باب فی طلب القضاء والتسرع الیه۔ ☆مسند احمد ج ٤ ص ٤٠٩۔ عن ابی موسیٰ۔☆ السنن الکبریٰ بیهقی ج ۸ کتاب المرتد باب قتل من ارتد عن الاسلام☆کنز العمال ج٦ص ٤٧۔ حدیث ١٤٧٨٥۔ عن ابی موسیٰ۔

(۳٦) ابو داؤد ج ۳ کتاب الخراج والامارة باب ماجاء فی طلب الامارة۔☆ مسند احمد ج ٤ ص ۳۹۳، ٤١١۔ عن ابی موسیٰ ص ٤١١ پر ان اخونکم عندی من یطلبه ہے۔☆ کنز العمال ج ٦ ص ٢٧۔ حدیث: ١٤٦٩٤۔ کنز میں طلبهٗ کے بعد یعنی العمل کا اضافہ ہے۔

(۳۷) بخاری ج ۲ کتاب الفتن، باب...☆بخاری ج ۲ کتاب المغازی، باب کتاب النبی ﷺ الی کسریٰ و قیصر۔ اس مقام پر منقول روایت کے الفاظ۔ عن ابی بکرة، قال: لما بلغ رسول الله ﷺ ان فارس قد ملکوا علیهم بنت کسری قال: لن یفلح قوم ولوا امرهم امرأة۔

☆ترمذی ج ۲ ابواب الفتن، باب... عن ابی بکرة۔ هذا حدیث صحیح۔☆نسائی ج ۸ کتاب آداب القضاة،

باب النہی عن استعمال النساء فی الحکم عن ابی بکرۃ۔☆ کنز العمال ج۶ ص۲۳۔ حدیث ۱٤٦٧٣۔ ☆مسند احمد ج ٥ ض۳۸۔ عن ابی بکرۃ۔ اور ص ٤٧ پر لن یفلح قوم اسندوا امرھم الی امرأۃ اور ص٤٣، ٥١،٤٧ پر لا یفلح قوم تملکھم امرأۃ۔ منقول ھے۔☆ کنز العمال ج٦ص ۳۱۔ حدیث ۱٤٧١٦۔☆السنن الکبریٰ ج ۱۰ کتاب آداب القاضی باب لا یولی الوالی امرأۃ ولا فاسقا ولا جاھلا امر القضا۔ اس مقام پر دونوں روایتیں منقول ھیں۔☆المستدرک ج۳ کتاب معرفۃ الصحابۃ۔☆ تفسیر مواھب الرحمن ص ۲۳۰۔☆ فتح الباری ج ۸ ج ۱۳ ص ٥۳۔☆ احسن التفاسیر: ٥٦/٥ از مولانا احمد حسن صاحب محدث دھلوی۔☆تفسیر مظھری ج ٧ ص ٤۰۸۔ از علامہ قاضی ثناء اللّٰہ صاحب پانی پتی۔☆ روح المعانی پ ۱۹ ص ۱٧۱۔ از علامہ سید محمود آلوسیٰ بغدادی۔☆تفسیر خازن ج۳ ص ٤۰۸۔ از علامہ علی بن محمد بن ابراھیم بغدادی۔☆ابن کثیر ج ۱ ص ٤۹۱۔ الرجال قوامون علی النساء کے تحت۔☆ قرطبی ج ۱ ص ۳٥٥۔☆ بدایہ ج ۱۲ ص ۱۳۹۔ الدر المنثور حدیث ۱۳٦۔ ضعیفہ حدیث نمبر ٤۳٦۔☆ تلخیص الحبیر ج ٤ ص ۱۸٤۔ پر لن یفلح قوم ولیتھم امرأۃ اور مجمع الزوائد ج٥، ص ۲۰۹ پر لن یفلح قوم یملک رایھم امرأۃ اور مسند احمد ج ٥ ص ٥۱ مستدرک ج ٤ ص ۲۹۱۔ فتح الباری ج۱۳ ص٥٦ اور کشف الخفا ج ۲ ص ٤٦۰ پر لن یفلح قوم تملکھم امرأۃ منقول ھے۔

(۳۸) ترمذی ج ۲ کتاب الفتن، باب... ھذا حدیث غریب، لا نعرفہ الا من حدیث صالح المری و صالح فی حدیثہ غرائب لا یتابع علیھا و ھو رجل صالح۔

(۳۹) ابو داؤد ج۳ کتاب الخراج والفئی والامارۃ، باب ما یلزم الامام من حق الرعیۃ۔☆ بخاری ج ۲ کتاب الاحکام، باب قول اللّٰہ اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔☆ ترمذی ج ۱ ابواب الجھاد، باب ماجاء فی الامام۔

(٤۰) ابو داؤد ج ۱ کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ للمملوک والمرأۃ۔ قال ابو داؤد: طارق بن شھاب قد رای النبی ﷺ ولم یسمع منہ شیئا۔

(٤۱) بخاری ج ۱ کتاب الجنائز باب اتباع النساء الجنازۃ۔

(٤۲) ابو داؤد ج۳ کتاب الاقضیۃ، باب کیف القضاء۔☆ ترمذی ج ۱ ابواب الاحکام باب ماجاء فی القاضی لا یقضی بین الخصمین حتی یسمع کلامھما۔ ترمذی نے اذا تقاضا الیک رجلان فلا تقض للاول حتی تسمع کلام الاخر فسوف تدری کیف تقضی، قال علی: فما زلت قاضیا بعد۔ ھذا حدیث حسن۔☆ مسند احمد ج ۱ ص ۹۰۔ عن علی۔ ترمذی والی روایت ھے۔☆کنز العمال ج ٥ ص ۸۰٤۔ حدیث نمبر ۱٤٤۳٤ اور ۱٤٤۳٥۔ ☆المستدرک ج ۲ ص۹۳۔ کتاب الاحکام استماع بیان الخصمین واجب علی القاضی۔☆ السنن الکبریٰ: ۱۰/۸٦،۱۳٧، ۱٤۰ اور کتاب آداب القاضی۔☆ کنز العمال ج ٦ ص ۱۰۳۔ حدیث نمبر ۱٥۰۳٦۔ عن علی۔

(٤۳) مؤطا امام مالک ج ۲ کتاب الاقضیۃ باب الترغیب فی القضاء بالحق۔

(٤٤) ابو داؤد ج ۲ کتاب النکاح باب فی الولی☆ ترمذی ج ۱ ابواب النکاح، باب ماجاء لا نکاح الا بولی۔ ھذا حدیث حسن☆ ابن ماجہ کتاب النکاح باب ۱٥۔ لا نکاح الا بولی۔

(٤٥) بخاری ج ۱ کتاب الزکوٰۃ باب وجوب الزکوٰۃ☆ بخاری ج ۲ کتاب المغازی بعث ابی موسیٰ و معاذ الی الیمن

قبل حجة الوداع۔ اس مقام پر علی فقراء ھم ھے۔☆ مسلم ج ۱ کتاب الایمان، باب الدعاء الی الشھادتین و شرائع الاسلام۔ اس مقام پر فی فقراء ھم و علی فقراء ھم دونوں ھیں۔☆ ابو داؤد ج ۲ کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ السائمة۔ ابو داؤد نے فی فقراء ھم والی حدیث نقل کی ھے۔☆ ترمذی ج ۱ ابواب الزکوٰۃ باب ما جاء فی کراھیة اخذ خیار المال فی الصدقة۔ اس نے بھی علی فقراء ھم والی روایت لی ھے۔ ☆نسائی ج ۵ کتاب الزکوٰۃ، باب وجب الزکوٰۃ۔ نسائی نے علی فقراء ھم والی روایت نقل کی ھے۔ ☆ابن ماجه کتاب الزکوٰۃ باب:۱، کتاب الزکوٰۃ باب فرض الزکوٰۃ۔ ابن ماجه میں فقراء ھم والی روایت ھے۔ ☆دارمی۔کتاب الزکوٰۃ باب:۱، کتاب الزکوٰۃ، باب فی فضل الزکوٰۃ۔ علی فقراء ھم والی روایت ھے۔☆مسند احمد ج ۱ ص ۲۳۳۔ عن ابن عباس۔ مسند احمد نے بھی فی فقرآءِ ھم ھی روایت کیا ھے۔☆ السنن الکبریٰ بیھقی ج ٤ کتاب الزکوٰۃ باب لا یاخذ الساعی فوق ما یجب ولا ما خضا الان یتطوع۔ عن ابن عباس۔

(٤٦) بخاری ج ۲ کتاب الفرائض، باب قول النبی ﷺ من ترک مالا فلاھله۔

(٤٧) مسلم ج ۲ کتاب الفرائض۔

(٤٨) مسلم ج ۲ کتاب الفرائض۔☆ السنن الکبریٰ ج ٦ کتاب الفرائض، باب العصبة۔

(٤٩) بخاری ج ۲ کتاب التفسیر سورة الاحزاب۔☆ السنن الکبریٰ بیھقی ج ٦ کتاب الفرائض باب العصبة۔ عن ابی ھریرة بیھقی نے ایما امری نقل کیا ھے۔

(٥٠) بخاری ج ۲ کتاب الفرائض، باب ابنی عم احدھما اخ لام والاخر زوج۔☆ مسلم ج ۲ کتاب الفرائض۔☆السنن الکبریٰ بیھقی ج ٦ کتاب الفرائض باب العصبة۔ عن ابی ھریرة۔

(٥١) بخاری ج ۲ کتاب الفرائض، باب میراث الاسیر الخ۔☆ مسلم ج ۲ کتاب الفرائض۔

(٥٢) ترمذی ج ۲ ابواب الفرائض، باب ماجاء فی من ترک مالا فلورثته ھذا حدیث حسن صحیح۔☆ ابو داؤد ج ۳ کتاب الفرائض، باب فی میراث ذوی الارحام۔

(٥٣) ابو داؤد ج ۳ کتاب الفرائض، باب فی میراث ذوی الارحام۔

(٥٤) ابن ماجه کتاب الفرائض، باب:۹، ذوی الارحام۔☆ سنن دار قطنی ج ٤ ص ۸٥،۸٦۔ عن المقدام السنن الکبریٰ بیقھی ج ٦ کتاب الفرائض باب من قال بتوریث ذوی الارحام۔

فصل: ۳۰

اسلامی ریاست کے بنیادی اصول

قانون الٰہی کی بالاتری

۲۵۰- عَلَيْكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ. اَحِلُّوْا حَلَالَهٗ وَ حَرِّمُوْا حَرَامَهٗ.(۱)

"تم پر لازم ہے کتاب اللہ کی پیروی۔ جس چیز کو اس نے حلال کیا ہے اسے حلال کرو، اور جسے اس نے حرام کیا ہے اسے حرام کرو۔"

تخریج:(۱) عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ، قَالَ: خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ مَرْعُوْبٌ، فَقَالَ: اَطِیْعُوْنِیْ مَا کُنْتُ بَیْنَ اَظْهُرِکُمْ وَ عَلَیْکُمْ بِکِتَابِ اللّٰهِ، اَحِلُّوْا حَلَالَهٗ وَ حَرِّمُوْا حَرَامَهٗ. (۱)

تشریح: ظہور اسلام کے ساتھ جو مسلم معاشرہ وجود میں آیا اور پھر ہجرت کے بعد سیاسی طاقت حاصل کر کے جس ریاست کی شکل اس نے اختیار کی، اس کی بنیاد چند واضح اصولوں پر تھی۔ ان میں اہم تر یہ ہیں۔

قانون خداوندی کی بالاتری

۲۵۱- نبیؐ نے اپنے متعدد ارشادات میں اس اصل الاصول کو پوری صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَیِّعُوْهَا وَ حَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِکُوْهَا. وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَ سَکَتَ عَنْ اَشْیَاءَ مِنْ غَیْرِ نِسْیَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا.(۲)

"اللہ نے کچھ فرائض مقرر کیے ہیں، انہیں ضائع نہ کرو۔ کچھ حرمتیں مقرر کی ہیں، انہیں نہ توڑو، کچھ حدود مقرر کی ہیں، ان سے تجاوز نہ کرو، اور کچھ چیزوں کے بارے میں سکوت فرمایا ہے بغیر اس کے کہ اسے نسیان لاحق ہو، ان کی کھوج میں نہ پڑو۔"

تخریج:(۱) نا الْقَاسِمُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ الْمُحَامِلِیُّ، نَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ الْاَزْرَقُ قَالَا: ثَنَا اِسْحَاقُ الْاَزْرَقُ، نَا دَاوُدُ بْنُ اَبِیْ هِنْدٍ عَنْ مَکْحُوْلٍ، عَنْ اَبِیْ

---

(۱) کنز العمال بحوالہ طبرانی و مسند احمد، جلد اوّل حدیث نمبر: ۹۰۷-۹۲۶

(۲) مشکوٰۃ بحوالہ دار قطنی، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، کنز العمال ج اوّل۔ حدیث ۹۸۱-۹۸۲۔

ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا، وَ حَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا، وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا، وَ سَكَتَ عَنْ اَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا۔ (۲)

﴿۲﴾ ضَحَّاكُ بْنُ مُزَاحِمٍ، اَنَّهٗ اجْتَمَعَ هُوَ وَالْحَسَنُ بْنُ اَبِى الْحَسَنِ، وَ مَكْحُوْلُ الشَّامِيُّ، وَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارِ الْمَكِّيُّ، وَ طَاؤُسُ الْيَمَانِيُّ، فَاجْتَمَعُوْا فِىْ مَسْجِدِ الْخَيْفِ، فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمْ، وَ كَثُرَ لَغْطُهُمْ فِي الْقَدْرِ، فَقَالَ طَاؤُسٌ وَ كَانَ فِيْهِمْ مَرْضِيًّا، اَنْصِتُوْا حَتّٰى اُخْبِرَكُمْ مَا سَمِعْتُ مِنْ اَبِى الدَّرْدَآءِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا، وَحَدَّ لَكُمْ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا، وَ نَهَاكُمْ عَنْ اَشْيَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا، وَ سَكَتَ عَنْ اَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَكَلَّفُوهَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاقْبَلُوْهَا نَقُوْلُ مَا قَالَ رَبُّنَا، وَ نَبِيًّا ﷺ۔ اَلْاُمُوْرُ بِيَدِ اللّٰهِ، مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مَصْدَرُهَا وَ اِلَيْهِ مَرْجِعُهَا، لَيْسَ اِلَى الْعِبَادِ فِيْهَا تَفْوِيْضٌ وَلَا مَشِيْئَةٌ، فَقَامُوْا وَ هُمْ رَاضُوْنَ بِقَوْلِ طَاؤُسٍ۔ (۳)

﴿۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ الْفَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا وَ حَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا وَ حَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَ سَكَتَ عَنْ اَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْهَا۔ (٤)

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ نَا يَزِيْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ التُّسْتَرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ وَ اُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ۔ (۵)

تشریح: اس حدیث میں غیر نسیان کے الفاظ توجہ طلب ہیں حضورؐ کے ارشاد کا منشا یہ ہے کہ اللہ نے جن چیزوں کی تفصیلی کیفیت بیان نہیں فرمائی، ان کی کھوج کرید کرنے کے معنی یہ ہیں کہ معاذ اللہ حضرت حق سے کچھ ہدایت دینے میں بھول چوک ہوگئی تھی جس کی تلافی کرنے کے لیے آپ چلے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اِذْ رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ (مسلم کتاب العلم) یعنی جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو قرآن مجید کے متشابہات کی کھوج میں لگے ہوئے ہیں تو سمجھ لو کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے اہل زیغ قرار دیا ہے۔ لہٰذا

ان سے پرہیز کرو۔ حضور ﷺ نے ان سے حذر کرنے کا حکم اسی لیے دیا کہ ایسے لوگوں کے ساتھ محبت و گفتگو کرتے کرتے آدمی خود بھی نادانستہ متشابہات کی کھوج کرید میں گم ہو جاتا ہے۔

۲۵۲–مَنِ اقْتَدٰی بِکِتَابِ اللّٰہِ لَا یَضِلُّ فِی الدُّنْیَا وَلَا یَشْقٰی فِی الْاٰخِرَۃِ۔(۱)

جس نے کتاب اللہ کی پیروی کی وہ نہ دنیا میں گمراہ ہوگا نہ آخرت میں بدبخت۔(۲)

تخریج:(۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَنْ تَعَلَّمَ کِتَابَ اللّٰہِ ثُمَّ اتَّبَعَ مَا فِیْہِ ھَدَاہُ اللّٰہُ مِنَ الضَّلَالَۃِ فِی الدُّنْیَا وَ وَقَاہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ سُوْءَ الْحِسَابِ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ: مَنِ اقْتَدٰی بِکِتَابِ اللّٰہِ لَا یَضِلُّ فِی الدُّنْیَا وَلَا یَشْقٰی فِی الْاٰخِرَۃِ ثُمَّ تَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ فَمَنِ اتَّبَعَ ھُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی۔ (۶)

۲۵۳– تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا، کِتَابَ اللّٰہِ وَ سُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ۔(۳)

"میں نے تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑی ہیں جنہیں اگر تم تھامے رہو۔ تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔"

تخریج:(۱) مَالِکٌ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَ سُنَّۃَ نَبِیِّہٖ۔ (۷)

۲۵۴–مَا اَمَرْتُکُمْ بِہٖ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھَیْتُکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔

جس چیز کا میں نے حکم دیا ہے اسے اختیار کرلو اور جس چیز سے روکا ہے اس سے رک جاؤ۔

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ، قَالَ: ثَنَا شَرِیْکٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم: مَا اَمَرْتُکُمْ بِہٖ فَخُذُوْہُ، وَمَا نَھَیْتُکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔ (۸)

عدل بین الناس

۲۵۵–اِنَّمَا ھَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ اَنَّھُمْ کَانُوْا یُقِیْمُوْنَ الْحَدَّ عَلَی الْوَضِیْعِ وَ یَتْرُکُوْنَ عَلَی الشَّرِیْفِ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّ فَاطِمَۃَ (بِنْتَ مُحَمَّدٍ) فَعَلَتْ ذٰلِکَ لَقَطَعْتُ یَدَھَا۔(۴)

---

(۱) مشکوٰۃ بحوالہ رزین، باب مذکورہ

(۲) مشکوٰۃ بحوالہ مؤطا، باب مذکور، کنز العمال ج ۱۔ حدیث ۸۷۷، ۹۴۹، ۹۵۵، ۱۰۰۱۔

(۳) کنز العمال: ۱/۸۸۶

(۴) بخاری، کتاب الحدود، ابواب نمبر ۱۱، ۱۲

’’تم سے پہلے جو امتیں گزری ہیں وہ اسی لیے تو تباہ ہوئیں کہ وہ لوگ کمتر درجے کے مجرموں کو قانون کے مطابق سزا دیتے تھے اور اونچے درجے والوں کو چھوڑ دیتے تھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، اگر محمد کی اپنی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں ضرور اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔‘‘

تخریج:〈۱〉 **حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ اُسَامَةَ كَلَّمَ النَّبِيَّ ﷺ فِي امْرَأَةٍ، فَقَالَ: اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُقِيْمُوْنَ الْحَدَّ عَلَى الْوَضِيْعِ وَ يَتْرُكُوْنَ عَلَى الشَّرِيْفِ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ فَاطِمَةُ فَعَلَتْ ذٰلِكَ لَقَطَعْتُ يَدَهَا۔** (۹)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ اسامہ نے ایک خاتون کے بارے میں نبی ﷺ سے گفتگو کی (سفارش کی)۔ گفتگو سن کر آپ نے فرمایا تم سے پہلے لوگ بھی اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ وہ کم حیثیت و کمزور پر حد قائم کرتے (سزا دیتے) اور معزز و باحیثیت آدمی کو چھوڑ دیتے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر فاطمہ (بنت محمد) بھی یہ جرم کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

〈۲〉 **حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّتْهُمُ الْمَرْأَةُ الْمَخْزُوْمِيَّةُ الَّتِيْ سَرَقَتْ، قَالُوْا: مَنْ يُّكَلِّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَ مَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ، ثُمَّ قَامَ، فَخَطَبَ، فَقَالَ: يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ الشَّرِيْفُ، تَرَكُوْهُ، وَ اِذَا سَرَقَ الضَّعِيْفُ فِيْهِمْ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحُدُوْدَ (الْحَدَّ) وَ اَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا۔** (۱۰)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ قریش کو قبیلۂ مخزوم کی فاطمہ نامی خاتون، جس نے چوری کا ارتکاب کیا تھا، کے معاملہ نے فکر و تردد اور تشویش میں مبتلا کر دیا۔ ان لوگوں نے غور کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر بات کون کرے اور رسول اللہ ﷺ کے پیارے اسامہ بن زید کے سوا یہ جرأت کون کر سکتا ہے (زید کو اس کام کے لیے آمادہ کیا) تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سفارش کی آپؐ نے فرمایا کیا تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد میں سفارش کرتے ہو پھر آپ اپنی جگہ سے اٹھے اور لوگوں سے خطاب فرمایا۔ اے لوگو! تم سے پہلے لوگوں کو بھی اسی چیز نے برباد کیا۔ وہ لوگ جب شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے (سزا نہ دیتے) اور جب کوئی کمزور ضعیف آدمی چوری کرتا تو اس پر حد سرقہ قائم کرتے۔ اللہ کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کا ارتکاب کرتی تو محمدؐ اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

〈۳〉 **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ:**

اَخبَرَنِی عُروَۃُ بنُ الزُّبَیرِ، اَنَّ امرَأَۃً سَرَقَت فِی عَھدِ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ فِی غَزوَۃِ الفَتحِ، فَفَزِعَ قَومُھَا اِلٰی اُسَامَۃَ بنِ زَیدٍ یَستَشفِعُونَہٗ، قَالَ عُروَۃُ فَلَمَّا کَلَّمَہٗ اُسَامَۃُ فِیھَا تَلَوَّنَ وَجہُ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: اَتُکَلِّمُنِی فِی حَدٍّ مِّن حُدُودِ اللّٰہِ، قَالَ اُسَامَۃُ: اِستَغفِرلِی یَا رَسُولَ اللّٰہِ، فَلَمَّا کَانَ العَشِیُّ قَامَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ خَطِیبًا، فَاَثنٰی عَلَی اللّٰہِ بِمَا ھُوَ اَھلُہٗ ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعدُ! فَاِنَّمَا اَھلَکَ النَّاسَ قَبلَکُم اَنَّھُم کَانُوا اِذَا سَرَقَ فِیھِمُ الشَّرِیفُ تَرَکُوہُ وَ اِذَا سَرَقَ فِیھِمُ الضَّعِیفُ اَقَامُوا عَلَیہِ الحَدَّ، وَالَّذِی نَفسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَو اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَت لَقَطَعتُ یَدَھَا، ثُمَّ اَمَرَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ بِتِلکَ المَرأَۃِ فَقُطِعَت یَدُھَا فَحَسُنَت تَوبَتُھَا بَعدَ ذَالِکَ وَ تَزَوَّجَت، قَالَت عَائِشَۃُ: فَکَانَت تَاتِی بَعدَ ذَالِکَ فَاَرفَعُ حَاجَتَھَا اِلٰی رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ۔ (۱۱)

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ غزوۂ مکہ کے موقع پر عہد رسالت مآب میں ایک عورت نے چوری کی۔اس کی قوم کے لوگ حضرت اسامہ کی خدمت میں گھبرائے ہوئے آئے کہ ان سے سفارش کی درخواست کریں۔حضرت عروہ کا بیان ہے کہ اسامہ نے اس عورت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بات کی (سفارش کی) تو رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا فرمایا کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں مجھ سے سفارش کرتا ہے؟ اسامہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے لیے اللہ سے معافی کی درخواست فرمائیں۔پچھلے پہر رسول اللہ ﷺ لوگوں سے خطاب فرمانے تشریف فرما ہوئے۔اللہ کی حمد و ثنا فرمائی جس کا وہ مستحق ہے پھر فرمایا تم سے پہلے لوگوں کو بھی اسی نے ہلاک کیا کہ وہ جب شریف آدمی چوری کا مرتکب ہوتا تو اسے نظر انداز کر دیتے اور جب ضعیف و ناتواں آدمی چوری کرتا تو اس پر حد سرقہ قائم کر دیتے۔قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں ضرور اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حکم صادر فرمایا اور اس عورت کا ہاتھ قطع کر دیا گیا۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد اس کی توبہ بہت اچھی رہی۔اس نے شادی کر لی۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر وہ خاتون ان کی خدمت میں حاضر ہوتی تو۔آپ اس کا معاملہ حضورؐ کے سامنے رکھ دیتیں۔

تشریح: دوسرا قاعدہ جس پر اس ریاست کی بنیاد رکھی گئی تھی یہ تھا کہ قرآن و سنت کا دیا ہوا قانون سب کے لیے یکساں ہے اور اس کو مملکت کے ادنیٰ ترین آدمی سے لے کر مملکت کے سربراہ تک سب پر یکساں نافذ ہونا چاہیے۔کسی کے لیے بھی اس میں امتیازی سلوک کی کوئی گنجایش نہیں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو یہ اعلان کرنے کی ہدایت فرماتا ہے کہ **امرت لاعدل بینکم**۔(۱) اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کروں۔

یعنی میں بے لاگ انصاف پسندی کرنے پر مامور ہوں۔میرا یہ کام نہیں ہے کہ کسی کے حق میں اور کسی کے خلاف

---

(۱) الشوریٰ:۱۵

تعصب برتوں۔ میرا سب انسانوں سے یکساں تعلق ہے، اور وہ ہے عدل وانصاف کا تعلق۔ حق جس کے ساتھ ہو، میں اس کا ہے وہ سب کے لیے گناہ ہے جو حرام ہے وہ سب کے لیے حرام ہے۔ جو حلال ہے وہ سب کے لیے حلال ہے اور جو فرض ہے وہ سب کے لیے فرض ہے۔ میری اپنی ذات بھی قانون خداوندی کی اس ہمہ گیری سے مستثنیٰ نہیں۔ نبی ﷺ خود اس قاعدے کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

مساوات بین المسلمین

۲۵۶– حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں۔

رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یُقِیْدُ مِنْ نَّفْسِہٖ۔(۱)

''میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو اپنی ذات سے بدلہ دیتے دیکھا ہے۔''

تخریج:〈۱〉 **قَالَ: وَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ اَبِیْ سُلَیْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: کَتَبَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ...اِلٰی عُمَّالِہٖ اَنْ یُّوَافُوْہُ بِالْمَوْسِمِ، فَوَافَوْہُ، فَقَامَ فَقَالَ: اَیُّھَا النَّاسُ، اِنِّیْ بَعَثْتُ عُمَّالِیْ ھٰٓؤُلَآءِ عَلَیْکُمْ وَلَمْ اَسْتَعْمِلْھُمْ لِیُصِیْبُوْا مِنْ اَبْشَارِکُمْ، وَلَا مِنْ دِمَائِکُمْ، وَلَا مِنْ اَمْوَالِکُمْ، فَمَنْ کَانَتْ لَہٗ مَظْلَمَۃٌ عِنْدَ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ فَلْیَقُمْ۔ قَالَ: فَمَا قَامَ عَنِ النَّاسِ یَوْمَئِذٍ غَیْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ، عَامِلِیْ ضَرَبَنِیْ مِائَۃَ سَوْطٍ۔ قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: اَتَضْرِبُہٗ مِائَۃَ سَوْطٍ؟ قُمْ، فَاسْتَقِدْ مِنْہُ۔ فَقَامَ اِلَیْہِ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَقَالَ لَہٗ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ، اِنَّکَ اِنْ تَفْتَحْ ھٰذَا عَلٰی عُمَّالِکَ، کَبُرَ عَلَیْھِمْ، وَ کَانَتْ سُنَّۃً یَّاْخُذُ بِھَا مَنْ بَعْدَکَ! وَ قَالَ عُمَرُ: اَلَا اُقِیْدُ مِنْہُ وَ قَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یُقِیْدُ مِنْ نَّفْسِہٖ؟** (۱۲)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے اپنے گورنروں کو لکھا کہ وہ موسم حج میں آکر ان سے ملیں چناں چہ وہ آئے اور ملے۔ حضرت عمرؓ نے کھڑے ہوکر فرمایا۔ لوگو! میں نے اپنے ان گورنروں کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اس لیے نہیں بھیجا کہ وہ تمہاری چمڑی ادھیڑیں، تمہارا خون گرائیں، تمہارے اموال پر قبضہ کرلیں۔ پس جس کسی کو ظلم وزیادتی کی شکایت ہو وہ کھڑا ہو۔ راوی کا بیان ہے اس وقت لوگوں میں سے صرف ایک آدمی کے سوا کوئی بھی کھڑا نہ ہوا اس نے شکایت کی کہ امیر المومنین میرے عامل نے مجھے سو کوڑے مارے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تو اسے سو کوڑے مارنا چاہتا ہے۔ اٹھو اور قصاص لے لو تو حضرت عمرو بن عاص فوراً حضرت عمرؓ کی جانب کھڑے ہوگئے اور عرض کیا اے امیر المومنین آپ نے اگر یہ در کھول دیا تو یہ عمال پر گراں گزرے گا۔ (ان کے لیے دشواری کا باعث ہوگا) اور یہ ایسا طریقہ واصول بن جائے گا بعد میں آنے والے بھی اسے اخذ کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا میں اس سے قصاص نہ لوں جبکہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو اپنی ذات سے بدلہ دیتے دیکھا ہے۔

---

(۱) کتاب الخراج، امام ابو یوسف، ص ۱۱۶۔ مسند ابو داؤد، الطیالسی، حدیث نمبر ۵۵۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا اَبُو دَاوٗدَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ سُلَیْمَانَ، حَدَّثَنَا سَعِیْدُ الْجُدَیْرِیُّ، عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ، عَنْ اَبِیْ فِرَاسٍ، قَالَ: خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَالَ: اَلَا فَمَنْ ظَلَمَہٗ اَمِیْرُہٗ فَلْیَرْفَعْ ذٰلِکَ اِلَیَّ اَقِیْدُ مِنْہُ۔ فَقَامَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، فَقَالَ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَئِنْ اٰذٰی رَجُلٌ رَجُلًا مِّنْ اَہْلِ رَعِیَّتِہٖ لَتَقُصَّہٗ مِنْہُ قَالَ: کَیْفَ لَا اُقِصُّہٗ مِنْہُ، وَ قَدْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یُقِصُّ مِنْ نَّفْسِہٖ۔ (۱۳)

ترجمہ: ابوفراس سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے خطاب فرمایا اور کہا کہ جس کسی کے امیر نے اس پر ظلم کیا ہو وہ مقدمہ میرے پاس لائے میں اس سے قصاص لوں گا۔ عمرو بن عاص یہ سن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے امیر المومنین اس کی رعایا میں سے ایک آدمی نے دوسرے کو اذیت پہنچائی ہے تو آپ اس سے قصاص لیں گے۔ حضرت عمر نے فرمایا میں اس سے قصاص کیسے نہ لوں جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی ذات سے قصاص دیتے دیکھا ہے۔

۲۵۷- اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَمْوَالِکُمْ وَ لٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ۔(۱)

”اللہ تمہاری صورتیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال دیکھتا ہے۔“

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ، نَا کَثِیْرُ بْنُ ہِشَامٍ، نَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ یَزِیْدَ بْنِ الْاَصَمِّ، عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَمْوَالِکُمْ وَ لٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ۔ (۱۴)

۲۵۸- اَلْمُسْلِمُوْنَ اِخْوَةٌ، لَا فَضْلَ لِاَحَدٍ اِلَّا بِالتَّقْوٰی۔(۲)

”مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ کسی کو کسی پر فضیلت نہیں مگر تقویٰ کی بنا پر۔“

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُبَیْدَةَ عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ اِبْرَاہِیْمَ الْعَسْکَرِیُّ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبْلَةَ، ثَنَا عُبَیْدُ بْنُ حُنَیْنِ الطَّائِیُّ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ خِرَاشِ الْعَصَرِیَّ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْہِ، اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: اَلْمُسْلِمُوْنَ اِخْوَةٌ لَا فَضْلَ لِاَحَدٍ عَلٰی اَحَدٍ اِلَّا بِالتَّقْوٰی۔ (۱۵)

تشریح: اسی قاعدے کی فرع یہ تیسرا قاعدہ ہے جو اس ریاست کے مسلمات میں سے تھا کہ تمام مسلمانوں کے حقوق بلحاظ رنگ ونسل وزبان ووطن بالکل برابر ہیں، کسی فرد، گروہ، طبقے یا نسل وقوم کو اس ریاست کے حدود میں نہ امتیازی حقوق حاصل ہوسکتے ہیں اور نہ کسی کی حیثیت کسی دوسرے کے مقابلے میں فروتر قرار پاسکتی ہے۔ نبی ﷺ کے حسب ذیل ارشادات اس قاعدے کی صراحت کرتے ہیں۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر، بحوالہ مسلم وابن ماجہ: ۴/۲۱۷۔

(۲) ابوداؤد کتاب الامارة باب ۳۷۔

اَلْمُسْلِمُوْنَ اِخْوَةٌ۔ لَا فَضْلَ لِاَحَدٍ عَلٰی اَحَدٍ اِلَّا بِالتَّقْوٰی۔[۱] ''مسلمان بھائی بھائی ہیں۔کسی کو کسی پر فضیلت نہیں مگر تقویٰ کی بنا پر۔''

۲۵۹- یٰاَیُّهَا النَاسُ، اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ۔ لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ، وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ، وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ، وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی۔[۲]

''لوگو! سن لو، تمہارا رب ایک ہے۔عربی کو عجمی پر، یا عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں، نہ کالے کو گورے پر یا گورے کو کالے پر کوئی فضیلت ہے مگر تقویٰ کے لحاظ سے۔''

تخریج: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ وَسْطِ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ خُطْبَةَ الْوَدَاعِ فَقَالَ: یٰاَیُّهَا النَّاسُ! اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ، وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ، وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ، وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاکُمْ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ۔ (١٦)

۲۶۰- مَنْ شَهِدَ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَ اَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَهُوَ الْمُسْلِمُ لَهٗ مَا لِلْمُسْلِمِ وَ عَلَیْهِ مَا عَلَی الْمُسْلِمِ۔[۳]

''جس نے شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں، ہمارے قبلے کی طرف رخ کیا اور ہماری طرف نماز پڑھی اور ہمارا ذبیحہ کھایا وہ مسلمان ہے۔اس کے حقوق وہی ہیں جو مسلمان کے حقوق ہیں اور اس پر فرائض وہی ہیں جو مسلمان کے فرائض ہیں۔''

تخریج: ⟨۱⟩ وَ قَالَ عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: نَا حُمَیْدٌ، قَالَ: سَأَلَ مَیْمُوْنُ بْنُ سِیَاهِ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، فَقَالَ یَا اَبَا حَمْزَةَ وَمَا یُحَرِّمُ دَمَ الْعَبْدِ وَ مَالَهٗ؟ فَقَالَ: مَنْ شَهِدَ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَ صَلّٰی صَلَاتَنَا، وَ اَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَهُوَ الْمُسْلِمُ لَهٗ مَا لِلْمُسْلِمِ وَ عَلَیْهِ مَا عَلَی الْمُسْلِمِ۔ (١٧)

۲۶۱- اَلْمُؤْمِنُوْنَ تَتَکَافَأُ دِمَاءُ هُمْ، وَ هُمْ یَدٌ عَلٰی مَنْ سِوَاهُمْ، وَ یَسْعٰی بِذِمَّتِهِمْ اَدْنَاهُمْ۔[۴]

''مومنوں کے خون ایک دوسرے کے برابر ہیں، وہ دوسروں کے مقابلے میں ایک ہیں اور ان میں سے ایک ادنیٰ آدمی بھی ان کی طرف سے ذمہ لے سکتا ہے۔''

---

(۱) ابن کثیر بحوالہ طبرانی، ج ۴، ص ۲۱۷۔

(۲) تفسیر روح المعانی، ج ۲۶۔ص ۱۴۸۔ بحوالہ بیہقی و ابن مردویہ، ادارہ الطباعة المنیریہ، مصر۔

(۳) بخاری، کتاب الصلوٰة، باب ۲۸۔

(۴) ابوداؤد، کتاب الدیات، باب ۱۱، نسائی، کتاب القسامة۔ باب ۱۴۱۔

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَ مُسَدَّدٌ، قَالَا: ثَنَا یَحْیَ بْنُ سَعِیْدٍ، اَخْبَرَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَۃَ، عَنْ قَتَادَۃَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَّادٍ، قَالَ: انْطَلَقْتُ اَنَا وَالْاَشْتَرُ اِلٰی عَلِیٍّ، فَقُلْنَا: ھَلْ عَھِدَ اِلَیْکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ شَیْئًا لَمْ یَعْھَدْہُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً؟ قَالَ: لَا، اِلَّا مَا فِیْ کِتَابِیْ ھٰذَا، قَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ: فَاَخْرَجَ کِتَابًا، وَ قَالَ اَحْمَدُ: کِتَابًا مِنْ قِرَابِ سَیْفِہٖ، فَاِذَا فِیْہِ: اَلْمُؤْمِنُوْنَ تَکَافَأُ دِمَاؤُھُمْ، وَ ھُمْ یَدٌ عَلٰی مَنْ سِوَاھُمْ، وَ یَسْعٰی بِذِمَّتِھِمْ، اَدْنَاھُمْ، اَلَا! لَا یُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِکَافِرٍ، وَلَا ذُوْ عَھْدٍ فِیْ عَھْدِہٖ، مَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا فَعَلٰی نَفْسِہٖ، وَ مَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا اَوْ آوٰی مُحْدِثًا فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلَائِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (۱۸)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ، ثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ، عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ (ھُوَ مُحَمَّدٌ) بِبَعْضِ ھٰذَا، ح وَ ثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ (ابْنِ مَیْسَرَۃَ) حَدَّثَنِیْ ھُشَیْمٌ، عَنْ یَحْیَ بْنِ سَعِیْدٍ، جَمِیْعًا عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ جَدِّہٖ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَکَافَأُ دِمَاؤُھُمْ: یَسْعٰی بِذِمَّتِھِمْ اَدْنَاھُمْ، وَ یُجِیْرُ عَلَیْھِمْ اَقْصَاھُمْ، وَ ھُمْ یَدٌ عَلٰی مَنْ سِوَاھُمْ، یَرُدُّ مُشِدُّھُمْ عَلٰی مُضْعِفِھِمْ، وَ مُتَسَرِّعُھُمْ عَلٰی قَاعِدِھِمْ لَا یُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِکَافِرٍ، وَلَا ذُوْ عَھْدٍ فِیْ عَھْدِہٖ۔ (۱۹)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے باپ کے حوالہ سے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ سب مسلمانوں کے خون ایک دوسرے کے برابر ہیں ان کا ادنیٰ آدمی بھی ان کی طرف سے ذمہ داری لے سکتا ہے اور ان کا دور کا آدمی بھی امان دے سکتا ہے اور وہ دوسروں کے مقابلہ میں ایک ہیں۔ ان کے طاقتور کو کمزور کے مقابلہ میں رد کیا جاسکتا ہے اور بھاگنے والے کو بیٹھے والے کے مقابلہ میں رد کیا جاسکتا ہے اور مومن کو کافر کے بدلہ میں قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی ذمی کو اس کے عہد ذمہ کی حالت میں قتل کیا جائے گا۔

۲۶۲-لَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِ جِزْیَۃٌ۔(۱)

”مسلمان پر جزیہ عاید نہیں کیا جاسکتا۔“

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْجَرَاحِ، عَنْ جَرِیْرٍ، عَنْ قَابُوْسٍ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِ جِزْیَۃٌ۔ (۲۰)

حکومت کی ذمہ داری

۲۶۳- اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ فَالْاِمَامُ الْاَعْظَمُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَ ھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ(۲)

---

(۱) ابوداؤد، کتاب الامارۃ، باب ۳۷۔

(۲) بخاری، کتاب الاحکام باب ۱۔ مسلم، کتاب الامارۃ۔ باب ۵ بخاری مسلم دونوں میں الامام اعظم کے الفاظ نہیں۔ (مرتب)

’’خبردار رہو! تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے اور مسلمانوں کا سب سے بڑا سردار جو سب پر حکمران ہو، وہ بھی راعی ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ۔‘‘

تخریج:⟨۱⟩ حَدَّثَنَا اِسمَاعِیلُ، حَدَّثَنِی مَالِکٌ، عَنْ عَبدِ اللّٰہِ بنِ دِینَارٍ، عَنْ عَبدِ اللّٰہِ بنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ، وَ کُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَ ھُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَ ھُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ، وَالْمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِ زَوْجِھَا وَ وَلَدِہٖ وَ ھِیَ مَسْئُولَۃٌ عَنْھُمْ، وَ عَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی سَیِّدِہٖ وَ ھُوَ مَسْئُولٌ عَنْہُ، اَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ۔ (۲۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار رہو۔ تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔ لوگوں کا امام بھی راعی ہے وہ اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے اور ایک آدمی اپنے اہل وعیال پر راعی، وہ اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی راعی ہے اور وہ ان سب کے بارے میں جواب دہ ہے۔ آدمی کا غلام اپنے سردار کا راعی ہے اس سے اس کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ سنو! تم سب راعی ہو اور تم سب سے جواب دہی ہوگی اس کی رعیت کے بارے میں۔

۲۶۴- مَا مِنْ وَالٍ یَلِیْ رَعِیَّۃً مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَیَمُوْتُ وَ ھُوَ غَاشٌ لَّھُمْ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ۔

تخریج:⟨۱⟩ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: اَخْبَرَنَا حُسَیْنُ الْجَعْفِیُّ، قَالَ زَائِدَۃُ: ذَکَرَہٗ عَنْ ھِشَامٍ، عَنِ الْحَسَنِ، اَتَیْنَا مَعْقِلَ بْنَ یَسَارٍ نَعُوْدُہٗ، فَدَخَلَ عُبَیْدُ اللّٰہِ، فَقَالَ لَہٗ مَعْقِلٌ اُحَدِّثُکَ حَدِیْثًا سَمِعْتُہٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: مَا مِنْ وَالٍ یَلِیْ رَعِیَّۃً مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَیَمُوْتُ وَ ھُوَ غَاشٌ لَّھُمْ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ۔ (۲۲)

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِیُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰی وَ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ، قَالَ اِسْحَاقُ: اَنَا وَ قَالَ الْاٰخَرَانِ: نَا مُعَاذُ بْنُ ھِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَۃَ، عَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ، اَنَّ عُبَیْدَ اللّٰہِ بْنَ زِیَادٍ، عَادَ مَعْقِلَ بْنَ یَسَارٍ فِیْ مَرَضِہٖ، فَقَالَ لَہٗ مَعْقِلٌ: اِنِّیْ مُحَدِّثُکَ بِحَدِیْثٍ، لَوْلَا اَنِّیْ فِی الْمَوْتِ لَمْ اُحَدِّثْکَ بِہٖ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: مَا مِنْ اَمِیْرٍ یَلِیْ اَمْرَ الْمُسْلِمِیْنَ ثُمَّ لَا یَجْھَدُ لَھُمْ وَ یَنْصَحُ اِلَّا لَمْ یَدْخُلْ مَعَھُمُ الْجَنَّۃَ۔ (۲۳)

معقل بن یسار سے مروی ایک دوسری روایت میں مندرجہ ذیل الفاظ بھی منقول ہیں:

⟨۳⟩ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ بْنُ فَرُّوْخٍ قَالَ نَا اَبُو الْاَشْھَبِ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ عَادَ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ زِیَادٍ مَعْقِلُ بْنُ یَسَارِ الْمُزَنِیِّ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ فَقَالَ مَعْقِلٌ اِلٰی مُحَدِّثُکَ حَدِیْثًا سَمِعْتُہٗ

مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّ لِیْ حَیَاةً مَا حَدَّثْتُکَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: مَا مِنْ عَبْدٍ یَسْتَرْعِیْهِ اللّٰهُ رَعِیَّةً یَمُوْتُ یَوْمَ یَمُوْتُ وَ هُوَ غَاشٌّ لِرَعِیَّتِهٖ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ۔ (٢٤)

ترجمہ: حضرت معقل بن یسار سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں جسے اللہ تعالیٰ کوئی رعیت دے پھر وہ جس دن مرے اپنی رعیت کے حقوق میں خیانت کرتا ہوا مرے، مگر اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کردے گا۔

تشریح: چوتھا اہم قاعدہ جس پر یہ ریاست قائم ہوئی تھی، یہ تھا کہ حکومت اور اس کے اختیارات اور اموال، خدا اور مسلمانوں کی امانت ہیں، جنہیں خداترس، ایمان دار اور عادل لوگوں کے سپرد کیا جانا چاہیے اور اس امانت میں کسی شخص کو من مانے طریقے پر، یا نفسانی اغراض کے لیے تصرف کرنے کا حق نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

مَا مِنْ وَالٍ یَلِیْ رَعِیَّةً مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَیَمُوْتُ وَ هُوَ غَاشٌّ لَّهُمْ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ۔(۱)

''کوئی حکمران، جو مسلمانوں میں سے کسی رعیت کے معاملات کا سربراہ ہو، اگر اس حالت میں مرے کہ وہ ان کے ساتھ دھوکا اور خیانت کرنے والا تھا، تو اللہ اس پر جنت حرام کردے گا۔'' مَا مِنْ اَمِیْرٍ یَلِیْ اَمْرَ الْمُسْلِمِیْنَ ثُمَّ لَا یَجْهَدُ لَهُمْ وَلَا یَنْصَحُ اِلَّا لَمْ یَدْخُلْ مَعَهُمْ فِی الْجَنَّةِ(۲) ''کوئی حاکم جو مسلمانوں کی حکومت کا کوئی منصب سنبھالے، پھر اس کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لیے جان نہ لڑائے اور خلوص کے ساتھ کام نہ کرے وہ مسلمانوں کے ساتھ جنت میں قطعاً نہ داخل ہوگا۔''

٢٦٥– یَا اَبَا ذَرٍّ، اِنَّکَ ضَعِیْفٌ، وَ اِنَّهَا اَمَانَةٌ، وَ اِنَّهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ خِزْیٌ وَ نَدَامَةٌ اِلَّا مَنْ اَخَذَ بِحَقِّهَا وَ اَدَّی الَّذِیْ عَلَیْهِ فِیْهَا۔(۳)

(نبی ﷺ نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا) ''اے ابوذر تم کمزور آدمی ہو، اور حکومت کا منصب ایک امانت ہے، اور قیامت کے روز وہ رسوائی اور ندامت کا موجب ہوگا، سوائے اس شخص کے جو اس کے حق کا پورا پورا لحاظ کرے، اور جو ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے اسے ٹھیک ٹھیک ادا کرے۔''

تخریج: ⟨۱⟩ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ شُعَیْبِ بْنِ اللَّیْثِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ اَبِیْ شُعَیْبُ بْنُ اللَّیْثِ قَالَ حَدَّثَنِی اللَّیْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِیْ یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ حَبِیْبٍ، عَنْ بَکْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ یَزِیْدَ الْحَضْرَمِیِّ عَنِ ابْنِ حُجَیْرَةَ الْاَکْبَرِ، عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ، قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَسْتَعْمِلُنِیْ قَالَ: فَضَرَبَ بِیَدِهٖ عَلٰی مَنْکِبِیْ ثُمَّ قَالَ: یَا اَبَا ذَرٍّ! اِنَّکَ

---

(۱) بخاری، کتاب الاحکام، باب ۸، مسلم، کتاب الایمان، باب ۶۱۔ کتاب الامارہ باب ۵۔

(۲) مسلم۔ کتاب الامارۃ، باب ۵۔

(۳) مسلم، کتاب الامارہ، باب ۵۔

ضَعِیفٌ، وَ اِنَّھَا اَمَانَۃٌ وَ اِنَّھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ خِزْیٌ وَ نَدَامَۃٌ اِلَّا مَنْ اَخَذَھَا بِحَقِّھَا وَ اَدَّی الَّذِی عَلَیْہِ فِیھَا۔ (۲۵)

۲۶۶–اِنَّ مِنْ اَخْوَنِ الْخِیَانَۃِ تِجَارَۃُ الْوَالِی فِی رَعِیَّتِہٖ۔(۱)

”کسی حاکم کا اپنی رعیت میں تجارت کرنا بدترین خیانت ہے۔“

تخریج: اِنَّ مِنْ اَخْوَنِ الْخِیَانَۃِ تِجَارَۃُ الْوَالِی فِی رَعِیَّتِہٖ۔ (۲۶)

۲۶۷–مَنْ وَلِیَ لَنَا عَمَلاً وَلَمْ تَکُنْ لَّہٗ زَوْجَۃٌ فَلْیَتَّخِذْ زَوْجَۃً، وَ مَنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ خَادِمٌ فَلْیَتَّخِذْ خَادِمًا، اَوْ لَیْسَ لَہٗ مَسْکَنٌ فَلْیَتَّخِذْ مَسْکَنًا اَوْ لَیْسَ لَہٗ دَآبَّۃٌ فَلْیَتَّخِذْ دَآبَّۃً۔ فَمَنْ اَصَابَ سِوٰی ذٰلِکَ فَھُوَ غَالٌّ اَوْ سَارِقٌ۔(۲)

”جو شخص ہماری حکومت کے کسی منصوب پر فائز ہو وہ اگر بیوی نہ رکھتا ہو، تو شادی کر لے۔ اگر خادم نہ رکھتا ہو تو ایک خادم حاصل کر لے۔ اگر گھر نہ رکھتا ہو تو ایک گھر لے لے۔ اگر سواری نہ رکھتا ہو تو ایک سواری لے لے۔ اس سے آگے جو شخص قدم بڑھاتا ہے وہ خائن یا چور۔“

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ، حَدَّثَنِی اَبِی، ثَنَا مُوسَی بْنُ دَاوٗدَ، ثَنَا ابْنُ لَھِیعَۃَ، عَنِ ابْنِ ھُبَیْرَۃَ، وَالْحَرْثِ بْنِ یَزِیْدَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَیْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ وَلِیَ لَنَا عَمَلاً وَ لَیْسَ لَہٗ مَنْزِلٌ فَلْیَتَّخِذْ مَنْزِلاً، اَوْ لَیْسَتْ لَہٗ زَوْجَۃٌ فَلْیَتَزَوَّجْ، اَوْ لَیْسَ لَہٗ خَادِمٌ فَلْیَتَّخِذْ خَادِمًا اَوْ لَیْسَتْ لَہٗ دَابَّۃٌ فَلْیَتَّخِذْ دَابَّۃً، وَ مَنْ اَصَابَ شَیْئًا سِوٰی ذٰلِکَ فَھُوَ غَالٌّ۔

ان ہی سے مروی دوسری روایت مستورد بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ وَلِیَ لَنَا عَمَلاً فَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ زَوْجَۃٌ فَلْیَتَزَوَّجْ اَوْ خَادِمًا فَلْیَتَّخِذْ خَادِمًا اَوْ مَسْکَنًا فَلْیَتَّخِذْ مَسْکَنًا اَوْ دَابَّۃٌ فَلْیَتَّخِذْ دَآبَّۃً، فَمَنْ اَصَابَ شَیْئًا سِوٰی ذٰلِکَ فَھُوَ غَالٌّ اَوْ سَارِقٌ۔ (۲۷)

〈۲〉 عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ کَانَ لَنَا عَامِلاً فَلْیَکْتَسِبْ زَوْجَۃً: فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ خَادِمٌ فَلْیَکْتَسِبْ خَادِمًا، فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ مَسْکَنٌ، فَلْیَکْتَسِبْ مَسْکَنًا، قَالَ: قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ: اُخْبِرْتُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: مَنِ اتَّخَذَ غَیْرَ ذٰلِکَ فَھُوَ غَالٌّ اَوْ سَارِقٌ۔ (۲۸)

---

(۱) کنز العمال۔ ج ۶، حدیث نمبر ۷۸۔

(۲) کنز العمال ج ۶۔ ج، ۳۴۶۔

﴿۳﴾ مَنْ وَلِیَ لَنَا عَمَلاً، وَلَمْ تَکُنْ لَّهٗ زَوْجَةٌ فَلْیَتَّخِذْ زَوْجَةً، وَ مَنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهٗ خَادِمٌ فَلْیَتَّخِذْ خَادِمًا اَوْ لَیْسَ لَهٗ مَسْکَنٌ فَلْیَتَّخِذْ مَسْکَنًا اَوْ لَیْسَ لَهٗ دَآبَّةٌ فَلْیَتَّخِذْ دَآبَّةً فَمَنْ اَصَابَ سِوٰی ذٰلِکَ فَهُوَ غَالٌّ اَوْ سَارِقٌ۔ (۲۹)

۲۶۸–" مَنْ یَّکُنْ اَمِیْرًا فَاِنَّهٗ مِنْ اَطْوَلِ النَّاسِ حِسَابًا وَ اَغْلَظِهٖ عَذَابًا، وَ مَنْ لَّا یَکُوْنُ اَمِیْرًا فَاِنَّهٗ مِنْ اَیْسَرِ النَّاسِ حِسَابًا وَ اَهْوَنِهٖ عَذَابًا لِاَنَّ الْاُمَرَاءَ اَقْرَبُ النَّاسِ مِنْ ظُلْمِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ مَنْ یَّظْلِمُ الْمُؤْمِنِیْنَ فَاِنَّمَا یَخْفِرُ اللّٰهَ۔"(۱)

"جو شخص حکمران ہو اس کو سب سے زیادہ بھاری حساب دینا ہوگا۔ اور وہ سب سے زیادہ سخت عذاب کے خطرے میں مبتلا ہوگا اور جو حکمران نہ ہو اس کو ہلکا حساب دینا ہوگا اور اس کے لیے ہلکے عذاب کا خطرہ ہے کیوں کہ حکام کے لیے سب سے بڑھ کر اس بات کے مواقع ہیں کہ ان کے ہاتھوں مسلمانوں پر ظلم ہو اور جو مسلمانوں پر ظلم کرے وہ خدا سے غداری کرتا ہے۔"

تخریج: عَنْ رَافِعِ الطَّائِیِّ، قَالَ: صَحِبْتُ اَبَا بَکْرٍ فِیْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا، قُلْتُ: یَا اَبَا بَکْرٍ! اَوْصِنِیْ قَالَ: اَقِمِ الصَّلٰوةَ الْمَکْتُوْبَةَ لِوَقْتِهَا، وَ اَدِّ زَکٰوةَ مَالِکَ طَیِّبَةً بِهَا نَفْسُکَ، وَ صُمْ رَمَضَانَ، وَاحْجُجِ الْبَیْتَ، وَاعْلَمْ اَنَّ الْهِجْرَةَ فِی الْاِسْلَامِ حَسَنٌ، وَ اَنَّ الْجِهَادَ فِی الْهِجْرَةِ حَسَنٌ، وَلَا تَکُنْ اَمِیْرًا، ثُمَّ قَالَ: هٰذِهِ الْاِمَارَةُ الَّتِیْ تَرَی الْیَوْمَ سِیْرَةٌ قَدْ اَوْ شَکَتْ اَنْ تَفْشُوَ وَ تَکْثُرَ حَتّٰی یَنَالَهَا مَنْ لَیْسَ لَهَا بِاَهْلٍ، وَ اِنَّهٗ مَنْ یَّکُنْ اَمِیْرًا فَاِنَّهٗ مِنْ اَطْوَلِ النَّاسِ حِسَابًا وَ اَغْلَظِهٖ عَذَابًا، وَ مَنْ لَّا یَکُوْنَ اَمِیْرًا فَاِنَّهٗ مِنْ اَیْسَرِ النَّاسِ حِسَابًا وَ اَهْوَنِهٖ عَذَابًا لِاَنَّ الْاُمَرَاءَ اَقْرَبُ النَّاسِ مِنْ ظُلْمِ الْمُؤْمِنِیْنَ، وَ مَنْ یَّظْلِمُ الْمُؤْمِنِیْنَ فَاِنَّمَا یَخْفِرُ اللّٰهَ۔ هُمْ جِیْرَانُ اللّٰهِ وَ هُمْ عِبَادُ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ اِنَّ اَحَدَکُمْ لَتُصَابُ شَاةُ جَارِهٖ اَوْ بَعِیْرُ جَارِهٖ فَیَبِیْتُ وَارِمَ الْعَضَلِ یَقُوْلُ: شَاةُ جَارِیْ اَوْ بَعِیْرُ جَارِیْ فَاِنَّ اللّٰهَ اَحَقُّ اَنْ یَّغْضَبَ لِجِیْرَانِهٖ۔ (۳۰)

۲۶۹– حضرت عمرؓ کہتے ہیں:

لَوْ هَلَکَ حَمَلٌ مِنْ وَلَدِ الضَّانِ ضِیَاعاً بِشَاطِئِ الْفُرَاتِ خَشِیْتُ اَنْ یَّسْأَلَنِیَ اللّٰهُ۔

"دریائے فرات کے کنارے ایک بکری کا بچہ بھی اگر ضائع ہو جائے تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ اللہ مجھ سے باز پرس کرے گا۔"

(اسلامی ریاست، دورِ نبویؐ اور خلافت..." حکومت کی ذمہ داری")

تخریج: قَالَ: اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ یَحْیَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عُمَرَ، قَالَ: لَوْ مَاتَ جَمَلٌ ضِیَاعًا عَلٰی شَطِّ الْفُرَاتِ لَخَشِیْتُ اَنْ یَّسْأَلَنِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ (۳۱)

---

(۱) کنز العمال ج ۵۔ مع ۵، ۲۵

اطاعت فی المعروف

۲۷۰- اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا اَحَبَّ اَوْ كَرِهَ مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔(۱)

''ایک مسلمان پر اپنے امیر کی سمع وطاعت فرض ہے خواہ اس کا حکم اسے پسند ہو یا نہ پسند تا وقتیکہ اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے اور جب معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر کوئی سمع وطاعت نہیں۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: اسْتَعْمَلَ الْحَكَمَ بْنَ عَمْرٍو الْغِفَارِيَّ عَلٰى خُرَاسَانَ، قَالَ: فَتَمَنَّاهُ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ حَتّٰى قِيْلَ لَهُ يَا اَبَا نجيد! اَلَا نَدْعُوْهُ لَكَ؟ قَالَ: لَا، فَقَامَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَلَقِيَهُ بَيْنَ النَّاسِ قَالَ: تَذْكُرُ يَوْمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِىْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ عِمْرَانُ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ (۳۲)

〈۲〉 مَنْ اَمَرَكُمْ مِنَ الْوُلَاةِ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا تُطِيْعُوْهُ۔ (۳۳)

〈۳〉 حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ، ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ عَلْقَمَةَ بْنَ مُجَزِّزٍ عَلٰى بَعْثٍ، وَ اَنَا فِيْهِمْ، فَلَمَّا انْتَهٰى اِلٰى رَأْسِ غَزَاتِهِ، اَوْ كَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ، اسْتَاْذَنَتْهُ طَائِفَةٌ مِنَ الْجَيْشِ، فَاَذِنَ لَهُمْ وَ اَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسٍ السَّهْمِيَّ۔ فَكُنْتُ فِيْمَنْ غَزَا مَعَهُ، فَلَمَّا كَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ اَوْقَدَ الْقَوْمُ نَارًا لِيَصْطَلُوْا اَوْ لِيَصْطَنِعُوْا عَلَيْهَا صَنِيْعًا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ (وَ كَانَتْ فِيْهِ دُعَابَةٌ) اَلَيْسَ لِىْ عَلَيْكُمُ السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ؟ قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: فَمَا اَنَا بِآمِرِكُمْ بِشَىْءٍ اِلَّا صَنَعْتُمُوْهُ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: فَاِنِّىْ اَعْزِمُ عَلَيْكُمْ اِلَّا تَوَاثَبْتُمْ فِىْ هٰذِهِ النَّارِ، فَقَامَ نَاسٌ فَتَحَجَّزُوْا، فَلَمَّا ظَنَّ اَنَّهُمْ وَاثِبُوْنَ، قَالَ: اَمْسِكُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ، فَاِنَّمَا كُنْتُ اَمْزَحُ مَعَكُمْ۔ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَنْ اَمَرَكُمْ مِنْهُمْ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلَا تُطِيْعُوْهُ۔ (۳۴)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علقمہ بن مجزز کو ایک لشکر کا سردار مقرر فرما کر بھیجا۔ میں

---

(۱) بخاری، کتاب الاحکام، باب ۴۔ مسلم، کتاب الامارۃ، باب ۸۔ ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب ۹۵۔ نسائی کتاب البیعۃ، باب ۳۳۔ ابن ماجہ ابواب الجہاد، باب ۴۰۔

بھی ان میں شامل تھا جب وہ اپنے غزوہ کے آخر مقام پر پہنچے یا راستے ہی میں تھے تو لشکر میں سے کچھ لوگوں نے اجازت طلب کی۔ انہوں نے اجازت دے دی اور ان کا سردار عبداللہ بن حذافہ سہمی کو مقرر کیا۔ میں بھی ان لوگوں میں شریک تھا جنہوں نے عبداللہ کی قیادت میں جہاد کیا۔ ایک موقع پر یہ راستہ ہی میں تھے کہ لوگوں نے تاپنے کے یا کوئی چیز تیار کرنے کی غرض سے آگ جلائی۔ عبداللہ کی طبیعت میں ظرافت اور خوش طبعی تھی اسی موڈ میں اس نے کہا کہ کیا تم پر میری اطاعت اور تعمیل حکم لازمی نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا ضرور لازم و واجب ہے۔ عبداللہ نے کہا میں جس بات کا تمہیں حکم دوں اس پر عمل پیرا ہو گے۔ انہوں نے کہا ہاں ضرور تعمیل امر کریں گے۔ اس پر عبداللہ نے کہا تو میں تم کو قطعی حکم دیتا ہوں کہ اس آگ میں چھلانگ لگا دو تو بعض لوگ کمر بستہ ہو کر آگ میں کود جانے کے لیے بالکل تیار ہو گئے آمادگی کی یہ صورت حال دیکھ کر عبداللہ نے کہا رو کو اپنے آپ کو میں تو تم سے دل لگی اور مذاق کر رہا تھا۔ جب ہم واپس آئے تو اس واقعہ کا ذکر نبی ﷺ سے کیا آپؐ نے فرمایا اللہ کی نافرمانی کا تمہیں کوئی حکم دے تو اس کی اطاعت نہ کرو۔

تشریح: چھٹا قاعدہ جس پر یہ ریاست قائم کی گئی تھی، یہ تھا کہ حکومت کی اطاعت صرف معروف میں واجب ہے۔ معصیت میں کسی کو اطاعت کا حق نہیں پہنچتا۔ دوسرے الفاظ میں اس قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ حکومت اور حکام کا صرف وہی حکم ان کے ماتحتوں اور رعیت کے لیے واجب الاطاعت ہے جو قانون کے مطابق ہو۔ قانون کے خلاف حکم دینے کا نہ انہیں حق پہنچتا ہے اور نہ کسی کو اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔ قرآن مجید میں خود رسول اللہ ﷺ کی بیعت کو بھی اطاعت فی المعروف کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔ حالاں کہ آپ کی طرف سے کسی معصیت کا حکم صادر ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ **ولا یعصینک فی معروف**(۱) ”اور یہ کہ کسی امر معروف میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔

لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ(۲) ”اللہ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں ہے۔ اطاعت صرف معروف میں ہے۔“

یہ مضمون نبی ﷺ کے بکثرت ارشادات میں مختلف طریقوں سے نقل ہوا ہے۔ کہیں آپؐ نے فرمایا **لا طاعة لمن عصى الله** (جو اللہ کی نافرمانی کرے، اس کے لیے کوئی اطاعت نہیں) کہیں فرمایا **لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق**۔ (خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کے لیے کوئی اطاعت نہیں) کہیں فرمایا **لا طاعة لمن لم يطع الله** (جو اللہ کی اطاعت نہ کرے اس کے لیے کوئی اطاعت نہیں) کہیں فرمایا **من امركم من الولاة بمعصية فلا تطيعوه**۔ حکام میں سے جو کوئی تمہیں کسی معصیت کا حکم دے، اس کی اطاعت نہ کرو۔(۳)

اسلامی ریاست اپنے شہریوں کے حقوق کی محافظ

۲۷۱- نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

اَنَا وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهٗ۔

”میں ہر اس شخص کا سرپرست ہوں جس کا کوئی سرپرست نہ ہو۔“

---

(۱) الممتحنہ، ۱۲۔

(۲) کتاب الامارۃ باب ۸۔ ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب ۹۵۔ نسائی، کتاب البیعۃ، باب ۳۳۔

(۳) کنز العمال ج ۶۔ احادیث نمبر ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۹، ۳۰۱۔

تخریج:(۱) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: ثَنَا مُعَاوِیَۃُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْ کَرِبَ الْکِنْدِیّ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ: مَنْ تَرَکَ مَالاً فَلِوَرَثَتِہٖ وَ مَنْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْ ضَیْعَۃً فَاِلَیَّ وَ اَنَا وَلِیُّ مَنْ لَا وَلِیَّ لَہٗ اَفُکُّ عَنْہُ وَ اَرِثُ مَالَہٗ وَالْخَالُ وَلِیُّ مَنْ لَا وَلِیَّ لَہٗ یَفُکُّ عَنْہُ وَ یَرِثُ مَالَہٗ۔** (۳۵)

ترجمہ: حضرت مقدام سے مروی ہے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ فرمایا کہ جس کسی نے اپنے پیچھے ترکہ چھوڑا وہ اس کے وارثوں کا حق ہے اور جو قرض یا ایسے پسماندگان چھوڑ کر مرا جن کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے اس کی ذمہ داری میری ہے اور میں ہر اس کا سرپرست ہوں جس کا کوئی سرپرست نہ ہو۔ اس کی گردن بھی چھڑاؤں گا اور اس کا وارث بھی ہوں گا اور ماموں سرپرست ہے اس کا جس کا کوئی سرپرست نہ ہو وہ اس کو قید سے بھی چھڑائے گا اور اس کی وراثت بھی لے گا۔

تشریح: یہ محض ایک اخلاقی ہدایت نہ تھی بلکہ آگے چل کر جب اسلامی حکومت قائم ہوئی تو یتامیٰ کے حقوق کی حفاظت کے لیے انتظامی اور قانونی، دونوں طرح کی تدابیر اختیار کی گئیں جن کی تفصیل حدیث وفقہ کی کتابوں میں ملتی ہے پھر اسی سے یہ وسیع اصول اخذ کیا گیا کہ اسلامی ریاست اپنے ان تمام شہریوں کے مفاد کی محافظ ہے جو اپنے مفاد کی خود حفاظت کرنے کے قابل نہ ہو۔ حدیث بالا اسی طرف اشارہ کرتی ہے اور یہ اسلامی قانون کے ایک وسیع باب کی بنیاد ہے۔
(تفہیم القرآن، ج ۲، بنی اسرائیل، حاشیہ: ۳۸)

اسلام کی بین الاقوامی پالیسی

۲۷۲- مَنْ کَانَ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ قَوْمٍ عَھْدٌ فَلَا یَشُدُّ عُقْدَۃً حَتّٰی یَنْقَضِیَ اَمَدُھَا اَوْ یَنْبِذَ اِلَیْھِمْ عَلٰی سَوَاءٍ۔

’’جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو اسے چاہیے کہ معاہدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے عہد کا بند نہ کھولے یا نہیں تو ان کا عہد برابری کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی طرف پھینک دے۔‘‘

تخریج:(۱) **حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمِرِیُّ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَۃُ، عَنْ اَبِی الْفَیْضِ، عَنْ سُلَیْمِ بْنِ عَامِرٍ رَجُلٌ مِنْ حِمْیَرَ، قَالَ: کَانَ بَیْنَ مُعَاوِیَۃَ وَ بَیْنَ الرُّوْمِ عَھْدٌ، وَ کَانَ یَسِیْرُ نَحْوَ بِلَادِھِمْ، حَتّٰی اِذَا انْقَضَی الْعَھْدُ غَزَاھُمْ، فَجَاءَ رَجُلٌ عَلٰی فَرَسٍ اَوْ بِرْذَوْنٍ، وَ ھُوَ یَقُوْلُ: اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ، فَنَظَرُوْا فَاِذَا عَمْرُو بْنُ عَبَسَۃَ، فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ مُعَاوِیَۃُ، فَسَاَلَہٗ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ کَانَ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ قَوْمٍ عَھْدٌ فَلَا یَشُدُّ عُقْدَۃً وَلَا یَحُلُّھَا حَتّٰی یَنْقَضِیَ اَمَدُھَا اَوْ یَنْبِذَ اِلَیْھِمْ عَلٰی سَوَاءٍ، فَرَجَعَ مُعَاوِیَۃُ۔** (۳۶)

تشریح: ہمارے لیے کسی طرح بھی یہ جائز نہیں ہے کہ اگر کسی شخص یا گروہ سے ہمارا معاہدہ ہو اور ہمیں اس کے طرز عمل سے یہ شکایت لاحق ہو جائے کہ وہ عہد کی پابندی میں کوتاہی برت رہا ہے یا یہ اندیشہ پیدا ہو جائے کہ وہ موقع پاتے ہی ہمارے

ساتھ غداری کر بیٹھے گا تو ہم اپنی جگہ خود فیصلہ کرلیں کہ ہمارے اور اس کے درمیان معاہدہ نہیں رہا اور یکا یک اس کے ساتھ وہ طرزِ عمل اختیار کرنا شروع کر دیں جو معاہدہ نہ ہونے کی صورت ہی میں کیا جا سکتا ہو۔ اس کے برعکس ہمیں اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ جب ایسی صورت پیش آئے تو ہم کوئی مخالفانہ کارروائی کرنے سے پہلے فریق ثانی کو صاف صاف بتا دیں کہ ہمارے اور تمہارے درمیان اب معاہدہ باقی نہیں رہا، تاکہ فسخ معاہدہ کا جیسا علم ہم کو ہے ویسا ہی اس کو بھی ہو جائے۔ اور وہ اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ معاہدہ اب بھی باقی ہے۔ حضورؐ نے اسلام کی بین الاقوامی پالیسی کا یہ مستقل اصول قرار دے دیا۔ پھر اسی قاعدے کو آپ نے اور زیادہ پھیلا کر تمام معاملات میں عام اصول یہ قائم کیا تھا کہ ’’لا تخن من خانک‘‘ (جو تیری خیانت کرے تو اس کی خیانت نہ کر) اور یہ اصول صرف وعظوں میں بیان کرنے اور کتابوں کی زینت بننے کے لیے نہ تھا بلکہ عملی زندگی میں بھی اس کی پابندی کی جاتی تھی۔ چناں چہ ایک مرتبہ جب امیر معاویہؓ نے اپنے عہد بادشاہی میں سرحد روم پر فوجوں کا اجتماع اس غرض سے کرنا شروع کیا کہ معاہدہ کی مدت ختم ہوتے ہی یکا یک رومی علاقے پر حملہ کر دیا جائے تو ان کی اس کارروائی پر عمرو بن عبسہ صحابی نے سخت احتجاج کیا اور نبی ﷺ کی یہی حدیث سنا کر کہا کہ معاہدہ کی مدت کے اندر یہ معاندانہ طرزِ عمل اختیار کرنا غداری ہے۔ آخر کار امیر معاویہؓ کو اس اصول کے آگے سر جھکا دینا پڑا اور سرحد پر اجتماع فوج روک دیا گیا۔

یک طرف فسخ معاہدہ اور اعلان جنگ کے بغیر حملہ کر دینے کا طریقہ قدیم جاہلیت میں بھی تھا اور زمانۂ حال کی مہذب جاہلیت میں بھی اس کا رواج موجود ہے۔ چناں چہ اس کی تازہ ترین مثالیں جنگ عظیم دوم میں روس پر جرمنی کے حملے اور ایران کے خلاف روس و برطانیہ کی فوجی کارروائی میں دیکھی گئی ہیں۔ عموماً اس کارروائی کے لیے یہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ حملے سے پہلے مطلع کر دینے سے دوسرا فریق ہوشیار ہو جاتا اور سخت مقابلہ کرتا، یا اگر ہم مداخلت نہ کرتے تو ہمارا دشمن فائدہ اٹھا لیتا۔ لیکن اس قسم کے بہانے اگر اخلاقی ذمہ داریوں کو ساقط کر دینے کے لیے کافی ہوں تو پھر کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جو کسی نہ کسی بہانے نہ کیا جا سکتا ہو۔ ہر چور، ہر ڈاکو، ہر زانی، ہر قاتل، ہر جعل ساز اپنے جرائم کے لیے ایسی ہی کوئی مصلحت بیان کر سکتا ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ یہ لوگ بین الاقوامی سوسائٹی میں قوموں کے لیے ان بہت سے افعال کو جائز سمجھتے ہیں جو خود ان کی نگاہ میں حرام ہیں جب کہ ان کا ارتکاب قومی سوسائٹی میں افراد کی جانب سے ہو۔

اس موقع پر یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ اسلامی قانون صرف ایک صورت میں بلا اطلاع حملہ کرنے کو جائز رکھتا ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ فریق ثانی علی الاعلان معاہدے کو توڑ چکا ہو اور اس نے صریح طور پر ہمارے خلاف معاندانہ کارروائی کی ہو۔ ایسی صورت میں یہ ضروری نہیں رہتا کہ ہم اسے مذکورہ بالا حدیث کے مطابق فسخ معاہدہ کا نوٹس دیں بلکہ ہمیں اس کے خلاف بلا اطلاع جنگی کارروائی کرنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ فقہائے اسلام نے یہ استثنائی حکم نبی ﷺ کے اس فعل سے نکالا ہے کہ قریش نے جب بنی خزاعہ کے معاملے میں صلح حدیبیہ کو علانیہ توڑ دیا تو آپ نے پھر انہیں فسخ معاہدہ کا نوٹس دینے کی کوئی ضرورت نہ سمجھی بلکہ بلا اطلاع مکہ پر چڑھائی کر دی۔ لیکن اگر کسی موقع پر ہم اس قاعدۂ استثناء سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو لازم ہے کہ وہ تمام حالات ہمارے پیش نظر رہیں جن میں نبی ﷺ نے یہ کارروائی کی تھی، تاکہ پیروی ہو تو آپ کے پورے طرزِ عمل کی ہو نہ کہ اس کے کسی ایک مفید مطلب جزء کی۔ حدیث اور سیرت کی کتابوں سے جو کچھ ثابت ہے وہ یہ ہے کہ:

اولاً: قریش کی خلاف ورزی عہد ایسی صریح تھی کہ اس کے نقض عہد ہونے میں کسی کلام کا موقع نہ تھا۔ خود قریش

کے لوگ بھی اس کے معترف تھے کہ واقعی معاہدہ ٹوٹ گیا ہے انہوں نے خود ابوسفیان کو تجدید عہد کے لیے مدینہ بھیجا تھا جس کے صاف معنی یہی تھے کہ ان کے نزدیک بھی عہد باقی نہیں رہا تھا۔ تاہم یہ ضروری نہیں ہے کہ ناقض عہد قوم کو خود بھی اپنے نقض عہد کا اعتراف ہو۔ البتہ یہ یقیناً ضروری ہے کہ نقض عہد بالکل صریح اور غیر مشتبہ ہو۔

ثانیاً: نبی ﷺ نے ان کی طرف سے عہد ٹوٹ جانے کے بعد پھر اپنی طرف سے صراحۃً یا اشارۃً و کنایۃً ایسی کوئی بات نہیں کی جس سے یہ ایماء نکلتا ہو کہ اس بدعہدی کے باوجود آپ ابھی تک ان کو ایک معاہد قوم سمجھتے ہیں اور ان کے ساتھ آپ کے معاہدانہ روابط اب بھی قائم ہیں۔ تمام روایات بالاتفاق یہ بتاتی ہیں کہ جب ابوسفیان نے مدینہ آکر تجدید معاہدہ کی درخواست پیش کی تو آپ نے اسے قبول نہیں کیا۔

ثالثاً: قریش کے خلاف جنگی کارروائی آپ نے خود کی اور کھلم کھلا کی۔ کسی ایسی فریب کاری کا شائبہ تک آپ کے طرزِ عمل میں نہیں پایا جاتا کہ آپ نے بظاہر صلح و بباطن جنگ کا کوئی طریقہ استعمال فرمایا ہو۔

یہ اس معاملہ میں نبی ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا حکم عام سے ہٹ کر اگر کوئی کارروائی کی جاسکتی ہے تو ایسے ہی مخصوص حالات میں کی جاسکتی اور اسی سیدھے سیدھے شریفانہ طریقے سے کی جاسکتی ہے جو حضورؐ نے اختیار فرمایا تھا۔

مزید برآں اگر کسی معاہد قوم سے کسی معاملہ میں ہماری نزاع ہو جائے اور ہم دیکھیں کہ گفت وشنید یا بین الاقوامی ثالثی کے ذریعہ سے وہ نزاع طے نہیں ہوتی یا یہ کہ فریق ثانی اس کو بزور طے کرنے پر تلا ہوا ہے، تو ہمارے لیے یہ بالکل جائز ہے کہ اس کو طے کرنے میں طاقت استعمال کریں لیکن حدیث مذکورہ بالا ہم پر یہ اخلاقی ذمہ داری عائد کرتی ہے کہ ہمارا یہ استعمال طاقت صاف صاف اعلان کے بعد ہونا چاہیے اور کھلم کھلا ہونا چاہیے۔ چوری چھپے ایسی جنگی کارروائیاں کرنا جن کا علانیہ اقرار کرنے کے لیے ہم تیار نہ ہوں، ایک بداخلاقی ہے جس کی تعلیم اسلام نے ہم کو نہیں دی ہے۔

(تفہیم القرآن، ج ۲، الانفال، حاشیہ: ۴۳)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حق اور فرض

۲۷۳- مَنْ رَاٰی مِنکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ، وَ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔(۱)

”تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے۔ اسے چاہیے کہ اس کو ہاتھ سے بدل دے، اگر ایسا نہ کر سکے تو زبان سے روکے۔ اگر یہ بھی نہ کر سکے تو دل سے (برا سمجھے اور روکنے کی خواہش رکھے) اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔“

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ، قَالَ: نَا وَکِیْعٌ، عَنْ سُفْیَانَ، ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰی، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَۃُ کِلَاھُمَا عَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِھَابٍ وَ ھٰذَا حَدِیْثُ اَبِیْ بَکْرٍ، قَالَ: اَوَّلُ مَنْ بَدَاَ بِالْخُطْبَۃِ یَوْمَ الْعِیْدِ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ مَرْوَانُ، فَقَامَ اِلَیْهِ رَجُلٌ، فَقَالَ: الصَّلٰوۃُ قَبْلَ الْخُطْبَۃِ، فَقَالَ: قَدْ

(۱) مسلم، کتاب الایمان، باب ۲۰۔ ترمذی، ابواب الفتن، باب ۱۲۔ ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب ۱۷، ابن ماجہ۔ ابواب الفتن باب ۲۰۔

تُرِکَ مَا هُنَالِکَ، فَقَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ: اَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْهِ. سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ رَأی مِنْکُمْ مُنْکَرًا، فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ. (۳۷)

(۲) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ، قَالَ: اَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنبَرَ فِیْ یَوْمِ عِیْدٍ، فَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: یَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ، اَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ فِیْ یَوْمِ عِیْدٍ، وَلَمْ یَکُنْ یُخْرَجُ فِیْهِ، وَ بَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ، فَقَالَ اَبُوْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیُّ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، فَقَالَ: اَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْهِ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ رَاٰی مُنْکَرًا فَاسْتَطَاعَ اَنْ یُّغَیِّرَهٗ بِیَدِهٖ، فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ، فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ. (۳۸)

(۳) حَدَّثَنِیْ عَمْرُو النَّاقِدُ، وَ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ النَّضْرِ، وَ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ، وَاللَّفْظُ لِعَبْدٍ، قَالُوْا: نَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ صَالِحِ بْنِ کَیْسَانَ عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَکَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمِسْوَرِ، عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ نَبِیٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ اُمَّةٍ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ لَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ حَوَارِیُّوْنَ وَ اَصْحَابٌ یَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَ یَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ، ثُمَّ اَنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ یَقُوْلُوْنَ مَالَا یَفْعَلُوْنَ وَ یَفْعَلُوْنَ مَالَا یُؤْمَرُوْنَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِیَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَ مَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَ مَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَ لَیْسَ وَرَاءَ ذٰلِکَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ. (۳۹)

تشریح: اس ریاست کے قواعد میں سے آخری قاعدہ جو اس کو صحیح راستہ پر قائم رکھنے کا ضامن تھا، یہ تھا کہ مسلم معاشرے کے ہر فرد کا نہ صرف یہ حق ہے بلکہ یہ اس کا فرض بھی ہے کہ کلمۂ حق کہے، نیکی اور بھلائی کی حمایت کرے، اور معاشرے یا مملکت میں جہاں بھی غلط اور ناروا کام ہوتے نظر آئیں ان کو روکنے میں اپنی امکانی حد تک پوری کوشش صرف کردے۔ نبی ﷺ کے ارشادات اس معاملہ میں حسب ذیل ہیں۔

ثُمَّ اَنَّهَا تَخَلَّفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ یَقُوْلُوْنَ مَالَا یَفْعَلُوْنَ وَ یَفْعَلُوْنَ مَالَا یُؤْمَرُوْنَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِیَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَ مَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَ مَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَ لَیْسَ وَرَاءَ ذٰلِکَ حَبَّةُ خَرْدَلٍ مِنَ الْاِیْمَانِ۔[۱] ''پھر ان کے بعد نالائق لوگ ان کی جگہ آئیں گے، کہیں گے وہ باتیں جو کریں گے نہیں۔ اور کریں گے وہ کام جن کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ پس جو ان کے خلاف ہاتھ سے جدوجہد کرے وہ مومن ہے،

---

(۱) مسلم، کتاب الایمان، باب ۲۰۔

اور جو ان کے خلاف زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے، اور جو ان کے خلاف دل سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور اس سے کم تر ایمان کا ذرہ برابر بھی کوئی درجہ نہیں ہے۔ (امام احمد۔ ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ باختلاف یسیر)

منکر کو روکنے کے لیے قوت کے استعمال کا حکم

ان احادیث میں ہاتھ کا لفظ محض جسمانی ہاتھ کے معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے۔ بلکہ مجازاً قوت کے معنی میں بولا گیا ہے۔ بدکار کا ہاتھ پکڑنے سے مراد دراصل یہ ہے کہ ایسے حالات پیدا کر دیئے جائیں کہ وہ بدی و شرارت کا ارتکاب نہ کر سکے۔ اسی طرح برائی کو ہاتھ سے بدل دینے کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی قوت و طاقت کو منکر کے مٹانے اور روکنے اور معروف سے بدل دینے میں استعمال کرو۔ (الجہاد فی الاسلام، مصلحانہ جنگ ''نہی عن المنکر کا طریقہ'')

مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِيْ اُمَّتِهٖ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ مِنْ اُمَّتِهٖ حَوَارِيُّوْنَ وَ اَصْحَابٌ يَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَ يَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِنَّمَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ وَ يَفْعَلُوْنَ مَالَا يُؤْمَرُوْنَ. فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَ مَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَ مَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ. وَ لَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ. يَكُوْنُ بَعْدِيْ اَئِمَّةٌ لَا يَهْتَدُوْنَ بِهُدَايَ وَلَا يَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِيْ وَ سَيَقُوْمُ فِيْهِمْ رِجَالٌ قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الشَّيَاطِيْنِ فِيْ جُثْمَانِ اِنْسٍ. قَالَ حُذَيْفَةُ: قُلْتُ: كَيْفَ اَصْنَعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَدْرَكْتُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: تَسْمَعُ وَ تُطِيْعُ الْاَمِيْرَ وَ اِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَ اُخِذَ مَالُكَ فَاسْمَعْ وَ اَطِعْ. يُوْشِكُ اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ مَالِ مُسْلِمٍ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَ مَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ۔ ''مجھ سے پہلے جو انبیاء اپنی اپنی امتوں میں آتے رہے ہیں ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا ہے کہ ابتدا ان کی امتوں میں ایسے حواری اور اصحاب ہوتے تھے جو ان کی سنت پر چلتے اور ان کے احکام کی پیروی کرتے تھے۔ پھر ان کے بعد ایسے ناخلف لوگ پیدا ہونے لگے وہ کہتے تھے جن پر ان کا عمل نہ تھا اور وہ حرکتیں کرتے تھے جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔ تو ایسے لوگوں کے خلاف جو ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو ان کے خلاف زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو ان کے خلاف دل سے جہاد کرے (یعنی دل میں ان سے نفرت رکھے اور ان کے زوال کا آرزومند ہو) وہ بھی مومن ہے اور جہاں یہ بھی نہ ہو وہاں ایک رائی کے دانہ برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

میرے بعد ایسے امام ہوں گے جو نہ میری ہدایت پر چلیں گے اور نہ میری سنت کی پیروی کریں گے ایسے لوگ بھی اٹھیں گے جن کے دل انسانی قالب میں شیطانوں کے سے دل ہوں گے۔ حضرت حذیفہؓ نے پوچھا اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو کیا کروں؟ فرمایا امیر کی سنو اور اطاعت کرو۔ اگرچہ تمہاری پیٹھ پر کوڑے برسائے جائیں اور تمہارا مال چھین لیا جائے تب بھی سنو اور اطاعت کرو۔ ایک وقت آئے گا کہ مسلمانوں کا بہترین مال وہ بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لیے پہاڑوں اور جنگلوں میں پھرتا رہے گا۔''

ان احادیث کی روشنی میں میری تحقیق یہ ہے کہ جہاں تک کفار کی حکومت کا تعلق ہے اس کا معاملہ تو صاف ہے، یعنی اس حکومت کو اسلام کی حکومت سے بدلنے کی جدوجہد تمام جائز طریقوں سے کی جانی چاہیے۔ البتہ مسلمانوں کی بگڑی ہوئی حکومت کے معاملہ میں احتیاط ضروری ہے تاکہ ایک خرابی کو مٹانے کی کوشش میں کوئی اس سے بڑی خرابی رونما نہ ہو جائے۔ یہ

امر کہ نصیحت اور تبلیغ و تلقین کے ذریعہ سے اصلاح کی کوشش کی جائے، اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ یہ امر کہ بگڑے ہوئے نظام کو بزور درست کرنے کی کوشش کی جائے، اس میں اختلاف رونما ہوا ہے۔ میں جہاں تک سمجھ سکا ہوں، جو شخص یہ محسوس کرے کہ وہ اس بگڑے ہوئے نظام کو بدل دینے کے لیے کافی قوت رکھتا ہے اور جس کی نیت اپنے لیے حکومت حاصل کرنا نہ ہو، بلکہ شریعت الٰہی کی حکومت قائم کرنا ہو، اس کے لیے اٹھنا اور جدوجہد کرنا فرض ہے، نہ کرے گا تو گناہ گار ہوگا اور جسے اندیشہ ہو کہ وہ اصلاح حال کی قدرت نہیں رکھتا اور ظالم حکومت کے مقابلہ میں خروج کا نتیجہ بجز فساد کے اور کچھ نہ ہوگا، اس کے لیے خروج کرنا جائز نہیں ہے اور احسن یہی ہے کہ یا تو وہ پرامن طریقوں سے صلاح کی کوشش کرے یا گوشہ نشین ہو جائے۔

ان احادیث میں تین مختلف ہدایات دے کر مسلمانوں کو چھوڑ دیا گیا ہے کہ ان میں سے ہر صاحب عقل و بصیرت آدمی اپنے لیے خود راہ عمل تجویز کر سکے۔ امام حسینؓ اور ان کی طرح متعدد حضرات نے پہلی حدیث پر عمل کیا، کیوں کہ انہوں نے یہ محسوس کیا کہ وہ ان حالات کو بدلنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ تجربہ سے ان کا اندازہ غلط نکلا۔ بعض دوسرے بزرگوں نے دوسری حدیث پر عمل کیا اور وہ پرامن طریقوں سے اصلاح حال کی کوشش کرتے رہے اور مصائب بھگتتے رہے۔ بعض اور بزرگوں نے تیسری حدیث پر عمل کیا اور وہ اپنے دین کو اپنی ذات کی حد تک بچانے کے لیے گوشہ گیر ہو گئے۔

(ترجمان القرآن ج، ۲۳۔عدد ۱-۲۔رسائل و مسائل، ص: ۳۰۶ تا ۳۰۸)

۲۷۴-اَفۡضَلُ الۡجِهَادِ كَلِمَةُ الۡعَدۡلِ (اَوۡ حَقٍّ) عِنۡدَ سُلۡطَانٍ جَائِرٍ۔[1]

سب سے افضل جہاد ظالم حکمران کے سامنے انصاف کی (یا حق کی) بات کہنا ہے۔

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بۡنُ عُبَادَةَ الۡوَاسِطِيُّ، ثَنَا يَزِيۡدُ۔ يعنى ابۡنَ هَارُوۡنَ، اَخۡبَرَنَا اِسۡرَائِيۡلُ، ثَنا مُحَمَّدُ بۡنُ جحَادَةَ، عَنۡ عَطِيَّةَ الۡعَوۡفِيِّ، عَنۡ اَبِىۡ سَعِيۡدِ نِالۡخُدۡرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: اَفۡضَلُ الۡجِهَادِ كَلِمَةُ عَدۡلٍ عِنۡدَ سُلۡطَانٍ جَائِرٍ اَوۡ اَمِيۡرٍ جَائِرٍ۔ (۴۰)

۲۷۵-اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمۡ يَاۡخُذُوۡا عَلٰى يَدَيۡهِ اَوۡشَكَ اَنۡ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ مِنۡهُ۔[2]

”لوگ جب ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو بعید نہیں کہ اللہ ان پر عذاب عام بھیج دے۔“

تخریج: حَدَّثَنَا وَهۡبُ بۡنُ بَقِيَّةَ، عَنۡ خَالِدٍ ح وَ ثَنَا عَمۡرُو بۡنُ عَوۡنٍ، اَخۡبَرَنَا هُشَيۡمٌ الۡمَعۡنٰى، عَنۡ اِسۡمَاعِيۡلَ عَنۡ قَيۡسٍ، قَالَ: قَالَ اَبُوۡ بَكۡرٍ بَعۡدَ اَنۡ حَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثۡنٰى عَلَيۡهِ: يَآاَيُّهَا النَّاسُ، اِنَّكُمۡ تَقۡرَؤُوۡنَ هٰذِهِ الۡاٰيَةَ وَ تَضَعُوۡنَهَا عَلٰى غَيۡرِ مَوۡضِعِهَا "عَلَيۡكُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ لَا يَضُرُّكُمۡ مَنۡ ضَلَّ اِذَا اهۡتَدَيۡتُمۡ" قَالَ عَنۡ خَالِدٍ: وَ اِنَّا سَمِعۡنَا النَّبِيَّ ﷺ يَقُوۡلُ: اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمۡ يَاۡخُذُوۡا عَلٰى يَدَيۡهِ اَوۡشَكَ اَنۡ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ وَ قَالَ عَمۡرٌو عَنۡ

---

(۱) ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب ۱۷، ترمذی، کتاب الفتن، باب ۱۲۔ نسائی، کتاب البیعۃ، باب ۳۶۔ ابن ماجہ ابواب الفتن باب ۲۰۔

(۲) ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب ۱۷، ترمذی، کتاب الفتن، باب ۱۲۔

هُشَيم: وَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِیْ ثُمَّ يَقْدِرُوْنَ عَلٰی اَنْ يُّغَيِّرُوْا ثُمَّ لَا يُغَيِّرُوْا اِلَّا يُوْشِكُ اَنْ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ۔ (۴۱)

۲۷۶–اَنَّهٗ سَتَكُوْنُ بَعْدِیْ اُمَرَاءُ۔ مَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَ اَعَانَهُمْ عَلٰی ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّیْ وَ لَسْتُ مِنْهُ۔ (۱)

’’میرے بعد کچھ لوگ حکمران ہونے والے ہیں۔ جو ان کے جھوٹ میں ان کی تائید کرے اور ان کے ظلم میں ان کی مدد کرے، وہ مجھ سے نہیں اور میں اس سے نہیں۔‘‘

تخریج: اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْیٰ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ اَبِیْ حَصِيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَاصِمِ الْعَدَوِيِّ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ نَحْنُ تِسْعَةٌ، فَقَالَ: اِنَّهٗ سَتَكُوْنُ بَعْدِیْ اُمَرَاءُ مَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَ اَعَانَهُمْ عَلٰی ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّیْ وَ لَسْتُ مِنْهُ وَ لَيْسَ بِوَارِدٍ عَلَيَّ الْحَوْضَ، وَ مَنْ لَّمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلٰی ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْهُ وَ هُوَ وَارِدٌ عَلَيَّ الْحَوْضَ۔ (۴۲)

۲۷۷–سَيَكُوْنُ عَلَيْكُمْ اَئِمَّةٌ يَّمْلِكُوْنَ اَرْزَاقَكُمْ يُحَدِّثُوْنَكُمْ فَيُكَذِّبُوْنَكُمْ وَ يَعْمَلُوْنَ فَيُسِيْئُوْنَ الْعَمَلَ لَا يَرْضُوْنَ مِنْكُمْ حَتّٰی تُحَسِّنُوْا قَبِيْحَهُمْ وَ تُصَدِّقُوْا كَذِبَهُمْ فَاَعْطُوْهُمُ الْحَقَّ مَا رَضُوْا بِهٖ فَاِذَا تَجَاوَزُوْا فَمَنْ قُتِلَ عَلٰی ذٰلِكَ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔ (۲)

’’عنقریب تم پر ایسے لوگ حاکم ہوں گے جن کے ہاتھ میں تمہاری روزی ہوگی، وہ تم سے بات کریں گے تو جھوٹ بولیں گے اور کام کریں گے تو برے کام کریں گے۔ وہ تم سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کی برائیوں کی تعریف اور ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کرو۔ پس تم ان کے سامنے حق پیش کرو۔ جب تک وہ اسے گوارا کریں۔ پھر اگر وہ اس سے تجاوز کریں تو جو شخص اس پر قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔‘‘

تخریج: سَيَكُوْنُ عَلَيْكُمْ اَئِمَّةٌ يَّمْلِكُوْنَ اَرْزَاقَكُمْ يُحَدِّثُوْنَكُمْ فَيُكَذِّبُوْنَكُمْ، وَ يَعْمَلُوْنَ فَيُسِيْئُوْنَ الْعَمَلَ لَا يَرْضُوْنَ مِنْكُمْ حَتّٰی تُحَسِّنُوْا قَبِيْحَهُمْ وَ تُصَدِّقُوْا كَذِبَهُمْ فَاَعْطُوْهُمُ الْحَقَّ مَا رَضُوْا بِهٖ، فَاِذَا تَجَاوَزُوْا فَمَنْ قُتِلَ عَلٰی ذٰلِكَ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔ (۴۳)

۲۷۸– مَنْ اَرْضٰی سُلْطَانًا بِسَخَطِ رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ خَرَجَ مِنْ دِيْنِ اللّٰهِ۔ (۳)

’’جس نے کسی حاکم کو راضی کرنے کے لیے وہ بات کی جو اس کے رب کو ناراض کردے وہ اللہ کے دین سے نکل گیا۔‘‘

---

(۱) نسائی، کتاب البیعۃ، باب ۳۴، ۳۵۔

(۲) کنز العمال ج ۶، ج ۲۹۷۔

(۳) کنز العمال ج ۶ ص ۰۷۔ حدیث ۱۴۸۸۸ عن جابر۔

تخریج: اَخبَرَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اِسْحَاقَ، انبا مُحَمَّدُ بْنُ اَیُّوْبَ، انبا غَسَّانُ بْنُ مَالِکٍ، ثنا عَنْبَسَۃُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَلَّاقِ بْنِ اَبِیْ مُسْلِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ اَرْضٰی سُلْطَانًا بِسَخَطِ رَبِّہٖ عَزَّوَجَلَّ خَرَجَ مِنْ دِیْنِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی۔ (٤٤)

نزاعی امور کے فیصلہ کا صحیح طریقہ

۲۷۹–اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ کَیْفَ تَقْضِیْ، قَالَ: اَقْضِیْ بِمَا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ، قَالَ: فَاِنْ لَمْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ قَالَ فَبِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ قَالَ فَاِنْ لَمْ یَکُنْ فِیْ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ، قَالَ اجْتَھِدُ رَائِیْ۔ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ لِمَا یُحِبُّ وَ یَرْضٰی۔ (ترمذی، ابواب الاحکام، ابو داؤد، کتاب الاقضیۃ)

”رسول اللہ ﷺ نے جب معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف قاضی بنا کر روانہ کیا تو ان سے پوچھا، تم کس طرح فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا اس ہدایت کے مطابق جو اللہ کی کتاب میں ہے۔ فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ ملے۔ عرض کیا پھر جو سنت رسول اللہ میں ہو۔ فرمایا اگر سنت رسول اللہ میں بھی نہ ملے۔ عرض کیا میں اپنی رائے سے (حق وصواب تک پہنچنے کی) پوری کوشش کروں گا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا شکر ہے اس خدا کا جس نے رسول اللہ کے فرستادہ شخص کو وہ طریقہ اختیار کرنے کی توفیق دی جو رسول اللہ کو پسند ہے۔“

تخریج: ﴿۱﴾ اَخبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ، عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ شُرَیْحٍ اَنَّہٗ کَتَبَ اِلٰی عُمَرَ یَسْئَالُہٗ، فَکَتَبَ اِلَیْہِ: اَنِ اقْضِ بِمَا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ، فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ، فَبِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ، فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ وَلَا فِیْ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاقْضِ بِمَا قَضٰی بِہِ الصَّالِحُوْنَ، فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ، وَلَا فِیْ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ، وَلَمْ یَقْضِ بِہِ الصَّالِحُوْنَ، فَاِنْ شِئْتَ فَتَقَدَّمْ، وَ اِنْ شِئْتَ فَتَأَخَّرْ، وَلَااَرَی التَّأَخُّرَ اِلَّا خَیْرًا لَّکَ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔ (٤٥)

﴿۲﴾ اَخبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَۃَ ھُوَ ابْنُ عُمَیْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ: اَکْثَرُوْا عَلٰی عَبْدِ اللّٰہِ ذَاتَ یَوْمٍ، فَقَالَ: عَبْدُ اللّٰہِ اَنَّہٗ قَدْ اَتٰی عَلَیْنَا زَمَانٌ وَ لَسْنَا ھُنَالِکَ ثُمَّ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ قَدَّرَ عَلَیْنَا اَنْ بَلَغْنَا مَا تَرَوْنَ فَمَنْ عَرَضَ لَہٗ مِنْکُمْ قَضَاءٌ بَعْدَ الْیَوْمِ فَلْیَقْضِ بِمَا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ، فَاِنْ جَاءَ اَمْرٌ لَیْسَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ، فَلْیَقْضِ بِمَا قَضٰی بِہٖ نَبِیُّہٗ ﷺ فَاِنْ جَاءَ اَمْرٌ لَیْسَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ وَلَا قَضٰی

بِهٖ نَبِيُّهٗ ﷺ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضٰى بِهِ الصَّالِحُوْنَ، فَاِنْ جَاءَ اَمْرٌ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا قَضٰى بِهٖ نَبِيُّهٗ ﷺ وَلَا قَضٰى بِهِ الصَّالِحُوْنَ، فَلْيَجْتَهِدْ رَأْيَهٗ، وَلَا يَقُوْلُ اِنِّيْ اَخَافُ وَ اِنِّيْ اَخَافُ، فَاِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَالْحَرَامَ بَيِّنٌ وَ بَيْنَ ذٰلِكَ اُمُوْرٌ مُشْتَبِهَاتٌ فَدَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَالَا يُرِيْبُكَ۔ (٤٦)

ترجمہ: وہ زمانہ گزر چکا ہے جب ہم نہ فیصلہ کرتے تھے اور نہ ہماری یہ حیثیت تھی کہ فیصلے کریں (یعنی سرکار رسالت مآبؐ کا دور) اب تقدیر الٰہی سے ہم اس حالت کو پہنچے ہیں جو تم لوگ دیکھ رہے ہو پس اب تم میں سے جس کے سامنے کوئی معاملہ فیصلے کے لیے پیش ہو تو اسے چاہیے کہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرے اور اگر ایسا کوئی معاملہ آ جائے جس کا حکم کتاب اللہ میں نہ ہو تو اس کا فیصلہ نبی ﷺ کے فیصلے کے مطابق کرے۔ اور اگر معاملہ ایسا ہو کہ اس کا حکم نہ کتاب اللہ میں ہو اور نہ نبیؐ نے اس کا فیصلہ فرمایا ہو تو صالحین نے اس کا جو فیصلہ کیا ہو اس کی پیروی کرے۔ لیکن اگر ایک ایسا معاملہ جو نہ کتاب اللہ میں ہو اور نہ نبیؐ کے فیصلوں میں اور نہ صالحین نے اس سے پہلے کبھی اس کا فیصلہ کیا ہو تو اپنی رائے سے (حق وصواب تک پہنچنے کی) پوری کوشش کرے۔ اور یہ نہ کہے کہ میں ڈرتا ہوں میں ڈرتا ہوں۔ کیوں کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح۔ اور ان دونوں کے درمیان کچھ اور امور مشتبہ ہیں، سو مشتبہ امور میں آدمی کو وہ فیصلہ کرنا چاہیے جو اس کے ضمیر کو نہ کھٹکے اور ایسا فیصلہ کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے جس کے متعلق خود اس کے ضمیر میں کھٹک ہو۔''

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، ثَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ اَبِيْ عَوْنٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ رِجَالٍ مِنْ اَصْحَابِ مُعَاذٍ، عَنْ مُعَاذٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: كَيْفَ تَقْضِيْ؟ فَقَالَ: اَقْضِيْ بِمَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، قَالَ: فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ؟ قَالَ: فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، قَالَ: اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: اجْتَهِدُ رَائِيْ، قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِمَا يُحِبُّ وَ يَرْضٰى۔ (٤٧)

(ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں مندرجہ ذیل الفاظ نقل کیے ہیں)

﴿۴﴾ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ بَعَثَهٗ اِلَى الْيَمَنِ بِمَ تَحْكُمُ؟ قَالَ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى، قَالَ ﷺ: فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ؟ قَالَ: بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ ﷺ: فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ؟ قَالَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَجْتَهِدُ رَأْيِيْ، فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِهٖ وَ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِمَا يَرْضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (٤٨)

تشریح: حضورؐ کی حیات طیبہ میں جو معاملات براہ راست آپ تک پہنچتے تھے، ان میں تو اللہ اور رسول کا منشا بتانے والے، اور اس کے مطابق نزاعات کا فیصلہ کرنے والے آپ خود تھے۔ لیکن ظاہر بات ہے کہ پوری مملکت اسلامیہ میں پھیلی ہوئی آبادی کو جو معاملات پیش آتے تھے وہ سب کے سب براہ راست حضورؐ ہی تک نہیں پہنچائے جاتے تھے اور نہ آپ ہی سے شخصاً

ان کا فیصلہ حاصل کیا جاتا تھا۔ اس کے بجائے مملکت کے مختلف علاقوں میں آپ کی طرف سے معلمین مامور تھے جو لوگوں کو دین سکھاتے تھے اور عام لوگ اپنے روزمرہ کے معاملات انہی سے معلوم کرتے تھے کہ کتاب اللہ کا حکم کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے کس طریقے کی تعلیم دی ہے۔ اس کے علاوہ ہر علاقے میں امیر، عامل اور قاضی مقرر تھے جو اپنے اپنے دائرۂ عمل سے تعلق رکھنے والے اکثر و بیشتر معاملات میں خود فیصلے کیا کرتے تھے۔ ان لوگوں کے لیے **فردوہ الی اللّٰہ والرسول** کا منشا پورا کرنے کا جو طریقہ حضورؐ نے خود پسند فرمایا تھا وہ حضرت معاذؓ بن جبل کی اس مشہور حدیث میں بیان ہوا ہے۔

(اسلامی ریاست، نظام اسلامی میں نزاعی امور کے فیصلے کا صحیح طریقہ)

مندرجہ بالا حدیث سے اجماع کے بارے میں رسول اللہ کی پسند ظاہر ہوتی ہے یعنی قرآن وسنت کے بعد لوگوں کے ائمہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قرآن وسنت کی روشنی میں اجتہاد کریں۔ اس کی وضاحت کے لیے ہم قرآن وسنت، دورِ صحابہ کا تعامل، عقل عام اور دنیا کا معروف طریق کار سب کو دیکھیں گے۔ سب سے پہلے قرآن کو لیجیے وہ اس معاملے میں تین اصولی ہدایات دیتا ہے۔

پہلی ہدایت اہل ذکر کی طرف رجوع

اوّل یہ کہ **فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون**۔ ''اگر تم علم نہیں رکھتے تو اہل الذکر سے پوچھ لو۔'' (النحل:۴۳) (الانبیاء:۷) اس آیت میں ''اہل الذکر'' کا لفظ بہت معنی خیز ہے ''ذکر'' کا لفظ قرآن کی اصطلاح میں مخصوص طور پر اس سبق کے لیے استعمال ہوا ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے کسی امت کو دیا ہو اور اہل الذکر صرف وہ لوگ ہیں جنہیں یہ سبق یاد ہو۔ اس لفظ سے محض علم (Knowledge) مراد نہیں لیا جا سکتا بلکہ اس کا اطلاق لازماً علم کتاب وسنت ہی پر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا یہ آیت فیصلہ کرتی ہے کہ معاشرے میں مرجعیت کا مقام ان لوگوں کو حاصل ہونا چاہیے جو کتاب الٰہی کا علم رکھتے ہوں اور اس طریقے سے باخبر ہوں جس پر چلنے کی تعلیم اللہ کے رسول نے دی ہے۔

دوسری ہدایت اولی الامر کی طرف رجوع

دوم یہ کہ **و اذا جاء هم امر من الامن او الخوف اذاعوا به ولو ردوه الى الرسول و الى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم** (النساء:۸۳) ''اور جب کبھی امن یا خوف سے تعلق رکھنے والا کوئی اہم معاملہ ان کو پیش آتا ہے تو وہ اس کو پھیلا دیتے ہیں، حالاں کہ اگر وہ اس کو رسول تک اور اپنے اولی الامر تک پہنچاتے تو اس کی کنہ جان لیتے وہ لوگ جو ان کے درمیان اس کی کنہ نکال لینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ معاشرے کو پیش آنے والے اہم معاملات میں، خواہ وہ امن کی حالت سے تعلق رکھتے ہوں یا جنگ کی حالت سے، غیر اندیشناک نوعیت کے ہوں یا اندیشناک نوعیت کے، ان میں صرف وہی لوگ مرجع ہو سکتے ہیں جو مسلمانوں کے درمیان اولی الامر ہوں، یعنی جن پر اجتماعی معاملات کو چلانے کی ذمہ داری عائد ہوتی اور جو استنباط کی صلاحیت رکھتے ہوں، یعنی پیش آمدہ معاملے کی حقیقت بھی معلوم کر سکتے ہوں اور کتاب اللہ وطریق رسول اللہ سے بھی دریافت کر سکتے ہوں کہ اس طرح کی صورت حال میں کیا کرنا چاہیے۔ یہ آیت اجتماعی مہمات اور معاشرے کے لیے اہمیت رکھنے والے معاملات میں عام اہل الذکر کے بجائے ان لوگوں کو مرجع قرار دیتی ہے جو اولی الامر ہوں۔ لیکن بہر حال ان کو بھی ہونا چاہیے

اہل الذکر ہی میں سے، کیوں کہ وہی اس قابل ہوسکتے ہیں کہ جس قضیے سے ان کو سابقہ پڑا ہے اس میں خدا کی کتاب اور اس کے رسول کی دی ہوئی قولی وعملی ہدایات کو نگاہ میں رکھ کر صحیح رائے قائم کرسکیں۔

تیسری ہدایت شوریٰ کا انعقاد

سوم یہ کہ **امرهم شوریٰ بینهم** ''ان کا کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے۔'' (الشوریٰ:۳۸)

یہ آیت بتاتی ہے کہ مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کا آخری فیصلہ کس طرح ہونا چاہیے۔ ان تین اصولوں کو جمع کر کے دیکھا جائے تو تمام نزاعات **فردوہ الی اللّٰہ والرسول** کا منشا پورا کرنے کی عملی صورت یہ سامنے آتی ہے کہ لوگوں کو اپنی زندگی میں عموماً جو مسائل پیش آئیں ان میں سے وہ ''اہل الذکر'' سے رجوع کریں اور وہ انہیں بتائیں کہ ان معاملات میں خدا اور رسول کا حکم کیا ہے۔ رہے مملکت اور معاشرے کے لیے اہمیت رکھنے والے مسائل، تو وہ اولی الامر کے سامنے لائے جائیں اور وہ باہمی مشاورت سے یہ تحقیق کرنے کی کوشش کریں کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی رو سے کیا چیز زیادہ سے زیادہ قرین حق صواب ہے۔

مذکورہ اصولوں کا لحاظ عہد رسالت میں

اب دیکھیے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اور حضورؐ کے بعد خلافت راشدہ کے دور میں عمل درآمد کیا تھا؟ حضورؐ کی حیات طیبہ میں جو معاملات براہ راست آپ تک پہنچتے تھے ان میں تو اللہ اور رسول کا منشا بتانے والے، اور اس کے مطابق نزاعات کا فیصلہ کرنے والے آپ خود تھے لیکن ظاہر بات ہے کہ پوری مملکت اسلامیہ میں پھیلی ہوئی آبادی کو جو معاملات پیش آتے تھے وہ سب کے سب براہ راست حضورؐ ہی تک نہیں پہنچائے جاتے تھے اور نہ آپ ہی سے شخصاً ان کا فیصلہ حاصل کیا جاتا تھا۔ اس کے بجائے مملکت کے مختلف علاقوں میں آپ کی طرف سے معلمین مامور تھے جو لوگوں کو دین سکھاتے تھے اور عام لوگ اپنے روزمرہ کے معاملات میں انہی سے معلوم کرتے تھے کہ کتاب اللہ کا حکم کیا ہے اور رسول اللہ نے کس طریقے کی تعلیم دی ہے۔ اس کے علاوہ ہر علاقے میں امیر، عامل اور قاضی مقرر تھے جو اپنے اپنے دائرۂ عمل سے تعلق رکھنے والے اکثر و بیشتر معاملات کے خود فیصلے کیا کرتے تھے۔ ان لوگوں کے لیے **فردوہ الی اللّٰہ والرسول** کا منشا پورا کرنے کا جو طریقہ حضورؐ نے خود پسند فرمایا تھا وہ مندرجہ بالا حدیث میں بیان ہوا ہے۔

حضورؐ نے اپنے عہد میں شوریٰ کی بنا بھی ڈال دی تھی اور ہر ایسے معاملے میں جس کے متعلق آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی خاص حکم نہ ملا ہو، آپ معاشرے کے اہل الرائے لوگوں سے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ اس کی ایک نمایاں مثال وہ مشاورت ہے جو آں حضور نے اس مسئلے پر فرمائی تھی کہ لوگوں کو نماز کے اوقات پر جمع کرنے کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا جائے اور جس کے نتیجے میں بالآخر اذان کا طریقہ آپ نے مقرر فرمایا۔

مذکورہ اصولوں کا لحاظ خلافت راشدہ میں

قریب قریب یہی طریق کار عہد رسالت کے بعد خلافت راشدہ میں جاری رہا۔ فرق صرف یہ تھا کہ عہد رسالت میں حضورؐ خود موجود تھے اس لیے معاملات کا آخری فیصلہ آپ سے شخصاً حاصل کیا جاسکتا تھا اور بعد کے دور میں مرجع آپ کی

ذات نہ رہی بلکہ وہ روایات ہوگئیں جو آپ کی سنت کے متعلق لوگوں کے پاس محفوظ تھیں۔ اس دور میں تین ادارے الگ الگ پائے جاتے تھے جو اپنے اپنے مقام وموقف کے لحاظ سے فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ کا منشا پورا کرتے تھے۔

(۱) عام اہل علم جو کتاب اللہ کو جانتے تھے اور جن کے پاس رسول اللہ کے فیصلوں یا حضورؐ کے طریق عمل یا حضورؐ کی تقریر کے بارے میں کوئی علم موجود تھا۔ ان سے صرف عوام الناس ہی اپنی زندگی کے معاملات میں فتوئ نہیں لیتے تھے بلکہ خود خلفائے راشدین کو بھی جب کسی مسئلے کا فیصلہ کرنے میں یہ معلوم کرنے کی ضرورت پیش آتی تھی کہ حضورؐ نے اس کے بارے میں کوئی حکم دیا ہے یا نہیں، تو انہی لوگوں کی طرف رجوع فرمایا کرتے تھے۔ بارہا ایسا بھی ہوا ہے کہ خلیفۂ وقت نے علم نہ ہونے کی وجہ سے ایک مسئلے کا فیصلہ اپنی رائے سے کر دیا ہے اور بعد میں جب معلوم ہوا ہے کہ اس معاملہ میں کوئی دوسری بات حضورؐ سے ثابت ہے تو اس فیصلے کو بدل دیا۔ ان اہل علم کی موجودگی کا فائدہ صرف یہی نہ تھا کہ فرداً فرداً وہ عوام اور اولی الامر کے لیے ایک ذریعۂ علم کا کام دیتے تھے بلکہ اس سے بڑھ کر ان کا عظیم تر فائدہ یہ تھا کہ مجموعی طور پر وہ اس بات کی ضمانت تھے کہ کوئی عدالت اور کوئی حکومت اور کوئی مجلس شوریٰ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے خلاف فیصلہ نہ کر سکے۔ ان کی مضبوط رائے عام نظام اسلامی کی پشت پناہ تھی۔ ہر غلط فیصلے کو ٹوکنے کے لیے ان کا چوکنا رہنا نظام کے صحیح چلنے کا ضامن تھا۔ کسی مسئلے میں ان کا اتفاق رائے اس بات کی دلیل تھا کہ اس مسئلہ خاص میں دین کی راہ متعین ہے جس سے ہٹ کر فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، اور ان کا اختلاف رائے یہ معنی رکھتا تھا کہ اس مسئلے میں دو یا زیادہ اقوال کی گنجائش ہے اگر چہ فیصلہ ایک ہی قول پر ہو چکا ہو۔ ان کی موجودگی میں یہ ممکن نہ تھا کہ امت کے اندر کوئی بدعت قبول عام حاصل کر جائے۔ کیوں کہ ہر طرف دین کے جاننے والے لوگ اس پر گرفت کرنے کے لیے موجود تھے۔

(۲) قضاء یعنی عدلیہ جس کے ضابطے کی وضاحت حضرت عمرؓ نے قاضی شریح کے نام اپنے ایک فرمان میں اس طرح کی ہے۔

اِقْضِ بِمَا فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ لَمْ یَکُنْ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاِنْ لَمْ یَکُنْ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ وَلَا فِیْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فاقض بِمَا قَضٰی بِهِ الصَّالِحُوْنَ فَاِنْ لَمْ یَکُنْ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ وَلَا فِیْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَمْ یَقْضِ بِهِ الصَّالِحُوْنَ فَاِنْ شِئْتَ فَتَقَدَّمْ وَ اِنْ شِئْتَ فَتَاَخَّرْ وَلَا اَرٰی التَّاَخُّرَ اِلَّا خَیْرًا لَکَ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔ (النسائی، کتاب آداب القضاۃ) فیصلہ اس حکم پر کرو جو کتاب اللہ میں ہو، اگر کتاب اللہ میں نہ تو پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت پر، اگر نہ کتاب اللہ میں ہو اور نہ سنت رسول اللہ میں تو پھر صالحین نے جو فیصلے کیے ہوں، ان کے مطابق فیصلہ کرو لیکن اگر کسی معاملے کا حکم نہ کتاب اللہ میں ملتا ہو، نہ سنت رسول اللہ میں اور نہ صالحین ہی کے فیصلوں میں اس کے متعلق کوئی نظیر موجود ہو تو تمہیں اختیار ہے، چاہے خود پیش قدمی کرو یا رک جاؤ اور میرے نزدیک رک جانا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔(۱)

---

(۱) رک جانے سے دو چیزیں مراد ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ قاضی کچھ دیر اس بات کا انتظار کرے کہ کوئی دوسری عدالت پیش قدمی کر کے اس طرح کے ایک معاملے میں نظیر قائم کرتی ہے یا نہیں۔ دوسرے یہ کہ قاضی خود فیصلہ کرنے کے بجائے اس معاملے میں اس تیسرے ادارے کی طرف رجوع کرے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

یہ عدلیہ صرف عوام ہی کے باہمی نزاعات کا فیصلہ کرنے کی مجاز نہ تھی بلکہ انتظامیہ (Executive) کے خلاف بھی وہ لوگوں کے دعاوی سنتی اور ان کے فیصلے کرتی تھی۔ اس کے سامنے حاضر ہونے سے نہ کوئی گورنر مستثنیٰ تھا نہ خود خلیفۂ وقت۔ اسی طرح انتظامیہ کے بڑے سے بڑے شخص، حتیٰ کہ خلیفۂ وقت کو بھی، اور خود حکومت کو بھی اگر کسی کے خلاف کوئی ذاتی یا سرکاری دعویٰ ہوتا تھا تو اسے عدالت میں جانا ہوتا تھا اور عدالت ہی یہ طے کرتی تھی کہ خدا اور رسول کے قانون کی رو سے اس کا صحیح فیصلہ کیا ہے۔

(۳) اولی الامر، یعنی خلیفہ اور اس کی مجلس شوریٰ۔ یہ وہ آخری با اختیار ادارہ تھا جو قرآن کی ہدایت کے مطابق باہمی مشورے سے یہ طے کرتا تھا کہ معاشرے اور مملکت کو پیش آنے والے مختلف معاملات میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے کیا حکم ثابت ہے اور اگر کسی معاملے کا حکم کتاب وسنت میں نہیں ہے تو اس کے بارے میں کون سا طرز عمل دین کے اصول اور اس کی روح اور جماعت مسلمین کی مصلحت کے لحاظ سے اقرب الی الصواب ہے۔ اس ادارے کے بکثرت فیصلے احادیث و آثار اور فقہ کی کتابوں میں مستند ذرائع سے نقل ہوئے ہیں اور اکثر وبیشتر کے ساتھ وہ تفصیلی بحثیں بھی منقول ہوئی ہیں جو فیصلہ کرتے وقت صحابہ کی مجلس میں ہوئی تھیں۔ ان کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ادارہ پوری سختی کے ساتھ جس قاعدہ کلیہ کی پابندی کرتا تھا وہ یہ تھا کہ ہر معاملے میں سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کیا جائے، پھر یہ معلوم کیا جائے کہ اگر اس طرح کا کوئی معاملہ حضورؐ کے زمانے میں پیش آیا ہے تو آپؐ نے اس کے بارے میں کیا فیصلہ فرمایا ہے اور اپنی صواب دید پر صرف اس صورت میں فیصلہ کیا جائے جب کہ یہ دونوں ماخذ ہدایت خاموش ہوں۔ جس معاملے میں بھی اللہ کی کتاب سے کوئی آیت یا رسول اللہ ﷺ کی سنت سے کوئی نظیر ان کو مل گئی ہے۔ اس میں کبھی انہوں نے اس سے ہٹ کر کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ پورے دور صحابہ میں اس قاعدے کے خلاف ایک مثال بھی ہم کو نہیں ملتی۔ اگرچہ عملاً مملکت میں آخری فیصلے کے اختیارات اولی الامر ہی کو حاصل تھے لیکن قانوناً وہ قرآن اور سنت رسول اللہ ﷺ کو آخری فیصلہ کی سند تسلیم کرتے تھے اور مسلم معاشرہ بھی ان کے اقتدار کی اطاعت اس اطمینان واعتماد کی بنا پر کرتا تھا کہ وہ اپنے فیصلوں میں قرآن وسنت کی پیروی سے تجاوز نہ کریں گے۔ ان میں سے کسی کے ذہن میں یہ وہم وگمان تک نہ تھا کہ وہ نص قرآن کے خلاف کوئی قانون بنانے یا حکم دینے کے مجاز ہیں۔ اس طرح کسی کے حاشیۂ خیال میں بھی اس تصور نے کبھی راہ نہیں پائی کہ نبیؐ اپنے زمانے کے صاحب امر تھے اور ہم اپنے زمانے کے صاحب امر ہیں۔ ہم اس کے پابند نہیں ہیں کہ حضور نے اپنے دور حکومت میں احکام دیئے ہوں ان کے نظائر کی پیروی کریں۔ حضورؐ کی وفات کے بعد خلافت کا ادارہ جس روز وجود میں آیا اسی روز خلیفۂ اول نے اپنے خطبے میں اعلان کر دیا تھا کہ:

اَطِیْعُوْنِیْ مَا اَطَعْتُ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَاِنْ عَصَیْتُ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَلَا طَاعَۃَ لِیْ عَلَیْکُمْ۔ ’’میری اطاعت کرو جب تک کہ میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہوں اور اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو میرے لیے کوئی اطاعت تم پر نہیں ہے۔‘‘

اس اعلان سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ خلافت کا یہ ادارہ قائم ہی اس معاہدے پر ہوا تھا کہ خلیفہ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اور امت خلیفہ کی اطاعت کرے گی۔ دوسرے الفاظ میں امت پر خلیفہ کی اطاعت اس شرط کے

ساتھ مشروط تھی کہ وہ خدا اور رسول کے احکام کی پیروی کرے گا۔ اس شرط کے فوت ہوتے ہی امت پر سے خلیفہ کی اطاعت کا فریضہ آپ سے آپ ساقط ہو جاتا ہے۔

حدیث زیر بحث پورے مسلم معاشرے کو خطاب کر کے اسے علی الترتیب تین اطاعتوں کا ملتزم قرار دیتی ہے، پہلے خدا کی، پھر رسول کی، پھر ان اولی الامر کی، جو خود اس معاشرے میں سے ہوں۔ اور نزاعات کے بارے میں ہدایات کرتی ہے کہ فیصلے کے لیے خدا اور رسول کی طرف رجوع کرو۔ اس سے آیت کا جو منشا ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ معاشرے پر اصل طاعت خدا اور رسول کی واجب ہے اولی الامر کی اطاعت، خدا اور رسول کی اطاعت کے تابع ہے۔ نزاع صرف عوام کے درمیان ہی نہیں عوام اور اولی الامر کے درمیان بھی ہو سکتی ہے اور نزاع کی تمام صورتوں میں آخری فیصلہ کن اقتدار اولی الامر کا نہیں بلکہ خدا اور رسول کا ہے، ان کا جو حکم بھی ہو اس کے آگے عوام کو سر جھکا دینا چاہیے اور اولی الامر کو بھی۔

اب پہلا سوال یہ ہے کہ فیصلہ کے لیے خدا اور رسول کی طرف رجوع کرنے کا مطلب کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ خدا کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خدا خود سامنے موجود ہو اور اس کے حضور مقدمہ پیش کر کے فیصلہ حاصل کیا جائے، بلکہ اس سے مراد خدا کی کتاب سے یہ معلوم کرنا ہے کہ معاملہ متنازع فیہ میں اس کا حکم کیا ہے۔ اسی طرح رسول اللہؐ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ ذات رسولؐ سے براہ راست رجوع کیا جائے، بلکہ لامحالہ اس کا مطلب بھی یہی ہو سکتا ہے کہ حضورؐ کی تعلیمات اور آپ کے قول و عمل سے ہدایت حاصل کی جائے۔ یہ بات تو خود حضورؐ کی زندگی میں بھی ممکن نہ تھی کہ عدن سے لے کر تبوک تک، اور بحرین سے لے کر جدہ تک ساری مملکت اسلامیہ کا ہر باشندہ اپنے ہر معاملے کا فیصلہ براہ راست حضورؐ ہی سے کراتا ہو۔ اس زمانے میں بھی سنت رسول ہی کو احکام کا ماخذ ہونا چاہیے تھا۔

اس کے بعد دوسرا سوال یہ ہے کہ نزاعات میں خدا کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت سے فیصلہ حاصل کرنے کی صورت کیا ہو سکتی ہے؟ ظاہر بات ہے کہ یہ فیصلہ انسان ہی دیں گے، کتاب اور سنت خود تو نہیں بولیں گے۔ لیکن لامحالہ یہ انسان وہی ہونے چاہییں جن کے پاس کتاب و سنت کا قابل اعتماد علم ہو اور کتاب و سنت کی بنیاد پر فیصلہ کرنے والے بہر حال نزاع کے فریقین خود نہیں ہو سکتے، ان کے سوا کوئی تیسرا غیر جانب دار شخص یا ادارہ ایسا ہونا چاہیے جو ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ اب یہ بات نزاعات کی نوعیت پر منحصر ہے کہ کس قسم کی نزاع ایسی ہے جس کا فیصلہ ہر ذی علم آدمی کر سکتا ہے۔ دوسری قسم کی نزاع لازماً ایک عدالت چاہتی ہے اور بعض نزاعات اپنی نوعیت ہی کے لحاظ سے ایسی ہیں کہ ان کا حتمی فیصلہ اولی الامر کے سوا کوئی اور نہیں کر سکتا۔ مگر ان سب صورتوں میں فیصلے کا ماخذ کتاب اور سنت ہی کو ہونا چاہیے۔

یہ وہ بات ہے جو عقل عام کی مدد سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے بشرطیکہ اس کے ذہن میں کوئی اونچ نیچ نہ ہو۔ اب ایک نظر یہ بھی دیکھ لیجیے کہ دنیا کا معروف طریقہ اس آیت کے تجویز کردہ نظام اور اس کی عملی صورت کے سمجھنے میں ہماری کیا مدد کرتا ہے۔ دنیا میں آج قانون کی حکومت (Rule of Law) کا بڑا چرچا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ دنیا میں انصاف کے قیام کے لیے قانون کی بالاتری ناگزیر ہے۔ جس کے آگے بڑے اور چھوٹے سب یکساں ہوں اور جسے عامی اور حاکم اور خود حکومت پر بے لاگ طریقے سے نافذ کیا جائے۔ اس قانون کو چاہے ایک پارلیمنٹ ہی بنائے، مگر جب وہ قانون بن جائے تو جب تک وہ

قانون ہے خود پارلیمنٹ کو بھی اس کی پیروی کرنی چاہیے۔ اس حاکمیت قانون کے نظریے کو جہاں بھی عملی جامہ پہنایا گیا ہے وہاں لازماً چار چیزوں کا ہونا ضروری سمجھا گیا ہے:

ایک، ایسا معاشرہ جو قانون کا احترام کرنے والا ہو اور اس کی پیروی کا حقیقی ارادہ رکھتا ہو۔

دوسرے، معاشرے میں بکثرت ایسے لوگوں کا پایا جانا جو قانون کو جانتے ہوں، لوگوں کو قانون کی پیروی میں مدد دے سکتے ہوں، اور جن کا مجموعی علم اور رسوخ واثر اس بات کا ضامن ہو کہ نہ معاشرہ قانون کی راہ سے ہٹ سکے اور نہ سیاسی اقتدار کو اس سے ہٹنے کی جرأت ہو سکے۔

تیسرے، ایک بے لاگ عدلیہ جو عوام اور حکام اور حکومت کی باہمی نزاعات میں قانون کے مطابق ٹھیک ٹھیک فیصلے کرے۔

چوتھے، ایک بلند ترین اختیارات رکھنے والا ادارہ جو معاشرے کو پیش آنے والے تمام مسائل و معاملات کا آخری حل تجویز کرے اور وہی حل معاشرے میں قانون کی حیثیت سے نافذ ہو۔

ان حقائق کو نگاہ میں رکھ کر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ قرآن کی آیات دراصل اسلامی معاشرے میں قانون کی فرماں روائی ہی قائم کرتی ہیں اور ان پر عمل درآمد کے لیے وہی چار چیزیں درکار ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ فرق اگر ہے تو یہ کہ وہ جس قانون کی فرماں روائی قائم کرتی ہیں وہ فی الواقع اس کا مستحق ہے اور دنیا میں جن قوانین کی بالاتری قائم کی جاتی ہے وہ اس کے مستحق نہیں ہیں۔ وہ خدا اور رسول کے قانون کو بالاتر قانون قرار دیتی ہیں جس کے آگے سب کو سرتسلیم خم کر دینا چاہیے اور جس قانون پر ایمان لائے اور اپنے قلب وضمیر کے تقاضے سے اس کی اطاعت کرے۔ اس کا منشا پورا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ معاشرے میں اہل الذکر کی ایک کثیر تعداد پائی جاتی ہو جن کی مدد سے افراد معاشرہ اپنی زندگی کے معاملات میں ہر جگہ ہر وقت اس بالاتر قانون کی رہ نمائی حاصل کرتے رہیں اور جن کے ذریعہ سے رائے عام اس نظام کی حفاظت کے لیے ہمیشہ بیدار رہے۔ اس کا تقاضا یہ بھی ہے کہ ایک نظام عدالت موجود ہو جو عوام ہی کے درمیان نہیں بلکہ عوام اور ان کے حاکموں کے درمیان بھی بالاتر قانون کے مطابق فیصلے کرے۔ اور وہ اولی الامر کے ایک ایسے ادارے کی طالب بھی ہے جو خود اس بالاتر قانون کا تابع ہو اور معاشرے کی اجتماعی ضروریات اس کی تفسیر وتعبیر اور اس کے تحت اجتہاد کے آخری اختیارات استعمال کرے۔ (ترجمان القرآن۔ رجب ۱۳۷۷، اپریل ۱۹۵۸ء ص ۴۸۔ نظام اسلامی میں نزاعی امور کے فیصلے کا صحیح طریقہ)

یہ اپنے اجتہاد پر کتاب اللہ وسنت رسول کو مقدم رکھنا اور ہدایت حاصل کرنے کے لیے سب سے پہلے ان کی طرف رجوع کرنا ہی وہ چیز ہے جو ایک مسلمان جج اور ایک غیر مسلم جج کے درمیان وجہ امتیاز ہے۔ اسی طرح قانون سازی کے معاملے میں یہ بات قطعی طور پر متفق علیہ ہے کہ اولین ماخذ قانون خدا کی کتاب ہے اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی سنت۔ پوری امت کا اجماع تک ان دونوں کے خلاف یا ان سے آزاد نہیں ہو سکتا کجا کہ افراد امت کا قیاس و اجتہاد۔

یہ حکم مسلمانوں کے محض انفرادی معاملات تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ ان کے جملہ اجتماعی معاملات پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ درحقیقت یہ اسلامی آئین کی بنیادی دفعہ ہے جس کی پابندی سے نہ مسلمانوں کی حکومت آزاد ہو سکتی ہے، نہ ان کی عدالت اور نہ پارلیمنٹ۔ (تفہیم القرآن، ج ۵، الحجرات حاشیہ:۱)

مساوات کا سبق

۲۸۰-لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى اَعْجَمِيٍّ، وَلَا لِاَعْجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى وَلَا فَضْلَ لِلْاَنْسَابِ۔

''کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو عربی پر، نہ کسی گورے کو کالے پر اور نہ کالے کو گورے پر۔ ماسوا تقویٰ کے اور نسبی بنیادوں پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔''

تخریج:〈ا〉 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ وَسْطِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ خُطْبَةَ الْوَدَاعِ، فَقَالَ: يَاَيُّهَا النَّاسُ! اَلَا اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ، وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ۔ (۴۹)

تشریح: یعنی فضیلت دیانت اور تقویٰ پر ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ کوئی شخص چاندی سے پیدا کیا گیا ہو، اور کوئی پتھر سے اور کوئی مٹی سے۔ بلکہ سب انسان یکساں ہیں[۱]

معصیت سے اجتناب کا حق

۲۸۱-لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔

تخریج:〈ا〉 قَالَ حَمْزَةُ: وَ سَمِعْتُ اَبَا الْحَسَنِ الدَّارَ قُطْنِيَّ يَقُوْلُ: كَانَ يَتَّقِيْ لِسَانَ تَمَّامٍ، قَالَ اَبُو الْحَسَنِ: وَالصَّوَابُ اَنَّ الْوَرَكَانِيَّ حَدَّثَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔ (۵۰)

تشریح: کسی شخص کو معصیت کا حکم نہیں دیا جا سکتا اور نہ کسی پر یہ واجب یا اس کے لیے یہ جائز ہے کہ اس کو اگر معصیت کا حکم دیا جائے تو وہ اطاعت کرے۔ قانون قرآن کی رو سے اگر کوئی افسر اپنے ماتحت کو ناجائز کارروائیوں کا حکم دیتا ہے تو ماتحت کے لیے اس معاملے میں اطاعت جائز نہیں ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد مبارک ہے (**لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق**)

---

(۱) نظام فرعون کو قرآن نے جن وجوہ سے باطل قرار دیا ہے ان میں سے ایک یہ تھی کہ: **ان فرعون علا فی الارض و جعل اهلها شیعا یستضعف طائفة منهم (القصص:۴)** ''بیشک فرعون ملک میں بڑا مغرور ہو گیا تھا اور وہاں کے باشندوں کو گروہ گروہ بنا رکھا تھا اور ان میں سے ایک گروہ (بنی اسرائیل) کو اس قدر کمزور کر دیا تھا کہ...الخ

یعنی اسلام اس کا روادار نہیں کہ کسی معاشرہ میں انسانوں کو فوقانی اور تحتانی یا حکمران اور محکوم طبقوں میں بانٹا جائے۔

جن چیزوں کو خالق نے ناجائز ٹھہرایا ہے اور معصیت بتایا ہے کسی کو حق نہیں ہے کہ وہ ان کے ارتکاب کا کسی کو حکم دے۔ نہ حکم دینے والے کے لیے معصیت کا حکم دینا جائز ہے اور نہ کسی دوسرے شخص کے لیے ایسے حکم کی تعمیل جائز ہے۔

(اسلامی ریاست، انسان کے بنیادی حقوق ''معصیت سے اجتناب...'')

معاہدین سے معاملہ کیسا ہو؟

۲۸۲-لَعَلَّكُمْ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا فَتَظْهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ فَيَتَّقُوْنَكُمْ بِاَمْوَالِهِمْ دُوْنَ اَنْفُسِهِمْ وَ اَبْنَائِهِمْ (وَ فِيْ رِوَايَةٍ فَيُصَالِحُوْنَكُمْ عَلٰى صُلْحٍ) فَلَا تُصِيْبُوْا مِنْهُمْ فَوْقَ ذٰالِكَ فَاِنَّهٗ لَا يَصْلُحُ لَكُمْ۔ (ابو داؤد، کتاب الجهاد)

''اگر تم کسی قوم سے لڑو اور اس پر غالب آ جاؤ اور وہ قوم اپنی اور اپنی اولاد کی جان بچانے کے لیے تم کو خراج دینا منظور کر لے (ایک دوسری روایت میں ہے کہ) تم سے صلح نامہ طے کر لے تو پھر بعد میں اس مقررہ خراج سے ایک حبہ بھی زائد نہ لینا کیوں کہ وہ تمہارے لیے ناجائز ہوگا۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَا: اَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ هِلَالٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيْفٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَعَلَّكُمْ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا، فَتَظْهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ فَيَتَّقُوْنَكُمْ بِاَمْوَالِهِمْ دُوْنَ اَنْفُسِهِمْ وَ اَبْنَاءِ هِمْ، قَالَ سَعِيْدٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ، فَيُصَالِحُوْنَكَ عَلٰى صُلْحٍ، ثُمَّ اتَّفَقَا فَلَا تُصِيْبُوْا مِنْهُمْ شَيْئًا فَوْقَ ذٰلِكَ، فَاِنَّهٗ لَا يَصْلُحُ لَكُمْ۔ (۵۱)

〈۲〉 حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ الْمَهْرِيُّ، اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِيْ اَبُوْ صَخْرٍ الْمَدِيْنِيُّ، اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ اَخْبَرَهٗ، عَنْ عِدَّةٍ مِنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ آبَآئِهِمْ دِنْيَةً، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوِ انْتَقَصَهٗ اَوْ كَلَّفَهٗ فَوْقَ طَاقَتِهٖ اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ، فَاَنَا حَجِيْجُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (۵۲)

تشریح: اس (اسلام) کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ جب کسی قوم کے ساتھ کچھ شرائط طے ہو جائیں (خواہ وہ مرغوب ہوں یا نہ ہوں) تو اس کے بعد ان شرائط سے یک سر تجاوز نہ کیا جائے۔ بلا لحاظ اس کے کہ فریقین کی اعتباری حیثیت اور طاقت و قوت (Relative position) میں کتنا ہی فرق آ جائے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوِ انْتَقَصَهٗ اَوْ كَلَّفَهٗ فَوْقَ طَاقَتِهٖ اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (ابو داؤد، کتاب الجهاد) ''خبردار! جو شخص کسی معاہد پر ظلم کرے گا یا اس کے حقوق میں کمی کرے گا یا اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بار ڈالے گا، یا اس سے کوئی چیز اس کی مرضی کے خلاف وصول کرے گا، اس کے خلاف قیامت کے دن میں خود مستغیث بنوں گا۔''

مندرجہ بالا حدیث کے الفاظ عام ہیں اور ان سے یہ قاعدہ کلیہ مستنبط ہوتا ہے کہ معاہد ذمیوں کے ساتھ صلح نامہ میں جو شرائط طے ہو جائیں، ان میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، نہ ان پر خراج بڑھایا جاسکتا ہے، نہ ان کی زمینوں پر قبضہ کیا جاسکتا ہے، نہ ان کی عمارتیں چھینی جاسکتی ہیں نہ ان پر سخت فوج داری قوانین نافذ کیے جاسکتے ہیں، نہ ان کے مذہب میں دخل دیا جاسکتا ہے۔ نہ ان کی عزت و آبرو پر حملہ کیا جاسکتا ہے، اور نہ کوئی ایسا فعل کیا جاسکتا ہے جو ظلم یا انتقاص، یا تکلیف مالایطاق، یا اخذ بغیر طیب نفس کی حدود میں آتا ہو۔ انہی احکام کی بنا پر فقہاء اسلام نے صلحاً فتح ہونے والی قوموں کے متعلق کسی قسم کے قوانین مدون نہیں کیے ہیں اور صرف یہ عام قاعدہ وضع کر کے چھوڑ دیا ہے کہ ان کے ساتھ ہمارا معاملہ بالکل شرائط صلح کے مطابق ہوگا۔ امام ابو یوسف لکھتے ہیں۔

یُوْخَذُ مِنهُم مَا صُوْلِحُوْا عَلَیْهِ وَ یُوْفٰی لَهُمْ وَلَا یُزَادُ عَلَیْهِم۔ (کتاب الخراج، ص:۳۵) ''ان سے وہی لیا جائے گا جس پر ان کے ساتھ صلح ہوئی ہے، ان کے حق میں صلح کی شرائط پوری کی جائیں گی۔ اور ان پر کچھ اضافہ نہ کیا جائے گا۔''

ذمیوں کے عام حق

۲۸۳- اَنَا اَحَقُّ مَنْ وَفٰی بِذِمَّتِهٖ۔(۱)

''اپنے ذمہ کو وفا کرنے کا سب سے زیادہ حق دار میں ہوں۔''

تخریج:﴿۱﴾ **ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ الصَّفَّارُ، نَا الرَّمَادِیُّ ح و نا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ الْفَارِسِیُّ، نَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ، قَالَا: نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ الثَّوْرِیِّ، عَنْ رَبِیْعَةَ. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَیْلَمَانِیِّ یَرْفَعُهٗ: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَقَادَ مُسْلِمًا قَتَلَ یَهُوْدِیًّا، وَ قَالَ الرَّمَادِیُّ اَقَادَ مُسْلِمًا بِذِمِّیٍّ، وَ قَالَ: اَنَا اَحَقُّ مَنْ وَفٰی بِذِمَّتِهٖ۔** (۵۳)

ترجمہ: عبدالرحمٰن نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مسلمان سے یہودی کے قتل کرنے پر قصاص لیا۔ رمادی نے بیان کیا کہ آپ نے ایک ذمی کے قتل کرنے پر قصاص لیا۔ اور فرمایا کہ اپنے ذمے کو وفا کرنے کا سب سے زیادہ حق دار میں ہوں۔

﴿۲﴾ **نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَخْلَدٍ، نَا مُوْسَی بْنُ اِسْحَاقَ، نَا اَبُوْ بَکْرٍ نَا عَبْدُ الرَّحِیْمِ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ رَبِیْعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَیْلَمَانِیِّ، قَالَ: قَتَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ بِرَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ، وَ قَالَ: اَنَا اَحَقُّ مَنْ اَوْفٰی بِذِمَّتِهٖ۔** (۵۴)

---

(۱) عنایہ شرح ہدایہ: ۲۵۶/۸، دار قطنی نے یہی حدیث ابن عمرؓ کے حوالہ سے نقل کی ہے اور اس میں ''انا اکرم من و فی بذمته'' آیا ہے۔

(اسلامی ریاست، ص:۵۸۲)

〈۳〉 نا الْحَسَنُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ سَعِيْدِ الرَّهَاوِيُّ، اَخْبَرَنِیْ جَدِّیْ سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدِ الرَّهَاوِيُّ، اَنَّ عَمَّارَ(۱) بْنَ مَطَرٍ، حَدَّثَهُمْ نَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ الْاَسْلَمِيُّ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ ابْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَتَلَ مُسْلِمًا بِمُعَاهِدٍ، وَ قَالَ: اَنَا اَكْرَمُ مَنْ وَفٰى بِذِمَّتِهٖ۔ (۵۵)

تشریح: ذمی کے خون کی قیمت مسلمان کے خون کے برابر ہے۔ اگر کوئی مسلمان ذمی کو قتل کرے گا تو اس کا قصاص اسی طرح لیا جائے گا جس طرح مسلمان کو قتل کرنے کی صورت میں لیا جاتا ہے۔ نبی ﷺ کے زمانے میں ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کیا تو آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ ''اپنے ذمہ کو وفا کرنے کا سب سے زیادہ حق دار میں ہوں۔

ذمیوں سے جزیہ وخراج کی تحصیل میں رعایات

۲۸۴- اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِی الدُّنْيَا۔

(ابو داؤد، کتاب الخراج، باب الفیء والامارۃ)

''اللہ عزوجل ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ، قَالَ: نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ، قَالَ: مَرَّ بِالشَّامِ عَلٰى اُنَاسٍ وَ قَدْ اُقِيْمُوْا فِی الشَّمْسِ وَ صُبَّ عَلٰى رُؤُسِهِمُ الزَّيْتُ، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قِيْلَ: يُعَذَّبُوْنَ فِی الْخَرَاجِ، فَقَالَ: اَمَا اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِی الدُّنْيَا۔ (۵۶)

ایک دوسری روایت میں ہے:

〈۲〉 مَرَّ هِشَامُ بْنُ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ عَلٰى اُنَاسٍ مِّنَ الْاَنْبَاطِ بِالشَّامِ قَدْ اُقِيْمُوْا فِی الشَّمْسِ، فَقَالَ: مَا شَاْنُهُمْ؟ قَالُوْا: حُبِسُوْا فِی الْجِزْيَةِ، فَقَالَ هِشَامٌ: اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِی الدُّنْيَا۔ (۵۷)

تیسری روایت میں ہے:

〈۳〉 حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ قَالَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ

---

(۱) عمار بن مطر يكنى ابا عثمان الرهاوی، وثقه بعضهم، و منهم من وصفه بالحفظ، قال عبد الله بن سالم، ثنا عثمان بن مطر الرهاوی و كان حافظا للحديث، و قال ابن حبان: كان يسرق الحديث، و قال العقيلی: يحدث عن الثقات بمناكير، و قال ابو حاتم الرازی: كان يكذب، و قال ابن عدی: احاديثه بواطيل، و قال دار قطنی: ضعيف، كذا فی الزيلعی۔

(دار قطنی: ۱۳۴/۳۔ حاشیہ: ۱۰۴)

ابْنِ زُبَیْرٍ اَنَّ هِشَامَ بْنَ حَکِیْمٍ وَجَدَ رَجُلاً وَ هُوَ عَلٰی حِمْصَ یُشَمِّسُ نَاسًا مِنَ النَّبُطِ فِیْ اَدَاءِ الْجِزْیَةِ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ یُعَذِّبُ الَّذِیْنَ یُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِی الدُّنْیَا۔ (۵۸)

پس منظر: ہشام بن حکیم نے ایک سرکاری افسر کو دیکھا کہ وہ ایک قبطی کو جزیہ وصول کرنے کے لیے دھوپ میں کھڑا کر رہا ہے۔اس پر انہوں نے ملامت کی اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے۔'' اللہ عزوجل ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔''

حقوق شہریت

۲۸۵– جان، مال اور آبرو کی حفاظت

اِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَ اَمْوَالَکُمْ وَ اَعْرَاضَکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا۔(۱)

''تمہاری جانیں اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں ویسی ہی حرمت رکھتی ہیں جیسی حج کے اس دن کی حرمت ہے۔''

تشریح: شہریوں کا اولین حق اسلام میں یہ ہے کہ ان کے جان، مال اور آبرو کی حفاظت کی جائے اور جائز قانونی وجوہ کے سوا اور کسی وجہ سے ان پر ہاتھ نہ ڈالا جائے۔اس چیز کو نبی ﷺ نے بکثرت احادیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپؐ نے اپنا وہ مشہور خطبہ دیا تھا جس میں اسلامی نظام زندگی کے قواعد بیان فرمائے تھے۔اس میں آپؐ نے فرمایا کہ'' تمہاری جانیں اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں ویسی ہی حرمت رکھتی ہیں جیسی حج کے اس دن کی حرمت ہے۔''

اس حرمت میں استثناء صرف ایک ہے اور اسے نبی ﷺ ایک اور حدیث میں **الا بحق الاسلام** کے الفاظ سے ادا فرماتے ہیں۔یعنی اسلام کے قانون کی رو سے اگر کسی شخص پر جان یا مال یا آبرو کا کوئی حق واجب ہوتا ہو تو وہ اس سے قانون کے مقرر کردہ طریقے کے مطابق وصول کیا جائے گا۔

۲۸۶– خَلُّوْا لَهٗ جِیْرَانَهٗ۔

''اس کے ہمسایوں کو رہا کر دو۔''

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ، وَ مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ: حَدَّثَنِیْ اِسْمَاعِیْلُ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَکِیْمٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ: اَنَّ اَخَاهُ اَوْ عَمَّهٗ، وَ قَالَ مُؤَمَّلٌ:

---

(۱) اس حدیث کی تخریج دوسرے مقام پر آچکی ہے۔

اَنَّهٗ قَامَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَ هُوَ یَخْطُبُ، فَقَالَ: جِیْرَانِیْ بِمَا اُخِذُوْا، فَاَعْرَضَ عَنْهُ، مَرَّتَیْنِ، ثُمَّ ذَکَرَ شَیْئًا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَمْ یَذْکُرْ مُؤَمَّلٌ وَ هُوَ یَخْطُبُ خَلُّوْا لَهٗ جِیْرَانَهٗ۔ (۵۹)

〈۲〉 حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ قَالَ قَدِمَ عَلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ: لَقَدْ جِئْتُکَ لِاَمْرٍ مَالَهٗ رَأْسٌ وَلَا ذَنَبٌ، فَقَالَ: عُمَرُ: مَا هُوَ؟ قَالَ: شَهَادَاتُ الزُّوْرِ ظَهَرَتْ بِاَرْضِنَا، فَقَالَ عُمَرُ: اَوَقَدْ کَانَ ذٰلِکَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ عُمَرُ: وَاللّٰهِ لَا یُؤْسَرُ رَجُلٌ فِی الْاِسْلَامِ بِغَیْرِ الْعُدُوْلِ۔ (۶۰)

پس منظر: ابوداؤد میں یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ مدینے میں کچھ لوگ شبہ کی بنا پر گرفتار کیے گئے تھے۔ ایک صحابی نے عین خطبہ کے دوران میں اٹھ کر نبی ﷺ سے سوال کیا کہ میرے ہمسایوں کو کس قصور میں پکڑا گیا ہے؟ نبی ﷺ نے دو مرتبہ اس کے اس سوال کو سن کر سکوت فرمایا تا کہ کوتوال شہر اگر گرفتاری کے لیے کوئی معقول وجوہ رکھتا ہے تو اٹھ کر بیان کرے۔ لیکن جب تیسری مرتبہ ان صحابی نے اپنے سوال کا اعادہ کیا اور کوتوال نے کوئی وجہ بیان نہ کی تو آپؐ نے حکم دیا کہ اس کے ہمسایوں کو رہا کر دو۔(۱)

تشریح: دوسرا اہم حق شخصی آزادی کی حفاظت ہے۔ اسلام میں کسی شخص کی آزادی معروف قانونی طریقے پر اس کا جرم ثابت کیے بغیر اور اسے صفائی کا موقع دیئے بغیر سلب نہیں کی جاسکتی۔

یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ جب تک کسی شخص پر ایک متعین الزام لگا کر اس کو ثابت نہ کر دیا جائے اسے قید نہیں کیا جاسکتا۔ امام خطابی اپنی معالم السنن میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اسلام میں حبس دو ہی قسم کا ہے۔ ایک حبس عقوبت یعنی یہ کہ عدالت سے سزا پا کر کوئی شخص قید کیا جائے، دوسرے حبس استظہار، یعنی ملزم کو بغرض تفتیش روک رکھنا۔ اس کے سوا حبس کی کوئی صورت اسلام میں نہیں ہے(۲) یہی بات امام ابو یوسفؒ نے بھی اپنی کتاب ''الخراج'' میں بھی لکھی ہے کہ ''کسی شخص کو محض تہمت کی بنا پر قید نہیں کیا جاسکتا۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو مجرد الزام پر قید نہیں کر دیا کرتے تھے۔ ضروری ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ عدالت میں حاضر ہوں۔ مدعی اپنا ثبوت پیش کرے اور اگر وہ اپنا الزام ثابت نہ کر سکے تو مدعا علیہ کو چھوڑ دیا جائے(۳) حضرت عمر رضی اللہ نے بھی ایک مقدمہ کا فیصلہ کرتے ہوئے یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے کہ (**لا یؤسر رجل فی الاسلام بغیر عدل**) (۴) (اسلامی ریاست، حقوق شہریت)

---

(۱) ابوداؤد۔ کتاب القضاء۔

(۲) معالم السنن۔ کتاب القضاء۔

(۳) کتاب الخراج، ص: ۱۰۷۔

(۴) مؤطا باب شرط الشاہد۔

شہریوں کو بنیادی ضروریات زندگی فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے

۲۸۷- اَلسُّلْطَانُ وَلِیُّ مَنْ لَّا وَلِیَّ لَهٗ.

''حکومت ہر اس شخص کی ولی (دست گیر و مددگار) ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو۔''

تخریج: (ا) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّمَا امْرَاَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَاِنْ دَخَلَ بِهَا فَالْمَهْرُ لَهَا بِمَا اَصَابَ مِنْهَا۔ فَاِنْ تَشَاجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَّا وَلِيَّ لَهٗ۔ (٦١)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے۔ تین مرتبہ یہ ارشاد آپ نے فرمایا پھر اگر وہ مرد اس عورت سے لطف اندوز ہو چکا ہو تو پھر یہ عورت مہر کی حق دار ہے اس لذت کے عوض جو وہ مرد اٹھا چکا ہے۔ اگر ان میں جھگڑا کھڑا ہو جائے تو پھر سلطان (یعنی سربراہ مملکت اور حکومت) اس کی سرپرست ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو۔

۲۸۸- تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَاءِ هِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَاءِ هِمْ. (بخاری و مسلم)

''ان کے مال داروں سے لی جائے گی اور ان کے محتاجوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِيْنَ بَعَثَهٗ اِلَى الْيَمَنِ، اِنَّكَ سَتَاْتِيْ قَوْمًا اَهْلَ الْكِتَابِ فَاِذَا جِئْتَهُمْ، فَادْعُهُمْ اِلٰى اَنْ يَّشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ، فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لَكَ بِذَالِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَ تُرَدُّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لَكَ فَاِيَّاكَ وَ كَرَآئِمَ اَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ، فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ۔ (٦٢)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جب معاذ بن جبل کو یمن میں گورنر بنا کر بھیجا تو ان سے فرمایا کہ تم

ایسے لوگوں کے پاس جارہے ہو جو اہل کتاب ہیں۔ جب تم ان کے پاس پہنچو تو پہلے انہیں اس کی دعوت دو کہ وہ اس بات کی شہادت دیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی مستحق عبادت نہیں ہے اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، اگر وہ تیری یہ دعوت تسلیم کرلیں تو پھر ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض قرار دی ہیں۔ اگر وہ یہ بھی تسلیم کرلیں تو پھر ان کو خبر دو کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ بھی فرض کی ہے جو ان ہی کے اغنیاء سے لی جائے گی اور انہی کے فقراء میں تقسیم کردی جائے گی اگر وہ تمہاری یہ دعوت بھی مان لیں تو تمہیں ان کے اچھے اور عمدہ اموال سے بچنا چاہیے اور مظلوم کی بددعا سے بچنا چاہیے کیوں کہ مظلوم انسان اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے۔

تشریح: ایک اور حق جس پر اسلام میں بہت زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اسٹیٹ اپنی حدود میں کسی شہری کو زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم نہ رہنے دے۔ اسی غرض کے لیے اسلام میں زکوٰۃ فرض کی گئی ہے جس کے متعلق نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ:

تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَاءِ هِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِهِمْ۔ (بخاری و مسلم) ”ان کے مال داروں سے لی جائے گی اور ان کے محتاجوں میں تقسیم کردی جائے گی۔“

اور ایک دوسری حدیث میں آپؐ فرماتے ہیں کہ:

مَنْ تَرَکَ کَلًّا فَاِلَیْنَا۔ (بخاری و مسلم) ”جس مرنے والے نے ذمہ داریوں کا کوئی بار (مثلاً قرض یا بے سہارا کنبہ) چھوڑا ہو وہ ہمارے ذمے ہے۔“

اس معاملے میں اسلام نے ذمی شہریوں اور مسلم شہریوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا ہے۔ وہ مسلمان کی طرح ذمی کو بھی اس امر کی ضمانت دیتا ہے کہ اسٹیٹ اس کو بھوکا، ننگا اور بے ٹھکانہ نہ رہنے دے گا۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ ایک ذمی کو بھیک مانگتے دیکھا تو آپؓ نے فوراً اس کا جزیہ معاف کرکے اس کا وظیفہ مقرر کیا اور اپنے افسر خزانہ کو لکھا:

وَاللّٰهِ مَا اَنْصَفْنَاهُ اَنْ اَکَلْنَا شَبِیْبَتَهٗ ثُمَّ نَخْذُلُهٗ عَنِ الْهَرَمِ۔ (کتاب الخراج لابی یوسف، ص:۷۲)

”خدا کی قسم ہم نے اس سے انصاف نہ کیا جوانی میں اس سے فائدہ اٹھایا اور بڑھاپے میں اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔“

حضرت خالدؓ نے حیرہ کے غیر مسلموں کو جو وثیقہ لکھ کر دیا تھا اس میں یہ صراحت تھی کہ جو شخص بوڑھا ہو جائے گا یا جو کسی آفت کا شکار ہو گا یا جو مفلس ہو جائے گا اس سے جزیہ وصول کرنے کے بجائے مسلمانوں کے بیت المال سے اس کی اور اس کے کنبے کی کفالت کی جائے گی۔ (اسلامی ریاست، حقوق شہریت)

علاقۂ غیر میں رہنے والے مسلمان کی کوئی دیت نہیں

۲۸۹— نبی ﷺ اسامہ بن زید کو ایک سریہ کا افسر بنا کر حرقات کی طرف بھیجتے ہیں وہاں ایک شخص لا الہ الا اللہ کہہ کر جان بچانا چاہتا ہے۔ مگر مسلمان اس کو قتل کر دیتے ہیں، حضورؐ کو اس کی اطلاع ہوتی ہے تو اسامہ کو بلا کر آپ بار بار فرماتے ہیں ”من لک

بلا اله الا اللّٰه يوم القيمة'' قیامت کے روز تجھے لا الہ الا اللہ کے مقابلے میں کون بچائے گا'' مگر اس مقتول کی دیت ادا کرنے کا حکم نہیں دیتے۔(۱)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَ عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ، المعنى، قَالَا: ثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنْ اَبِیْ ظَبْيَانَ، ثَنَا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً اِلَى الْحُرَقَاتِ(۲) فَنَذِرُوْا بِنَا، فَهَرَبُوْا، فَاَدْرَكْنَا رَجُلًا، فَلَمَّا غَشَّيْنَاهُ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَضَرَبْنَاهُ حَتّٰى قَتَلْنَاهُ، فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَنْ لَكَ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّمَا قَالَهَا مَخَافَةَ السِّلَاحِ، قَالَ: اَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ حَتّٰى تَعْلَمَ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ قَالَهَا اَمْ لَا؟ مَنْ لَكَ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى وَدِدْتُّ اِنِّیْ لَمْ اُسْلِمْ اِلَّا يَوْمَئِذٍ۔ (٦٣)

ترجمہ: اسامہ بن زید سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ میں حرقات کی طرف بھیجا (ہماری آمد کی اطلاع پا کر) وہ چوکنے ہوگئے اور بھاگ گئے۔ہم نے ایک آدمی پالیا۔ جب ہم نے اس پر قابو پایا تو اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا مگر ہم نے پھر اسے قتل کر دیا۔ اس واقعہ کا ذکر میں نے نبی ﷺ کے سامنے کیا تو آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ کے مقابلہ میں قیامت کے روز تجھے کون بچائے گا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول اس نے اسلحہ کے ڈر سے لا الہ الا اللہ کہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا ہے کہ تمہیں معلوم ہوا کہ اس نے اس وجہ سے کہا یا کسی اور وجہ سے؟ آپ یہ جملہ دہراتے رہے کہ میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا۔

۲۹۰۔ ایسے ہی ایک دوسرے موقع پر حدودِ اسلامی سے باہر رہنے والے چند مسلمان مارے جاتے ہیں تو حضورؐ فرماتے ہیں ''اَنَا بَرِیْءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيْمُ بَيْنَ اَظْهُرِ الْمُشْرِكِيْنَ'' میں ہر ایسے مسلمان کی حفاظت سے بری الذمہ ہوں جو مشرکین کے درمیان رہتا ہو(۳)''

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ، ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنْ اِسْمَاعِيْلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيْرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً اِلٰى خَثْعَمٍ فَاعْتَصَمَ نَاسٌ مِّنْهُمْ بِالسُّجُوْدِ، فَاَسْرَعَ فِيْهِمُ الْقَتْلَ، قَالَ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ ﷺ فَاَمَرَ لَهُمْ بِنِصْفِ الْعَقْلِ، وَ قَالَ: اَنَا بَرِیْءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيْمُ بَيْنَ اَظْهُرِ الْمُشْرِكِيْنَ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لِمَ؟ قَالَ: لَا تَرَاءَ ی نَارَاهُمَا۔ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ: (٦٤)

ترجمہ: حضرت جریر بن عبد اللہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ خثعم قبیلہ کی طرف بھیجا۔ چند لوگوں نے جو

---

(۱) ابو داؤد، باب علی ما یقاتل المشرکین۔

(۲) الحرقات قبائل جہینہ میں سے ایک قبیلہ کا نام۔ (مرتب)

(۳) ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب النهی عن قتل من اعتصم بالسجود۔ اس دوسرے واقعہ میں حضورؐ نے مقتولوں کی نصف دیت دلوائی تھی۔ اغلب ہے کہ آپ کا یہ فعل اس آیت کے نزول سے پہلے کا ہوگا۔ جس میں ایسے مقتول کی دیت ساقط کی گئی ہے۔

مسلمان ہو چکے تھے سر بسجود ہو کر اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی مگر لوگوں نے جلدی سے انہیں مار دیا۔ یہ اطلاع نبی ﷺ تک پہنچی تو آپ نے ان کے وارثوں کو نصف دیت دینے کا حکم جاری فرمایا نیز یہ بھی فرمایا کہ میں ہر ایسے مسلمان کی حفاظت سے بری الذمہ ہوں جو مشرکین کے درمیان رہتا ہو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا کیوں آپ نے فرمایا دیکھتے نہیں دونوں کی آگ جدا جدا ہے۔

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدُوسِ بْنِ كَامِلٍ السِّرَاجُ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ اَبَانَ، ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً اِلٰى خَثْعَمٍ فَاعْتَصَمَ نَاسٌ مِنْهُمْ بِالسُّجُوْدِ، فَاَسْرَعَ فِيْهِمُ الْقَتْلُ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَاَمَرَ لَهُمْ بِنِصْفِ الْعَقْلِ وَ قَالَ: اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُّقِيْمُ بَيْنَ ظَهْرَانَیِ الْمُشْرِكِيْنَ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلِمَ؟ قَالَ: لَا تَرَاءَ ى نَارَاهُمَا۔ (٦٥)

معاہد قوم کا جان و مال کب مباح ہوتا ہے؟

اس حکم سے صرف وہ حالت مستثنٰی ہے جب کہ کسی معاہد قوم نے علانیہ اپنا معاہدہ توڑ دیا ہو اور صریح طور پر ہمارے حقوق پر کوئی دست درازی یا ہمارے خلاف کوئی محاربانہ کارروائی کی ہو۔ ایسی حالت میں ہم کو حق پہنچتا ہے کہ ہم بھی اس کے خلاف بلا اطلاع جنگی کارروائی کریں۔ فقہائے اسلام نے اس کے لیے نبی ﷺ کے اس فعل سے استشہاد کیا ہے کہ قریش نے جب بنی خزاعہ کے معاملہ میں صلح حدیبیہ کو علانیہ توڑ دیا تو آپ نے پھر انہیں فسخ معاہدہ کا نوٹس دینے کی کوئی ضرورت نہ سمجھی بلکہ بلا اطلاع مکہ پر چڑھائی کر دی۔ لیکن اس اجازت سے فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم ان تمام حالات کو سامنے رکھیں جن میں حضورؐ نے نبذ عہد کو ضروری نہ سمجھا تھا اور اس پورے طرز عمل کی پیروی کریں جو ایسی حالت میں آپ نے اختیار کیا۔

اولاً: قریش کی خلاف ورزی ایسی صریح تھی کہ نقض عہد ہونے میں کسی قسم کا التباس نہ تھا۔ خود قریش کے لوگ بھی اس کے معترف تھے کہ فی الواقع ان سے بدعہدی کا فعل سرزد ہوا ہے۔ چناں چہ انہوں نے ابوسفیان کو تجدید عہد کے لیے مدینہ بھیجا۔ جس کے صاف معنی یہ تھے کہ ان کے نزدیک بھی عہد باقی نہیں رہا تھا۔ تاہم یہ بات ضروری نہیں ہے کہ خود ناقض عہد قوم کی طرف سے بھی نقض عہد کا اعتراف ہو۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ اس کا نقض عہد بالکل غیر مشتبہ ہو۔

ثانیاً: نبی ﷺ نے ان کی طرف سے عہد ٹوٹ جانے کے بعد پھر اپنی طرف سے صراحتاً یا اشارتاً یا کنایتاً کوئی ایسا فعل نہیں کیا جس سے یہ ایما نکلتا ہو کہ اس بدعہدی کے باوجود آپ ابھی تک قریش کو ایک معاہد قوم سمجھتے ہیں اور اس کے ساتھ آپ کے معاہدانہ روابط اب بھی قائم ہیں۔ تمام روایات بالاتفاق یہ بتاتی ہیں کہ جب ابوسفیان نے مدینہ آ کر تجدید معاہدہ کی درخواست پیش کی تو آپ نے اسے قبول نہیں کیا۔

ثالثاً: قریش کے خلاف جنگی کارروائی آپ نے خود کی اور کھلم کھلا کی۔ کسی ایسی فریب کاری کا شائبہ تک آپ کے طرز عمل میں نہیں پایا جاتا کہ آپ نے بظاہر صلح و بباطن جنگ کا کوئی طریقہ استعمال کیا ہو۔

یہ اس معاملہ میں حضورؐ کا اسوۂ حسنہ ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کے حکم **فانبذ الیھم علی سواء** سے ہٹ کر اگر کوئی کارروائی کی جاسکتی ہے تو صرف ان حالات میں اور اسی طرح کی جاسکتی ہے۔ جن میں اور جس طرح حضورؐ نے ایسی کارروائی کی۔

(سود، کفار کی اقسام ''اہل غدر'')

شہریوں پر حکومت کے حقوق

۲۹۱- بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي النَّشَاطِ وَالْكَسْلِ وَ عَلَى النَّفَقَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَ عَلَى الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ عَلٰى اَنْ نَّقُوْلَ فِي اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا نَخَافُ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔

رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اس بات پر بیعت[1] لی تھی کہ ہم چستی اور سستی ہر حال میں سمع وطاعت پر قائم رہیں گے خوشحالی اور

---

(۱) اصطلاح میں بیعت سے مراد اطاعت اور پیروی کا اقرار ہے اس کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وہ بیعت جو کسی خاص موقع پر کسی خاص معاملہ کے لیے ہو۔ جیسے بیعت الرضوان تھی کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی افواہ سن کر حضورؐ نے اہل مکہ سے جنگ کا ارادہ فرمایا اور اس وقت صحابہؓ سے اس امر پر بیعت لی کہ وہ پیش آمدہ مہم میں آپ کے ساتھ جاں فروشی کریں گے۔

(۲) دوسری وہ بیعت جو تزکیۂ نفس اور اصلاح اخلاق وروحانیت کی نیت ایک مرشد ومعلم اس شخص سے لیتا ہے جو اس کے پاس تربیت حاصل کرنے کے لیے آئے۔ یہ وہ بیعت تھی جو بالعموم اس شخص کی کرنی پڑتی تھی جو نبی ﷺ کے ہاتھ پر ایمان لاتا تھا۔ آپ اس سے اقرار کراتے تھے کہ وہ شرک، زنا، چوری وغیرہ سے پرہیز کرے گا، اور جو احکام خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ پہنچائیں گے ان کی اطاعت کرے گا۔ اس بیعت کے لینے کا حق یا تو نبی کو پہنچتا ہے یا اس شخص کو جو نبی کے طریقہ پر ہو۔ یعنی طریقۂ نبوی کا صحیح علم بھی رکھتا ہو، اس پر خود بھی عامل ہو اور بیعت لینے سے اصلاح وارشاد کے سوا قطعاً کوئی دوسری نیت نہ رکھتا ہو۔

(۳) تیسری بیعت وہ ہے جو اسلامی جماعت کے امیر یا امام کے ہاتھ پر کی جاتی ہے۔ اس کی نوعیت یہ ہے کہ جب تک امیر یا امام اللہ اور رسول کا مطیع ہے اس وقت تک جماعت کے تمام ارکان پر اس کی اطاعت فرض ہے۔ ''**من مات و ليس في عنقه بيعة**'' اور دوسری تمام احادیث میں جس بیعت کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے ان میں سے مراد تیسری بیعت ہے، کیوں کہ اس پر اسلامی جماعت کی زندگی اور اس کے نظام کا قیام منحصر ہے۔ اس سے الگ ہونے یا الگ رہنے کے معنی یہ ہیں کہ نبی ﷺ جس کام کے لیے تشریف لائے تھے اور جس امر عظیم کا بار آپؐ امت پر چھوڑ گئے ہیں اس کو نقصان پہنچایا جائے یا ختم کر دیا جائے۔

صوفیائے کرام میں جو بیعت رائج رہی ہے وہ دوسری قسم کی ہے، اور وہ کوئی ضروری چیز نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص دین کا علم حاصل اور احکام کو سمجھ کر ان کی پیروی کرنے کی کوشش کرے، بغیر اس کے کہ کسی روحانی مربی کی بیعت اس کی گردن میں ہو، تو وہ نہ کوئی گناہ کرتا ہے نہ آخرت میں اس سے کوئی باز پرس اس امر کی ہوگی کہ اس نے کسی پیر کا ہاتھ کیوں نہیں پکڑا۔ البتہ اگر کوئی دیندار متبع شریعت صاحب اخلاق فاضلہ شخص اس کو مل جائے جس کی زندگی کو دیکھ کر اسے یقین ہو جائے کہ فی الواقع وہ جانشین پیمبر ہونے کا شرف رکھتا ہو، تو اس کے ہاتھ پر بیعت کر لینا فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ بشرطیکہ بیعت کرنے والا خود بھی دین کا علم رکھتا ہو، اور اپنے شیخ کا اندھا مقلد نہ ہو اور شیخ سے بشری کمزوری کی بنا پر اگر شریعت کے خلاف کچھ باتیں سرزد ہو جائیں تو مرید عقیدت مندی میں ان غلط باتوں میں بھی شیخ کی پیروی کرتا نہ چلا جائے۔ رہی موجودہ زمانے کی پیری مریدی جس میں اصلاح وارشاد کا نام ونشان بھی نہیں ہوتا بلکہ بزرگوں کی گدیوں پر بیٹھ کر ان کے نالائق بے علم بداعمال جانشین اللہ کے بندوں کو اپنا بندہ بناتے ہیں، اور لوگوں کو اس دھوکہ میں ڈالتے ہیں کہ بس ہمارا ہاتھ پکڑ لینے کے بعد تمہارے لیے جنت واجب ہو جائے گی، اور مریدوں سے اس طرح نذرانے وصول کرتے ہیں کہ گویا کہ وہ زمیندار ہیں اور اپنے اسامیوں سے لگان وصول کر رہے ہیں، تو ایسی پیری مریدی کا واجب ہونا تو درکنار، یہ جائز بھی نہیں ہے یہ تو ایک مصیبت ہے بلکہ میرے نزدیک اس کا شمار کبائر میں ہے۔ میں ان پیروں کو بدترین مجرم اور ان کے مریدوں کو سخت گمراہ سمجھتا ہوں۔ اگر میرے ہاتھ میں طاقت ہوتی تو میں بالجبر اس گمراہی کو روک دیتا۔ (مکاتیب سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، حصہ دوم، ص: ۲۱ تا ۲۳)

تنگ حالی، دونوں حالتوں میں راہ خدا پر خرچ کریں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور بدی سے منع کریں گے، اللہ کی خاطر حق بات کہیں گے اور اس معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ (تفہیم القرآن، ج ۵، الحدید، حاشیہ: ۱۲)

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِی اَبِی، ثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ اَبُو الْيَمَانِ، ثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ ابْنِ خُثَيْمٍ، حَدَّثَنِی اِسْمَاعِيلُ بْنُ عُبَيْدِ الْاَنْصَارِیُّ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، فَقَالَ عُبَادَةُ (بْنُ الصَّامِتِ) لِاَبِی هُرَيْرَةَ: يَا اَبَا هُرَيْرَةَ! اِنَّكَ لَمْ تَكُنْ مَعَنَا اِذْ بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّا بَايَعْنَاهُ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِی النَّشَاطِ وَالْكَسَلِ وَ عَلَى النَّفَقَةِ فِی الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ وَ عَلَى الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْیِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ عَلٰی اَنْ نَقُولَ فِی اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی وَلَا نَخَافُ لَوْمَةَ لَائِمٍ فِيهِ وَ عَلٰی اَنْ نَنْصُرَ النَّبِیَّ ﷺ اِذَا قَدِمَ عَلَيْنَا يَثْرِبَ فَنَمْنَعُهُ مِمَّا نَمْنَعُ مِنْهُ اَنْفُسَنَا وَ اَزْوَاجَنَا وَ اَبْنَاءَ نَا وَ لَنَا الْجَنَّةُ۔ (۶۶)

۲۹۲-اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِی الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ۔

”سننا اور ماننا پڑے گا، تنگی اور فراخی اور خوشگواری اور ناخوشگواری میں۔“

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِی، مَالِكٌ عَنْ يَحْیَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِی عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ، قَالَ: اَخْبَرَنِی اَبِی عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِی الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَ اَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهُ، وَ اَنْ نَقُومَ اَوْ نَقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُ مَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔ (۶۷)

تشریح: شہریوں پر ریاست کے جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان میں سے پہلا حق اطاعت کا ہے۔ جس کے لیے اسلام میں ”سمع وطاعت“ کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ نبی ﷺ نے اس کے متعلق صراحت فرمائی ہے کہ ”سننا اور ماننا پڑے گا“، تنگی اور فراخی اور خوشگواری اور ناخوشگواری میں۔ یعنی خواہ کوئی حکم آدمی کو گوارا ہو یا ناگوار اور خواہ کوئی شخص اس کو بآسانی بجا لا سکے یا دشواری سے، بہر حال اسے اطاعت کرنی پڑے گی۔ (اسلامی ریاست، شہریوں پر حکومت کے حقوق)

عہدہ اور اقتدار کی طلب وحرص کا ممنوع ہونا

۲۹۳-اَنَا وَاللّٰهِ لَا نُوَلِّی عَلٰی عَمَلِنَا هٰذَا اَحَدًا سَاَلَهُ اَوْ حَرَصَ عَلَيْهِ۔(۱)

”بخدا ہم اپنی اس حکومت کا منصب کسی ایسے شخص کو نہیں دیتے جو اس کا طالب ہو، یا اس کا حریص ہو۔“

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی بُرْدَةَ، عَنْ اَبِی بُرْدَةَ، عَنْ اَبِی مُوسٰی، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ اَنَا وَ رَجُلَيْنِ مِنْ قَوْمِی،

(۱) بخاری کتاب الاحکام، باب ۷۔ مسلم کتاب الامارۃ باب ۳۔

فَقَالَ اَحَدُ الرَّجُلَیْنِ اَمِّرْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَ قَالَ الْاٰخَرُ مِثْلَهٗ فَقَالَ: اِنَّا لَا نُوَلِّیْ هٰذَا الْاَمْرَ مَنْ سَاَلَهٗ وَلَا مَنْ حَرَصَ عَلَیْهِ۔ (٦٨)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِیَّةَ، ثَنَا خَالِدٌ، عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ، عَنْ اَخِیْهِ، عَنْ بِشْرِ بْنِ قُرَّةَ الْکَلْبِیِّ، عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی، قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ رَجُلَیْنِ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَتَشَهَّدَ اَحَدُهُمَا۔ ثُمَّ قَالَ: جِئْنَا لِتَسْتَعِیْنَ بِنَا عَلٰی عَمَلِکَ، وَ قَالَ الْاٰخَرُ مِثْلَ قَوْلِ صَاحِبِهٖ، فَقَالَ: اِنَّ اَخْوَنَکُمْ عِنْدَنَا مَنْ طَلَبَهٗ۔ فَاعْتَذَرَ اَبُوْ مُوْسٰی اِلَی النَّبِیِّ ﷺ، وَ قَالَ: لَمْ اَعْلَمْ لِمَا جَاءَ لَهٗ، فَلَمْ یَسْتَعِنْ بِهِمَا عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی مَاتَ۔ (٦٩)

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، ثَنَا یَحْیَ بْنُ سَعِیْدٍ، ثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، ثَنَا حُمَیْدُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنِیْ اَبُوْ بُرْدَةَ، قَالَ: قَالَ اَبُوْ مُوْسٰی: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَنْ نَسْتَعْمِلَ، اَوْلَا نَسْتَعْمِلُ عَلٰی عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَهٗ۔ (٧٠)

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّکَ اِنْ اُوْتِیْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُکِلْتَ اِلَیْهَا۔ وَ اِنْ اُوْتِیْهَا عَنْ غَیْرِ مَسْأَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَیْهَا، وَ اِذَا حَلَفْتَ عَلٰی یَمِیْنٍ فَرَأَیْتَ غَیْرَهَا خَیْرًا مِّنْهَا فَکَفِّرْ عَنْ یَّمِیْنِکَ وَائْتِ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ۔ (٧١)

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنْ اُعْطِیْتَهَا عَنْ مَسْأَلَهٍ وُکِلْتَ اِلَیْهَا، وَ اِنْ اُعْطِیْتَهَا مِنْ غَیْرِ مَسْأَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَیْهَا وَ اِذَا حَلَفْتَ عَلٰی یَمِیْنٍ، فَرَأَیْتَ غَیْرَهَا خَیْرًا مِّنْهَا، فَاْتِ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ وَ کَفِّرْ عَنْ یَّمِیْنِکَ۔ (٧٢)

تشریح: یہ قاعدہ بھی اس ریاست کے قواعد میں سے تھا کہ حکومت کے ذمہ دارانہ مناصب کے لیے عموماً اور خلافت کے لیے خصوصاً وہ لوگ سب سے زیادہ غیر موزوں ہیں جو خود عہدہ حاصل کرنے کے طالب ہوں اور اس کے لیے کوشش کریں۔
نبی ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اَخْوَنَکُمْ عِنْدَنَا مَنْ طَلَبَهٗ (۱) ''تم میں سے سب سے بڑھ کر خائن ہمارے نزدیک وہ ہے جو اسے خود طلب کرے۔''

---

(۱) ابوداؤد، کتاب الامارۃ باب ۲۔

اِنَّا لَا نَسْتَعْمَلُ عَلٰی عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَهُ[۱] ''ہم اپنی حکومت میں کسی ایسے شخص کو عامل نہیں بناتے جو اس کی خواہش کرے۔'' یَا اَبَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلُ الْاَمَارَةَ فَاِنَّکَ اِذَا اُوتِیْتُهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وُکِّلْتَ اِلَیْهَا۔ وَ اِنْ اُوتِیْتُهَا عَنْ غَیْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَیْهَا[۲] (عبدالرحمٰن بن سمرہ سے حضورؐ نے فرمایا) اے عبدالرحمٰن بن سمرہ امارت کی درخواست نہ کرو کیوں کہ اگر وہ تمہیں مانگنے پر دی گئی، تو خدا کی طرف سے تم کو اسی کے حوالہ کر دیا جائے گا اور اگر وہ تمہیں بے مانگے ملی تو خدا کی طرف سے تم کو اس کا حق ادا کرنے میں مدد دی جائے گی۔

اسلامی عدالت کے جاری کردہ سمن کی قانونی حیثیت

۲۹۴- مَنْ دُعِیَ اِلٰی حَاکِمٍ مِنْ حُکَّامِ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَمْ یُجِبْ فَهُوَ ظَالِمٌ لَا حَقَّ لَهٗ۔

ایک مرسل حدیث میں مروی ہے جسے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ جو شخص مسلمانوں کے حکام عدالت میں سے کسی حاکم کی طرف بلایا جائے اور وہ حاضر نہ ہو تو وہ ظالم ہے۔اس کا کوئی حق نہیں ہے۔

تخریج: ⟨ا⟩ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَیْمَانَ الْمَالِکِیُّ، نَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ، نَا یَحْیَ بْنُ سَعِیْدٍ، نَا اَبُو الْاَشْهَبِ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ دُعِیَ اِلٰی حَاکِمٍ مِنْ حُکَّامِ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَمْ یُجِبْ، فَهُوَ ظَالِمٌ لَا حَقَّ لَهٗ۔ (۷۳)

تشریح: یہ معاملہ صرف نبی ﷺ کی زندگی ہی کے لیے نہ تھا، بلکہ آپ کے بعد جو بھی حکومت اسلامی کے منصب قضا پر ہو اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے مطابق فیصلے کرے اس کی عدالت کا سمن دراصل اللہ اور رسول کی عدالت کا سمن ہے اور اس سے منہ موڑنے والا درحقیقت اس سے نہیں بلکہ اللہ اور رسول سے منہ موڑنے والا ہے، بالفاظ دیگر ایسا شخص سزا کا بھی مستحق ہے اور مزید برآں اس کا بھی مستحق ہے کہ اسے برسر باطل فرض کر کے اس کے خلاف یک طرفہ فیصلہ دے دیا جائے۔

(تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۷۸)

عدالت کے فیصلہ کی قانونی حیثیت

۲۹۵- (نبی ﷺ نے فرمایا) اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَ اَنْتُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَیَّ، وَ لَعَلَّ بَعْضَکُمْ یَکُوْنُ اَلْحَنَ

---

(۱) کنز العمال ج ۶۔ ح ۲۰۶۔

(۲) کنز العمال ج ۶۔ ح ۶۹ (ج ۶ ص ۷ ۲ حدیث نمبر ۱۴۶۹۴) اس مقام پر کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ اگر یہ اسلام کا اصول ہے تو پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے بادشاہ سے حکومت کا منصب کیوں مانگا تھا۔ دراصل حضرت یوسف علیہ السلام کسی مسلمان ملک اور اسلامی حکومت میں نہیں، بلکہ ایک کافر ملک اور کافر حکومت میں تھے۔ وہاں ایک خاص نفسیاتی موقع پر انہوں نے یہ محسوس کیا کہ اس وقت اگر میں بادشاہ سے حکومت کا بلند ترین منصب طلب کروں تو وہ مجھے مل سکتا ہے اور اس کے ذریعے سے میں اس ملک میں خدا کا دین پھیلانے کے لیے راستہ نکال سکتا ہوں۔ لیکن اگر میں طلب اقتدار سے باز رہوں تو اس کافر قوم کی ہدایت کے لیے جو نادر موقع مجھے مل رہا ہے وہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔ یہ ایک خاص صورت حال تھی۔ جس پر اسلام کا عام قاعدہ چسپاں نہیں ہوتا۔

(اسلامی ریاست، اسلامی ریاست کا مثالی دور'' اقتدار کی طلب...'')

بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ، فَاَقْضِیَ لَهٗ عَلٰی نَحْوِ مَا اَسْمَعُ فَمَنْ قَضَیْتُ لَهٗ بِشَیْءٍ مِنْ حَقِّ اَخِیْهِ، فَاِنَّمَا اَقْضِیْ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ۔

''یعنی میں بہر حال ایک انسان ہی تو ہوں، ہوسکتا ہے کہ تم ایک مقدمہ میرے پاس لاؤ اور تم میں سے ایک فریق دوسرے کی نسبت زیادہ چرب زبان ہو اور اس کے دلائل سن کر میں اس کے حق میں فیصلہ کر دوں مگر یہ سمجھ لو کہ اگر اس طرح اپنے کسی بھائی کے حق میں سے کوئی چیز تم نے میرے فیصلے کے ذریعے سے حاصل کی تو دراصل تم دوزخ کا ایک ٹکڑا حاصل کرو گے۔''

تخریج:〈ا〉 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَ اِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ، وَ لَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِيَ عَلٰی نَحْوِ مَا اَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ اَخِيْهِ شَيْئًا فَلَا يَاْخُذْهُ، فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ۔ (٧٤)

تشریح: اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ حاکموں کو رشوت دے کر ناجائز فائدے اٹھانے کی کوشش نہ کرو اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جب تم خود جانتے ہو کہ مال دوسرے شخص کا ہے تو محض اس لیے کہ اس کے پاس اپنی ملکیت کا کوئی ثبوت نہیں ہے یا اس بنا پر کہ کسی اینچ پیچ سے تم اس کو کھا سکتے ہو اس کا مقدمہ عدالت میں نہ لے جاؤ۔ ہوسکتا ہے کہ حاکم عدالت روداد مقدمہ کے لحاظ سے وہ مال تم کو دلوا دے مگر حاکم کا ایسا فیصلہ دراصل غلط بنائی ہوئی روداد سے دھوکہ کھا جانے کا نتیجہ ہوگا۔ اس لیے عدالت سے اس کی ملکیت کا حق حاصل کر لینے کے باوجود حقیقت میں تم اس کے جائز مالک نہ بن جاؤ گے۔ عنداللہ وہ تمہارے لیے حرام ہی رہے گا۔ (تفہیم القرآن ج۱، البقرہ، حاشیہ: ۱۹۷)

قاضی (جج) کے اجتہاد کی شرعی حیثیت

۲۹۶-اِذَا اجْتَهَدَ الْحَاكِمُ فَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَ اِذَا اجْتَهَدَ فَاَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ۔

''بخاری میں عمرو بن العاص کی روایت ہے اگر حاکم اپنی حد تک فیصلہ کرنے کی پوری کوشش کرے تو صحیح فیصلہ کرنے کی صورت میں اس کے لیے دوہرا اجر ہے اور غلط فیصلہ کرنے کی صورت میں اکہرا اجر۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ الْمَكِّيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ اَبِيْ قَيْسٍ مَوْلٰی عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَ اِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ۔ (٧٥)

۲۹۷– ابوداؤد اور ابن ماجہ میں بُریدہ کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قاضی تین قسم کے ہیں، ایک ان میں سے جنتی ہے اور دو جہنمی۔ جنتی وہ قاضی ہے جو حق کو پہچان جائے تو اس کے مطابق فیصلہ دے مگر جو شخص حق کو پہچاننے کے باوجود خلاف حق فیصلہ دے تو وہ جہنمی ہے اور اسی طرح وہ بھی جہنمی ہے جو علم کے بغیر لوگوں کے فیصلے کرنے کے لیے بیٹھ جائے۔

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانِ السَّمَتِیُّ، ثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِیْفَةَ، عَنْ اَبِیْ هَاشِمٍ، عَنِ ابْنِ بُرَیْدَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اَلْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ: وَاحِدٌ فِی الْجَنَّةِ، وَاثْنَانِ فِی النَّارِ، فَاَمَّا الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰی بِهٖ، وَ رَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِی الْحُکْمِ فَهُوَ فِی النَّارِ، وَ رَجُلٌ قَضٰی لِلنَّاسِ عَلٰی جَهْلٍ فَهُوَ فِی النَّارِ۔(۷۶)

تشریح: اس سے عدالت کا یہ اصول معلوم ہوا کہ اگر دو جج کسی ایک مقدمے کا فیصلہ کریں اور دونوں کے فیصلے مختلف ہوں تو اگرچہ صحیح فیصلہ ایک ہی کا ہوگا، لیکن دونوں برحق ہوں گے، بشرطیکہ عدالت کرنے کی ضروری استعداد دونوں میں موجود ہو، ان میں سے کوئی جہالت اور ناتجربہ کاری کے ساتھ عدالت کرنے نہ بیٹھ جائے۔

قرآن کی سورۂ انبیاء میں ایک واقعہ اسی قسم کا دیا گیا ہے۔ اس واقعے کا ذکر بائبل میں نہیں ہے اور یہودی لٹریچر میں بھی ہمیں اس کا کوئی نشان نہیں ملا۔ مسلمان مفسرین نے اس کی جو تشریح کی ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص کے کھیت میں دوسرے شخص کی بکریاں رات کے وقت گھس گئی تھیں۔ اس نے حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاں استغاثہ کیا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس کی بکریاں چھین کر اسے دے دی جائیں گی۔ حضرت سلیمانؑ نے اس سے اختلاف کیا اور یہ رائے دی کہ بکریاں اس وقت تک کھیت والے کے پاس رہیں جب تک بکری والا اس کے کھیت کو پھر سے تیار نہ کرلے۔ اسی کے متعلق فرمان ربانی ہے کہ ''یہ فیصلہ ہم نے سلیمان کو سمجھایا تھا''، مگر چوں کہ مقدمے کی یہ تفصیل قرآن میں بیان نہیں ہوئی ہے اور نہ کسی حدیث میں نبیؐ سے یہ تصریح نقل ہوئی ہے، اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس طرح کے مقدمے میں یہی ثابت شدہ اسلامی قانون ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور دوسرے فقہائے اسلام کے درمیان اس امر میں اختلاف واقع ہوا ہے کہ اگر کسی کا کھیت دوسرے شخص کے جانور خراب کر دیں تو کوئی تاوان عائد ہوگا یا نہیں اور عائد ہوگا تو کس صورت میں ہوگا اور کس صورت میں نہیں، نیز یہ کہ تاوان کی شکل کیا ہوگی۔ (تفہیم القرآن ج ۳، الانبیاء، حاشیہ: ۷۰)

ماٰخذ

(۱) مجمع الزوائد للهیثمی ج۱ص ۱۷۰۔☆ مسند احمد ج۲ص ۱۷۲ – ۲۱۲۔☆ شیخ البانی کی الصحیحه حدیث نمبر ۱۷۴۲۔☆ طبرانی عن عوف بن مالك بحواله کنز العمال ج ۱ ص ۱۷۹۔ حدیث نمبر ۹۰۶۔
☆دیلمی عن معاذ کے حواله سے کنز العمال ج ۱ ص ۱۸۹ پر مندرجه ذیل عبارت منقول هے:

اطیعونی ما دمت بین اظہرکم فاذا ذہبت فعلیکم بکتاب اللّٰہ احلوا حلالہ و حرموا حرامہ۔

(۲) سنن دار قطنی ج ٤ کتاب الرضاع۔ اور کتاب الحدود۔☆ کنز العمال ج ١ ص ١٩٣ - ١٩٤۔ حدیث نمبر ٩٨٠۔ عن ابی ثعلبہ خشنی طبرانی اور البزار نے بھی اسے روایت کیا ھے۔☆ المستدرک ج ٤ کتاب الاطعمۃ، باب شان نزول ما احل اللّٰہ فھو حلال۔ عن ابی ثعلبہ خشنی۔

(۳) دار قطنی ج ٤ ص ٢٩٨۔☆ کنز العمال ج ١ ص ١٩٤۔ حدیث نمبر ٩٨١۔

(٤) مشکوٰۃ ج ١ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ بحوالہ دار قطنی۔

(٥) مسلم ج ١ کتاب العلم باب النھی عن اتباع متشابہ القرآن۔

(٦) مشکوٰۃ ج ١ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔

(۷) مؤطا امام ج ٢ کتاب الجامع، باب النھی عن القول بالقدر۔☆ مشکوٰۃ ج ١ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔ مشکوٰۃ میں سنۃ رسولہ جب کہ محولہ کتاب مؤطا امام مالک میں سنۃ نبیہ ھے۔ (مرتب)☆ کنز العمال ج ١ ص ١٨٧۔ پر ابن عباس سے مندرجہ ذیل الفاظ سے روایت منقول ھے۔

یایھا الناس انی تارک فیکم ما ان اعتصمتم بہ فلن تضلوا ابدا کتاب اللّٰہ و سنۃ نبیہ۔☆کنز العمال ج ١ ص ١٨٧۔ حدیث نمبر ٩٥٤۔☆المستدرک ج ١۔ کتاب العلم۔ باب خطبۃ ﷺ فی حجۃ الوداع۔ کنز العمال والی روایت کے الفاظ منقول ھیں۔☆ السنن الکبریٰ ج ١٠ کتاب آداب القاضی باب لا یقضی القاضی ولا یفتی المفتی۔

(۸) ابن ماجہ المقدمہ، باب اتباع سنۃ رسول اللّٰہ ﷺ۔☆ کنز العمال ج ١ ص ١٧٥۔ حدیث نمبر ٨٨٥۔☆مسند احمد ج ٢ ص ٣٥٥۔ عن ابی ھریرۃ۔ اس صفحہ پر ما نھیتکم عنہ فانتھوا وما امرتکم بہ فخذوا منہ ما استطعتم کے الفاظ منقول ھیں۔

(۹) بخاری ج ٢ کتاب الحدود، باب اقامۃ الحدود علی الشریف والوضیع۔

(۱۰) بخاری ج ٢ کتاب الحدود، باب کراھیۃ الشفاعۃ فی الحد اذا رفع الی السلطان۔☆مسلم ج ٢ کتاب الحدود باب قطع السارق الشریف وغیرہ والنھی عن الشفاعۃ فی الحدود۔ عن عائشۃ☆ ابو داؤد ج ٤ کتاب الحدود، باب فی الحد یشفع فیہ۔ عن عائشۃ۔☆ ترمذی ج ١ ابواب الحدود، باب ماجاء فی کراھیۃ ان یشفع فی الحدود عن عائشۃ حدیث عائشہ حدیث حسن صحیح۔☆ نسائی ج ٧ کتاب قطع السارق باب ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر الزھری فی المخزومیۃ التی سرقت۔☆ ابن ماجہ کتاب الحدود، باب الشفاعۃ فی الحدود، عن عائشۃ۔ بخاری کے علاوہ باقی سب نے خطب کی جگہ ناختطب نقل کیا ھے۔☆ سنن دارمی ج ٢ کتاب الحدود، باب ٥ الشفاعۃ فی الحدود دون السلطان عن عائشہ اس کے آخر میں و ایم اللّٰہ لوان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا ھے۔ ☆السنن الکبریٰ بیھقی ج ٨ کتاب السرقۃ باب السارق توھب لہ السرقۃ۔☆السنن الکبریٰ ج ٨ کتاب السرقۃ باب جماع ابواب القطع فی السرقۃ۔ عن عائشۃ۔☆ مجمع الزوائد ج ٦ کتاب الحدود، باب فی الحدیث عند الامام فیشفع فیہ۔ عن ام سلمۃ۔ قدرے مختصر۔

(۱۱) بخاری ج ٢ کتاب المغازی باب...☆ بخاری ج ١ کتاب الانبیاء، باب...☆ مسلم ج ٢ کتاب الحدود، باب قطع السارق الشریف وغیرہ۔☆ نسائی ج ٧ کتاب قطع السارق، باب ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر الزھری فی الخزومیۃ التی سرقت۔☆ مسند احمد ج ٦ ص ١٦٢۔ عن عائشۃؓ۔☆المصنف عبد الرزاق ج ١٠ ص ٢٠١، ٢٠٢۔ کتاب العقول باب الذی یستعیر المتاع ثم یجحدہ المصنف میں تستعیر والی روایت ھے۔

(۱۲) کتاب الخراج امام ابو یوسف ص ۲۴۲۔

(۱۳) ابو داؤد الطیالسی ج ۱ ص ۱۱۔ عمر بن الخطاب کتاب الخراج امام ابو یوسف ص ۲۴۲۔☆نسائی ج۸ کتاب القسامة باب القصاص من السلاطین عن عمرؓ نسائی نے جریری سے نقل کیا ھے۔☆ السنن الکبرٰی بیھقی ج ۸ کتاب الجنایات باب ماجاء فی قتل الامام و جرحه۔☆ بیھقی نے و قد رایت رسول اللّٰہ ﷺ اقص من نفسه نقل کیا ھے۔ نیز بیھقی نے کتاب الخراج امام یوسف والی روایت کو بھی اسی روایت میں بیان کردیا ھے۔ اور السنن الکبرٰی ج ۹ کتاب السیر۔

(۱۴) مسلم ج ۲ کتاب البر والصلة باب تحریم ظلم المسلم و خذله و احتقاره و دمه و عرضه و ماله۔☆ ابن ماجه کتاب الزھد، باب ۹ القناعة۔ ابن ماجه نے و لکن کے بعد انما ینظر الی اعمالکم و قلوبکم نقل کیا ھے۔

مسلم کی ایك اور روایت میں مذکور ھے۔

ان اللّٰہ لا ینظر الی اجسادکم ولا الی صورکم و لکن ینظر الی قلوبکم۔ و اشار باصابعه الی صدره۔☆المعجم الکبیر للطبرانی ج۳ص ۲۹۷۔ عن ابی مالك مندرجه ذیل روایت منقول ھے۔ ان اللّٰہ عزوجل لا ینظر الی اجسامکم، ولا الی احسابکم، ولا الی اموالکم و لکن ینظر الی قلوبکم۔☆مجمع الزوائد ج ۱۰ کتاب الزھد، باب منه فی المواعظ۔ عن ابی مالك۔ اس روایت کی سند میں محمد بن اسماعیل بن عباس ضعیف روای ھے جیسا که المعجم الکبیر کے ص ۲۹۷ پر حاشیه ۳۴۵۶ کے تحت تصریح کی گئی ھے۔

(۱۵) المعجم الکبیر للطبرانی ج ٤ ص ۲۵۔ حدیث نمبر ۳۵٤۷۔☆ابن کثیر ج ٤ سورة الحجرات۔

(۱٦) روح المعانی ج ۲۷/۲۵ ص ۱٤۸۔ سورة الحجرات۔☆شعب الایمان ج٤ ص ۲۸۹۔ اس صفحه پر ان اباکم واحد کا اضافه بھی ھے۔

(۱۷) بخاری ج ۱ کتاب الصلاة، باب فضل استقبال القبلة یستقبل باطراف رجلیه القبلة۔

(۱۸) ابوداؤد ج ٤ کتاب الدیات، باب ایقاد المسلم بالکافر؟ نسائی ج ۸ کتاب القسامة، باب القود بین الاحرار والممالیك فی النفس عن علی۔☆ سنن دار قطنی ج۳ ص ۹۸۔ اور ص ۱۳۱۔☆ السنن الکبرٰی للبیھقی ج۸ کتاب الجنایا باب فیمن لا قصاص بینه باختلاف الدینین۔ عن عائشة۔☆ المصنف عبد الرزاق ج ۱۰ ص ۹۹۔ حدیث نمبر ۱۸۵۰۷۔ باب قود المسلم بالذمی، عن علی۔☆ المستدرك ج ۲ ص ۱٤۱۔ کتاب قسم الفئی باب لا یقتل مومن بکافر ولا ذو عھد فی عھده۔ عن علی بن طالب۔☆ مجمع الزوائد ج٦ کتاب الدیات، باب المسلمون تکافأ دماء ھم عن جابر بن عبد اللّٰہ۔ الزوائد میں مندرجه ذیل عبارت ھے۔ المسلم اخو المسلم لا یخونه ولا یخذله۔ ید علی من سواھم تکافا دماؤھم و یسعی بذمتھم ادناھم۔☆ السنن الکبرٰی ج ۹ کتاب السیر باب امان العبد۔ عن علیؓ ☆کنز العمال ج ۱ ص ۹۹۔ احادیث نمبر ٤۳۹، ٤٤۰، ٤٤۱، ٤٤۲، ٤٤۳، ٤٤٤۔

(۱۹) ابوداؤد ج۳ کتاب الجھاد، باب فی السریة ترد علی اھل العسکر۔☆ ابو داؤد ج ٤ کتاب الدیات، باب ایقاد المسلم بالکافر۔ اس مقام پر منقول روایت میں متسریھم مذکور ھے۔☆ ابن ماجه کتاب الدیات، المسلمون تتکافا دماء ھم۔☆ السنن الکبرٰی ج ۸ کتاب الجنایات، باب فیمن لا قصاص بینه باختلاف الدینین عن قیس بن عباد۔☆ مجمع الزوائد ج٦ کتاب الدیات، باب المسلمون تکافأ دماؤھم۔ عن جابر بن عبد اللّٰہ۔☆ المصنف عبد الرزاق ج ۱۰ ص ۹۹۔ حدیث نمبر ۱۸۵۰٦۔ باب قود المسلم بالذمی عن الحسن۔☆مصنف ابن ابی شیبة ج۹ ص ٤۳۲۔ کتاب الدیات باب ان المسلمین تتکافأ دماؤھم حدیث نمبر ۸۰۱۷، ۸۰۱۸۔

المستدرك للحاكم ج ٢ ص ١٤١ ۔ كتاب قسم الفئى باب لا يقتل مومن بكافر ولا ذو عهد فى عهده۔

(٢٠) ابوداؤد ج٣ كتاب الامارة باب فى الذمى يسلم فى بعض السنة هل عليه جزية؟ ☆ ترمذى ج ١ ابواب الزكوٰة باب ما جاء على المسلمين جزية ترمذى ميں عن ابن عباس و ليس على المسلمين جزية ھے۔ ☆مسند احمد ج ١ ص ٢٢٣ ۔ عن ابن عباس۔ اس صفحه پر روايت ترمذى والى ھے مگر يهاں ليس على مسلم جزية ھے۔☆ مسند احمد ج ١ ص ٢٨٥ عن ابن عباس۔☆ اس صفحه پر دونوں روايتيں يعنى ليس على المسلم اور ليس على المسلمين منقول هيں۔☆ دار قطنى ج٤ ص ١٥٦، ١٥٧ ۔ عن ابن عباس۔ باب خبر الواحد يوجب العمل حديث نمبر٦،٧۔ دار قطنى ميں ليس على مسلم جزية ھے۔

(٢١) بخارى ج٢ كتاب الاحكام، باب قول الله اطيعوا الله و اطيعوا الرسول و اولى الامر منكم۔ بخارى كے ديگر مقامات جهاں يه روايت الفاظ كے تقدم و تاخر كے ساتھ منقول ھے۔☆ بخارى ج١، كتاب الجمعة باب الجمعة فى القرٰى۔☆ بخاريج ١، كتاب الاستقراض، باب العبد راع فى مال سيده ولا يعمل الا باذنه۔ ☆بخارى ج ١ كتاب العتق، باب العبد راع فى مال سيده۔☆ بخارى ج ١ كتاب الوصايا، باب تاويل قوله من بعد وصية يوصى بها او دين۔☆ كنز العمال ج٦ ص ٢٢ ۔ حديث ١٤٦٧٠ ۔☆ بخارى ج٢ كتاب النكاح، باب قوله قوا انفسكم و اهليكم نارا۔☆ مسند احمد ج٢ ص ١٢١ ۔☆ مسلم ج ٢ كتاب الامارة، باب فضيلة الامير العادل الخ عن ابن عمر۔☆ ابو داؤد ج٣ كتاب الامارة، باب ما يلزم الامام من حق الرعية۔☆ السنن الكبرٰى للبيهقى ج ٨ كتاب قتال اهل البغى باب ما على السلطان من القيام فيما ولى بالقسط والنصح للرعية الخ عن عبد الله بن عمر۔☆ مجمع الزوائد ج ٥ كتاب الخلافة، باب كلكم راع و مسئول عن انس بن مالك۔ بخارى اور مسند احمد كے علاوه باقى سب نے فالامام كى جگه فالامير نقل كيا ھے۔☆المعجم الكبير للطبرانى ج ٥ ص ٣٢۔ عن ابى لبابه۔ اس نے بھى الامير هى روايت كيا ھے۔

(٢٢) بخارى ج٢ كتاب الاحكام، باب من استرعى رعية فلم ينصح۔☆ مشكوٰة حديث نمبر ٣٦٨٦ ۔☆كنز العمال ج٦ ص ٤٠ ۔ حديث ١٤٧٥٩ ۔ عن معقل بن يسار۔☆ فتح البارى ج ١٣ ص ١٤٧ ۔
عن عمر قال: لو هلك حمل من ولد الضان ضياعا بشاطئى الفرات، خشيت ان يسالنى الله عنه۔
☆ كنز العمال ج٥ ص ٧٥٦ ۔ حديث نمبر ١٤٢٩٤ ۔ اس روايت كو ابن ابى شيبه اور حليه ابى نعيم ميں بھى روايت كيا گيا ھے۔☆ بحواله كنز العمال ج٥ ص ٧٥٦ ۔☆ الطبقات الكبرٰى لابن سعد ج ٣ص ٣٠٥ ۔

(٢٣) مسلم ج١كتاب الايمان باب استحقاق الوالى الغاش لرعيته النار۔☆ مسلم ج٢۔ كتاب الامارة۔☆ السنن الكبرٰى ج٩ كتاب السير، باب ما على الوالى من امر الجيش۔ بيهقى ميں ثم لا يجهد ولا ينصح الخ ھے۔☆ كنز العمال ج ٦ ص ١٧ ۔ حديث نمبر ١٤٦٤٤ ۔☆ ابو عوانه ج ١ ص ٣٢ ۔ اتحاف، النبلاء: ٨/ ٣١٤ ۔ ☆ترغيب ج٣ ص ١٧٦ ۔

(٢٤) مسلمج١كتاب الايمان باب استحقاق الوالى الغاش لرعيته النار۔ اس مفهوم كى دو حديثيں كنز العمال ج٦ ص ٣٣ ۔ حديث نمبر ١٤٧٢٥، ١٤٧٢٦ ۔☆ السنن الكبرٰى ج٩ كتاب السير، باب ما على الوالى من امر الجيش۔ معقل بن يسار۔☆كنز العمال ج٦ ص ٢٥ ۔ حديث نمبر ١٤٦٨٥ ۔ عن عقبه بن عامر۔ ☆دارمى ج٢ ص ٢٣٢ ۔ حديث نمبر ٢٧٩٩ ۔ كتاب الرقاق، باب فى العدل بين الرعية۔ معقل بن يسار۔

(٢٥) مسلم ج٢كتاب الامارة، باب كراهية الامارة بغير ضرورة۔☆ كنز العمال ج٦ ص ٢٨ ۔ حديث ١٤٧٠١ ۔

۱٤٦٩۸۔ اور ۱٤٦٥۷۔☆المستدرك ج ٤ كتاب الاحكام، باب الامارة امانة و هى يوم القيامة خزى و ندامة۔

(۲٦) ابو سعيد النقاش فى القضاة عن ابى الاسود المالكى عن ابيه عن جده۔ بحواله كنز العمال ج٦ص ۲۷۔ حديث ۱٤٦٩۸ اور ۱٤٦٥۷۔

(۲۷) مسند احمد ج٤ص ۲۲۹۔

(۲۸) ابوداؤد ج۳ كتاب الامارة، باب فى ارزاق العمال۔☆ المستدرك ج ۱ كتاب الزكوٰة، باب العامل على الصدقة بالحق كالغازى فى سبيل اللّٰه حتى يرجع۔ عن مستورد بن شداد۔

(۲۹) كنز العمال ج٦ص ۸۰۔ حديث نمبر ۱٤۹۲٥۔ عن مستورد بن شداد۔

(۳۰) كتاب الزهد والرقائق ص ۲۳٥، ۲۳٦۔ للامام شيخ الاسلام عبد اللّٰه ابن المبارك المروزى بحواله كنز العما ل ج ٥ ص ۷٥۲۔ حديث نمبر ۱٤۲۸۸۔

(۳۱) طبقات ابن سعدج ۳ص ۳۰٥۔

عن عمر قال: لو هلك حمل من ولد الضان ضياعا بشاطئى الفرات، خشيت ان يسالنى اللّٰه عنه۔

☆ كنز العمالج٥ ص ۷٥٦۔ حديث نمبر ۱٤۲۹٤۔ اس روایت کو ابن ابی شیبہ اور حلیہ ابی نعیم میں بھی روایت کیا گیا ھے۔☆ بحواله كنز العمال ج٥ص ۷٥٦۔☆ الطبقات الكبرىٰ لابن سعد ج۳ص ۳۰٥۔

(۳۲) مسند احمدج٥ص ٦٦۔

(۳۳) كنز العمالج٦ص ٦۷۔ حديث ۱٤۸۷۳۔

(۳٤) ابن ماجه كتاب الجهاد، باب ٤۰، لا طاعة فى معصية اللّٰه۔☆ مسند احمدج۳ص ٦۷۔ ابو سعيد خدرى۔

(۳٥) مسند احمد ج٤ص ۱۳۳۔

(۳٦) ابو داؤد ج۳ كتاب الجهاد، باب فى الامام يكون بينه و بين العدو عهد فيسير اليه۔☆ ترمذى ج ۱۔ ابواب السير، باب ماجاء فى الغدر۔ هذا حديث حسن صحيح۔ترمذی میں متن حدیث مندرجہ ذیل ھے۔من كان بينه و بين قوم عهد فلا يحلن عهدا ولا يشدنه حتى يمضى امده او ينبذ اليهم على سواء۔ قال: فرجع معاوية بالناس۔

☆ مسند احمد ج٤ص ۱۱۱، ۱۱۳۔ عن سليم بن عامر۔ مسند احمد کے ص ۱۱۱ پر من كان بينه و بين قوم عهد فلا يحل عقدة ولا يشدها الخ ھے۔ اور ص ۱۱۳۔ پر من كان بينه و بين قوم عهد فلا يحل عقدة و لا يشدها ھے۔ ☆ السنن الكبرىٰ:۹ كتاب الجزية، باب الوفاء بالعهد اذا كان العقد مباحا و ما ورد من التشديد فى نقضه۔☆ بیهقی نے من كان بينه و بين قوم عهد فلا يشد عقدة ولا يحلها نقل کیا ھے۔☆ ابن كثيرج۲ سورة الانفال۔☆ ابو داؤد الطيالسى اور ابن حبان عن شعبة بحواله ابن كثير ج۲ص ۳۲۰۔

(۳۷) مسلم ج۱كتاب الايمان، باب ان الامر بالمعروف والنهى عن المنكر واجبان۔☆ ابو داؤد ج ٤ كتاب الملاحم باب الامر والنهى۔ ابو داؤد میں قال سمعت رسول اللّٰه ﷺ سے پہلے کی عبارت نہیں ھے اور ج۱ص ۲۹۷ والی عبارت ھے۔☆ ترمذى ج۲ ابواب الفتن، باب ماجاء فى تغير المنكر باليد او باللسان او بالقلب۔ مسلم والی عبارت ھے۔☆ نسائى ج۸ كتاب الايمان والشرائع، باب تفاضل اهل الايمان۔ عن ابى سعيد خدرى۔ نسائی نے مروان کا واقعہ نقل کیا ھے۔☆ ابن ماجه، كتاب الفتن باب ۲۰ الامر بالمعروف والنهى عن المنكر۔ ابن ماجہ نے بھی مروان کا واقعہ نقل کیا ھے۔☆ مسند احمد ج۳ص ۲۰۔ عن ابى سعيد خدرى۔ مسند میں بھی مروان والا واقعہ منقول ھے۔☆ رياض الصالحين ص٦۷۔ باب۲۳۔ حديث ۱۸٤۔ فى الامر بالمعروف

والنهی عن المنکر۔☆ احکام القرآن للجصاص ج۳ص ٤٠٠۔

(۳۸) ابو داؤد ج ١ كتاب الصلاة باب الخطبة يوم العيد۔☆ ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب ١٥٥ ماجاء فی صلاة العيدين۔☆ ابن ماجه كتاب الفتن باب ٢٠ الامر بالمعروف والنهی عن المنکر۔☆مسند احمد ج۳ص ١٠، ٥٢۔ ابو سعيد خدری۔☆ السنن الکبریٰ:٣ كتاب صلاة العيدين باب يبدا بالصلاة قبل الخطبة اور السننج ١٠ كتاب آداب القاضی۔☆ المصنف عبد الرزاق ج٣ كتاب العيدين باب اول من خطب ثم صلی۔ عن طارق بن شهاب۔

(۳۹) مسلم ج ١ كتاب الايمان، باب ان الامر بالمعروف والنهی عن المنکر واجبان۔☆ السنن الکبریٰ بیهقی ج ١٠ كتاب آداب القاضی۔☆ رياض الصالحين ص ٦٨۔ حديث ١٨٥۔

(٤٠) ابو داؤد ج ٤ كتاب الملاحم، باب الامر والنهی۔☆ ترمذی ج ٢ كتاب الفتن، باب افضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر۔ ترمذی نے ابو سعید خدری سے جو روایت نقل کی ہے اس کے الفاظ ہیں۔
ان من اعظم الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر۔ آخر میں کہا ہے و فی الباب عن ابی امامة۔ هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه۔☆ نسائی ج٧ كتاب البيعة، باب فضل من تكلم بالحق عند امام جائر۔ نسائی نے عن طارق بن شهاب ان رجلا سأل النبی ﷺ و قد وضع رجله فی الغرز، ای الجهاد افضل؟ قال: كلمة حق عند سلطان جائر۔
☆ابن ماجه كتاب الفتن باب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر۔ عن ابی سعيد خدری۔ ابن ماجہ نے ابو امامہ سے اسی باب میں جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے۔ كلمة حق عند ذی سلطان جائر۔☆ مسند احمد ج٣ ص ١٩۔ ابو سعيد خدری۔☆ مسند احمد ج٥ص ٢٥٦۔ عن ابی امامہ باهلی کے حوالہ سے كلمة عدل عند امام جائر منقول ہے اور مسند احمد ج٥، ص ٢٥١ پر عن ابی امامه سے منقول ہے۔ ای الجهاد احب الی اللّٰه عزوجل قال كلمة حق تقال لامام جائر۔ ایک روایت میں اسی صفحہ پر لامام ظالم بھی منقول ہے۔ یہ روایت السنن الکبریٰ کے: ج ١٠ كتاب آداب القاضی پر بھی ہے۔☆ مجمع الزوائد ج ٥ كتاب الخلافة، باب الكلام بالحق عند الائمة۔ رواه الطبرانی۔ و فيه بكر بن خنيس و هو ضعيف۔

(٤١) ابو داؤد ج ٤ كتاب الملاحم باب الامر والنهی۔

(٤٢) نسائی ج٧ كتاب البيعة، باب ذكر الوعيد لمن اعان اميرا علی الظلم۔☆ نسائی ج٧ باب من لم يعن اميرا علی الظلم۔☆ كنز العمال ج٦ص ٧٠۔ حديث نمبر ١٤٨٩١۔☆ المستدرك ج ١ كتاب الايمان، باب من دخل علی امراء فصدقهم بكذبهم و اعانهم علی ظلمهم ليس بوارد علی الحوض۔☆ مجمع الزوائد ج٥ كتاب الخلافة، باب فيمن يصدق الامراء بكذبهم و يعينهم علی ظلمهم۔

(٤٣) كنز العمال ج٦٧/٦۔ حديث نمبر ١٤٨٧٦۔ بحواله طب عن ابی سلالة۔

(٤٤) المستدرك للحاكم ج ٤ كتاب الاحكام۔☆ كنز العمال ج٦/٧٠۔ حديث نمبر ١٤٨٨٨۔عن جابر۔

(٤٥) نسائی ج ٨ كتاب آداب القضاة باب الحكم باتفاق اهل العلم۔☆ السنن الکبریٰ بیهقی ج١٠ كتاب آداب القاضی، باب ما يقضی به القاضی و يفتی به المفتی فانه غير جائز له ان يقلد احدا من اهل دهره۔
اس ضابطے کو حضرت عبد الله بن مسعود رضی الله عنه نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ قد اتی علينا زمان و لسنا نقضی و لسنا هنالك ان الله عزوجل قدر علينا ان بلغنا ما ترون فمن عرض له منكم قضاء بعد اليوم فليقض بما فی كتاب الله فان جاء امر ليس فی كتاب الله فليقض بما قضی به نبيه ﷺ فليقض بما قضی به الصالحون فان

جاء امر لیس فی کتاب اللہ ولا قضی بہ نبیہ ﷺ ولا قضی بہ الصالحون فلیجتھد رایہ ولا یقول انی اخاف و انی اخاف فان الحلال بین والحرام بین و بین ذالک امور مشتبھات فدع ما یریبک الی مالا یریبک۔ (نسائی۔ کتاب مذکور) رواہ ابو داؤد فی المراسیل من طریق ابن وھب، عن سلیمان بن بلال، عن ربیعة بن ابی عبد الرحمن ابن البیلمانی، ان رسول اللّٰہ ﷺ اتی برجل من المسلمین قتل معاھدا من اھل الذمة۔ فقدمہ رسول اللّٰہ ﷺ فضرب عنقہ، و قال: انا اولٰی من اوفٰی بذمتہ۔ و رواہ عبد الرزاق فی مصنفہ اخبرنا الثوری عن ربیعة بہ۔ و رواہ الشافعی فی مسندہ اخبرنا محمد بن الحسن، انبا ابراھیم ابن محمد، عن محمد بن المنکدر، عن عبد الرحمن ابن البیلمانی فذکرہ، و رواہ الدار قطنی فی غرائب مالک من حدیث خبیب عن مالک عن ربیعة بہ۔ قال الدار قطنی: وخبیب ھذا ضعیف ولا یصح۔

(۴۶) نسائی ج ۸ کتاب آداب القضاة باب الحکم باتفاق اھل العلم۔☆ السنن الکبریٰ بیھقی ج ۱۰ کتاب آداب القاضی باب ما یقضی بہ القاضی و یفتی بہ المفتی۔ عن ابن مسعود۔☆ کنز العمال ج ۵ ص ۸۱۴۔ حدیث نمبر ۱۴۴۶۱۔

(۴۷) ترمذیج ۱ ابواب الاحکام، باب ماجاء فی القاضی کیف یقضی۔☆ ابو داؤد ج ۳ کتاب الاقضیة، باب اجتھاد الرای فی القضاء اس میں آغاز روایت یوں ھے۔ کیف تقضی اذا عرض لك قضاء اور آخر میں الحمد للّٰہ الذی وفق رسول رسول اللّٰہ لما یرضی رسول اللّٰہ ابو داؤد نے عن رجال کی جگہ عن اناس من اھل حمص نقل کرکے وضاحت کردی ھے۔☆ ابو داؤد الطیالسی ج ۲ ص ۷۶۔ احادیث معاذ بن جبل۔ حدیث نمبر ۵۵۹۔ ☆ مسند احمد ج ۵ ص ۲۳۶، ۲۴۲۔☆ سنن دارمی مقدمہ ص ۵۵۔ حدیث نمبر ۱۷۰۔ عن معاذ۔ اس میں "اتنا اضافہ ھے فضرب صدرہ ثم قال الحمد للہ مسند احمد اور دارمی دونوں نے اجتھد رائی ولا آلو بھی نقل کیا ھے۔ یعنی میں پوری حد استطاعت تك کوشش کروں گا اور کسی قسم کا دقیقہ فرو گزاشت نھیں کروں گا۔ اور مسند احمد ج ۵ ص ۲۳ پر کیف تصنع بھی منقول ھے۔☆ السنن الکبریٰ بیھقی ج ۱۰ ص ۱۱۴۔ کتاب آداب القاضی۔ باب ما یقضی بہ القاضی و یفتی بہ المفتی۔

(۴۸) ابن کثیر ج ۴ ص ۲۰۵۔ الحجرات۔☆بحوالہ مسند احمد، ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ۔
نوٹ: ابن ماجہ میں یہ روایت نھیں ملی۔ (مرتب)

(۴۹) اخرج البیھقی وابن مردویہ، بحوالہ روح المعانی پ ۲۶۔ سورہ حجرات ص ۱۴۸۔☆ مسند احمد ج ۵ ص ۴۱۱۔ ☆الدر المنثور ج ۶ ص ۹۸۔☆ مجمع الزوائد ج ۸ ص ۸۴۔ اس میں بالتقویٰ تك ھے۔
نوٹ: ولا فضل للانساب کے الفاظ نھیں ملے۔ (مرتب)

(۵۰) تاریخ بغداد ج ۳ ص ۱۴۵۔

(۵۱) ابو داؤد ج ۳ کتاب الخراج والفئی والامارة باب فی تعشیر اھل الذمة اذا اختلفوا بالتجارات۔

(۵۲) ابو داؤد ج ۳ کتاب الخراج والامارة والفئی، باب فی تعشیر اھل الذمة اذا اختلفوا بالتجارات۔☆السنن الکبریٰ ج ۹ کتاب الجزیة باب لا یاخذ المسلمون من ثمار اھل الذمة ولا اموالھم شیئا بغیر امرھم اذا اعطوا ما علیھم وما ورد من التشدید فی ظلمھم و قتلھم۔☆ کنز العمال ج ۹ ص ۲۰۵۔☆ کشف الخفا ج ۲ ص ۳۰۳۔

(۵۳) دار قطنیج ۳ ص ۱۳۵۔ کتاب الحدود۔☆ السنن الکبریٰ بیھقی ج ۸ کتاب الجنایات، باب بیان ضعف الخبر الذی روی فی قتل المومن بالکافر۔

(٥٤) دار قطنی ج ٣ کتاب الحدود۔

(٥٥) حاشیه نمبر ١٠٦۔ ص ١٣٥، ١٣٦۔ بیهقی نے سننِ کبریٰ کے ص ٣٠ ج ٨ پر انا احق من وفیٰ بذمته نقل کر کے لکھا هے:

هذا هو الاصل فی هذا الباب و هو منقطع و راویه غیر ثقة و قد روی عن ربیعة عن عبد الرحمن بن البیلمانی عن النبی ﷺ مرسلا۔ لم یسنده غیر ابراهیم بن ابی یحی، و هو متروک الحدیث۔

والصواب عن ربیعة عن ابن البیلمانی مرسل عن النبی ﷺ وابن البیلمانی ضعیف لا تقوم به حجة، اذا وصل الحدیث، فکیف بما یرسله۔ واللّٰه اعلم۔

(٥٦) دار قطنی ج ٣ کتاب الحدود۔☆ السنن الکبریٰ ج ١ کتاب الجنایات باب بیان ضعف الخبر الذی روی فی قت المومن بالکافر۔

(٥٧) مسلم ج ٢ کتاب البر والصلة باب الوعید الشدید لمن عذب الناس بغیر حق۔☆ ابو داؤد ج ٣ کتاب الخراج والامارة۔ باب فی التشدید فی جبایة الجزیة۔ ابو داؤد نے یوم القیامة نقل نهیں کیا۔☆ مسند احمد ج ٣ ص ٤٠٣ – ٤٦٨۔☆ مسند احمد میں یوم القیامة کی تصریح بهی اور حمص کی جگه فلسطین هے۔☆ السنن الکبریٰ ج ٩ کتاب الجزیة، باب النهی عن التشدید فی جبایة الجزیة۔ عن هشام بن حکیم۔

(٥٨) مسلم ج ٢ کتاب البر والصلة باب الوعید الشدید لمن عذب الناس بغیر حق۔

(٥٩) ابو داؤد ج ٣ کتاب الاقضیه، باب فی الحبس فی الدین وغیره۔☆ مسند احمد ج ٥ ص ٢۔ بهزین بن حکیم ابیه عن جده۔

(٦٠) موطا امام مالك کتاب الاقضیة الترغیب فی القضاء بالحق۔

(٦١) ابو داؤد ج ٢ کتاب النکاح، باب فی الولی۔☆ ترمذی ج ١ ابواب النکاح، باب ما جاء لا نکاح الا بولی۔ هذا حدیث حسن۔☆ ابن ماجه کتاب النکاح، باب ١٥ لا نکاح الا بولی۔ عن عائشة۔☆ سنن دارمی ج ٢ کتاب النکاح، باب النهی عن النکاح بغیر ولی۔ عن عائشةؓ۔☆ سنن دار قطنی ج ٣ کتاب النکاح، حدیث نمبر ١٠۔ ☆مسند احمد ج ١ ص ٢٥٠۔ عن ابن عباس۔ ٤٧/٦، ٦٦، ١٦٦، ٢٦٠٧۔ عن عائشةؓ۔ ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج ٧ ص ١٠٥، باب لا نکاح الا بولی اور ص ١٢٤۔ کتاب النکاح اور السنن ج ١٠۔ ص ١٤٨۔ اس مقام پر صرف آخری حصه هے۔☆ المستدرك حاکم ج ٢ کتاب النکاح باب السلطان ولی من لا ولی له۔ عائشة هذاحدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه۔☆ کنز العمال ج ١٦ ص ٣١٣۔ حدیث نمبر ٤٤٦٧١۔عن ابی امامة۔☆ کنز العمال ج ١٦ ص ٣١٤۔ حدیث نمبر ٤٤٦٧٣ عن عائشةؓ۔☆ کنز العمال ج ١٦ ص ٣١٤۔ حدیث نمبر ٤٤٦٧٥۔ عن عائشةؓ۔☆کنز العمال ج ٤ ص ١٦٣ حدیث نمبر ٤٤٦٧٨ عن عائشةؓ۔ ☆مجمع الزوائد ج ٤ کتاب النکاح، باب ماجاء فی الولی والشهود، عن ابن عباس۔☆ مصنف ابن ابی شیبة ج ٢ ص ٤۔کتاب النکاح، باب من قال لا نکاح الا بولی او سلطان عن عائشة۔☆المصنف عبد الرزاق ج ٦ کتاب النکاح باب النکاح بغیر ولی۔ عن عائشةؓ۔

(٦٢) بخاری ج ١ کتاب الزکوٰة باب اخذ الصدقة من الاغنیاء و ترد فی الفقراء حیث کانوا۔☆ مسلم ج ١ کتاب الایمان۔ باب الدعاء الی الشهادتین و شرائع الاسلام۔☆ نسائی ج ٥ کتاب الزکوٰة باب وجوب الزکوٰة، عن ابن عباس۔☆ نسائی میں فانه لیس بینه و بین اللّٰه حجاب منقول نهیں هے۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ٧ کتاب

الصدقات باب ۱/۲ فرض اللّٰہ تبارك و تعالی علی اهل دينه من المسلمين فی اموالهم لغيرهم من اهل دينه المسلمين والمحتاجين اليه۔ عن ابن عباس۔☆ بخاری ج ۲ کتاب التوحيد باب ما جاء فی دعاء النبی ﷺ۔ اس مقام پر توخذ من غنيهم فترد علی فقيرهم ھے اور ص۷ پر باب من جعل الصدقة فی صنف واحد من هذه الاصناف کے تحت مروی روایت میں توخذ من اغنيائهم فترد علی فقرائهم ھے۔☆سنن دار قطنی ج ۲ کتاب الزکوٰة عن ابن عباس۔☆ دار قطنی نے اسی صفحه پر توخذ من غنيهم فترد علی فقيرهم بھی نقل کیا ھے۔☆ سنن دارمی ج ۱ کتاب الزکوٰة باب فی فضل الزکوٰة۔ عن ابن عباس۔ ☆مصنف ابن ابی شيبة ج ۳ کتاب الزکوٰة باب ما قالوا فی منع الزکوٰة۔ عن ابی عباس۔☆بخاری ج ۱ کتاب الزکوٰة، باب وجوب الزکوٰة و قول اللّٰہ عزوجل، و اقيموا الصلاة و اتو الزکوة۔ اس مقام پر منقول روایت میں علی فقرائهم کی بجائے فی فقراء هم ھے۔☆ مسلم ج ۱ کتاب الايمان، باب الدعاء، الی الشهادتين و شرائع الاسلام۔ عن ابن عباس۔☆ ابو داؤد ج ۲ کتاب الزکوٰة، باب فی زکوٰة السائمة۔ عن ابن عباس۔☆ ابو داؤد میں فانها ليس بينها و بين اللّٰہ حجاب ھے (ضمیرتانیث کے ساتھ)۔☆ ابن ماجه کتاب الزکوٰة، باب فرض الزکوٰة عن ابن عباس۔ ابن ماجه نے بھی ضمیر تانیث سے نقل کیا ھے۔☆السنن الکبریٰ ج ۷ کتاب الصدقات، باب من قال لا يخرج صدقة قوم منهم من بلدهم و فی بلدهم من يستحقها۔ عن ابن عباس۔

(٦٣) ابو داؤد ج۳ کتاب الجهاد، باب علی ما يقاتل المشرکون۔☆ مسند احمدج۵ص ۲۰۰۔ اسامه بن زيد۔ ☆مسند ابی داؤد الطيالسی جز۲، ص۸۷۔ اسامه بن زيد۔ الطيالسی نے مختصر روایت نقل کی ھے۔

(٦٤) ابو داؤد ج ۳ کتاب الجهاد، باب النهی عن قتل من اعتصم بالسجود۔☆ ترمذی ج ۱ ابواب السير، باب ماجاء فی کراهية المقام بين اظهر المشرکين۔☆ سمعت محمدا يقول: الصحيح حديث قيس عن النبی ﷺ مرسل۔ ☆نسائی ج ۸ کتاب القسامة، باب القود بغير حديدة۔☆ نسائی نے انی بریئ من کل مسلم مع مشرك نقل کیا ھے اور متن میں فاعتصم ناس منهم کی جگه فاستعصموا بالسجود فقتلوا روایت کیا ھے۔☆السنن ج۸ ص ۱۳۱پر کتاب الديات کے تحت نسائی والی روایت بھی نقل کی ھے۔☆ السنن الکبریٰ بيهقی ج۹کتاب السير، باب الاسير يوخذ عليه العهد ان لا يهرب عن جرير بن عبد اللّٰہ۔☆ السنن ج ۸ کتاب الديات۔ عن قيس بن ابی حازم۔ بيهقی نے انا بری من کل مسلم مقيم بين اظهر المشرکين روایت کیا ھے۔ ☆ مجمع الزوائد ج۵ کتاب الجهاد، باب النهی عن مساکنة الکفار۔ الزوائد میں ھے انا بری من کل مسلم اقام مع المشرکين۔ رواه هشيم و معمر و خالد الواسطی و جماعة، لم يذکروا جريرا۔

(٦٥) المعجم الکبير للطبرانی ج۲ص ۳۰۳۔ حديث نمبر ۲۲٦٤۔

(٦٦) مسند احمد ج۵ص ۳۲۵۔ عباده بن صامت۔☆ مسند احمد ج۳ص ۳۲۲۔ جابر بن عبد اللّٰہ۔☆ مجمع الزوائد ج۵ کتاب الخلافة، باب لا طاعة فی معصية۔☆ السنن الکبریٰ ج۸ کتاب قتال اهل البغی باب کيفية البيعة۔☆ روح المعانی ج ۲۷ سوره الحديد۔☆ ابن ماجه کتاب الجهاد باب ٤١۔ البيعة۔☆ مؤطا امام مالك کتاب الجهاد باب الترغيب فی الجهاد۔☆ کنز العمال ج۱ص ۳۲٤۔ حديث نمبر۱۵۱۷۔ عن عباده بن الصامت ان حواله جات کے تحت مندرج عبارت میں قدرے لفظی اختلاف موجود ھے۔

(٦٧) بخاری ج ۲ کتاب الاحکام، باب کيف يبايع الامام الناس۔ اور بخاری ج ۲۔ کتاب الفتن۔☆مسلم ج ۲ کتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء فی غير معصية و تحريمها فی المعصية۔☆نسائی ج۷ کتاب البيعة، باب البيعة علی ان لا

تنازع الامر اهله۔☆ مسند احمد ج ٥ ص ٣١٤، ٣١٨، ٣١٩۔☆ ابن ماجه كتاب الجهاد، باب ٤١ البيعة۔ ابن ماجه كى روايت ميں بايعنا رسول اللّٰه ﷺ على السمع والطاعة فى العسر واليسر والمنشط والمكره الخ هے۔☆موطا امام مالك كتاب الجهاد ١ باب الترغيب فى الجهاد۔☆ كنز العمال ٣٢٤/١۔ حديث نمبر ١٥١٧۔ عباده بن الصامت۔☆ السنن الكبرىٰ:٨ كتاب قتال اهل البغى، باب كيفية البيعة، عن عباده بن الصامت۔

(٦٨) بخارى ج٢ كتاب الاحكام باب ما يكره من الحرص على الامارة۔☆ مسلم ج٢ كتاب الامارة باب النهى عن طلب الامارة والحرص عليها۔ مسلم ميں هے انا واللّٰه لا نولى على هذا العمل احدا ساله ولا احدا حرص عليه۔ ☆ ابوداؤد ج٣ كتاب الاقضيه باب فى طلب القضاء والتسرع اليه۔

(٦٩) ابو داؤد ج٣ كتاب الخراج والامارة والفئى۔ باب ماجاء فى طلب الامارة۔

(٧٠) ابو داؤد ج٣ كتاب الاقضيه باب من طلب القضاء والتسرع اليه۔

(٧١) بخارى ج٢ كتاب الاحكام، باب من لم يسئال اللّٰه الامارة اعانه اللّٰه۔☆ بخارى ج٢ كتاب الايمان والنذور باب قول اللّٰه لا يواخذكم اللّٰه باللغو فى ايمانكم۔☆ ترمذى ج١ ابواب النذور والايمان باب ماجاء فى من حلف على يمين فراى غيرها خيرا منها۔ ترمذى ميں هے فانك ان اتتك عن مسئلة۔☆ مسند احمدج٥ص ٦٣۔ عن عبد الرحمن بن سمرة۔☆ كنز العمال ج٦ص ١٩،١٨۔ حديث نمبر ١٤٦٤٨۔

(٧٢) بخارى ج٢ كتاب الاحكام، باب من سال الامارة و كل اليها۔☆ بخارى ج٢ كتاب الايمان والنذور باب الكفارة قبل الحنث و بعدها۔☆ مسلم ج٢ كتاب الامارة باب النهى عن طلب الامارة والحرص عليها۔ ☆مسلم ج٢ كتاب الايمان والنذور باب ندب من حلف يمينا فراى غيرها خيرا منها ان ياتى الذى هو خير ويكفر عن يمينه۔☆ ابوداؤد ج٣ كتاب الامارة باب ماجاء فى طلب الامارة۔ ابو داؤد نے اس مقام پر اعنت عليها تك نقل كيا هے۔☆ نسائى ج ٨ كتاب القضاة باب النهى عن مسألة الامارة۔ ☆سنن دارميج٢ كتاب النذور والايمان باب٩۔ من حلف على يمين فراى غيرها خيرا منها۔☆ مسند احمدج٥ ص ٦٢۔ عن عبد الرحمن بن سمره۔ ☆السنن الكبرىٰ للبيهقى ج١٠ كتاب الايمان باب الكفارة بعد الحنث اورج١٠ص ١٠٠۔

(٧٣) سنن دار قطنى ج٤ كتاب الاقضية والاحكام حديث نمبر ٣٦۔☆ السنن الكبرىٰ بيهقى نے ج ١٠ كتاب آداب القاضى باب من دعى الى حكم حاكم كے تحت عن الحسن كے حواله سے من دعى الى حكم من الاحكام فلم يجب فهو ظالم نقل كركے لكها هے هذا مرسل۔ ابو داؤد نے اپنى مراسيل ميں اسے بيان كيا هے۔ بحواله كنز العمال ج٦ ص ٦٥۔ عن سمرة مندرجه ذيل عبارت بيان كى هے من دعى الى سلطان فلم يجب فهو ظالم لا حق له۔

(٧٤) بخارى ج٢ كتاب الاحكام۔ باب موعظة الامام للخصوم۔☆ بخارى ج٢ كتاب الحيل، باب... ☆مسلم ج٢ كتاب الاقضية، باب ان حكم الحاكم لا يغير الباطن۔☆ ابو داؤد ج ٣ كتاب الاقضية، باب فى قضاء القاضى اذا اخطاء۔ عن ام سلمة۔☆نسائى ج ٨ كتاب آداب القضاة باب ما يقطع القضاء۔ عن ام سلمة۔☆ نسائى ج ٨ كتاب آداب القضاة، باب الحكم بالظاهر۔☆ ابن ماجه كتاب الاحكام، باب قضية الحاكم لا تحل حراما ولاتحرم حلالا۔ ابن ماجه نے فانما اقطع له قطعة من النار كے بعد ياتى بها يوم القيامة بهى نقل كيا هے ابن ماجه نے اسى صفحه پر ابو هريره سے بهى بهى روايت كى هے۔☆ موطا امام مالك كتاب الاقضية باب الترغيب فى القضاء بالحق۔ عن ام سلمة۔☆ مسند احمد ج٦ص ٢٩٠۔ عن ام سلمة۔☆السنن الكبرىٰ ج١٠ كتاب آداب

القاضی باب من قال لیس للقاضی ان یقضی بعلمه۔ عن ام سلمة۔☆ السنن ج ۱۰ کتاب الشهادات، باب لایحیل حکم القاضی علی المقضی له۔ عن ام سلمة۔☆ دار قطنی ج ٤ کتاب آداب القاضی حدیث نمبر ۱۲۷۔ عن ام سلمة۔☆ موارد الظمان الی زوائد ابن حبان، کتاب القضاء باب حکم الحاکم۔☆ کنز العمالج٦ص ۱۰٤۔ حدیث نمبر ۱۵۰٤۳۔ ☆بخاری ج۲ کتاب الاحکام، باب القضاء فی قلیل المال و کثیره سواء اور بخاری ج ۲ کتاب الاحکام، باب من قضی له بحق اخیه فلا یاخذه، فان قضاء الحاکم لا یحل حراما و لا یحرم حلالا۔ اور بخاری ۱ ابواب المظالم والقصاص، باب اثم من خاصم فی باطل و هو یعلمه پر ان یکون الحن کی جگه ان یکون ابلغ من بعض فاحسب انه صادق ھے اور یهی الفاظ مسلم ج ۲ کتاب الاقضیة باب حکم الحاکم لا یغیر الباطن کے تحت بیان کیے ھیں۔ مسلم میں فلیاخذ کی جگه فلیحملها اور لیدعها کی جگه یذرها نقل کیا ھے یهی روایت السنن الکبری ج ۱۰ کتاب الشهادات باب لا یحیل حکم القاضی علی المقضی له عن ام سلمة اور ج ۱۰ کتاب آداب القاضی، باب من قال لیس للقاضی ان یقضی بعلمه۔ عن ام سلمة پر بهی یه روایت منقول ھے اور سنن دار قطنی ج ٤ کتاب آداب القاضی کے تحت یهی روایت نقل کی ھے اور جامع ترمذی نے ج ۱ ابواب الاحکام باب ماجاء فی التشدید علی من یقضی له بشیء لیس له ان یاخذه نے بهی اسے بیان کیا ھے۔

(۷۵) بخاری ج ۲ کتاب الاعتصام، باب اجر الحاکم اذا اجتهد، فاصاب او اخطأ۔☆ مسلم ج۲ کتاب الاقضیة، باب بیان اجر الحاکم اذا اجتهد فاصاب او اخطأ۔☆ ابو داؤد ج۳ کتاب الاقضیة، باب فی القاضی یخطئی۔ ☆ترمذی ج ۱ ابواب الاحکام، باب ما جاء فی القاضی یصیب و یخطئی۔ و فی الباب عن عمرو بن العاص و عقبة بن عامر حدیث ابی هریرة حدیث حسن غریب من هذا الوجه، لا نعرفه من حدیث سفیان الثوری عن یحی بن سعید الامن حدیث عبد الرزاق عن معمر بن سفیان الثوری۔☆ نسائی ج ۸ کتاب آداب القاضی، باب الاصابة فی الحکم۔ عن ابی هریرة۔☆ ابن ماجه کتاب الاحکام، باب۳۔ الحاکم یجتهد فیصیب الحق۔☆ دار قطنی ج ٤ کتاب فی الاقضیة والاحکام۔ عن ابی هریرة۔ دار قطنی نے و اذا اقضی القاضی فاجتهد فاصاب فله اجران بهی روایت کیا ھے۔☆ مسند احمد ج۲ص ۱۸۷۔ج ٤ص ۱۹۸، ۲۰٤، ۲۰۵۔ ☆السنن الکبریٰ بیهقی ص ۱۰ کتاب آداب القاضی باب اجتهاد الحاکم فیما یسوغ فیه الاجتهاد و هو من اهل الاجتهاد۔ عن عمرو بن العاص۔ اور ص ۱۱۹ پر ابو هریرة سے مروی روایت مذکور ھے۔ ☆ کنز العمال ج٦ص۷۔ حدیث نمبر ۱٤۵۹۷۔ عن عمرو بن العاص۔قال: فحدثت هذا الحدیث ابا بکر بن محمد بن عمرو ابن حزم، فقال: هکذا حدثنی ابو سلمة بن عبد الرحمن عن ابی هریرة، وقال عبد العزیز ابن المطلب عن عبد الله بن ابی بکر عن ابی سلمة عن النبی ﷺ مثله۔

(۷٦) ابو داؤد ج۳ کتاب الاقضیة، باب فی القاضی یخطئی۔☆ ابن ماجه کتاب الاحکام۔ باب ۳ الحاکم یجتهد فیصیب الحق۔ قال ابو داؤد: و هذا اصح شیء فیه، یعنی حدیث ابن بریدة القضاة ثلاثة۔

فصل: ۴

خلافت کے لیے قرشیت کی شرط

امامتِ قریش کے بارے میں آں حضورؐ کے ارشادات

۲۹۷- احادیث نبی ﷺ اسے کوئی ایک ہی قول اس مسئلے سے متعلق منقول نہیں ہے۔ بلکہ حضورؐ نے متعدد مواقع پر اسے مختلف طریقوں سے ارشاد فرمایا ہے۔ ان ارشادات کو خود دیکھ لیجیے۔

(۱) بخاری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ **سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ هٰذَا الۡاَمۡرَ فِی قُرَيۡشٍ لَا يُعَادِيۡهِمۡ اَحَدٌ اِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ فِی النَّارِ عَلٰی وَجۡهِهٖ مَا اَقَامُوا الدِّيۡنَ**۔" میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہ کام قریش میں رہے گا، جو شخص بھی اس میں ان کی مخالفت کرے گا اسے اللہ اوندھے منہ آگ میں پھینک دے گا، جب تک کہ وہ دین کو قائم کرتے رہیں۔"

(۲) مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضورؐ کی ایک تقریر نقل کرتے ہیں جو آپ نے قریش کو خطاب کر کے ارشاد فرمائی: **اَمَّا بَعۡدُ يَا مَعۡشَرَ قُرَيۡشٍ فَاِنَّكُمۡ اَهۡلُ هٰذَا الۡاَمۡرِ مَالَمۡ تَعۡصُوا اللّٰهَ فَاِذَا عَصَيۡتُمُوۡهُ بَعَثَ اِلَيۡكُمۡ مَنۡ يَلۡحَاكُمۡ كَمَا يُلۡحٰی هٰذَا الۡقَضِيۡبُ** " امابعد، اے گروہ قریش تم اس کام کے اہل ہو جب تک کہ اللہ کی نافرمانی نہ کرو۔ پھر اگر نافرمانی کرو گے تو اللہ تم پر کسی کو بھیجے گا جو تمہاری کھال اس طرح اتارے گا جیسے اس ٹہنی کی چھال اتار دی جائے۔"

(۳) مسند احمد اور مسند ابوداؤد طیالسی میں حضرت ابوبرزہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: **اَلۡاَئِمَّةُ مِنۡ قُرَيۡشٍ مَا عَمِلُوۡا بِثَلٰثٍ، مَا حَكَمُوۡا فَعَدَلُوۡا وَاسۡتُرۡحِمُوۡا فَرَحِمُوۡا وَ عَاهَدُوۡا فَوَفَوۡا فَمَنۡ لَّمۡ يَفۡعَلۡ ذَالِکَ مِنۡهُمۡ فَعَلَيۡهِ لَعۡنَةُ اللّٰهِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ**۔" ائمہ قریش میں سے ہوں گے جب تک کہ وہ تین باتوں پر عمل کرتے رہیں۔ حکم کریں تو عدل کے ساتھ کریں۔ جب ان سے رحم طلب کیا جائے تو رحم کریں۔ جب عہد کریں تو وفا کریں۔ پھر جو ان میں سے ایسا نہ کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور انسانوں کی لعنت۔" قریب قریب یہی مضمون اس سے ملتے جلتے الفاظ میں ان دونوں ائمہ حدیث نے حضرت انس بن مالکؓ سے بھی نقل کیا ہے۔

(۴) امام شافعیؒ اور بیہقیؒ نے عطاء کی مرسل روایت نقل کی ہے کہ حضورؐ نے قریش کو خطاب کر کے فرمایا: **اَنۡتُمۡ اَوۡلَی النَّاسِ بِهٰذَا الۡاَمۡرِ مَا كُنۡتُمۡ عَلَی الۡحَقِّ اِلَّا اَنۡ تَعۡدِلُوۡا عَنۡهُ فَتُلۡحَوۡنَ كَمَا تُلۡحٰی هٰذَا الۡجَرِيۡدَةُ**۔" تم اس کار حکومت کے سب لوگوں سے زیادہ مستحق ہو جب تک کہ حق پر قائم رہو۔ لیکن اگر حق سے منہ موڑو گے تو تمہاری کھال اس طرح کھینچی جائے گی جیسے اس ٹہنی کی چھال اتار دی جائے۔"

(۵) بیہقیؒ، طبرانیؒ اور شافعیؒ نے مختلف سندوں سے حضورؐ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ (قَدِّمُوْا قُرَيْشًا وَلَا تُقَدِّمُوْهَا) ''قریش کو آگے کرو اور ان سے آگے نہ بڑھو۔''

(۶) مسند احمد میں حضرت عمرو بن العاصؓ کی روایت ہے کہ قريش قادة الناس۔ ''قریش لوگوں کے قائد و رہ نما ہیں۔''

تخریج:﴿۱﴾ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ اَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَ هُمْ عِنْدَهُ فِىْ وَفْدٍ مِّنْ قُرَيْشٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ اَنَّهُ سَيَكُوْنُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ، فَقَامَ، فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّهٗ بَلَغَنِىْ اَنَّ رِجَالًا مِّنْكُمْ يُحَدِّثُوْنَ اَحَادِيْثَ لَيْسَتْ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ اُوْلٰٓئِكَ جُهَّالُكُمْ، فَاِيَّاكُمْ وَالْاَمَانِيَّ الَّتِىْ تُضِلُّ اَهْلَهَا، فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِىْ قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيْهِمْ اَحَدٌ اِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ مَا اَقَامُوا الدِّيْنَ۔ (۱)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثَنَا يَعْقُوْبُ، ثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ، حَدَّثَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ، قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِىْ قَرِيْبٍ مِنْ ثَمَانِيْنَ رَجُلًا مِّنْ قُرَيْشٍ لَيْسَ فِيْهِمْ اِلَّا قُرَشِيٌّ، لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ صَفِيْحَةَ وُجُوْهِ رِجَالٍ قَطُّ اَحْسَنَ مِنْ وُّجُوْهِهِمْ يَوْمَئِذٍ، فَذَكَرُوا النِّسَآءَ فَتَحَدَّثُوْا فِيْهِنَّ فَتَحَدَّثَ مَعَهُمْ حَتّٰى اَحْبَبْتُ اَنْ يَّسْكُتَ، قَالَ: ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ! يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ فَاِنَّكُمْ اَهْلُ هٰذَا الْاَمْرِ مَالَمْ تَعْصُوا اللّٰهَ، فَاِذَا عَصَيْتُمُوْهُ بَعَثَ اِلَيْكُمْ مَنْ يَّلْحَاكُمْ كَمَا يُلْحٰى هٰذَا الْقَضِيْبُ لِقَضِيْبٍ فِىْ يَدِهٖ ثُمَّ لَحَا قَضِيْبَهٗ فَاِذَا هُوَ اَبْيَضُ يَصْلِدُ۔ (۲)

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ، ثَنَا سُكَيْنٌ، ثَنَا سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ سَمِعَ اَبَا بَرْزَةَ يَرْفَعُهٗ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ اِذَا اسْتُرْحِمُوْا، رَحِمُوْا، وَ اِذَا عَاهَدُوْا، اَوْفَوْا، وَ اِذَا حَكَمُوْا عَدَلُوْا فَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ مِنْهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ (۳)

﴿۴﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُكَيْنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِىْ بَرْزَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِىُّ ﷺ: اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ مَا عَمِلُوْا بِثَلَاثٍ۔ (۴)

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبِىْ يَقُوْلُ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِىْ قُرَيْشٍ مَا بَقِىَ مِنْهُمُ اثْنَانِ۔ (۵)

﴿۶﴾ حَدَّثَنِىْ يَحْىَ بْنُ حَبِيْبِ نِ الْحَارِثِيُّ، قَالَ: نَا رَوْحٌ، قَالَ: ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِىُّ ﷺ: النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔ (٦)

ترمذی نے ایک روایت عمرو بن العاص سے نقل کی ہے:

﴿۷﴾ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ الْبَصْرِىُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَرَّاثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنُ اَبِى الْهُذَيْلِ يَقُوْلُ: كَانَ نَاسٌ مِنْ رَبِيْعَةَ عِنْدَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ لَتَنْتَهِيَنَّ قُرَيْشٌ اَوْ لَيَجْعَلَنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ فِىْ جُمْهُوْرٍ مِّنَ الْعَرَبِ غَيْرِهِمْ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ كَذَبْتَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: قُرَيْشٌ وُلَاةُ النَّاسِ فِى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (٧)

﴿۸﴾ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ، عَنْ اَبِى الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ: النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِىْ هٰذَا الشَّانِ، مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ، وَ كَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ وَالنَّاسُ مَعَادِنُ، خِيَارُهُمْ فِى الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِى الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا تَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ اَشَدَّ النَّاسِ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الشَّانِ حَتّٰى يَقَعَ فِيْهِ۔ (٨)

﴿۹﴾ اَخْبَرَنَا اَبُوْ زَكَرِيَّا بْنُ اَبِىْ اِسْحَاقَ وَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ الْحَسَنِ وَ اَبُوْ سَعِيْدِ بْنُ اَبِىْ عَمْرٍو قَالُوْا: ثَنَا اَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ ابْنُ يَعْقُوْبَ، اَنْبَاَ الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، اَنْبَاَ الشَّافِعِىُّ، اَنْبَاَ ابْنُ اَبِىْ فُدَيْكٍ، عَنِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ، عَنْ شَرِيْكِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ نَمِرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِقُرَيْشٍ: اَنْتُمْ اَوْلَى النَّاسِ بِهٰذَا الْاَمْرِ مَا كُنْتُمْ مَعَ الْحَقِّ اِلَّا اَنْ تَعْدِلُوْا عَنْهُ فَتُلْحَوْنَ كَمَا تُلْحّٰى هٰذِهِ الْجَرِيْدَةُ۔ يُشِيْرُ اِلٰى جَرِيْدَةٍ بِيَدِهٖ۔ (٩)

﴿۱۰﴾ اَخْبَرَنَا الْقَاضِى اَبُو الطَّيِّبِ الطَّبَرِىُّ، قَالَ: اَنْبَاَنَا عَلِىُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ اَحْمَدَ الْبَيْضَاوِىُّ، قَالَ: اَنْبَاَنَا اَحْمَدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْجَارُوْدِ الرَّقِّىُّ، قَالَ: سَمِعْتُ الرَّبِيْعَ بْنَ سُلَيْمَانَ يَقُوْلُ: نَاظَرَ الشَّافِعِىُّ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بِالرَّقَّةِ، فَقَطَعَهُ الشَّافِعِىُّ فَبَلَغَ ذٰلِكَ هَارُوْنَ الرَّشِيْدَ، فَقَالَ هَارُوْنَ: أما علم محمد بن الحسن اِذَا نَاظَرَ رجلا من قريش انه يقطعه سائلا او مجيبا؟ وَالنَّبِىُّ ﷺ يَقُوْلُ: قَدِّمُوْا قُرَيْشًا، وَلَا تَقَدَّمُوْهَا، و تعلموا منها ولا تعلموها، فان علم العالم منهم يسع طباق الارض۔ (١٠)

﴿۱۱﴾ اَخرَجَ اَحمَدُ مِنْ طَرِيقِ عَبدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِى الْهُزَيْلِ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْكُوْفَةَ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ: لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ قُرَيْشٌ لَنَجْعَلُنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِى جُمْهُورٍ مِّنْ جَمَاهِيرِ الْعَرَبِ غَيْرِهِمْ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: كَذَبْتَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُوْلُ: قُرَيْشٌ قَادَةُ النَّاسِ۔ (۱۱)

﴿۱۲﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِى اَبِى، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ اَبِى الْهُزَيْلِ قَالَ: كَانَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ يَتَخَوَّلُنَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ: لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ قُرَيْشٌ لَيَضَعَنَّ هٰذَا الْاَمْرُ فِى جُمْهُورٍ مِنْ جَمَاهِيرِ الْعَرَبِ سِوَاهُمْ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: كَذَبْتَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: قُرَيْشٌ وُلَاةُ النَّاسِ فِى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (۱۲)

﴿۱۳﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِى اَبِى، قَالَ: ثَنَا عَفَّانُ، قَالَ: ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَوْدِى، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: تُوُفِّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَبُوْ بَكْرٍ فِى طَائِفَةٍ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ، قَالَ: فَجَاءَ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهٖ فَقَبَّلَهٗ، وَ قَالَ: فِدَاکَ اَبِى وَ اُمِّى مَا اَطْيَبَکَ حَيًّا وَ مَيِّتًا، مَاتَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔ قَالَ: فَانْطَلَقَ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ يَتَقَاوَدَانِ حَتّٰى اَتَوْهُمْ فَتَكَلَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ وَلَمْ يَتْرُکْ شَيْئًا اُنْزِلَ فِى الْاَنْصَارِ، وَلَا ذَكَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ شَاْنِهِمْ اِلَّا وَ ذَكَرَهٗ، وَ قَالَ: وَ لَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَوْ سَلَکَ النَّاسُ وَادِيًا وَ سَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا سَلَكْتُ وَادِىَ الْاَنْصَارِ، وَ لَقَدْ عَلِمْتَ يَا سَعْدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَ اَنْتَ قَاعِدٌ، قُرَيْشٌ وُلَاةُ هٰذَا الْاَمْرِ، فَبَرُّ النَّاسِ تَبَعٌ لِبَرِّهِمْ، وَ فَاجِرُهُمْ تَبَعٌ لِفَاجِرِهِمْ قَالَ: فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ: صَدَقْتَ نَحْنُ الْوُزَرَاءُ وَ اَنْتُمُ الْاُمَرَاءُ۔ (۱۳)

ارشادات مذکورہ کا منشا

یہ تمام روایات صاف بتا رہی ہیں کہ حضورؐ نے محض اپنے فوراً بعد رونما ہونے والے کسی قضیۂ خلافت کا فیصلہ نہیں فرمایا تھا بلکہ مستقل طور پر یہ طے فرما دیا تھا کہ جب تک قریش میں چند خاص صفات موجود ہیں اس وقت تک دوسروں کی بہ نسبت (چاہے ان دوسروں میں بھی یہ صفات موجود ہوں) خلافت پر ان کا حق مرجح ہوگا۔ اس میں صرف انصار پر ترجیح کا مسئلہ نہ تھا بلکہ تمام عرب وعجم کے مسلمانوں پر اس قبیلے کی مشروط ترجیح کا فیصلہ تھا۔ یہی مطلب ان ارشادات کا تمام علمائے امت نے بالاتفاق سمجھا ہے اور تاریخ میں بجز خوارج اور معتزلہ کے کسی کا اختلاف منقول نہیں ہوا ہے۔

امامت قریش کے بارے میں علمائے امت کا مسلک

عبدالقاہر بغدادی (متوفی ۴۲۹ھ) اپنی مشہور کتاب الفرق بین الفرق کی تیسری فصل میں وہ پندرہ اصول بیان کرتے ہیں جن پر گمراہ فرقوں کے مقابلے میں اہل السنّت کا اتفاق ہے۔ ان میں سے بارہواں اصول ان کے بیان کے مطابق یہ ہے:

''امامت کا قیام امت پر فرض وواجب ہے...اس امت میں امامت منعقد ہونے کا طریقہ اجتہاد سے کسی شخص کا انتخاب ہے...اور وہ سب اس بات کے قائل ہیں کہ امامت کے لیے قرشی النسب ہونا شرط ہے۔'' (صفحہ ۳۴۰،۳۴۱)

ابن حزم (متوفی ۴۵۶ھ) **الفِصَل فِی الْمِلَل وَالنِّحَل** میں لکھتے ہیں:

''اہل السنّت اور تمام شیعہ اور بعض معتزلہ اور جمہور مرجیہ کا مذہب یہ ہے کہ امامت جائز نہیں ہے مگر خصوصیت کے ساتھ قریش میں...اور تمام خوارج اور جمہور معتزلہ اور بعض مرجیہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ منصب ہر اس شخص کے لیے جائز ہے جو کتاب وسنت پر قائم ہو خواہ قریشی ہو یا عام عرب یا کوئی غلام زادہ اور ضرار بن عمرو غطفانی کہتا ہے کہ اگر حبشی وقریشی دو شخص کتاب وسنت پر قائم ہوں تو واجب یہ ہے کہ حبشی کو آگے کیا جائے کیوں کہ بدراہ ہو جانے کی صورت میں اسے ہٹانا آسان ہے۔ (اس کے بعد ابن حزم خود اپنی تحقیق بیان کرتے ہیں کہ) فہر بن مالک کی اولاد کے لیے امامت کو خاص کرنے کا وجوب ہم رسول اللہ ﷺ کی اس نص کی بنا پر مانتے ہیں کہ آپ نے امامت قریش ہی میں رکھنے کی ہدایت فرمائی تھی اور یہ روایت تواتر کی حد کو پہنچی ہوئی ہے...اور اس روایت کی صحت پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ انصار نے سقیفۂ بنی ساعدہ میں اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا حالاں کہ شہر ان کا تھا، وہ سرو سامان اور تعداد رکھتے تھے اور اسلامی خدمات میں کسی سے کم نہ تھے۔ اگر رسول اللہ ﷺ کی نص سے یہ حجت قائم نہ ہو جاتی کہ اس معاملہ میں دوسروں کا حق ان پر فائق ہے تو وہ اپنے اجتہاد کے مقابلے میں دوسرے کسی کا اجتہاد ماننے پر مجبور نہ تھے۔'' (جلد ۴،ص:۸۹)

عبدالکریم شہرستانی (متوفی ۵۴۸ھ) اپنی کتاب الملل والنحل میں لکھتے ہیں کہ **ان الامة اجتمعت علی انھا لا تصلح لغیر قریش۔** تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ امامت قریش کے سوا کسی کے لیے درست نہیں ہے۔''
(ج۱،ص:۱۰۶)

امام نسفی (متوفی ۵۳۷ھ) عقائد نسفی میں لکھتے ہیں **و ینبغی ان یکون الامام من قریش ولا یجوز من غیرھم۔** ''ضروری ہے کہ امام قریش میں سے ہو اور ان کے سوا کسی دوسرے کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔'' اس کی تشریح کرتے ہوئے علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفی میں لکھتے ہیں کہ ''اس پر اجماع ہے اور بجز خوارج اور بعض معتزلہ کے کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا ہے۔''

قاضی عیاض (متوفی ۵۴۴ھ) لکھتے ہیں کہ ''امامت کے لیے قرشیت کا شرط ہونا تمام علماء کا مذہب ہے اور علماء نے اس کو اجماعی مسائل میں شمار کیا ہے۔'' (شرح مسلم للنووی، کتاب الامارہ)

امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ) شرح مسلم میں لکھتے ہیں: ''یہ احادیث اور اسی معنی کی دوسری احادیث اس بات پر کھلی دلیل ہیں کہ خلافت قریش کے لیے خاص ہے اور ان کے سوا کسی اور کے لیے اس کا انعقاد جائز نہیں ہے۔ اس پر صحابہ کے

زمانے میں اجماع ہو چکا تھا اور اسی طرح ان کے بعد بھی یہ اجماع قائم رہا۔'' (کتاب الامارہ باب الخلافۃ فی قریش)

یہ تمام اکابر اہل علم آٹھ صدیوں تک مسلسل اس مسئلے پر امت کا اجماع نقل کرتے چلے گئے ہیں۔ نویں صدی کے قریب پہنچ کر ابن خلدون یہ خبر دیتا ہے کہ یہ اجماع ٹوٹنا شروع ہو گیا مگر اس بنا پر نہیں کہ نبی ﷺ کی نص کے کوئی نئے معنی اس وقت منکشف ہونے لگے تھے بلکہ اس بنا پر کہ:

''جب قریش کا اثر و اقتدار کم زور پڑ گیا اور مسلسل عیش و عشرت میں رہتے رہتے ان کی عصبیت ختم ہو گئی اور سلطنت کے معاملات نے ان کو تمام روئے زمین پر منتشر کر دیا تو وہ بار خلافت اٹھانے سے عاجز ہو گئے اور عجمیوں کو ان پر اتنا غلبہ حاصل ہو گیا کہ تمام حل و عقد کے وہی مالک ہو گئے۔ اس وجہ سے بکثرت محققین پر ان کا معاملہ مشتبہ ہو گیا اور وہ یہ رائے قائم کرنے لگے کہ اب خلافت کے لیے قرشیت کی شرط باقی نہیں رہی ہے۔'' (مقدمہ۔ صفحہ: ۱۹۴)

یہی بنیاد تھی اس امر کی کہ آخر کار دسویں صدی میں علماء کے ایک بڑے گروہ نے سلاطین آل عثمان کی خلافت تسلیم کر لی۔ اب آپ خود دیکھ لیں کہ آیا علماء امت نے حضورؐ کے ارشادات کو انصار و مہاجرین کے کسی قضیے کا وقتی فیصلہ سمجھا تھا یا بعض اوصاف کی شرط کے ساتھ ایک مستقل دستوری حکم۔ کیا یہ بات باور کیے جانے کے لائق ہے کہ پوری امت کے علماء بالاتفاق ایک نص کا مطلب سمجھنے میں غلطی کر جائیں اور صدیوں اس غلطی میں پڑے رہیں؟

خلافت کے لیے قرشیت کی شرط کی حقیقت

اس کے بعد دوسرے سوال کو لیجیے۔ یہ بات سمجھنے کے لیے کسی بڑی عقل و خرد کی ضرورت نہیں ہے کہ ''اہلیت و قابلیت'' کا اطلاق صرف انہی اوصاف پر ہوتا ہے جو ہر شخص کو حاصل ہونے ممکن ہوں، نہ کہ کسی ایسے وصف پر جو کسی شخص کو اس وقت تک نصیب نہ ہو سکے جب تک وہ کسی خاص قبیلے، خاندان، وطن یا رنگ و نسل میں پیدا نہ ہو۔ اصول مساوات کے ساتھ اگر مطابقت رکھتی ہے تو صرف پہلی قسم کے اوصاف کی شرط ہی رکھتی ہے۔ رہا دوسرا وصف، تو چاہے آپ کھینچ تان کر اس پر بھی ''اہلیت و قابلیت'' کی اصطلاح استعمال کر ڈالیں، لیکن اس نوع کی ''اہلیت'' کو کسی منصب کے قابل ہونے کے لیے شرط قرار دے دینا اصول مساوات سے مطابقت نہیں رکھتا۔ مثال کے طور پر اگر آپ کہیں کہ پاکستان کے باشندوں میں سے جو شخص بھی عمدہ قانونی قابلیت رکھتا ہو وہ جج بنائے جانے کا اہل ہے۔ تو یہ بات حقوق میں تمام پاکستانیوں کی مساوات کے اصول سے پوری طرح مطابق ہوگی۔ لیکن اگر آپ مثلاً یہ کہیں کہ صرف ایک قانون داں جاٹ ہی پاکستان میں جج بن سکتا ہے تو اسے کوئی صاحب عقل آدمی اصول مساوات سے مطابق نہیں مانے گا۔ اس پر آپ خواہ کتنی ہی منطق بگھاریں کہ عدالت کے لیے قانونی دھاک کی ضرورت ہے اور یہاں مدتوں سے جاٹوں ہی کی قانونی دھاک بیٹھی ہوئی ہے اس لیے جاٹ ہونا بھی قابلیت ہی کا ایک حصہ ہے، مگر آپ کی کوئی سخن سازی بھی کسی سیدھی سادھی عقل کے آدمی کو اس بات پر مطمئن نہ کر سکے گی کہ اس خاص قسم کی ''قابلیت'' کو عدالتی مناصب کے لیے شرط ٹھہرانے پر بھی اس معاملے میں تمام پاکستانیوں کی مساوات کا اصول قائم رہتا ہے۔ وہ کہے گا کہ اگر آپ اپنے ہاں کے مخصوص حالات کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں تو صاف کہیے کہ ہم بر بنائے مصلحت ایسا کر رہے ہیں، آخر یہ خواہ مخواہ محض زبان کے زور سے آپ اصول مساوات کے گول سوراخ میں اس نئے تصور اہلیت کی چوکھونٹی میخ کیوں ٹھونک رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی شریعت اپنی کسی بات کی صحت وصداقت ثابت کرنے کے لیے اس طرح کی لاطائل سخن سازیوں کی محتاج نہیں ہے۔ سیدھی اور صاف بات یہ ہے کہ اسلام اپنے نظام زندگی میں بلا امتیاز نسل ووطن ورنگ تمام مسلمانوں کو برابر کے حقوق دینے کا قائل ہے۔ اس پر ہر شخص ہر منصب کا اہل ہے جب کہ وہ اس کی صلاحیت رکھتا ہو، خواہ وہ کالا ہو یا گورا، عربی ہو یا عجمی، سامی ہو یا حامی۔ خلافت کے سوا باقی تمام مناصب کے معاملے میں یہ اصول اول روز ہی سے اسلام میں عملاً قائم کر دیا گیا تھا اور خود خلافت کے معاملے میں بھی اسلام کا مطمح نظر یہی تھا کہ **اسمعوا و اطیعوا ولو استعمل علیکم عبد حبشی**۔ ''سنو اور مانو خواہ تمہارے اوپر ایک حبشی غلام ہی امیر بنا دیا جائے۔'' لیکن اس خاص منصب کے لیے اس وقت جس وجہ سے قرشیت کی شرط لگائی گئی وہ یہ تھی کہ خلافت اسلامیہ کے لیے عربوں ہی کو ایک طویل مدت تک ریڑھ کی ہڈی کا کام دینا تھا، اور عربوں کے اندر سے قبائلی عصبیتیں اس حد تک عملاً نہیں نکل سکی تھیں کہ کوئی مسلمان بھی خلیفہ بنا دیا جاتا تو وہ اس کی قیادت میں پوری طرح مجتمع ہو کر کام کر سکتے، اس لیے ایک ایسے قبیلے کو خلافت کا علم بردار بنا دینا مناسب سمجھا گیا جس کی قیادت ایک مدت دراز سے عرب میں مسلّم چلی آ رہی تھی، جس کی سربراہی عربوں کو متحد رکھ سکتی تھی، اور جس کی طاقت انحراف کرنے والوں کو دبا سکتی تھی۔ یہ وہ مصلحت ہے جو رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے متعدد ارشادات میں واضح فرمائی ہے۔ مسند احمد میں سقیفۂ بنی ساعدہ کا واقعہ بیان ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر نے صحابہ کی بھری مجلس میں حضرت سعد بن عبادہ کو خطاب کر کے فرمایا۔

لَقَدْ عَلِمْتَ یَا سَعْدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ وَ اَنْتَ قَاعِدٌ قُرَیْشٌ وُلَاۃُ ھٰذَا الْاَمْرِ خَیْرُ النَّاسِ تَبَعٌ لِبَرِّھِمْ وَ فَاجِرِھِمْ تَبَعٌ لِفَاجِرِھِمْ فَقَالَ سَعْدٌ صَدَقْتَ۔ (مرویات ابی بکر صدیق، حدیث ۱۸) ''اے سعد تم کو معلوم ہے کہ نبی ﷺ نے یہ فرمایا تھا اور تم اس وقت بیٹھے تھے جب حضورؐ نے یہ فرمایا کہ قریش اس قیادت کے متولی ہیں، نیک لوگ ان کے نیک لوگوں کی پیروی کرتے ہیں اور بد ان کے بدوں کی۔ سعد نے کہا آپ سچ کہتے ہیں۔'' پھر اسی تقریر میں حضرت ابوبکرؓ نے کہا:

وَلَمْ تَعْرِفِ الْعَرَبُ ھٰذَا الْاَمْرَ اِلَّا لِھٰذَا الْحَیِّ مِنْ قُرَیْشٍ۔ (مرویات عمر فاروق حدیث ۳۹۱) ''اور عرب اس قبیلۂ قریش کے سوا کسی اور کی قیادت کو نہیں جانتے۔''

اسی مسند میں سیدنا علیؓ کی روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ اُذُنَایَ وَوَعَاہُ قَلْبِیْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ صَالِحُھُمْ تَبَعٌ لِصَالِحِھِمْ وَ شِرَارُھُمْ تَبَعٌ لِشِرَارِھِمْ۔ (حدیث: ۷۹۰) ''میرے ان دونوں کانوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور میرے دل نے اسے یاد رکھا ہے کہ لوگ قریش کے پیچھے چلنے والے ہیں، ان کے صالح قریش کے صالحوں کی پیروی کرتے ہیں اور ان کے اشرار قریش کے اشرار کی۔''

اسی مضمون کی روایات مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ اور جابر بن عبداللہ سے بھی منقول ہوئی ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نبی ﷺ نے جس بنا پر قریش کے لیے خلافت مخصوص کرنے کی ہدایت فرمائی وہ یہ تھی کہ عرب میں ان کا اثر و اقتدار پہلے سے قائم چلا آ رہا تھا۔ اصول مساوات قائم کرنے کے لیے اگر اس وقت خلافت کا منصب ہر عربی و عجمی مسلمان کے لیے کھلا چھوڑ دیا جاتا اور کسی غیر قریشی عرب یا عجمی مسلمان یا غلام زادے کو خلیفہ منتخب کر لیا جاتا تو نہ صرف یہ کہ عرب قبائل اس

کے قابو میں نہ رہتے بلکہ خود قریش کے اندر جو برے لوگ تھے ان کو بھی سر اٹھانے کا موقع مل جاتا اور قریش کی طاقت کا بڑا حصہ خلافت اسلامیہ کی مزاحمت میں صرف ہوتا۔ اس طرح یہ خطرہ تھا کہ سرے سے وہ اسلامی نظام ہی مستحکم نہ ہوسکتا جس کے بے شمار اصول خیر میں سے صرف ایک یہ اصول مساوات تھا۔ اس لیے حضورؐ نے اولیٰ اور انسب یہی سمجھا کہ ان حالات میں قریش کے صالحین کو کام کرنے کا موقع دیا جائے تاکہ اس قبیلے کی طاقت اسلامی خلافت کی مزاحم بننے کے بجائے اس کی پشت پناہ بنے۔ اس صورت میں یہ غالب توقع تھی کہ اسلامی نظام زندگی غالب اور مستحکم ہوکر رہے گا، اور جب وہ پوری طرح نافذ و مستحکم ہوگا تو جہاں اور بے شمار بھلائیاں قائم ہوں گی وہاں ایک روز خلافت کے معاملے میں بھی اصول مساوات قائم کرنے کے لیے ساز گار حالات پیدا ہوجائیں گے۔

حدیث امامت قریش سے مستنبط ہونے والے اصول

یہ ہے صحیح توجیہ حضورؐ کے اس فیصلے کی۔ اس سے جو اصول مستنبط ہوتے ہیں وہ مختصراً یہ ہیں۔

اولاً: اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی نظام زندگی جن لوگوں کو قائم کرنا اور چلانا ہو انہیں آنکھیں بند کرکے حالات کا لحاظ کیے بغیر پورا کا پورا نسخۂ اسلام یکبارگی استعمال نہ کرڈالنا چاہیے۔ بلکہ عقل اور بینائی سے کام لے کر زمان و مکان کے حالات کو ایک مومن کی فراست اور فقیہ کی بصیرت و تدبر کے ساتھ ٹھیک ٹھیک جانچنا چاہیے۔ جن احکام اور اصولوں کے نفاذ کے لیے حالات ساز گار ہوں انہیں نافذ کرنا چاہیے، اور جن کے لیے حالات ساز گار نہ ہوں ان کو مؤخر رکھ کر پہلے وہ تدابیر اختیار کرنی چاہیے جن سے ان کے نفاذ کے لیے فضا موافق ہوسکے۔ اسی چیز کا نام حکمت یا حکمت عملی ہے جس کی ایک نہیں بیسیوں مثالیں شارعؑ کے اقوال اور طرز عمل میں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامت دین بدھوؤں کے کرنے کا کام نہیں ہے۔

ثانیاً: اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب زمان و مکان کے حالات کی وجہ سے اسلام کے دو احکام یا اصولوں یا مقاصد کے درمیان عملاً تضاد واقع ہوجائے، یعنی دونوں پر بیک وقت عمل کرنا ممکن نہ رہے تو دیکھنا چاہیے کہ شریعت کی نگاہ میں اہم تر چیز کون سی ہے، اور پھر جو اہم تر ہو اس کی خاطر شرعی نقطۂ نظر سے کم تر اہمیت رکھنے والی چیز کو اس وقت تک ترک کردینا چاہیے جب تک دونوں پر ایک ساتھ عمل کرنا ممکن نہ ہوجائے۔ لیکن اسی حد تک ایسا کرنا چاہیے جس حد تک یہ ناگزیر ہو۔ نبی ﷺ نے خلافت اسلامیہ کے استحکام کو اصول مساوات کے قیام پر ترجیح دی، کیوں کہ خلافت کے استحکام پر پورے اسلامی نظام زندگی کا قیام و نفاذ موقوف تھا۔ اور یہ کل اسلام کی نگاہ میں ایک جز کی بہ نسبت عظیم تر اہمیت رکھتا تھا۔ لیکن آپ نے اس مقصد کے لیے اصول مساوات کو بالکلیہ نہیں بلکہ اس کے صرف اس حصے کو معطل رکھا جو منصب خلافت سے متعلق تھا، کیوں کہ صرف اسی حد تک اس کا تعطل ناگزیر تھا۔ یہ ایک مثال ہے قاعدۂ اختیار اھون البلیتین کی۔ اس سے وہ موقع و محل بھی معلوم ہوجاتا ہے جس میں یہ قاعدہ جاری ہوگا اور اس کے حدود و شرائط پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

ثالثاً: اس سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ جہاں قبائلیت اور برادریوں کے تعصبات یا دوسری گروہی عصبیتیں زندہ و متحرک ہوں، وہاں ان سے براہ راست تصادم کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ جہاں جس قبیلے یا برادری یا گروہ کا زور ہو وہاں اسی کے نیک لوگوں کو آگے لانا چاہیے تاکہ زور آور گروہ کی طاقت اسلامی نظام کے نفاذ کی مزاحم بننے کے بجائے اس کی مددگار بنائی

جا سکے اور بالآخر نیک لوگوں کی کارفرمائی سے وہ حالات پیدا ہو سکیں جن میں ہر مسلمان مجرد اپنی دینی و اخلاقی اور ذہنی صلاحیت کی بنا پر، بلا لحاظ نسل و نسب و وطن سربراہی کے مقام پر آسکے۔ یہ بھی اسی حکمت کا ایک شعبہ ہے جسے حکمت عملی کے نام سے یاد کرنے کا گناہ مجھ سے سرزد ہوا ہے۔

یہ اصول جو نبی ﷺ کے اس قول و عمل سے میں نے مستنبط کیے ہیں اگر ان میں کوئی قباحت کسی کو نظر آتی ہو تو وہ دلیل کے ساتھ اس کی نشان دہی کرے۔ رہا اس پر کسی کا یہ اعتراض کہ اس نوع کے تصرفات کرنے کا حق صرف شارع کو پہنچتا تھا، دوسرا کوئی اس کا مجاز نہیں ہو سکتا، تو میں صاف عرض کروں گا کہ یہ بات اگر مان لی جائے تو فقہ اسلامی کی جڑ ہی کٹ جاتی ہے۔ کیوں کہ اس کا تو سارا نشو و ارتقاء ہی اس بنیاد پر ہوا ہے کہ شارع کے زمانے میں جو حوادث اور معاملات پیش آئے تھے ان میں شارع کے احکام اور تصرفات اور طرز عمل کا گہرا مطالعہ کر کے وہ اصول اخذ کیے جائیں جو شارع کے بعد پیش آنے والے حوادث و معاملات پر منطبق ہو سکتے ہوں۔ اس کا دروازہ بند ہو جائے تو پھر فقہ اسلامی صرف انہی حوادث و معاملات کے لیے رہ جائے گی جو شارع کے زمانے میں پیش آئے تھے۔ بعد کے نئے حالات میں ہم بالکل بے بس ہوں گے۔

تشریح: ان احادیث میں قریش کی برتری کے متعلق حضورؐ کے ارشادات نقل کیے گئے ہیں۔ ان کو یہ برتری اس طرح حاصل ہوئی کہ قریش کا قبیلہ نبی ﷺ کے جداعلیٰ قصی بن کلاب کے زمانے تک حجاز میں منتشر تھا۔ سب سے پہلے قصی نے اس کو مکے میں جمع کیا اور بیت اللہ کی تولیت اس قبیلے کے ہاتھ میں آگئی۔ اسی بنا پر قصی کو مجمع (جمع کرنے والے) کا لقب دیا گیا۔ اس شخص نے اپنے اعلیٰ درجہ کے تدبر سے مکہ میں ایک شہری ریاست کی بنیاد رکھی اور جملہ اطراف عرب سے آنے والے حاجیوں کی خدمت کا بہترین انتظام کیا جس کی بدولت رفتہ رفتہ عرب کے تمام قبائل اور تمام علاقوں میں قریش کا اثر و رسوخ قائم ہوتا چلا گیا۔ قصی کے بعد اس کے بیٹوں عبد مناف اور عبد الدار کے درمیان مکہ کی ریاست کے مناصب تقسیم ہو گئے، مگر دونوں میں سے عبد مناف کو اپنے باپ ہی کے زمانے میں زیادہ ناموری حاصل ہو چکی تھی اور عرب میں اس کا شرف تسلیم کیا جانے لگا تھا۔ عبد مناف کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم، عبد شمس، مطلب اور نوفل۔ ان میں سے ہاشم عبد المطلب کے والد اور رسول اللہ ﷺ کے پردادا کو سب سے پہلے یہ خیال پیدا ہوا کہ اس بین الاقوامی تجارت میں حصہ لیا جائے جو عرب کے راستے بلاد مشرق اور شام و مصر کے درمیان ہوتی تھی اور ساتھ ساتھ اہل عرب کی ضروریات کا سامان بھی خرید کر لایا جائے تاکہ راستے کے قبائل ان سے مال خریدیں اور مکے کی منڈی میں اندرون ملک کے تجار خریداری کے لیے آنے لگیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ایران کی ساسانی حکومت اس بین الاقوامی تجارت پر اپنا تسلط قائم کر چکی تھی جو شمالی علاقوں اور خلیج فارس کے راستوں سے رومی سلطنت اور بلاد مشرق کے درمیان ہوتی تھی۔ اس لیے جنوبی عرب سے بحر احمر کے ساحل کے ساتھ ساتھ جو تجارتی راستہ شام و مصر کی طرف جاتا تھا اس کا کاروبار بہت چمک اٹھا تھا۔ دوسرے عربی قافلوں کی بہ نسبت قریش کو یہ سہولت حاصل تھی کہ راستے کے تمام قبائل بیت اللہ کے خدام ہونے کی حیثیت سے ان کا احترام کرتے تھے اس کی بنا پر سب ان کے احسان مند تھے۔ انہیں اس امر کا کوئی خطرہ نہ تھا کہ راستے میں کہیں ان کے قافلوں پر ڈاکہ مارا جائے گا راستے کے قبائل ان سے رہ گزر کے وہ بھاری ٹیکس بھی وصول نہ کر سکتے تھے جو دوسرے قافلوں سے طلب کیے جاتے تھے۔ ہاشم نے انہی تمام پہلوؤں کو دیکھ کر تجارت کی اسکیم بنائی اور اپنی اس اسکیم میں اپنے باقی تینوں بھائیوں کو شامل کیا۔ شام کے غسانی بادشاہ سے ہاشم نے، حبش کے بادشاہ

سے عبد شمس نے، یمنی امراء سے مطلب نے اور عراق و فارس کی حکومتوں سے نوفل نے تجارتی مراعات حاصل کیں۔ اس طرح ان لوگوں کی تجارت بڑی تیزی سے ترقی کرتی چلی گئی۔ اسی بنا پر یہ چاروں بھائی متجرین (تجارت پیشہ) کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اور جو روابط انہوں نے گرد و پیش کے قبائل اور ریاستوں سے قائم کیے تھے ان کی بنا پر ان کو اصحاب الایلاف بھی کہا جاتا تھا جس کے لفظی معنی ''الفت پیدا کرنے والوں'' کے ہیں۔

اس کاروبار کی وجہ سے قریش کے لوگوں کو شام، مصر، عراق، ایران، یمن اور حبش کے ممالک سے تعلقات کے وہ مواقع حاصل ہوئے اور مختلف ملکوں کی ثقافت و تہذیب سے براہ راست سابقہ پیش آنے کے باعث ان کا معیار دانش و بینش اتنا بلند ہوتا چلا گیا کہ عرب کا کوئی دوسرا قبیلہ ان کی ٹکر کا نہ رہا۔ مال و دولت کے اعتبار سے بھی وہ عرب میں سب پر فائق ہو گئے اور مکہ جزیرۃ العرب کا سب سے زیادہ اہم تجارتی مرکز بن گیا۔ ان بین الاقوامی تعلقات کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا کہ عراق سے یہ لوگ وہ رسم الخط لے کر آئے جو بعد میں قرآن مجید لکھنے کے لیے استعمال ہوا۔ عرب کے کسی دوسرے قبیلے میں اتنے پڑھے لکھے لوگ نہ تھے جتنے قریش میں تھے۔ (تفہیم القرآن ج ٦، قریش، تاریخی پس منظر)

ابن خلدون نے یہ بات بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کی ہے کہ اس وقت اسلامی ریاست کی اصل پشت پناہ عرب تھے، اور عربوں کا زیادہ سے زیادہ اتفاق اگر ممکن تھا تو قریش ہی کی خلافت پر۔ دوسرے کسی گروہ کا آدمی لینے کی صورت میں تنازع اور افتراق کے امکانات اتنے زیادہ تھے کہ خلافت کے نظام کو اس خطرے میں ڈالنا مناسب نہ تھا۔ اسی وجہ سے نبی ﷺ نے ہدایت کی تھی کہ امام قریش میں سے ہوں۔''

نبی ﷺ نے خود بھی قریش میں خلافت رکھنے کی ہدایت دیتے ہوئے یہ بات واضح کر دی تھی کہ یہ منصب ان کے اندر اس وقت تک رہے گا جب تک ان میں مخصوص صفات باقی رہیں گی۔ (ابن حجر، فتح الباری: ١٣/ ٩٥)

اس سے خود بہ خود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان صفات کے فقدان کی صورت میں خلافت غیر قریش کے لیے بھی ہو سکتی ہے۔

(خلافت و ملوکیت، اہلیت خلافت کی شرائط ''خلافت کے لیے قرشیت کی شرط'')

آپ جو نظام زندگی قائم کرنے کے لیے مبعوث ہوئے تھے وہ پوری نوع انسانی کے لیے تھا۔ صرف عرب کے لیے نہ تھا، مگر عرب میں اس کا قائم ہونا اور پوری طرح جم جانا، دنیا میں اس کے قیام کا ایک ناگزیر ذریعہ تھا۔ کیوں کہ آپ کو اپنے مشن کی کامیابی کے لیے جو مواقع عرب میں حاصل تھے اور وہ کہیں نہ تھے۔ اس لیے آپ نے اس کو مقصدی اہمیت دی۔ بیرونی دنیا میں دعوت پہنچانے کی صرف ابتدائی تدبیروں پر اکتفا فرمایا۔ اپنی پوری توجہ اور پوری طاقت صرف عرب میں اقامت دین پر صرف فرمائی اور بین الاقوامیت کی خاطر کوئی ایسا کام نہ کیا جو عرب میں اس مقصد عظیم کی کامیابی کے لیے نقصان دہ ہو۔ اسلامی نظام کے اصولوں میں سے ایک یہ بھی تھا کہ تمام نسلی اور قبائلی امتیازات کو ختم کر کے اس برادری میں شامل ہونے والے سب لوگوں کو یکساں حقوق دیے جائیں اور تقویٰ کے سوا فرق مراتب کی کوئی بنیاد نہ رہنے دی جائے۔ اس چیز کو قرآن مجید میں بھی پیش کیا گیا اور حضور ﷺ نے بھی بار بار اس کو نہ صرف زبان مبارک سے بیان فرمایا، بلکہ عملاً موالی اور غلام زادوں کو امارت کے مناصب دے کر واقعی مساوات قائم کرنے کی کوشش بھی فرمائی۔ لیکن جب پوری مملکت کی فرماں روائی کا مسئلہ سامنے آیا تو آپؐ نے ہدایات دی کہ **الائمة من قریش** ''امام قریش میں سے ہوں''، ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ اس خاص

معاملہ میں یہ ہدایت مساوات کے اس اصول کے خلاف پڑتی ہے جو کلیہ کے طور پر پیش کیا گیا تھا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کے ایسے اہم اصول میں اتنے بڑے استثنا کی گنجایش کیوں پیدا کی گئی؟ اس کا جواب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس وقت عرب کے حالات میں کسی غیر عرب تو درکنار کسی غیر قریشی کی خلافت بھی عملاً کامیاب نہیں ہو سکتی تھی، اسی لیے حضور ﷺ نے خلافت کے معاملہ میں مساوات کے اس عام اصول پر عمل کرنے سے صحابہ کو روک دیا، کیوں کہ اگر عرب ہی میں حضورؐ کے بعد اسلامی نظام درہم برہم ہو جاتا تو دنیا میں اقامت دین کا فریضہ کون انجام دیتا۔ یہ اس بات کی صریح مثال ہے کہ ایک اصول کو قائم کرنے پر ایسا اصرار جس سے اصول کی بہ نسبت بہت زیادہ اہم دینی مقاصد کو نقصان پہنچ جائے، حکمت عملی ہی نہیں، حکمت دین کے بھی خلاف ہے۔ مگر یہ معاملہ اسلام کے سارے اصولوں کے بارے میں یکساں نہیں ہے۔ جن اصولوں پر دین کی اساس قائم ہے مثلاً توحید اور رسالت وغیرہ، ان میں عملی مصالح کے لحاظ سے لچک پیدا کرنے کی کوئی مثال حضورؐ کی سیرت میں نہیں ملتی، نہ اس کا تصور ہی کیا جا سکتا ہے۔ (رسائل و مسائل حصہ چہارم تحریک اسلامی سے متعلق ''جماعت کا موقف اور...'')

۲۹۸- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ یَکُوْنُ اثْنَا عَشَرَ اَمِیْرًا فَقَالَ کَلِمَةً لَمْ اَسْمَعْهَا۔ فَقَالَ اَبِیْ اِنَّهٗ قَالَ: کُلُّهُمْ مِّنْ قُرَیْشٍ۔

تخریج:⟨۱⟩ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: یَکُوْنُ اثْنَا عَشَرَ اَمِیْرًا، فَقَالَ: کَلِمَةً لَمْ اَسْمَعْهَا، فَقَالَ اَبِیْ: اِنَّهٗ قَالَ: کُلُّهُمْ مِّنْ قُرَیْشٍ۔ (۱۴)

⟨۲⟩ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ، قَالَ: نَا سُفْیَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ عُمَیْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: لَا یَزَالُ اَمْرُ النَّاسِ مَاضِیًا مَا وَلِیَهُمْ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا ثُمَّ تَکَلَّمَ النَّبِیُّ ﷺ بِکَلِمَةٍ خَفِیَتْ عَلَیَّ، فَسَاَلْتُ اَبِیْ مَاذَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: کُلُّهُمْ مِّنْ قُرَیْشٍ۔ (۱۵)

⟨۳⟩ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ اَبِیْ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ، فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ: اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ لَا یَنْقَضِیْ حَتّٰی یَمْضِیَ فِیْهِمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَةً، قَالَ: ثُمَّ تَکَلَّمَ بِکَلَامٍ خَفِیَ عَلَیَّ قَالَ: فَقُلْتُ لِاَبِیْ: مَا قَالَ؟ قَالَ: کُلُّهُمْ مِّنْ قُرَیْشٍ۔ (۱۶)

ترمذی میں جابر بن سمرہ سے مروی روایت:

⟨۴⟩ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: یَکُوْنُ مِنْ بَعْدِیْ اثْنَا عَشَرَ اَمِیْرًا، قَالَ: ثُمَّ تَکَلَّمَ بِشَیْءٍ لَمْ اَفْهَمْهُ، فَسَاَلْتُ الَّذِیْ یَلِیْنِیْ، فَقَالَ: قَالَ: کُلُّهُمْ مِّنْ قُرَیْشٍ۔ (۱۷)

⟨۵⟩ عَنْ سِمَاکِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ

يَقُوْلُ: لَا يَزَالُ الْإِسْلَامُ عَزِيْزًا اِلٰى اِثْنٰى عَشَرَ خَلِيْفَةً ثُمَّ قَالَ كَلِمَةً لَمْ اَفْهَمْهَا، فَقُلْتُ لِاَبِىْ: مَا قَالَ؟ فَقَالَ: كُلُّهُمْ مِّنْ قُرَيْشٍ۔ (۱۸)

ایک اورروایت میں ہے:

﴿۶﴾ قَالَ: اَنْطَلَقْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ مَعِىْ اَبِىْ، فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: لَا يَزَالُ هٰذَا الدِّيْنُ عَزِيْزًا مَنِيْعًا اِلٰى اِثْنٰى عَشَرَ خَلِيْفَةً، فَقَالَ كَلِمَةً صَمَّنِيْهَا النَّاسُ، فَقُلْتُ لِاَبِىْ: مَا قَالَ؟ قَالَ: كُلُّهُمْ مِّنْ قُرَيْشٍ۔(۱۹)

ابوداؤد میں منقول روایت:

﴿۷﴾ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَا يَزَالُ هٰذَا الدِّيْنُ قَآئِمًا حَتّٰى يَكُوْنَ عَلَيْكُمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِيْفَةً، كُلُّهُمْ تَجْتَمِعُ عَلَيْهِ الْاُمَّةُ، فَسَمِعْتُ كَلَامًا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ اَفْهَمْهُ، قُلْتُ لِاَبِىْ: مَا يَقُوْلُ؟ قَالَ: كُلُّهُمْ مِّنْ قُرَيْشٍ۔ (۲۰)

دوسری روایت میں ہے:

﴿۸﴾ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَا يَزَالُ هٰذَا الدِّيْنُ عَزِيْزًا اِلٰى اِثْنٰى عَشَرَ خَلِيْفَةً قَالَ: فَكَبَّرَ النَّاسُ وَضَجُّوْا، ثُمَّ قَالَ كَلِمَةً خَفِيْفَةً قُلْتُ لِاَبِىْ: يَا اَبَتِ مَا قَالَ؟ قَالَ: كُلُّهُمْ مِّنْ قُرَيْشٍ۔ (۲۱)

تشریح: بخاری میں یہ روایت بہت مختصر ہے۔ لیکن مسلم، ابو داؤد، ترمذی، اور طبرانی وغیرہ میں اس مضمون کی متعدد روایات موجود ہیں جو پوری تفصیل بیان کرتی ہیں اوران سے اصل مفہوم کی وضاحت ہوجاتی ہے۔ ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ بارہ خلفاء یا امراء (الفاظ مختلف ہیں) کے دورتک اسلام زبردست اور طاقت ور رہے گا، امت ایک نظام میں مجتمع رہے گی، اورکسی کی عداوت ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ مسلمانوں کی تاریخ کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف امراء پراس کی پیشین گوئی کا اطلاق کیا جاسکتا ہے اور بعض لوگوں نے اس کی کوشش بھی کی ہے لیکن بہر حال ان تفصیلات سے یہ بات صاف ظاہر ہوجاتی ہے کہ ان بارہ امراء یا خلفاء سے مراد ائمہ اثنا عشر نہیں ہوسکتا کیوں کہ ان کے ہاتھ میں حکومت نہیں رہی۔

(رسائل ومسائل حصہ سوم، ائمہ اربعہ اوراہل بیت)

ماٰخذ

(۱) بخاری ج ۲ کتاب الاحکام باب الامراء من قریش☆ بخاری ج ۱ کتاب المناقب، باب مناقب قریش۔☆السنن الکبریٰ ج ۸ کتاب قتال اھل البغی باب الائمة من قریش۔تابعه نعیم عن ابن المبارک عن معمر عن الزهری عن محمد بن جبیر۔

(۲) مسند احمد ج۱ص ۴۵۸۔ عن عبد اللّٰہ بن مسعود۔☆ مجمع الزوائد ج ۵ کتاب الخلافۃ باب الخلفاء الاثنی عشر۔ عن عبد اللّٰہ بن مسعود۔

(۳) مسند احمد ج۴ص ۴۲۱۔☆ مجمع الزوائد ج۵ص ۱۹۲☆السنن الکبریٰ للبیھقی ج ۸ ص ۱۴۴۔ عن انس ☆مسند احمد ج۴ص ۴۲۴ عن ابی برزہ☆ مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۹۲ اور السنن الکبریٰ للبیھقی ج ۸ ص ۱۴۴ عن انس مندرجہ ذیل عبارت بھی منقول ھے۔ قال رسول اللّٰہ ﷺ الامراء من قریش، الامراء من قریش الامراء من قریش، لی علیھم حق ولھم علیکم حق ما فعلوا ثلاثا ما حکموا، فعدلوا، واسترحموا فرحموا و عاھدوا فوفوا فمن لم یفعل ذلک منھم فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین۔

(۴) مسند ابی داؤد الطیالسی ص ۱۲۵۔ ما روی عن ابی برزۃ واسمہ نضلۃ بن عبیدؓ...

(۵) بخاری ج۲ کتاب الاحکام، باب الامراء من قریش۔☆ بخاری ج۱باب المناقب، مناقب قریش۔☆مسلم ج۲ کتاب الامارۃ، باب الناس تبع لقریش والخلافۃ فی قریش۔ مسلم نے ما بقی من الناس اثنان نقل کیا ھے۔☆ السنن الکبریٰ ۸ کتاب قتال اھل البغی باب الائمۃ من قریش۔ عن ابن عمر۔ ☆کنز العمال ج۶ص ۴۹۔ حدیث نمبر ۱۴۷۹۴۔ عن ابن عمر۔

(۶) مسلم ج۲ کتاب الامارۃ، باب الناس تبع لقریش والخلافۃ فی قریش۔☆ مسند احمد ج۳ص ۳۳۱، ۳۷۹، ۳۸۳۔ عن جابر بن عبد اللّٰہ۔☆ السنن الکبریٰ بیھقی ج ۸ کتاب قتال اھل البغی باب الائمۃ من قریش۔ عن جابر بن عبد اللّٰہ۔

(۷) ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء ان الخلفاء من قریش الٰی ان تقوم الساعۃ۔☆ مجمع الزوائد ج ۵ کتاب الخلافۃ، باب الخلفاء الاثنی عشر۔ عن سھل بن سعد۔و فی الباب، عن ابن عمر، وابن مسعود، و جابر، ھٰذا حدیث حسن صحیح غریب۔

(۸) بخاری ج ۱ کتاب المناقب، باب المناقب و قول اللہ تعالی یایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی۔ و جعلناکم شعوبا و قبائل۔☆ مسلم ج ۲ کتاب الامارۃ، باب الناس تبع لقریش والخلافۃ فی قریش۔ عن ابی ھریرۃ۔ مسلم نے انھی سے الناس تبع لقریش فی ھٰذا الشان مسلمھم لمسلمھم و کافرھم لکافرھم۔☆ مسند احمد ج۲ ص ۲۴۳۔ عن ابی ھریرۃ۔☆ مسند احمد ج ۴ص ۱۰۱۔ عن معاویۃ۔☆ السنن الکبریٰ بیھقی ج ۸ کتاب قتال اھل البغی باب الائمۃ من قریش۔ عن ابی ھریرۃ۔

(۹) السنن الکبریٰ بیھقی ج ۸ کتاب قتال اھل البغی باب الائمۃ من قریش۔

(۱۰) تاریخ بغداد ج۲ص ۶۱۔☆ مجمع الزوائد ج ۱۰ص ۲۵۔☆ تلخیص الحبیر ج۲ص ۳۶۔☆ کنز العمال حدیث نمبر ۱۳۷۹۱۔ ۳۳۷۸۹۔ ۳۳۷۹۰۔ فتح الباری ج ۱۳۔ص ۱۱۸۔

فی حدیث جبیر بن مطعم رفعہ، قدموا قریشا ولا تقدموھا۔ اخرجہ البیھقی، و عند الطبرانی من حدیث عبد اللہ بن حنطب، و من حدیث عبد اللہ بن السائب مثلہ، و فی نسخۃ ابی الیمان، عن شعیب، عن ابی ھریرۃ، عن ابی بکر ابن سلیمان بن ابی حثمۃ مرسلا انہ بلغہ مثلہ۔ و اخرجہ الشافعی من وجہ آخر عن ابن شھاب انہ بلغہ مثلہ۔

فتح الباری شرح بخاری ج۱۶ص ۲۳۵۔☆ تلخیص الجبیر ج۲ص ۳۶۔☆ اتحاف النبلا ج۲ص ۲۳۱۔ ☆مجمع الزوائدج ۱۰ص ۲۵۔☆ کنز العمال حدیث نمبر ۱۳۷۹۱- ۳۳۷۸۹- ۳۳۷۹۰۔

(۱۱) فتح الباری ج۱۶ کتاب الاحکام۔

نوٹ: مسند میں تو مجھے رجل من بنی بکر کے اور عمرو کے ضمن میں کہیں یہ حدیث ان الفاظ میں نہیں ملی۔ (مرتب)

(۱۲) مسند احمد ج ٤ ص ۲۰۳

(۱۳) مسند احمد ج ۱ ص ٥۔☆ مجمع الزوائد ج ٥ ص ۱۹۱۔ و فی الصحیح طرف من اوله و رجاله ثقات الا ان حمید بن عبد الرحمن لم يدرك ابا بكر۔ (مسند احمد ج ۱ ص ٥۔ عن حمید بن عبد الرحمن۔)

(فقال ابو بکر) : و لقد علمت يا سعد ان رسول اللّٰه ﷺ قال و انت قاعد: قریش ولاة هذا الامیر فبر الناس تبع لبرهم، و فاجرهم تبع لفاجرهم۔ مجمع الزوائد ج ٥ کتاب الخلافة باب الخلفاء الاثنی عشر۔ مسند احمد: ۲/ ۲٦١۔ عن ابی هریرة۔اس مقام پر الناس تبع لقریش فی هذا الامر، خیارهم تبع لخیارهم و شرارهم تبع لشرارهم ہے☆ مسند احمد ج ۲ ص ۳۱۹ پر عن ابی هریرة۔ الناس تبع لقریش فی هذا الشان مسلمهم تبع لمسلمهم، و کافرهم تبع لکافرهم۔ مسند احمد: ۲/ ۳۹٥ پر عن ابی ہریرہ۔

مسند احمد ج ۲ ص ٤۳۳۔ عن ابی ہریرہ پر منقول ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ فِی هٰذَا الشَّانِ، خِیَارُهُمْ اَتْبَاعٌ لِخِیَارِهِمْ وَ شِرَارُهُمْ اَتْبَاعٌ لِشِرَارِهِمْ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَیْمَانَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَیْرٍ، عَنْ عَمَّارَةَ ابْنِ رُوَیْبَةَ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَتْ اُذُنَایَ وَ وَعَاهُ قَلْبِیْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ صَالِحُهُمْ تَبَعٌ لِصَالِحِهِمْ وَ شِرَارُهُمْ تَبَعٌ لِشِرَارِهِمْ۔ (مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۱۔ مجمع الزوائد ج ٥ ص ۱۹۱۔ عن علی)

(۱٤) بخاری ج ۲ کتاب الاحکام، باب...☆ المعجم الکبیر للطبرانی ج ۲ ص ۲۱٤۔ عن جابر بن سمرة۔

(۱٥) مسلم ج ۲ کتاب الامارة باب الناس تبع لقریش والخلافة فی قریش۔

(۱٦) مسلم ج ۲ کتاب الامارة باب الناس تبع لقریش والخلافة فی قریش۔

ایک دوسری روایت میں جو جابر بن سمرہ سے مروی ہے فقال: لا یزال الدین قائما حتی تقوم الساعة او یکون علیکم اثنا عشر خلیفة کلهم من قریش۔ (حوالہ مذکورہ بالا)

(۱۷) ترمذی ابواب الفتن، باب ما جاء فی الخلفاء۔ هذا حدیث حسن صحیح، و قد روی من غیر وجه عن جابر بن سمرة☆ المعجم الکبیر للطبرانی ج ۲ ص ۲٥٥۔ عن جابر بن سمرة۔

(۱۸) مسلم ج ۲ کتاب الامارة۔ المعجم الکبیر للطبرانی ج ۲ ص ۲۳۲۔ عن جابر بن سمرة۔

(۱۹) مسلم ج ۲ کتاب الامارة، باب الناس تبع لقریش والخلافة فی قریش۔

(۲۰) ابو داؤد ج ٤ کتاب المهدی۔

(۲۱) ابو داؤد ج ٤ کتاب المهدی۔